

# تشریح (۱۲۱) بخاری

جدید چاپ

افادات

- ۱- کتب احکام مولانا رشید احمد گنگوہی مدظلہ
  - ۱- شیخ العربیہ نجم مولانا سید حسین احمد مدظلہ
  - ۱- شیخ الحدیث مولانا محمد رفیع مدظلہ
- ترتیب :

حضرت مولانا محمد مہر القادری مدظلہ

کتب خانہ معینیہ ملتان

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً (الحديث)

# تشریحات بخاری<sup>رح</sup> (اردو)

جلد چہارم

افادات

قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی<sup>رحمہ اللہ</sup>  
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا<sup>رحمہ اللہ</sup>

مرتبہ

استاذ العلماء مولانا محمد عبدالقادر قاسمی فاضل دیوبند

ناشر

کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

فون نمبر 061-4543841



# جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

طبع دوم 2007ء

نام کتاب \_\_\_\_\_ تشریحات بخاری جلد پنجم  
افادات \_\_\_\_\_ قطب عالم الشیخ مولانا رشید احمد گنگوہی  
\_\_\_\_\_ شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی  
\_\_\_\_\_ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی  
ترتیب، ترجمہ و تشریح \_\_\_\_\_ حضرت مولانا محمد عبدالقادر صاحب قاسمی  
ناشر \_\_\_\_\_ کتب خانہ مجیدیہ ملتان  
تعداد \_\_\_\_\_ ایک ہزار  
صفحات \_\_\_\_\_  
پرنٹر \_\_\_\_\_  
قیمت مجلد \_\_\_\_\_

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عرضِ ناشر!

بجملہ اللہ تشریحات بخاری جلد چہارم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور مولانا محمد عبدالقادر قاسمی صاحب فاضل دیوبند کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے جلد چہارم کی طباعت کی توفیق ارزانی فرمائی۔

انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال جلد پنجم آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ دُعا اور تعاون کی اپیل ہے۔

فقط  
بلال احمد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## عرض مؤلف

گذشتہ سال فالج کے شدید حملہ کی وجہ سے چھ ماہ تک صاحب فراش رہا۔ ڈاکٹری علاج پر ہزاروں روپے صرف ہوئے۔ بحمد اللہ اب افاقہ ہے چلنا پھرنا لکھنا پڑھنا اور ادو وظائف جاری ہیں حضرات علماء کرام اور اطباء عظام کے مشورہ سے اور آیت قرآنی فیہ شفاء للناس کے مطابق اب صرف شمد خالص کا استعمال جاری ہے۔ جس سے بفضلہ تعالیٰ طبیعت کافی حد تک سنبھل گئی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ زندگی صحت و عافیت کے ساتھ بسر کرائیں۔ خاتمہ ایمان پر ہو۔ اپنے سوا کسی کا محتاج نہ بنائے۔ بایں ہمہ تشریحات بخاری جلد رابع آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ماشاء اللہ جلد رابع کتاب الجہاد تک پہنچ گئی ہے جو ساڑھے دس پارے بخاری کی تشریحات پر مشتمل ہے جلد پنجم کی تیاری ہو رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائیں۔ اور غیب سے تشریحات بخاری کی تکمیل کے اسباب مہیا فرمائیں۔ خاتمہ ایمان پر ہو۔ اپنے سوا کسی کا محتاج نہ بنائیں۔ آمین

فقط محمد عبدالقادر قاسمی

ملتان

## فہرست مضامین تشریحات بخاری جلد چہارم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۲	بیع چار قسم ہیں۔ باطل۔ فاسد۔ موقوف۔ مکروہ النکح	۱۵	مالدار کو قرضہ میں مہلت دینا کارِ ثواب ہے۔
	احکام میں ائمہ کا اختلاف ہے۔	۱۶	موسر اور انظار کی تشریح عند گنگوہیؒ۔
۴۳	خیار کے اقسام اور ان کے احکام۔		شیخ زکریاؒ کے نزدیک موسر اور انظار کی تحقیق۔
۴۶	ہبہ اور بیع کے احکام مختلف ہیں۔		غنی کے تین مراتب ہیں اور تجلوز کے معنی۔
۴۷	اعتاق کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔	۱۸	داء حبث اور غائلہ میں اقوال ائمہ۔
۵۴	کیل اور وزن کس کے ذمہ ہے۔ ائمہ کرام کے اقوال۔		مالم۔ یطرقا تفرق کے معنی میں علماء کا اختلاف۔
۵۵	اہل و عیال پر خرچ کو بھی کیل کرنا مستحب ہے۔	۱۹	خلطِ ملط چیز کو پھینا جائز ہے۔
۵۸	غذائی اشیاء کا روکنا جائز نہیں ہے۔	۲۰	ردی اور جبہ کھجور کی طرح گوشت اور ہڈیوں کی خرید و فروخت بھی جائز ہے۔
۶۰	قبل از قبض بیع و شراء جائز ہے۔ اقوال ائمہ عجیب بحث		مال اور نقدی کی مد میں جھوٹ بولنا بیع کو ٹال دیتا ہے۔
۶۲	ہے۔ چار احاث پہلی بیع کے معنی۔ دوسری بحث اخیر کے لفظ میں مسلم کی قید ہے۔ تیسری بحث شروطِ نئی میں ہے چوتھی بحث جو شخص حدیث کی مخالفت کر کے بیع کرتا ہے اہل ظواہر کے نزدیک اس کی عقد باطل ہے۔	۲۱	
۶۳	نیلامی کی بیع جائز ہے۔	۲۲	سودی کا روبر کرنے والا خطبی اٹھے گا۔
۶۴	مدبر کی بیع میں علماء کا اختلاف ہے۔	۲۴	کتے کی خرید و فروخت میں علماء کا اختلاف۔
۶۵	نجش کی لغوی و شرعی تحقیق۔	۲۶	سب سے زیادہ جھوٹے رنگریز اور زرگر ہوتے ہیں۔
	حبل الحبیلہ کی تشریح اور احکام۔	۳۳	بیع میں کسی قسم کی شرط ناجائز ہے۔
۶۶	ملاستہ کی تفسیر اور اس کا حکم۔	۳۴	الکس کے معنی میں اختلاف ائمہ ہے۔
۶۷	منابذہ میں تین قول اور اس کا حکم	۳۵	عیب دار چیز کی بیع جائز ہے لیکن خریدار کو اختیار ہے۔
۶۸	محفل کی تشریح اور اس کے حکم میں اختلاف۔	۳۶	اسلحہ کی بیع زمانہ فتنہ میں بھی جائز۔
		۳۷	کستوری کی بیع جائز ہے۔ حسن بھریؒ کے بعد اختلاف ختم ہو گیا۔
		۴۲	خیار شرط کیلئے کوئی مدت مقرر نہیں علماء کا اختلاف۔



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۱۱	جس کی ذات حرام ہے اس کی قیمت کھانا حرام ہے۔	۷۱	زنا عیب ہے ایسی باندی اور غلام دونوں کی بیع کا حکم۔
۱۱۵	بیع الحیوان بالخیوان نقداً جائز ہے اور ادھار میں اختلاف۔	۷۲	آقا غلام زانی پر حد قائم کر سکتا ہے یا نہیں۔
۱۱۶	امام بخاری کا عزل کی ممانعت سے بیع الولد کی ممانعت پر استدلال۔	۷۳	بالواسطہ عورت بیع و شراء کر سکتی ہے۔
۱۲۰	مکسب الامۃ سے زنا مراد ہے۔ بعض نے عموم پر محمول کیا ہے۔	۷۴	شراء و بیع الحاضر للبادی کی تشریح اور حکم۔
۱۲۱	بیع سلم جائز ہے۔ البتہ اس کے شرائط میں اختلاف ہے۔	۷۷	تلقی الرکبا کی صورتیں اور ان کا حکم۔
۱۲۲	بیع سلم کی مدت کی تعیین میں اختلاف۔	۷۸	ممنوع تلقی رکبان کی حد شہر سے باہر ہے۔
۱۲۳	بیع سلم میں وہ شرائط ہیں جو بیع میں نہیں۔	۷۹	بیع میں شروط کی اقسام و احکام۔
۱۲۶	جس چیز کی رہن صحیح ہے اسکی ضمان صحیح ہے۔	۸۰	سود کن اشیاء میں حرام ہے۔
۱۲۹	شفعہ کے لغوی اور شرعی معنی اور اس کے احکام۔	۸۱	بیع کے اقسام اور ان کے احکام۔
۱۳۱	شفعہ کے اقسام عند الامام۔ شفہ کے جواز میں اختلاف۔	۸۱	مزابنتہ کی تفسیر اور احکام۔
۱۳۱	امام شافعی کا اماما عظم پر اعتراض کہ وہ صرف جار کو شفہ کا حقدار قرار دیتے ہیں۔ اس کا عجیب جواب۔	۹۰	عرایا کی تفسیر اور احکام۔
	نواں پارہ	۹۰	ان اور لیس سے امام شافعی مراد ہیں جن کا ذکر بخاری میں دو مقام پر ہوا ہے۔
۱۳۳	قوی امین پر حضرت گنگوہیؒ کی توجیہ کہ اگر کسی طالب کو عالم نہ بنایا جائے تو اعمال اور اجارات کا دروازہ بند ہو جائیگا اجمعینی خزائن الارض کی توجیہ عند شیخ زکیریا۔	۹۲	بیع الثمار پھلوں کی بیع کے اقسام و احکام۔
۱۳۵	جب مسلمان اخیر نہ ملے تو کافر لور مشرک کو بنایا جائے۔	۹۳	اگر کچے پھل مقصود ہوں تو پھل کی بیع جائز ہے۔
	عند الضرورت مشرکین اور فساق سے استعانت جائز ہے	۹۸	مخاضرہ۔ محافلہ اور مزابنتہ کی تفسیر و احکام۔
۱۳۶	اگر عقد اجارہ زمان عمل سے مقدم ہو تو جائز ہے۔	۱۰۱	جمہور علماء کے نزدیک شفہ زمین اور مکان کے ساتھ خاص ہے۔
۱۳۷	انگلی منہ سے کھینچ پر دانت گر گیا تو قصاص کا کوئی قائل نہیں البتہ ضمان میں اختلاف ہے۔ امام عظمؒ تو ضمان کو بھی ساقط کہتے ہیں۔	۱۰۸	شفہ کے جواز کی علت۔
		۱۰۹	حضرت سائرہ کے بارے میں ان جوی کی تحقیق۔
		۱۱۰	چہرے کی رنگائی کے بارے میں امام نوویؒ نے سات مذاہب نقل کئے ہیں ان کی تفصیل۔
			قتل العنزہ کو ابواب المیوع میں داخل کرنے کی وجہ۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۵۷	لی جائے۔ غرر کی وجہ سے اس کی حرمت ہے۔ موت احد صما سے اجارہ جمہور کے نزدیک فسخ نہیں ہوگا دیگر ائمہ فسخ کے قائل ہیں۔ دلائل۔	۱۳۸	استجار میں جیسے تعین مدت جائز ہے ایسے تعین عمل بھی جائز ہے۔
۱۵۸	کتاب الحوالات دو شریکوں کا کسی پر قرضہ تھا دیوں مر گیا یا قسم کھا کر انکار کرنا یا فلاں قرار پاتا ہے اس کے حکم میں ائمہ کا اختلاف ہے۔	۱۴۰	خدمت پر نکاح حضرت موسیٰؑ کی خصوصیت ہے غیر کے لئے جائز نہیں۔ اس کی تفصیل۔ تمثیل پر بہت اشکالات ہیں۔ قطب گنگوہیؒ اور شیخ زکریاؒ کی توجیہات۔
۱۶۳	کتاب الکفالة حضرت حمزہ اسلمیؓ کے واقعہ سے کفالة بالابدان کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے۔	۱۴۱	اثم من منع اجر الاجیر جس نے مزدوری کی مزدوری روکی اس کا گناہ ہے۔ اس باب کی غرض یہ ہے کہ جیسے تھوڑا تھوڑا عمل ہو تا جائے اجرت بھی تھوڑی تھوڑی کا مطالبہ کرنے کا جبر کو حق حاصل ہے۔
۱۶۶	موالی کے بیس معافی ہیں موقع و محل کے مطابق تعیین ہوگی۔	۱۴۲	امام اعظمؒ پہلے اس کے قائل تھے کہ جب تک منفعة اور عمل پورا نہ ہو اجرت واجب نہیں ہوتی۔ بعد ازاں امام اعظمؒ نے اس سے رجوع کر لیا۔
۱۶۸	امام بخاریؒ کے نزدیک قرضہ صحیح ہو اور اس کا کوئی ضامن بن جائے یہ محض وعدہ نہیں بلکہ واجب الاداء ہے۔ مسئلہ کی وضاحت میں علماء کا اختلاف ہے۔	۱۴۵	دوسری مرتبہ احب الناس کی عجیب توجیہ۔
۱۶۹	قرضہ کے وعدہ پورا کرنے پر اقوال ائمہ۔	۱۴۶	کلمہ اللہم کا استعمال تین طرح ہوتا ہے۔
۱۷۲	فعلی قضاء علی وجوب کے لئے ہوتا ہے۔	۱۴۷	دلالت کی اجرت پر کوئی حرج نہیں۔
۱۷۳	وکالت کے لغوی اور شرعی معنی اور مطابقت حدیث۔	۱۵۱	تعلیم دین و دیگر عبادات پر اجرت لینا امام اعظمؒ کے نزدیک جائز و دیگر ائمہ کا اختلاف۔
۱۷۵	حضرت عبدالرحمن بن عوف اور امیہ بن خلف کا واقعہ اور وکالت کا ثبوت اور ترجمہ کے دو جزء کیسے ثابت ہوئے۔	۱۵۲	تعویذات اور جھاڑ پھونک پر اجرت لینے کا حکم۔
۱۷۶	عبد کی اضافت جب غیر اللہ کی طرف ہو تو اس کا کیا حکم ہے	۱۵۳	غلام اور باندی کے روزینہ میں تخفیف کے حکم سے تعاد کسب۔ کہ باندی کی کمائی میں لحاظ کیا جائے کیس وہ حرام کمائی میں نہ لگ جائے۔
۱۷۷	بیع صرف کے اندر توکیل کا جواز اور اس کی دلیل کا بیان		
۱۷۸	عورت کا فحش حلال ہے خواہ حرم ہو یا باندی۔		
۱۷۹	امام بخاریؒ کا مقصد راعی اور وکیل سے ضمان کا سقوط ہے۔ اعطوہ سے توکیل غائب کی طرف اشارہ ہے۔	۱۵۵	عسب فحل سے وہ خرچی مراد ہے جو زبالتور کی جفتی پر



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	کی طرف اشارہ لطیف ہے۔	۱۷۹	نخت کدای مال منول کرنے والے کے لئے ہے۔
۱۹۹	باب قطع شجر میں زراعت والی حدیث کا لانا اسلئے ہے کہ زمین کو کرایہ پر لینے والا چاہے زراعت کرے یا درخت لگائے۔ لیکن مدت ختم ہونے کے بعد صاحب الارض قلع قمع کا مطالبہ کر سکتا ہے۔	۱۸۱	ہبہ میں وکیل کا قبضہ مؤکل کے قبضہ سے کفایت کرتا ہے۔ ہوازن کا واقعہ سبق آموز ہے۔
۲۰۲	قفیز طحان کی دو صورتیں ہیں جو ممنوع ہیں۔	۱۸۲	تعلیم قرآن پر نکاح کی حدیث ائمہ کے اقوال۔
۲۰۳	مساقات امام اعظمؒ کے نزدیک باطل ہے۔ صاحبینؒ فمات ہیں کہ جب مدت معلومہ ہو تو پھر جائز ہے۔	۱۸۹	وکالة فی الحدود کا مسئلہ اختلافی ہے اور دلائل۔
۲۰۸	ارضی مفتوحہ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔	۱۹۰	عبادات محضہ میں وکالت جائز نہیں۔
۲۰۹	ارض موات میں علماء کے مذاہب اور ان کے دلائل	۱۹۲	وکالت اس وقت تک تام نہیں جب تک وکیل اسے قبول نہ کرے۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے خود تقسیم کیا۔
۲۱۳	ابن عمرؓ نے مزارعت کی نبی کو عموم پر محمول کیا اور یہی امام اعظمؒ کا مسلک ہے۔	۱۹۳	مزارعت اراضی کی پیداوار پر معاملہ کرنا جبکہ بیع مالک کی طرف سے ہو ورنہ مخایرہ ہو گا مزارعت اور مخایرہ امام اعظمؒ کے نزدیک دونوں جائز ہیں۔ صاحبین کے نزدیک آٹھ شرائط ہوں تو جواز ہے۔
	حضرت ابن عمرؓ نے کسی اختلافی خلافت میں بیعت نہیں کی	۱۹۵	زراعت کے امور میں منہمک ہونے والا ذلیل ہو گا البتہ
۲۱۶	امام بخاریؒ زراعت کی فضیلت ثابت کرتے ہیں کہ وہ جنت میں بھی ہوگی۔		زارع اور غارس مستحق ثواب ہو گا۔ خلاصہ یہ کہ زراعت میں دنیا کی ذلت اور آخرت کی عزت ہے۔
۲۲۱	مساقات کے احکام۔	۱۹۶	امام بخاریؒ نے کھیتی باڑی کی حفاظت کے لئے کتنے پالنے سے زراعت کی لمباحث کو ثابت کیا۔
۲۲۵	زائد پانی کا روکنا ممنوع ہے جمہور کے نزدیک نئی تنزیہی ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک تحریمی ہے۔	۱۹۷	آخر زمانہ میں لوگ صدقات اور عشر وغیرہ کی وصولی میں ظلم کریں گے۔
۲۲۹	امام بخاریؒ نے فاضل ماء کے بارے میں چار احادیث ذکر کر کے صاحب ماء کا حق ثابت کیا ہے۔	۱۹۸	مہاجرین اور انصار کا اراضی کا معاملہ مزارعت تھی یا مساقات۔
۲۳۱	لاحمی الا اللہ کا مقصد یہ ہے کہ گھاس عام لوگوں کا حق ہے اس لئے کسی کو روکنے کی اجازت نہیں۔		امام بخاریؒ نے تین ابواب قائم کئے اقتناء الکلب استعمال البقر اور اذا قاتل الکفنی اس سے ترتیب
۲۳۳	لم یس حق اللہ کا مطلب قطب لنگوہیؒ نے واضح کیا۔		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۷۵	اہل خصوم کو معاصی کی وجہ سے گھروں سے نکالنا اور ان کے گھروں کو جلانا جائز ہے۔	۲۳۳	امام اعظمؒ کے نزدیک خیل سائمہ پر زکوٰۃ واجب ہے۔
۲۷۷	مکہ معظمہ میں جیل خانہ قائم کرنا مکروہ نہیں۔	۲۳۶	قطاع یعنی جاگیروں کے بارے میں علماء کا اختلاف۔
۲۸۰	لقطہ یعنی کسی گری پڑی چیز کو اٹھالینے میں علماء کا اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔	۲۴۲	قرضہ کی ادائیگی امانت کی ادائیگی کی طرح ہے۔ اس لئے قرضہ کو امانت میں داخل کیا گیا۔
	احنافؒ کے نزدیک صاحب لقطہ اگر غنی ہو تو اس کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ اپنی ذات پر استعمال نا جائز ہے حضرت علیؓ نے لقطہ خود بھی کھایا اور آنحضورؐ کو بھی کھلایا اس کا جواب یہ ہے کہ تعریف کے بعد غنی بھی استعمال کر سکتا ہے۔	۲۴۶	دیگر معاوضات میں جو چیز جائز نہیں وہ ادائیگی قرضہ میں جائز ہے۔
۲۸۵	مکہ معظمہ کے لقطہ کو تعریف کے لئے اٹھایا جائے حرم ملک کے لئے نہیں۔	۲۴۸	فتوحات سے پہلے آپؐ مدینوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے بعد میں پڑھنے لگے۔ حدیث ناخ ہوئی۔
۲۸۵	قتل عمد میں صرف قصاص ہے دیہ لینا نہیں ہے۔	۲۵۵	حضرت جابرؓ کو اونٹ بچنے پر ان کے خالو نے ملامت کی اس کی تین وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔
۲۸۶	کسی کے باغ کا پھل توڑنا یا بحری کا دودھ نکالنا جائز نہیں البتہ اسلام میں ضرورت کی بنا پر اجازت تھی جو منسوخ ہو گئی۔	۲۵۶	شعیب علیہ السلام کی قوم نے پورا تولنے اور پورا ناپنے کو اضاعتہ مال میں شمار کیا۔ حالانکہ وہ نبی میں داخل نہیں۔
۲۸۶	مالک کے آجانے پر ملتقط کو قیمت ادا کرنا واجب ہے خواہ کتنی مدت گزر جائے۔ امام شافعیؒ کا اختلاف ہے۔	۲۵۶	ائمہ ثلاثہ سفاهت کی وجہ سے حجر کے قائل ہیں امام اعظمؒ حدیث کی بناء پر ممانعت کے قائل نہیں دلیل ملاحظہ ہو۔
۲۸۵	حضرت قطب گنگوہیؒ فرماتے ہیں والدین یجتنون الخ یہ شان صدیق اکبرؑ تھی جو زمانہ جاہلیت میں کبار اور فواحش سے چمٹے رہنے والدین استعجابو الخ سے شان عمرؓ ثابت ہوتی ہے جو خلافت کا معاملہ چھ افراد کی کمیٹی پر چھوڑ کے رخصت ہوئے والدین اذاصابہم الخ سے	۲۵۷	رعیت اور نگرانی ہر اس چیز کو شامل ہے جس کی حفاظت نگرانی والے کے سپرد ہے۔ حتیٰ کہ انسان اپنے اعضاء اور جوارح کا بھی محافظ ہے۔
		۲۶۱	لا تفضلوا نئی پر اشکال کے پانچ جواب دیئے جاتے ہیں
		۲۶۲	امام بخاریؒ کا مقصد احادیث کے ذکر سے مسئلہ کی تفصیل بیان کرنا ہے۔ یعنی جس شخص سے اضاعتہ مال ظاہر ہو اس کے تصرفات روک دیئے جائیں۔ سفیہ وہ ہے جو خلاف شرع کام اپنی خواہش نفس کے مطابق کرے۔



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۰۶	ازواج مطہرات نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا اس پر انعام یہ ملا کہ ہمیشہ کے لئے بیویاں رہیں گی۔ اور بعد وفات کسی سے نکاح نہ ہوگا۔		شان حضرت عثمانؓ کی ہے۔ جن کے خلاف بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی او وہ شہید ہوئے۔ ہم یمنتصرون شان علیؓ کی ہے جنہوں نے دشمنوں سے انتقام لیا۔
۳۰۸	راستہ کے بارے میں اتفاق سے سب جائز ہے۔ اختلاف کی صورت میں سات ذراع (ہاتھ) کا فیصلہ ہوگا۔	۲۸۶	فمن عفا واصلح الخ یہ حسن بن علیؓ اور امیر معاویہؓ کی شان ہے۔ لمن انتصر بعد ظلمہ حضرت حسن بن علیؓ کی شان ہے۔ انما السبیل الخ سے یزید بن معاویہ کی طرف اشارہ ہے مولانا زکریاؒ کے نزدیک سب آیات کا مصداق ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ جزاء سینۃ سینۃ مثلہا سے امیر معاویہؓ کی طرف اشارہ ہے۔
۳۱۱	آلات لہو و شراب توڑنے پر رمضان نہیں ہے احناف کے نزدیک ٹوٹے ہوئے برتن اور ساز کی قیمت دینی ہوگی۔		استقاط حقوق کے بعد عورت کو رجوع کا حق حاصل ہے۔
۳۱۵	کتاب الشریک	۲۸۸	غصب ارض کی امام بخاریؒ نے صورت بتلائی جس سے احناف کا رد کرتا ہے جو کہتے ہیں غصب ارض ممکن نہیں قبضہ کے بعد تلف ہوگئی تو ضمان نہیں۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک غصب اور ضمان ہے۔
۳۱۷	شرکت کی اقسام اور احکام۔	۱۹۱	مسئلہ ظفر کی تفصیل اور اس کا حکم۔
۳۱۹	بحری گائے اونٹ کو بغیر قیمت لگائے تقسیم کرنا جائز ہے امام شافعیؒ جانوروں کی قیمت لگائے بغیر تقسیم کے قائل نہیں ہیں۔ امام بخاریؒ نے اس پر تین تراجم قائم کئے ہیں	۲۹۲	سقائف یعنی چوپال وغیرہ میں بیٹھنا وجہ اذن عام جائز ہے
	دسواں پارہ	۲۹۶	پڑوسی کسی کی دیوار میں نقصان سے لکڑی نہ گاڑے۔
۳۲۲	عتق عبد میں تجزیہ ہو سکتا ہے۔ عند الاحناف اس کی تفصیل میں بحث ہے۔	۲۹۹	راستہ سے موذی کا ہٹا دینا اسلئے صدقہ ہے کہ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچد۔
۳۲۳	حدود شرعی نافذ ہوں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل ہو تو نجات ہوگی ورنہ ہلاکت یقینی ہے۔	۳۰۶	میدنہ بھر کی قسم اعتزال کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ غصہ کی بنا پر تین دن ہجران کی اجازت ہے نو بیویوں سے مجموعہ ستائیس دن اور ماریہ قطیبہ باندی کی وجہ سے دو دن ملا کر انتیس دن ہو گئے مہذیں آپؐ نے انتیس دن کا ایلا کیا
۳۳۰	ہدی میں شریک بنانا احناف کے نزدیک ناجائز ہے حضرت علیؓ کی شرکت ان کے اپنے لائے ہوئے ہدی میں تھی۔		
	کتاب الرهن		
۳۳۲	سفر اور حضر دونوں میں رهن رکھنا جائز ہے عند الاحناف رهن کے لغوی اور شرعی معنی جمہور ائمہ کے نزدیک		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۵۲	غلامی کی زندگی سے امتحان لے جیسے یوسف علیہ السلام۔ علامہ کرمائی نے توجیہات بیان کرتے ہوئے اس کو کلام رسول قرار دیا ہے۔ الفاظ سیدی۔ رلی۔ عہدی اور امتی کہنے کی ممانعت کو فقہاء نے نہی تنزیہی پر محمول کیا ہے۔ تحریری نہیں۔ امام حاری نے رفع تعارض کا دفعیہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر یہ الفاظ تقاولی اور تفاخر کے طور پر ہوں تو ممنوع ہیں۔ ورنہ ان کے جواز میں کوئی حرج نہیں۔ بہر حال ترک لولی اور افضل ہے۔	۳۳۶	رہن امانت ہے اسلئے اس سے مرتھن کسی طرح کا فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اختلاف ائمہ دلائل اور جوابات۔ راہن اور مرتھن مرہون کی قیمت میں اختلاف کرتے ہیں۔ ائمہ کے دلائل۔
۳۶۱	کتاب المکاتب	۳۳۸	کتاب العتق عتق کے لغوی اور شرعی معنی اور حکم تجزیہ حق۔
۳۶۲	کاتبوہم کا اظہار امر وجوب کیلئے ہے مکاتبت عرب میں اسلام سے پہلے بھی متعارف تھی۔ جسے آنحضرت ﷺ نے برقرار رکھا چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت انسؓ کے انکار کتامت پر ان کے ذرہ مارا اس سے معلوم ہوتا ہے مکاتبت واجب ہے رائج یہ ہے کہ مکاتبت مستحب ہے۔	۳۴۳	دوسوہم اور عزم کی تعریف اور حکم۔
۳۶۳	شرط اللہ احق الخ کتاب اللہ سے مراد کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور اجماع امت کا حکم ہے۔	۳۴۷	ولاء کی تعریف اور اس کا حکم۔
۳۶۵	قطب گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ مکاتبت پر سوال کرنا اسلئے حرام نہیں ہے کہ اپنی گردن چھڑوانے پر مجبور ہے اور اس کی احتیاج بھوکے کی احتیاج سے زیادہ ہے۔	۳۴۸	کافر محض غنیمت سے ملک میں نہیں آجا تاہم قتل استرقاق اور فدیہ میں اختیار ہوتا ہے۔ ہمارے مصنف نے ترجمہ کو مطلق چھوڑ دیا۔
۳۶۵	اشترطی لہم الولاء یہ دعوہ کہ دہی کی تعلیم نہیں ہے بلکہ لہم بمعنی علیہم کے ہے مطلب یہ ہے کہ ولاء کا حکم آپ ان پر واضح کر دیں یا اس سے توقع مراد ہے۔	۳۵۰	امام حاری نے ملک کی تفصیل پانچ چیزیں ذکر فرمائی ہیں عہہ۔ بیع۔ جماع۔ فدی و سبب۔ باب میں چار احادیث لا کر ہر ایک کا حکم بیان کر دیا۔ البتہ بیع کا ذکر نہیں ہے تفصیل درج ہے۔
۳۶۶	مکاتبت کی بیع کرنے میں علماء کا اختلاف مع دلائل۔	۳۵۳	ابتاعی کے لفظ سے بیع کا ترجمہ ثابت ہوا۔
		۳۵۳	عزل کے بارے میں اقوال ائمہ مع دلائل۔
		۳۵۳	حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب جب مشرک ہوں تو ان کو رقیق بنایا جاسکتا ہے۔
		۳۵۴	حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ قادیت نفسی سے حضرت عباسؓ نے اپنی مصیبت بیان فرمائی ہے۔ افلاس کامیان نہیں کیا۔
		۳۵۶	لولا الجہاد اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ انبیاء اور اصفیاء کا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۸۱	صحابہ کرامؓ نے اپنی قیدی عورتوں کو تقسیم سے پہلے چھوڑ دیا جو غائب کے معنی میں ہے۔ اور پھر اسے ترک کر دیا۔ ہبہ کے معنی میں ہے۔ اس تقریر پر کئی طرح سے مناقشہ ہے۔	۳۶۷	امام بخاریؒ کلمات لارہے ہیں کہ بیع کے اندر ایک شرط کی رخصت ہے اختلاف فرماتے ہیں کہ یہ شرط تب ہوتی جب نفس عقد میں ہوتی یہ تو حضرت عائشہؓ کی طرف سے ایک وعدہ تھا۔
۳۸۳	الہبہ للولد یہ ترجمہ چار احکام پر مشتمل ہے۔ العائد فی ہبۃ اس باب سے ثابت کرنا ہے کہ مرد جو کچھ اپنی بیوی کو دے نہ وہ اس میں رجوع کرے اور نہ ہی بیوی کے مناسب ہے کہ وہ مرد سے ہبہ شدہ چیز کو واپس لے۔	۳۶۷	امام بخاریؒ نے مختلف اقوال میں سے ایک قول کو اختیار کیا کہ اگر مکاتب عاجز نہ ہو پھر بھی بیع پر راضی ہو جائے تو جائز ہے۔
۳۸۷	امام بخاریؒ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگرچہ عورت کا اپنے مال میں تصرف خلاف اولیٰ ہے لیکن اگر وہ کر لے تو اس کا تصرف مانع ہوگا۔	۳۶۹	کتاب الہبہ
۳۸۸	من یبذل بالہدیۃ حدیث باب سے ایک تو عقد حلق ولیدہ ثابت ہوا۔ دوسرے صلہ رحمی جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صلہ رحمی کا ثواب حلق سے زیادہ ہے۔	۳۶۹	ہبہ کی فضیلت اور رغبت۔
۳۸۹	اليوم رشوة امراء اور حکام کے ہدایا آج کل کے زمانہ میں رشوت ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے فرمایا آنحضرتؐ اور شیخین کے زمانہ میں ہدایا تھے آج رشوت ہیں	۳۷۰	ثلثہ اشہر فی شہرین کا ایک مقصد یہ ہے کہ پورے پورے سینے گزر جاتے تھے اکثر مینہ کا وہم نہ ہوتا۔
۳۹۱	من کان لہ عۃ الخ مقصد یہ ہے کہ جس نے کوئی وعدہ کیا ہو یا ہبہ کیا ہو اس کا پورا کرنا مستحسن بلکہ واجب ہے جب تک ہبہ غیر مقبوض کو وعدہ پر محمول نہ کیا جائے حدیث اور ترجمہ میں مطابقت نہیں ہو سکتی۔	۳۷۰	تملیک بلا عوض میں امام بخاریؒ کے نزدیک ہبہ۔ صدقہ اور ہدیہ بھی شامل ہے۔
۳۹۲	هو لك يا عبد الله الخ لکن عمرؓ کا قبض امان قبض ضمان قبض ملک میں تبدیل ہو جائے گا۔	۳۷۲	استوہب خواہ ذات ہو یا منفعت ہو بہر حال دونوں بلا کر امت جائز ہیں۔
		۳۷۴	امام بخاریؒ نے تنبیہ فرمائی کہ شکار میں زندگی بھر مشغول رہنا واقعی سبب غفلت ہے۔ لیکن کبھی کبھی شکار کر لینا مباح ہے۔
		۳۷۹	ان الوحي يا قيني الخ حضرت عائشہؓ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند مقام ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کی محبت کسی قوی سبب سے ہے۔
		۳۸۰	علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ اجود فہما اذق نظراً یعنی نہایت سمجھدار اور باریک بین تھیں۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۱۷	شہادت کے لغوی اور شرعی معنی اور اس کا حکم بیان نہیں کیا ہے اختلاف کی وجہ سے۔	۳۹۲	کیف یقبض الخ ہبہ سے قبل قبض ضمان تھا اب ہبہ کی وجہ سے قبض ملک میں بدل گیا۔
۳۲۱	شہادۃ المختبی بتانا یہ ہے کہ آیا شہادت میں سماعت پر اکتفا کیا جاسکتا ہے۔ مسوع کو دیکھنا شرط نہیں ہے لیکن	۳۹۳	لم یقل رضیت یعنی رضیت کے بغیر بھی ہبہ جائز ہے۔
۳۲۱	امام بخاریؒ جس قدر روایات لائے ہیں وہ اس مقصد پر دال نہیں۔	۳۹۶	مشترک چیز کا ہبہ کرنا جمہور کے نزدیک جائز ہے۔ لام اعظم قبل از تقسیم ہبہ کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔
۳۲۲	مختبی چھپے ہوئے آدمی کی شہادت اکثر ائمہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ چنانچہ قاضی شریح مختبی کی شہادت کو رد کرتے تھے۔	۳۹۸	امام بخاریؒ چار روایات لائے ہیں دو سے ہبہ مقسومہ ثابت کر رہے ہیں اور دو سے ہبہ غیر مقسومہ ثابت کرتا ہے۔
۳۲۳	اس پر تو علماء کا اتفاق ہے کہ قبول شہادت کیلئے عدالت شرط ہے۔ پھر صفت عدالت میں اختلاف ہو گیا۔	۴۰۱	المہدایا مشترکہ کا حکم معمولی اشیاء میں ہے۔ قیمتی اشیاء میں اشتراک نہ ہو گا۔ دو لقمے دال ہیں۔
۳۲۶	قبول تعدیل میں مؤلف کے نزدیک کوئی عدد متعین نہیں ایک شہادت پر بھی اکتفا ہو سکتا ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک دو سے کم پر گواہی قبول نہ ہو گی۔	۴۰۲	جن چیزوں کا مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے استعمال ناجائز ہو اس کا ہدیہ ممنوع ہے۔ جیسے سونے چاندی کے برتن جن کا استعمال ناجائز ہے ان کا مانا بھی حرام ہے جیسے آلات لہو و لعب ریشمی کپڑوں کا استعمال عورتوں کیلئے جائز ہے انکی تجارت بھی جائز ہے۔
۳۲۸	امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ نسبت رضاعت اور موت خبر مشہور سے ثابت ہو گی۔ ان کو شہادت سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اقوال ائمہ۔	۴۰۶	مشرک کا ہدیہ جو قبول کرنا ممنوع ہے وہ جس سے محبت بڑھانا مقصود ہو مطلق منع نہیں۔ ورنہ آپؐ مشرکین کے ہدایا قبول نہ کرتے
۳۳۰	الا الذین قابوا الخ امام اعظمؒ کے نزدیک یہ استغناء ہم الفاسقون سے ہے۔ لا تقبلوا الہم شہادۃ ابداء سے نہیں ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ سب علماء کا اتفاق ہے کہ توبہ سے حد ساقط نہیں ہوتی اسلئے ضروری ہے کہ اشتہاء کا تعلق اخیر جملہ سے ہو اس طرح چھ دلائل حضرت مکتوبیؒ نے بیان فرمائے ہیں۔ بڑی دلچسپ تفسیر بیان فرمائی ہے	۴۱۰	عموی اور رقیبی کے معنی اور ان کا حکم۔
		۴۱۵	اخذتمک و کسوتک یہ دونوں جملے عاریہ اور ہبہ میں مشترک ہیں پھر قرآن اور عرف کے مطابق تعین ہو گی
		۴۱۵	قال بعض الناس سے امام اعظمؒ کے مسلک کی تفصیل کرنا مقصود ہے۔ طعن و تشنیع مقصود نہیں۔
		۴۱۷	کتاب الشہادات -



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۳۷	کی حدیث میں حضرت عائشہ کے قول سے علم ہوا زانیہ کا علم حد کے بعد حاصل ہوا۔	۴۳۱	حضرت عمرؓ کے قول اور فعل میں تعارض ہے کہ انہوں نے حد قذف جاری کرنے کے بعد شہادت قبول فرمائی اسکے کے تین جوابات ہیں جب امام اعظمؒ کا مسلک آیت قرآنیہ حدیث بخاری اور حضرت عمرؓ کے اثر سے ثابت ہوا تو امام بخاریؒ نے جو تابعین کی لمبی چوڑی فہرست پیش کی وہ اس امام اکبر افخم تابعی کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہے۔
۴۳۹	ظہر فہیم السمن جھوٹی گواہی دینے والے کا مقصد صرف موٹاپا حاصل کرنا ہوتا ہے بعض نے کثرت مال مراد لیا ہے۔ اور اقوال بھی ہیں۔	۴۳۳	ائمہ کرام کے درمیان اختلاف دو مقام پر ہے ایک تو یہ کہ قذف سے حد ساقط ہو جائے گی۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ جب توبہ کر لی اگرچہ کوڑے لگ چکے ہوں پھر اسکی شہادت قبول ہے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک اس کی شہادت قبول نہیں ہے۔
۴۴۲	یابیہ کی گواہی احنافؒ کے نزدیک جائز نہیں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یابیہ کی گواہی دینے اور خبر دینے میں کوئی فرق نہیں۔ امام بخاریؒ کے اعتراضات کے جوابات دلچسپ ہیں۔	۴۳۳	آیت کریمہ میں قاذف کیلئے تین احکام ہیں پہلا یہ کہ اسے اسی ۸۰ کوڑے لگائے جائیں۔ دسرا یہ کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کی گواہی رد ہے۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ وہ عند اللہ وعند الناس فاسق ہے۔ عجیب دلچسپ بحث ہے علی وقف الجیم۔
۴۴۵	شہادت اعلیٰ میں چھ مذاہب ہیں درمختار میں شہادت کیلئے اکیس شرائط بیان کی گئی ہیں۔	۴۳۴	حضرت مغیرہؓ کی تہمت کا واقعہ امام طحاویؒ نے بھی بیان کیا ہے فیض الباری نے حضرت مغیرہؓ کی مدافعت بیان کی ہے قال بعض الناس سے امام بخاریؒ نے احناف پر تین طرح سے رد کیا ہے۔ شیخ مکتوبیؒ نے ان کے جوابات کو غیر ضروری سمجھا کیونکہ وہ ادنیٰ غور و فکر سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔ شیخ زکریا نے جوابات دیئے ہیں۔
۴۴۶	علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ قاضی شریحؒ نے حضرت حسن اور غلام قہر کی گواہی حضرت علیؓ کے حق میں رد کر دی حالانکہ حضرت علیؓ فرماتے رہے کہ یہ گواہی جنتی آدمی کی ہے۔	۴۳۶	حضرت کعبؓ کے قصہ میں توبہ کا علم بعد میں ہوا سارقہ
۴۴۶	اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی ناجائز ہے۔ البتہ نکاح طلاق نسب اور ولد میں اختلاف ہے۔ اقوال علماء اور ان کے دلائل۔	۴۵۶	تحدیل النساء کو ثابت کرنے کیلئے حضرت مدیرہؓ کی صفائی
۴۴۷	غلام اور باندی کی شہادت میں تین اقوال ہیں۔		
۴۵۶	کذب لعمر اللہ یہ قومی غیرت حضرت سعد بن معاذؓ پر تھی۔ علماء کا اختلاف ہے دلائل بھی ہیں کہ خزوج کا معاملہ میرے سپرد کیوں نہ کیا۔ خود کفیل ہو گئے۔		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۸۰	صلح کے لغوی اور شرعی معنی اور حکم۔		اور حضرت عائشہؓ کی حضرت زینبؓ کے متعلق پرہیز
۴۸۰	صلح مراءفہ کے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔		گاری کی شہادت یہ سب تعدیل النساء میں دال ہیں۔
۴۹۲	جمہور فرماتے ہیں کہ حاکم کو صلح کے حکم دینے کا اختیار ہے	۴۵۷	ایک تیسری بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ عورتوں کی
۴۹۵	قرضہ کی ادائیگی کی اطلاع میں نماز کی روایات کے اختلاف		آپس کی تعدیل تو معتبر ہے مگر مردوں کے بارے میں
	کی تطبیق حضرت گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے۔		معتبر نہیں۔ اس لئے کہ ان کی عقل ناقص ہے۔
۴۹۶	عین کو دین پر قیاس کیا گیا۔ اس طرح حدیث کو ترجمہ	۴۵۷	امام بخاریؒ ایک کے تزکیہ کو کافی سمجھتے ہیں سلف میں
	کے ساتھ مطابقت ہو جائے گی۔		اختلاف رہا۔
۴۹۷	کتاب الشروط	۴۵۷	عسی الغویو ابو ساء یہ ضرب المثل ہے ظاہر سلامتی
۴۹۹	ماہجوز بخاریؒ ثابت کر رہے ہیں جو شرط شریعت کے		اور ہلاکت کا خطرہ ہو وہاں استعمال ہوتا ہے۔ اصمعیؒ نے
	مطابق ہے اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اور جو مخالف		ایک واقعہ بھی نقل کیا ہے۔
	شریعت ہے وہ ردو ہے۔	۴۶۰	لڑکی اور لڑکے کے بلوغ کی حد میں علماء کے اقوال۔
۵۰۰	شرط کے لغوی معنی اور شرعی معنی قطب گنگوہیؒ نے	۴۶۰	تذکرۃ الرشید میں مرقوم ہے بلوغ کے لئے بال اگنے کا
	مہاجرات کے بارے میں دو احتمال بیان فرمائے ہیں		بھی اعتبار ہے لیکن عند الضرورت کی قید ہے۔
	جو مفسرین کے مطابق ہیں۔	۴۶۳	الیمن علی المدعی علیہ قطب گنگوہیؒ فرماتے
۵۰۱	قطب گنگوہیؒ نے مسلک حنفیہ کے مطابق فرمایا کہ		ہیں کہ الیمن پر لام استغراق ہے مدعی پر کسی صورت
	غیر نبی کیلئے اس قسم کی شرط ناجائز ہے۔		قسم نہیں اختلاف ائمہ مع دلائل۔
۵۰۴	قیمت کی روایات میں جو اختلاف ہے قطب گنگوہیؒ نے	۴۶۳	لنذكر احدھما الاخری کا فائدہ جب ہے کہ یمن کی
	اس کی الطف اور بہر توجیہ بیان کی۔		ضرورت نہیں لہذا یمن مدعی کیلئے کافی نہیں ہو سکتی۔
۵۰۹	جب طلاق معلق بالشروط ہو جائے تو پھر حکم میں کوئی	۴۷۰	قسم اٹھالینے کی کے بعد گواہ مل گئے اس کے حکم میں۔
	فرق نہیں پڑتا۔ خواہ شرط مقدم ہو یا مؤخر ہو۔	۴۷۳	کفار کی شہادت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔
۵۱۰	گیارہوا پہارہ شروع ہوا	۴۷۷	کتب الشہادت میں قرعہ اندازی کو اس لئے ذکر کیا کہ
۵۱۳	ابو الھتین وہ نہیں جو بی صفیہ کا بھائی تھا وہ تو جنگ خیبر		دونوں سے فیصلے میں مدد ملتی ہے۔
	میں مارا گیا تھا۔ کیف بلک میں خطاب ابو الھتین کو ہے۔	۴۷۷	کتاب الصلح

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۵۹	الا ابع مقصد یہ ہے کہ جب اس کے پھل پچنے کا مجھے اختیار ہے تو اصل کا پچنا بھی جائز ہو۔	۵۱۳	یہود نے حضرت عمرؓ پر جادو کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے قصاص چھوڑ دیا اس کی دو وجہ تھیں۔
۵۶۳	جب صدقہ پر گواہ مانا ثابت ہوا تو وقف اور وصیت پر قیاساً استشاد جائز ہوگا۔	۵۲۸	حضرت ابو بصیرؓ مقام عبصہ پر ٹھہرے ان کے پاس ابو جندل سمیت ستر سوار جمع ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بصیرؓ کو خط لکھا نزاع کی حالت میں انہوں نے خط کو پڑھا اور جان جان افرین کے سپرد کر دی۔
۵۶۶	امام بخاریؒ نے وصی کو ناظر وقف سے تشبیہ دی ہے حالانکہ وصی معین شدہ چیز لے سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔	۵۳۲	کتاب الوصایا
۵۶۷	سحر کے بارے میں علماء کا مسلک یہ ہے کہ اس کا فعل فق ہے اس کا بیکھنا حرام ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک جادوگر کو قتل کر دیا جائے۔ خواہ سحر مسلمان سے کرے یا زمی سے۔	۵۳۳	وصیت کے لغوی اور شرعی معنی اس کے چار اقسام ہیں۔ حضرت علیؓ نے نہ خلافت سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد کوئی دعویٰ کیا ہے۔ روافض نے احادیث گھڑی ہیں۔
۵۸۱	کتاب الجہاد	۵۳۶	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی وصیت کے بعد بارہ لڑکیاں اور چار بیٹے ہوئے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔
۵۸۳	جہاد کے لغوی اور شرعی معنی اس کے اقسام اور احکام۔	۵۴۱	لا وصیۃ لوارث کسی وارث کیلئے وصیت کا اعتبار نہیں امام بخاریؒ مرفوع حدیث کو اس لئے نہیں لائے کہ وہ ان کی شرط کے مطابق نہیں تھی۔ ابو داؤد اور ترمذی نے تخریج کی ہے۔
۵۸۶	حضرت امیر معاویہؓ پہلے امیر البحر ہیں جنہیں خلافت عثمانیہ میں سبندری جہاد کی اجازت ملی تھی۔	۵۴۶	قطب گنگوہیؒ فرماتے ہیں وصیت اور ودیعت میں فرق ہے۔ جس کو امام اعظمؒ نے ملحوظ رکھا۔ امام بخاریؒ کا طعن صحیح نہیں ہے۔
۵۹۰	موت کی تمنا ممنوع ہے۔ شہادت کی تمنا اور دعا حضرت عمرؓ نے مانگی ہے۔	۵۵۱	جب کوئی قریبی رشتہ داروں کے لئے وصیت کرے تو اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے مع اولہ۔
۵۹۳	سریہ قرأ میں ستر ۷۰ قاری بچے جن کو ابو سلیم نے غدر کر کے قتل کر دیا۔	۵۵۴	امام بخاریؒ کے نزدیک وقف اور صدقہ میں کوئی فرق نہیں۔ حالانکہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔
۵۶۸	جو شخص میدان جنگ میں مقتول پایا گیا وہ شہید ہے خواہ اس کا قاتل معلوم نہ ہو۔		
۶۰۴	حیاء ت بشق الخ جس طرح انشاء اللہ نہ کہنے سے حضرت سلیمانؑ کا عزم ناقص رہ گیا۔ اس طرح ان کا ولد بھی ناقص باقی رہا۔ حل نہ ہو سکا۔ یہ توجیہ گنگوہیؒ		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۱۳	حوالی مدینہ سے حوالی مدینہ مراد ہے کیونکہ خندق مدینہ منورہ کے ارد گرد نہیں کھوی گئی۔ البتہ وہ لوگ جو مدینہ کے قریب تین میل کے فاصلہ پر تھے اسکو حول المدینہ سے تعبیر کیا گیا۔	۶۰۴	الطف ہے کسی شارح نے بیان نہیں کی۔
۶۲۰	آنحضرت ﷺ کے بار بار کہنے پر حضرت زبیرؓ کیوں اٹھتے تھے۔ حضرت گنگوہیؒ نے اس کے کئی جواب دئے ہیں۔	۶۰۶	کہار صحابہؓ کی زیادتی کے خوف سے آنحضرت ﷺ کی زندگی کے حالات بیان نہیں کرتے تھے۔
۶۲۰	بنو قریظہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے حضرت زبیرؓ کو روانہ فرمایا اور حضرت حذیفہؓ کا قصہ واقعہ خندق کے لئے ہے۔	۶۱۱	اذکروا لله کھڑا اس میں تعلیم عظیم ہے کہ جب کفار سے قتال ہو تو ذکر الہی قلب کے اطمینان کے لئے ہے یہی صبر ہے۔
		۶۱۲	حضرت انسؓ کی حدیث کا ترجمہ اس طرح نکالا کہ آنحضرت ﷺ نے خود ہی خندق کھودی۔ مہاجرین و انصار کو دعادی اس سے قتال کی ترغیب ہو گئی۔

## باب السهولة والسماحة

فی الشراء والبيع ومن طلب حقاً

فليطلبه في عفاف -

ترجمہ۔ خرید و فروخت میں آسانی اور چشم پوشی سے کام لینا اور جو شخص کسی سے اپنا حق طلب کرے تو وہ پاک بازی سے طلب کرے۔ یعنی گالی گلوچ زد و کوب سے چٹا رہے۔

حدیث (۱۹۳۷) حدثنا علی بن عیاش الخ

عن جابر بن عبد الله ان رسول الله ﷺ قال رحم الله رجلاً سمعاً اذا باع واذا اشترى واذا اقتضى .....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے اور خریدتے اور حق کا تقاضا کرتے وقت سہولت برتتے سختی نہ کرے۔

## باب من انظر موسراً

ترجمہ۔ جو شخص کسی غنی حاصل کرنے والے کو مہلت دے

حدیث (۱۹۳۸) حدثنا احمد بن یونس

الخ ان حذيفة حدثه قال قال النبی ﷺ تلقت الملائكة وروح رجل ممن كان قبلكم قالوا اعملت من الخير شيئاً قال كنت امر فتیاتی ان ينظروا ويتجاوزوا عن الموسر قال قال فتجاوز عنه و قال ابو مالك عن ربعی كنت ايسر على الموسر وانظر المعسر وتابعه شعبة الخ عن ربعی انظر الموسر عن المعسر وقال نعيم بن ابی هند عن ربعی فاقبل من الموسر واتجاوز عن المعسر .....

ترجمہ۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص کی روح کا فرشتوں نے استقبال کیا۔ پس انہوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے کوئی نسا ایسا بھلائی کا کام کیا ہے۔ تو اس نے بتلایا کہ میں نے اپنے نوجوان کارندوں کو حکم دیا تھا کہ غنی کے لئے کوشش کرنے والے کو مہلت دو اور اس سے درگزر کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم بھی اس شخص سے درگزر کر جاؤ۔ دوسری سند سے ربیع بن حراش سے مروی ہے کہ میں موسر پر آسانی کرتا تھا اور تنگدست کو مہلت دیتا تھا۔ اور تیسری سند سے ربیع سے مروی ہے کہ میں موسر کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست سے درگزر کرتا تھا۔ اور چوتھی سند سے ربیع سے مروی ہے کہ میں موسر سے قبول کر لیتا تھا اور تنگدست سے درگزر کرتا تھا۔

تشریح از شیخ نگلو ہی۔ فی عفات یعنی اپنے نفس کو اپنے بھائی کے بارے میں اس فعل اور قول سے روکنے والا ہو

جو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔

**من انظر موسراً ظاہریہ ہے کہ موسر سے مراد اس جگہ وہ شخص ہے جو اپنے قرضہ ادا کرنے پر قدرت رکھنے والا ہو۔ اور انظار کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو اتنی مہلت دے کہ وہ اپنے گھر سے رقم لا کر دے سکے۔ اور تجاوز کا مطلب یہ ہے کہ اس کا روٹی اور کھانا مال قبول کر لے۔ اور انظار المعسر کا مطلب یہ ہے کہ اسے اس وقت تک ڈھیل دے دے کہ اللہ تعالیٰ اس پر کشائش کرے اور تجاوز کا مطلب یہ ہے کہ وہ قیمت اسے معاف کر دے اور قرضہ سے بری کر دے۔**

**تشریح از شیخ زکریا۔ عفاف عنہ سے مقصد یہ ہے کہ ان چیزوں سے رک جائے جو اس کے لئے حلال نہیں یا اسے اچھا نہیں لگتا۔ اس جگہ مراد یہ ہے کہ حسن مطالبہ یہ ہے کہ جو قول و فعل میں فجور سے خال ہو۔ موسر کے معنی میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا کہ موسر وہ ہے جس کے پاس اہل و عیال کے خرچہ پورا کرنے کیلئے مال موجود ہو۔ امام احمد و اسحاقؒ پچاس درہم رکھنے والے کو موسر کہتے ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کبھی آدمی ایک درہم سے اپنی کمائی کی وجہ سے غنی ہو جاتا ہے۔ اور کبھی ہزار درہم رکھنے کے باوجود فقیر رہتا ہے۔ کیونکہ اس کے اہل و عیال کی کثرت ہے۔ اور بعض نے موسر اور معسر کو عرف پر موقوف کیا ہے۔ جو شخص دوسرے کی نسبت تو گھر شمار ہوتا ہو وہ موسر ہے۔ ورنہ معسر ہے۔ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے میرے نزدیک یہ ہے کہ موسر کو بھی مہلت دینے میں اجر ملے گا۔ اس سے اس وہم کا دفعیہ کیا ہے کہ یہ قادر علی اداء الدین جب ادائیگی میں تاخیر کر رہا ہے تو مطلق الغنی ظلم کے تحت ظلم میں اعانت صحیح نہیں ہے۔ اجر کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن امام بخاریؒ نے حدیث باب سے اس کیلئے بھی ثواب کو ثابت کر دیا۔**

**تشریح از قاسمی۔ در حقیقت غنی کے تین مراتب ہیں۔ پہلا غنی تو وہ ہے جس سے وجوب زکوٰۃ متعلق ہے۔ دوسرا غنی وہ ہے جس کی موجودگی میں سوال کرنا حرام ہے۔ بعض نے اس کی مقدار پچاس درہم بتائی ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ جس کے پاس ایک دن کی غذا اور سنت عورت کے لئے کپڑا موجود ہو اس کے لئے سوال کرنا حرام ہے۔ اسی طرح وہ فقیر جو قوی ہے کسب کی قدرت رکھتا ہے۔ انظار کا مطلب ادائیگی میں مہلت دینا ہے اور تجاوز کا مطلب تقاضا میں چشم پوشی اور سہولت ہے۔ یا بالکل قرضہ معاف کر دینا ہے۔**

## باب من انظر معسراً

ترجمہ۔ جو شخص کسی تنگدست کو مہلت دے دے

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ایک تاجر تھا جو لوگوں کو قرض دیتا تھا پس جب کوئی تنگدست دیکھتا تو اپنے نوجوان گماشتوں سے کہہ دیتا کہ اس کو قرضہ معاف کر دینا۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف کر دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔

حدیث (۱۹۳۹) حدثنا هشام بن عمار الن  
انہ سمع اباہریرۃ عن النبی ﷺ قال کان تاجر  
یداین الناس فاذا رای معسراً قال لفتیانہ تجاوزوا  
عنہ لعل اللہ ان یتجاوز عنا فتجاوز اللہ عنہ ...

**باب اذا بین البیعان ولم یکتما ونصحا**  
**ویدکر عن العداء بن خالد قال کتب لی النبی**  
**ﷺ هذا ما اشتری محمد رسول الله ﷺ**  
**من العداء بن خالد بیع المسلم المسلم لاداء**  
**ولا خبئة ولا غائلة وقال قتادة الغائلة الزنا**  
**والسرقة والاباق وقیل لابرہیم ان بعض**  
**الخناسین یسمی اری خراسان وسجستان**  
**فیقول جاء امس من خراسان جاء الیوم**  
**من سجستان فکره کراهیة شدیداً وقال**  
**عقبہ بن عامر لا یحل لامرئ یبیع سلعة یعلم**  
**ان بہاداء الا اخرہ۔**

ترجمہ۔ جب کہ بائع اور مشتری دونوں واضح کر دیں اور عیب وغیرہ نہ چھپائیں اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں اور حضرت العداء بن خالدؓ کی طرف سے ذکر کیا جاتا ہے کہ مجھے جناب نبی اکرم ﷺ نے یہ دستاویز لکھ دی کہ یہ وہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے العداء بن خالدؓ سے خرید کیا یہ سودا مسلمان کا مسلمان سے ہے جس میں نہ کوئی بیماری اور عیب ہے اور نہ غلام میں حرام کاری اور نہ ہی چوری ہے۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ غائلہ سے مراد زنا چوری اور بھاگ جانا یہ سب غلام کے عیب ہیں۔ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ سے کہا گیا کہ بعض دلال خراسان اور سجستان کے اصطبل کا کانام لیتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ جانور کل خراسان سے آیا ہے۔ اور یہ آج سجستان سے آیا ہے

تو انہوں نے اس کو سخت ناپسند فرمایا اور حضرت عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا کہ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنا اسباب بیچے جانتا ہے کہ اس میں عیب ہے مگر اسے ضرور خبردار کرنا چاہیے۔

**حدیث (۱۹۴۰) حدثنا سلیمان بن حرب الع**  
**رفعه الی حکیم بن حزام قال قال رسول الله ﷺ**  
**البیعان بالخیار مالم یتفرقا او قال حتی یتفرقا فان**  
**صدقا وبینا بورك لهما فی بیعہما وان کتما وکذبا**  
**محقت برکة بیعہما.....**

ترجمہ۔ جب تک جدا نہ ہوں بائع اور مشتری دونوں کو خیار حاصل ہے۔ یا فرمایا حتیٰ کہ جدا ہو جائیں۔ تب خیار ختم ہوگا پس اگر انہوں نے پیچ بولا اور سب عیب و نقص کھول کر بیان کر دیا تو ان کے سودے میں برکت ہوگی۔ اور اگر انہوں نے جھوٹ سے کام لیا اور عیب و نقص کو چھپایا تو ان کی بیع کی برکت مٹا دی جائے گی۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔** لاداء اس سے بیماری اور عیب مراد ہے۔ اور خبئة سے قبیح نخصتیں مراد ہیں۔ زنا چوری افتراء پر دازی اور غائلہ سے وہ دھوکہ اور فریب مراد ہے جو بائع کی طرف سے ہو۔ وقیل لابرہیم ان بعض الخناسین محشی نے اس کے ظاہر معنی جانوروں کا دلال مراد لیے ہے۔ اور ممکن ہے کہ فیقول جاء امس ایسی امی اری خراسان کا میان ہو۔ اور اس پر مرتب نہ ہو جیسے کہ محشی کی توجیہ سے معلوم ہوتا ہے تو اس صورت میں اری سجستان اور خراسان کی طرف مضاف ہوگا۔ یسمی کا مفعول



انہی نہیں ہوگا۔ تو اس کا مقصد یہ ہوا کہ گھوڑوں کو خراسان اور سجستان کی طرف جھوٹ موٹ منسوب کرے۔ اور محض افتراء ہوگا یہ نہیں کہ اصطبل کا نام لے کر پھر ان کو اس کی طرف تو یہ کہے طور پر منسوب کرے۔

### تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لاداء ولا خبثہ ولا غائلہ ان تینوں الفاظ کی شرح میں شرح کا اختلاف ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں

کہ داء سے وہ باطنی عیب مراد ہے خواہ وہ ظاہر ہو یا نہ ہو۔ جیسے جگر کا درد کھانسی وغیرہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ لاداء سے مطلب ہماری مراد نہیں ہے۔ بلکہ مخصوص ہماری مراد ہے۔ لا خبثہ سے مراد اخلاق خبیثہ ہیں۔ جیسے بھاگ جانا اور بعض نے حرام کاری مراد لی ہے۔ غائلہ سے مجبور چوری وغیرہ مراد ہے۔ ان العرفی فرماتے ہیں کہ داء فی الخلق بالفتح اور خبث ماکان فی الخلق بالضم اور غائلہ سکوت البائع علی ما یعلم من مکروہ فی البیع بفتح کا معنی کے اندر عیب سے چپ رہنا۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو معنی بیان کئے ہیں وہی ان العرفی کا مختار اور پسندیدہ ہیں۔ باقی ترمذی اور نسائی میں اس کا برعکس ہے کہ بفتح جناب نبی اکرم ﷺ اور مشتری عداء بن خالد تھے لیکن ترجیح امام بخاریؒ کی روایت کو ہوگی۔ جس میں آپؐ مشتری اور عداء بن خالد بفتح ہیں۔ اور بعض نے اسے مغلوب کہا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ مشتری باع کے معنی میں آتا ہے۔ اس طرح روایات میں تطبیق ہو جائے گی۔ اور بعض نے تعدد واقعہ پر محمول کیا ہے۔ تو اس وقت کوئی تعارض نہیں ہوگا۔ اور شیخ گنگوہیؒ نے کوکب دری میں یہ توجیہ کی ہے کہ ممکن ہے کہ بیع مقایضہ ہو تو متعاقبین پر بفتح اور مشتری کا اطلاق صحیح ہوگا۔

یسمی اری خراسان یعنی دلال ان شہروں کے اصطبلوں کا نام لے کر خریدار کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں تاکہ اسے وہم ہو کہ یہ مال ابھی خراسان وغیرہ سے آیا ہے۔ تاکہ خریدنے کی طرف راغب ہو۔ حضرت ابو ایہم نخعیؓ اسے مکروہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ یہ ایک قسم کا دھوکہ اور فریب ہے۔ یعنی میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کوفہ میں مسجد کے ارد گرد ایک جگہ مقرر کر دی تھی۔ جہاں لوگ اپنے اونٹوں اور جانوروں کو گھاس کھلاتے تھے۔ اس جگہ کو اری کہا جاتا ہے۔

### تشریح از قاسمیؒ۔ مالہ یتفرقا کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے کچھ حضرات اس تفرق سے تفرق بالا بدان مراد لیتے

ہیں جس سے بخیار مجلس کو ثابت کرتا ہے اور متبايعان کے معنی متعاقدان کے ہیں اور دوسرے حضرات تفرق سے تفرق بالا اقوال مراد لیتے ہیں کہ جب دونوں نے عقد بیع کر لیا تو بیع صحیح ہو جائے گی ان کو بخیار نہیں ہوگا۔ اس کی نظیر قرآن مجید میں ہے ان یتفرقا یغن الله کلان من سعة اس جگہ تفرق الزوج والزوجة بالطلاق ہے اگرچہ تفرق بالا بدان نہ ہو یہ قول ابو حنیفہؒ کا ہے فان صدق ای فی الاخبار عما یتعلق بالثمن والبیع بیننا کہ دونوں عیب وغیرہ بتادیں خواہ وہ اسباب میں ہو یا قیمت میں ہو وکتمان ای کتم البائع عیب السلعة والمشتري عیب الثمن .....

## باب بیع الخلط من التمر

## ترجمہ۔ ملی جلی کھجور کا بیچنا

حدیث (۱۹۴۱) حدثنا ابو نعیم الخ عن

ابی سعید قال کنا نرزق تمر الجمع وهو الخلط  
من التمر وکنا نبیع صاعین بصاع فقال النبی  
ﷺ لا صاعین بصاع ولا درهمین بدرهم...

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں زلاسلہ کھجور کھانے کے لئے دیا جاتا تھا۔ جمع یہ خلط من التمر ہے اور دو صاع ایک صاع کے بدلے بیچتے تھے پس جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دو صاع کو ایک صاع کے بدلے اور دو درہم کو

ایک درہم کے بدلے پس جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دو صاع کو ایک صاع کے بدلہ میں نہ بیچا جائے۔ اور نہ ہی دو درہم کو ایک درہم کے بدلے بیچا جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لا صاعین ای لاتبع تو صاعین فعل مقدر کا مفعول ہو اور لا کا اسم اور اس کی خبر محذوف ہوگی

ای لا صاعین يجوز بیعہما بصاع پھر آپؐ کا انکار بیع الصاع صاعین سے روکنا ہے۔ اصل بیع کو فاسد نہیں کہا گیا بلکہ واضح ہے کہ اس بیع میں فساد نہیں ہے۔ اور مؤلف نے مختلف کھجوروں کو جمع کر کے بیچنا اس پر باب اس لئے باندھا تا کہ اس سے وہم دفع ہو جائے جو پیدا ہوتا تھا کہ جب عیب دار صحیح مل گیا تو شاید اس کی بیع دھوکہ ہے۔ اس لئے ناجائز ہوا۔ تو ترجمہ سے ثابت کر دیا ہے خلط ملط کی بیع جائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطلانیؒ فرماتے ہیں کہ لا تبیعوا الا عین من التمر بصاع منہ کے معنی میں ہے شیخ نے اشارہ فرمایا کہ

من التمر میں لفظ من خلط کا بیان ہے بیع کے متعلق نہیں ہے۔ اور لفظ جمع خلط کا بیان ہے حافظؒ کے نزدیک خلط بکسر الخا مختلف کھجوروں کا ملا جلا ڈھیر مراد ہے۔ المعیب مخلط بالسليم کہ شاید جید کے ردی کے ساتھ مل جانے سے بیع ناجائز ہو جائے دفع تو ہم فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں متمیز ہیں اس لئے یہ عیب شمار نہ ہوگا خلاف اس صورت کے جب وہ برتنوں میں بند ہوں عمدہ تو نظر آئے لیکن ردی نظر نہ آئے اس کی بیع ناجائز ہے گویا کہ یہ ترجمہ اذابین البیعان سے مستثنیٰ ہے۔

ترجمہ۔ گوشت پینچنے والے اور اونٹ ذبح کرنے

والے کے بارے میں جو فرمایا گیا ہے

## باب ما قیل فی اللحم والجزار

حدیث (۱۹۴۲) حدثنا عمر بن حفص الخ

عن ابی مسعود قال جاء رجل من الانصار یکنی

ترجمہ۔ حضرت ابو مسودؓ فرماتے ہیں انصار کا ایک آدمی آیا جس کی کنیت ابو شعیب تھی اس نے اپنے ایک غلام قصائی

ابا شعیب فقال لعلام له قصاب اجعل لی طعام  
ما یکفی خمسة فانی ارید ان ادعو النبی ﷺ  
خامس خمسة فانی قد عرفت فی وجهه الجوع  
فدعاهم فجاء معهم رجل فقال النبی ﷺ ان هذا  
قد تبعنا فان شئت ان تاذن له فاذن له وان شئت  
ان یرجع فراجع فقال لا بل قد اذنت له .....

(ذابح الغنم) سے کہا کہ میرے لئے کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں  
کو کافی ہو میرا ارادہ ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کو دعوت دوں جبکہ  
پانچویں فرد آپ ہوں کیونکہ میں نے آپ کے چہرہ انور پر بھوک  
کے آثار دیکھے۔ چنانچہ اس سے ان حضرات کو دعوت دی پس  
ان کے ہمراہ ایک آدمی آیا جس کے متعلق جناب نبی اکرم ﷺ  
نے فرمایا یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے پس اگر آپ چاہیں تو  
ان کو اجازت دے دیں اگر آپ ان کا واپس چلا جانا پسند کریں

تو یہ واپس چلا جائے گا اس نے کہا نہیں بلکہ میں اس کو اجازت دے چکا ہوں۔

تشریح از شیخ نگلوہی - لحام گوشت بیچنے والے کو۔ جزار اونٹ ذبح کرنے والا۔ جب جواز اور کرہتہ کا حکم گوشت کی  
ایک قسم میں ثابت ہو گیا تو عموم علت کی وجہ سے باقی انواع میں بھی ثابت ہو گا۔ علت خون میں ہاتھ ڈالنا ہے۔ پس اس وجہ سے روایت کی  
دلائل ایک جزء قصاب پر ہو گئی۔

تشریح از شیخ زکریا - خامس خمسة ای احد خمسة شرح نے اس ترجمہ کی کئی توجیہات بیان کی ہیں۔ لیکن میرے  
نزدیک امام بخاری کا یہ ترجمہ بیع الخلط مع التمر کی طرح ہے گویا مصنف نے اشارہ فرمایا گوشت کا ہڈیوں کے ساتھ بیچنا جائز ہے  
جس سے اس وہم کو دفع کرنا ہے کہ گوشت کی بیع جائز نہ ہو اس لئے اس میں ہڈیاں داخل ہونی ہیں تو امام بخاری نے اشارہ فرمایا کہ جس طرح  
روٹی اور جید تمر کی بیع جائز ہے۔ اور گوشت اور ہڈیوں کی بیع بھی جائز ہے بلکہ پہلے ترجمہ سے بھی ترقی کر کے جواز بیان کیا ہے کہ روٹی کھجور تو  
کھجور کی جنس میں سے ہے لیکن پٹھے اور ہڈی تو لحم کی جنس میں سے نہیں ہے۔ بایں ہمہ ان دونوں کو گوشت کے ہمراہ بیچا جاتا ہے۔  
شیخ نگلوہی نے جو ترجمہ کی غرض بیان فرمائی ہے وہ جواز بیع اللحم مع تلبسه بالدم۔ لحام و جزار اور قصاب کے معنی  
واحد ہیں۔ علامہ بیہقی فرماتے ہیں کہ اللحم الذی یباع اللحم والجزار الذی یجزر ای یجزر الا بل اور قصاب کے معنی ذابح الغنم  
کے ہیں۔ درحقیقت ان تینوں کے معنی ایک ہیں جس سے حدیث اور ترجمہ کی مطابقت ثابت ہو جائے گی۔

ترجمہ۔ خرید و فروخت کے اندر جھوٹ بولنا

باب ما یمحق الکذب

اور عیب کو چھپانا برکت کو مٹا دیتے ہیں۔

والکتمان فی البیع -

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے

حدیث (۱۹۴۳) حدثنا بدل بن مخبر الخ عن

حکیم بن حزام عن النبی ﷺ قال البيعان بالخيار  
مالهم يتفرقا او قال حتى يتفرقا فان صدقا و بينا  
بورك لهما في بيعهما وان كتما وكذبا محقت  
بركة لبيعهما .....

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بائع مشتری اس وقت اختیار  
میں ہیں جب تک دونوں جدانہ ہو جائیں یا یہاں تک کہ دونوں  
جدا ہو جائیں پس اگر ان دونوں نے بچ بچو لا اور عیب کو واضح کر دیا  
تو ان کی بیع میں برکت پیدا ہوگی۔ اگر انہوں نے عیب کو چھپایا  
اور جھوٹ بولا تو ان کی بیع کی برکت مٹا دی جاتی گی۔

تشریح از شیخ نگوہی۔ مایمحق الکذب والکتمان میں ظاہر یہ ہے کہ کلمہ ما مصدریہ ہے اور ما موصولہ ہو تو ضمیر  
منصوب محذوف ہوگی۔ اس لئے کہ عائد منصوب کو حذف کرنا جائز ہے۔ معنی یہ ہوں گے مایمحق الکذب یعنی باب ان چیزوں کے  
بیان میں جن کو جھوٹ مٹا دیتا ہے یعنی برکت۔

تشریح از شیخ زکریا۔ یعنی کذب بیع کو باطل کر دے گا۔ جب کہ بائع اسباب متاع کی مدح میں جھوٹ بولے۔ اور مشتری  
شمن کی وصف میں جھوٹ بولے۔

**باب قول الله تعالى يا ايها الذين  
امنوا لا تاكلوا الربوا اضعافا مضاعفة**

حدیث (۱۹۴۴) حدثنا ادم ابن ابی ایاس الع  
عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال لياتين على الناس  
زمان لا يبالي المرء بما اخذ المال امن حلال  
ام من حرام .....

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو!  
سود کو دو گنا چو گنا کر کے نہ کھاؤ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے  
روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا  
کہ آدمی اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے مال کیسے لیا آیا  
حلال سے یا حرام سے۔

لا تاكلوا الربوا اضعافا مضاعفة الخ اس قید سے اس چیز کا جواز ثابت کرنا نہیں ہے جس میں یہ قید نہ ہو۔ گو جو اضعاف  
مضاعف نہ ہو وہ سود جائز ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس قید سے ان کے اس فعل کی قباحت بیان کرنا ہے۔ جس کا وہ  
ارتکاب کرتے تھے۔ کہ وہ ایک درہم دے کر کئی درہم وصول کرتے تھے۔ جس کی قباحت واضح ہے۔ یہ لائق ہوا فیتا تم علی البغاء  
ان اردن تحصنا کی طرح ہوگا۔ کیونکہ اکراہ علی الزنا کی حرمت باندیوں کے مجبور ہونے پر نہیں بلکہ ان کے فعل کی قباحت بیان  
کرنی ہے اسی طرح حرمت ربوا اگرچہ اضعافا مضاعفة سے متعلق نہیں لیکن اس قید کے زیادہ کرنے سے ان کے فعل قباحت بیان کی گئی۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ زمانہ جاہلیت میں اس طرح کرتے تھے کہ جب قرضہ ادا کرنے کی مدت بیت جاتی اگر قرضہ ادا کر دیا تو فہما ورنہ قرض خواہ مدت پڑھا دیتا۔ اور مدیون مقدار بڑھا دیتا اسی طرح ہر سال کرتے یہاں تک کہ ایک درہم کے کئی درہم دینے پڑتے تھے۔ لایبالی المراء حدیث کو آیت سے مناسبت اسی طرح ثابت ہوگی کہ سود خور اضعاف مضاعف کھا کر پرواہ نہیں کرتا کہ حلال کھا رہا ہے یا حرام کھا رہا ہے۔

ترجمہ۔ سود کھانے والا اس کی گواہی دینے والا اور اس کے لکھنے والا گناہ میں سب برابر ہیں۔

## باب اکل الربوا وشاہدہ وکاتبہ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن ایسے کھڑے ہوں گے جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر خطی بنا دیا ہو۔ یہ اس وجہ سے ہو گا کہ انہوں نے کہا تھا کہ خرید و فروخت بھی تو سود کی طرح ہے۔

وقوله تعالى الذين ياكلون الربوا لا يقومون الا كما يقوموا الذي يتخبطه الشيطان من المس ذلك بانهم قالوا انما البيع مثل الربوا الآية الى قوله اصحاب النار هم فيها خالدون ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سورہ بقرہ کا آخری حصہ نازل ہوا تو آپؐ نبی اکرم ﷺ نے ان آیات کو مسجد کے اندر صحابہ کرامؓ پر پڑھا پھر شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا

حدیث (۱۹۴۵) حدثنا محمد بن بشار عن عائشة قالت لما نزلت اخر البقرة قراهن النبي ﷺ عليهم في المسجد ثم حرم التجارة في الخمر

**تشریح از قاسمیؒ**۔ مقدمہ یہ ہے کہ آیات ربوا جو سورہ بقرہ کے آخر میں ہیں وہ سود کے احکام کو بیان کرنے والی ہیں۔

**حرم تجارة في الخمر** قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ تحریم الخمر سورہ مانندہ میں ہے جو آیت ربوا سے کافی مدت پہلے نازل ہوئی ہیں ممکن ہے کہ ربوا کی حرمت شراب کی حرمت سے متاخر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو اس کی تجارت کی حرمت کی اس وقت خبر دی گئی۔ پھر دوسری مرتبہ اس وقت خبر دی گئی جب کہ آیت ربوا نازل ہوئی۔

ترجمہ۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک رات میں نے دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھے نکال کے ارض مقدس کی طرف

حدیث (۱۹۴۶) حدثنا موسى بن اسمعيل عن سمره بن جندب قال قال النبي ﷺ رایت الليلة رجلین اتیانی فاخرجانی الی ارض مقدسة

لے گئے۔ چلتے چلتے جب ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے جس میں ایک آدمی کھڑا ہوا ہے اور نہر کے درمیان میں ایک دوسرا آدمی ہے جس کے سامنے پتھر پڑے ہیں۔ پس وہ آدمی جو نہر کے اندر تھا آیا۔ پس جب وہ نہر سے نکلنے کا ارادہ کرتا ہے۔ پس وہ آدمی اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے اس جگہ واپس کر دیتا ہے جہاں وہ تھا پس اسی طرح جب وہ نکلنے کے لئے آتا ہے تو اس کے منہ میں پتھر مار کر اسی جگہ واپس کر دیتا ہے جہاں وہ تھا تو میں نے پوچھا یہ کون تھا فرمایا کہ وہ شخص جس کو آپ نے نہر کے اندر دیکھا وہ سود کھانے والا ہے۔

فانطلقا حتی اذا اتيا على نهر من دم فيه رجل قائم  
وعلى وسط النهر رجل بين يديه حجارة فاقبل  
الرجل الذي في النهر فاذا اراد الرجل ان يخرج  
رمى الرجل بحجر في فيه فردده حيث كان فجعل  
كلما جاء ليخرج رمى في فيه بحجر فيرجع  
كما كان فقلت ما هذا فقال الذي رائيته في نهر  
اكل الربوا.....

تشریح از قاسمی۔ وعلى وسط النهر بالواؤ تقدیر عبارت یوں تھی وهو على وسط النهر اور اگر واؤ نہ ہو تو پھر  
على وسط النهر قائم کے متعلق ہے کیونکہ کتاب الجنائز میں گذر چکا ہے کہ رجل بین یدیه حجارة وهو على شط النهر لا على  
وسط النهر۔ باب موکل الربوا يقول الله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وذروا ما بقى من الربوا الى ما كسبت وهم  
لا يظلمون قال ابن عباس هذه آخر اية نزلت على النبي ﷺ.....

ترجمہ۔ سود کھلانے والا جو ارشاد باری تعالیٰ کے ترجمہ! ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو والے  
لن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آخری آیت ہے جو جناب نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی۔

ترجمہ۔ حضرت عون ابن ابی حنیفہ فرماتے ہیں  
کہ میں نے اپنے نیاپ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک بچپن لگانے والا  
غلام خرید کیا تو اس کے آلات حجامت توڑنے کا حکم دیا جو سب  
توڑ دی گئیں۔ تو میں نے اس کے متعلق ان سے سوال کیا  
انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کتے اور خون کے

حدیث (۱۹۴۷) حدثنا ابو الوليد عن  
عون ابن ابی حنیفہ قال رايت ابی اشتری عبداً  
حجاما فسالته فقال نهی النبی ﷺ من ثمن  
الکلب و ثمن الدم ونهی عن الواشمة والمشومة  
اكل الربوا وموكله ولعن المصور.....

دام کھانے سے منع فرمایا اور آپ نے گوندنے والی اور گوندوانے والی کو بھی روکا اس طرح سود کھانے والے اور کھلانے والے کو بھی منع فرمایا  
اور تصویر کھینچنے والے پر لعنت فرمائی۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ** - وذروا ما بقی من الربوا. مؤکل الربوا چونکہ اکل الربوا کے لئے معاون ہے اس لئے آیت

اس پر بھی دال ہے کہ سود کھانا اور کھانا دونوں چھوڑ دیئے جائیں۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ** - شرح بخاری سب کے سب ساکت ہیں شیخ گنگوہیؒ نے آیت سے استدلال اس طرح کیا ہے کہ

توك ربوا کا حکم جس طرح آخوندیو کو ہے اس طرح معطی ربوا کو بھی شامل ہے۔ اور امام بخاریؒ نے اپنی احادیث کے مطابق عموم اور کل احتمال سے استدلال فرمایا ہے۔

**تشریح از قاسمیؒ** - ثمن کلب میں علماء کا اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہ اور امام اوزاعیؒ ثمن کلب کو حدیث نبویؐ کی وجہ سے حرام

قرار دیتے ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ وغیرہم فرماتے ہیں کہ جن کتوں سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے عکبانہ بنی شکار وغیرہ تو ان کی بیع جائز ہے اور ان کی قیمت کا کھانا بھی حلال ہے۔ البتہ باؤلا کتہ اس کی بیع جائز ہے نہ اس اثمان کا استعمال جائز ہے۔ احادیث نبویؐ کا جواب امام طحاویؒ نے یہ دیا ہے کہ یہ حکم نبیؐ قتل کلاب کے وقت کا ہے۔ جب کہ گھروں میں ان کے رکھنے کا حکم نہیں تھا۔ جب احادیث کثیرہ سے قتل کلاب کو منسوخ کر دیا گیا اور شکار اور حراست کی اجازت دی گئی اب بیع بھی حلال ہے اور ثمن بھی حلال ہے۔ ثمن الدم سے حجامت کی اجرت مراد ہے۔ حضرات نبیؐ کو تنزیہ پر معمول کرتے ہیں۔ کیونکہ آپؐ نے خود پھینچنے لگوائے اور حجام کو اجرت بھی عطا فرمائی۔ اگر اجرت حرام ہوتی تو آپؐ نہ دیتے۔ اور بہت سے علماء نے بلا کر اہل جواز کا حکم دیا ہے۔ اور نبیؐ کا جواب یہ ہے کہ اجرت لینا مناسب نہیں ہے۔

واشحمہ سوئی کو چڑے میں چھو کر پھر اس کے نشان کو سرمہ سے بھر دیا جائے۔ پھر نقش نگار یا نام لکھا جائے یہ تغیر خلق اللہ ہے جسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ دوسرے یہ جاہلوں کا کام ہے اور وہ جبکہ خون کے نکلنے کی وجہ سے نجس ہو جاتی ہے۔ اکل الربوا و مؤکلہ مستقرض اور مقرض کی طرح ہے اور سب جبکہ فعل محذوف ہے۔ ای نہیں عن فعل الواشمہ الخ۔ اکل کو اس لئے مخفی کیا گیا کہ وہ اعظم المقاصد ہے۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقات کو

**باب یمحق اللہ الربو ویربی الصدقات**

بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر کافر گناہگار کو پسند نہیں کرتا

**واللہ لا یحب کل کفار اثمیم**

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے

حدیث (۱۹۴۸) حدثنا یحییٰ بن بکیر الخ

جناب رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ فرماتے ہیں خرید و فروخت

ان ابا ہریرہؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول

کے وقت قسم کھانا اسباب کو تو نفع پہنچانے کا سبب بنتا ہے لیکن

الحلف منقعة للسلعة ممحقة للبركة .....

برکت مٹانے کا باعث ضرور ہے۔



**تشریح از قاسمی**۔ حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہوگی کہ مال کو معصیت کے ساتھ حاصل کرنا اگرچہ ظاہر تحصیل مال کا سبب بنتا ہے لیکن انجام کے اعتبار سے برکت کو مٹانے کا باعث ہے یا مقصد یہ ہے کہ سود کے مٹانے سے برکت کا مٹانا مراد ہے۔

## باب ما یکرہ من الحلف فی البیع

ترجمہ۔ خرید و فروخت میں قسم کھانا مکروہ ہے

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ ابن ابی اونیؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بازار کے اندر اپنا سباب لگایا اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہنے لگا کہ یہ مال تو مجھے اتنے میں پڑا ہے جتنے میں اسے نہیں پڑا تھا۔ جس سے اس کا مقصد کسی مسلمان کی رغبت کھا کر کہنے لگا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں سے تھوڑا مال تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

حدیث (۱۹۴۹) حدثنا عمرو بن محمد الخ عن عبد اللہ بن اوفیؓ ان رجلاً اقام سلعة وهو فی السوق فحلف باللہ لقد اعطی بها مالاً یعط لیوقع فیہا رجلاً من المسلمین فنزلت ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمناً قليلاً.....

## باب ما قیل فی الصواغ

وقال طاؤس عن ابن عباسؓ قال النبی ﷺ لا یختلی خلاها وقال العباس الا الاذخر فانه لقینہم ویوتہم قال الا الاذخر.....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حرم کی سبز گھاس نہ اکھڑی جائے۔ تو حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ کترن ہوئی کیونکہ وہ تو ان کے لوہاروں

کے کام آتی ہے۔ اور وہ گھروں کی چھتوں پر ڈالی جاتی ہے۔ تو آپؐ نے اذخر کو مستثنیٰ کر دیا۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں ایک نوجوان اونٹنی تو مجھے غنیمت کے حصہ میں ملی تھی او ایک نوجوان اونٹنی آپؐ نے مجھے غم کے مال میں سے عطا کی فرمائی پس جب میں نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے سر میل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے بنو قینقاع کے ایک سنا آدمی کے ساتھ معاہدہ کیا کہ وہ میرے ہمراہ چلے تاکہ ہم اذخر لے آئیں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ میں اس کو سناروں کے پاس بیچ کر اپنی شادی کے ولیہ میں اس سے مدد طلب کروں گا۔

حدیث (۱۹۵۰) حدثنا عبد ان الخ ان علیاًؓ قال کانت لی شارف من نصیبی من المغنم وکان النبی ﷺ اعطانی شارفاً من الخمس فلما اردت ان ابنتی بفاطمة بنت رسول اللہ ﷺ وأعدت رجلاً صواغاً من بنی قینقاع ان یرتحل معی فباتی باذخر اردت ان ابیعه من الصواغین واستعین بہ فی ولیمۃ عرسہ.....

حدیث (۱۹۵۱) حدثنا اسحق بن خالد الع  
عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ قال ان الله حرم  
مكة ولم تحل لاحد قبلي ولا لاحد بعدى وانما  
حلت لى ساعة من نهار لا يخلتلى خلاها ولا يعصد  
شجرها ولا ينفر صيدها ولا يلتقط لقطتها الا للمعرف  
وقال عباس بن عبد المطلب الا الاذخر لصاغتنا  
ولسقف بيوتنا فقال الا الاذخر فقال عكرمة هل  
تدرى ما ينفر صيدها هو ان تنحيه من الظل وتنزل  
مكانه قال عبد الوهاب عن خالد لصاغتنا وقبورنا

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہی  
مکہ معظمہ کو حرم قرار دیا۔ نہ میرے سے پہلے کسی کیلئے حلال ہوا  
نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا۔ میرے لئے بھی دن کی  
صرف ایک گھڑی کیلئے حلال ہوا پس اب نہ اس کی گھاس کاٹی  
جائے اور نہ اس کے درخت کاٹے جائیں اور نہ ہی اس کے شکار کو  
بھگایا جائے۔ اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے۔ البتہ اس کی  
تعریف کرنے والا اسے اٹھا کر تعریف کرے۔ جس پر  
حضرت عباس بن عبد المطلبؓ نے فرمایا اذخر یعنی تو ہمارے  
ساروں کے لئے اور ہمارے گھروں کی چھتوں کے کام آتی ہے  
آپؓ نے فرمایا اذخر اس حکم سے متشکی ہے۔ حضرت عکرمہؓ نے

فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یمنفر صیدھا کا کیا مطلب ہے وہ یہ ہے کہ کسی جانور کو سائے کی جگہ سے الگ کر کے خود اس جگہ پڑاؤ کر لو۔ اور  
عبد الوهاب کی روایت میں ہے کہ اذخر ہمارے ساروں اور قبور کے کام آتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یمنفر صیدھا کی تفسیر کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بظاہر تنفیہ نفرت دلانے سے معلوم  
ہوتا ہے۔ کہ وحشی جانور عموماً دور سے انسان کو دیکھ کر وحشت کی وجہ سے نفرت کرتا ہے۔ تو یہ تنفیہ تو انسان کے بس میں نہیں جس پر  
انسان گناہگار ہو تو تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ جانور کی طبعی تنفیہ مراد نہیں۔ بلکہ زیادتی انسان کی طرف سے ہو۔ کہ اس کو سایہ دار جگہ سے  
اٹھا کر خود پڑاؤ کرے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ وہ فائدہ ہے جس کی طرف شراح نے کوئی اشارہ نہیں کیا یہ شیخ گنگوہیؒ کی بالغ نظری ہے کہ  
اس نکتہ کو بیان فرمایا۔ امام بخاریؒ نے ان احادیث پر مختلف تراجم باندھے ہیں۔ حالانکہ یہ دستکاری کے کام ہیں تو سب ایک باب میں ہوتے  
لیکن امام بخاریؒ نے تنبیہ فرمادی کہ یہ دستکاریاں آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہو ا کرتی تھیں۔ جس سے ان صنعتوں کا جواز ثابت کرنا ہے  
حافظؒ فرماتے ہیں کہ شاید اس حدیث کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہوں جس میں ہے اکذب الناس الصباغون والصواغون یعنی تمام  
لوگوں میں سے سب سے زیادہ جھوٹے رنگ ریز اور زرگر ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اکثر وعدہ خلافی کرتے ہیں۔ اور سارے لوگ تو سود سے

نہیں ہے اس لئے کہ وہ سونے چاندی کی بنی ہوئی چیز کو اس کے وزن سے زیادہ بیچتے ہیں۔ بہر حال امام بخاریؒ نے ان روایات سے ان صنائع کے جواز کو بیان فرمایا ہے۔

## باب ذکر القین والحداد

ترجمہ۔ کار گیر اور لوہار کے ذکر میں

ترجمہ۔ حضرت خبابؓ فرماتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوہار کا کام کرتا تھا۔ عاص بن وائل پر میرا قرضہ ہو گیا۔ میں اس سے تقاضا کرنے کیلئے آیا اس نے کہا میں اس وقت تک تمہیں تمہارا قرض ادا نہیں کروں گا جب تک تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کفر نہیں کریگا۔ میں نے کہا میں تو آپؐ سے کفر نہیں کر سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے موت دے اور پھر تو اٹھایا جائے اس نے کہا اچھا اب تم مجھے چھوڑ دو یہاں تک کہ میں مر جاؤں پھر اٹھایا جاؤں۔ عنقریب وہاں پر جب مجھے مال اور اولاد ملے گی تو تیرا قرضہ ادا کروں گا جس پر یہ آیت اتری کہ کیا اس شخص کو نہیں دیکھتے جس نے ہماری آیتوں سے انکار کیا۔ اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور ولد ملے گا۔

حدیث (۱۹۵۲) حدثنا محمد بن بشار الع عن خباب قال كنت قينا في الجاهلية وكان لي على العاص بن وائل دين فاتيته اتقاضاه قال لا اعطيك حتى تكفر بمحمد ﷺ فقلت لا اكفر حتى يميتك الله ثم تبعث قال دعني حتى اموت وابعث فساوتي مالا وولداً فاقضيك فنزلت افرأيت الذي كفر باياتنا وقال لاوتين مالا وولداً اطلع الغيب ام اتخذ عند الرحمن عهداً .....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کنت قینا امام بخاریؒ نے ان کے ایک جاہلیت کے فعل سے استدلال کیا ہے کہ اگر وہ فعل حرام ہوتا تو مسلمان ہونے کے بعد اس عمل حرام سے واجب شدہ قرضہ کا مطالبہ نہ کرتے۔ ظاہر یہی ہے کہ حضرت خبابؓ نے اپنے جاہلیت کے عمل کی اجرت طلب کی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے ظاہر حدیث سے استدلال کیا ہے۔ ورنہ حضرت خبابؓ تو زمانہ اسلام میں بھی لوہار کا کام کرتے تھے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے کتاب الاجارہ میں ایک باب باندھا ہے ہل یواجر الرجل نفسه من مشرك في ارض الحرب اس میں یہی حدیث لائے ہیں کہ حضرت خبابؓ مسلم تھے عاص بن وائل مشرک تھا مکہ اس وقت دار الحرب تھا۔ حضور انور ﷺ پر مطلع ہونے کے باوجود اسے برقرار رکھا۔ امام بخاریؒ نے اس جگہ اس حدیث پر ذکر القین والحداد کا باب باندھا ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ابن درید کا قول ہے قین اور حداد کے ایک معنی ہیں۔ لیکن عرب کے ہاں تو قین ہر کار گیر کو بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ زجاجؒ فرماتے ہیں القین الذی یصلح الاسنة۔ قین وہ ہے جو تیروں کو ٹھیک کرے۔ اور قین و حداد یعنی لوہار کو بھی کہتے ہیں۔ چونکہ ان دونوں کا حکم

ایک ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ نے اس فرق کے باوجود دونوں کو ایک باب میں ذکر کر دیا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تکلف ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ قین کا لفظ معانی کثیرہ کے لئے مستعمل ہے۔ غلام پر۔ باندی پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ تو یہاں عطف اس لئے لائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ قین کے معنی اس جگہ حداد کے ہیں میرے نزدیک ان ابواب کی غرض امام بخاریؒ کے نزدیک بیان جواز ہے۔ آگے ایک باب آرہا ہے جس میں ہے جلس السوء کثیر الحداد بحرق بیتک او ثوبک او تجدمنہ ربحا خبیثۃ جس سے حداد کی قباحت معلوم ہوتی ہے دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص کی انگلی میں لوہے کی انگوٹھی دیکھ کر آپؐ نے فرمایا یری علیک حلۃ اهل النار کہ میں تجھ پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں۔ اس سے قباحت کا وہم ہوتا ہے۔ جس کو امام بخاریؒ نے باب منعقد کر کے دفع فرمایا ہے۔

## باب الخیاط

ترجمہ۔ درزی کا کام کرنے والے کے بارے میں

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے جناب رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس کھانے کیلئے آپؐ کے ہمراہ گیا تو اس نے آپؐ کی خدمت میں روٹی شوربا جس میں کدو اور سنو کھا گوشت تھا میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ پیالے کے کناروں میں سے کدو کو تلاش فرما رہے تھے۔ اس دن سے میں نے بھی کدو کو پسند کر لیا۔

حدیث (۱۹۵۳) حدثنا عبد الله بن يوسف النخعي انه سمع انس بن مالك يقول ان خياطاً دعا رسول الله ﷺ لطعام صنعته قال انس بن مالك فذهبت مع رسول الله ﷺ الى ذلك الطعام فغرب الى رسول الله ﷺ بهذا وجرفاً فيه دبء وقديد فرأيت النبي ﷺ يجمع الدباء من حوالى القصعة قال فلم ازل احب الدباء من يومئذ ....

تشریح از قاسمی۔ حدیث باب سے معلوم ہوا کہ اجابت دعوت مستحب ہے بعض سنت کہتے ہیں۔

## باب النساج

ترجمہ۔ کپڑا بننے والا جو لاہا

ترجمہ۔ حضرت سل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لائی کہا جانتے ہو کہ مردہ کیا چیز ہے۔ کہا گیا کہ ہاں وہ لمبی چادر جس کے کنارے بنے ہوئے ہوں کہنے لگی یا رسول اللہؐ میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے بنا ہے تاکہ آپؐ کو پہناؤں آپؐ نے ضرور تمند ہو کر اس کو قبول فرمایا پھر اسے لٹکی بنا کر پہنے ہوئے

حدیث (۱۹۵۴) حدثنا يحيى بن بكير انه سمعت سهل بن سعد قال جاء ت امرأة ببردة قالت ادرون ما البردة فقل له نعم هي الشملة منسوج في حاشيتها قالت يا رسول الله نسجت هذه بيدي اكسو كها فاخذها النبي ﷺ محتاجاً

ہمارے پاس تشریف لائے قوم میں سے ایک شخص نے کہا  
یا رسول اللہ یہ چادر تو مجھے پہنا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں چنانچہ  
آپؐ مجلس میں بیٹھے پھر اس چادر کو لپیٹ کر واپس تشریف لائے  
پھر اس شخص کے پاس اسے بھیج دیا۔ قوم نے اس شخص سے کہا کہ  
تو نے اس چادر کا آپؐ سے سوال کر کے اچھا نہیں کیا۔ تم جانتے  
ہو کہ آپؐ کسی سائل کو خالی واپس نہیں کرتے۔ تو اس نے کہا  
میں نے تو آپؐ سے اس لئے چادر کا سوال کیا تھا تاکہ جس دن

الیہا فخرج الینا وانہا الزارۃ فقال رجل من القوم  
یا رسول اللہ ﷺ اکسینہا فقال نعم فجلس النبی  
فی المجلس ثم رجع فطواہائم ارسل بہا الیہ  
فقال لہ القوم ما احسنت سالتہا ایا ہ لقد علمت  
انہ لا یرد سائلا فقال الرجل واللہ ما سالتہ الا لتکون  
کفنی یوم اموت قال سهل فکان کفہ .....  
میں مروں وہ میرا کفن نہ۔ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں چنانچہ وہ چادر اس کا کفن بنی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ منسوج فی حاشیتہا شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ حاشیہ کسی اور چیز کا بنا ہوا نہیں تھا بلکہ خود  
اسی چادر میں سے ہی بنایا گیا تھا تو وہ حاشیہ اس میں ہو گیا۔ او اس کے ساتھ بھی ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ نقل کرتے ہیں کہ اس چادر میں ابھی سلوٹیں نہیں پڑی تھیں کہ کسی نے اس کو پہنایا تو وہ نئی  
چادر تھی۔ میرے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اس چادر کا حاشیہ پھندن والا نہیں تھا اور چادروں میں یہ دونوں طریقے رائج ہیں۔ کہ کبھی  
چادریں پھندنے والی ہوتی ہیں کبھی حاشیہ ان میں بنا ہوا ہوتا ہے۔

## باب النجار ترجمہ۔ بڑھئی کا بیان کرنا

ترجمہ۔ ابو حازمؒ نے فرمایا کہ کچھ آدمی حضرت سہل  
بن سعدؓ کے پاس آکر ان سے منبر کے متعلق پوچھنے لگے تو انہوں  
نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت کی طرف  
پیغام بھیجا جن کا نام حضرت سہل نے لیا تھا کہ اپنے بڑھئی غلام کو  
حکم دو کہ میرے لئے لکڑیوں کا ایک منبر بنا دو تاکہ جب میں  
لوگوں سے بات چیت کروں تو اس پر بیٹھ کر بات کروں۔ چنانچہ  
اس نے غلام کو حکم دیا جس نے غابہ جنگل کے جھاڑ کے درخت  
سے بنا کر اپنی آقا کے پس لے آیا اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی

حدیث (۱۹۵۵) حدثنا قتیبہ بن سعید الخ عن  
ابی حازم قال اتی رجال الی سهل بن سعد یسألونہ  
عن المنبر فقال بعث رسول اللہ ﷺ الی فلانہ  
امراة قد سماہا سهل ان مری غلامک النجار یعمل  
لی اعوادا اجلس علیہن اذا کلمت الناس فامرہ  
یعملہا من طرفاء الغابۃ ثم جاء بہا فارسلت الی  
رسول اللہ ﷺ بہا فامر بہا فوضعت فجلس علیہ.

خدمت میں لے آئی۔ پس آپؐ نے اسے مسجد میں رکھنے کا حکم دیا۔ جس پر آپؐ بیٹھ گئے۔

حدیث (۱۹۵۶) حدثنا خلاد بن یحییٰ الخ

عن جابر بن عبد اللہؓ ان امرأة من الانصار قالت  
لرسول الله ﷺ يا رسول الله اجعل لك شيئاً  
تقعد عليه فان لي غلاماً نجاراً قال ان شئت قال  
فعملت له المنبر فلما كان يوم الجمعة قعد النبي  
ﷺ على المنبر الذي صنع فصاحت النخلة  
التي كان يخطب عندها حتى كادت ان تنشق  
فنزل النبي ﷺ حتى اخذها فضمها اليه فجعلت  
تنين انين الصبي الذي يسكت حتى استقرت قال  
بكت على ما كانت تسمع من الذكر .....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ  
انصار کی ایک عورت نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ  
یا رسول اللہ! کیا آپؐ کے لئے ایک ایسی چیز نہ بنا لاؤں جس پر  
آپؐ بیٹھ جایا کریں اس لئے کہ میرا ایک بڑھئی غلام ہے آپؐ نے  
فرمایا کہ تم چاہو تو بنا سکتی ہو راوی فرماتے ہیں کہ اس عورت نے  
آپؐ کیلئے منبر بنا لیا۔ پس جب جمعہ کا دن ہوا تو جناب نبی اکرم  
ﷺ اس منبر پر بیٹھ گئے جو آپؐ کے لئے بنایا گیا تھا تو کھجور کا وہ تانا  
جس کے پاس آپؐ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ وہ چیخنے لگا  
قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے منبر سے  
اتر کر اس کو پکڑ کر سینے سے لگایا تو وہ بچے کی طرح سسکیاں لے کر  
رونے لگا جسے چپ کر لیا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے قرار آیا

راوی فرماتے ہیں کہ اس نے کار و ناس ذکر کی وجہ سے تھا جو وہ آپؐ سے سنتا تھا۔

تشریح از قاسمی۔ فصاحت اللہ تعالیٰ نے اس نے میں حیات پیدا کر دی جس کی وجہ سے اس میں ایک عظیم علم آیا۔

باب شراء الحوائج بنفسه ترجمہ۔ امام اور حاکم کا اپنی ضروریات کا خود خرید کرنا

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے حضرت عمرؓ سے ایک اونٹ خریدا۔ اور ابن عمرؓ نے خود  
ہی خریدا کیا۔ اور عبد الرحمن بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ ایک مشرک  
کچھ بھریاں لے آیا جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے ایک بھری  
خرید فرمائی اور آپؐ نے حضرت جابرؓ سے اونٹ خریدا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک  
یہودی سے ادھار پر غلہ خریدا کیا۔ اس کے پاس اپنی زرہ گروہی رکھی۔

وقال ابن عمرؓ اشترى النبي ﷺ جملاً من

عمرو وقال عبدالرحمن ابن ابی بکرؓ جاء مشرك  
بغنم فاشترى النبي ﷺ منه شاة واشترى من  
جابر بغيراً .....

حدیث (۱۹۵۷) حدثنا يوسف بن عيسى الخ عن عائشة قالت  
اشترى رسول الله ﷺ من يهودي طعاماً بنسيئور هه درعه

تشریح از شیخ گنگوہی - اشتری رسول اللہ یہ دلیل ایک اور قاعدہ پر مبنی ہے کہ مقید اور مطلق کو اپنے اپنے محل پر رکھا جائے۔ ایک کو دوسرے پر محمول نہ کیا جائے۔ اگرچہ معاملہ ایک ہی ہو ورنہ معلوم رہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ بعض نفیس اشتراء کے لئے تشریف نہیں لے گئے۔

تشریح از شیخ زکریا - روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اکثر امور حضرت بلالؓ کے سپرد ہوتے تھے البتہ بعض روایات سے بعض نفیس آپ کا اشتراء ثابت ہے۔ اس ترجمہ کا فائدہ اس وہم کا دفع کرنا ہے کہ بعض نفیس کام کرنا مروت کے خلاف ہیں۔ لیکن آپ علی سبیل التواضع یہ امور خود بھی انجام دیتے تھے۔

ترجمہ - چوپایوں اور گدھوں کا خرید کرنا جب کسی جانور یا اونٹ کو خرید کرے جب کہ وہ اس پر سوار ہو تو کیا یہ اترنے سے پہلے قبضہ شمار ہو گا اور ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس کو یعنی بے قابو اونٹ کو میرے پاس بیچ دو۔

**باب شراء الدواب والحمير واذا اشترى دابة او جملا وهو عليه هل يكون ذلك قبضا قبل ان ينزل وقال ابن عمر قال النبي ﷺ لعمر بعنيه يعني جملا صعبا۔**

ترجمہ - حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک جنگ میں تھا میرا اونٹ پیچھے رہ گیا اور تھک گیا۔ جناب نبی اکرم ﷺ کا گدھ میرے پاس سے ہو ا پوچھا کیا جابر ہو۔ میں نے کہا ہاں! فرمایا یہ تمہارا کیا حال ہے میں نے کہا میرا اونٹ پیچھے رہ گیا اور تھک گیا۔ اس لئے میں پیچھے رہ گیا۔ پس آپؐ نے اتر کر اپنی ڈھال سے اسے چوک دی پھر فرمایا کہ سوار ہو جاؤ۔ پس میں اس پر سوار ہو گیا تو میں نے اس کو دیکھا کہ میں اسے جناب رسول اللہ ﷺ سے روک رہا ہوں آپؐ نے پوچھا کیا تو نے شادی کی ہے۔ میں نے کہا ہاں کی ہے آپؐ نے پوچھا باکرہ سے یا بیوہ سے میں نے کہا نہیں بلکہ بیوہ سے آپؐ نے فرمایا لڑکی سے شادی کیوں نہ کی تم اس سے کھیتے وہ تمہارے سے کھیتی۔ میں نے کہا کہ میری کچھ بہنیں تھیں

حدیث (۱۹۵۸) حدثنا محمد بن بشار الخ  
عن جابر بن عبد الله قال كنت مع النبي ﷺ في غزاة فابطأ بي جملي واعيا فاتي علي النبي ﷺ فقال جابر فقلت نعم قال ما شانك قلت ابطا علي جملي واعيا تخلفت فنزل يحجنه بمحجنه ثم قال اركب نركب فلقد رايته اكفه عن رسول الله ﷺ قال تزوجت قلت نعم قال بكرة ام ثيباً قلت بل ثيباً قال افلا جارية تلاعبها وتلاعبك قلت ان لي اخوات فاحببت ان اتزوج امرأة تجمعهم وتمشطهن وتقوم عليهن قال اما انك قادم

فاذا قدمت فالکيس الكيس ثم قال اتبع جملک  
قلت نعم فاشتره منى اوقية ثم قدم رسول الله  
ﷺ قبلى وقدمت بالغداة فجعنا الى المسجد  
فوجدته على باب المسجد قال الان قدمت قلت  
نعم قال فدع جملک فادخل فصل رکعتين  
فدخلت فصليت فامر بلالاً ان یزن له اوقية  
فوزن لی بلال فارجح فی المیزان فانطلقت  
حتى ولیت فقال ادع لی جابراً قلت الان یرد  
على الجمل ولم یکن شیء ابغض الی منه قل خذ  
جملک ولک ثمنه .....

میں نے پسند کیا کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو ان کو جمع  
رکھ سکے۔ ان کی کٹھاپٹی کرے اور ان کا انتظام کرے۔ فرمایا کیا  
اب آپ آئے والے ہیں۔ پس جب آپ آئیں تو احتیاط سے کام  
لیں کہیں جماع میں جلدی نہ کریں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا اپنے  
اونٹ میرے پاس بیچ دو گے۔ میں نے کہا ہاں تو آپ نے اسے  
ایک اوقیہ کے بدلے خرید لیا۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ  
میرے پاس پہلے پہنچ گئے۔ اور میں مدینہ میں صبح کو پہنچا پس ہم  
مسجد کی طرف آئے تو آپ کو مسجد کے دروازے پر پایا۔ آپ نے  
پوچھا ابھی آئے ہو میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اونٹ چھوڑ دو  
اور مسجد میں جا کر دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرو چنانچہ میں نے  
اندر داخل ہو کر نماز پڑھی پس آپ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ

ان کو اوقیہ کا وزن کر دو۔ چنانچہ انہوں نے میرے لئے وزن کر دیا۔ اور ترازو جھکا کر دیا۔ پس چلنے کے لئے پیٹھ پھیری کہ آپ نے فرمایا جابر  
کو بلاؤ۔ میں نے دل میں کہا کہ اب آپ اونٹ واپس کر دیں گے۔ اور میرے نزدیک اس سے زیادہ قبیح بات نہ تھی لیکن آپ نے فرمایا کہ اپنا  
اونٹ بھی لے لو اور اس کی قیمت تمہارے لئے واپس ہے۔

تشریح از شیخ منگوہیؒ۔ لم یکن شیء ابغض الی منه الخ کیونکہ وہ اپنی عادت مبارکہ جانتے تھے کہ معیج بھی واپس

کر دیں گے اس لئے حضرت جابرؓ ایک دن کے بعد مدینہ منورہ میں پہنچے۔ اور مولفؒ کا استدلال ہے کہ اس طرح معیج پر قبضہ ہو گیا۔ حالانکہ  
وہ ابھی بائع کے ہاتھ میں تھی۔ اس لئے صحیح نہیں کہ یہ درحقیقت بیع تھی نہیں۔ آنحضرت ﷺ تو حضرت جابرؓ کی خستہ حالی دیکھ کر اس کی  
امداد کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اونٹ بھی واپس کر دیا اور اس کی قیمت بھی واپس کر دی۔ بہر حال یہ محض نام کی بیع تھی۔ حقیقت میں تھی چلو اگر  
تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ بیع تھی تو معیج کو بائع کے پاس چھوڑ دینا کیسے حلال ہو سکتا ہے۔ جب کہ اس کے ترک کی شرط نہ لگائی ہو۔ کیونکہ بائع  
کو تھوڑے عرصہ کے بعد صحیح معیار کا سپرد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ امام بخاریؒ کا اس سے استدلال کرنا کہ حضرت جابرؓ نے مدینہ تک جانے کی  
شرط لگائی تھی فقہاء کے قاعدہ کے خلاف ہے کیونکہ وہ تو حدیث کے ہر لفظ سے حجت قائم کرتے ہیں اگرچہ واقعہ ایک بھی ہو یہ تو نبی  
ﷺ عن بیع و شرط کے خلاف ہو گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت جابرؓ رد الجمل کو مبغوض سمجھتے ہیں تھے کہ انہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ



معلوم تھی کہ آپؐ صحابہ کرامؓ پر تفضل کرتے رہتے ہیں حدیث کے اندر جو شرط کا ذکر ہے وہ شرط تفضل ہے۔ اصل شرط بیع میں نہیں ہے اس کی تائید حضرت جابرؓ کے قول سے ہوتی ہے کہ انہوں نے فرمایا فہولک جس پر آپؐ نے فرمایا لا بل بعینہ جس پر ایک یودی نے حضرت جابرؓ کا سارا واقعہ سننے کے بعد تعجب سے کہا کہ اشتری منک اسیر و رفع الیک الثمن ثم وہبہ لک قلت نعم یعنی حضور اکرم ﷺ نے تم سے اونٹ خرید اپھر اس کی قیمت واپس کر دی اور اونٹ بھی تجھے ہبہ کر دیا۔ میں نے کہا ہاں معاملہ ایسا ہوا ہے نیز حدیث میں ہے قدم رسول اللہ قبلہ و قدمت بالغداة لیکن کتاب الجہاد میں ہے کہ تقدمت الناس الی المدینة بظاہر ان میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ میرے نزدیک اس کی جمع کی صورت یہ ہے کہ حضرت جابرؓ کا گھر عوالی مدینہ میں تھا وہ پہنچ کر دوسرے دن مسجد نبویؐ میں حاضر ہوئے۔ اس طرح روایت میں تطبیق ہو جائے گی و جواب المؤلف امام بخاریؒ کا یہ کہنا کہ وہو علیہ مقصد یہ ہے کہ ابھی بیع بائع کے قبضہ میں تھی۔ مشتری نے قبضہ نہیں کیا تھا اس لئے کہ اونٹ حضرت عمرؓ کے قبضہ میں تھا حضور انور ﷺ نے اس پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ ابن عمرؓ کو ہبہ کر دیا۔ معلوم ہوا کہ بیع بغیر مشتری کے قبضہ کے بغیر بھی جائز ہے۔ ہاں وجوب ثمن کے لئے قبضہ ضروری ہے۔ امام بخاریؒ بھی اس کا انکار نہیں کرتے۔ اگر اشکال ہو کہ بیع قبل از قبض تصرف بیع یا ہبہ وغیرہ کی صورت میں ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ حالانکہ یہاں پر تو آپؐ نے قبل از قبض ہبہ کر دیا۔ تو کہا جائے گا کہ ہمارے نزدیک بائع اول کی موجودگی میں اور اسی مجلس میں یہ تصرفات جائز ہیں۔ البتہ بائع اول اور ثالث کی بیع صحیح نہ ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ موبوب کا قبض اور مشتری ثانی کا قبضہ کافی ہے۔ خود کا قبضہ ضروری نہیں۔ اگر وہو علیہ سے مراد مشتری ہے تو اس وقت تطبیق اس طرح ہوگی کہ ابن عمرؓ کا سوار ہونا اور اس کا پہلا قبضہ یہ ہبہ کے قبضہ سے کفایت کرے گا۔ اور آپؐ کی موجودگی میں ابن عمرؓ اور آپؐ کو نئے قبضہ کی ضرورت نہیں رہی۔ غالباً امام بخاریؒ کا ترجمہ اسی احتمال پر محمول ہے۔

ان جابر اشترط ظہرہ الی المدینة اس سے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ بشرط واحد بیع جائز ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر مسافت قریبہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ بعیدہ ہو تو ناجائز ہے۔ شوافعؒ اور احنافؒ فرماتے ہیں کہ مسافت بعیدہ ہو یا قریبہ دونوں صورتوں میں بیع ناجائز ہے۔ اسلئے نبی رسول اللہ ﷺ عن بیع و شرط کا حکم عام ہے۔ باقی حدیث جابرؓ کے متعلق یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس میں کئی احتمالات ہیں ایک تو یہ ہے کہ دراصل یہ بیع تھی ہی نہیں۔ دوسرے شرط نفس عقد میں نہیں تھی بلکہ عقد سے پہلے کی شرط ہے۔ جو مؤثر نہیں ہوگی۔ تیسرے نسائی میں اخذتہ بکذا و اعدتک ظہرہ الی المدینة یعنی اونٹ میں نے اتنی قیمت میں لیا اور مدینہ تک سواری کیلئے عاریت پر دیا۔ تو اب اشکال زائل ہو گیا۔ جاننا چاہیے کہ امام بخاریؒ نے اس باب میں قبض مشتری المبیع کا مسئلہ بیان فرمایا ہے جس کو تین ابواب میں لائے ہیں ایک تو اس جگہ اذا اشتری ذابۃ او جملا و هو علیہ۔ دوسرا ترجمہ ہے اذا اشتری شیئاً فوہب من بساعته الخ لیکن جب ابن عمرؓ کے بغیر صعب والے قصہ سے اعتراض ہوا تو فرمایا لم ینکو البائع یعنی ہبہ مذکور ہبائے کے سکوت سے جائز ہو جائے گا۔ ابن بطلؒ فرماتے ہیں کہ اگر بائع مشتری کے تصرفات پر انکار نہ کرے تو یہ بیع جائز ہے البتہ انکار کی صورت میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک تو قبل از قبض کسی چیز کی بیع جائز نہیں۔ احنافؒ کے نزدیک بھی مطلقاً ناجائز ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک مکمل اور موزوں میں ناجائز

باقی میں جائز ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں ماکول و مشروب میں ناجائز باقی میں جائز ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے امام بخاریؒ نے اذا اشتری کا جواب ذکر نہیں فرمایا کیونکہ احنافؒ اور شوافعؒ کے نزدیک جمیع اشیاء میں تخلیہ کے بعد قبض کی ضرورت نہیں۔ شوافعؒ اور حنابلہ کے نزدیک منقولات میں فعلیہ کافی نہیں مکانات اور اراضی میں کافی ہے۔ پھر امام بخاریؒ نے ترجمہ باندھا ہے۔ اذا اشتری متاعاً او دابة فوضعها عند البائع اور اس میں بھی لن عمر کے اثر کو لائے ہیں۔ پھر علماء کا اس میں اختلاف ہو گیا کہ اگر بیع قبل از قبض مشتری بائع کے ہاتھ میں ہلاک ہو گئی تو ضمان کس پر ہے۔ جو لوگ صحت بیع کے لئے قبض کو شرط قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک ضمان بائع پر ہے۔ اور جن کے نزدیک قبض شرط نہیں ان کے یہاں ضمان مشتری پر ہوگی۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کل مبیع تلف قبل قبضه من ضمان البائع الا العقاد اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کل مبیع من ضمان البائع حتی یقضیه المشتري۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ الکيس الکيس اس کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام بخاریؒ نے تو فرمایا کہ اس کے معنی ولد کے ہیں مگر یہ اس لئے صحیح نہیں کہ ابھی تو حضرت جلدؒ کے چہ ہوا نہیں تھا یا تو طلب ولد سے کنایہ ہے۔ یا یہ احتمال ہے کہ احتیاط کا حکم دیا ممکن ہے بیوی حاکمہ ہو۔ دوسرے معنی جماع کے بھی آتے ہیں۔ اور عقل کو بھی کيس کہتے ہیں۔ گویا کہ طلب ولد عقل سے تعبیر فرمایا۔ کہ عقل ہی انسان کو طلب ولد پر آمادہ کرتی ہے۔ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اور ایک روایت میں خمس اوقیہ بھی آیا ہے۔ اور بعض میں اوقین و درہم اور بعض میں اوقیہ و ذہب ہے۔ اور بعض میں اربعہ دنانیر آیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ سب روایت بالمعنی ہے۔ علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ حدیث کو ترجمۃ الباب سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں جمل اور بعیر کا ذکر ہے جو دو آب میں سے ہے۔ لیکن روایت میں حمیر کا ذکر نہیں۔ اس کو بھی اہل کے ساتھ لاحق کر دیا کہ یہ حکم خاص نہیں رہے۔

**باب الاسواق التي كانت في الجاهلية**  
**فتتابع بها الناس في الاسلام۔**  
ترجمہ۔ وہ بازاریں جو زمانہ جاہلیت میں تھیں اسلام میں لوگوں نے اس میں خرید و فروخت کو جاری رکھا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عکاظ معجنہ اور ذوالمجاز جاہلیت کے بازار تھے جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے ان میں تجارت کرنے کو گناہ سمجھا اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی کہ گناہ نہیں حج کے موقع پر تجارت کر سکتے ہو ابن عباسؓ مواسم الحجہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

حدیث (۱۹۵۹) حدثنا علی بن عبد اللہ عن ابن عباسؓ قال كانت عكاظ ومعجنة وذوالمجاز اسواقا في الجاهلية فلما كان الاسلام تائموا من التجارة فيها فانزل الله ليس عليكم جناح في مواسم الحج قرأ ابن عباسؓ كذا.....

## باب شراء الابل الهميم او الا جرب الهائم المخالف للمقصد في كل شيء

ترجمہ۔ ہمارا یا خارش اونیٹ کا خرید کرنا۔ ہائم کے معنی ہیں ہر چیز میں میانہ روی کی مخالفت کرنے والا اصل ہائم

ایک ایسی بیماری ہے جس سے پیاس بڑھ جاتی ہے اور وہ کبھی پانی سے سیر نہیں ہو تا پانی چو ستار ہوتا ہے۔

حدیث (۱۹۶۰) حدثنا علی بن عبد اللہ الخ قال عمر و کان ہنا رجل اسمہ نواس و کانت عنده ابل ہیم فذهب ابن عمر فاشتری تلك الابل من شریک لہ فجاء الیہ شریکہ فقال بعنا تلك الابل فقال ممن بعناها قال من شیخ کذا و کذا قال و یحک ذاک واللہ بن عمر فجاءہ فقال ان شریکی جاعک ابلأ ہیمأ ولم یعرفک قال فاستقھا قال فلما ذهب يستاقھا فقال دعھا رضینا بقضاء رسول اللہ ﷺ لا عدوی سمع سفیان عمر و ....

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس جگہ ایک آدمی ہے جس کا نام نواس ہے اس کے پاس ایک مریض اونیٹ تھا لکن عمرؓ نے جا کر اس کے شریک سے اس اونیٹ کو خرید لیا جب اس کا شریک اس کے پاس واپس آیا تو اس نے کہا کہ ہم نے تو یہ اونیٹ بیچ دیئے ہیں۔ پوچھا کس کے پاس بیچے ہیں۔ فرمایا اس طرح کے شیخ کے پاس بیچے ہیں۔ بولے تیرے لئے ہلاکت ہو اللہ کی قسم اودہ تو ان عمرؓ تھے۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آکر کہنے لگے کہ میرے شریک نے آپ کو پہچانا نہیں اور یہ ہمارا اونیٹ آپ کو بیچ دیا۔ تو ان عمرؓ نے فرمایا کہ اس کو ہانک کر لے جاؤ۔ پس جب وہ ہانک کر لے جانے لگا تو ان عمرؓ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو

ہم حضور رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہیں کہ چھوت چھات کوئی چیز نہیں ہے سفیان نے عمرؓ سے سنا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام حارّیؒ کی غرض اس باب سے یہ ثابت کرنا ہے کہ عیب دار چیز کی بیع جائز ہے۔ اگرچہ اس کا عیب ظاہر نہ کیا گیا ہو۔ البتہ مشتری جب عیب پر مطلع ہو تو اسے اختیار ہے فسخ کرے یا جاری رکھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ہیم ایک بیماری ہے جس سے اونیٹ پیاسا ہو کر پانی پیتا رہتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ اور بعض نے کہا کہ خارش اونیٹ جسے خارش کی وجہ سے تار کول مل دیا گیا ہو جس کی وجہ سے وہ پیاسا ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے شاربون شرب الہیم ان عباسؓ فرماتے ہیں اہل العطاش۔ علامہ عینیؒ نے نقل کیا ہے کہ وہ ایک قسم کا جنون ہے جو اونیٹ کے لئے مسلک ثابت ہوتا ہے۔ ایسے اونیٹ کو عاشق ہائم سے تشبیہ دی جاتی ہے جو عشق کی وجہ سے حیران و پریشان رہتا ہے۔ اس فرق کی وجہ سے مؤلف کا الا جرب سے عطف و التامیص ہو جائے گا کیونکہ چھوت چھات کے دعویٰ میں دونوں شریک ہیں۔

**بیع العیب** حدیث سے معلوم ہوا کہ عیب دار چیز کی بیع جائز ہے۔ جبکہ بائع واضح کر دے اور مشتری اس پر راضی ہو جائے۔ اگر عقد کے بعد عیب ظاہر ہو تو مشتری کو اختیار ہو گا یہ دھوکہ نہیں ہے۔

**لا عدوی** کے معنی سمجھ ہو سکتے ہیں جب کہ ہیام کو ایک ہماری قرار دیا جائے۔ اور بعض شرح فرماتے ہیں لا عدوی کے معنی ظاہر ہیں کہ ابن عمرؓ نے فرمایا اس بیع پر راضی ہوں اگرچہ اس میں عیب موجود ہے اسے بائع پر واپس نہیں کروں گا۔ میرے نزدیک لا عدوی سے اس حدیث مشہور کی طرف اشارہ ہے لا عدوی ولا طيرة الحديث. شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ کی بھی یہی رائے ہے عیب کی وجہ سے رد بیع کا ارادہ کیا لیکن لا عدوی والی حدیث یاد آنے پر اپنا رد کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور استقہا سے رد بیع کا ارادہ واضح ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ فتنہ و فساد کا زمانہ ہو یا نہ ہو ہتھیاروں کی فروخت جائز ہے۔ البتہ عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ فتنہ کے زمانہ میں بیع مکروہ ہے۔

**باب بیع السلاح فی الفتنہ وغیرہا وکرہ عمران بن حصین بیعہ فی الفتنہ۔**

ترجمہ۔ حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حنین والے سال ہم لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ تو آپؐ نے مجھے زرہ عطا فرمائی جس کو میں نے بیچ دیا۔ اور اس کے بعد قبیلہ بنو سلمہ میں ایک باغ خرید لیا۔ پس یہ میرا پہلا مال تھا جس سے میں اسلام میں دولت مند اور سرمایہ والا بنا۔

حدیث (۱۹۶۱) حدثنا عبد الله بن مسلمة عن  
عن ابي قتادة قال خرجنا مع رسول الله ﷺ عام  
حنين فاعطاه يعني درعاً فابتعت الدرع فابتعت به  
مخرفاً فافى بنى سلمة فانه لاول مال ثالثه فى الاسلام

**تشریح از شیخ منگوہیؒ**۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ اسلحہ کی بیع اس وقت ناجائز ہے جب کہ فتنہ کا خوف ہو اس کے زمانہ میں اس کی اجازت ہے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ فتنہ سے مراد یہ ہے کہ جب مسلمانوں میں باہمی لڑائی ہو رہی ہو کیونکہ اس صورت میں مشتری کی معاونت ہے اور جب مشتبہ ہو اور باغی کا تحقق ہو جائے تو جس جانب حق ہو اس کے پاس بیچنا ممنوع نہیں ہے۔ چونکہ تعاون علی الاثم کی وجہ سے بیع سلاح کو مکروہ کہا گیا ہے۔ اس لئے ائمہ ثلاثہ ان افکاروں کی بیع بھی مکروہ فرماتے ہیں جن سے شراب بنتی ہے۔ بلکہ امام مالکؒ تو بیع کا حکم دیتے ہیں امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ بیع حلالک ممن شئت امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے ان کی مخالفت کی ہے ابو قتادہؓ کو جناب نبی اکرم ﷺ نے زرہ اسلحہ دی تھی کہ انہوں نے ایک کافر کو قتل کیا تھا اور اس کا مال سلب کیا تھا امام بخاریؒ نے حضرت قتادہؓ کی روایت سے ترجمہ کا دوسرا جزء ای غیر الفتنہ میں بیع السلاح کے جواز کو ثابت کیا ہے لیکن شیخ منگوہیؒ نے امام بخاریؒ کی غرض اس حدیث کے لانے سے

یہ بیان فرمائی ہے کہ بیع الاسلحة فی زمان الفتنہ کا جواز فرما رہے ہیں جو امام بخاریؒ کی دقت نظر سے بعید نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ بعثہ اور زمانہ قتال بین المسلمین و المشرکین کا ہے مشتری معلوم نہیں کہ اہل فتنہ میں سے ہے یا کوئی غیر ہے تو اس اطلاق سے ثابت ہوا کہ بیع السلاح فی الفتنہ بھی جائز ہے۔ تو اس عموم سے استدلال کیا۔ لیکن ان سب تو جہات پر اشکال باقی رہے گا کہ جزء ثانی یعنی غیر ہا غیر دلیل کے رہ گیا۔ لیکن اس میں کوئی ضرر نہیں جب زمانہ فتنہ میں جواز ہے تو غیر فتنہ میں تو بطریق اولیٰ جواز ثابت ہو گا۔ یا یوں کہا جائے کہ غیر ہا سے فتنہ الکفار مراد ہو۔ پھر مطابقت واضح ہے۔

ترجمہ۔ عطر فروش کے بارے میں اور کستوری کی

بیع کے بارے میں یہ باب ہے۔

## باب فی العطار المسک

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیک ساتھی اور بے ساتھی کی مثال کستوری والے اور لوہار کی بھٹی کی طرح ہے۔ کستوری والے کی طرف سے دو میں ایک ضرور ملے گا۔ یا کستوری اس سے خرید کر لو گے اور نہیں تو اس کی خوشبو ضرور حاصل ہوگی۔ لوہار کی بھٹی یا تئیرا جسم یا تئیرا کپڑا جلادے گی۔ یا تو اس سے خبیث اور گندی بدبو حاصل کرے گا۔

حدیث (۱۹۶۲) حدثنا موسیٰ بن اسمعیل الخ عن ابی موسیٰؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مثل المجلس الصالح والمجلس السوء كمثل صاحب المسك اما تشتريه او تجد ريحه وكبر الحداد يحرق بدنك او ثوبك او تجد منه ريحا خبيثا ....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مسک یعنی کستوری کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ بظاہر اس کے عدم جواز کا گمان ہوتا ہے۔ کیونکہ

در اصل مسک دم غزال ہے یعنی ہرن کا خون ہے۔ اور ثمن دم سے ممانعت آئی ہے۔ لہذا حدیث سے اس کا جواز ثابت کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں صرف مسک کا ذکر ہے۔ عطار کا ذکر نہیں تو گو یا راسخہ طیبہ کی

وجہ سے اس کو بھی مسک کے ساتھ لاحق کر دیا۔ اور حدیث سے بیع مسک کا جواز اور اس کی طہارت کا حکم بیان ہوا۔ کیونکہ حضور انور ﷺ نے اس کی مدح فرمائی ہے۔ اور اس کی رغبت دلائی ہے۔ حضرت حسن بصریؒ اس کی کراہت کے قائل تھے۔ لیکن ان کے بعد یہ اختلاف ختم ہو گیا۔ اب جواز بیع المسک اور اس کی طہارت پر اجماع ہو چکا ہے۔ باقی مسک کا خون سے پیدا ہونا ایسا ہے جیسے خون سے گوشت بنتا ہے تو تحول عین سے طہارت پر اجماع ہو چکا ہے۔ نیز اصحاب مسک سے مراد بائع مسک ہے۔

## باب ذکر الحجام

ترجمہ۔ بچنے لگانے والے کا ذکر ہے

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طیبؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے بچنے لگائے تو آپؐ نے اجرت کے طور پر کھجور کا ایک صاع ادا کرنے کا حکم دیا اور اس کے مالکان کو حکم دیا کہ اس کے وظیفہ میں تخفیف کریں۔

حدیث (۱۹۶۳) حدثنا عبد الله بن يوسف الع عن انس بن مالك قال حجج ابو طيبة رسول الله ﷺ فامر له بصاع من تمر و امر اهله ان يخففوا من خراجهم .....

تشریح از قاسمی۔ باب موکل الربوا میں گزر چکا ہے ثمن الدم مکروہ ہے تو ظاہر اس سے حجامت کی تحریم معلوم ہوتی تھی کیونکہ اس میں خون چوسنا پڑتا ہے۔ توحیدیت سے جواز معلوم ہوا۔ تو نہی کو یا تو منسوخ کما جائے گا یا نہی تنزیہی پر محمول ہوگی خراج سے وہ وظیفہ مراد ہے جو آقا کی طرف سے غلام پر مقرر ہوتا ہے توحیدیت سے جواز حجامت اور جو از اخذ اجرت معلوم ہوا یہی امام ابو حنیفہؒ کا مسلک ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بچنے لگوائے اور خود اپنے ہاتھ سے بچنے لگانے والے کو اجرت دی۔ اگر حجامت اور اجرت حرام ہوتے تو آپؐ نہ دیتے

حدیث (۱۹۶۴) حدثنا مسدد الخ عن ابن عباس قال احتجم النبي ﷺ واعطى الذي حججه ولو كان حراماً لم يعطه .....

اجرت دینے اور بچنے لگوانے سے ان کا جواز معلوم ہوا۔ موطا امام محمدؒ نے فرمایا لا بأس ان تعطى الحجام اجره على حجامته وهو قول ابی حنیفہؒ ...

ترجمہ۔ جن چیزوں کو مردوں اور عورتوں کا پہننا مکروہ ہے ان کا کاروبار کیسے ہے۔

## باب التجارة فيما يكره لبسه

## للرجال والنساء

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک ریثم کا جوڑا یا ابریشم کا جوڑا حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا پھر اس کو پہنے ہوئے دیکھا جس پر آپؐ نے فرمایا میں نے اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اسے پہن لو بلکہ اس کو تودہ مختص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے میں نے تو

حدیث (۱۹۶۵) حدثنا ادم الع عن عبد الله بن عمر قال ارسل النبي ﷺ الى عمر بجله حرير او سيرا فراه عليه فقال اني لم ارسل بها اليك لتلبسها انما يلبسها من لا اخلاق له انما بعثت اليك

آپ کے پاس اس لئے بھیجا تھا تاکہ تم اس سے نفع اٹھاؤ یعنی اسے بیچ کر نفع کماؤ۔

لتستمع بها یعنی تیبھا..

حدیث (۱۹۶۶) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ  
عن عائشة أم المؤمنين أنها أخبرته أنها اشترت  
نمرقة فيها تصاویر فلما راها رسول الله ﷺ قام  
على الباب فلم يدخله فعرفت في وجهه الكراهية  
فقلت يا رسول الله اتوب الى الله والى رسوله  
ﷺ ماذا ذنبت فقال رسول الله ﷺ ما بال  
هذه النمرقة قلت اشتريتها لك لتقعدها وتوسدها  
فقال رسول الله ﷺ ان اصحاب هذه الصور  
يوم القيامة يعذبون فيقال احيوا ما خلقتم وقال  
ان البيت الذي فيه الصور لا تدخل الملكة....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ ام المؤمنین خبر دیتی ہیں کہ  
انہوں نے ایک بکریہ خرید کیا جس میں تصویریں تھیں۔ جب  
اس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر دیکھا تو اس میں  
داخل نہ ہوئے۔ پس میں نے آپ کے چہرہ انور میں ناپسندیدگی  
کے آثار بھانپ لئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ کی طرف  
اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں۔ میرے سے گناہ  
سرزد ہو گیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بکریہ کیسا ہے  
میں نے کہا حضرت یہ تو میں نے آپ کے لئے خریدی ہے۔ تاکہ  
آپ اس پر بیٹھیں اور اس کا سہارا لیں۔ جس پر جناب رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ان صورت والوں کو عذاب دیا  
جائے گا۔ پس ہاں سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا ہے اسے زندہ کرو  
اور فرمایا وہ مگر جس کے اندر یہ تصویریں ہوں اس میں اللہ کی  
رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مقصد اس باب کا یہ ہے کہ تجارت وہ مکروہ ہے جس سے کسی قسم کا نفع حاصل کرنا مکروہ ہو لیکن

جو چیزیں عورتوں وغیرہ کیلئے مکروہ نہیں ہیں اور ان سے نفع اٹھانا ممکن ہے ان میں کوئی کرہۂ نہیں ہے۔ چنانچہ پہلی روایت اسی پر دلالت  
کرتی ہے۔ کیونکہ وہ کپڑا جس سے عورتوں کو نفع اٹھانا مکروہ نہیں اس کی خرید و فروخت حرام نہیں ہے۔ اسی طرح دوسری روایت ہے  
کیونکہ تصویروں کا کپڑا جس کا پہننا اس حالت میں جائز نہیں مگر اس کپڑے کو پھاڑ کر استعمال کیا جاسکتا ہے جب کہ اس کی تصویریں سالم  
نہ رہیں۔ یادہ تبدیل نہ ہو جائیں۔ اور اس کا کچھ میان حاشیہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یعنی جب وہ چیز ان لوگوں کے لئے قابل انتفاع ہو جن کے لئے پہننا مکروہ نہیں۔ لیکن جس میں

شرعی منفعت نہیں اس کی بیع بالکل جائز نہیں علماء کا راجح قول یہی ہے جس کے بارے میں دو حدیثیں ذکر کی گئیں۔ ایک تو ابن عمرؓ کی روایت  
ہے جس میں ہے کہ لتستمع بها یعنی اس کو بیچ کر نفع حاصل کر سکتے ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس کپڑے کا مردوں کے لئے پہننا مکروہ ہے

اس کا پچھنا جائز ہے۔ اور جو لباس عورتوں کے لئے پہننا مکروہ نہیں ہے تو اس کو بھی اسی پر قیاس کیا جائے اور ترجمہ میں کراہت سے کراہت عامہ مراد ہے خواہ وہ تحریمہ ہو یا تنزیہ۔ تو اس میں رجال اور نساء دونوں داخل ہوں گے۔ تو اس سے اس اعتراض کا جواب نکل آیا کہ حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں۔ کیونکہ اس میں نساء کا ذکر نہیں ہے۔ اور دوسری حدیث حضرت عائشہؓ کی ہے جس میں تصویروں والے تکیے کا ذکر ہے۔ جس میں جناب نبی اکرم ﷺ نے نمونہ میں بیع کو صحیح قرار نہیں دیا۔ اور اس حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ اس کے بعد آپؐ نے صورت والے کپڑے کا تکیہ مالیا۔ جس کو مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے ممنوع قرار دیا گیا۔ اس اعتبار سے یہ حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق ہو جائے گی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ حدیث ابن عمرؓ ترجمہ کے بعض حصہ پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن حدیث عائشہؓ جمیع اجزاء ترجمہ پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ تصویر کی ممانعت مردوں اور عورتوں دونوں کو مستلزم ہے۔

کروہ لبسہ لبس سے استعمال کرنا ہے۔ جیسے من طول مالبس میں لبس بمعنی استعمال کے ہے۔ اور جس کا استعمال مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ممنوع ہے وہ تصویروں والا تکیہ ہے یہ فی الحاشیہ کامیان ہے۔

ترجمہ۔ اسباب کا مالک سودے کی قیمت مقرر کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔

## باب صاحب السلعة احق بالسوم

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ہونجار تم اپنا باغ مجھے تمنا دے دو۔ اس باغ میں بجز زمین بھی تھی اور کھجور بھی تھیں۔

حدیث (۱۹۶۷) حدثنا موسى بن اسمعيل الع  
عن انس بن مالك قال قال النبي ﷺ يا بني النجار  
ثامنوني ابحائطكم وفيه خرب ونخل .....

تشریح از قاسمی۔ یعنی ثمن کی مقدار مقرر کرنا اسباب کے مالک کا حق ہے یہی وجہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ہونجار سے پوچھا کہ اپنے باغ کے ثمن کی مقدار بتاؤ۔ سوم کے معنی قیمت کے تعیین کے ہیں۔

ترجمہ۔ خیار کتنے دن جائز ہے

## باب كم يجوز الخيار

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بائع اور مشتری اپنی بیع میں اختیار پر ہیں۔ جب تک کہ جدا نہ ہو جائیں یا یہ کہ بیع خیار کی ہو نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ جب کوئی چیز خرید کرتے جو انہیں پسند ہوتی تو اپنے ساتھی سے جلدی جدا ہو جاتے۔

حدیث (۱۹۶۸) حدثنا صدقة العن ابن  
عمر عن النبي ﷺ قال ان المتبايعين بالخيار في  
بيعهما ما لم يتفرقا او يكون البيع خيارا قال نافع  
وكان ابن عمر اذا اشترى شيئا يعجبه فارق صاحبه



ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بائع اور مشتری جب تک جدا نہ ہوں دونوں کو اختیار ہے کہ بیع فسخ کریں یا چالو۔

حدیث (۱۹۶۹) حدثنا حفص بن عمر الخ عن حكيم بن حزام عن النبي ﷺ قال البيعان بالخيار ما لم يتفرقا قال همام فذكرت ذلك لابي التياح فقال كنتم ابي الخليل لما حدثه عبد الله بن الحارث.

تشریح از قاسمی۔ مالِم یتفرقا امرٌ مثلاً تو اس سے تفرق بالابدان مراد لیتے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ جب دونوں نے عقد کر لیا تو بیع صحیح ہو جائے گی۔ اگرچہ تفرق بالابدان نہ بھی ہو۔ مزید بحث گذر چکی ہے۔

ترجمہ۔ جب خیار کو مقرر نہ کریں  
تو کیا بیع جائز ہوگی۔

باب اذا لم يوقت في الخيار  
هل يجوز البيع۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بائع مشتری جب تک دونوں جدا نہ ہوں بائع مشتری دونوں خیار کے ساتھ ہیں وہ قال ابن عمرؓ الخ۔

حدیث (۱۹۷۰) حدثنا ابو النعمان الخ عن ابن عمر قال قال النبي ﷺ البيعان بالخيار ما لم يتفرقا او يقول احدهما لصاحبه وربما قال او يكون بيع خيار .....

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بائع مشتری جب تک جدا نہ ہوں وہ اختیار کے ساتھ ہیں۔ پس اگر انہوں نے بیع کیا اور خوب واضح کر دیا تو ان کی بیع میں برکت دی جائے گی۔ اور اگر ان دونوں نے جھوٹ کہا اور عیب کو چھپایا تو ان کے بیع کی برکت مٹا دی جائیگی۔

حدیث (۱۹۷۱) حدثنا اسحق الخ سمعت حكيم بن حزام عن النبي ﷺ قال البيعان بالخيار ما لم يتفرقا فان صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما وان كذبا وكتما محقت بركة بيعهما .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا متبايعان میں سے ہر ایک اپنے صاحب پر اختیار میں ہے جب تک کہ دونوں جدا نہیں ہوتے مگر بیع الخیار۔

حدیث (۱۹۷۲) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ قال المتبايعان كل واحد منهما بالخيار على صاحبه ما لم يتفرقا لا بيع الخيار

**تشریح از شیخ گنگوہی**۔ اس باب سے امام حارثی کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ جب روایت میں کسی مدت کا ذکر نہیں تو اسے مطلق رکھا جائے۔ کسی مدت کی تعیین جائز نہیں ہے۔ اس سے ان لوگوں کی تائید ہوتی ہے جو خیار کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں کرتے احناف کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ جب مدت مجہولہ ہے متعین نہیں کی گئی یا تین دن سے زائد ہو۔ بہر حال بیع تو نافذ اور منعقد ہے اگرچہ فاسد ہوگی۔ جیسے کہ روایت اس معنی پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ شی کا وجود اس کے ارکان کے وجود سے ہوتا ہے۔ اور بیع کا رکن مبا دلة المال بالمال فیرا جن وہ موجود ہے۔ اس لئے بطلان کا دعویٰ تو صحیح نہیں تو اس روایت سے ان لوگوں کی تائید ہوگی جو بیع کو منعقد قرار دے کر اسے فاسد کہتے ہیں۔ تو محض عدم تعیین مدت والوں کی تائید نہیں ہوگی۔ تو بہتر ہے کہ پہلے مسلک کی تائید کی جائے وہی اولیٰ ہے کیونکہ صحابی نے بیع فاسد اور باطل کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا۔ پس ان کے کلام کو ان لوگوں کے مسلک پر محمول کیا جائے جو صحابی کے مسلک کے موافق ہیں۔

**تشریح از شیخ زکریا**۔ یعنی بائع اور مشتری جب خیار شرط کیلئے کوئی مدت مقرر نہیں کرتے بلکہ اسے مطلق چھوڑ دیتے ہیں تو کیا یہ بیع منعقد ہوگی یا نہیں۔ شوافع اور احناف تو فرماتے ہیں کہ خیار شرط تین دن سے زائد نہیں ہوگا۔ دوسرے حضرات صاحبین اور اشعق فرماتے ہیں کہ خیار شرط کیلئے اس صورت میں کوئی مدت نہ ہوگی۔ البتہ بیع جائز ہو جائے گی شرط باطل ہوگی۔ سفیان ثوری اور امام شافعی اور اصحاب رائے فرماتے ہیں کہ بیع بھی باطل ہو جائے گی۔ امام مالک فرماتے ہیں بھدر حاجت مدت مقرر کی جائے ان کے نزدیک اجل طویل جائز نہیں ہے۔ میعات کپڑے وغیرہ میں ایک دن یا دو دن جاریہ وغیرہ کے اختیار میں پانچ دن اور مکانات میں مہینہ مہر کا اختیار ہوگا۔ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ خیار کی مدت صرف تین دن ہوگی اس سے اکثر جائز نہیں اور ہمیشہ کیلئے اختیار ہے تو بیع صحیح نہ ہوگی۔

وان کان فاسداً احناف کے نزدیک بیوع کی چار اقسام ہیں۔ ۱ باطل جو بالکل صحیح نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی وہ کسی وجہ سے ملک کا فائدہ دیتی ہے۔ جیسے کسی نے مردار دیکر عبد خرید قبضہ کر کے اسے آزاد کر دیا تو حقیق صحیح نہ ہوگا۔ ۲ فاسد وہ ہے کہ وہ اصلاً تو صحیح ہو و صفاً صحیح نہ ہو قبضہ کی صورت میں ملک کا فائدہ دے گی جیسے کسی نے شراب دے کر غلام خرید قبضہ کر کے آزاد کر دیا تو حقیق نافذ ہوگا ۳ موقوف وہ ہے جو اصلاً اور وصفاً دونوں طرح سے صحیح ہو۔ تو وقف کے طور پر ملک کا فائدہ دے گی۔ جیسے کسی کے غلام کو بغیر اس کی اجازت کے فروخت کر دیا۔ ۴ چوتھی قسم مکروہ ہے جو اصلاً و صفاً صحیح ہے۔ لیکن کوئی مانع لگ گیا جیسے عند اذان الجمعہ کی بیع کی جائے امام شافعی فرماتے ہیں جب مانع آگیا تو نعمت ملک کو حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

ولو فاسداً یہ جواب شیخ گنگوہی نے دیا ہے۔ اور کوکب درمی میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ حضرت بریرہؓ کے واقعہ میں بیع کو جائز اور ولای کی شرط کو باطل قرار دیا گیا تو یہاں پر بیع فاسد نے ملک مشتری کا فائدہ دیا جس پر حق بریرہؓ نافذ ہوا تو اس سے فاسد اور باطل کا فرق بھی واضح ہو گیا۔

تشریح از قاسمی۔ اختیار اختیار کے معنی میں اختلاف ہے۔ خیار تین قسم ہیں۔ خیار مجلس۔ خیار شرط اور خیار عیب۔ اس جگہ خیار شرط مراد ہے۔ حدیث میں چونکہ کسی مدت کی تعیین نہیں اس لئے حاجت کے موافق مدت متعین کی جائے گی۔ لیکن ان عمر سے مرفوعاً منقول ہے۔ الخیار لثلة ایام امام مالکؒ تفہیم بثلثہ ایام کا انکار کرتے ہیں۔

مالم یتفرقا اکثر صحابہ اور تابعین اس سے تفرق بالابدان مراد لیتے ہیں لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جب عقد ہو گیا تو بیع صحیح ہوگی۔ اگرچہ تفرق بالابدان نہ پایا جائے۔ ظاہر حدیث اور ان عمر کا عمل پہلے مسلک کی تائید کرتا ہے۔ احناف کے دلائل گذر چکے ہیں۔

اویکون بیع خیار اس کے ایک معنی تو یہ ہیں اذاتفرقا سقط الخيار ولزوم العقد الابیع الخيار یعنی جس بیع میں خیار شرط پایا جائے وہ مدت گزرنے کے بعد نافذ ہوگی۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ خیار ثابت ہے مگر جب عدم خیار کی شرط لگ جائے تو خیار ساقط ہوگا۔ تیسرے معنی یہ ہیں کہ بیع کے ایجاب و قبول کے بعد احد المتبايعین دوسرے سے کئے اختار تو دوسرا کتا ہے اختوت تو اس صورت میں بھی خیار ساقط ہو جائے گا۔

ترجمہ۔ جب بیع کے بعد ایک دوسرے کو اختیار دے دے تو بیع واجب ہو جائے گی۔

باب اذا خیر احدہما صاحبہ  
بعد البیع فقد وجب البیع۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب دو آدمی آپس میں بیع کریں تو جب تک دونوں جدا نہ ہوں اور دونوں اکٹھے رہیں تو ان میں سے ہر ایک کو بیع کے انعقاد اور فسخ کا اختیار ہے۔ یا ان میں سے ایک نے دوسرے کو اختیار دے دیا جس پر دونوں نے بیع کر لی تو بھی بیع واجب ہو جائے گی۔

حدیث (۱۹۷۳) حدثنا قتیبۃ الخ عن ابن عمرؓ عن رسول اللہ ﷺ انه قال اذا تباع الرجلان فکل واحد منهما بالخیار مالم یتفرقا وکانا جمیعاً اویخیر احدہما الاخر فتبایعا علی ذلك فقد وجب البیع وان تفرقا بعد ان تبایعا ولم یتروا واحد منهما البیع فقد وجب البیع.....

تشریح از شیخ گنگوہی۔ اذا خیر احدہما الخ اس ترجمہ کے دو محمل ہیں ایک تو یہ کہ جب متبايعین میں سے کسی ایک کو خیار شرط حاصل ہو تو بیع واجب ہو جائے گی کیونکہ سب پایا گیا اگرچہ حکم مؤخر ہو گا کہ یا تو خیار شرط ساقط کر دیا جائے یا مدت خیار ختم ہو جائے یہ معنی اس صورت میں ہیں جبکہ خیر احدہما سے خیار شرط مراد ہو۔ اور دوسرا محمل یہ ہے کہ متبايعین میں سے کسی ایک نے دوسرے سے

اشاء بیع میں یہ کہہ دیا کہ اختار لنفسك القبول او الرد تو اس نے بیع اور قبول کو اختیار کیا رد کو نہیں۔ تو بیع واجب ہو جائے گی۔ اور ملک کا حکم ثابت ہو جائے گا۔ اس میں تراخی نہیں ہوگی۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ خیر احدہما کو اس معنی پر حاصل کیا جائے۔

وان تفرقا بعد ما تبایعا یعنی ان میں سے کسی نے بیع کو نہیں چھوڑا تو معنی یہ ہوئے کہ اذا تفرقا یعنی تفرق بالاقوال کر لیا اور کسی نے بیع کو نہیں چھوڑا کہ جب ایجاب او موجب قول سے کسی نے رجوع نہیں کیا تو بیع لازم ہوگی۔ اور کانا جمیعاً کا مطلب یہ ہوگا کہ دونوں اپنے عزم پر جے رہے۔ اپنے مقصد سے بٹے نہیں تو بھی بیع واجب ہو جائے گی۔

**تشریح از قاسمی**۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں خیار مجلس کے ثبوت کے لئے یہ واضح دلیل ہے کہ جب احد المتبایعین نے ایجاب کیا۔ دوسرے کو اختیار ہے چاہے رد کرے یا قبول کرے۔ لیکن جب ایجاب و قبول طرفین سے حاصل ہو گیا تو عقد تمام ہو گیا اب کوئی اختیار نہیں سوائے خیار شرط یا خیار عیب کے۔ نسائی کی روایت جو حضرت سمرٹ سے ہے وہ اس کی دلیل ہے البیان بالخیار مالم یترقا و یاخذ کل احد منهما من البیع ماہوی اس سے معلوم ہوا کہ خیار جو متبایعین کو حاصل ہے۔ وہ انعقاد بیع سے پہلے ہے۔ بعد میں نہیں تو اس صورت میں تفرق بالاقوال مراد ہوگا نہ کہ تفرق بالاہدان۔

ترجمہ۔ جب بائع کے لئے اختیار ہو

تو کیا بیع جائز ہوگی۔

باب اذا کان البائع بالخیار

هل يجوز البیع

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بائع مشتری میں کوئی بیع نہیں ہوگی۔ جب تک دونوں جدانہ ہوں مگر بیع الخیار کی صورت میں مکمل نہ ہوگی۔

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بائع اور مشتری جب تک جدانہ ہوں وہ اختیار سے ہیں۔ ہمام فرماتے ہیں میں نے اپنی کتاب میں بیختار ثلاث مروا و پایا ہے پس اگر انہوں نے صحیح ہو لا اور عیب وغیرہ کو خوب واضح کر دیا تو ان کی بیع میں برکت ڈال دی جائیگی اگر دونوں نے جھوٹ یا لا اور عیب کو چھپایا تو قریب ہے ان کو نفع زیادہ ہو مگر ان کی بیع کی برکت مٹادی جائیگی۔

حدیث (۱۹۷۴) حدثنا محمد بن یوسف الخ  
عن ابن عمرؓ عن النبی قال کل یعین لایعینہما  
حتى یترقا لایعین الخیار .....

حدیث (۱۹۷۵) حدثنا اسحق الخ عن  
حکیم بن حزامؓ ان النبی ﷺ قال البیان بالخیار  
مالم یترقا قال ہمام وجدت فی کتابی یختار ثلاث  
مرار فان صدقا وینا بورك لهما فی بیعہما وان کذبا  
وکتما فسمی ان یربحا ربحۃ ویمحقا برکۃ بیعہما۔

**تشریح از قاسمی** - وحدت فی کتابی یعنی محفوظ تو بالخیار کا لفظ ہے لیکن کتاب میں یہ مختار ثلث مراد پایا یعنی بلفظ اصل یہ غیر محفوظ ہے اور دیگر روایہ کے بھی خلاف ہے۔ لہذا قبول نہیں ہو گا جب کہ خصوصاً کتاب میں لکھا ہوا ہو تو وہ غیر محفوظ مقبول نہیں ہو گا۔

البائع بالخیار اس سے ان لوگوں کا رد کرنا مقصود ہے جو صرف مشتری کو اختیار دیتے ہیں۔ بائع کو نہیں۔ تو حدیث نے دونوں میں برابری کر دی۔

## باب اذا اشتری شیئاً ترجمہ۔ باب مشتری جب کوئی چیز خرید کرے

ترجمہ۔ اور فراق بالابدان سے پہلے اسی وقت اسے دوسرے کو ہبہ کر دے اور بائع مشتری پر کوئی اعتراض نہ کرے یا عہد خرید کر کے اسے آزاد کر دے۔ اور طاؤس اس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں جس نے رضامندی سے کچھ اسباب خرید کیا پھر اس وقت بیچ دیا تو بیع واجب ہو گی اور نفع اسی کا ہو گا۔

ترجمہ۔ ہم سے حمیدیؒ نے کہا کہ اس نے کہا کہ اس نے فرمایا ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ پس میں حضرت عمرؓ کے ایک سرکش گھوڑے پر سوار تھا جو مجھ پر غالب تھا کہ قوم سے آگے بڑھ جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ اسے ڈانٹ کر واپس کرتے پھر وہ آگے بڑھ جاتا حضرت عمرؓ اسے ڈانٹ کر واپس کرتے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اسے میرے پاس بیچ دو انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کے لئے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس بیچ دو۔ تو انہوں نے اسے آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیچ دیا۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے عبد اللہ بن عمرؓ یہ تیرے ملک ہے جو چاہو اس کے ساتھ سلوک کرو اور لیث کی سند سے ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں نے امیر المؤمنین عثمان بن عفانؓ کے پاس وادی کے اندر جو میری

فہوب من ساعته قبل ان يتفرقا ولم ينكر البائع  
على المشتري او اشترى عبدأفاعتقه وقال طاؤس  
فيمن يشتر السلعة على الرضا ثم باعها وجبت له  
والربح له .....

حدیث (۱۹۷۶) وقال الحمیدی الع عن  
ابن عمرؓ قال كنا مع النبي ﷺ في سفر فكنت على  
بكر صعب لعمر فكان يغلمني فيتقدم امام القوم  
فيزجره عمرو ويرده فقال النبي ﷺ لعمر بعنيه  
قال هو لك يا رسول الله قال بعنيه فباعه من  
رسول الله ﷺ فقال النبي ﷺ هو لك يا عبد الله  
بن عمر تصنع به ما شئت قال ابو عبد الله وقال الليث  
الع عن عبد الله بن عمرؓ قال بعثت من امير المؤمنين  
عثمان مالا بالوادي بمال له بخير فلماتباعنا  
رجعت على عقبى حتى خرجت من بيته خشية  
ان يردني البيع وكانت السنة ان المتبايعين

بالخیار حتی یتفرقا قالی عبد اللہ فلما وجب بیعی  
 وبعہ رایۃ الی قد غننتہ بانی سقنتہ الی ارض لعمود  
 بثلت لیال وساقنی الی المدینۃ بثلت لیال .....  
 زمین تھی ان کے خیروالے مال کے بدلے بیچ دی۔ جب ہم  
 بیچ کر چکے تو اپنی ایزیوں پر لوٹ آیا۔ یہاں تک کہ میں ان کے  
 گھر سے اس خوف سے نکل آیا کہ کہیں وہ میرے سے بیچ واپس

نہ کر لیں۔ سنت یہی ہے کہ متبايعان اس وقت تک اختیار کے ساتھ ہیں جب تک جدا نہ ہو جائیں۔ حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا پس جب  
 میری اور ان کی بیچ واجب ہو گئی تو میں نے سمجھا کہ میں نے ان سے دھوکہ کیا ہے۔ کہ میں نے ان کو ارض لعمود کی طرف تین رات کی  
 مسافت پر بھیج دیا۔ اور انہوں نے مجھے تین رات کی مسافت سے نجات دے کر مدینہ کے قریب کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ مؤلف نے بیع کو ہبہ پر قیاس کرتے ہوئے باب باندھا کہ جیسے قبل قبض از مشتری کا ہبہ جائز ہے  
 اس طرح بیع بھی قبل از قبض جائز ہوگی۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اسے منع کرتے ہیں۔ اس لئے آپ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے لا بیع مالیس  
 عندک دوسرے آپؐ نے قبل از قبض طعام کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ اور ابن عباسؓ فرما چکے ہیں کہ میں ہر چیز کو اسی طرح سمجھتا ہوں۔  
 نیز علیہ نہی بھی ہر چیز کو شامل ہے کہ بیع میں ہلاک ہونے کا خطرہ ہے۔ البتہ یہ علۃ اراضی میں نہیں پائی جاتی اس لئے ان کی بیع قبل از قبض  
 جائز ہوگی۔ علماء میں حکم میں تعمیم واجب ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے صرف ہبہ کے جواز کو ثابت کرنا نہیں  
 بلکہ مقصود بعض تصرفات جائزہ کا بیان کرنا ہے۔ قبل از قبض مثلاً عقیقہ۔ ہبہ اور بیع۔ مطلقاً طاؤس کی رائے کے مطابق جیسے امام بخاریؒ نے  
 ذکر فرمایا اور اس کی جزئیات میں سے یہ بھی ہے کہ بائع ثمن قبض کرنے سے پہلے بیع کو بھیج سکتا ہے جب کہ مشتری نے ابھی اس پر قبضہ  
 نہ کیا ہو اگرچہ یہ بیع فانی اس شرط کے ساتھ مشروط ہو کہ یہ بیع ثمن اول پر ہوگی۔ جیسا کہ باب الاقالة میں اس کو ذکر کیا گیا ہے اس بناء پر  
 ابن عمرؓ کا اثبات کو نقصان دے گا جب کہ خیار کو استحباب پر محمول کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ امام بخاریؒ باب کی دو حدیثوں میں سے حدیث ابن عمرؓ سے خیار مجلس کو ثابت کرنا چاہتے ہیں جب کہ  
 انہوں نے حضرت عثمانؓ سے معاملہ کیا تھا کہ اٹھالک کے خوف سے جلدی مجلس سے الگ ہو گئے لیکن بعیر صعوب والی ابن عمرؓ کی روایت سے  
 جب اعتراض کا خطرہ لاحق ہوا جس میں جناب نبی اکرم ﷺ سے خود نفس تمام عقد سے تصرف فرمادیا۔ تو جواب دیا کہ بقولہ ولم ینکر  
 ہبہ مذکورہ بائع کے انکار نہ کرنے سے تمام ہو گیا۔ اس کے سکوت کو قول کے قائم مقام قرار دیا گیا۔ نیز اس خیار مجلس کے خلاف خود ابن عمرؓ  
 کی حدیث عنقریب آرہی ہے۔ اذا اشتری متاعاً او دابة فوضعه عند البائع قال ابن عمرؓ ما ادرکت الصنفه حیاً مجموعاً فہو  
 من المتاع۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ ابن عمرؓ جو فرماتے ہیں کہ اگر سودا کے تمام ہونے کے بعد بیع ہلاک ہو جائے تو وہ مال مشتری  
 سے ہلاک ہوگا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ بھی اقوال سے ہی بیع کو تام قرار دیتے ہیں تفوق بالابان کو ضروری نہیں کہتے

بہم بیع بائع کے ملک سے منتقل ہو کر مشتری کے ملک میں چل جائے گی۔ اگر بیع ہلاک ہوئی تو مال مشتری سے ہلاک ہو گئی۔

قاس علی الہیۃ البیع یعنی باب میں حدیث مذکور کر کے بیع کو اس پر قیاس کیا گیا ہے۔ منہ ابو حنیفہ۔ باب اذا اشتری دابة میں گذر چکا ہے کہ اس پر توائمہ کا اتفاق ہے کہ طعام کی بیع قبل از قبض جائز نہیں۔ البتہ طعام کے علاوہ باقی اشیاء کی قبل از قبض کے تصرفات میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام لوزاعی "اسحاق" اور امام احمد "طعام کے علاوہ باقی اشیاء کی بیع قبل از قبض کو جائز کہتے ہیں اور امام ابو حنیفہ" اور امام شافعی "اور ایک روایت احمد کی بھی ہے کہ قبل از قبض کسی چیز کی بیع جائز نہیں البتہ امام ابو حنیفہ "اراضی بیع کو مستثنیٰ کرتے ہیں۔ ان حضرات کا استدلال نہیں البیع فی الطعام قبل قبضہ سے ہے۔ اسی طرح ابو داؤد کی روایت ہے کہ ان النبی ﷺ بھی ان بیع اسعہ حیث تباع حتی یجوز ہا التصجار الی احوالہم۔ یعنی جس جگہ اسباب کو بچا جاتا ہے اس جگہ ان کی بیع ممنوع ہے۔ جب تک کہ تجارت ان کو اپنے ٹھکانوں تک نہ لے جائیں اس طرح اسید بن عتاب والی مکہ کو آپؐ نے فرمایا اللہم من بیع مالہم یقبضوہ یعنی جو چیز ان کے قبضہ میں نہ ہو اس کے بچنے سے آپ ان کو روکیں۔

وعن ذہب مالہم یضمنوہ کا لعلق۔ اعتناق کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے جمہور فرماتے ہیں اعتناق صحیح ہو گا۔ لوریکی اس کا قبضہ ہو گا خواہ بائع کو جس کا حق ہو یا نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ مشتری کے تصرفات فی المبیع فی مدۃ الخیار سے ملک ثابت ہو جائے گا اور خیابا بطل ہو جائے گا جیسے عبد کا اعتناق اس کی کتامت اس کی بیع اور اس کا عہہ کر دینا جاریہ سے وطی کرنا مباشرت اور چھوٹا یہ سب امور موجب رضائیں اور خیابا بطل کر دیتے ہیں۔

اقالہ امام شافعی کے نزدیک فتح بیع ہے۔ امام مالک اسے بیع فرماتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ متعاقدين کے حق میں فتح اور غیر کے بارے میں بیع قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے الاقالۃ جائز فی البیع بمثل الاول۔ اگر کسی نے اکثر یا قتل کی شرط لگائی تو شرط باطل ہو گی۔ اور ثمن اول دینا پڑے گا۔ ان الاقالۃ لفسخ فی حق المتعاقدين و بیع جدید فی حق غیر ہما اگر فتح کرنا ممکن نہ ہو تو اقالہ باطل ہو جائے گا۔

تشریح از قاسمی۔ تصنع بہ ماضی یہ آپ کا قول ان لوگوں کی دلیل ہے جو تفرق بالا قوال کے قائل ہیں۔ کیونکہ آپؐ نے اسی وقت لائن عمر کو اونٹ عہہ کر دیا تفرق ابدان سے پہلے۔ اگر چہ آپؐ کا نہ ہوتا تو قبل الافتراق عہہ کیسے کرتے۔ کانت السنۃ سے معلوم ہوا کہ تفرق بالا ابدان لائن عمر کے زمانہ سے پہلے متروک ہو چکا تھا۔

باب ما یکرہ من الخداع فی البیع ترجمہ۔ بیع کے اندر دھوکہ دینا مکروہ ہے

حدیث (۱۹۷۷) حدثنا عبد اللہ بن یوسف الخ ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے

جناب نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا کہ اس کو بیوع میں دھوکہ دیا جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب تم کسی سے بیع شراء کرو تو لاخلافہ کہہ دیا کرو۔ خلافہ کے معنی خدیعہ کے ہیں۔

عن عبد الله بن عمر أن رجلاً ذكر النبي ﷺ أنه يخدع في البيوع فقال إذا بايعت فقل لاخلافه...

تشریح از قاسمی۔ اس باب سے اشارہ ہے کہ بیع کے اندر خداع مکروہ ہے۔ باقی بیع فسخ نہ ہوگی۔ البتہ اگر مشتری خیاری شرط لگائے تو پھر بیع تام نہ ہوگی۔ جب تک کہ مدت خیار نہ گزرے۔ لاخلافہ کہہ دھوکہ نہ ہو۔ کیونکہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ شوافعؒ واحنافؒ فرماتے ہیں کہ غبن لازم نہیں ہے۔ اس لئے مغبون کو اختیار نہیں ہوگا۔ خواہ غبن قلیل ہو یا کثیر ہو۔ امام مالکؒ کی بھی اصح روایت یہی ہے۔ حدیث کا جواب یہ ہے کہ ایک خاص واقعہ ہے۔ لن عرقی کے قول کے مطابق اس کا حکم غیر کی طرف متعدی نہیں ہوگا۔

## باب ما ذکر فی الاسواق

ترجمہ۔ بازاروں کے بارے میں جو کچھ ذکر ہوا ہے

ترجمہ۔ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا جب ہم لوگ مدینہ آئے تو میں نے پوچھا کوئی بازار ہے جس میں کاروبار ہوتا ہو تو کہا کہ قینقاع کا بازار ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمنؓ نے فرمایا کہ مجھے بازار مثلاً اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے بازاروں کے اندر سودا کرنے نے غافل کر دیا۔

وقال عبدالرحمن بن عوف لما قدمنا المدينة قلت هل من سوق فيه تجارة قال سوق قينقاع وقال انس قال عبدالرحمن دلوني على السوق وقال عمر الهاني الصفق بالاسواق .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر خانہ کعبہ پر چڑھائی کرے گا جب بیدار مقام کی زمین تک پہنچیں گے تو اوّل سے لے کر آخر تک سب لشکر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا سب کے سب کو کیسے دھنسا جائے گا حالانکہ ان کے اندر تو بازاری لوگ بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی جوان میں سے نہیں ہوں گے۔ فرمایا دھنسائے تو سب کے سب جائیں گے پھر اپنی اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔

حدیث (۱۹۷۸) حدثنا محمد بن الصباح الع حدثني عائشة قالت قال رسول الله ﷺ يغزو جيش الكعبة فاذا كانوا ببداء من الارض يخسف باولهم واخرهم قالت قلت يا رسول الله كيف يخسف باولهم واخرهم وفيهم اسواقهم ومن ليس منهم قال يخسف باولهم واخرهم ثم يعثون على نياتهم .....



ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس کے بازار اور گھر میں نماز پڑھنے سے بیس سے کئی درجہ اوپر زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اور یہ بایں طور کہ جب وہ وضو کرتا ہے اور اسے اچھی طرح مٹاتا ہے پھر مسجد میں آتا ہے نماز کے سوا کسی کا کسی دوسری چیز کا ارادہ نہیں ہوتا اور نہ ہی نماز کے سوا کسی اور چیز نے اسے اٹھایا ہو تو پھر وہ جو قدم بھی اٹھائے گا اس کی وجہ سے اس کا درجہ بلند ہو گا اور اس کی وجہ سے برائی مٹا دی جائیگی اور فرشتے برابر اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ جب تک کہ وہ اپنی اس جائے نماز پر بیٹھا رہے جس پر اس نے نماز پڑھی ہے فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! اس پر رحمت بھیج اور اس پر رحم فرما۔

جب تک اس میں ہے وضو نہ ہو۔ اور جب تک اس میں کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ اور فرمایا ہر ایک تمہارا نماز میں رہتا ہے جب تک نماز اسے روکے رکھے۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ بازار میں تھے ایک شخص نے یا ابا القاسم کہہ کر پکارا تو آپ نبی اکرم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ بولا کہ میں نے تو اس کو پکارا تھا۔ جس پر آپ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرا نام تو تم رکھ سکتے ہو لیکن میری کنیت نہ رکھو۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مقام بقیع میں کسی نے پکار لیا یا ابا القاسم جناب نبی اکرم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے وہ بولا میری مراد آپ نہیں تھے۔ جس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا میرے نام پر نام تو رکھ سکتے ہو میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو۔

حدیث (۱۹۷۹) حدثنا قبة الخ عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ صلوة احدكم في جماعة تزيد على صلوة في سوقه وبيته بضعا وعشرين درجة وذلك بانه اذا توضا فاحسن للوضوء ثم اتى المسجد لا يريد الا الصلوة لا ينهزه الا الصلوة لم يخط خطورة الارتفاع بها درجة او حطت عنه بها خطيئة والملئكة تصلى على احدكم مادام في مصلاه الذي يصلى اللهم صل عليه اللهم ارحمه مالم يحدث فيه مالم يؤذ فيه وقال احدكم في صلوة ما كانت الصلوة تحبسه.

حدیث (۱۹۸۰) حدثنا ادم بن عيسى عن انس بن مالك قال قال النبي ﷺ في السوق فقال رجل يا ابا القاسم فالتفت اليه النبي ﷺ فقال انما دعوت هذا فقال النبي ﷺ سمو باسمي ولا تكنوا بكنيتي .....

حدیث (۱۹۸۱) حدثنا مالك بن اسمعيل عن انس بن مالك قال قال النبي ﷺ في السوق فقال رجل يا ابا القاسم فالتفت اليه النبي ﷺ فقال لم اعنك قال سمو باسمي ولا تكنوا بكنيتي .....

حدیث (۱۹۸۲) حدثنا علی بن عبد اللہ الع  
عن ابی ہریرۃ الدوسیؓ قال خرج النبی ﷺ فی  
طائفة النہار لایکلمنی ولا اکلمہ حتی اتی سوق  
بنی قینقاع فجلس بفناء بیت فاطمة فقال الم  
لکع الم لکلع لحمستہ شیئاً فظننت انہا تلبسہ  
سخاباً وتفسلہ فجاء یشتد حتی عانقہ وقبلہ  
وقال اللہم احبہ واحب من یحبہ قال سفیان  
الخ انہ رای نافع بن جبیر او تربرکعہ.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ دوسی فرماتے ہیں کہ جناب  
نبی اکرم ﷺ دن کے ایک حصہ میں باہر تشریف لائے اس  
حال میں کہ نہ آپؐ میرے سے کلام فرماتے تھے اور نہ ہی میں  
آپؐ سے کلام کرتا تھا یہاں تک کہ آپؐ بنو قینقاع کے بازار  
میں پہنچے تو حضرت فاطمہؓ کے گھر کے صحن میں بیٹھ گئے آپؐ نے  
فرمایا کیا یہاں چھوٹا چہرہ ہے کیا یہاں چھوٹا چہرہ ہے (حضرت حسن  
یا حسینؓ مراد ہیں) پس حضرت فاطمہؓ نے ان کو تھوڑی دیر کیلئے  
روک لیا میرا گمان ہے کہ وہ یا تو ان کو ہار پہنا رہی تھیں یا منسلارہی  
تھیں پس وہ چہرہ دوڑتا ہوا آیا جس سے آپؐ گلے ملے اور ان کو

اور ان کو بوسہ دیا اور فرمایا اے اللہ! تو ان سے بھی محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے ان سے بھی محبت فرما۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں سند  
کے ساتھ کہ نافع بن جبیرؓ کو دیکھا گیا کہ وہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

حدیث (۱۹۸۳) حدثنا ابراہیم بن المنذر راع  
حدثنا ابن عمرؓ انہم کانوا یشترون الطعام من الرکبان  
علی عهد النبی ﷺ فیبعث علیہم من یمنعہم  
ان یمیعوہ حیث اشتروہ حتی ینقلوہ حیث یباع  
الطعام قال وحدثنا ابن عمرؓ قال نہی النبی ﷺ  
ان یباع الطعام اذا اشتراہ حتی یتوفیہ.....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب  
نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں لوگ قافلہ والوں سے غلہ خرید  
کرتے تھے تو جناب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس وہ آدمی بھیجتے  
تھے جو ان کو اس سے منع کرتے کہ جس جگہ انہوں نے غلہ خرید  
کیا اس جگہ اسے نہ بیچیں جب تک اس کو اس جگہ سے منتقل  
نہ کر لیں جس جگہ وہ بیچنا گیا ہے نیز ان عمرؓ یہ بھی بیان کرتے  
ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے طعام کو اس جگہ بیچنے سے

منع فرمایا جس جگہ اسے خرید کیا ہے۔ یہاں تک کہ اسے قبض نہ کر لیں۔

تشریح از شیخ منگوبیؒ۔ وفیہم اسواقہم الخ حضرت عائشہؓ کی مراد یہ تھ کہ یہ لوگ تو گناہ سے مری ہیں پھر کیوں سزا ملی

اس سے ترجمہ ثابت ہوا کہ اسواق کا ذکر آگیا۔ اور جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بے گناہ لوگ عذاب میں شریک ہیں۔ کیونکہ انہوں نے  
ان کی جماعت کی تکثیر کی اور مدامت کی ان کو روکا نہیں۔ پھر ان کو بدلہ ان کی نیات کے مطابق دیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل سوق  
بھی دو قسم کے ہیں بعض کی نیت خیر کی ہوگی۔ اور بعض کی شرکی۔ جس کے مطابق جزا سزا ملے گی۔

دعارجل بالبقيع قبرستان بقیع غرقہ کے قریب گھوڑوں وغیرہ کی دوڑ لگتی تھی تو اس اعتبار سے اس جگہ اس کا لانا صحیح ہو گیا اور اسی سے ترجمہ ثابت ہوا۔ قال سفیان قال عبید اللہ لفظ قال زائد ہے۔ یا اسے اس پر محمول کیا جائے کہ قولہ اخبرنی اس کی تفسیر ہے تو معنی ہوئے اخبرنی عبید اللہ الخ۔

تشریح از شیخ زکریا۔ الجواب انہم بیشتر کون فی العذاب حافظؒ فرماتے ہیں کی غرض یہ ہے کہ جن لوگوں کا ارادہ قال کا نہیں تھا جو سب عقوبہ ہے۔ تو ان پر عذاب کیوں نازل ہو گا۔ جواب یہ ہوا کہ ان کا اجل قریب تھا اس لئے عام عذاب واقع ہوا اب بعد ازاں اپنی نیوتوں پر اٹھائے جائیں گے۔ نیز! ما ذکر فی الاسواق امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ تجارت وغیرہ کیلئے شرفاء اور فضلاء کا بازار میں داخل ہونا جائز ہے۔ اگرچہ وہ شرب البقاع ہیں۔ لیکن بعض بازار ایسے ہیں جن میں مساجد سے زیادہ ذکر ہوتا ہے مہلب فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو لوگ کسی قوم کی تعداد کو معصیت میں بڑھائیں گے تو عذاب ان پر بھی نازل ہو گا۔ اس سے امام مالکؒ نے استنباط کیا ہے کہ جو شخص شراب پینے والوں کے پاس بیٹھ کرچہ وہ شراب نہ پئے لیکن وہ بھی سزا کا مستوجب ہے اس سے اہل ظلم کی مصاحبہ ان کی مجالست اور ان کی جماع کی تکفیر سب سے چٹا چاہئے۔ اور ترجمہ سے منسلک اس طرح ہے کہ عنقریب ہدم کعبہ واقع ہو گا۔ ایک مرتبہ تواتر اللہ تعالیٰ قبل الوصول الی الکعبۃ انہیں ہلاک کر دیں گے۔ اور دوسری مرتبہ وہ پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ قسطلانیؒ نے تو ذکر فرمایا ہے کہ ہدم کعبہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں واقع ہو گا۔ لیکن قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ جب قرآن سینوں اور مصاحف سے اٹھایا جائے گا اس وقت ہدم کعبہ ہو گا۔ اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد واقع ہو گا۔ صحیح بخاری ہے اور یہی آخری ہدم ہے۔

بالبقيع حضرت انسؓ کی روایت کو امام بخاریؒ دو طریق سے لائے ہیں۔ پہلے طریق میں ہے کان النبی ﷺ فی السوق اور دوسرے میں ہے کان بالبقيع جس سے اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ پہلی روایت میں جو سوق مذکور ہے اس سے وہ سوق مراد ہے جو بقیع میں ہے۔ جس کی تائید مسند احمدؒ کی روایت سے ہوتی ہے۔ جس میں ہے فأتانا بالبقيع فقال یا معشر التجار انا البقيع يحضره الحلف والكذب اور معجم البلدان میں ہے بقیع الخيل موضع بالمدينة تو اس سے بقیع غرقہ مراد نہ ہوا۔ بقیع الخيل ہوا اس اعتبار سے امام بخاریؒ کا اس کو اس باب میں لانا صحیح ہو گا۔ اور شیخ کنکوئیؒ کی توجیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بقیع غرقہ کے پاس گھوڑوں کی منڈی تھی۔ قال سفیان اخبرنی عبید اللہ شیخ کنکوئیؒ نے لفظ قال کو زائد کہا ہے۔ کیونکہ قال سفیان مکرر ہو گیا۔ اس زیادتی سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ عبید اللہ کی ملاقات نافع بن جبیر سے ثابت ہے۔ اب عففہ نقصان نہیں دے گا۔ کیونکہ جب ایک مرتبہ ملاقات ثابت ہو جائے تو بالافتاق اسے سماع پر محمول کیا جاتا ہے۔

باب كراهية الصخب في السوق ترجمہ۔ بازار میں شور و شغب کرنا مکروہ ہے

حدیث (۱۹۸۴) حدثنا محمد بن سنان عن

عن عطاء بن یسار قال لقیْتُ عبد الله بن عمرو بن العاص قلت اخبرنی عن صفة رسول الله ﷺ فی التوراة قال اجل والله انه لموصوف فی التوراة ببعض صفتی القرآن یا بها النبی انا رسلک شاهد ومبشر اولذیر او حوز الالامین انت عبدی ورسولی سمیتک المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخاب فی الاسواق ولا یدفع بالسیئة السیئة ولكن یعفو ویغفر ولن یقبضه الله حتی یمیم به الملة العوجاء بان یقولوا لا اله الا الله ویفتح بها عین عمی واذان صم وقلوب غلف. تابعه عبدالعزیز النع قال قال عبد الله غلف کل شیئی فی غلاف سیف اغلف وقوس غلفاء ورجل اغلف اذا لم یکن مختونا .....

ترجمہ۔ حضرت عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے کہا جناب رسول اللہ ﷺ کی تورات میں جو وصف ہے وہ اس کے متعلق مجھے بتائیں انہوں نے کہا ہاں! آپؐ کے تورات میں وہ اوصاف بیان کئے گئے ہیں جن میں سے بعض کابیان قرآن مجید میں ہے بے شک ہم نے آپؐ کو گواہی دینے والا خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا مانا کر بھیجا ہے اور وہ ان پر پڑھ لوگوں کیلئے محافظ ہوں گے آپؐ میرے بندے اور رسول ہیں میں نے آپؐ کا نام متوکل رکھا ہے جو بد خو اور سخت دل نہیں ہے اور نہ ہی بازروں میں شور مچانے والا ہے اور وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے لیکن وہ معاف کر دیتے ہیں اور حش دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس وقت تک انہیں دنیا سے نہیں اٹھائے گا جب تک کہ وہ عرب کی میز میلت کو سیدھانہ کر لیں بایں صورت کہ وہ لوگ لا اله الا اللہ کہیں گے۔ اس سے اندھ می آنکھیں کھل جائیں گی ہرے کان اور ہرے ہوئے دل کھل جائیں گے۔

امام حاریؒ فرماتے ہیں کہ غلف ہر وہ شیء ہے جو کسی غلاف میں ہو پس وہ اغلف ہے۔ تلوار لٹخت جو میان میں ہو۔ کمان غلفاء جو ترکش یعنی اپنے غلاف میں ہو اور لٹخت آدمی وہ ہے جس کا ختنہ نہ ہوا ہو۔

تشریح از شیخ منگوئی۔ قوس غلفاء یہ اس لئے کہ کمان کے لئے بھی غلاف ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ شیخ منگوئیؒ نے خمیہ فرمائی کہ تلوار کا غلاف تو مشہور ہے لیکن کمان کا غلاف مشہور نہیں ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں قوس غلفاء جب کہ کمان کے لئے غلاف ہو جو اس کے لئے بنایا گیا ہو۔

ترجمہ۔ غلہ کی بھرتی کرنا بائع اور دینے والے کے ذمہ ہے

باب الکیل علی البائع والمعطی

ترجمہ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب وہ بھرتی کر کے

وقول الله تعالى واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون

دیتے ہیں یا وزن کرتے ہیں تو کیل دو وزن میں کمی کرتے ہیں یعنی جب لوگوں کو کیل کر کے دیتے ہیں یا ان کے لئے وزن کرتے ہیں جیسے یسمعونکم یعنی تمہارے لئے سنتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اور جب دوسرے سے بھرتی لیتے ہیں تو پوری

لیتے ہیں اور حضرت عثمانؓ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جب تم کوئی چیز بیجو تو بھرتی کرو اور جب خرید کرو تو بھرتی لو۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص غلہ خرید کرے تو اس وقت تک اسے نہ بیجے جب تک اس کو پوری طرح نہ لے لے یعنی قبضہ سے پہلے نہ بیجے۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حزامؓ کی وفات ہوئی جب کہ قرضہ ان کے ذمہ تھا اس کے قرض خواہوں پر میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے مدد طلب کی کہ وہ اس کے قرض کو معاف کر دیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں سے اس کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم جا کر اپنے کھجوروں کی الگ الگ قسمیں بنا لو۔ مثلاً عجوہ الگ ہو۔ عذق زید الگ ہو۔ پھر مجھے اطلاع دو۔ چنانچہ میں نے ایسا کر کے آپ کو اطلاع بھجوائی تو حضور انور ﷺ تشریف لائے اور ان کے اونچے یادرمیانے ڈھیر پر بٹھ گئے پھر فرمایا کہ قوم کو بھر بھر کر دے دو چنانچہ میں نے ان کو بھر بھر کر دیا یہاں تک کہ جو کچھ ان کا حق تھا وہ سب میں نے پورا کر دیا اور میری کھجور باقی بچ رہی گویا کہ اس میں سے کوئی چیز کم نہیں ہوئی۔ فراس کی سند میں ہے کہ وہ

یعنی کالوالہم ووزنہم کقولہ یسمعونکم یسمعون لکم وقال النبی ﷺ اکتالوا حتی استوفوا ویذكر عن عثمان ان النبی ﷺ قال له اذا بعت لكل واذا ابتعت فاكتل.....

حدیث (۱۹۸۵) حدثنا عبد اللہ بن یوسف الخ عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ ﷺ قال من ابتاع طعاماً فلا یبیعه حتی یتوفیہ ....

حدیث (۱۹۸۶) حدثنا عبد ان الخ عن جابر قال توفی عبد اللہ بن عمرو بن حزام وعلیہ دین فاستعنت النبی ﷺ علی غرمائه ان یضعوا من دینہ فطلب النبی ﷺ اذهب فصنف تمرک اصنافاً العجوة علی حدة وعذق زید علی حدة ثم ارسل الی ففعلت ثم ارسلت الی النبی ﷺ فجلس علی اعلاه اوفی وسطه ثم قال کل للقوم فکلتهم حتی اوفیہم الذی لہم بقی تمری کانہ لم ینقص منه شیء وقال فراس عن الشعبی حدثنی جابر عن النبی ﷺ فما زال یکیل لہم حتی اداہ وقال هشام عن وہب عن جابر قال النبی ﷺ جذله فاوف له.....

برابر ان کے لئے بھرتی کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں ادا کر دیا اور حضرت نبی اکرم ﷺ سے یوں بھی روایت کرتے ہیں کہ آپ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خوشے کا ٹوا اور اس کو پورا دے دو۔

تشریح از شیخ گنگوہی - باب البکیل علی البائع باب کی دو روایتیں ترجمہ پر دال ہیں پہلی روایت تو ظاہر ہے دوسری

روایت میں آپ کا حضرت جابرؓ سے فرمانا ککل للقوم اور حضرت جابر معطی تھے چونکہ ترجمہ میں کیل کا ذکر تھا اس لئے مناسب تھا کہ وہ آیت ذکر کی جائے جس میں کیل کا ذکر ہو۔ چنانچہ فرمایا اذا کالوہم او وزنوہم اس میں دلالت ہے کہ کیل اور وزن معطی بائع کے ذمہ ہے اور آیت کے اوّل میں ہے اذا کالوا علی الناس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیل کبھی مشتری اور قدر کی طرف سے بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ اکٹلاوا کا معنی سینا اور پورا کرنا ہے۔ بھرتی کر کے دینا نہیں ہے۔ اگر یہ اعتراض تسلیم کر لیا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ جب بائع ان کو کیل پورا کر کے نہ دے بلکہ ان سے زیادہ طلب کریں تو کیل کو ان کی طرف منسوب کیا گیا کیونکہ وہی اس میں تصرف کرنے والے ہیں اور زیادہ طلب کریں تو کیل کو ان کی طرف منسوب کیا گیا۔ کیونکہ وہی اس میں تصرف کرنے والے ہیں۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد اکٹلاوا حتی یستوفوا اس جگہ اس لئے لایا گیا تاکہ اس معنی پر دلالت کرنے جس پر آیت دلالت کرتی ہے۔ کہ اکٹیل اس معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے جو آدمی اپنے لئے کرے۔

تشریح از شیخ ذکریا - علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ کہ فقہاء فرماتے ہیں کہ کیل اور وزن مبیعات میں بائع کے ذمہ ہے پس

جس پر کیل اور وزن لازم ہے اس کی اجرت بھی اس کے ذمہ ہوگی۔ یہی مسلک ائمہ ثلاثہ ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور ابو ثورؒ کا ہے البتہ توضیح میں یہ ہے کہ کیل کی اجرت بائع کے ذمہ ہے۔ اور ثمن کا وزن اور اس کی اجرت مشتری کے ذمہ ہوگی کیونکہ بیع پر قبضہ کرنا بائع کا فریضہ ہے اور ثمن نقد کر کے دینا مشتری کا فریضہ ہے۔

اذا بعت فککل اسی ترجمہ میں کیل اور اکٹیل میں فرق یہ ہے کہ کیل دوسرے کیلئے اور اکٹیل اپنے لئے مستعمل ہوتا ہے

چنانچہ امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں کلیۃ الطعام اذا اعطیتہ مکیلا واکتلت علیہ ای اخذت منہ کیلا سی کی طرف امام حارثیؒ نے اشارہ فرمایا بقولہ کالوا الہم امام رازیؒ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں الاکٹیل الاخذ بالبکیل کالاتزان الاخذ بالوزن۔

یستوفون صاویؒ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں یزیدون علی حقہم یہ مراد نہیں کہ محض اپنا حق پورا لیتے ہیں بلکہ

زیادہ بھی لیتے ہیں۔

تشریح از قاسمی - حتی ینقلوہ کیونکہ قبض شرط ہے اور نقل مکانی سے قبض حاصل ہو جائے گا۔ ترجمہ سے مطابقت

اس طرح ہوگی کہ سوق ہر اس مکان کا نام ہے جہاں پر تجالغ واقع ہو یہ حکم کسی معروف مکان کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ اس عموم کی دلیل

حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ حيث يباع الطعام یعنی جہاں غلہ بیجا جاتا ہے۔

**حتی یستوفیہ ای یقبضہ** خرید شدہ اشیاء کی قبل از قبض بیع کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ تو ہر چیز میں ناجائز قرار دیتے ہیں۔ عثمان جمعی اس کے برعکس ہر چیز میں جائز فرماتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ ہر چیز میں ناجائز البتہ اراضی میں اجازت دیتے ہیں اور اس طرح سب غیر منقولہ اشیاء میں جواز کے قائل ہیں۔ دیگر ائمہ کرام مکیلات اور موزونات میں منع کرتے ہیں۔ البتہ امام مالکؒ مکیلات اور موزونات میں غلہ کی تخصیص کر کے اس کی بیع کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔

**ملۃ عوجاء** سے مراد ملت عرب ہے۔ اسے عوجاء نیز می اس لئے کہا گیا کہ ان لوگوں نے اس میں بتوں کی پرستش کو شامل کر لیا تھا جس سے ملت ابراہیمی میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

**حتی یستوفیہ ای یقبضہ** ترجمہ الباب سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ اس میں طعام کی بیع سے ممانعت ہے۔ جب تک قبضہ نہ ہو قبضہ کے بعد جب بیع کرے گا تو کیل اس کے ذمہ ہو گا یہی ترجمہ ہے۔ الکیل علی البائع۔ عجوہ مدینہ کی عمدہ کھجور میں سے ہے۔ عذق زید عذق تو کھجور کے خوشے کو کہتے ہیں۔ زید ایک شخص کا نام ہے جس کی طرف کھجور کی یہ قسم منسوب تھی اور مطاہۃ لفظ کل میں ہے۔ جو کیل کا امر ہے جذبہ جذوذ کا امر ہے بمعنی کھجور کی ٹہنیوں کا کاٹنا اور لہ کی ضمیر غریم کے لئے ہے۔

## باب ما یستحب من الکیل

ترجمہ۔ حضرت مقدم بن معدی کربؒ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اپنے غلے کو بھرتی کر لیا کرو۔ تاکہ تمہارے لئے برکت ہو۔

حدیث (۱۹۸۷) حدثنا ابراہیم بن موسیٰ الخ  
عن المقدم بن معدی کربؒ عن النبی ﷺ قال  
کیلوا طعامکم یبارک لکم .....

**تشریح از قاسمیؒ**۔ لکن ہلالؒ فرماتے ہیں کہ جو کچھ آدمی اللہ و عیال پر خرچ کرتا ہے اس کو بھی کیل کر لینا چاہیئے یہ مستحب ہے اس میں راز یہ ہے کیل کرنے سے آمد و خرچ کا پتہ چلتا ہے گا۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مقدمؒ کی روایت اس غلہ پر محمول ہے جس کو خرید کیا جائے۔ تو حضور ﷺ کے حکم کی بدولت اس میں برکت حاصل ہو گی۔ اور عدم امتثال کی صورت میں برکت اٹھال جائے گی۔

ترجمہ۔ نبی اکرم ﷺ کے صاع اور مُد کی برکت اس بارے میں حضرت عائشہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں۔

باب برکۃ صاع النبی ﷺ  
وَمُدِّهِمْ فِیْهِ عَائِشَةُ عَنْ النَّبِیِّ ﷺ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جناب ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم بنایا۔ اور اس کے لئے دعاء برکت فرمائی میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں۔ جس طرح ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم بنایا اور میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے مد یعنی سیر میں

حدیث (۱۹۸۸) حدثنا موسى الخ عن عبد الله بن زيد عن النبي ﷺ ان ابراهيم حرم مكة ودعائها وحرم المدينة كما حرم ابراهيم مكة ودعوت لها في مدنها وصاعها مثل مادعا ابراهيم عليه السلام لفنكة ....

اور صاع یعنی چار سیر میں برکت دے۔ جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے دعا فرمائی تھی۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ان کے بھرتی کرنے میں برکت پیدا فرما اور ان کے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔ یعنی مدینہ والوں کے لئے۔

حدیث (۱۹۸۹) حدثنا عبد الله بن مسلمة الخ عن انس بن مالك ان رسول الله ﷺ قال اللهم بارك لهم في مكياهم وبارك لهم في صاعهم ومديهم يعني اهل المدينة .....

ترجمہ۔ غلہ کے بیجنے اور اس کے روکنے کے بارے میں جو کچھ ذکر ہوا ہے اس کا بیان ہے۔

## باب ما يذکر فی بیع الطعام والحکرة

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے ان لوگوں کو جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مار کھاتے ہوئے دیکھا جو اندازے سے غلہ بیج جتے ہیں اور اسے بیج دینے سے منع کیا گیا یہاں تک کہ اسے اپنے گھروں تک نہ پہنچائیں۔ یعنی قبضہ کر کے پھر بیجیں۔

حدیث (۱۹۹۰) حدثنا اسحق بن ابراهيم الخ عن ابيه عبد الله بن عمر قال رایت الذين يشترون الطعام مجازفةً يضربون على عهد رسول الله ﷺ ان يبيعوه حتى يؤده الي زحالهم .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے غلہ کو قبضہ کرنے سے پہلے بیجنے سے منع فرمایا۔ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ یہ کیسے ہے فرمایا یہ ہے کہ

حدیث (۱۹۹۱) حدثنا موسى بن اسمعيل الخ عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ نهى ان يبيع الرجل طعاماً حتى يستوفيه قلت لاهن عباس



كَيْفَ ذَاكَ قَالَ ذَاكَ دِرَاهِمٌ بِدِرَاهِمٍ وَالطَّعَامُ  
مَرْجَاءٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مَرْجُوا مُؤَخَّرُونَ .....

حدیث (۱۹۹۲) حدثنا أبو الوليد الخ  
سمعت ابن عمر يقول قال النبي ﷺ من ابتاع  
طعاماً فلا يبيعه حتى يقبضه .....

درہم بدلے درہم کے ہو۔ اور غلہ بعد میں دیا جائے۔ امام بخاریؒ  
فرماتے ہیں مرجون اور مؤخرون لا مرالہ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے فرمایا کہ جس نے غلہ خرید اوہ اسے اس وقت تک  
نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کر لے۔

حدیث (۱۹۹۳) حدثنا علي الخ عن  
مالك بن اوس انه قال من عنده صرف فقال  
طلحة الناحتي يبغي خازننا من الغابة قال سفين  
هو الذي حفظناه من الزهرى ليس فيه زيادة فقال  
اخبرني مالك بن اوس سمع عمر بن الخطاب  
يخبر عن رسول الله ﷺ قال الذهب بالذهب  
رباً الا هاء وهاء والبر بالبر ربا الا هاء وهاء والتمر  
بالتمر ربا الا هاء وهاء والشعير بالشعير ربا  
الاهاء وهاء .....

ترجمہ۔ حضرت مالک بن اوسؓ سے مروی ہے کہ  
انہوں نے فرمایا کہ نقدی کس کے پاس ہے حضرت طلحہؓ نے فرمایا  
میرے پاس ہے یہاں تک کہ میرا خزانچی غابہ جنگل سے آجائے  
حضرت سفیانؓ فرماتے ہیں امام زہریؒ سے ہمیں اسی طرح یاد ہے  
اس میں کوئی زیادتی نہیں ہے۔ مالک بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ  
انہوں نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے سنا وہ جناب رسول اللہ  
ﷺ سے خبر دیتے ہیں کہ سونے کو چاندی کے بدلے بیچنا  
سود ہے مگر دست بدستی۔ اس طرح گندم کو گندم کے بدلے  
دست بدست بیچنا جائز ہے ورنہ سود ہے اور کھجور کو کھجور کے  
بدلے اور جو کو جو کے بدلے دست بدست بیچنا جائز ورنہ  
ادھار سود ہے۔

تشریح از شیخ منگوہیؒ۔ من كان عنده صرف اگر من استفہامیہ ہے تو کان زائد ہو گا اگر من شرطیہ ہے تو جزاء محذوف  
ہے۔ ای فلیاتنا اولیاینا قال سفیان هو الذی حفظناه الخ یہ روایت چونکہ طویلہ ہے گمان ہو سکتا تھا کہ شاید عمرو سے غلطی ہو گئی ہو  
تو اس وہم کو دفع فرمادیا کہ ہم نے جس طرح اس روایت کو عمرو سے سنا ہے اس طرح زہریؒ سے بھی سنا ہے۔ انہوں نے بھی عمرو کی روایت  
سے کوئی الفاظ زائد بیان نہیں کئے۔

یودہ الی رحالہم ایواء الی الرحل سے مراد قبضہ ہے وہ جس طرح بھی متحقق ہو۔

تشریح از شیخ زکریا۔ موطا امام مالکؒ میں یہ روایت مفصل موجود ہے عن مالک بن اوس بن حدان انہ التمس صرفاً بمائتہ دینار کہ وہ سودینار میں سونا دینا چاہتے تھے۔ حضرت طلحہؓ نے اسے لے کر فرمایا کہ میرا خازن آجائے تو اس کی قیمت ادا کر دیتا ہوں۔ حضرت عمرؓ سن رہے تھے فرمایا تم اس سے اس وقت تک جدا نہ ہو جب تک اس سے رقم نقد نہ لے لو۔ کیونکہ آپؐ کا ارشاد ہے الذهب بالورق ربا الا ہاء و ہاء۔

حتی یؤدوہ الی رحالہم اس سے مراد قبض کرنا ہے۔ امام مالکؒ تو جزاف اور مکیل میں فرق کرتے ہیں۔ بیع الجزاف سامنے ہے اس لئے اس میں تخلیہ کافی ہے۔ البتہ مکیل اور موزون میں دوسری مرتبہ کیل کرنا ضروری ہے۔ نہی رسول اللہ ﷺ عن بیع الطعام حتی یجری فیہ الصاعان صاع البائع وصاع المشتري اور عطا فرماتے ہیں کہ کیل اوّل بیع کے لئے کافی ہے لیکن احادیث نئی اس کی تردید کرتی ہیں۔

تشریح از قاسمی۔ حکوۃ کا معنی ہے حبس السلع عن البیع جس کے ذریعہ منگائی پیدا ہو فقہاء نے اس کیلئے شرطیں لگائی ہیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ غذائی اشیاء کا روکنا جائز نہیں ہے وہ بھی جب لوگوں کو اشد ضرورت ہو ورنہ احتکار جائز ہے مجازلہ اور جزاف کے معنی ہیں بغیر کیل اور وزن کے محض اندازے سے بیچنا۔

ذاک دراہم بدراہم اس کی صورت یہ ہے کہ جب کوئی انسان دوسرے سے دراہم کے بدلے کچھ مدت تک غلہ خرید کرے لیکن قبض کرنے سے پہلے اسی کے پاس یا غیر کے پاس درہمین دراہم کے بدلے بیچ دے تو یہ ناجائز ہے اس لئے کہ طعام تو درمیان سے غائب ہے۔ یہ بیع درہم بدرہمین ہو گئی بلکہ بیع غائب بنا جز ہو گئی جو صحیح نہیں ہے۔

من کان عنده صرف ای من عنده دراہم تاکہ وہ دلائیر کے بدلے دے دے کیونکہ بیع صرف میں مبادلۃ احد النقدین غایبہ کئے درختوں والی جگہ یہ مقام مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہاء و ہاء کا مطلب تقاض ہے معنی ہوئے کہ بیع الذهب بالذهب رہوا فی جمیع الازمات الا عند الحضور والتقاض یعنی سونے کی سونے سے بیع جمیع احوال میں سود ہے مگر دست بدست اور تقاض کی صورت میں سود نہیں ہے گویا کہ ہم جنس میں ادا کار اور تقاضل سود شمار ہوگا۔

ترجمہ۔ غلہ کا قبض کرنے سے پہلے بیچ دینا

باب بیع الطعام قبل ان یقبض

اور جو چیز پاس موجود نہ ہو اس کا بیچنا

وبیع مالیس عندک

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس چیز سے جناب نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا وہ غلہ ہے جس کو قبض کرنے سے

حدیث (۱۹۹۴) حدثنا علی بن عبد اللہ بن سمعت ابن عباسؓ یقول اما اللدی نہی عنہ النبی ﷺ

فهو الطعام ان يباع حتى يقبض قال ابن عباس  
ولا احسب كل شيء الامثله .....

حدیث (۱۹۹۵) حدثنا عبد الله بن مسلمة الخ  
عن ابن عمر ان النبي ﷺ قال من ابتاع طعاماً  
فلا يبيعه حتى يستوفيه زاد اسماعيل من ابتاع طعاماً  
فلا يبيعه حتى يقبضه .....

باب من رای اذا اشتری  
طعاماً جزافاً ان لا یبیعه حتی یؤویہ  
الی رحله والادب فی ذلک ---

حدیث (۱۹۹۶) حدثنا يحيى بن بكير الخ  
ان عبد الله بن عمر قال لقد رايت الناس في عهد  
رسول الله ﷺ يبتاعون جزافاً يعني الطعام  
يضربون ان يبيعه حتى يؤوه الى رحالهم ....

باب اذا اشتری غلاماً او دابة فوضعه  
عند البائع او مات قبل ان يقبض وقال ابن  
عمر ما دركت الصفة حيا مجموعاً فهو  
من المبتاع ----

حدیث (۱۹۹۷) حدثنا فروة بن ابی المراء  
عن عائشة قالت لقل يوم كان ياتي على النبي ﷺ  
الاياتي بيت ابی بكر احد طرفی النهار فلما اذن له

پہلے بیچا جائے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں میرا گمان یہ ہے کہ  
ہر چیز کا یہی حکم ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب  
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص غلہ خرید کرے تو جب تک اسے  
پورا نہ کر لے اس کو آگے نہ بیچے۔ اسماعیل نے زائد یوں کہا کہ  
جس نے طعام خرید جب تک اسے قبض نہ کر لے آگے نہ بیچے

ترجمہ۔ جو شخص کسی غلہ کو اندازے سے  
خرید تا دیکھے کہ وہ اس کو ٹھکانے تک پہنچانے سے  
پہلے نہ بیچے اور اس کی تعزیر و سزا کیا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے  
جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ اندازے  
سے غلہ کو خرید کرتے ہیں تو ان کی اس بات پر پٹائی ہوتی تھی کہ  
انہوں نے گھر تک پہنچانے سے پہلے اسے بیچ دیا یعنی قبض سے  
پہلے بیچنے پر پٹائی ہوتی تھی یہ سزا تھی۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کوئی سامان یا جانور خرید کرے اور  
اسے بائع کے پاس رہنے دے پس وہ بک گیا یا ضائع ہو گیا یا مر گیا  
قبضہ سے پہلے پہلے تو اس میں اختلاف ہے ابن عمرؓ فرماتے ہیں  
سوداگر صحیح عالم زندہ رہا ہوا تھا تو وہ مشتری کے مال سے جائیگا۔

ترجمہ۔ ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کوئی دن ایسا نہیں گذرتا  
تھان کے صبح و شام کے کسی حصہ میں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو بحر  
صدیقؓ کے گھر نہ آتے ہوں پس جب آپؐ کو مدینہ کی طرف

فی الخروج الى المدينة لم يرعنا الا وقد اتانا ظهراً  
فخبر به ابو بكر فقال ما جاءنا النبي ﷺ في هذه  
الساعة الا امر حدث فلما دخل عليه فقال لابي بكر  
اخرج من عندك قال يا رسول الله انما هما ابتائى  
يعنى عائشة واسماء قال اشعرت انه قد اذن لى  
فى الخروج قال الصحبة يا رسول الله قال الصحبة  
قال يا رسول الله ان عندى ناقتين اعددتهما  
للخروج فخذ احدهما قال قد اخذتها باليمن ..

ہجرت کرنے کی اجازت ملی کہ آپؐ نے ہمیں ڈرلوایا کہ آپؐ ظہر  
کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو  
اس کی خبر دی گئی۔ جنہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ  
اس گھڑی میں کسی حادثہ کی وجہ سے تشریف لائے ہیں پس جب  
آپؐ ابو بکر صدیقؓ کے پاس پہنچے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے  
فرمایا کہ جو لوگ آپؐ کے پاس ہیں ان کو کال دیں گے انہوں نے  
فرمایا کہ یا رسول اللہ یہ تو دونوں میری بیٹیاں ہیں۔ یعنی حضرت  
عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ ہیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ  
آپؐ کو معلوم نہیں کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل چکی ہے۔

ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا میں ہر اسی چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا میں بھی آپؐ کی ہر اسی کا خواستگار ہوں ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا یا رسول اللہ  
میرے پاس دو لونٹیاں موجود ہیں جن کو میں نے ہجرت کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ان میں سے ایک کو لے لیں آپؐ نے فرمایا  
میں نے قیمت پر اس کو لے لیا۔

تشریح از شیخ کنگوبیؒ۔ اس باب سے امام حارثی جماعت کرنا چاہتے ہیں کہ قبل از قبض بیع تام ہے۔ اگر قبل از قبض مشتری  
بیع کو بیعنا چاہے تو یہ جائز ہے۔ اسی طرح اگر بیع قبل از قبض مر جائے تو بھی مشتری کے مال سے ہلاک ہوگی۔ بآلے کے مال سے نہیں  
پس اومات کا مطلب ہے اى هلك المبيع اور حضرت ابن عمرؓ کے اس قول ما ادوكت الصفة الخ کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو  
کسی نے جس صفت پر خریداجس پر سودا ہوا ہے تو وہ مشتری کے مال میں سے ہوگا۔ اب اگر وہ بیع ہلاک ہو جائے تو وہ اس کے مال سے ہلاک  
ہوگا۔ اور اگر اس نے اس کو بیع دیا تو ملک ہونے کی وجہ سے اس کی یہ بیع نافذ ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ کنگوبیؒ نے جو قاعد ذکر فرمایا ہے اس سے امام حارثیؒ کی مراد کو بیان کرنا ہے نہ کہ مسلک  
حنفیہ بیان کرنا ہے۔ امام حارثیؒ نے موضعہ عند البائع اومات البائع قبل ان يقبض المبيع لہذا کا جواب محذوف ہے۔ کیونکہ اس میں  
اختلاف ہے اگر قبل از قبض بیع ہلاک ہو جائے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ بآلے نے اسے تلف کیا ہے تو وہ اس کا ضامن ہوگا  
امام احمدؒ اور اسحاقؒ فرماتے ہیں مال مشتری سے ہلاک ہوگا۔ البتہ امام مالکؒ فرق کرتے ہیں کہ اگر کپڑے اور غلہ ہلاک قبل از قبض ہوا ہے  
تو اس کی طمان بآلے پر ہے۔ لیکن حیوانات اور زمین ضائع ہو جائیں تو وہ مشتری پر ایک مصیبت ہے۔

یاد رہے کہ حاری کے ہمارے ہندی نسخوں میں موضعہ عند البائع کے بعد لو باعہ اومات ہے لیکن بعض نسخوں میں

ضاع اومات کا لفظ ہے۔ اور عینی کے نسخہ میں نہ تو باع کا لفظ ہے اور نہ ہی ضاع کا لفظ ہے۔ بلکہ اس میں وضعہ عند البائع اومات ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بائع کے پاس ضائع ہونے والا جانور اگر سودے کے وقت صحیح سالم اور زندہ تھا تو مشتری کے مال سے ہلاک ہو گا جس پر حضرت ابن عمرؓ کا اثبہ لالت کرتا ہے۔ اور مفہوم مخالف کے طور پر اگر سودے کے وقت زندہ اور سالم نہیں تھا تو پھر بائع کے مال سے ہو گا تو اس تقریر سے ترجمہ ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ ابن عمرؓ کا قول لھو من المبتاع عام ہے کہ ہلاکت قبل از قبض یا بعد از قبض ہو پس جب ہلاکت مع قبض قبل از قبض مال مشتری سے ہے تو واجب ہے کہ اس کی بیع قبل از قبض بھی صحیح ہو اسلئے کہ احناف کے نزدیک بیع قبل از قبض کا صحیح ہونا اس پر مبنی تھا کہ ہلاک قبل از قبض مال بائع سے ہے۔ اگر بیع کو صحیح قرار دیا جائے تو دھوکہ لازم آئے گا کہ بیع تو ہلاک ہو چکی ہے۔ جب ہلاکت مال مبیعہ میں سے ہو تو کوئی دھوکہ لازم نہیں آتا کیونکہ ابھی بیع پر قبضہ بھی نہیں ہوا تو بیع بلا ریب صحیح ہوگی استدلال کا حاصل یہ ہے کہ اگر مشتری قبل از قبض بیع کو بیع دیتا ہے تو اگر سودا بیع سالم اور زندہ پر ہوا ہے تو بیع صحیح ہوگی۔ اس لئے کہ مشتری کو تصرفات کا حق حاصل ہے اور اگر بیع سودے والی حالت پر زندہ اور سالم نہیں رہتی تو پھر بیع صحیح نہیں کیونکہ یہ ہلاکت مال بائع سے ہوئی ہے وہ بیع میں تصرف نہیں کر سکتا تھا۔ نیز حضرت ابن عمرؓ کا قول من المبتاع جیسے یہ مطلق ہے خواہ ہلاک قبل از قبض ہو یا بعد از قبض ہو اس طرح وہ اس میں بھی مطلق ہے کہ خواہ ہلاکت قبل موت البائع ہو یا بعد الموت ہو اسی طرح مسئلہ موت پر بھی دلالت کرتا ہے۔ علامہ کرمانیؒ نے اثر ابن عمرؓ کی مطابقت بالترجمہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ البتہ حدیث عائشہؓ سے ترجمہ کا جزء اول کا ثابت ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ آپؐ نے اخذ بالضمن کے بعد ناکہ پر قبضہ نہیں کیا۔ بلکہ اسے بائع کے پاس چھوڑ دیا۔ ترجمہ کے جزء ثانی کے لئے کوئی حدیث امام حاریؒ کی شرط کے مطابق نہیں ملی۔ البتہ قیاس کے ذریعہ بتلادیا کہ حکم الموت قبل از قبض بھی حکم الوضوع عند البائع کی طرح ہے۔ علامہ عینیؒ نے بھی ترجمہ کے دونوں جز اسی طرح ثابت کئے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ترجمہ امام حاریؒ کا وضعہ عند البائع تک پورا ہونا جاتا ہے۔ جس سے مقدمہ یہ ہے کہ بیع کو بائع کے پاس چھوڑنا جائز ہے۔ اور یہ معنی حضرت عائشہؓ کی حدیث سے واضح ہیں۔ لیکن قولہ باع اومات یہ ترجمہ کا جزء نہیں ہے۔ بلکہ ایک مستقل مسئلہ کو اس ترجمہ پر متفرع کیا ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اس سے امام حاریؒ نے جزم کے ساتھ حکم کو بیان نہیں کیا۔ البتہ اس مسئلہ میں جو ان کا مختار قول ہے اس کو اثر ابن عمرؓ سے ثابت کیا ہے حدیث سے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ قد اخذتھا اس جملہ سے آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے مال کو ہلاک ہونے سے چالیا۔ کہ اب اگر مال ہلاک ہو گا تو مال النبی ﷺ سے ہلاک ہو گا۔

تشریح از قاسمی۔ امام حاریؒ نے اختلاف کی وجہ سے حقی حکم بیان نہیں فرمایا لیکن ابن عمرؓ کے اثر سے اپنا مذہب امام حاریؒ

نے بتلادیا کہ اس صورت میں مالک مال مشتری میں سے ہو گا۔

باب لا بیع علی بیع اخیه ولا یسوم

علی سوم اخیه حتی یاذن له اویترک۔

ترجمہ۔ کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور

اسی طرح اپنے بھائی مسلمان کے سودے پر چڑت کے لئے

سودانہ کرے۔ جب تک وہ اس کی اجازت نہ دے یا سودا چھوڑ جائے۔

حدیث (۱۹۹۸) حدثنا اسمعيل النخ عن

عبدالله بن عمر أن رسول الله ﷺ قال لا يبيع

بعضكم على بيع أخيه .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص اپنے

مسلمان بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔

حدیث (۱۹۹۹) حدثنا علي بن عبد الله النخ

عن أبي هريرة قال نهى رسول الله ﷺ أن يبيع

حاضر لبادٍ ولاتناجشوا ولا يبيع الرجل على بيع

أخيه ولا يخطب على خطبة أخيه ولا تنال المرأة

طلاقاً اختها لكفأ ما في أناها .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم

ﷺ نے شری کو دیہاتی کے لئے بیع کرنے سے منع فرمایا اور

دھوکہ دینے کے لئے قیمت نہ بدھاؤ۔ اور کوئی آدمی اپنے مسلمان

بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔ اور نہ ہی کوئی اپنے بھائی مسلمان کے

مغنی کے پیغام پر مغنی کا پیغام بھیجے۔ اور نہ ہی کوئی عورت

اپنی مسلمان بہن کی طلاق طلب کرے۔ تاکہ جو کچھ اس کے

مدتن میں ہے اس کو اپنی طرف پلٹ لے۔ یہاں سے شیخ نگلوہیؒ کی تقریر کے اوراق ضائع ہو گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ترجمہ میں سوم کا ذکر ہے لیکن حدیث میں سوم کا ذکر نہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس سے امام

بخاریؒ نے بعض طرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ جس میں یہ لفظ وارد ہوا ہے۔ چنانچہ مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے۔ لا یسئل الرجل

على سوم أخيه دوسرا اشکال یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں جو قید لگائی ہے وہ دونوں حدیثوں میں نہیں ہے یعنی حتی باذن له ایترک

تو اس کا جواب بھی حافظؒ نے یہ دیا ہے۔ کہ بعض طرق کی طرف اشارہ ہے جس میں الا ان باذن له کے الفاظ مسلم میں موجود ہیں۔ اور

یترک الخاطب قبلہ او باذن له الخاطب خود کتاب النکاح میں امام بخاریؒ نے بیان کی ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ حدیث میں چار احاث ہیں

پہلی حدیث بیع کے معنی میں ہے کہ بیع بمعنی شرا بھی آتا ہے اور بیع بمعنی سوم کے بھی ہے دوسری حدیث یہ ہے کہ اخیه میں

مسلم کی قید بھی ہے جو جمہور کے نزدیک احترازی نہیں خلاف امام اوراعی کے کہ ان کے نزدیک قید احترازی ہے تیسری حدیث شرط نمی میں

ہے اور چوتھی حدیث یہ ہے کہ جس نے حدیث کی مخالفت کر کے عمل کر لیا تو ظاہر یہ ہے کہ نزدیک عقد باطل ہو جائے گا لیکن احنافؒ اور شوافعؒ

کے نزدیک عقد باطل نہیں ہے امام مالکؒ اور احمدؒ کے دو قول ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علی بیع اخیه کا مطلب یہ ہے کہ خیار کے زمانہ میں بائع سے کہہ دے کہ تو اپنی بیع کو فسخ کر دے میں

خرید کرتا ہوں یا میں تیرے پاس اس قیمت پر یا اس سے کم پر بیچ دوں گا اسی طرح شرا علی اشراء بھی حرام ہے مثلاً بائع سے کہے کہ بیع

فسخ کر دو میں اسے زیادہ قیمت پر خرید کر لوں گا۔

ولایسوم علی سوم اخیه مطلب یہ ہے مال والا اور راغب بیع پر متفق ہو چکے تھے۔ ابھی بیع منعقد نہیں ہوئی تھی کہ دوسرا کہتا ہے اے صاحب متاع میں تیرے سے یہ مال اکثر پر خرید لوں گا۔ یا راغب کہے کہ میں تیرے پاس اس متاع سے بھرستے نرخ پر بیع دوں گا۔ یہ استقوار ثمن کے بعد حرام ہے۔ البتہ نیلام کی صورت متشکی ہے۔ حاضرو کے معنی شہری کے اور باد بدوی دیہاتی کو کہتے ہیں۔ صورت یہ ہے کہ دیہاتی آدمی غذائی اجناس بازار میں سستے نرخ پر بیچنا چاہتا ہے شہری کہتا ہے کہ میرے پاس چھوڑ جاؤ جب نرخ گراں ہو گا تو بیع دوں گا یہ اس صورت میں ہے جب کہ غذائی اجناس کی قلت ہو۔ اگر غلہ کثیر ہے پھر حرمت میں تردد ہے کیونکہ ضرر تو زائل ہو گیا۔

لا یخطب النخ اس کی صورت یہ ہے کہ کسی آدمی نے کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا یا ہی رضامندی سے حق مرطے ہو گیا صرف عقد باقی ہے تو اس صورت میں رکاوٹ پیدا نہ کی جائے۔

لشکفاء ن جس کی صورت یہ ہے کہ کسی نے کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا جس کی پہلے بیوی موجود ہے۔ یہ دوسری کہتی ہے جب تک پہلی کو طلاق نہ دو گے میں تمہارے نکاح میں نہیں آؤں گی۔ گویا کہ وہ اکیلی غلوند کے پاس رہنا چاہتی ہے ایسا نہ کرے۔ تکنا مافی اناہا کا مطلب یہ ہے کہ سوکن اپنی سوکن کا غلوند کا حق ماننا چاہتی ہے جو صحیح نہیں ہے۔

### ترجمہ۔ نیلامی کی بیع کے بارے میں

### باب بیع المزايدة

ترجمہ۔ حضرت عطاءؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو میں نے پایا کہ وہ ایسی بیع میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ غنیمت کے مالوں کا جو زیادہ رقم دے اس کے پاس بیع دیا جائے۔

وقال عطاء ادرکت الناس لا یرون باساً  
ببیع المغانم فیمن یرید ....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ آدمی نے اپنے مدد غلام کو آزاد کر دیا (جس نے اس کے مرنے کے بعد آزاد ہونا تھا) پس وہ محتاج ہو گیا۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے پکڑ لیا فرمایا کہ میرے سے کون اسے خرید کر تا ہے۔ تو حضرت نعیم بن عبد اللہؓ نے اسے اتنے اتنے میں خرید کر لیا تو حضور ﷺ نے وہ غلام اسے دے دیا۔

حدیث (۲۰۰۰) حدثنا بشر بن محمد الخ  
عن جابر بن عبد اللہ ان رجلاً اعتق غلاماً له عن دبر  
فاحتاج فاخذہ النبی ﷺ فقال من یشترہ منی  
فاشترہ نعیم ابن عبد اللہ بكذا وكذا فدفعه الیه ..

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ اس ترجمہ سے بھی بیع علی بیع اخیه سے استثناء ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نیلامی کی بیع

حرم میں داخل نہیں ہے۔ حدیث مدبر کے علاوہ حضرت انسؓ کی روایت جس میں ٹاٹ اور لکڑی کا پیالہ نیلام کیا گیا وہ بھی اس کی دلیل ہے دارقطنی نے ابن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے نہیں رسول اللہ ﷺ ان بیع احدکم علی بیع احد حتی یذرمالا الغنائم والموارث یہ عادت کے مطابق فرمایا کہ عموماً نیلامی مال غنیمت اور مال میراث میں ہوتی ہے۔ مصنف بیع المدبر کی روایت لائے ہیں جس میں بیع مزایدہ کا ذکر نہیں ہے تو ان بطلان نے اس کا جواب یہ دیا من یشتريه منی۔ حدیث میں ہے گویا کہ آپؐ نے زیادتی کے لئے پیش کر دیا شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے نیلامی کا جواز اس حدیث سے اقتضاء ثابت کیا ہے۔ اس طور پر کہ جب مدبر کرنے والا مفلس اور محتاج ہو گا تو مفاليس کی بیع مزایدہ ہوتی ہے۔ نیز! جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے محتاج دیکھا کہ اپنے معاملات ٹھیک نہیں چلا سکتا تو حضور انور ﷺ خود اس کے متولی پر عقود صبی (بچوں کی تجارت) کی طرح ولی بن گئے۔

**تشریح از قاسمی**۔ بیع مدبر میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ آقا کو مدبر کی بیع کی اجازت نہیں دیتے اور امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور اسحاقؒ اس کی اجازت دیتے ہیں۔ البتہ امام مالکؒ سے روایت ہے کہ عند الموت توبیح جائز ہے۔ زندگی میں جائز نہیں ہے۔ مانعین کا استدلال جناب نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث سے ہے المدبر لا یباع ولا یوہب وهو حر من الفلث کہ مدبر کو نہ بیجا جائے نہ ہبہ کیا جائے۔ اور مالک کے ثمت مال سے آزاد ہوگا۔ حدیث باب کے کئی جوابات دئے گئے ہیں۔ پہلا جواب یہ ہے کہ چونکہ آقا کا مال اس کے سوا کوئی اور نہیں تھا اس لئے اس کے تصرف کو رد کر دیا گیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس کی منفعت کو بیجا گیا ہو خود غلام کو نہ بیجا ہو۔ تیسرا احتمال یہ بھی ہے کہ یہ اس وقت کا حکم ہو جس وقت عبد مدیون کو بیع دیا جاتا تھا جیسے روایت ہے کہ آپؐ نے ایک حو کو قرضہ کے بدلے بیچ دیا پھر ان کاں ذو عسرة فنظرة الی ميسرة سے منسوخ ہو گیا۔

## باب النجش ومن قال

### لا يجوز ذلك البيع

ترجمہ۔ دھوکہ دہی کے لئے نرغ بڑھانا

بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ بیع ہی ناجائز ہے

ترجمہ۔ ابن ابی اوفیٰ الناجش اکل رباً خائن وهو خداع باطل لا یحل۔ قال النبی ﷺ الخديعة فی النار ومن عمل عملاً ليس امرنا فهو رد۔۔۔۔۔

دھوکہ دہی کرنے والا جہنم میں ہوگا اور آپؐ کا ارشاد ہے جس نے ایسا عمل کیا جو ہماری شریعت کے مطابق نہیں تو وہ مردود ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے دھوکہ دینے کے لئے نرغ بڑھانے والے کی بیع سے منع فرمایا ہے جس کا پتلا ارادہ بیع کا نہیں ہے وہ دوسرے کو پھانسا چاہتا ہے۔

حدیث (۲۰۰۱) حدثنا عبد الله بن مسلمة الخ عن

ابن عمرؓ قال نهى النبي ﷺ عن النجش۔۔۔۔۔



تشریح از شیخ زکریا۔ نجش کے لغت میں معنی ہیں شکار کو نفرت دلا کر اسے شکار کرنا لیکن شرع کے اندر یہ ہے کہ

جو شخص خرید کا ارادہ تو نہیں رکھتا لیکن اسباب کی قیمت اس لئے بڑھاتا ہے تاکہ دوسرا اس میں پھنس جائے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہی کہ فاجش دوسرے کی رغبت اس میں پھیلاتا چاہتے ہیں۔ اور بائع اس کی موافقت کرتا ہے۔ اس لئے دونوں گناہ میں شریک ہوں گے۔ چنانچہ ابن ابی طالب فرماتے ہیں علماء کا اجماع ہے کہ الناجش عاص بفعلہ باقی اگر ایسی بیع واقع ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ اہل ظواہر مالتجیہؒ اور حنابلہؒ اس بیع کو فاسد کہتے ہیں۔ اور مالتجیہؒ سے ثبوت خیار بھی منقول ہے۔ شوافعؒ اس کو بیع مصروفہ پر قیاس کرتے ہیں لیکن شوافعؒ اور احنافؒ کے نزدیک اس پر یہ ہے کہ بیع صحیح ہے بائع گناہ گار ہوگا۔ ہماری احناف کی دلیل یہ ہے کہ نخی فاجش کے لئے ہے۔ عاقلہ کی طرف عود نہیں آئے گی۔ اس لئے بیع میں کوئی اثر نہیں ہوگا۔ البتہ مشتری کو فسخ اور امضاء کا حق ہوگا۔ جیسے تلفی الرکبان کا حکم ہے۔ جیسے اگر بائع کہے کہ یہ مال مجھے اتنے میں پڑا مشتری نے تصدیق کر لی بعد ازاں وہ مجموعاً ٹالت ہو تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار ہے۔

## باب بیع الغرر وحبل الحبلة

ترجمہ۔ دھوکہ کی بیع اور گامزن اونٹنی کے بچے کی پیدائش تک  
ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ  
جناب نبی اکرم ﷺ نے حبل الحبلة کی بیع سے منع فرمایا  
وہ ایک بیع تھی جس کو اہل جاہلیہ کرتے تھے کہ آدمی اونٹ کو ایک  
مدت تک خریدتا تھا کہ اونٹنی بچے پھر اس کے پیٹ میں جو بچہ  
ہے وہ بچہ بنے۔

حدیث (۲۰۰۲) حدثنا عبد اللہ بن یوسف الخ

عن عبد اللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ نہی عن  
بیع حبل الحبلة وکان بیعاً یتابہ اہل الجاہلیۃ  
کان الرجل یتاع الجزور الی ان تنتج الناقة ثم  
تنتج الی فی بطنہا.....

تشریح از شیخ زکریا۔ حبل مصدر ہے اور حبلہ جمع حابل کی ہے اور ہا اس میں مبالغہ کی ہے حبل الحبلة کا عطف

بیع الغرر پر عطف الخاص علی العام ہے اگرچہ باب میں بیع الغرر کا صراحۃً ذکر نہیں ہے لیکن منہ احمد کی اس روایت کی طرف اشارہ ہے عن ابن عمرؓ نہی رسول اللہ ﷺ عن بیع الغرر اصل الاصول ہے جس کے تحت بیعت سے مسائل آجاتے ہیں البتہ بیع الغرر سے دو امر مستثنیٰ ہیں ایک تو وہ چیز جو بیع میں مبعداً غل ہو اگر اس کو الگ کر دیا جائے تو بیع صحیح نہ ہو۔ اثاث الدار گھر کا سامان اور جانور جس کے تھنوں میں دودھ ہو ایسے حاملہ جانور۔ دوسرا یہ ہے کہ اس کے حقیر ہونے کی وجہ سے یا مشقت کی وجہ سے اس کی تمیز اور تعین میں چشم پوشی کی جاتی ہے۔ جیسے روٹی سے بھر اہوا جبہ مشکیزے کے منہ سے پانی پیا جائے۔ چونکہ تمیز اور تعین مشکل ہے اور وہ چیز حقیر ہے۔ اس لئے اسے کالعدم قرار دیتے ہوئے بیع کو صحیح قرار دیا جائے گا۔

حبل الحبلة کی بیع سے کیا مراد ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے شیخ گنگوہیؒ نے نو کب درمی میں فرمایا ہے اس میں دو احتمال ہیں

ایک تو یہ کہ حبل الحبلة معی ہو۔ اس مدت میں بیع باطل ہے۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ قیمت ادا کرنے کی اسے مدت قرار دیا جائے اس صورت میں بیع فاسد ہے۔ فاسد اور باطل بیع میں فرق یہ ہے کہ باطل تو سرے سے مشروع نہیں۔ باصلہ و وصفہ کبیع المعدوم غیر موجود چیز کی بیع کرنا۔ فاسد اصل کے اعتبار سے مشروع ہو۔ وصف کے اعتبار سے مشروع نہ ہو۔ جیسے بیع اس شرط پر کی جائے کہ جب اونٹنی کے چم کے چم کا چر بنے گا تو ب قیمت ادا کی جائے گی۔ کیونکہ یہ مدت مجہول ہے۔ اگر اجل معین ہو تو عقد صحیح ہے۔ ورنہ عقد فاسد ہے یہ تفسیر امام مالکؒ، امام شافعیؒ کی ہے۔ او حبل الحبلة کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ حاملہ اونٹنی کے چم کی فی الحال بیع کی جائے۔ یہ امام احمدؒ اور اسحاق بن راہویہؒ کی رائے ہے۔ خلاصہ یہ ہوا یا تو بیع الی اجل ہے یا بیع الجنین ہے یعنی حاملہ اونٹنی کے بچے کی بیع اور بعض نے بیع جنین الجنین یعنی بچے کے چم کی بیع مراد لی ہے۔ اور فقہاء حنفیہ حنابلہ کے ساتھ ہیں۔ پہلی صورت میں بیع معدوم ہے۔ دوسری صورت میں اجل مجہول ہے۔ لہذا بیع فاسد ہوگی۔ پہلی صورت میں باطل ہوگی۔

**باب بیع الملامسة وقال انسؓ**  
**نہی عنه النبی ﷺ**  
 ترجمہ۔ چھو لینے سے بیع کا ہو جانا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے جناب نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے منابذہ سے منع فرمایا اور وہ آدمی کا اپنے کپڑے کو بیچنے کی نیت سے دوسری کی طرف الٹ پلٹ کرنے اور دیکھنے سے پہلے پھینک دے اور آپؐ نے ملامسة سے بھی منع فرمایا ملامسة یہ ہے کہ دیکھے بغیر صرف کپڑے کو ہاتھ لگا دینے سے بیع ہو جائے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دو طرح کے کپڑے پہننے کے طریقوں سے منع کیا گیا ہے ایک تو یہ ہے کہ ایک ہی کپڑے میں کوئی آدمی احتباء کرے پھر اس کو کندھے پر اٹھالے اور دوسرا قسم کی بیع سے منع فرمایا ہاتھ لگالینا اور پھینک دینا ہے

حدیث (۲۰۰۲) حدثنا سعید بن عفیر الع ان اباسعید الخدریؓ اخبرہ ان رسول اللہ ﷺ نہی عن المنابذہ وہی طرح الرجل ثوبہ بالبیع الی الرجل قبل ان یقلبه او ینظر الیہ ونہی عن الملامسة والملامسة لمس الثوب لا ینظر الیہ .

حدیث (۲۰۰۳) حدثنا قتیبۃ الع عن ابی ہریرۃؓ قال نہی عن لبستین ان یمتسبی الرجل فی الثوب الواحد ثم یرفعہ علی منکبہ وعن بیعتین اللباس والنباذہ .....

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ ملامسة کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ شوافعؒ کے نزدیک صحیح صورت یہ ہے کہ لپٹا ہوا کپڑا لائے یا تاریکی میں کپڑا لائے۔ اور مشتری سے کہے یہ کپڑا میں نے تیرے پاس اتنے کے بدلے اس شرط پر بیع دیا کہ صرف تیرا ہاتھ لگا دینا

دیکھنے کے قائم مقام ہو گا اور جب دیکھ لو گے تو تمہیں اختیار نہیں ہو گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بغیر کسی میخہ زائدہ کے صرف ہاتھ لگانے کو ہی بیع قرار دیا جائے تیسری صورت یہ ہے کہ لمس کو بیع کے اندر ہر قسم کے خیار کا قاطع قرار دے۔ ان سب صورتوں میں بیع باطل ہے منابدۃ کے اندر بھی تین قول ہیں کہ نفس نبذ کو بیع قرار دیا جائے۔ جو تھان پھینکا جائے وہی بیع بن جائے۔ دوسری یہ کہ بغیر میخہ زائدہ کے محض نبذ کو بیع قرار دیا جائے۔ تیسرا یہ کہ نبذ کو قاطع للخیار کہا جائے۔ اور بعض نے طرح الثوب کو نبذ کہا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ اور بعض نے ٹکڑی پھینکنے کو نبذ کہا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ بیع الحصاة ایک الگ بیع ہے۔

ثم يرفعہ علی منکبہ۔ احتباء کے بعد جب کپڑے کا کچھ حصہ کندھے پر ڈالے گا تو کشف عورت ہو گا اس لئے اسے ممنوع کہا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ احتباء ممنوع ہے جس سے کشف عورت ہوتا ہو۔

**باب بیع المنابدۃ وقال انسؓ**  
**نہی عنہ النبیؐ** **صلی اللہ علیہ وسلم**۔

ترجمہ۔ بیع المنابدۃ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ملامسۃ اور منابدۃ سے منع فرمایا اور دوسری سند سے ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے دو قسم کے کپڑے پہننے کے طریقے اور دو قسم کی بیع ملامسۃ اور منابدۃ سے منع فرمایا ہے۔

حدیث (۲۰۰۴) حدثنا اسمعيل الخ عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ نہی عن الملامسۃ والمنابدۃ وبسند اخر عن ابی سعید الخدریؓ قال نہی النبی ﷺ عن لبستین وعن بیعتین الملامسۃ والمنابدۃ .....

ترجمہ۔ بالغ کو اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ اونٹنی۔ گائے اور بکری اور ہر جانور کا دودھ جمع کرے۔ اور مصراۃ وہ جانور ہے جس کا دودھ روکا جائے اور اس میں محفوظ اور جمع کیا جائے۔ اور کئی دن تک اسے نہ دوہا (کالا) جائے اور قصریہ کے اصلی معنی ہیں پانی کو روکنا۔ اسی سے کہا جاتا ہے صریت الماء جب کہ تم نے اسے روک لیا ہو۔

**باب النہی للبائع ان لا یحفل الابل والبقر والغنم وکل محفلة والمصراۃ التی صری لبنیہا وحفن فیہ وجمع فلم یحلب ایاماً واصل التصریۃ حبس الماء یقال منہ صریت الماء واذا حبستہ۔۔۔**

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے

حدیث (۲۰۰۵) حدثنا یحییٰ بن بکیر الخ

روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اونٹ اور بکری کا دودھ  
بند نہ کرو۔ پس جس نے تصویبہ کے بعد بھی اس کو خرید لیا تو  
اسے دو میں سے ایک چیز کا اختیار ہے۔ بعد اس کے کہ اس نے  
اس سے دودھ نکال لیا۔ اگر چاہے تو اس کو روک لے۔ اگر چاہے  
تو بیچ رہ کر دے۔ اور کھجور کا ایک صاع بھی دے۔ اور بعض نے  
لبن سیرین سے نقل کیا ہے ایک صاع گندم کا دے۔ اور اسے  
تین دن تک کا اختیار ہے۔ اور بعض نے لبن سیرین سے صاع  
کھجور کا نقل کیا ہے۔ اور تین دن کا اختیار ذکر نہیں کیا اور کھجور اکثر ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ  
جس شخص نے دودھ جمع شدہ بکری خرید کر کے پھر اس کو واپس  
کر دیا تو اس کے ساتھ ایک صاع کھجور کا بھی دے۔ اور جناب  
نبی اکرم ﷺ نے بیوع سے آگے جا کر ملنے سے بھی منع فرمایا ہے  
ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قافلے والوں کو آگے جا کر نہ ملو۔ کوئی  
ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔ دھوکہ دینے کے لئے نرغ  
نہ بڑھاؤ۔ اور شری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے اور بکری کا دودھ  
جمع نہ کرو۔ اگر اس کو دوہنے کے بعد کوئی خرید کر لے اور اسے  
اختیار ہے اگر پسند کرے تو روک لے اگر اس سے ناراض ہو تو  
رہ کر دے۔ اور ایک صاع کھجور کا بھی ساتھ دے۔

قال ابو هريرة عن النبي ﷺ لا تصروا الابل والغنم  
فمن ابتاعها بعد فانه بخير النظرين بين ان يحلبها  
ان شاء امسك وان شاء ردها وصاع تمر ويطر  
عن ابي صالح الخ وقال بعضهم عن ابن سيرين  
صاعاً من طعام وهو بالخيار ثلثاً وقال بعضهم عن  
ابن سيرين صاعاً من تمر ولم يذكروا ثلثاً والعمر أكثر.

حدیث (۲۰۰۶) حدثنا مسدد الخ عن  
عبدالله بن مسعود قال من اشترى شاة محفلة فردعا  
فليرد معها صاعاً ونهى النبي ﷺ ان تلقى البيوع.

حدیث (۲۰۰۷) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ  
عن ابي هريرة ان رسول الله ﷺ قال لا تلقوا  
الركبان ولا يبيع بعضكم على بيع بعض ولا تاجشوا  
ولا يبيع حاضر لباد ولا تصروا الغنم ومن ابتاعها  
فهو بخير النظرين بعد ان يحلبها ان رضىها  
امسكها وان سخطها ردها وصاعاً من تمر ....

تشریح از شیخ زکریا۔ ان لا یحفل بالبع کو بیع کے اندر دودھ جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر مالک اس جانور کے ولد کیلئے  
یا اپنے اہل و عیال کے لئے جمع کرے تو حرام نہیں ہے۔ بقول کا ذکر ترجمہ میں تو ہے لیکن حدیث میں نہیں ہے۔ اس سے اس بات کی طرف  
اشارہ ہے کہ اس کا حکم بھی وہی ہے جو اہل اور غنم کا ہے۔ تحفیل کے معنی تجمیع یعنی دودھ جمع کرنے کے ہیں۔

وکل محفلة اس کا عطف الابل الغنم پر ہے۔ گویا کہ عطف العام علی الخاص ہے۔ اشارہ اس بات کی طرف ہے

اور ماکول اللحم کا حکم بھی ان چوپائیوں جیسا ہے کیونکہ جامع ایک ہے وہ مشتری کو دھوکہ دیتا ہے۔ حنابلہ اور بعض شوافع اس حکم کو پالتو چوپاؤں کے ساتھ مختص کرتے ہیں۔ غیر الماکول جیسے گدھیا اور باندی تو ان کے بارے میں اختلاف ہے۔ اصح یہ ہے کہ ان کے دودھ کا عوض واپس نہ کیا جائے شوافع عموم حدیث کی وجہ سے العام اور غیر العام دونوں میں اختیار ثابت کرتے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اختیار ثابت نہیں ہوگا۔ کیونکہ عادیۃ ان کے دودھ کا عوض نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تصریہ عند الجمہور عیب ہے۔ ائمہ ثلاثہ حدیث مصراۃ سے استدلال کرتے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب تصریہ کو عیب شمار نہیں کرتے کیونکہ انسان جب بحری خرید کر لے اور اس کا دودھ تھوڑا نکلے تو یہ کوئی عیب نہیں ہے۔ دوسرے حدیث مصراۃ اصول معروفہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ ایک تو یہ حضور انور ﷺ کے ارشاد الخراج بالضمان کے معارض ہے۔ دوسرے یہ معارض ہے بیع طعام بنسبۃ اور یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔ تیسرا تلف شدہ اشیاء کے اندر اصل یہ ہے کہ یا تو ان کی قیمت دی جائے۔ یا مثل اس کا دیا جائے تو صاع کا دینا نہ قیمت کا دینا ہے اور نہ ہی مثل کا دینا ہے۔ چوتھا یہ کہ بیع طعام مجهول الحزاف بالمکیال المعلوم ہے۔ او جز میں زیادہ تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

### تشریح از قاسمی۔ لایحفل بہت سی روایات میں کلمہ لا کو زائد قرار دیا گیا ہے۔ اور بعض میں بغیر لا کے ہے۔ لیکن صحیح

یہ ہے کہ لایحفل نہی کا بیان ہے۔ نیز! جمہور کے نزدیک جب تصریہ کا علم ہو جائے تو اختیار ثابت ہو جائے گا۔ اگرچہ دودھ دوہنے کی نوبت پیش نہ آئے حلب کی قید غلبہ کی بنا پر ذکر کی گئی ہے۔ شیخ نے لمعات میں ذکر فرمایا ہے کہ مصراۃ میں اختیار کا ثبات ہونا۔ اور تم ریاطعام کا رد کرنا یہ ائمہ ثلاثہ کا مسلک ہے۔ اور وجوب بھی علی الغور ہے یا تین دن کے بعد ہے۔ امام ابو حنیفہ اور عراقیوں کا مسلک یہ ہے کہ اختیار بھی اختیار سے ثابت ہوگا۔ بدون شرط کے اختیار نہیں ہے۔ اور رد صاع کا بھی واجب نہیں۔ کیونکہ وہ قیاس صحیح کے مخالف ہے اس لئے کہ تمر اور طعام نہ تو دودھ کی قیمت ہے اور نہ ہی اس کی مثل ہے۔ صورۃ نہ معنی۔ صورۃ تو ظاہر ہے۔ معنی اس لئے نہیں کہ جمیع اشیاء میں معنی مثل دراهم و دنانیر ہیں۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو قیاس صحیح کا دروازہ بند ہوگا۔

### تلقى البیوع تلقی کا معنی استقبال ہے۔ اور بیوع سے اصحاب مراد ہیں اور بیوع سے مبیعات مراد ہیں اور تلقی الرکبان

کا مطلب یہ ہے کہ شری بدوی کا شہر میں پہنچنے سے پہلے پہل اس کا استقبال کرے۔ اور کساد بازاری کا ذکر کر کے اس سے سستے داموں اشیاء خرید کرے۔

### لا بیع الخ سے مباحث عام مراد ہے۔ خواہ خرید ہو یا فروخت ہو۔ لیکن یہ ممانعت اس وقت ہے جب متعاقدین شمن پر راضی

ہو چکے ہوں۔ تناجش نجش سے ہے۔ دوسرے کو رغبت دلانے کے لئے نرغ ہوھا دینا اپنی خرید کرنے کی نیت نہ ہو۔

### لا بیع حاضر لباد شری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے کیونکہ اس سے لوگوں پر تنگی کرنا ہے۔

## باب ان شاء رد المصراة

## وفی حلبها صاع من تمر۔

ترجمہ۔ اگر چاہے تو مشتری دودھ جمع کئے ہوئے جانور کو واپس کر دے البتہ اس کے دودھ کے بدلہ ایک صاع تمر واجب ہے۔

حدیث (۲۰۰۸) حدثنا محمد بن عمرو الع۔  
انه سمع ابا هريرة يقول قال رسول الله ﷺ  
من اشترى غنماً مصراً فاحلبها فان رضيعها  
امسكها فان سقطها ففي حلبتها صاع من تمر۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دودھ جمع کی ہوئی بھری خرید کرے۔ پس اس کا دودھ دوہنے کے بعد اگر اسے پسند کرے تو اسے روک دے اگر ناپسند کرے تو پھر اس کے دودھ کے بدلے مجبوراً ایک صاع ہے۔

اشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس جگہ ایک اور مسئلہ ہے جس کی طرف ترجمہ میں اشارہ کیا گیا ہے ظاہر یہ ہے کہ صاع من تمر مصراة کے مقابلہ میں ہے خواہ مصراة ایک ہو یا زیادہ ہوں۔ لیکن اکثر علماء ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک کی طرف سے الگ الگ صاع دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ صاع تمر کا حکم قطع نزاع کے لئے ہے۔ اس میں قلیل و کثیر برابر ہیں۔ اور جز میں اس مسئلہ کی چودہ احادیث ذکر کی گئی ہیں تفصیل وہاں ملاحظہ کی جائے۔

## باب بیع العبد الزانی وقال

## شريح ان شاء رد من الزنا۔

ترجمہ۔ زانی غلام کی بیع۔ اور شریحؒ نے فرمایا کہ مشرعی چاہے تو زنا کے عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے۔

حدیث (۲۰۰۹) حدثنا عبد الله بن يوسف الع۔  
عن ابي هريرة انه سمعه يقول قال النبي ﷺ  
اذا زنت الامة فتبين زناها فليجلدها ولا يشرب ثم  
ان زنت الثالثة فليبعها ولو بجل من شعر.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب کسی کی باندی زنا کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے تو اس کو کوڑے لگائے اور کوئی گرفت نہ کرے اگر دوسری دفعہ زنا کا ارتکاب کرے تو اسے حد قائم کرنے کیلئے کوڑے لگائے اور لعنت ملامت سے گرفت نہ کرے اگر

تیسری دفعہ زنا کا ارتکاب کرے تو اگرچہ بالوں کی رسی کے بدلہ ہی بیچنا پڑے تو اسے بیچ دے۔

حدیث (۲۰۱۰) حدثنا اسمعيل الخ عن  
ابي هريرة وزيد بن خالد ان رسول الله ﷺ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور زید بن خالدؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے اس باندی کے متعلق پوچھا گیا

سنل عن الامه اذا زنت ولم تحصن قال ان زنت  
فاجلدوها ثم زنت فاجلدوها ثم ان زنت فبيعوها  
ولوبضفير قال ابن شهاب لا ادري بعد الثالثة  
او الرابعة .....

جب وہ زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ  
زنا کا ارتکاب کرے تو اس پر حد قائم کرنے کے لئے اس پر  
کوڑے برسائے۔ پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔ پھر زنا کرے تو  
اس کو بیچ دو۔ اگرچہ بٹی ہوئی رسی کے بدلے بیچنا پڑے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام حاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ زنا عیب ہے جیسا کہ ولوبعجل کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ کہ اگرچہ  
تھوڑی قیمت پر بیچنا پڑے۔ حافظؒ نے کہا کہ اس سے جو از بیع العبد الزانی معلوم ہوا۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ زنا باندی میں  
تو عیب ہے غلام میں نہیں ہے۔ کیونکہ باندی سے جو چیز مطلوب ہے وہ اسفراش اور طلب ولد ہے زنا اس میں مخل ہے۔ اور غلام سے  
مقصود استخدا م یعنی خدمت لینا ہے اسی طرح باندی اگر بعت زنا ہو یا زنا کی پیداوار ہو تو یہ بھی عیب ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے الزنا و ولد الزنا  
عیب فی الجاریۃ دون الغلام البتہ زنا اگر غلام کی عادت ہو تو وہ بھی عیب ہے جو خدمت میں مخل ہوگا۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عبد اور  
امہ دونوں میں زنا کو عیب شمار کیا گیا ہے۔ اور احنافؒ کے نزدیک صرف جاریہ میں عیب ہے غلام میں نہیں۔ وجہ مذکور ہوئی۔ مابریں  
حدیث باب احناف کے خلاف نہیں۔ کیونکہ وہ امہ کے بارے میں ہے غلام کے بارے میں نہیں ہے۔ ائمہ ثلاثہ غلام کو جاریہ پر قیاس  
کرتے ہیں حالانکہ قیاس صحیح نہیں۔ اس لئے کہ دونوں سے مقصود الگ الگ ہے۔

ولم تحصن شاہ ولی اللہؒ نے تراجم میں ذکر فرمایا ہے کہ احسان کا ذکر اس جگہ غریب مشکل جداً میرے نزدیک سوال کا  
خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شادی شدہ باندیوں کا قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے۔ فاذا احصن فان اتین بفاحشة فعليهن نصف  
ما على المحصنات من العذاب کہ اگر شادی شدہ باندیاں زنا کا ارتکاب کریں تو ان کو حرہ محصنہ کی نصف سزا دی جائے۔  
غیر شادی شدہ باندیوں کا حکم جناب نبی اکرمؐ نے ذکر فرمایا کہ وہ کوڑے مارتا ہے۔ لیکن احصان کی قید احترازی نہیں۔ البتہ امام مالکؒ  
فرماتے ہیں کہ جب باندی شادی شدہ ہو تو اس کے کوڑے نہ مارے جائیں۔ بلکہ حرہ کی طرح اسے بھی رجم کیا جائے۔ لیکن احنافؒ کے  
زادیک باندی شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ زنا کے ثبوت کی صورت میں خواہ وہ گواہ ہوں یا حبل یا اقرار سے ثابت ہو اس کی سزا کوڑے مارتا  
ہے رجم نہیں ہے۔ کیونکہ مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں فاذا احصن سے حرہ کی سزا کے نصف کا حکم بیان  
ہوا ہے۔ رجم کا نصف ہو نہیں سکتا۔ لہذا جاریہ محصنہ اور غیر محصنہ دونوں کی سزا کوڑے مارتا ہوگی۔ اس طرح دونوں دلیلوں پر  
عمل ہو جائے گا۔ حدیث سے غیر شادی شدہ کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ اور آیت سے قیاس کے ساتھ جلد ثابت ہوا یا احصان کے معنی عفة  
عن الزنا مراد لئے جائیں۔ جیسے والذین یرمون المحصنات ای العفیفات پاکدامن عورتیں۔ اور خطابی نے احصان سے مراد  
اسلام یا تزوج لیا ہے۔ تو متزوجہ اگرچہ کافرہ ہو اس پر بھی حد قائم کی جائے گی۔ لیکن یہ حد رجم حرہ پر ہوگی باندی پر جلد ہوگی۔

کیونکہ اہل علم کا اجماع ہے کہ رجم منحصر نہ ہوگی جس سے حر مراد ہے۔ غلام اور باندی دونوں پر نصف حد پچاس کوڑے ہوں گے۔ ضعیف سے مراد بنی ہوئی یا بنی ہوئی رسی ہے۔ تو تفریق ثمن اس کے عیب ظاہر ہونے کی وجہ سے ہے۔ اگر اشکال ہو کہ زنا جب ان کی عادت بن چکی ہے تو جو عیب بائع کے پاس ظاہر ہوا ممکن ہے مشتری کے پاس بھی ظاہر ہو۔ تو تکرہ لاحقہ متکرہ لنفسک جو چیز اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہ دوسروں کیلئے بھی ناپسند کرو۔ تو حدیث کا خلاف لازم آیا۔ یہ ہے کہ تبدل ملک احوال ہو جایا کرتا ہے خصوصاً ایسی خصلتوں میں تو عموماً ایسا ہوتا ہے کہ بہت سی فاجرہ عورتیں فحول رجال کے پاس فرمانبرداری جاتی ہیں شرط یہ ہے مرد میں غیرت ہو تو روایت کی مخالفت اس صورت کے ساتھ مقید ہوگی۔ جب مشتری راضی نہ ہو۔ جب مشتری راضی ہے تو کوئی اشکال نہیں اس لئے تبدل محل سے تبدل حال ہو جاتا ہے۔ دوسرے صحت کا طاعت اور محصیت میں اثر ہوتا ہے۔

صحت صالح تراصالح کند      صحت طالع تراطالع کند

تشریح از قاسمی۔ اب ایک مسئلہ یہ ہے کہ آیا آقا کو حد قائم کرنے کا اختیار ہے۔ ائمہ ثلاثہ تو اجازت دیتے ہیں لیکن امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اقامۃ حد کا حق صرف امام اور حاکم کو حاصل ہے۔ آقا تعزیر کر سکتا ہے۔

## باب البیع والشراء مع النساء

ترجمہ۔ کیا عورتوں کے ساتھ خرید و فروخت کرنا جائز ہے

حدیث (۲۰۱۱) حدثنا ابو الیمان الخ

قالت عائشة دخل علی رسول اللہ ﷺ فذکرت له فقال رسول اللہ ﷺ اشتری واعتقی فان الولاء لمن اعتقی ثم قام النبی ﷺ من العشی فأتنی علی اللہ بما هو اھله ثم قال ما بال اناس یشرطون شروطا لیس فی کتاب اللہ فھو باطل وانما اشترط مائة شرط شرط اللہ احق واثق ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضرت بریرہؓ کی خرید کا ذکر کیا تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری یہ کو خرید کر کے آزاد کر سکتی ہو۔ اور ولاء بہر صورت آزاد کرنے والے کا ہوگا پھر آپؐ شام کے وقت منبر پر کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ جس کا حقدار ہے ان الفاظ سے اللہ کی شہادت کی پھر فرمایا اما بعد لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ معاملات میں ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔ پس جس نے کوئی ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو وہ باطل ہے۔ اگرچہ وہ سو شرطیں لگائے۔ اللہ تعالیٰ کی شرط جہت ہے اور یہی ہے۔

حدیث (۲۰۱۲) حدثنا حسان بن ابی عباد الخ

عن عبد اللہ بن عمر ان عائشةؓ ساومت بریرہ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت

عائشہؓ نے حضرت بریرہؓ کے متعلق سودا کیا۔ حضور انور ﷺ



نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ وہ لوگ بیچنے سے انکاری ہیں۔ مگر ولاء کی شرط لگاتے ہیں جس پر آنجناب ﷺ نے فرمایا ولاء اس کا حق ہوتا ہے جس نے اسے آزاد کیا۔ تو میں نے نافع سے پوچھا کہ خواہ خاوند اس کا آزاد ہو یا غلام ہو۔ انہوں نے فرمایا مجھے نہیں بتلایا۔

فخرج الى الصلوة فلما جاء قالت انهم ابوا ان يبيعوه الا ان يشترطوا الولاء فقال النبي ﷺ انما الولاء لمن اعتق قلت لنافع حراً كان زوجها او عبداً فقال ما يدرينى .....

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں حضرت بریرہؓ کی خرید کا قصہ ہے۔ مابال رجال یشترون الخ محل ترجمہ ہے کہ یہ بیع و شراء کا معاملہ حضرت عائشہؓ کا مردوں کے ساتھ تھا۔ اور ساری گفتگو حضرت عائشہؓ سے ہو رہی تھی۔ علامہ عینیؒ اشتری کے لفظ سے ترجمہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ حدیث عائشہؓ میں شراء من النساء مع الرجال۔ اور ابن عمرؓ کی روایت میں ترجمہ ساومت کے لفظ سے ثابت ہے۔ تو سودا اہل بریرہؓ نے کیا تھا۔ تو بیع و شراء بین الرجال والنساء ثابت ہو گئی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ شروطاً لیس الخ۔ لیس کی تذکیر یا توجہ کے اعتبار سے ہے یا المذکور کی تاویل ہوگی۔ فی کتاب اللہ سے حکم اللہ مراد ہے۔ حدیث میں یہ اشکال ہے کہ شرط تو بیع کو فاسد کر دیتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے بایع کو دھوکہ دیا۔ اور شرط مان لی۔ تو آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو اس کی کیسے اجازت دے دی۔ جواب یہ ہے کہ اسے زجر اور ڈانٹنا مقصود تھا۔ کیونکہ جب آپؐ نے ان کو بتلادیا کہ شرط باطل ہے۔ تو جب انہوں نے انکار کیا تو ان کی عادت کو ختم کرنے کے لئے حضرت عائشہؓ کو آپؐ نے اجازت دے دی۔ جیسا کہ آپؐ نے حجة الوداع میں حج کو فتح کر کے عمرہ کے کرنے کی عادت کو توڑا تھا تو مفسدہ یسیرہ مصلحت عظیمہ حاصل کرنے کے لئے جائز ہے۔

ترجمہ۔ کیا شہری دیہاتی کیلئے بغیر اجازت کے بیع کر سکتا ہے اور جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کیلئے خیر خواہی طلب کرے تو اسے اس سے خیر خواہی کرنی چاہیے۔ حضرت عطاءؒ نے اس کی اجازت دی ہے۔

باب ہل بیع حاضر لباد بغیر اجر  
وهل یعینہ او ینصحہ وقال النبی ﷺ اذا  
استنصح احدکم اخاه فلینصح له ورخص  
فیہ عطاء۔۔۔

ترجمہ۔ حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ایک تو یہ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمد ﷺ

حدیث (۲۰۱۳) حدثنا علی بن عبد اللہ  
عن قیس سمعت جریراً یبایع رسول اللہ ﷺ  
على شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله

واقام الصلوة والبقاء الزکوة والسمع والطاعة  
والنصح لكل مسلم.....

اللہ کے رسول۔ ہیں اور نماز کو پابندی سے پڑھنے پر۔ زکوٰۃ کے  
ادا کرنے پر اور حاکم کی بات سننے اور اس کی فرمانبرداری کرنے پر  
اور ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی کرنے پر۔

حدیث (۲۰۱۴) حدثنا الصلت بن محمد عن  
عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ لا تلقوا  
الركبان ولا يبيع حاضر لباد قال قلت لابن عباس  
ما قوله لا يبيع حاضر لباد قال لا يكون له مسساراً

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قافلے والوں کا استقبال نہ کرو۔ اور  
نہ ہی شہری دیہاتی کے لئے بیع کرے۔ طاؤس فرماتے ہیں کہ  
میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا لا یبيع حاضر لباد کا کیا مطلب ہے  
فرمایا کہ شہری دیہاتی کا دلال نہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ مصنف نے بیع الحاضر للبادی کو ایک خاص معنی پر محمول کیا ہے وہ بیع بالاجور ہے جو حضرت  
ابن عباسؓ کی تفسیر سے ہے کہ الدین النصیحة کیونکہ اگر بیع بالاجور ہو تو بائع میں خیر خواہی نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد اجرت حاصل  
کرنے ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ خیر خواہی جب ہوگی جب بیع الحاضر للبادی بلا اجرت ہو۔ امام حارثی نے بھی اذا النصیحة احدکم اخاه  
فلینصحہ۔ چنانچہ ائمہ ثلاثہ بھی اس بیع کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ حضرت ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب فرماتے ہیں کہ ایسی بیع میں کوئی حرج  
نہیں ہے چنانچہ در مختار میں ہے کہ بیع الحاضر للبادی قحط کے زمانہ میں مکروہ ہے ویسے امن کے دور میں جائز ہے کیونکہ اس میں کوئی  
ضرر نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ امام حارثی نے ترجمہ کو ہل سے کیوں شروع کیا۔ علامہ بیہقی فرماتے ہیں کہ استفہام کا جواب باب سے معلوم  
ہو تاہم اور میرے نزدیک وجہ یہ ہے کہ امام حارثی نے لفظ ہل سے ایک احتمال کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بیع الحاضر للبادی بالاجور کا  
جواز ثابت کیا ہے اس لئے کہ باب اجر السمسرة کے ذریعہ مصنف نے قیاس کیا کہ جب دلالی کی اجرت جائز ہے تو ادھر بیع حاضر للبادی  
بلا اجر بھی جائز ہے۔ تو بیع الحاضر للبادی بالاجور کے جائز ہونے سے کوئی چیز مانع ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ لفظ ہل سے بالکل عدم  
جواز کو ثابت کرنا ہو۔ جیسے جمہور کا مسلک ہے۔ کیونکہ روایات مرفوعہ مطلق ہیں۔ اور تقييد بالاجريہ صحابی کی تفسیر ہے۔ امام ابو حنیفہؒ  
کے نزدیک یہ بیع مطلق جائز ہے۔ الدین النصیحة اور بیع حاضر للبادی منسوخ ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ الدین النصیحة  
پر سب امت کا اتفاق ہے نہی پر سب کا نہیں۔ سمسار کے معنی دلال کے ہیں اصلی معنی قیام للا مر اور محاذ کے ہیں۔ پھر مقولی  
بیع و شراء لغیرہ کے معنی میں مستعمل ہوا۔

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو بیع

حاضر للباد اجرت کو مکروہ سمجھتا ہے۔

باب من کرہ ان یبيع حاضر

لباد باجر۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے شہری کی بیع و شراء دیہاتی کے لئے منع فرمایا اسی کے لئے عباسؓ قائل ہیں۔

حدیث (۲۰۱۵) حدثنا عبد اللہ بن صباح الخ  
عن عبد اللہ ابن عمرؓ قال نہی رسول اللہ ﷺ  
ان یبیع حاضر لباد وبہ قال ابن عباسؓ .....

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جیسے پہلی حدیث میں ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر سمسار سے کی ہے اگرچہ ابن عمرؓ کی حدیث میں باجز کی قید نہیں ہے۔ لیکن ابن عباسؓ کی تفسیر کی وجہ سے اسے مقید کیا گیا ہے۔ چنانچہ ابن بطلالؒ فرماتے ہیں کہ مصنفؒ کا ارادہ یہ ہے کہ بیع الحاضر للباد باجر تو ناجائز ہے۔ اور بلااجر جائز ہے۔ اور دلیل ابن عباسؓ کا قول ہے۔ تو ابن عمرؓ کی حدیث کے عموم کو ابن عباسؓ کی تفسیر سے خاص کر دیا گیا۔ میرے نزدیک امام حارثیؒ اپنی عادت کے مطابق پہلے ایک باب میں ایک مذہب ذکر کرتے ہیں پھر دوسرے باب میں دوسرا احتمال ذکر فرماتے ہیں۔

ترجمہ۔ دلالی کے طور پر حاضر بادی کیلئے خرید نہ کرے  
ابن سیرین اور ابو ابراہیم دلالی بائع اور مشتری دونوں کے لئے مکروہ  
سمجھتے ہیں۔ ابو ابراہیمؒ نے فرمایا کہ عرب کہتے ہیں کہ بیع لی ثوبا  
اس سے شراء مراد لیتے ہیں۔

**باب لا یبیع حاضر لباد بالسمسرة وکروہ**  
ابن سیرین و ابراہیم للبائع والمشتري وقال  
ابراہیم ان العرب تقول بیع لی ثوبا وہی  
تعنی الشراء .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کی بیع پر خرید نہ کرے۔ اور دھوکہ دہی کیلئے نرخ نہ بڑھاؤ۔ اور شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے۔

حدیث (۲۰۱۶) حدثنا المکی بن ابراہیم الخ  
انہ سمع ابا ہریرہؓ یقول قال رسول اللہ ﷺ  
لا یتباع المرء علی بیع اخیه ولا تنا جشوا ولا  
یبیع حاضر لباد .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہمیں روک دیا گیا ہے کہ شہری دیہاتی کے لئے بیع کرے۔

حدیث (۲۰۱۷) حدثنا محمد بن بسار  
المثنیٰ الخ قال انس بن مالکؓ نہینا ان یبیع حاضر لباد

ان روایات سے یہ ثابت کرتا ہے کہ ان میں بیع شراء کے معنی میں ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح بیع الحاضر للبادی میں علماء کا اختلاف ہے اسی طرح شراء الحاضر للبادی میں اختلاف ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بیع کی طرح شراء کو بھی مکروہ کہتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بالکل کرہۃ نہیں ہے۔ کرہۃ قحط کے زمانہ کے ساتھ مختص ہے۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ

فرماتے ہیں کہ بیع بمعنی مبادلہ کے ہے خواہ مشتری ہو یا بائع تو اس اعتبار سے بیع عام ہوئی۔ اب یہاں پر ترجمہ میں مختلف نسخے ہیں کسی میں لا مشتری ہے اور کسی میں لا بیع ہے۔ میرے نزدیک لا مشتری کے نسخے کو ترجیح ہے۔ اس لئے لا بیع کی صورت میں اس ترجمہ اور سابقہ میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا کیونکہ بیع بالاجورہی بیع بالمسمرة ہے۔ اور سمسار قدیم اور حافظ کو کہتے ہیں تو معنی ہوں گے ان بیع لہ بالاجورہ اور یہی باب سابق کا خلاصہ تھا۔ نیز! شراء الحاضر للبادی ائمہ کے درمیان اختلافی مسئلہ ہے اس لئے اس کو مستقل باب میں لائے۔ بیع لی ثوبا سے مراد شراء ہے۔ اس لفظ سے بیع و شراء میں تسویہ ثابت کرنا مقصود ہے۔

ترجمہ۔ اسباب والے کا استقبال کرنا ممنوع ہے۔ اور یہ بیع مردود ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے والا نافرمان گناہ گار ہے جب کہ وہ اس کو جاننے والا ہے۔ اور یہ بیع میں دھوکہ دینا ہے اور دھوکہ دینا جائز نہیں ہے۔

**باب النہی عن تلقی الرکبان وان بیعہ مردود لان صاحبه عاصی اثم اذا کان به عالماً وهو خداع فی البیع والخداع لایجوز۔۔**

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے سامان والوں کا استقبال کرنے اور شہری کی دیرپائی کے لئے بیع کرنے کو منع فرمایا ہے۔

حدیث (۲۰۱۷) حدثنا محمد بن بشار الخ عن ابی ہریرۃ قال نہی النبی ﷺ عن التلقی وان بیع حاضر لباد۔۔۔۔۔

ترجمہ۔ طاؤس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ لا بیع حاضر لباد کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ شہری دیرپائی کا دلال نہ بنے۔

حدیث (۲۰۱۸) حدثنا عیاش بن الولید الخ قال سئل ابن عباسؓ ما معنی قوله لا بیع حاضر لباد فقال لا یکن له سمساراً۔۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے دودھ رکے ہوئے جانور کو خرید تو اس کے ساتھ وہ ایک صاع گندم بھی واپس کرے اور آپؐ نے مہیعات کے استقبال سے منع فرمایا۔

حدیث (۲۰۱۹) حدثنا مسدد الخ عن عبداللہ قال من اشتری محفلة فلیرد معها صاعاً قال ونہی النبی ﷺ عن تلقی البیوع۔۔۔۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کوئی تمہارا دوسری بیع نہ کرے۔ اور نہ ہی شہر سے نکل کر اسباب کا استقبال کرو بلکہ اس کو بازار تک پہنچنے دو

حدیث (۲۰۲۰) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن عبداللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال لا بیع بعضکم علی بیع بعض ولا تلقوا السلعة حتی یہبط بہا الی السوق۔

تشریح از شیخ زکریا۔ تلقی رکبان کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ غلہ خرید کرنے والے قحط کے سال شہر سے باہر جا کر

غلہ خرید کریں۔ اور پھر اسے شہر میں آ کر زیادہ قیمت پر بیچ دیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دیہاتیوں کو شہر کے نرخ کا علم نہ ہو۔ یہ لوگ شہر سے باہر جا کر شہر سے سستے نرخ پر لے کر اس کو منگے نرخ پر بیچ دیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ تلقی رکبان کو جائز فرماتے ہیں۔ جمہور کراہتہ کا قول کرتے ہیں۔ ابنی حاتمؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک محل نمی دو ہیں۔ جب اہل بلد کو نقصان ہو یا بائع پر شہر کا نرخ زل مل جائے اگر نقصان بھی ہو اور التباس بھی نہ ہو کوئی حرج نہیں ہے۔ مصنفؒ نے ترجمہ کے دوسرے جزی میں فرمایا کہ بیع مردود ہے۔ کیونکہ نمی فساد کو مقتضی ہے۔ لیکن محققین فرماتے ہیں کہ بیع صحیح ہے۔ البتہ خیانت ہوگا۔ غاصی اور اثم اس لئے فرمایا کہ ایسی بیع میں دھوکہ ہوتا ہے لیکن اس سے بیع مردود نہیں ہوئی اس لئے کہ نمی نفس عقد کی طرف راجع نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے کسی رکن اور شرط میں خلل نہیں آیا۔ یہ نمی تورکبان کے ضرر کو دور کرنے کے لئے ہے۔ اور ممکن ہے بیع مردود اس صورت میں ہے جب کہ بائع اس رد کو اختیار کرے۔ تو راجع کی مخالفت نہ ہوئی۔ لیکن اس پر بیع المصراۃ سے ناقص ہوگا۔ کیونکہ اس میں بھی دھوکہ ہے۔ بایں ہمہ اس بیع کو باطل نہیں کہا گیا عیاش بن ولید کی روایت پر اشکال ہے۔ کہ اس کی ترجمہ سے مطابقت نہیں ہے۔ تو شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ نے جواب دیا ہے کہ اس حدیث کو اس باب میں لانے سے امام بخاریؒ کا مقصد ایک نیا مسئلہ بیان کرنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں معمر پر اختلاف ہو رہا ہے عبد الواحد معمر سے لا تلقوا الركبان کو ذکر کرتے ہیں۔ لیکن عبد الاعلیٰ معمر سے اسے ذکر نہیں کرتے۔ اور ایسا اختلاف امام بخاریؒ اپنی کتاب میں اکثر بیان کرتے رہتے ہیں۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہے کہ یہ حدیث پچھلے باب کی حدیث سے مختصر ہے۔ وہ باب ہل بیع حاضر لباد ہے۔

تشریح از قاسمی۔ البیع مردود کہ کر امام بخاریؒ نے مذہب ظاہر یہ کو ترجیح دی ہے۔ اسلئے جمع سلعہ وہی المتاع

مطابقت اس طرح ہے کہ تلقی السلع تلقی الركبان کی طرح ہے۔

ترجمہ۔ کہ استقبال کی انتہا کہاں تک ہے

باب منتهی التلقى

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ قافلے والوں سے ملتے تھے اور ان سے غلہ خرید کرتے تھے تو جناب نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک ہم اسے غلہ منڈی تک پہنچائیں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ منڈی بازار کے اونچے حصہ میں تھی جس کو عبد اللہؓ کی حدیث بیان کرتی ہے

حدیث (۲۰۲۱) حدثنا موسى بن اسماعيل عن عبد الله قال كنا نتلقى الركبان فنشتري منهم الطعام فنهانا النبي ﷺ ان نبيعه حتى يبلغ به سوق الطعام قال ابو عبد الله هذا في اعلى السوق بينه حديث عبد الله ....

حدیث (۲۰۲۲) حدثنا مسدد الخ عن  
عبدالله الخ قال كانوا يبتاعون الطعام في اهل  
السوق فيبيعونه في مكانهم فنهاهم رسول الله  
ﷺ ان يبيعوه في مكانه حتى ينقلوه .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ غلہ  
بازار کے لوہے حصہ میں خرید کرتے تھے۔ اور پھر اسی جگہ بیچ  
دیتے تھے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس جگہ پر بیچنے  
سے منع فرمادیا۔ جب تک کہ اسے وہاں سے منتقل نہ کر لیں یعنی  
جب تک قبضہ نہ کر لیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ منتهی جو از تلقی شرکی بازار کا اعلیٰ حصہ ہے۔ اور جو تلقی حرام ہے وہ شہر سے باہر ہے۔ اگر  
سوال ہو حدیث ترجمۃ الباب سے کیسے مطابق ہوئی۔ تو کہا جائے گا کہ چونکہ آپؐ نے خرید کی جگہ بیچ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور بس تو  
معلوم ہوا کہ اس قسم کی تلقی ممنوع نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ہے یتباعون الطعام فی اعلیٰ السوق اس سے معلوم ہوا کہ منہی عنہ  
تلقی خارج البلد ہے اور کوئی نہیں۔ متبادلہ کے نزدیک تلقی ممنوع شہر کے داخلہ تک ہے خواہ منڈی میں پہنچے یا نہ پہنچے۔ باقی حضرات نے  
کچھ حدود مقرر کی ہیں۔ مصنفؒ نے بھی اپنے ترجمہ سے اشارہ کیا کہ تلقی کی ابتداء خروج من السوق ہے بازار سے نکل کر استقبال نہ کرے  
علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ تلقی کی ابتداء بھی ہے۔ اور انتہا بھی۔ ابتداء تو اس کی گھر سے لے کر بازار تک ہے جو جائز ہے اور اس کی انتہا شہر سے  
باہر ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ وہی مکروہ ہے۔ مذاہب علماء تلقی کی حد کے بارے میں قریب قریب ایک ہیں۔

ترجمہ۔ جب بیچ میں ایسی شرائط لگائی جائیں  
جو حلال نہیں ہیں۔

باب اذا اشترط شروطاً  
فی البيع لا تحل۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہؓ  
میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ میں نے اپنے آقاؤں سے  
نواوقیہ پر کثامت کر لی ہے۔ ہر سال ایک نواوقیہ دینا ہوگا۔ پس آپ  
میری مدد کریں۔ میں نے کہا کہ اگر تیرے سردار اس بات کو  
پسند کریں کہ میں فقیر تم گن کر ان کو دے دوں اور ولاء میرے  
لئے ہوگا تو میں یہ کر لوں گی۔ چنانچہ حضرت بریرہؓ اپنے آقاؤں  
کے پاس گئی ان کو ان کی بات پہنچائی لیکن وہ کہنے لگے کہ ولاء تو  
ہمارا ہوگا۔ (ولاء مرنے کے بعد کا ترکہ) جناب نبی اکرم ﷺ

حدیث (۲۰۲۳) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ  
عن عائشة قالت جاءني بريرة فقالت كاثبت  
اهلي على تسع اواق في كل عام اوقية فاعينني  
فقلت ان احب اهلك ان اعداها لهم ويكون  
ولاؤك لي فعلت فذهبت ببريرة الى اهلها فقالت  
لهم فابو عليها فجاءت من عندهم ورسول الله  
ﷺ جالس فقالت اني قد عرضت ذلك عليهم

فابوالان يكون الولاء لهم فسمع النبي ﷺ  
 فاخبرت عائشة النبي ﷺ فقال خذوها واشترط  
 لهم الولاء فانما الولاء لمن اعتق ففعلت عائشة  
 ثم قام رسول الله ﷺ في الناس فحمد الله واثنى  
 عليه ثم قال اما بعد ما بال رجال يشترطون شروطاً  
 ليست في كتاب الله ما كان من شرط ليس في  
 كتاب الله فهو باطل وان كان مائة شرط قضاء الله  
 احق وشرط الله اوثق وانما الولاء لمن اعتق ...

اس گفتگو کو اجمالاً سن رہے تھے۔ پس حضرت عائشہؓ نے تفصیلاً یہ  
 خبر آپؐ کو بتائی۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ باندی کو خرید کر لو اور  
 ان کی شرط بھی مان لو۔ لیکن سن لو ولای تو آزاد کرنے والے کا حق  
 ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے اسے خرید کر لیا۔ پھر جناب  
 رسول اللہؐ خطبہ دینے کے لئے لوگوں میں کھڑے ہوئے اللہ کی  
 حمد و ثنیاں فرمائی۔ پھر فرمایا اما بعد لوگوں کا کیا حال ہے کہ ایسی  
 شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں یاد رکھو جو شرط  
 کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ باطل ہے۔ اگرچہ سو شرطیں بھی  
 لگائیں اللہ کا فیصلہ حق ہے اور اللہ کی شرط پکی ہے۔ ولای آزاد  
 کرنے والے کا حق ہوتا ہے۔

حدیث (۲۰۲۴) حدثنا عبد الله بن يوسف النخعي  
 عن عائشة أم المؤمنين ارادت ان تشتري جارية  
 فتعتقها فقال اهلها تبعكها على ان ولاء هالنا  
 فذكرت ذلك لرسول الله ﷺ فقال لا يمنعك  
 ذلك فانما الولاء لمن اعتق .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ ام المؤمنین نے ایک باندی  
 خرید کر کے آزاد کرنے ارادہ کیا۔ تو اس کے سرداروں نے کہا کہ  
 ہم اس کو آپ کے پاس اس شرط پر بیچنے کے لئے تیار ہیں کہ  
 اس کا ولای ہمارے لئے ہوگا۔ انہوں نے اس کا جناب رسول اللہ  
 ﷺ سے ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ شرط تمہیں نہ روکے ولای  
 اسی کا حق ہے جس نے اس کو آزاد کیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ کیا ایسی شرائط سے بیع فاسد ہوگی یا نہیں۔ امام بخاریؒ اس باب میں ابن عمرؓ اور  
 حضرت عائشہؓ کی دو روایتیں لائے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ نبیؐ کی وجہ سے بیع میں فساد لازم آئے گا۔ جس طرح ان کے نزدیک نبھی عن تلقی  
 الرکبان بیع کو رد کرتی ہے۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں اذا اشترط الخ کی جزاء لا یفسد البیع بذلك محذوف ہے لیکن میرے نزدیک  
 لا تحل اذا شرطیہ کی جزاء ہے۔ جس کا مقصد یہ ہوگا کہ شروط بیع میں جائز نہیں ہیں۔ کیونکہ امام بخاریؒ کے طرزیان سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ وہ امام احمدؒ کے مسلک کے موافق ہیں۔ اس لئے کہ اس مسئلہ میں اختلاف مشہور ہے۔ امام احمدؒ ایک شرط کے ساتھ بیع کو جائز فرماتے ہیں  
 دو شرطوں کے ساتھ جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ بیع بضرط کو منع کرتے ہیں اگرچہ ایک شرط بھی ہو۔ امام مالکؒ کے نزدیک شروط  
 تین قسم ہیں۔ ایک قسم تو یہ ہے کہ شروط اور بیع دونوں باطل ہیں۔ دوسری قسم یہ ہے کہ شرط اور بیع دونوں جائز۔ تیسری قسم یہ ہے کہ

شرط باطل اور بیع جائز ہے۔ علامہ یعنی فرماتے ہیں کہ بیع کے اندر کوئی شرط ہو تو شرط جائز نہیں باطل ہے۔ بیع جائز ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ والی روایت اس پر دال ہے۔ یہ مسلک لنن ابی لیلیٰ اور حسن بھری اور ذہبی کا ہے۔ دوسرا مسلک یہ ہے کہ شرط اور بیع دونوں جائز ہیں جس پر حدیث جلد جو بیع جمل کے بارے میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیع بھی جائز اور شرط بھی جائز ہے۔ یہ مسلک حماد اور لنن شبرمہ وغیرہم کا ہے۔ اور تیسرا مسلک یہ ہے کہ دونوں ناجائز ہیں۔ بیع بھی اور شرط بھی۔ نہی عن بیع و شرط یہ مسلک امام شافعیؒ اور کوفی والوں کا ہے۔ یہاں ایک لطیفہ بھی مشہور ہے کہ عبد الوارث مکہ میں آئے۔ اور حضرت ابو حنیفہؒ اور لنن ابی لیلیٰ اور لنن شبرمہ سے بیع و شرط کے متعلق پوچھا امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا دونوں باطل ہیں۔ دوسرے نے کہا بیع جائز شرط باطل۔ تیسرے نے کہا کہ دونوں جائز ہیں۔ تو آپ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ سبحان اللہ ایک ہی مسئلہ میں عراق کے تینوں فقہاء عراق کا اختلاف ہو گیا۔ اور ہر ایک نے اپنی دلیل ذکر فرمادی۔

اشترطی لہم الولاء حضرت شیخ کنکوئیؒ نے کوکب درری میں لکھا ہے کہ اگرچہ شرط سے بیع فاسد ہو جاتی ہے مگر اشترطی کہنے سے آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ یہ بیع فاسد ملک مشتری کا فائدہ دے گی۔ اور اس پر عتق عبد نافذ ہو گا۔ میرے نزدیک یہ توجیہ تمام جوہوں سے بہتر ہے۔

## باب بیع التمر بالتمر ترجمہ۔ کھجور کی بیع کھجور کے ساتھ کیسے ہو

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا گندم کو گندم کے بدلے جب تک دست بدستی (نقد) نہ بیچا جائے تو سود ہے اور جو کے بدلے جو (نقد) کوست بدستی بیچا جائے۔ اور کھجور بھی کھجور کے بدلے دست بدستی (نقد) بیچا جائے۔ ورنہ سود ہو گا۔

حدیث (۲۰۲۵) حدثنا ابو الولید النخ  
سمع عمرؓ عن النبی ﷺ قال البر بالبر رہا  
الاہاء وہاء والشعیر بالشعیر رہا الاہاء وہاء  
والتمر بالتمر رہا الاہاء وہاء.....

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ہا۔ وہاء۔ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی خذ اور ہات ہے جیسے یدایا بھی آیا ہے مقابضہ

فی المجلس ہو۔ اور بعض نے کہا اس کا معنی ہے خذوا عطاء یعنی لو اور دو لاتبیعوا الذهب بالورق الامقولا بین المتعاقدين  
ہا۔ وہاء۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ یعنی فرماتے ہیں کہ اجمع المسلمون النخ مسلمانوں کا اجماع ہے رہوا چھ چیزوں میں حرام ہے سونا چاندی۔ گندم۔ جو۔ کھجور۔ نمک۔ ان کے ماسوا میں اختلاف ہے۔ اہل نواہر تو ان چھ اشیاء میں ہند کرتے ہیں لیکن جمہور ائمہ کے نزدیک اور اشیاء اس حکم میں داخل ہیں احتاف کے نزدیک وزن اور جنس میں قاضی اور نسیہ ناجائز ہے امام شافعیؒ کے نزدیک نقدین اور جنس شرط ہے۔



## باب بیع الزییب بالزییب والطعام بالطعام۔

ترجمہ۔ کشمش کو کشمش کے بدلے  
اور غلہ کو غلہ کے بدلے بیچنا۔

حدیث (۲۰۲۶) حدثنا اسمعیل الخ عن  
عبد اللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ نہی عن  
المزابنة والمزابنة بیع التمر بالتمر وبيع الزییب  
بالکرم کیلاً.....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ  
جناب رسول اللہ ﷺ نے مزابنة سے منع فرمایا ہے۔ فرمایا  
مزابنة یہ ہے کہ کھجور کو خشک کھجور سے بھرتی کر کے بیچا جائے  
اور کشمش کو انگور سے بھرتی کر کے بیچے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ نے اشکال وارد کیا ہے کہ حدیث میں نہ تو طعام کا ذکر ہے نہ زییب بالزییب کا ذکر ہے۔ اگر  
حدیث میں ذکر ہے تو الزییب بالکرم ہے۔ اسماعیلؒ نے جواب دیا ہے کہ ترجمہ معنی کے اعتبار سے ثابت ہے۔ اگر ترجمہ یوں ہوتا کہ  
بیع التمر فی رأس الشجر بمثلہ من جنسہ یا بساً تو بہتر ہوتا۔ علامہ عینیؒ نے بھی حدیث کے ذکر کے بعد ترجمہ سے مطابقت  
من حیث المعنی ثابت کی ہے۔ اور اتنی مقدار مطابقت کے لئے کافی ہے۔ بلکہ بعض ابواب ایسے آرہے ہیں جن میں مطابقت ادنی مقدار  
سے ثابت ہوتی ہے۔ غرض یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ مناسبت پائی جائے۔ البتہ کرمائیؒ فرماتے ہیں نہی الزییب بالعنب سے بیع الزییب  
بالزییب کا جواز نکلتا ہے۔ اور اسی پر بیع الطعام بالطعام کو قیاس کیا گیا ہے۔

حدیث (۲۰۲۷) حدثنا ابو النعمان الخ  
عن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ نہی عن المزابنة قال  
والمزابنة ان تبیع التمر بکیل ان رادفلی وان نقص  
فعلی قال وحدثنی زید بن ثابت ان النبی ﷺ  
رخص فی العرا یا یخرصھا.....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے مزابنة سے منع فرمایا ہے اور فرمایا مزابنة یہ ہے کہ تر کھجور  
کو کیل کر کے بیچے کہ اگر بڑھ گیا تو میر اور کم ہو گیا تو میرے  
ذمہ ہے۔ اور زید بن ثابتؓ نے حدیث بیان کی کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے عرایا کی اندازے کے ساتھ بیع کی اجازت فرمائی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ثمر سے مراد تر کھجور ہے ورنہ باقی اثمار کی بیع ثمر کے ساتھ جائز ہے اس طرح کرم سے مراد  
تر انگور ہے عرایا کھجور کا وہ پھل جو مساکین کو دیا جائے وہ در حقیقت بیع نہیں بلکہ بخشش اور عطیہ ہے اس لئے اس کو اندازے  
کے ساتھ دینا جائز ہے۔

## باب بیع الشعیر بالشعیر

ترجمہ۔ جو کی بیع جو کے ساتھ

حدیث (۲۰۲۸) حدثنا عبد الله بن يوسف النخ  
عن مالك بن اوس اخبره انه التمس صرفاً بمائة  
دينار فدعاني طلحة بن عبيد الله فتراو ضناحتي  
اصطف مني فاخذ الذهب يقلبها في يده ثم قال  
حتى ياتي خازني من الغابة وعمر يسمع ذلك  
فقال والله لا تفارقه حتى تاخذ منه قال رسول الله  
ﷺ الذهب بالذهب رباً الا هاء وهاء والبر بالبر  
رباً الا هاء وهاء والشعير بالشعير رباً الا هاء وهاء  
والتمر بالتمر رباً الا هاء وهاء .....

ترجمہ۔ حضرت مالک بن اوسؓ خبر دیتے ہیں کہ  
انہوں نے سو ۱۰۰ دینار سونے کے بدلے چاندی لینا چاہی تو مجھے  
طلحہ بن عبید اللہؓ نے بلایا تو ہم نے اولہ بدلہ لینے میں گفتگو جاری کی  
یہاں تک کہ انہوں نے سونا میرے سے لیا اور اس کو اپنے ہاتھ  
میں الٹ پلٹ کرنے لگے پھر کہا کہ اس کی رقم تجھے تب ادا کروں گا  
جب کہ میرا خزانچی غابہ مقام سے آجائے گا حضرت عمرؓ یہ گفتگو  
سن رہے تھے۔ فرمایا اللہ کی قسم اس کو جدانہ کرو یہاں تک کہ رقم  
کھری نہ کر لو۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ  
سونے کا چاندی کے ساتھ تبادلہ سود ہے۔ جب تک کہ نقد  
دست بدستی نہ ہو اس طرح گندم کی بیع گندم کے ساتھ سود ہوگی

جب تک دست بدستی نہ ہو۔ اور جو کی بیع جو کے ساتھ سود ہوگی جب تک کہ دست بدستی نہ ہو۔ اور کھجور کی بیع بھی کھجور کے ساتھ سود ہے  
جب تک دست بدستی نہ ہو۔

## باب بیع الذهب بالذهب

ترجمہ۔ سونے کی سونے کے ساتھ خرید و فروخت

حدیث (۲۰۲۹) حدثنا صدقة بن الفضل النخ  
قال ابو بكرة قال رسول الله ﷺ لا تبعوا الذهب  
بالذهب الا سواء بسواء والفضة بالفضة الا سواء  
بسواء وبيعوا الذهب بالفضة والفضة بالذهب  
كيف شئتم .....

ترجمہ۔ حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر  
سر ابر اسی طرح چاندی کو بھی چاندی کے بدلے برابر سر ابر بیچو  
البتہ سونے کو چاندی کے بدلے اور چاندی کو سونے کے بدلے  
جس طرح چاہو بیچو گویا کہ نقدین میں زیادتی بھی حرام ہے  
اور ادھار بھی حرام۔ جیسے پہلی روایات سے معلوم ہوا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ بیع الشعیر بالشعیر الخ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گندم اور جو اگ الگ  
جنس ہیں لیکن امام مالکؒ اور اوزاعیؒ وغیرہ ان کو ایک ہی نوع قرار دیتے ہیں جمہور کا مسلک ان کے خلاف ہے جن کا استدلال آنجناب ﷺ کے

اس قول سے ہے بیعوا البر بالشعیر کیف ماشتتم بدأ بید یہ حدیث صحیح اور مرتجح ہے کہ یہ دونوں الگ الگ نوع ہیں۔

## باب بیع الفضة بالفضة

ترجمہ۔ چاندی کو چاندی کے بدلہ بیچنا

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب ابوسعید الخدریؓ نے اس طرح ایک حدیث جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان فرمائی حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان سے ملاقی ہوئے اور فرمانے لگے کہ اے ابوسعید یہ کیا حدیث ہے جو آپ جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے ہیں۔ جس پر حضرت ابوسعیدؓ نے نقدین کی تجارت کے بارے میں فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے سونے کو سونے کے بدلے برابر بیچو اور اسی طرح چاندی کو چاندی کے بدلے برابر

حدیث (۲۰۳۰) حدثنا عبد الله بن سعد عن عبد الله بن عمر أن أباسعيد الخدری حدثه مثل ذلك حديثاً عن رسول الله ﷺ فلقبه عبد الله بن عمر فقال يا أباسعيد ما هذا الذي تحدث عن رسول الله ﷺ فقال أبوسعيد في الصرف سمعت رسول الله ﷺ يقول الذهب بالذهب مثلاً بمثل والورق بالورق مثلاً بمثل....

بیچو زیادتی نہ کرو۔ کیونکہ نقدین کی تجارت میں تقاض اور نسیئہ یعنی ادھار دونوں حرام ہیں کیونکہ یہی سود ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے برابر سرابری بیچو اور بعض کو بعض پر فضیلت اور زیادتی نہ کرو۔ اور چاندی کو چاندی کے بدلے برابر سرابری بیچا جائے۔ اور کسی کو کسی پر فضیلت نہ دو اور نہ ہی غائب کو نقد کے بدلے بیچو۔

حدیث (۲۰۳۱) حدثنا عبد الله بن يوسف عن أبي سعيد الخدری أن رسول الله ﷺ قال لا تبعوا الذهب بالذهب الا مثلاً بمثل ولا تشفوا بعضها على بعض ولا تبعوا منها غائباً بناجزاً..

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدثنا مثل ذلك حديثاً حافظ فرماتے ہیں مثل ذلك سے مراد یہ ہے کہ ابوسعید خدریؓ نے

حضرت عمرؓ کی حدیث کی طرح حدیث میان کی ہے۔ میرے نزدیک حافظ کا قول صحیح ہے۔ کیونکہ اسامی کی روایت میں صراحت ہے ان اباسعید حدثنا حدیثاً مثل حدیث عمرؓ مثلاً بمثل۔ حافظ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے عجوۃ والا قاعدہ کی بیع باطل ہو جائے گی کہ ایک مد عجوۃ اور ایک دینار کو دو دینار کے بدلہ بیچا جائے۔ یہ مسئلہ اختلافی مشہور ہے۔ امام احمدؒ نے تو اس مسئلہ کے بارے میں کئی جگہ فرمایا ہے کہ یہ بیع ناجائز ہے۔ امام شافعیؒ اور اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ ایسی بیع تب جائز ہے کہ مفرد مرکب یعنی جس کے ساتھ غیر بھی ہو وہ اکثر ہو۔ یا یہ کہ ہر ایک کے ساتھ غیر جنس موجود ہو حضرت ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ سب اس وقت جائز ہے جب کہ مفرد مرکب سے

اکثر ہو اور ہر ایک کے ساتھ غیر جنس بھی موجود ہو۔ جو لوگ اس عقد کو جائز کہتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب اس کو صحت پر محمول کرنا ممکن ہے تو فساد پر حمل نہ کیا جائے۔ ہمارا استدلال فضالہ بن عیینہ کی روایت ہے جس سے امام ابو حنیفہؒ اور ثوریؒ فرماتے ہیں کہ قلاذہ والی روایت سے معلوم ہوا کہ جب سونے سے زیادہ کوئی اور چیز موجود ہو تو پھر بیع جائز ہوگی۔ اب اس کی بیع نہ تو بدلہ سر لہ جائز ہے۔ اور نہ ہی کم قیمت پر بیع جائے۔ اور شیخ گنگوہیؒ نے کوکب درمی میں قلاذہ والی حدیث کے بارے میں لکھا ہے کہ لا تبع حتی تفصل ولیس الفصل بمعنی تفریق الاجزاء بلکہ تعین نام مراد ہے۔ جس سے سود کا احتمال نہ رہے۔ نہ دہوا ہو اور نہ شبہ دہوا ہو۔ جس کی تائید حضور ﷺ کے الفاظ سے ہوتی ہے۔ حتی تمیز بینہما۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ احناف کے معنی تفصیل کے ہیں۔ غائب سے مراد ادھار ہے۔ اور ماجو سے مراد حاضر اور نقد ہے جن میں تقابض فی المجلس ضروری ہے۔

ترجمہ۔ سونے کے دینار کی بیع دینار کے ساتھ ادھار کے طور پر ہو۔

## باب بیع الدینار بالدینار نسياً

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ دینار کو

دینار کے بدلے اور درہم کو درہم کے بدلے بیع کیا جائے۔ میں نے ان سے کہا کہ لن عباسؓ تو اس کے قائل نہیں ہیں۔ حضرت ابو سعیدؓ نے فرمایا میں نے خود ان سے پوچھا تھا کہ کیا آپ نے اسکو جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے یا آپ نے اس کو کتاب اللہ میں پایا ہے۔ انہوں نے فرمایا ان میں سے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا آپ لوگ میرے سے زیادہ جناب رسول اللہ ﷺ کو جاننے والے ہیں البتہ حضرت اسامہؓ نے مجھے بتلایا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ

حدیث (۲۰۳۲) حدثنا علی بن عبد اللہ الع

انہ سمع ابا سعید الخدریؓ يقول الدینار بالدینار والدرہم بالدرہم فقلت له فان ابن عباسؓ لا یقولہ فقال ابو سعید سالتہ فقلت سمعته من النبی ﷺ او وجدته فی کتاب اللہ قال کل ذلك لا اقول وانتم اعلم برسول اللہ ﷺ منی ولكنی اخبرنی اسامہ ان النبی ﷺ قال لاربأ الا فی النسۃ ...

نے فرمایا کہ سود تو صرف ادھار میں ہے (جنس بدل جائے تو جائز ہے۔) فرمایا یہ ہمارے نزدیک سونے اور چاندی کی اور گندم کی جو سے بیع متفاضلاً میں کوئی حرج نہیں ہے (اس لئے کہ جنس بدل گئی قاضل جائز ادھار ناجائز ہو گا) یعنی بدست بدست بیع ہو اور ادھار میں خیر نہیں ہے

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ کل ذلك لا اقول چنانچہ مسلم میں ہے کہ لم اسمعه من رسول اللہ ﷺ والوجدته فی

کتاب اللہ انتم اعلم برسول اللہ ﷺ کیونکہ یہ حضرات لن عباسؓ سے عمر میں بڑے تھے۔

**بیع الورق بالذهب نسیئة** حافظ فرماتے ہیں سب بیوع میں بیع یا تو بالنقد ہوگی یا بالعرض ہوگی۔ پھر دست بدست ہوگی یا مدت تک ہوگی۔ اس طرح چار قسم ہوئے تو اگر بیع النقد بمثلہ ہے تو یہ بیع المراحلہ ہے۔ اگر بنقد غیر ہ ہے۔ تو بیع صرف ہے جس میں بیع اور ثمن دونوں نقدین ہوتے ہیں۔ اور بیع العرض بالنقد ہو تو نقد کو ثمن اور عرض کو عوض کہتے ہیں۔ اور بیع العرض بالعرض کو مقایضہ کہتے ہیں۔ ان جمیع بیوع میں بیوع حالی تو جائز ہے۔ البتہ ادھار کے بارے میں اگر نقد بالنقد بیع ہے تو ناجائز ہے۔ اگر عرض ہے تو جائز ہے۔ اور عرض مؤخر ہو تو بیع سلم ہے۔ اگر دونوں مؤخر ہوں تو بیع الدین بالدین ہے۔ جو حوالہ کے بغیر جائز نہیں ہے۔ اگر اشکال ہو کہ حدیث کو ترجمہ الباب سے مطابقت کیسے ہوگی۔ کیونکہ ترجمہ میں ہے بیع الورق بالذهب اور حدیث میں اس کا برعکس ہے الذهب بالورق۔ تو جواب یہ ہے کہ با ثمن پر داخل ہوتی ہے۔ جب عوضان نقدین ہوں تو ان میں کوئی تفاوت نہیں جس پر باء کو داخل کرو وہی ثمن بن جائے گی۔ البتہ غیر النقدین میں جس میں ثمنیہ ہوگی وہ عوض بنے گا۔

ترجمہ۔ چاندی کی سونے کے بدلے بیع

جب کہ وہ ادھار کے طور پر ہو۔

## باب بیع الورق بالذهب نسیئة

حدیث (۲۰۳۳) حدثنا حفص بن عمر

قال سألت البراء بن عازب وزید بن ارقم عن  
الصرف فكل واحد منهما يقول هذا خير مني  
فكلاهما يقول نهی رسول الله ﷺ عن بیع  
الذهب بالورق ديناً....

ترجمہ۔ حضرت ابو المنہال فرماتے ہیں کہ میں نے

حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم سے بیع صرف  
یعنی نقدین کے بارے میں پوچھا تو ان میں سے ہر ایک نے فرمایا  
کہ یہ میرے سے بہتر ہے۔ بہر حال دونوں نے فرمایا کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے سونے کی بیع چاندی سے قرض کے طور  
پر منع فرمائی۔

ترجمہ۔ سونے کی بیع چاندی سے

دست بدست ہو ادھار نہ ہو۔

## باب بیع الذهب بالورق يداً بيد

حدیث (۲۰۳۴) حدثنا عمران بن ميسرة

عن ابي بكر قال نهی النبي ﷺ عن الفضة بالفضة  
والذهب بالذهب الاسواء بسواء امرنا ان نبتاع الذهب  
بالفضة كيف شئنا والفضة بالذهب كيف شئنا.....

ترجمہ۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ

نے چاندی کو چاندی کے بدلے اور سونے کو سونے کے بدلے بیچنے  
سے منع فرمایا مگر برابر برابر۔ اور ہمیں حکم دیا کہ ہم سونے کو چاندی  
کے بدلے جس طرح ہم چاہیں خرید کریں اور اسی طرح چاندی کو  
سونے کے بدلے جس طرح چاہیں ہم بیچ دیں۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظ فرماتے ہیں کہ حدیث میں یداً ید کی قید نہیں ہے۔ تو امام طہریؒ نے بعض طرق حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جس میں یداً ید کی قید موجود ہے۔ چنانچہ مسلمؒ نے روایت کیا ہے کہ اس حدیث کے آخر میں ہے کیفہ شتم یداً ید اور بیع صرف کے اندر تقاضی شرط ہے۔ جس پر سب کا اتفاق ہے البتہ تفاضل من جنس واحد میں اختلاف ہے۔ گویا ترجمہ میں یداً ید حدیث کی شرح ہے۔

## باب بیع المزبنة

ترجمہ۔ بیع مزانبہ کے بارے میں

ترجمہ۔ وہ خشک کھجور کی تزکجور کے ساتھ بیع کا نام ہے اور کشمش کی انجور کے ساتھ بیع ہے۔ اور بیع العرا یا ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مزانبہ اور محافله سے منع فرمایا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بھل کو اس وقت تک نہ بیجو جب تک اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔ اور تزکجور کو خشک کھجور کے بدلے نہ بیجو۔ سالم فرماتے ہیں حضرت ابن عمرؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ سے مجھے خبر دی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد عرا یا بیع کی اجازت دی۔ خواہ تزک کے ساتھ یا خشک کھجور کے ساتھ۔ اس کے علاوہ اور کسی میں اجازت نہیں دی۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مزانبہ سے منع فرمایا ہے اور عزالہ کھجور کو خشک کھجور کے بدلے بھرتی کر کے خرید کرنا ہے۔ اور انجور کو کشمش کے بدلے بھرتی کر کے بیچنا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مزانبہ اور محافله سے منع فرمایا ہے

وہی بیع التمر بالتمر و بیع الزبيب بالكرم و بیع العرا یا قال انسؓ نہی النبی ﷺ عن المزانبہ والمحافله.....

حدیث (۲۰۳۵) حدثنا یحییٰ بن بکیر النعنع عن عبد اللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال لا تبیعوا التمر حتی یندو صلاحہ ولا تبیعوا التمر بالتمر قال سالم اخبرنی عبد اللہ عن زید بن ثابت ان رسول اللہ ﷺ یخص بعد ذلك فی بیع العربیہ بالوطب او بالتمر ولم یرخص فی غیرہ....

حدیث (۲۰۳۶) حدثنا عبد اللہ بن یوسف النخعی عن عبد اللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ نہی عن المزانبہ والمزانبہ اشترء التمر بالتمر کیلا و بیع الکرم بالزبيب کیلا.....

حدیث (۲۰۳۷) حدثنا عبد اللہ بن یوسف النخعی عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ ﷺ نہی

عن المزانة والمحاقلة والمزانة اشتراء التمر  
بالتمر في رؤس النخل.....

مزانة کا معنی ہے ترکجور کو جو ابھی کجور سے خوشوں پر ہے اسکو  
شک کجور کے بدلے خریدنا ہے۔ اور محاقلة حقل سے ہے

جس کے معنی کھیتی کے ہیں۔ بیع محاقلة یہ ہے کہ وہ گندم جو ابھی تک خوشوں میں ہے۔ اس کو صاف گندم کے بدلے بیچنا ہے ان دونوں  
کی ممانعت ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے محاقلة اور مزانہ دونوں سے منع فرمایا ہے۔ وجہ  
یہ ہے کہ ان دونوں میں تماثل کی پہچان مشکل ہے۔

حدیث (۲۰۳۸) حدثنا مسدد الخ عن  
ابن عباسؓ قال نهى النبي ﷺ عن المحاقلة  
والمزانة.....

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے عریہ والے کو اجازت دی کہ وہ کجور کو  
اندازے سے بیچ سکتا ہے۔

حدیث (۲۰۳۹) حدثنا عبد الله بن مسلمة الخ  
عن زید بن ثابتؓ ان رسول الله ﷺ ارخص  
لصاحب العریة ان یبیعها بخرصها....

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مزانہ زبن سے مشتق ہے۔ جس کے معنی دفع کرنے کے ہیں چونکہ بیع مزانہ میں تفاوت  
اور عوضین میں فرق زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں تدافع اور خصومت کا احتمال زیادہ ہے۔ اور ہر ایک جب اپنے حق میں نقصان محسوس  
کرے گا تو بیع کو دفع کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے امام شافعیؒ نے ہر اس بیع کو جس میں مبادلة المعجھول بالمعجھول ہو اسی کے  
ساتھ لاحق کیا ہے۔ اور امام مالکؒ نے جوئے کی اقسام کو بھی اس کی تفسیر میں شامل کیا ہے۔ بہر حال ابن عمرؓ نے بھی کی روایات کو بلا واسطہ  
نقل کیا ہے۔ اور عواہا کا استثناء حضرت زید بن ثابتؓ کے واسطہ سے روایت کیا ہے۔ اور فقہانے بیع الرطب بالیابس کی تحریم پر  
ان احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔ اگرچہ عوضین کیل اور وزن میں برابر بھی ہوں کیونکہ تساوی کا علم حالت کمال میں ہوتا ہے۔  
ترچل سوکنے کے بعد وزن وکیل میں کم ہو جاتا ہے۔ جمہور کا یہی قول ہے البتہ حضرت ابو حنیفہؒ حالت رطوبہ میں تساوی کو کافی سمجھتے ہیں  
جمہور کا متدل حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے بیع الرطب بالتمر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ  
نے دریافت فرمایا کہ رطب جب سوکھ جائے۔ تو کیا کم ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی ہاں! بے شک یا رسول اللہ! قال فلا اذا  
کہ اگر رطب خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے۔ تو پھر بیع نہیں کرنی چاہیے۔ شیخ مکنگوبیؒ نے کتب درسی میں اس حدیث کا جواب دیا ہے۔  
اینقض طے نمی و حرمتہ پر تنصیب ہے محض جفاف خشک ہونا علت نہیں ہے۔ تو آپؐ نے حدیث کو نسخہ پر محمول کیا ہے۔

چنانچہ کوکب میں اس کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ جب امام اعظمؒ بغداد میں داخل ہوئے تو لوگوں نے آپ سے یہی مسئلہ پوچھا اور وہ لوگ حدیث کی مخالفت کی وجہ سے آپ سے سخت ناراض تھے۔ آپ نے فرمایا بھائی کیا رطب نمر ہے یا نہیں اگر نمر ہے تو النمر بالنمر مثلاً بمثل سے بیع جائز ہوئی اگر نمر نہیں ہے تو پھر بھی حدیث کی رو سے بیع جائز ہوئی۔ اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم نیز! علامہ عینیؒ نے شرح طحاوی میں بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ امام مزیؒ "دلاؤ اور ابو ثورؒ بیع الرطب بالنمر مثلاً بمثل کے جواز کے قائل ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی نوع ہیں البتہ ادھاران کے نزدیک ناجائز ہے اگرچہ مثلاً بمثل کیوں نہ ہو۔

عواہا کی تفسیر لفظ اور شرع میں علماء کا اختلاف ہے جس کی تفصیل لوجز میں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عوہہ اگر قاعلہ کے معنی میں ہے تو چونکہ مالک ان کھجوروں کو باقی کھجوروں سے مساکن کے لئے الگ کر دیتا ہے۔ یا عواہا کے معنی طلب کے ہیں شرعی طور پر یہ ہے کہ یہ بھی عرب کے عطایا خاصہ میں سے ہے جب کھجور پکنے کا وقت آئے تو مالک ان کھجوروں کو اپنے پاس روک کر ان کے بدلے اندازے سے کھجور پختہ دے دے۔ تو وہب کے اندر اس قسم کا تصرف جائز ہے۔ امام مالکؒ بھی اسے وہب قرار دیتے ہیں جس کی بیع واہب کے پاس جائز ہے۔ الحاصل اختلاف یہ ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ واہب کا بالعوض اپنے بہ میں رجوع کرنا ہے۔ اور امام مالکؒ کے نزدیک یہ واہب کا اپنے بہ کو خرید کرنا ہے۔ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بیع مزینہ سے پانچ وسق کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں تو اس کی بیع واہب اور غیر واہب سب کے پاس جائز ہوگی۔ اگرچہ شرائط جواز میں اختلاف ہو۔

رخص لہم فی بیع العواہا خلاصہ یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید کی روایت میں بیع العواہا (خرص) اندازے کے ساتھ متعید ہے اور ان عینہ کی روایت مطلق ہے کہ خواہ اندازے سے بیچے یا کیل سے بیچے بہر حال اس کی اجازت ہے۔

ترجمہ۔ وہ کھجور جو ابھی کھجور کے خوشوں میں ہے

اس کو سونے یا چاندی کے بدلے بیچنا کیسا ہے

## باب بیع النمر علی رؤس النخل

### بالذهب والفضة۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے پھل کی بیع سے جب تک کہ وہ اچھی طرح پک نہ جائے منع فرمایا ہے۔ ان میں سے کوئی چیز دینار و درہم کے بغیر نہ بیچی جائے۔ البتہ بیع عواہا اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ تو بہب ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بیع عواہا میں پانچ وسق یا اس سے کم میں بیع کی اجازت

حدیث (۲۰۴۰) حدثنا یحییٰ بن سلیمان الع عن جابرؓ قال نہی النبی ﷺ عن بیع النمر حتی یطیب ولا یباع شی منہ الا بالدينار والدرهم الا العواہا .....

حدیث (۲۰۴۱) حدثنا عبد اللہ بن عبد الوہاب الع عن ابی ہریرہؓ قال نہی النبی ﷺ رخص فی بیع العواہا



فرمائی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں! اجازت فرمائی ہے۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن ابی حشمہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بیع عمر بالتمر سے منع فرمایا۔ البتہ عربیہ کی اجازت فرمائی کہ اسے اندازہ سے بیچا جائے۔ کہ کھجور کے مالک اس ترکھور کو کھاتے رہیں۔ اور کبھی سفیان یوں فرماتے ہیں مگر یہ کہ آپؐ نے عربیہ کی اجازت دی کہ کھجوروں کے قابض اندازے کے ساتھ اسے بیچ دیں اور خود انہیں رطب (تازہ کھجور) کی شکل میں کھاتے رہیں کہ یہ دونوں برابر ہیں اور سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ سے کہا کہ میں تو لڑکا تھا کہ مکہ والے کہتے تھے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بیع عرایا کی اجازت فرمائی تو انہوں نے کہا کہ اہل مکہ کو کیا علم ہے کیونکہ وہ تو تاجر پیشہ لوگ تھے۔ کسان تو نہیں تھے۔ تو میں نے کہا کہ وہ حضرت جابرؓ سے اس کو روایت کرتے ہیں۔ تو وہ خاموش ہو گئے۔ سفیان فرماتے ہیں میرا اشاء یہ تھا کہ حضرت جابرؓ تو اہل مدینہ سے ہیں

فی خمسة اوسق اودون خمسة اوسق قال نعم .

حدیث (۲۰۴۲) حدثنا علی بن عبد اللہ الع سمعت سہل بن ابی حشمہؓ ان رسول اللہ ﷺ نہی عن بیع التمر بالتمر و رخص فی العربیہ ان تباع بخرصہا یا کلہا اہلہا رطباً و قال سفیان مرۃً اخری الا انہ رخص فی العربیۃ بیعہا اہلہا بخرصہا یا کلونہا رطباً قال ہو سواء قال سفیان فقلت لیحیی وانا غلام ان اہل مکۃ یقولون ان النبی ﷺ رخص فی بیع العرایا فقال و ما یدبری اہل مکۃ قلت انہم یروونہ عن جابر فسکت قال سفیان انما اردت ان جابراً من اہل المدینۃ قبل لسفین و لیس فیہ نہی عن بیع الشمر حتی یدو صلاحہ قال لا .....

اور سفیان سے پوچھا گیا کہ اس میں یوں نہیں ہے کہ شمر کی بیع اس وقت صحیح نہیں جب تک اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو فرمایا نہیں۔

## ترجمہ۔ عرایا کی تفسیر مختلف ہے

ترجمہ۔ عرایا کی تفسیر مختلف ہے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ عربیہ یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کو کھجور کے درخت کا عطیہ کرے پھر ان کے آنے جانے سے ان کو تکلیف ہو تو اسے رخصت دی گئی ہے کہ وہ ان کھجوروں کو خشک کھجور کے بدلے خرید کر لے اور امام محمد بن ادریس شافعیؒ فرماتے ہیں کہ عرایا کی بیع

## باب تفسیر العرایا

وقال مالك العریة ان یرى الرجل النخلة ثم یتأذى بدخوله علیہ فرخص له ان یشترها منه بتمر وقال ابن ادریس العریة لا تكون الا بالکیل من التمر یداً یداً لایكون بالجزاف ومما یقویہ قول سہل بن ابی حشمہؓ بالاوسق الموسقه وقال

ابن اسحاق لم یحدیث عن نافع عن ابن عمرؓ کانت العرايا ان یعوی الرجل فی ماله النخلة والنخلین وقال یزید عن سفیان بن حصین العرايا نخل کانت توہب للمساکین فلا یستطیعون ان ینتظروا بها رخص لهم ان یبیعوها بما شاء وامن التمر ....

مسکینوں کو ہبہ کئے جاتے ہیں جو ان کے پکے تک کا انتظار نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے ان کو اجازت دی گئی کہ وہ ان کو جس طرح چاہیں کھجور خشک کے بدلے بیچ سکتے ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عرايا کے بارے میں اجازت فرمائی کہ ان کو اندازے سے بھرتی کرنے کے بیچا جائے۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے فرمایا عرايا وہ چند متعین شدہ کھجوریں ہیں جن کے پاس آکر انہیں خرید کر لے۔

حدیث (۲۰۴۳) حدثنا محمد بن ابی مقاتل عن زید بن ثابتؓ ان رسول اللہ ﷺ رخص فی العرايا ان تباع بخرصها کیلا قال موسیٰ بن عقبہ والعرايا نخلات ومعلومات تاتیها فتشتریها

تشریح از شیخ زکریا۔ عرايا جمع عربہ کی جس کے معنی ہیں عطیہ ثمر النخل دون الرقبہ یعنی کھجور کا پھل بطور عطیہ کے دیا جائے درخت نہ ہبہ کیا جائے۔ یہ عطیہ کی طرح ہے کہ گائے بھینس بکری دو دھ پینے کے لئے دی جائے اور رقبہ نہ دیا جائے۔ اس کی تفسیر اور اختلاف ائمہ میان ہو چکا ہے۔ لکن ابوریسؓ سے امام بخاریؒ نے امام شافعیؒ مراد لیا ہے۔ ایک یہ مقام ہے جہاں امام شافعیؒ کا ذکر ہوا دوسرا مقام کتاب الزکوٰۃ میں ہے مصابیحہ النخ لام بخاریؒ کا کلام ہے لکن ابوریسؓ کا نہیں ہے۔

ترجمہ۔ صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کی بیع کرنا

باب بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحها

بسنہ اللیث عن زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگ پھلوں کی خرید و فروخت اس طرح کرتے تھے کہ جب لوگ کھجوروں کے پھل کاٹتے اور ایک دوسرے کے تقاضے کے وقت آجاتا تو مشتری کہتا کہ اس کے پھلوں کو دمان پہنچا ہے۔ مراض پہنچا ہے۔ قمام پہنچا ہے

وقال اللیث عن ابی الزناد کان عروہ بن الزبیر یحدث عن سہل بن ابی حشمة الانصاری من بنی حارثة انه جد له عن زید بن ثابتؓ قال کان الناس فی عہد رسول اللہ ﷺ یتعانون الثمار

یہ سب پھلوں کی ہماریاں ہیں جن سے وہ لوگ کی کا تقاضا کرتے ہیں۔ تو جب آنحضرت ﷺ کے پاس اس قسم کے جھگڑے کثرت سے ہونے لگے تو آپؐ نے فرمایا اب ایسی بیع شرعاً نہ کیا کرو۔ جب تک کہ پھلوں کے کھانے کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔ گویا کہ بہت جھگڑوں کی وجہ سے آپؐ نے مشورہ کے طور پر یہ ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت زید بن حنیفؓ اپنی زمین کے پھلوں کی بیع اس وقت تک نہیں کرتے تھے جب تک خوشے کی لڑیاں نہ نکل آئیں۔ پس زرد دلوں سرخ والے خوب واضح ہو جائیں۔

ترجمہ۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی بیع سے اس وقت تک منع فرمایا جب تک ان کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔ آپؐ نے بائع اور مشتری دونوں کو منع فرمایا۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کھجور کے پھل کو اس وقت تک نہ بیجا جائے یہاں تک کہ وہ سرخ ہو جائیں۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ پھل کو اس وقت تک نہ بیجا جائے جب تک وہ پھٹ نہ جائے۔ یعنی سرخ دلوں زرد نہ ہو جائے کہ اسے کھایا جاسکے۔

فاذا جدد الناس وحضر تقاضیہم قال المبتاع انه اصاب الثمر الدمان اصابه مراض اصابه قشام عاهات يحتجون بها فقال رسول الله ﷺ لما كثرت عنده الخصومة في ذلك فاما فلا يتبعوا حتى يبدوا صلاح الثمر كالمشورة يشير بها لكثرة خصومتهم واخبرني خارجة بن زيد بن ثابت ان زيد بن ثابت لم يكن يبيع ثمار ارضه حتى يطلع التريا فتبين الاصفر من الاحمر قال ابو عبد الله رواه علي بن بحر الخ عن سهل عن زيد.....

حدیث (۲۰۴۴) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ عن عبد الله بن عمر ان رسول الله ﷺ نهى عن بيع الثمار حتى يبدوا صلاحها نهى البائع والمبتاع

حدیث (۲۰۴۵) حدثنا ابن مقاتل الخ عن انس بن مالك ان رسول الله ﷺ نهى ان تباع ثمرة النخل حتى ترهق قال ابو عبد الله يعني حتى تحمر.....

حدیث (۲۰۴۶) حدثنا مسدد الخ قال سمعت جابر بن عبد الله قال نهى النبي ﷺ ان تباع الثمرة حتى تشقق فقبل ما تشقق قال حمار وتصفار ويؤكل منها.....

تشریح از شیخ زکریا۔ امام حارثی نے بیع النصار کا کوئی حتمی حکم بیان نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ اس مسئلہ میں شدید اختلاف

ہے ابن ابی لیلیٰ اور ثوریؒ اس بیع کو مطلقاً باطل قرار دیتے ہیں۔ یزید بن ابی حبیب اسے مطلقاً جائز کہتے ہیں اور طیکہ پھلوں کو درختوں پر باقی رکھنے کی شرط لگائی جائے۔ ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ اگر پھلوں کو فوراً قطع کرنے کی شرط ہے تو بیع باطل نہ ہوگی۔ ورنہ بیع باطل ہے۔ اور اکثر علماء احناف فرماتے ہیں کہ یہ بیع صحیح ہے۔ اگر بقیہ یعنی پھل کو درختوں پر باقی رکھنے کی شرط نہ لگائی جائے۔ اور نبی اس پر محمول ہے کہ جب پھلوں کا سرے سے وجود ہی نہ پایا جائے۔ اور بعض حضرات نے اسے ظاہر پر محمول کیا ہے کہ یہ بیع مکروہ تنزیہی ہے۔ حضرت زید بن ثابتؓ کی روایت جو باب کے اوّل حصہ میں وارد ہوئی ہے۔ وہ آخری قول پر دلالت کرتی ہے۔ علامہ عینیؒ نے فرمایا ہے کہ امام نوویؒ نے اجماع نقل کیا ہے کہ بیع الشمر قبل بدو صلاحها بشرط القطع صحیح ہے۔ اور اگر شرط قطع تسلیم کرنے کے بعد قطع نہ کرے تو بیع صحیح ہے لیکن قطع ضروری ہوگا۔ اگر دونوں اہواء پر راضی ہو گئے تو بیع جائز ہے۔ اگر بیچنے وقت بقیہ کی شرط تھی تو بیع باطل ہے بالا جماع پھر علامہ عینیؒ نے بیع النصار کی تین اقسام ذکر فرمائی ہیں۔ بیع النخل دون العنبر۔ بیع العنبر دون النخل۔ ہما معاً یعنی ثمرہ اور نخل دونوں بیچے جائیں۔ پہلی صورت میں تو صلاح ثمرہ کی قید نہیں ہے کیونکہ درخت بک رہے ہیں۔ باقی دونوں صورتوں میں بدو صلاح کی قید ہے۔ ظاہر حدیث سے واضح ہے۔ اس جگہ بیع سے بیع لعنہ النخل ہے۔ اور صرف تمر کا ذکر اس لئے کہ عرب کا عام پھل یہی تمر ہی تھا باقی رہا حکم ارتجہ کا اعتراض جس کی طرف شراح نے کوئی توجہ نہیں فرمائی۔ اس سے گلو غلامی کی صورت یہ ہے کہ اس جگہ اصول سے مراد اشجار ہیں اور آنے والے ترجمہ میں اصل سے مراد زمین ہے اس طرح اشکال رفع ہو جائے گا اگرچہ قسطلانیؒ نے اس جگہ اصل سے ارض مراد لینے کا انکار کیا ہے۔

تشریح از قاسمی۔ دمان کے معنی گود کے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ پھلوں میں عنونت پیدا ہو جائے اور جذاذ کے معنی ہیں

کھجوروں کے پھل کا ٹٹا۔ قشع اور مواض پھلوں کی آفات ہیں۔ تشقح کے معنی رنگ کے بدلنے کے ہیں سرخی یا زردی کی طرف۔

ترجمہ۔ صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے

کھجور کے درخت کا بیچنا۔

**باب بیع النخل قبل**

**ان یبدو صلاحها۔**

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حضرت نبی اکرم ﷺ

سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے پھلوں کی بیع سے صلاحیت

ظاہر ہونے سے پہلے منع فرمایا اور کھجور کے بیچنے سے منع فرمایا

یہاں تک کہ رنگ تبدیل ہو جائے۔ چنانچہ کہا گیا کہ یزہو

حدیث (۲۰۴۷) حدثنا علی بن الحیثم

حدثنا انس بن مالک عن النبی ﷺ انه نهی عن

بیع الشمرۃ حتی یبدو صلاحها وعن النخل حتی

یزہو قبل وما یزہو قال یحمار او یصفر قال

ابو عبد اللہ کتب اناعن معلى بن منصور الا انى  
لم اكتب هذا الحديث عنه .....

کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ وہ پھل سرخ یا زرد ہو جائے۔ امام بخاری  
فرماتے ہیں کہ میں عموماً احادیث معلى بن منصور سے لکھا  
کرتا تھا میں نے یہ حدیث ان سے نہیں لکھی البتہ سنی ہے۔

تشریح از قاسمی۔ عن النخل ای عن بیع ثمر النخل یعنی کجور کے پھل کی بیع سے منع فرمایا اور اس میں تکرار نہیں ہے  
اس لئے کہ نبی عن بیع الثمرة سے دوسرے پھل مراد ہیں۔ کجور کا پھل مراد نہیں ہے۔ کیونکہ توہو قرینہ ہے کہ زہور طلب کے  
ساتھ مخصوص ہے۔

## باب اذا باع الثمار قبل ان يبدو صلاحها ثم اصابته عاهة فهو من البائع

حدیث (۲۰۴۸) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ  
عن انس ان رسول الله ﷺ نهى عن بيع الثمار  
حتى تزهى لقليل له وما تزهى قال حتى تحمر  
فقال ارايت اذا منع الله الثمرة بم ياخذ احدكم  
مال اخيه قال الليث الخ عن ابن شهاب قال لو  
ان رجلاً ابتاع ثمرأ قبل ان يبدو صلاحه ثم اصابته  
عاهة كان ما اصابه على ربه اخيرنى سالم بن  
عبد الله عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ قال  
لا يبتاعوا الثمر حتى يبدو صلاحها ولا يبيعوا الثمر  
بالتمر .....

ترجمہ۔ صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچ دے  
پھر کوئی آفت اسے پہنچ جائے تو وہ بائع کا نقصان ہے۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ  
ﷺ نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا۔ جب تک وہ متغیر  
نہ ہو جائے۔ ان سے کہا گیا کہ توہی کیا ہے فرمایا جب تک کہ  
سرخ ہو جائے۔ جس پر آنحضرت رسول اللہ نے فرمایا بتلاؤ! اگر  
اللہ تعالیٰ پھل روک لے تو پس کس وجہ سے اپنے بھائی کے مال  
کو لے گا۔ لیث کی سند سے ابن شہاب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی  
آدی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے پھل خرید کرے پھر اس کو  
کوئی آفت پہنچ جائے تو جو کچھ نقصان ہو گا وہ بائع مالک کا ہو گا  
زہریؒ فرماتے ہیں کہ سالم نے ابن عمرؓ سے خبر دی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک کہ پھلوں کی صلاحیت  
ظاہر نہ ہو ان کی خرید و فروخت مت کرو۔ اور ترکجور کو خشک  
کے ساتھ مت بیچو۔

تشریح از شیخ زکریا۔ امام بخاریؒ اس ترجمہ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر صلاحیت سے پہلے پھلوں کی بیع ہو جائے تو  
بیع صحیح ہے لیکن نقصان کی ذمہ داری بائع پر عائد ہوگی جب بیع فاسد نہیں تو صحیح ہوگی اس مسئلہ میں امام بخاریؒ نے امام زہریؒ کا اتباع کیا ہے۔

البتہ مولانا احمد علی سہارنپوریؒ نے حاشیہ بخاری میں لکھا ہے کہ ارایت ان منع اللہ الثمرة الخ اسی میں یہی موضع ترجمہ ہے۔ کہ جب پھل کو کوئی آفت پہنچ جائے اور مشتری نے قبضہ نہیں کیا تھا تو یہ نقصان بائع کی طرف سے ہوگا اگر مشتری نے قبضہ کر لیا تھا تو پھر مشتری کے مال سے نقصان ہوگا یہی جمہور۔ امام ابو حنیفہؒ۔ امام شافعیؒ اور ثوریؒ کا مسلک ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں بائع کے مال میں سے ثلث وضع کر لیا جائے گا۔ امام احمدؒ جمیع کو وضع کرنے کا حکم دیتے ہیں کہ بائع سے کچھ بھی رجوع نہ کیا جائے گا۔

## باب شراء الطعام الى اجل

ترجمہ۔ غلہ کو کچھ مدت تک خرید کرنا

ترجمہ۔ حضرت اعمش فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابیہم نخعیؒ کے پاس قرضے کے اندر گروی رکھنے کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت اسودؒ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ مدت کے لئے غلہ خرید اور اپنی ذرہ اس کے پاس گروی رکھ دی۔ اس کی عمت گذر چکی ہے۔

حدیث (۲۰۴۹) حدثنا عمر بن حفص الخ قال ذكرنا عند ابراهيم الرهن في السلف فقال لا باس به ثم حدثنا عن الاسود عن عائشة ان النبي ﷺ اشترى طعاما من يهودي الى اجل فوهنه ذرعه

## باب اذا اراد بيع تمر خيرونه

ترجمہ۔ جب کھجور کو اچھی کھجور سے پہنچنے کا ارادہ کر لے

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؒ اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو خیبر پر حاکم مقرر کیا تو عمدہ عمدہ کھجور لایا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا خیبر کے سب کھجور اس طرح کے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ اللہ کی قسم نہیں ہم اس کا ایک صاع اپنے دو صاع کے بدلے اور دو صاع تین صاع کے بدلے خرید کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرو سب کھجور کو دراہم کے بدلے بیچ دو پھر دراہم کے ذریعہ عمدہ کھجور خرید کرو۔

حدیث (۲۰۵۰) حدثنا قتيبة الخ عن ابي سعيد الخدري وعن ابي هريرة ان رسول الله ﷺ استعمل رجلا على خيبر فجاءه بتمر جنب فقال رسول الله ﷺ اكل تمر خيبر هكذا قال لا والله يا رسول الله انا لناخذ الصاع من هذا بالصاعين والصاعين بالثلاثة فقال رسول الله ﷺ لا تفعل بيع الجمع بالدرهم ثم ابتع بالدرهم جنبيا .....

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اذا اراد بيع تمر الخ یعنی کیا طریقہ اختیار کرے جس سے سود سے بیچ جائے۔ وہ آدمی عامل خیبر حضرت سواد بن غزیہؓ تھے بعض نے مالک بن مصعب بتلایا ہے۔ جنب کے معنی طیب جس سے ردی حصہ نکال دیا گیا ہو۔ الجمع کے معنی غلط ملاط کے ہیں

یعنی وڑا۔ لا تفعل یعنی بعض کو بعض کے ساتھ مساوی بیچو۔ ردی اور طیب سب جنس واحد ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں اس حدیث سے امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ نے اس پر استدلال کیا ہے کہ کسی آدمی سے نقد پر غلہ بیچے اور پھر اسی سے غلہ قبل الافتراق یا بعدہ خرید کرے تو جائز ہے۔ امام مالکؒ ناجائز کہتے ہیں۔

## باب من باع نخلا قد اُبرت ترجمہ۔ جس شخص نے پیوند شدہ کھجور بیچی

او ارضا مزروعة او باوا باجارة قال

ابو عبد الله وقال لي ابراهيم اخبرنا هشام اخبرنا ابن جريج قال سمعت ابن ابي مليكة يخبر عن نافع مولى ابن عمر ان ايمانخل بيعت قد ابرت لم يذكر الثمر فالثمر للذي ابرها وكذلك العبد والحرث سمي له نافع هؤلاء الثلث .....

حدیث (۲۰۵۱) حدثنا عبد الله بن يوسف الع

عن عبد الهل بن عمر ان رسول الله ﷺ قال من باع نخلا قد ابرت فثمرها للبائع الا ان يشترط المبتاع .....

ترجمہ۔ یا کاشت کردہ زمین بیچی یا اجارہ پردی اس کا قبضہ کرنا۔ حضرت نافع مولى ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس پیوند شدہ کھجور کو بیچا جائے اور اس میں پھل کا ذکر نہ ہو تو پھل اس کا ہو گا جس نے پیوند کیا ہے۔ اسی طرح عبد اور کھیتی کا حال ہے۔ نافعؓ نے ان تینوں کا نام لیا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عبد الله بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول الله ﷺ نے فرمایا جس شخص نے پیوند شدہ کھجور بیچی تو اس کا پھل بائع کا ہو گا۔ مگر یہ کہ مشتری شرط لگائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ نے فرمایا کہ باجارة ای اخذ شینا مما ذکیر باجارة تأبیر کے معنی تشقیق اور تنقیح کے

ہیں۔ یعنی مادہ کھجور کے خوشہ کو چیر کر اس میں نر کھجور کے خوشہ کو رکھا جائے۔ اس پیوند کاری سے پھل زیادہ آتا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ کے تین اجزائے حدیث الباب ان سے کیسے مطابق ہوئی۔ تو جواب یہ ہے کہ نخل بیعت قد ابرت یہ جزاؤں کے مطابق ہے۔ وقوله والحرث هو الزرع یہ جزء ثانی کے مطابق ہے۔ تو کھیتی بائع کے لئے ہو گی۔ جب کہ بائع مزروعہ اراضی کو بیچے اس سے یہ بھی سمجھا گیا جب کسی نے اپنی زمین کو اجارہ پر دیا اور اس میں اس کی کھیتی ہو تو وہ پیداوار اسی بائع کی ہو گی۔ اگرچہ اجارہ فاسدہ کیوں نہ ہو یہ جزء ثالث کے مطابق ہے۔ شرح میں سے کسی نے اس پر تنبیہ نہیں فرمائی۔ اور او جز میں اس سلسلہ میں سات احاث کی گئی ہیں۔ پہلی حدیث تو یہ ہے کہ اگر کھجور پیوند شدہ ہے اور پھل کی شرط نہیں لگائی گئی تو پھل بائع کا ہو گا۔ اگر نخل پیوند شدہ نہیں تو پھل مشتری کا ہو گا۔ یہ قول

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا ہے۔ ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ چونکہ پھل محل اور ارض سے متصل ہیں اس لئے دو صورتوں میں پھل مشتری کا ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں پھل بائع کا ہوگا کیونکہ یہ نماء ہے۔ اصل کے تابع نہ ہوگا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ اگر کسی نے شرط لگا دی کہ پھل میرا ہوگا تو وہ اسی کا ہوگا خواہ پیوند ہو یا نہ ہو۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں اگر شرط مشتری نے بعد التابیر لگائی تو جائز ہے۔ اگر بائع نے قبل التابیر شرط لگائی تو جائز نہیں ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے کوکب میں بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اس بیع کی کرہیت تب ہے جب کہ مقصود ثمرہ صالحہ ہو۔ اگر غیر صالح پھل مقصود ہو۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں لوگ ایسے بیع کرتے ہیں تو پھر کوئی کرہیت نہیں ہے۔ لیکن مشتری کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے پھلوں کو درختوں پر چھوڑ دے۔ کیونکہ مشتری کا مقصد ان پھلوں کا کھانا نہیں بلکہ کسی اور کام میں لانا ہے۔ شیخ مرحوم کے اس افادہ کی تائید امام محمدؒ نے بھی مؤطا میں کی ہے۔

## باب بیع الزرع بالطعاً کیلاً

ترجمہ۔ کھڑی ہوئی کھیتی کو غلہ کے بدلے ناپ سے پچھنا

حدیث (۲۰۵۲) حدثنا قتیبۃ الخ عن ابن

عمرؓ قال نہی رسول اللہ ﷺ عن المزاہنۃ ان

یبیع لمر حائطہ ان کان نخل بتمر کیلا وان کان

کرمان یبیعہ بزبیب کیلا او کان زرعاً ان یبیعہ

بکیل طعام ونہی عن ذلک کلہ .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ

ﷺ نے مزاہنۃ سے منع فرمایا کہ اپنے باغ کے پھل کو اگر کھجور

ہے تو کیل کے ذریعہ خشک کھجور کے بدلے بیچا جائے اگر انگور

ہے تو اسے کیلا کشمش کے ساتھ بیچا جائے۔ اگر کھیتی ہے تو

اسے غلہ کے کیل سے بیچا جائے ان سب سے منع فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن ہطلؒ نے فرمایا ہے کہ کھیتی کاٹنے سے پہلے اس کی غلہ کے ساتھ بیع نہ کرنے پر علماء کا اجماع ہے

کیونکہ یہ بیع بھول معلوم ہے۔ اور رطب کی یا بس کے ساتھ تبادلہ بیع اور کاٹنے کے بیع کرنا۔ جمہور ان میں سے کسی کو جائز نہیں کہتے

نہ تو متفاضلاً اور نہ ہی معاملاً۔ امام ابو حنیفہؒ ذریعہ رطب کی بیع جب یا بس کو جائز قرار دیتے ہیں اگرچہ آپ پر مخالفت نص کا الزام عائد

کیا جاتا ہے لیکن امام صاحبؒ کی دلیل گذر چکی ہے کہ اگر خشک اور تر ایک جنس ہیں تو متسادیماً ان کی بیع جائز ہے اگر دو جنس ہیں تو

بیعوا کیف شئتم سے جواز معلوم ہوتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تین احکام پر مشتمل ہے۔ اول بیع التمر علی رؤس النخل

بالتمر جسے مزاہنۃ کہا جاتا ہے یہ ناجائز ہے۔ دوسرا یہ ہے انگور کی بیع کشمش کے ساتھ یہ بھی مزاہنۃ ہے اور ناجائز ہے۔ اور تیسرا حکم

یہ ہے کہ بیع الزرع علی الارض بکیل من طعام وهو الحنطۃ یہ مجاہلہ ہے یہ بھی ناجائز ہے۔



## باب بیع النخل باصله

## ترجمہ۔ کھجور کے تنے کی بیع

حدیث (۲۰۵۳) حدثنا قتیبہ بن سعید الع

عن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ قال ایما مری ابر نخلا

ثم باع اصلها فللذی ابر ثمر النخل الا ان يشتري

له المبتاع .....

ترجمہ۔ ان عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کھجور بیوند کر دیا پھر اس کے تنے کو بیع دیا تو جس نے بیوند کاری کی ہے کھجور کا پھل اسی کا ہوگا۔ مگر یہ کہ مشتری شرط لگا دے تو پھر پھل مشتری کا ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بظاہر یہ ترجمہ مکررہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ قریب ہی باب گذرا ہے بیع النخل قبل ان یبدو

صلاحہ۔ شرائح میں سے کسی نے اس کا تعرض نہیں کیا میرے نزدیک اس سے خلاصی کی یہ صورت ہے کہ پہلے ترجمہ کو اشجار پر محمول کیا جائے۔ اور اس ترجمہ کو زمین پر محمول کیا جائے۔ لیکن اکثر شرائح اس کو بھی اشجار پر محمول کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اصل نخلہ کیا چیز ہے آیا وہ زمین ہے یا کوئی اور چیز ہے۔ میرا جواب یہ ہے کہ اصل النخلہ میں اضافہ بیا نیہ ہے یعنی الاصل هو النخل چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں باب بیع ثمر النخل باصلہ ای باصل النخل علامہ عینیؒ اور ان کے موافقین پر تو اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ترجمہ اولیٰ کو الثمار پر محمول کرتے ہیں۔ اور اس کو اشجار پر۔

## باب بیع المخاضرة

## ترجمہ۔ خضرة سے مشتق ہے۔ مراد یہ ہے۔ بیع الثمار

والحبوب ذری الخضرة قبل ان یبدو صلاحها یعنی کچے پھل اور دانوں کی بیع جب کہ ان میں صلاحیت ظاہر نہ ہو۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ عن مالکؒ فرماتے ہیں کہ جناب

رسول اللہ ﷺ نے محاقله۔ مخاضره۔ ملامسة۔ منابذه

اور مزابنة سے منع فرمایا۔

حدیث (۲۰۵۴) حدثنا اسحق بن وهب الع عن انس

بن مالکؓ انه قال نهی رسول اللہ ﷺ عن المحاقلة

والمخاضرة والملامسة والمنابذة والمزابنة ..

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے

پھل کی بیع سے منع فرمایا جب تک اس کا رنگ بدل نہ جائے ہم نے حضرت

انسؓ سے پوچھا یہ زہو کا کیا معنی ہے فرمایا کہ وہ پھل سرخ ہو جائے یا زرد

ہو جائے۔ دیکھو اگر اللہ تعالیٰ پھل روک دے تو اپنے بھائی کے مال کو کیسے

حلال سمجھ لو گے۔

حدیث (۲۰۵۵) حدثنا قتیبہ بن سعید الع عن انس

ان النبی ﷺ نهی عن بیع الثمر حتی تزھو فقلت

لانسؓ ما زھو قال تحمر وتصفر اريت ان منع اللہ

الثمرة بم تستحل مال اخيك .....

تشریح از شیخ زکریا۔ مخاضرة باب مفاعله ہے خضرة سے ہے۔ جس سے مراد بیع الثمار والحبوب قبل ان

یبدا وصلاحھا یعنی پھلوں اور دانوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے بیع کرنا۔ لکن بطلان فرماتے ہیں کہ بیع الزرع اخضر کی بیع ناجائز ہونے پر سب حضرات کا اجماع ہے۔ البتہ تفصیل کو جانوروں کے لئے بیچنا جائز ہے۔ نیز اس پر بھی اجماع ہے کہ اگر سبزیوں کو زمین سے اکھیرا جائے اور مشتری کو ان کا علم ہو جائے تو ان کی بیع جائز ہے۔ اور بیع مخاضره میں سے وہ سبزیاں بھی ہیں۔ جو زمین میں غائب ہوتی ہیں۔ جیسے پیاز۔ گاجر۔ شلغم وغیرہ۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ان کی بیع جائز ہے۔ البتہ دیکھنے کے بعد مشتری کو اختیار ہو گا حضرت امام شافعی فرماتے ہیں جو چیز نظر نہیں آتی اس کی بیع ناجائز ہے۔ میں اسے بیع غدر سمجھتا ہوں لیکن امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ضرورت کے وقت تھوڑا سا غدر قابل برداشت ہوتا ہے۔ جیسے دودھ پلانے والی دایہ جس کو کرایہ پر حاصل کیا جائے نہ تو ابھی اس کا دودھ پیدا ہوا ہے۔ اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ چھ کتنا دودھ پئے گا۔ عادت جاری ہے کہ ایسے غدر دھوکے سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔

محاقلہ حقل سے مشتق ہے جس کے معنی زرع یعنی کھیتی کے ہیں۔ بیع الطعام فی سنبلة بالبدر یعنی جو گندم خوشہ میں مد ہے۔ اس کی بیع کھلی گندم سے کی جائے کیونکہ اس میں مسوات کا پتہ نہیں چلتا۔ لہذا یہ بیع ناجائز ہوگی۔ اور مؤطال امام مالک میں ہے المزبنة اشتراء الثمر بالثمر والمحاقلہ اشتراء الزرع بالحنطة واستكراء الارض بالحنطة۔ غرضیکہ ان سب بیوع میں ممانعت کی وجہ مسوات کا عدم علم ہے۔

## باب بیع الجمار واکله ترجمہ۔ کھجور کی گری کا بیچنا اور اس کا کھانا

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب کہ آپ کھجور کی گری کھا رہے تھے فرمایا کہ درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہے جو مؤمن آدمی کی مانند ہے پس میرا ارادہ ہوا کہ میں کہہ دوں کہ وہ کھجور ہے۔ پس چونکہ میں ان سب میں سے چھوٹا تھا اس لئے نہ بلا آپ نے فرمایا وہ کھجور ہے۔

حدیث (۲۰۵۶) حدثنا ابو الولید الخ عن ابن عمر قال كنت عند النبي ﷺ وهو يأكل جمارا فقال من الشجر شجرة كالرجل المؤمن فاردت ان اقول هي النخلة فاذا انا احدثهم قال هي النخلة.....

تشریح از شیخ زکریا۔ ترجمۃ الباب کے دو جزء تھے۔ وهو يأكل الجمار سے ایک جزء ثانی تو ثابت ہوا اور پہلے جزء کو

قیاساً ثابت کیا گیا کہ جس چیز کا کھانا جائز ہے اس کا بیچنا بھی جائز ہے یا اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو امام بخاریؒ کی شرط کے مطابق نہیں لیکن اس میں بیع جمار کا ذکر ہے تو اس طرح ترجمہ کے دونوں جزء ثابت ہو گئے۔ لکن بطلان فرماتے ہیں۔ بیع الجمار واکله من المباحات بلا خوف فقل ما انتفع به للاكل فبیعہ جائز۔ ہر وہ چیز جس سے انسان کھانے کے لئے نفع اٹھائے تو اس کا بیچنا جائز ہے۔

**باب من اجزى امر الامصار على مايتعارفون بينهم فى البيوع والاجارة والمكيا والوزن وسنتهم على نياتهم ومذاهبهم المشهورة**  
**وقال شريح للغزاليين سنتكم بينكم ربحا وقال**  
**عبدالوهاب عن ايوب عن محمد لا باس العشرة**  
**باحد عشر وياخذ للنفقة ربحا وقال النبى ﷺ**  
**لهندخذى مايكفيك وولدك بالمعروف وقال الله**  
**تعالى ومن كان فقيرا فلياكل بالمعروف واكثرى**  
**الحسن من عبد الله بن مرداس حمارا فقال بكم**  
**قال بدالقين فركبته ثم جاء مرة اخرى فقال الحمار**  
**الحمار فركبته ولم يشارطه فبعث اليه بنصف درهم**  
 چنانچہ وہ اس گدھے پر سوار ہوئے۔ پھر دوسری مرتبہ آئے اور فرمایا گدھا گدھا یعنی کرائے پر دو۔ پس اس پر سوار ہوئے اور کوئی شرط نہ لگائی پھر اس کی طرف آدھا درہم بھیج دیا۔

ترجمہ۔ شریح۔ شریحوں کے معاملات اسی طرح معتبر ہوں گے جو عادت ان میں مشہور ہے۔ خواہ تجارت میں خرید و فروخت ہو یا اجارہ ہو۔ کیل ہو یا وزن ہو۔ اور ان کی عادت ان کی نیتوں اور ان کے مشہور مذاہب کے مطابق ہوں گی۔ اور حضرت شریح نے سوت فروشوں سے فرمایا کہ تمہاری عادت ہی تمہارے معاملات میں معتبر ہوگی۔ امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ اگر دس کو گیارہ کے بدلہ بیچے تو کوئی حرج نہیں۔ اس لئے خرچہ کرنے پر نفع حاصل کرے گا۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ہندہؓ سے فرمایا کہ تو ابو سفیانؓ کے مال سے اتنے لے لے جو تجھے اور تیری اولاد کو مشہور طریقہ پر کافی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو فقیر ہو وہ معروف طریقہ سے یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے عبد اللہ بن مرد سے ایک گدھا کرایہ پر لیا بلا کتنے پر انہوں نے فرمایا دو دانق پر

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ حضرت ابو طیبہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے لگائے تو آپ رسول اللہ ﷺ نے اس کیلئے ایک صاع کھجور دیئے کا حکم دیا۔ اور اس کے آقاؤں سے فرمایا کہ اس کے خراج سے تخفیف کر دیں۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کی والدہ ہندہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ابو سفیان ایک کنجوس آدمی ہے کیا مجھ پر گناہ تو نہیں اگر میں اس کے مال سے خفیہ طور پر لے لوں۔ آپؐ نے جواباً فرمایا کہ تو

حدیث (۲۰۵۷) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ  
 عن انس بن مالك قال حجه رسول الله ﷺ  
 ابو طيبة فامر له رسول الله ﷺ بصاع من تمر  
 وامر اهله ان يخففوا عنه من خراجہ .....

حدیث (۲۰۵۸) حدثنا ابو نعيم الخ عن عائشة  
 قالت هند ام معاوية لرسول الله ﷺ ان ابا سفیان  
 رجل شحيح فهل على جناح ان اخذ من ماله سرا

اور تیرے بچے دستور کے مطابق اتنا مال لے سکتے ہیں جتنا تمہیں کفایت کرے۔

قال خذی انت وبنوک مایکفیک بالمعروف ....

ترجمہ - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ من کان فقیراً الا یہ یہ یتیم کے اس نگران کے بارے میں اتنی جو یتیم کے لئے انتظام کرتا ہے۔ اور اس کے مال کی اصلاح کرتا ہے کہ اگر وہ فقیر و محتاج ہے تو وہ دستور کے مطابق اس کے مال سے کھا سکتا ہے۔

حدیث (۲۰۵۹) حدثنا اسحق بن نمیر الع انه سمع عائشة تقول ومن كان غنياً فليستعفف ومن كان فقيراً فلياكل بالمعروف انزلت فی والی الیتیم الذی یقیم علیہ ویصلح فی ماله ان كان فقیراً اكل منه بالمعروف .....

تشریح از شیخ زکریاؒ - تسلانیؒ فرماتے ہیں سنتہم کا عطف یا یتعارفون پر ہے۔ یعنی اس طریقہ پر ہو گا جو ان کی عادت مشورہ کے مطابق ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں اس ترجمہ سے امام بخاریؒ کا مقصود یہ ثابت کرنا ہے کہ عرف پر اعتماد کیا جائے گا۔ اور ظاہر الفاظ کے تقاضا پر عمل کیا جائے گا۔ یعنی کیل اور وزن کے بارے میں عرف کا اعتبار ہو گا۔ اس لئے کہ بلا د مصریہ میں کیل کیا جاتا ہے۔ اور شام کے شہروں میں وزن کیا جاتا ہے۔ تو ان شہروں میں عرف پر اعتماد ہو گا جب تک کہ شارع کی طرف سے کوئی نص نہ آجائے۔ شرح حضرت عمرؓ کے دور میں قاضی تھے۔ غزالین سے کاتی ہوئی چیزوں کو بیچنے والے مراد ہیں۔ سنتکم عادتکم بینکم قاضی شرح کے پاس غزالین نے ایک جھگڑا پیش کیا اور کہنے لگے کہ ہمارے درمیان ہمارا طریقہ اس طرح ہے تو انہوں نے فرمایا سنتکم بینکم بعشرة دراهم باحد عشر۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شر کے عرف میں مشتری دس درہم کو گیارہ درہم کے بدلے خرید کرے تو اس طرح عرف پر بیچنے پر کوئی حرج نہیں۔ تو یہ بیع مرابحہ ہو گی۔ اگرچہ نفع کو بیان نہیں کیا گیا۔ مگر ثمن گیارہ درہم ہو گا عرف اس کی جمالت کو رفع کر دے گا۔

ویأخذ ای البائع للنفقة ای لاجل النفقة علی المبیع ربحاً یعنی بائع نے میع پر جو کچھ خرچ کیا ہے اس کو نفع کے اندر شامل کر سکتا ہے۔ اور یہ کہ یہ چیز اتنے میں پڑی ہے اور اتنا نفع ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جاء الحسن مرة اخرى الى عبدالله الخ اس اثر کو ترجمہ میں اسلئے لائے ہیں کہ اشارہ کرنا ہے۔ اجرة متقدمہ پر اعتماد کرتے ہوئے اجرت دی جائے گی۔ دانق ایک درہم کا چمٹا حصہ ہوتا ہے۔ خذی انت وبنوک مایکفیک یہ موضع ترجمہ ہے۔ بالمعروف سے لوگوں کی عادت مراد ہے۔ معلوم ہوا کہ عرف پر عمل جاری ہے اگر اشکال ہو کہ ابوسفیان تو مکہ میں تھا۔ آپؐ نے یہ فیصلہ مدینہ میں کیسے دیا تو کہا جائے گا کہ یہ فتویٰ تھا فیصلہ نہیں تھا۔

ترجمہ - ایک شریک کا دوسرے کے پاس کسی چیز کا بیچنا کیسا ہے

باب بیع الشریک من شریکہ

حدیث (۲۰۶۰) حدثنا محمود بن جابر  
قال جعل النبي ﷺ الشفعة من كل مال يقسم  
فاذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعة...

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے شفعہ اس مال میں جائز رکھا جو تقسیم نہ کیا گیا ہو پس  
جب حدیں مقرر ہو جائیں راستے پھیر دیئے جائیں تو پھر شفعہ  
نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ بیع الشریک من شریک۔ ان بطلان فرماتے ہیں یہ ہر اس چیز میں جائز ہے جو مشترک ہو تو یہ بیع  
اجنبی کی بیع کی طرح صحیح ہوگی۔ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ ترجمہ سے مقصد یہ ہے کہ شریک کو ترغیب دینا ہے کہ وہ اگر اپنا حصہ  
بیعنا چاہے تو شریک کے پاس بیچے کیونکہ اگر اجنبی کے پاس بیچے گا تو شریک کو شفعہ کا حق ہوگا۔  
علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ شفعہ شفع کے ساتھ قائم ہوگا میرے نزدیک ترجمہ کی  
غرض یہ ہے کہ شریک کو رغبت دلانا ہے کہ وہ اگر بیچے تو شریک کے پاس بیچے۔ کیونکہ جب شریک شفعہ کے ذریعہ قرالے سکتا ہے  
تو اولیٰ یہ ہے کہ وہ اسے رضامندی سے حاصل کرے تو اس کی خوشدلی کا باعث بنے۔

تشریح از قاسمی۔ جمہور علماء کے نزدیک شفعہ زمین اور مکان کے ساتھ خاص ہے۔ البتہ عطاء فرماتے ہیں کہ شفعہ  
ہر چیز میں ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ کپڑے میں چالو ہوگا۔  
اذا وقعت الحدود الخ اس لئے کہ شفعہ تو مشترک زمین اور مکان میں ہوتا ہے۔ جب حدود مقرر ہو گئے تو شرکت  
نہ رہی۔ اس لئے شفعہ نہیں ہوگا۔

ترجمہ۔ زمین۔ مکان اور اسباب مشترکہ کا بیعنا  
جو تقسیم نہیں کئے گئے۔

## باب بیع الارض والدور والعروض مشاعاً غیر مقسوم

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ شفعہ کا  
فیصلہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ہر اس مال میں فرمایا جو تقسیم  
نہ کیا گیا ہو جب حدود مقرر ہو جائیں اور راستے پھیر دیئے جائیں  
تو کوئی شفعہ نہیں ہے۔

حدیث (۲۰۶۱) حدثنا محمد بن محبوب الخ  
عن جابر بن عبد اللہ قال قضی النبی ﷺ بالشفعة  
فی کل مال لم يقسم فاذا وقعت الحدود وصرفت  
الطرق فلا شفعة.....

ترجمہ۔ عبد الواحد کی روایت میں فی کل مال لم يقسم ہے

حدیث (۲۰۶۲) حدثنا مسدد الخ قال عبد الواحد

بهذا وقال في كل مال لم يقسم رواه عبد الرحمن  
عن الزهري .....

عبدالرزاق کی روایت میں فی کل مال لم يقسم کے الفاظ  
ہیں جس سے ثابت کرنا ہے کہ شفعہ صرف اراضی میں چالو ہوگا  
ہر چیز میں نہیں ہوگا۔

## باب اذا اشتری شیئاً لغيره بغير اذنه فرضی -

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی دوسرے کیلئے اس کی اجازت کے  
بغیر کوئی شے خرید کرے جس پر وہ راضی ہو جائے اسکا حکم کیا ہے

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت  
کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تین آدمی سفر میں چل رہے تھے کہ  
بارش نے ان کو آلیا۔ تو وہ ایک پہاڑ کی غار میں جا چھے۔ وہاں ان پر  
ایک ایسی پتھر کی چٹان گر پڑی کہ جس کا ہٹانا ان کیلئے مشکل ہو گیا  
تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ زندگی میں جو تم نے بہترین  
عمل کیا ہو اس کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ تو ان میں  
سے ایک نے کہا کہ اے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے  
ہو گئے تھے میں ان کے لئے بحرِیاں چرانے کے لئے جاتا تھا جب  
شام کو آکر دودھ نکالتا تو دودھ کا تین سب سے پہلے والدین کے  
پاس لے آتا۔ پہلے میں ان دونوں کو پلاتا پھر چوہوں کو گھروالوں کو  
اور اپنی بیوی کو پلاتا تھا ایک رات اتفاق سے مجھے دیر ہو جانے کی  
وجہ سے رکنا پڑا۔ جب میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دونوں ماں  
باپ سو گئے ہیں تو میں نے ان کو جگانا پسند نہ کیا اور میرے بچے  
میرے پاؤں کے پاس چیختے چلاتے رہے میرا دل ان کا یہی حال رہا  
یہاں تک کہ فجر ہو گئی اے اللہ بے شک تو جانتا ہے کہ میں نے  
یہ کام محض تیری رضامندی کے لئے کیا تھا۔ تو ہم سے ایک ٹکڑا  
اس چٹان کا ہٹا دے تاکہ ہم لوگ آسمان تو دیکھ سکیں چنانچہ ایک  
تھائی ٹکڑا ہٹ گیا۔ دوسرے نے کہا اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ

حدیث (۲۰۶۳) حدثنا يعقوب النخ عن  
ابن عمر عن النبي ﷺ قال خرج ثلاثة يمشون  
فاصابهم المطر فدخلوا في غار في جبل فانحطت  
عليهم صخرة قال فقال بعضهم لبعض ادعوا الله  
بافضل عمل عملتموه فقال احدهم اللهم اني  
كان لي ابوان شيخان كبيران فكنيت اخراج  
فارعى ثم اجبى فاحلب فاجبى بالحلاب فاتى به  
ابوى فيشربان ثم اسقى الصبية واهلى وامراتى  
فاحتسبت ليلة فجننت فاذا هما نائمان قال فكرهت  
ان اوقظهما والصبية يتضاغون عند رجلى فلم  
يزل ذلك دابى ودابهما حتى طلع الفجر اللهم  
ان كنت تعلم انى فعلت ذلك ابتغاء وجهك  
فافرج عنا فرجة نرى منها السماء قال ففرج  
عنهم وقال الاخر اللهم ان كنت تعلم انى كنت  
احب امرأة من بنات عمى كاشد ما يحب الرجل  
النساء فقالت لاتنال ذلك منها حتى تعطيهما

مائة دينار فسعيت فيها حتى جمعتها فلما قعدت  
بين رجليها قالت اتق الله ولا تفض الخاتم الا بحقه  
فقلت وتركتها فان كنت تعلم اني فعلت ذلك  
ابتغاء وجهك فافرج عنا فرجة قال ففرج عنهم  
الثلاثين وقال الاخر اللهم ان كنت تعلم اني  
استاجرت اجيراً بفرق من ذرة فاعطيته واني  
ذلك ان ياخذ فعمدت الى ذلك الفرق فزرعته  
حتى اشتريت منه بقراً وراعيها ثم جاء فقال يا عبد الله  
اعطني حقى فقلت انطلق الى تلك البقر وراعيها  
فانها لك فقال استهزئ بي قال فقلت ما استهزئ  
بك ولكنها لك اللهم ان كنت تعلم اني فعلت  
ذلك ابتغاء وجهك فافرج عنا فكشف عنهم ...

میری چپاکی بیٹی سے ایسی سخت محبت ہو گئی جو مردوں کو  
عورتوں سے ہو ا کرتی ہے تو اسے کہا تجھے اپنا مقصد اس وقت تک  
حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ تو مجھے سو دینار ایک ہزار روپے  
مہینانہ کر دے۔ چنانچہ میں نے کوشش کر کے ان کو جمع کیا۔ اور  
اس کے پاس لے آیا جب نگاہ کر میں اس کے پاس بیٹھا تو وہ کہنے  
لگی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس شرمگاہ کو حق نکاح کے ساتھ  
استعمال کرو۔ یعنی پردہ بکارت حلال طریقہ سے توڑ دو تو میں نے  
اس کو چھوڑ دیا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام محض تیری  
رضامندی کے لئے کیا تھا۔ پس ایک کٹڑا چٹان کا ہٹا دے چنانچہ  
دو تہائی چٹان ان سے ہٹ گئی۔ پھر تیسرے نے کہا کہ اے اللہ تو  
خوب جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور جوار کے تین صاع کے  
بدلے رکھا تھا جب میں نے اس کو وہ اجرت دینی چاہی تو اس نے  
لینے سے انکار کر دیا۔ میں جوار کی اس مقدار کو براہ کھیتی میں لگاتا  
رہا یہاں تک کہ میں نے اس سے کچھ بیل اور کچھ ان کے چرواہے

خرید کر لئے۔ مدت کے بعد وہ آ کر مجھ سے اپنا حق مانگنے لگا کہ اے اللہ کے بندے میرا حق دے دے میں نے کہا کہ یہ بیل اور ان کے غمران  
وچرواہے جاؤ۔ اس نے کہا کہ کیا آپ میرے سے مزاج کرتے ہیں۔ میں نے کہا میں تیرے سے مزاج نہیں کرتا لیکن یہ سب تمہارا مال  
ہے۔ اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ کام محض تیری رضامندی کے لئے کیا ہے۔ لہذا اس چٹان کو ہم سے دور کر دے چنانچہ وہ چٹان  
ان سے ہٹا لی گئی۔

تشریح از شیخ زکریا۔ بیع الارض والدور دور جمع دار کی ہے۔ اور عروض عرض کی جمع ہے۔ جس کے معنی اسباب

کے ہیں۔ مشاعاً مشترکاً اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ زمین مکان وغیرہ میں شفعہ جائز ہے۔ لیکن اسباب خواہ مشترک کیوں نہ ہوں اس میں  
شفعہ نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ شفعہ خلاف قیاس ہے جس میں مشتری سے اس کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لیا جاتا ہے لیکن شریعت نے  
اسے مصلحت کے لئے مشروع قرار دیا ہے۔ جو شروط اربعہ کے ساتھ مشروط ہے۔ جو کتب فقہ میں مذکور ہے۔ ترجمہ میں عروض کا ذکر ہے  
لیکن حدیث میں نہیں ہے۔ جس سے امام بخاریؒ نے اجمالی طور پر اس میں اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اہلی سے مراد اقربا ہیں

جیسے بھائی۔ جلاب سے مراد دوہیا ہوا دودھ ہے۔ خاتم سے مراد پردہ نکارت ہے۔ حق سے مراد نکاح ہے۔

اشتريت منه بقراء حافظ اور قسطلانی نے امام بخاری کا مقصد بیع فضولی اور اس کے شرائ کے جواز کو ثابت کرنا ہے حالانکہ حدیث میں شرائ کا ذکر تو ہے بیع کا نہیں ہے۔ استاجرت کا لفظ موضع ترجمہ ہے۔ جس سے واضح ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کے مال میں بغیر اس کی اجازت کے تصرف کیا۔ اور طریق استدلال یہ ہے کہ شرائع من قبلنا جب تک ان پر تکلیف نہ ہو وہ ہمارے لئے مشروع ہیں۔ شیخ مکتوبی نے بھی کوکب دزدی میں بیان کیا ہے کہ اس حدیث سے بیع الفضولی کا جواز معلوم ہوا۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے اس قسم کے تصرف کے ارتکاب سے منع نہیں فرمایا۔ اور شرائ فضولی بھی اس سے متبادر معلوم ہوتا ہے۔ ہدایہ میں ہے کہ بیع الفضولی اور اس کے شرائ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ دونوں کو منع کرتے ہیں۔ امام مالکؒ دونوں صورتوں کی اجازت دیتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ فرق کرتے ہیں کہ بیع تو جائز ہے شرائ جائز نہیں ہے۔ شاة اضحیہ حدیث بیع اور شرائ دونوں کے جواز پر دال ہے۔

تشریح از شیخ مکتوبی۔ اشتريت منه بقراء اس میں سے ترجمہ ثابت ہے۔ کیونکہ اجیر نے اپنا فرق بائع کے پاس رہنے دیا بائع کے پاس رکھ دینا امام بخاری کے نزدیک یہی قبضہ ہے قبضہ حقیقی کی ضرورت نہیں ہے تو یہ فرق جب ملک اجیر میں داخل ہو گیا اور مستاجر نے اس سے میل اور ان کے گھران خرید کئے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کو برقرار رکھا تو معلوم ہوا کہ فضولی کا خرید کرنا جائز ہے۔ والحجة لهم كان كل ذلك تصرفاً في ملكه یہ جمہور کی طرف سے حدیث کا جواب ہے۔ کہ جب قبض حقیقی متحقق نہیں تو یہ اجیر کا ملک نہ ہوا۔ بلکہ فرق کے ردی ہونے کی وجہ سے جب اجیر نے قبض نہ کیا تو مستاجر کے ملک میں رہا۔ اس لئے کہ ضمان توبہ ہوتی جب قبض صحیح ہو تا تو مستاجر نے اپنے ملک میں تصرف کیا ہے۔ خواہ اس کو اپنے لئے رکھے یا اجیر کیلئے رکھے۔ پھر اس نے اجیر کو دیتے وقت اس پر تبرع اور احسان کیا ہے۔ اور حق کی ادائیگی اچھی طرح کی ہے۔ یہ نہیں کہ تعدی فی ملک الغیر کر کے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ بنایا ہے۔ یہ وضاحت حضرت شیخ محمد زکریاؒ نے فرمائی ہے۔ شیخ مکتوبیؒ کا قول مجمل تھا۔

ترجمہ۔ مشرکین اور حرملی لوگوں سے

باب الشراء والبيع مع المشركين

خرید و فروخت کرنا۔

واهل الحرب۔

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ایک مشرک جو پرانندہ مال اور لمبے قد والا تھا کچھ بحریاں ہانک کر لایا۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ یہ بحریاں بیچنے کیلئے ہیں یا ہدیہ ہیں

حدیث (۲۰۶۴) حدثنا ابو النعمان الخ عن عبدالرحمن بن ابی بکرؓ قال كنا مع النبی ﷺ ثم جاء رجل مشرك مشعان طویل بغنم يسوقها فقال النبی ﷺ بیعا ان عطية او قال



ام هبة قال لابل بيع فاشتری منه شاء .....  
 یاہبہ ہیں۔ اس نے کہا نہیں بھگے بیچنے کے لئے ہیں۔ تو آپؐ  
 نے اس سے ایک بھری خرید لی۔

تشریح از قاسمی۔ حدیث باب سے ترجمہ ثابت ہوا کہ مشرک نے بیع کیا اور آپؐ نے شراء کیا تو بیع و شراء المشرکین  
 ثابت ہوئی۔

ترجمہ۔ غلام کا جو بی سے خرید کرنا

ہبہ کرنا اور آزاد کرنا۔

باب شراء المملوك من الحربی

وهبته وعتقه۔

ترجمہ۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ  
 سے فرمایا کہ کتابت کر لو۔ وہ آزاد تھے جن پر ظلم کرتے ہوئے  
 کفار نے انہیں بیچ دیا حضرت عمارؓ صہیبؓ اور بلالؓ قیدی بنائے  
 گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایک کو  
 دوسرے پر روزی میں فضیلت دی۔ پس تم میں سے کوئی بھی اپنی  
 روزی اپنے مملوکوں پر واپس کرنے کیلئے تیار نہیں کہ دونوں  
 اس میں برابر ہوں پس کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
 ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملی سارہ کو  
 ہمراہ لے کر ہجرت فرمائی۔ ایک آبادی میں داخل ہوئے جس  
 میں بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔ یا ظالموں میں سے ایک  
 ظالم تھا۔ جس سے کہا گیا کہ حضرت ابراہیمؑ تمام عورتوں میں  
 زیادہ خوب صورت عورت لے کر داخل ہوئے تو اس بادشاہ نے  
 آپؑ کی طرف آدمی بھیج کر پوچھا کہ اے ابراہیمؑ! یہ تیرے  
 ساتھ کون ہے۔ فرمایا میری بہن ہے۔ پھر حضرت سارہؑ کے  
 پاس واپس آ کر فرمانے لگے کہ تم میری بات کو نہ جھٹلاتا

وقال النبی ﷺ لسلمان كاتب وكان  
 حرافظ لموه وباعوه وسبي عمار وصهيب وبلال  
 وقال الله تعالى والله فضل بعضكم على بعض  
 في الرزق فما للذين فضلوا برادى رزقهم على  
 ما ملكت ايماهم فهم فيه سواء افبنعمة الله  
 يجحدون .....

حدیث (۲۰۶۵) حدثنا ابو اليمان الخ  
 عن ابي هريرة قال قال النبی ﷺ هاجر ابراهيم  
 عليه السلام بسارة فدخل بها قرية فيها ملك  
 من المملوك او جبار من الجبابرة فقبل دخل  
 ابراهيم بامراة هي من احسن النساء فارسل اليه  
 ان يا ابراهيم من هذه التي معك قال اختي ثم رجع  
 اليها فقال لا تكذبي حديثي فاني اخبرتهم انك  
 اختي والله ان على الارض مؤمن غيري وغيرك

فارسل بها اليه فقام اليها فقامت توضاً وتصلی  
فقلت اللهم ان كنت امت بك وبرسولك  
واحصنت فرجى الاعلى زوجى فلا تسلط على  
الكافر ففط حتى ركض برجله قال الاعرج قال  
ابوسلمة بن عبد الرحمن ان اباهريرة قال قالت  
اللهم ان يمت يقال هي قتلتها فارسل ثم قام اليها  
فقامت توضاً وتصلی ويقول اللهم ان كنت امت  
بك وبرسولك فاحصنت فرجى الاعلى زوجى  
فلا تسلط على هذا الكافر ففط حتى ركض برجله  
قال عبد الرحمن قال ابوسلمة قال اباهريرة  
فقلت اللهم ان يمت فيقال هي قتلتها فارسل  
فى الثانية اوفى الثالثة فقال والله ما ارسلتم الى  
الاشيطان ارجعوا الى ابراهيم واعطوها اجر  
فرجعت الى ابراهيم عليه السلام فقلت اشعرت  
ان الله كبت الكافر واخدم وليدة.....

میں نے ان کو بتلایا ہے کہ آپ میری بہن ہیں اللہ کی قسم! روئے  
زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مؤمن نہیں ہے۔ چنانچہ  
ابراہیم علیہ السلام نے نبیؐ کی سارہ کو اس ظالم کے پاس بھیج دیا۔ پس  
وہ جب آپؐ کی طرف اٹھ کر دست درازی کرنے لگا تو آپؐ نے  
اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھ کر فرمانے لگیں کہ اے اللہ! میں  
تجھ پر اور تیرے رسولؐ پر ایمان لائی ہوں اور اپنے خاوند کے سوا  
میں نے اپنی شرمگاہ کو روکا ہے۔ پس اس کافر کو مجھ پر غلبہ نہ دے  
چنانچہ وہ پکڑا گیا یہاں تک کہ ایڑیاں رگڑنے لگا دوسری سند کے  
ساتھ اوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے دعا فرمائی کہ اے اللہ!  
اگر یہ مر گیا تو یہی کہا جائے گا کہ اس نے قتل کیا ہے۔ چنانچہ وہ  
چھوڑ دیا گیا۔ پھر آپؐ کی طرف اٹھ کر دست درازی کرنے لگا  
پھر وہ انھیں وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا مانگی اے اللہ! میں تجھ پر  
اور تیرے نبیؐ پر ایمان لائی ہوں۔ اور اپنے خاوند کے سوا میں نے  
اپنی شرمگاہ کو روکا ہے۔ پھر اس کافر کو مجھ پر غلبہ نہ دے۔ چنانچہ  
پھر وہ پکڑا گیا اور ایڑیاں رگڑنے لگا۔ دوسری سند کے ساتھ  
اوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ وہ اٹھ کر فرمانے لگیں اے اللہ! اگر یہ  
کافر مر گیا تو یہی کہا جائے گا کہ اسی عورت نے قتل کیا ہے

چنانچہ اے دوسری یا تیسری مرتبہ بھی چھوڑ دیا گیا کہنے لگا خدا کی قسم! تم لوگ تو میرے پاس کسی شیطان کو لے آئے ہو۔ تو اسے حضرت  
ابراہیمؑ کی طرف بھیج دیا۔ اور نبیؐ کی ہاجرہ بھی خدمت کے لئے اس کو دے دی۔ تو نبیؐ کی سارہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس واپس آ کر کہنے لگیں کہ  
کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو ذلیل کیا اور خدمت کے لئے ایک لڑکی بھی دے دی۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سعد بن  
الحی وقاصؓ اور عبد بن زمعہؓ ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑے  
حضرت سعدؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے۔ عتبہ بن

حدیث (۲۰۶۶) حدثنا قتيبة بن عاصم  
انها قالت اختصم سعد بن ابى وقاص وعبد بن  
زمعة فى غلام فقال سعد هذا يا رسول الله بن اخى

عتبة بن ابی وقاص عہدالی انہ ابنہ انظرالی شہبہ  
وقال عبد بن زمعة هذا اخي يا رسول الله ولد علي  
فراش ابی من وليدته فتظر رسول الله ﷺ الى  
شبهه فرأى شبهها بينا بعثة فقال هولك يا عبد بن  
زمعة الولد للفراش وللعاهر الحجر واحتجبي  
منه يا سودة بنت زمعة فلم تره سودة قط ....

حدیث (۲۰۶۷) حدثنا محمد بن بشار الخ  
عن ابيه قال عبد الرحمن بن عوف لصهيب اتق الله  
والا تدع الى غير ابيك فقال صهيب ما يسرني ان  
لي كذا وكذا واني قلت ذلك ولكني سرت  
وانا صبي .....

حدیث (۲۰۶۸) حدثنا ابو اليمان الخ ان  
حكيم بن حزام اخبره انه قال يا رسول الله  
ارأيت امورا كنت اتحنت اوا تحنت بها في  
الجاهلية من صلة وعتاقة وصدقة هل لي فيها  
اجر قال حكيم قال رسول الله ﷺ اسلمت  
على ما سلف لك من خير .....

ابی وقاص نے میرے سے عہد لیا تھا کہ وہ ان کا بیٹا ہے۔ اس کی  
مشابہت کو دیکھ لو۔ اور عبد بن زمعہ سے کہا یا رسول اللہ! یہ میرا  
بھائی ہے جو میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ اس کی باندی  
سے یعنی نکاح کا چہرہ ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کی  
مشابہت کو دیکھا تو وہ عتبہ کے ساتھ بالکل واضح تھی فرمایا اے  
عبد بن زمعہ! یہ تیرا ہے۔ کیونکہ چہ نکاح والے کا ہوتا ہے۔ زانی  
کے لئے تو پتھر ہے۔ اور اے سودہ بنت زمعہ تم اس سے پردہ کرو  
چنانچہ پھر کبھی بھی حضرت سودہؓ نے اسے نہ دیکھا۔

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے حضرت  
صہیبؓ سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنے آپ کو اپنے باپ کے  
علاوہ کسی کی طرف منسوب نہ کرو۔ حضرت صہیبؓ نے فرمایا  
مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میرے لئے اتنا اتنا مال ہو۔ اور یہ یہ بات  
کہوں لیکن میں تو حُجْن میں چرالیا گیا تھا اسلئے مجھے تو باپ کا پتہ نہیں

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ نے کہا یا رسول اللہ!  
میں زمانہ جاہلیت میں کچھ عبادت کرتا تھا۔ یا جاہلیت میں جن کو میں  
عبادت سمجھ کر کرتا ہوں وہ صلہ رحمی ہے۔ غلام آزاد کرنا اور  
صدقہ کرنا ہے۔ کیا مجھے ان کا ثواب ملے گا۔ حکیمؓ فرماتے ہیں کہ  
جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ بھلائی تم سے گذشتہ  
دور میں ہو چکی ہے اس کی بدولت تو تم اسلام لائے ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ان علی الارض یہ آپ کے علم کے مطابق ارشاد ہوا۔ یا ارض سے وہ ارض مراد ہے جس میں وہ  
اس وقت موجود تھے۔ لوط علیہ السلام کے ہمراہ نہ ہونے کی وجہ سے اس سے تعرض نہیں کیا۔ ان نافیہ ہے یعنی یہ ہیں کہ جس ملک میں

ہم ہیں اس میں تیرے اور میرے سوا کوئی مؤمن نہیں ہے۔ ان جوڑی نے یہاں اشکال ذکر کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے زوجہ کی جائے اخت کا تو یہ کیوں فرمایا۔ حالانکہ اگر زوجہ فرمادیتے تو وہ چپ ہو جاتا۔ جب بہن کہا تو وہ کہہ سکتا تھا کہ اس کا میرے سے نکاح کر دو اگر وہ کسی آسمانی مذہب پر یقین رکھتا۔ ورنہ جب وہ ظالم تھا تو زوجہ اور اخت اس کے لئے دونوں برابر ہیں۔ تو ان جوڑی فرماتے ہیں کہ میرے دل میں جواب یہ آیا کہ بادشاہ دین مجوس پر تھا اور ان کے مذہب میں ہے کہ اگر بہن زوجہ ہو تو اس کے خاوند کا بھائی غیر سے زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ تو حضرت خلیل علیہ السلام نے ان کی شریعت کا ذکر کر کے چنا چاہا لیکن وہ تو جبار تھا دین کی کیا پرواہ کرتا تھا۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس جبار کا دین یہ تھا کہ ذوات الازواج سے تعرض کرتا تھا کہ خاوند کو قتل کر کے زوجہ کو قبضہ میں لے لیتا تھا تو ابراہیمؑ اھون البلیتین کو اختیار فرمایا کہ قتل سے بچ گئے کہ میرے نزدیک بھی یہی توجیہ بہتر ہے اعطوھا آجوالع اس میں ترجمہ ہے کیونکہ نبیؐ باجرہؓ کا فری مملوکہ تھیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ یعنیؒ فرماتے ہیں کہ اعطوھا آجر یہ کافر کی طرف سے مسلمان کو بہہ کرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر اپنے ملک میں ہر طرح کا تصرف کر سکتا ہے۔ ان بطلان فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ثابت کرنا ہے کہ حرئی کا ملک بھی ہوتا ہے اور وہ اپنے ملک میں ہر قسم کے تصرف کر سکتا ہے۔ مثلاً بیع۔ حہ۔ حق وغیرہ سب کر سکتا ہے۔ کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کا ملک کافر مالک کے پاس برقرار رکھا اور اسے کثمت کا حکم دیا۔ اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے جبار کا بہہ قبول کر لیا۔ زعمہ کا ملک ثابت کرتے ہوئے اس کی ولیدہ (باندی) پر غلامی کے احکام جاری کئے۔ جس سے ترجمہ ثابت ہوا کہ جاہلیہ میں باپ کے لئے باندی کا ملک ثابت ہوا۔ اور فراش پر پڑنا پیدا ہونے سے ولدیت بھی ثابت کر کے حضرت سودہ کو مشاہیت بعنیدہ کی وجہ سے حجاب کا حکم دیا لیکن اس کا اعتبار نہیں کیا۔ آپؐ نے ان میں سے کسی چیز کا انکار نہ کیا۔ بلکہ ان کے جھگڑے کو سنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مشرک کا عہد اس کا حکم اور مشرک کا اپنے ملک میں تصرف جس طرح چاہے وہ کر سکتا ہے اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا الولد للفراش۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت سلمان فارسیؓ کا مختصر قصہ یہ ہے کہ وہ طلب حق کے لئے باپ سے بھاگ کھڑے ہوئے دراصل یہ مجوسی تھے یکے بعد دیگرے کئی راہبوں کے پاس گئے آخری راہب نے انہیں نبی آخر الزمان کے متعلق بتایا۔ چنانچہ جب وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک یہودی کے غلام تھے جس نے آپؐ کو مکاتب بنالیا۔ آپؐ نے اس کی اعانت کر کے آزاد کر لیا۔ وہ دوسو پچاس سال زندہ رہے۔ ۳۶ھ کو مدائن میں آپؐ کی وفات ہوئی۔ کمان حوا یعنی اول وقت آپؐ حرتھے لیکن بچے کاتے وادی القراء پچنے سسی عمار حضرت عمار خالص عرب تھے۔ ان کے باپ یاسر مکہ میں مقیم ہوئے اور مخزوم کے حلیف بنے۔ جنہوں نے اپنی باندی سبیہؓ سے ان کی شادی کر دی۔ جن سے حضرت عمار پیدا ہوئے۔ ممکن ہے مشرکین نے ان کے ساتھ قیدیوں جیسا سلوک کیا ہو۔ کیونکہ ان کی والدہ موالی میں سے تھیں حضرت صہیب بن سنان روئی اصل میں عرب کے باشندے تھے۔ ان کے مکانات موصل کے قریب قریب تھے رومیوں نے حملہ کر کے حضرت صہیب کو قیدی بنالیا جب کہ آپؐ ایک چھوٹے سے لڑکے تھے۔ قبیلہ موکلب نے ان سے تین کو خرید کر کے

مکہ معظمہ میں لے آئے۔ تو حضرت عبداللہ بن جدعان نے ان سے خرید کر کے آزاد کر دیا۔ اور بلال بن رباح حبشی کو امیہ بن خلف سے حضرت صدیق اکبرؓ نے خرید کر کے آزاد کر دیا۔ الحاصل یہ تین حضرات کفار کے قیدی تھے۔ جنہوں نے اسلام کی وجہ سے بہت تکالیف برداشت کیں۔ جزا ہم اللہ احسن الجزاء۔ آجرہ جن کو ہاجرہ بھی کہا جاتا ہے آپ حضرت اسمعیلؑ کی والدہ تھیں۔ اتق اللہ ولا تنسب الی غیر ابیک حضرت صہیب کا دعویٰ تھا کہ وہ عربی النسل ہیں حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ تم عربی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو لیکن زبان تمہاری عجمی ہے۔ فرمایا کہ میں نمر بن قاسط کا آدمی ہوں۔ چمن میں مجھے چرایا گیا تھا اس لئے میری زبان عجمی ہے۔

التحنت تحنت کے معنی تعبد کے ہیں مشرک کا صدقہ۔ عتاقہ اور صلہ رحمی کی آپؐ نے تصدیق فرمائی کیونکہ حق جب صحیح ہو سکتا ہے جب کہ ملک ثابت ہو۔ تو مشرک حرلی کا ملک اور اپنے ملک میں تصرفات کا جواز معلوم ہوا۔

## باب جلود المیتۃ قبل ان تدبغ ترجمہ۔ رنگے جانے سے پہلے مردود جانوروں کے چمڑوں کا حکم

حدیث (۲۰۶۹) حدثنا زهير بن عبد الله بن عباس أخبره ان رسول الله ﷺ مر بشاة ميتة فقال هلا استمتعتم بها باها قالوا انها ميتة قال انما حرم اكلها.....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ایک مردہ بکری کے پاس سے گذر رہا ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے اس کے چمڑے سے نفع کیوں حاصل نہیں کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ مردہ ہے۔ فرمایا مردہ کا کھانا حرام ہے۔ چمڑا حرام نہیں ہے۔

تشریح از شیخ منگوہی۔ قبل ان تدبغ دباغت چمڑے کی مشہور رنگائی ہے جو جواز بیع کے لئے شرط نہیں ہے۔ بلکہ شرط یہ ہے کہ رطوبت کا ازالہ ہو جائے۔ خواہ وہ دباغت سے ہو یا دھوپ لگنے سے ہو وغیرہ۔

## تشریح از شیخ زکریا۔ یہ امام بخاریؒ کے کلام کی تاویل ہے۔ تاکہ جمہور کے مسلک کے مطابق ہو جائے۔ ورنہ امام بخاریؒ

عموم کے قائل ہیں جیسے کہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جلود المیتۃ هل یصح بیعها ام لا اور حدیث ابن عباسؓ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے جواز استمتاع سے جواز بیع کو ثابت کیا ہے۔ کیونکہ جس چیز سے نفع حاصل کیا جائے اس کا بیع جواز ہے ورنہ نہیں اس سے وہ اشکال رفع ہوا کہ بیع کا ذکر تو حدیث میں نہیں ہے۔ اور مردہ کے چمڑے سے انتفاع قبل از دباغت اور بعد از دباغت امام زہریؒ کا مشہور مذہب ہے جس کو امام بخاریؒ نے اختیار کیا ہے ان کا مستدل حضور ﷺ کا ارشاد ہے انما حرم اکلها گویا کہ کھانے کے علاوہ باقی سب تصرفات جائز ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں انما حرم اکلها سے تخصیص الکتاب بالسنة کا جواز ثابت ہوا کیونکہ قرآن مجید میں ہے حرمت علیکم المیتۃ وہ جمیع اجزاء کو شامل ہے۔ اور سنت نے اکل کو خاص کر لیا ہے اس سے امام بخاریؒ نے استدلال کیا۔ لیکن دوسرے طریق سے دباغت کی قید معلوم ہوتی ہے جو جمہور کی دلیل ہے۔ البتہ امام شافعیؒ نے کلب۔ خنزیر وغیرہا کو مستثنیٰ کر دیا

کہ ان کے چمڑے رنگنے سے پاک نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ حیوانات نجس العین ہیں۔ لیکن امام ابو یوسفؒ اور امام مالکؒ کسی چیز کا استثناء نہیں کرتے۔ اس لئے کہ آپؐ کا ارشاد ہے کل اہاب اذا دبغ فقد طهر الحدیث ہر وہ کچا چمڑا جب وہ رنگا جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔ اور جن لوگوں نے ممانعت ثبات کی ہے وہ اہاب کے لئے ہے۔ اہاب کچے چمڑے کو کہتے ہیں جو قبل از دباغت ہو واقعی اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں لیکن دباغت کے بعد اس کا نام قریہ وغیرہ ہے جس پر ممانعت وارد نہیں ہے۔ دراصل اس مسئلہ میں امام نوویؒ نے سات مذاہب نقل کئے ہیں۔ پسلا مذہب امام شافعیؒ کا ہے کہ تمام چمڑے دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں۔ سوائے کتے اور خنزیر کے۔ امام احمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ کوئی چمڑا پاک نہیں خواہ وہ مدبوغ کیوں نہ ہو۔ اور تیسرا مسلک امام اوزاعیؒ اور اسحق بن راہویہؒ کا ہے۔ کہ مأكول اللحم کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔ غیر مأكول اللحم کا نہیں۔ چوتھا مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے کہ جمیع میتات کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے سوائے خنزیر کے۔ امام مالکؒ کا مسلک ہے کہ دباغت سے چمڑوں کا ظاہر تو پاک ہو جاتا ہے لیکن باطن پاک نہیں ہوتا۔ اور اہل ظواہر کا مسلک یہ ہے کہ جمیع میتات حتیٰ کہ کلب اور خنزیر کے چمڑے بھی دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں۔ اور ساتواں مذہب امام زہریؒ کا ہے کہ جمع چمڑے سے نفع حاصل کیا جاسکتا ہے خواہ ان کو نہ بھی رنگا جائے۔ اور ان کا استعمال مانعات اور یا سات سب میں جائز ہے۔

## باب قتل الخنزیر وقال جابرؓ

### حرم النبی ﷺ بیع الخنزیر

ترجمہ۔ خنزیر کو قتل کرنا کیسا ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خنزیر کی بیع کو حرام قرار دیا۔

حدیث (۲۰۷۰) حدثنا قتيبة بن سعيد قال سمع ابا هريرة يقول قال رسول الله ﷺ والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما مقسطا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتى لا يقبله احد .

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ عنقریب تم میں ابن مریمؑ فیصل کنندہ انصاف کرنے والا ہو کر اترے گا۔ صلیب کو توڑ دے گا۔ خنزیر کو قتل کرے گا۔ اور جزیہ کو اٹھا دے گا۔ اور مال اس طرح بے گناہ کرے گا کہ اس کو قبول کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قتل الخنزیر اس باب کو ابواب البیوع میں داخل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اشارہ کرنا ہے کہ جس چیز کا قتل کرنا جائز ہے اس کی بیع جائز نہیں۔ اگرچہ بعض شوافعؒ نے خنزیر کے قتل کرنے میں تاہل کیا ہے جب کہ اسی کے قتل کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ لیکن جمہور ائمہ اس کے مطلق قتل کے قائل ہیں۔ البتہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اہل ذمہ پر خنزیر مستثنیٰ ہو گا کیونکہ خنزیر ان کے نزدیک مال ہے اور ہمیں ان کے اموال سے تعرض کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر اشکال ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں

تو اسے قتل کیا جائے گا اس میں تو کوئی استثناء نہیں ہے۔ کہا جائے گا کہ اس دور میں تو کوئی ذمی نہیں ہو گا سب مسلمان ہوں گے یہی وجہ ہے کہ صلیب کو توڑا جائے گا۔

## باب لا یذاب شحم المیتة ولا یباع ود کہ رواہ جابر عن النبی ﷺ -

ترجمہ۔ مردہ کی چربی نہ پکھلائی جائے اور نہ ہی گوشت کی چربی کو بیچا جائے۔ اس کو حضرت جابرؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حدیث (۲۰۷۱) حدثنا الحمیدی الخ  
انہ سمع ابن عباسؓ یقول بلغ عمرؓ ان فلانا باع  
خمرًا فقال قاتل الله فلانا الم یعلم ان رسول الله  
ﷺ قال قاتل الله اليهود حرمت علیہم الشحوم  
فجملوها فباعوها.....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ کو یہ خبر پہنچی کہ فلاں آدمی نے شراب بیچی ہے آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو مارے کیا وہ نہیں جانتا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے اللہ تعالیٰ نے ان پر چربیوں کو حرام کیا جس کو پکھلا کر انہوں نے خرید و فروخت شروع کر دی۔

حدیث (۲۰۷۲) حدثنا عبدان الخ عن  
ابی ہریرۃؓ ان رسول الله ﷺ قال قاتل الله اليهود  
حرمت علیہم الشحوم فباعوها واکلوا اثمنا  
قال ابو عبد الله قاتلهم الله لعنہم قتل لعن الخراصون  
الکذابون.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت برسائے جن پر چربیوں کو حرام کی گئی تھیں لیکن انہوں نے ان کو بیچا اور اس کی قیمت کی رقوم کھانے لگے امام بخاریؒ فرماتے ہیں قاتلہم اللہ کے معنی لعنہم کے ہیں قتل بمعنی لعن الخراصون بمعنی کذابوں کے ہیں۔

تشریح از قاسمی۔ جملوها ای اذا بواہا کرمانی نے اشکال پیدا کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان فعل کی حرمت پر کیسے استدلال کیا جواب یہ ہے کہ ان کے فعل پر قیاس کیا اور خطائی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے یہ قول حضرت سرہؓ کے بازے میں فرمایا تھا جنہوں نے خمر کا نام بدل کر اس کی خرید و فروخت کی لیکن ممکن ہے انہوں نے شراب کو سرکہ بنا کر فروخت کیا ہو اور اس کا نام بدل دیا ہو جیسا کہ یہود نے کیا تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے ان پر عیب لگایا کہ یہود جیسا کام نہ کرنا چاہئے۔ اس لئے حیلہ سازیاں اور وسائل جو محذورات تک پہنچائیں ان کا ابطال معلوم ہوا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا جس کی ذات حرام ہے اس کی قیمت کھانا بھی حرام ہے بعض نے کہا کہ حضرت سرہؓ نے

اہل کتاب سے جزیہ کی قیمت کے بدلہ شراب کو لیا اور پھر انہیں کے پاس بیچ دیا اپنے گمان کے مطابق انہوں نے اسے حلال سمجھا۔ یا نچوڑ کو بچا ہو جس سے شراب بنتی ہے۔ امام بخاریؒ نے قاتل کے معنی لعن کے اس لئے اخذ کئے کہ قرآن مجید میں ہے قتل الخواصون ان عباسؓ فرماتے ہیں قتل بمعنی لعن کے ہے اور خواصون کے معنی مجاہد نے کذابوں بیان فرمائے ہیں۔

## باب بیع التصاویر التی لیس فیہا

### روح وما یکرہ من ذلک

ترجمہ۔ ان تصویروں کا بیچنا جن میں روح نہ ہو

اور جو کچھ اس میں سے مکروہ ہے

حدیث (۲۰۷۳) حدثنا عبد اللہ بن عبد الوہاب الخ قال كنت عند ابن عباسؓ اذا تاه رجل فقال يا ابا عباسؓ انی انسان انما معیشتی من صنعة یدی وانی اصنع هذه التصاویر فقال ابن عباسؓ لا احذثک الا ما سمعت رسول اللہ ﷺ یقول سمعته یقول من صور صورة فان الله معذبه حتى ینفخ فیہا الروح ولیس ینافع فیہا ابدا فربا الرجل ربوة شديدة واصفر وجهه فقال ویحک ان ابیت الا ان تصنع فعلیک بهذا الشجر کل شیء لیس فیہ روح قال ابو عبد اللہ بسند عن سعید قال سمعت النضر بن انس قال كنت عند ابن عباسؓ بهذا الحدیث وبسند اخر من النضر بن انسؓ هذا الواحد .....

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی الحسنؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھا کہ ایک آدمی آپ سے آکر کہنے لگا کہ میں ایک ایسا آدمی ہوں جس کی گذران دستکاری سے ہے اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔ تو ابن عباسؓ نے فرمایا میں تمہیں وہ حدیث سناتا ہوں جو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے میں نے آپؐ کو فرماتے سنا کہ جو شخص تصویر بنائے گا تو پتھک اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دینے والا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے اندر روح پھونکے۔ وہ کبھی اس میں روح پھونکنے والا نہیں ہوگا تو اس شخص نے ایک لمبی سانس لی اور اس کا چہرہ خوف کے مارے زرد ہو گیا۔ تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر تو ماننا ہی چاہتا ہے تو اس درخت کی اور ہر اس چیز کی تصویر بنا سکتے ہو جس میں روح نہیں ہے۔ نضر بن انسؓ نے بھی ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت کی ہے اور ان سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔

تشریح از قاسمی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے انما معیشتی من صنعة یدی اور علیکم بهذا الشجر

سے ان غیر ذی روح تصویروں کا جواز اور ان کی بیع کی بلائہ سمجھ کر ترجمہ باندھ لیا۔ کہ غیر ذی روح کی تصویر بنانا اور ان کا پچھاد و نول جائز ہیں



ویسے وعید سے ان کی کراہت معلوم ہوئی۔ لہذا غیر روح کی تصویر بنانا بھی مکروہ ہوگا۔

ترجمہ - شراب کی تجارت کرنا حرام ہے  
حضرت جلد نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے شراب  
کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا۔

## باب تحريم التجارة في الخمر وقال جابر حرم النبي ﷺ بيع الخمر

حدیث (۲۰۷۴) حدثنا مسلم الخ عن  
عائشة قالت لما نزلت آيات سورة البقرة عن  
آخرها خرج النبي ﷺ فقال حرمت التجارة  
في الخمر .....

ترجمہ - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سورہ بقرہ کی  
آخری آیات نازل ہوئیں یعنی من اول آية الربوا الى آخر  
السورة نازل ہوئیں تو آپ نبی اکرم ﷺ گھر سے باہر مسجد میں  
تشریف لا کر فرمانے لگے کہ شراب کی تجارت کا کاروبار کرنا  
حرام کیا گیا ہے۔

## باب اثم من باع حراً

حدیث (۲۰۷۵) حدثنا بشر بن مرحوم الخ  
عن ابي هريرة عن النبي ﷺ قال قال الله ثلثة  
انا خصمهم يوم القيامة رجل اعطى بي ثم قدر  
ورجل باع حراً فاكل ثمنه ورجل استاجر اجيراً  
فاستوفى منه ولم يعط اجره ....

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے  
روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین آدمی ہیں  
قیامت کے دن میں خود ان سے جھگڑوں گا۔ پہلا تو وہ آدمی ہے  
جس نے میرا نام لے کر عہد و پیمان کیا پھر اس سے غداری کی کہ  
اسے پورا نہ کیا۔ دوسرا وہ ہے جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچا اور  
اس کی قیمت کھا گیا۔ اور تیسرا وہ آدمی ہے جس نے کسی مزدور کو  
اجرت پر رکھا اس سے کام تو پورا لیا لیکن اس کو اجرت نہیں دی۔

تشریح از قاسمی - اعطى بي اى اعطى العهد باسمى ثم نقض العهد ولم يوف به باع حراً اى عالماً متعمداً  
اگر ناواقف جاہل ہو کر بیچا ہے تو پھر اس وعید میں داخل نہیں ہے۔ اکل ثمنه اکل کا ذکر اس لئے ہے کہ یہ اعظم المنافع ہے۔

ترجمہ - جناب نبی اکرم ﷺ نے جب یہود مدینہ کو  
جلاوطن کیا تو ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی زمینیں بیچ دیں۔ اس بارے  
میں مقبری نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے۔

## باب امر النبي ﷺ اليهود ببيع ارضهم حين اجلاهم فيه المقبرى عن ابي هريرة

تشریح از قاسمی۔ امام بخاریؒ نے اس مقام پر پوری حدیث ذکر نہیں کی وہ تو کتاب الجہاد میں گزر چکی کہ یہ حکم آپؐ نے بنو النضیر کو دیا تھا یہاں صرف اشارہ کر دیا تاکہ تکرار حدیث لازم نہ آئے بغیر کسی فائدہ جدیدہ کے جیسا کہ امام بخاریؒ کی عادت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ بیع ارضہم صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے یسود بنی النضیر سے فرمایا تھا ان الارض لله ولرسوله فتحملوا ما شئتم کہ زمین تو اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ باقی جو کچھ تم اٹھا سکتے ہو وہ لے جاؤ تو یہاں امام بخاریؒ کے کلام کی تاویل کرنی ہوگی۔ بیع ارضہم کا مطلب یہ ہوگا کہ اب تم لوگ اس کے مالک نہیں ہو۔ اور سمجھ دار ایسے بات کہہ دیا کرتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث میں ہے فمن وجد منكم بماله شيئاً فليبعه اس عموم مع المال سے امام بخاریؒ نے بیع اراضی کو بھی اخذ کیا ہے۔ اور حقیقت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کو زمینوں کے بیچنے اور جلا وطن ہونے کا حکم دیا تھا جس کو منافقین کی حمایت کی وجہ سے انہوں نے کیا۔ اور منافقین کے کہنے پر جناب نبی اکرم ﷺ سے مقابلہ کا عزم کر لیا۔ تو حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو لے کر ان کا محاصرہ کیا جب وہ یسود منافقین کی امداد سے یابوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا تو انہوں نے پھر صلح کی پیش کش کی۔ اس مرتبہ آپؐ نے ان کو بیع الارض کی اجازت نہ دی۔ کیونکہ اب وہ حرلی ہو چکے تھے ان کا مال مباح ہو گیا تھا اس لئے آپؐ نے ان کو جلا وطن کر دیا اور فرمایا جو کچھ تم لوگ اونٹوں پر لاد کر لے جا سکتے ہو لے جاؤ چنانچہ وہ اپنی اراضی اور دیار کو خالی چھوڑ کر چلے گئے جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاعتبروا یا اولی الابصار۔ نیز اگر وہ حدیث ذکر کر دی جاتی تو بھی تکرار حاصل ہوتا جس کا کتاب البیوع سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس لئے امام بخاریؒ اسے نہیں لائے یہی وجہ ہے کہ بعض نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے۔ نیز بنو قینقاع اور بنو قریظہ اور بنی نضیر کے بعد جو بقایا یسود رہ گئے تھے یہ حکم ان کے لئے ہے۔ کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ فتح خیبر کے بعد تشریف لائے ہیں اور یسود خیبر کو آپؐ نے ان کی اراضی پر رہ جانے کا حکم دیا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے ان کو اپنے دور خلافت میں جلا وطن کر دیا۔

ترجمہ۔ غلام کو غلام کے بدلے اور جانور کو

جانور کے بدلے ادھار پر بیچنا کیسا ہے۔

## باب بیع العبد والحيوان نسيئة

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے ایک سواری کی اونٹنی چار

اونٹوں کے بدلے خریدی جو بائع کے ذمہ تھی کہ وہ اسے ربذہ

میں پہنچائے گا۔ اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کبھی کبھی ایک لونٹ

دو اونٹوں سے بہتر ہوتا ہے اور حضرت رافع بن خدیجؓ نے

واشتری ابن عمرؓ راحلة باربعة ابعرة

مضمونة عليه يوفيهها صاحبها بالربذة وقال ابن

عباسؓ قد يكون البعير خيراً من البعيرين واشتری

رافع بن خديج بعير أ ببعيرين فاعطاه احدهما

ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے خرید ایک تو اسی وقت دے دیا اور دوسرے کے متعلق فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو اسے میں کل جلدی لے آؤں گا۔ اور ابن السیبؒ نے فرمایا کہ جانوروں میں سود نہیں ہے ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے۔ ایک بھری دو بھریوں کے بدلے کچھ مدت تک بیچی جاسکتی ہے۔ اور ابن سیرینؒ نے فرمایا ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے اور ایک درہم کو دوسرے درہم کے بدلے ادھار پر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وقال اتيك بالآخر غداً رهواً انشاء الله وقال ابن المسيب لا ربا في الحيوان البعير بالبعيرين والشاة بالشاتين الى اجل وقال ابن سيرين لا باس بعير ببعيرين ودرهم بدرهم نسيئة.....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ قیدیوں میں حضرت ثیابی صفیہؓ بھی تھیں وہ حضرت دحیہ الکلبی کے حصہ میں آئیں بعد ازاں جناب نبی اکرم ﷺ کی طرف آگئیں۔

حدیث (۲۰۷۶) حدثنا سليمان بن حرب الع عن انس قال كان في السبي صفية فصارَت الى دحية الكلبی ثم صارَت الى النبی ﷺ.....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ راحلہ اس میں ترکیب کی کئی صورتیں ہیں۔ بعض مذہب کے موافق ہیں اور بعض مخالف ہیں جن میں غور و فکر کی ضرورت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ربذہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور مقام ہے جو مدینہ کے قریب ہے تین مراحل پر ہے مضمونہ علیہ یعنی یہ راحلہ بائع کے ذمہ رہے گی۔ جس کو وہی مشتری کے پاس ربذہ میں پہنچائے گا۔

ترکیب مضمونہ علیہ کی ضمیر اگر ابن عمرؓ کی طرف راجع ہو تو پھر منصوب ہو کر حال ہو گا من ابعرة سے اور قولہ یوفیہا صفت ہوگی۔ اس صورت میں ابعرة ادھار پر ہوں گے۔ راحلہ کا علم نہیں کہ ابن عمرؓ نے اس پر قبضہ کیا یا وہ بھی ادھار پر تھا۔ اور علیہ کی ضمیر بائع کی طرف ہو اور مضمونہ ابعرة کی صفت ہو اس صورت میں سرے سے ادھار ہے ہی نہیں۔ بلکہ بیع اور ثمن دونوں ربذہ میں ہیں بہر حال بیع الحيوان بالحيوان نسيئة میں علماء کا اختلاف مشہور ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بیع الحيوان بالحيوان نقداً تو ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن جب بیع نسيئة ہے تو امام شافعیؒ ہر صورت اسے جائز فرماتے ہیں البتہ امام مالکؒ اختلاف جنس کی صورت میں جائز اور اتحاد جنس کی صورت میں ناجائز فرماتے ہیں۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ بیع الحيوان بالحيوان نسيئة مطلقاً ناجائز قرار دیتے ہیں۔ خواہ اختلاف جنس ہو یا اتحاد جنس ہو ان کا مستدل حضرت سمرقہؒ کی روایت ہے جس میں ہے نہی النبی ﷺ عن بیع الحيوان بالحيوان نسيئة کہ بیع حیوان کی حیوان سے ادھار پر سے جناب نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ باقی مسئلہ کی تفصیل اوپر میں ملے گی امام بخاریؒ نے فی صفیہ کے قصہ سے اور آثار صحابہؓ سے بیع الحيوان بالحيوان نسيئة کے جواز پر استدلال قائم کیا ہے۔

## باب بیع الرقيق

## ترجمہ۔ غلام کو بیچنا

حدیث (۲۰۷۷) حدثنا ابو الیمان الخ  
ان ابا سعید الخدریؓ اخبرہ انه بینما هو جالس  
عند النبیؐ قال یا رسول اللہ انا نصیب سبیا  
فنجب الاثمان فکیف تری فی العزل فقال او  
انکم تفعلون ذلك لا علیکم ان لا تفعلوا ذلكم  
فانها لیست نسمة کتب اللہ ان تخرج الاہی خارجة

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ خبر دیتے ہیں کہ  
اس اثنا میں کہ وہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے  
کہ کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم جنگی قیدی عورتوں سے جماع بھی  
کرنا چاہتے ہیں اور ان کی قیمت کی ہرقم بھی چاہتے ہیں کیا ہم عزل  
کر سکتے ہیں کہ منی کا اخراج فرج سے باہر کیا جائے تو جناب ﷺ  
نے فرمایا کہ کیا تم لوگ یہ کام کیا کرتے ہو حالانکہ یہ کام نہ کرنا  
تم پر واجب بھی نہیں ہے اسلئے کہ جس جی کے متعلق اللہ تعالیٰ  
نے لکھ دیا ہے کہ وہ پیدا ہوگی تو اس نے ضرور بالضرور نکل کر

رہنا ہے اور جو لوگ عزل کو جائز نہیں کہتے وہ فرماتے ہیں کہ لا نہی سے اس چیز کی نفی کرنا ہے جس کا انہوں نے سوال کیا تھا۔ علیکم ان  
لا تفعلوا یہ کلام الگ ہو گا جو تہلیل کی تائید کرے گا تو معنی یہ ہوں گے کہ ترک عزل میں تمہیں کوئی نقصان نہیں اس لئے کہ جس جی نے  
آنا ہے وہ تو آکر رہے گا خواہ تم عزل کرو یا نہ کرو۔ امام بخاریؒ نے عزل کی ممانعت سے بیع الولد کی ممانعت پر استدلال کیا کیونکہ ولد کی  
وجہ سے باندی ام الولد بن جائے گی جس کی بیع ناجائز ہوگی۔

## باب بیع المدبر

## ترجمہ۔ آقا کے مرنے کے بعد آزاد ہونے والے

## غلام کی بیع کے بارے میں۔

حدیث (۲۰۷۸) حدثنا ابن نمیر الخ عن  
جابرؓ قال باع النبیؐ المدبر.....

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے مدبر کو بیع دیا۔

حدیث (۲۰۷۹) حدثنا قتیبہ الخ سمع  
جابر بن عبد اللہؓ یقول باعہ رسول اللہ ﷺ....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ان کو  
جناب رسول اللہ ﷺ نے بیع دیا۔

حدیث (۲۰۸۰) حدثنا زہیر بن حرب الخ  
ان زید بن خالد و ابا ہریرہؓ اخبراہ انما سمعا

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں  
حضرات فرماتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا

رسول اللہ ﷺ یسئل عن الامة تزني ولم تحصن  
قال اجلدو هائم ان زنت فاجلدو هائم ببعو ها بعد  
الثالثة او الرابعة .....

کہ آپ سے اس باندی کے متعلق پوچھا گیا جو زنا کرتی ہے اور  
شادی شدہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو کوڑے لگاؤ  
اگر پھر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ پھر اسے تیسری مرتبہ یا  
چوتھی مرتبہ کے بعد اسے بیچ دو۔

حدیث (۸۱ ۲۸) حدثنا عبد العزيز بن  
عبد الله الخ عن ابي هريرة قال سمعت النبي ﷺ  
يقول اذا زنت امة احدكم فتيين زناها فليجلدوها  
الحد ولا يثرب ثم ان زنت الثالثة فتيين زناها  
فليبعها ولو بحبل من شعر .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب  
رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ فرماتے تھے جب تم میں سے کسی کی  
باندی زنا کا ارتکاب کرے اور اس کا زنا بالکل واضح ہو جائے تو  
اس پر کوڑے مارنے کی حد جاری کرے۔ اور کوئی ملامت وغیرہ  
نہ کرے اگر تیسری مرتبہ وہ زنا کا ارتکاب کرے اور اس کا زنا  
بالکل واضح ہو جائے تو بالوں کی ایک رستی کے بدلہ میں بھی اسے  
بیچ دے۔

تشریح از قاسمی۔ باع النبی ﷺ المدبر الخ اس سے مدبر کی مع کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی امام شافعیؒ کا مذہب  
ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اور حدیث کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اس سے مدبر مقید مراد ہے۔ جس کی  
آزادی کو کسی خاص مرض سے خاص مہینہ سے مقید کیا ہو۔ تو ایسا غلام مدبر آزاد نہیں ہوگا۔ البتہ مطلق آزاد ہو جائے گا۔ جیسے کہ دوسری  
احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ بیع الامة کو مدبر کی مع میں اس لئے ذکر کیا گیا کہ امہ مطلقہ ہے۔ خواہ مدبرہ ہو یا غیر مدبرہ  
حد کھڑ چکی ہے۔

## باب هل يسافر بالجارية

### قبل ان يستبرئها

ترجمہ۔ کیا رحم کو خالی سمجھنے سے پہلے آقاؐ اپنی  
باندی کے ساتھ سفر کر سکتا ہے۔

ولم ير الحسن باساً ان يقبلها او يباشرها وقال ابن  
عمر اذا وهبت الوليدة التي توطا او بيعت او عتقت  
فليستبرأها راحمها بحيضة ولا تستبرأ العذراء ...

ترجمہ۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس کو  
بوسہ دینے اور بدن کو بدن سے ملانے میں کوئی حرج نہیں ہے  
اور ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ وہ باندی جس سے بھستری ہو چکی ہے

وقال عطاء لا باس ان يصيب من جاريته الحامل  
مادون الفرج وقال الله تعالى الاعلى ازواجهم  
او ماملكت ايمانهم فانهم غير ملومين .....

جب اسے بہہ کیا جائے یا بیچا جائے یا وہ آزاد ہو جائے تو وہ ایک  
حیف کے ساتھ اپنے رحم کو پاک کرے۔ اور بکارت والی کنواری  
لڑکی استبراء رحم نہ کرے۔ عطاءؒ فرماتے ہیں کوئی شخص

اپنی حمل والی باندی سے شرمگاہ کے علاوہ ہر طرح سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی بیویوں اور باندیوں سے  
بھڑی جائز ہے۔ ان پر اس بارے میں کوئی ملامت نہیں کی گئی۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جناب  
نبی اکرم ﷺ خیر تشریف لائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے خیر کے  
قلعوں پر آپؐ کو فتح عطا فرمائی تو آپؐ کے سامنے بی بی صفیہ  
بنت حبیبہ بنی امیہ کی خوبصورتی کا ذکر کیا گیا۔ ان کا شوہر قتل  
ہو چکا تھا۔ اور وہ خود دلہن بنی ہوئی تھیں تو جناب رسول اللہ  
ﷺ نے ان کو اپنے لئے چن لیا تو اسے لے کر خیر سے چل کر  
سد الروحاء تک پہنچے وہ حلال ہو گئیں۔ تو آپؐ نے ان سے  
بھڑی کی۔ پھر ایک چھوٹے سے چڑے کے دستر خواں پر  
ایک حلہ ساتیار کر کے رکھا گیا۔ پھر آپؐ رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا کہ جو لوگ آپؐ کے ارد گرد ہیں میں ان کو آنے کی اجازت  
دے دوں۔ پس بی بی بی بی صفیہؓ پر آپؐ کی دعوت ولیمہ تھی۔ پھر  
ہم لوگ مدینہ کی طرف چلنے لگے تو حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ  
میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے اپنے حیف سے  
اپنے پیچھے اونٹ کی کوہان پر جگہ بنائی پھر اپنے اونٹ کے پاس

حدیث (۲۰۸۲) حدثنا عبد الغفار بن داؤد قال  
عن انس بن مالك قال قدم النبي ﷺ خيبر فلما  
فتح الله عليه الحصن ذكر له جمال صفية بنت  
حبیب بن اخطب وقد قتل زوجها وكانت عروساً  
فاصطفاها رسول الله ﷺ لنفسه فخرج بها  
حتى بلغنا سد الروحاء حلت فبني بها ثم صنع  
حيساً في نطع صغير ثم قال رسول الله ﷺ  
اذن من حولك فكانت تلك وليمة رسول الله  
ﷺ على صفية ثم خرجنا الى المدينة قال  
فرايت رسول الله ﷺ يحوي لها وراءه بعباءة  
ثم يجلس عندهم فيضع ركبته فتضع صفية  
رجلها على ركبته حتى تركب ....

بٹھ کر اپنا گھنٹا رکھ دیا۔ بی بی صفیہؓ نے اپنا پاؤں آپؐ کے گھنٹا پر رکھ کر اونٹ پر سوار ہو گئیں۔

تشریح از قاسمی۔ حلت ترجمہ ہے کہ باندی سے استبراء رحم کے بعد آپؐ بھڑی ہوئے۔

ترجمہ۔ مردار اور عیال کا بیچنا کیسا ہے

باب بیع المیتة والاصنام

حدیث (۲۰۸۳) حدثنا قتيبة بن سعيد عن جابر

بن عبد الله انه سمع رسول الله ﷺ يقول عام الفتح وهو بمكة ان الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام فقبل يارسول الله ارايت شحوم الميتة فانها تطلی بها السفن ويدهن بها الجلود ويستصبح بها الناس فقال لا هو حرام ثم قال رسول الله ﷺ عند ذلك قاتل الله اليهود ان الله لما حرم شحومها جعلوه ثم باعوه فاكلوا ثم قال كتب الي عطاء سمعت جابراً عن النبی ﷺ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے موقعہ پر سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے شراب۔ مردار۔ خنزیر۔ اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیا ہے۔ آپ سے کہا گیا یا رسول اللہ! آپ بتائیں کہ مردار کی چربی سے تو کشتیوں کو طلاء کیا جاتا ہے۔ چڑوں کو تیل لگایا جاتا ہے۔ اور لوگ اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں وہ تو حرام ہے۔ پھر آپ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان پر چربیوں کو حرام قرار دیا تو انہوں نے اسے پھلایا پھر اس کو بیع کر اس کی قیمت کھانے لگے۔ عطاء نے یزید کے پاس لکھا کہ میں نے جابر سے سنا جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کر رہے تھے

تشریح از قاسمی۔ لاہو حرام ای البیع حرام کما قالہ الشافعی لیکن اکثر علماء میتہ کے کسی قسم کے انتفاع کو حرام سمجھتے ہیں لیکن جلد مدبوغ حلال ہے۔ کہ جس کا حدیث میں استثناء کیا گیا ہے۔ امام احمد اور بن ماجہ شون کسی قسم کے انتفاع کے قائل نہیں ہیں۔

## باب ثمن الكلب

حدیث (۲۰۸۴) حدثنا عبد الله بن يوسف

عن ابي مسعود الانصاري ان رسول الله ﷺ نهى عن ثمن الكلب ومهر البهي وحلوان الكاهن

حدیث (۲۰۸۵) حدثنا حجاج بن

اخبرني عون بن ابي جحيفة قال رايت ابي اشترى حجاماً فسألته عن ذلك قال ان رسول الله ﷺ نهى عن ثمن الدم وثمان الكلب وكسب الامة

ترجمہ۔ کتے کی قیمت کا استعمال کیسا ہے

ترجمہ۔ کتے کی قیمت۔ زنا کی خرچی۔ اور نجومی کی مٹھائی سے جناب رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عون بن ابی جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک بچہ لگانے والے غلام کو خرید اور اس کے آلات کو توڑ ڈالے جانے کا حکم دیا۔ تو میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا فرمایا کہ بیشک جناب رسول اللہ ﷺ

ولعن الواشمة والمستوشمة واكل الربوا وموكله  
ولعن المصور.....  
نے خون کی رقم۔ کتے کی قیمت۔ باندی کی زنا کی کمائی سے منع فرمایا  
گوند نے والی اور گندوانے والی سود کھانے والے اور کھلانے والے  
پر لعنت فرمائی اور تصویریں بنانے والے پر بھی لعنت فرمائی۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ کسب الامۃ سے کسب زنا مراد ہے۔ مطلق کسب نہیں باقی اس کو مطلقاً اس لئے چھوڑا گیا کہ  
یہ کسب زنا عرب کے یہاں مشہور تھا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظ فرماتے ہیں کہ عنقریب کتاب الاجارہ میں آ رہا ہے باب کسب البغی والاماء۔ فرمایا  
اس سے کسب زنا مراد ہے۔ عمل مباح مراد نہیں ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ کسب الامۃ سے اس کے جمیع کسب مراد ہیں۔ اور یہ سد  
ذرائع کے طور پر فرمایا کہ اس پر یومیہ کمائی نہ مقرر کی جائے تاکہ کہیں وہ کسب فرج پر مجبور نہ ہو جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کتاب السلم

باب السلم فی کیل معلوم ترجمہ۔ بیع سلم معلوم ٹاپ میں ہوگی

حدیث (۲۰۸۶) حدثنا عمرو بن زرارۃ

عن ابن عباس قال قدم رسول الله ﷺ المدينة

والناس يسلمون في الثمر العام والعامين اوقال

عامين او ثلثة شك اسمعيل فقال من سلف في

تمر فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو لوگ کھجور میں سال  
یا دو سال یا کما دو سال اور تین سال کے سودے کرتے تھے۔  
اسمعیل کو شک ہوا جس پر آپ نے فرمایا جو شخص کھجور میں  
سودا کرنا چاہے تو وہ معلوم ٹاپ و قول میں سودا کرے۔



حدیث (۲۰۸۷) حدثنا محمد الخ عن ابن ابی نجیح بھذا فی کیل معلوم ووزن معلوم .

ترجمہ۔ ابو نجیح نے بھی اسی حدیث کو بیان کیا ہے کہ معلوم ٹاپ اور تول میں ہونا چاہیے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ لغت میں سلم اسم من التسليم اور عرف فقہاء میں بیع الشئ علی ان یکون دیناً علی البائع بالشرائط المعتبرة شرعاً۔ اس کو بیع سلم اس لئے کہا جاتا ہے کہ رأس المال مجلس میں دیا جاتا ہے۔ اور بیع بائع کے ذمہ ادھار قرض ہے۔ سلم اور سلف دونوں کے معنی ایک ہیں۔ اس بیع کی مشروعیت پر تو سب کا اتفاق ہے۔ البتہ شرائط میں اختلاف ہے کیل معلوم اور وزن معلوم یعنی میکیلی چیز میں کیل متعین ہو اور وزنی چیز میں وزن مقرر ہو۔

### باب السلم فی وزن معلوم

ترجمہ۔ وزن معلوم میں بیع سلم ہو

حدیث (۲۰۸۸) حدثنا صدقة الخ عن ابن عباس قال قدم النبی ﷺ المدينة وهم یسلفون بالتمر السنتين والثلاث فقال من اسلف فی شیء ففی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم...

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے کہ لوگ پھلوں کے دو سال اور تین سال کے سودے کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا جس نے کسی چیز میں بیع سلم کرنی ہو تو وہ ٹاپ معلوم اور وزن معلوم اور مدت معلوم میں کرے۔

حدیث (۲۰۸۹) حدثنا علی بن عبد اللہ الخ وقال فلیسلف فی کیل معلوم الی اجل معلوم ..

ترجمہ۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ ٹاپ معلوم میں بیع سلم مدت معلوم تک کرے۔

حدیث (۲۰۹۰) حدثنا قتیبہ الخ سمعت ابن عباس یقول قدم النبی ﷺ وقال فی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم .....

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو فرمایا کیل معلوم وزن معلوم اور اجل معلوم تک بیع سلم کرے۔

حدیث (۲۰۹۱) حدثنا ابو الولید الخ اختلف عبد اللہ بن شداد بن الہاد و ابو بردة فی السلف فبعثونی الی ابن ابی اوفی فسألتہ فقال انا کنا نسلف

ترجمہ۔ عبد اللہ بن ابی المجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن شداد اور ابو ہریرہؓ کا بیع سلم کے بارے میں اختلاف ہوا تو انہوں نے مجھے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ کی طرف بھیجا میرے سوال کرنے پر انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ جناب

علی عہد رسول اللہ ﷺ وابی بکر و عمرؓ فی  
الحنطة والشعیر والزبیب والتمر وسالت ابن  
ابزی فقال مثل ذلك .....

نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ابو بکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ میں گندم جو  
اور کشمش اور کھجور میں بیع سلم کرتے تھے میں نے ابن ابزی  
سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی اسی طرح فرمایا۔

تشریح از شیخ منگوہی۔ الفاظ مختلف تھے اس لئے روایات میں ان کلمات کو جمع کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ اجل معلوم یہ حدیث شوافعؒ پر حجت ہے جو اجل کو شرط قرار نہیں دیتے۔ حالانکہ یہ نص صریح  
کی مخالفت ہے۔ پھر حد اجل میں اختلاف ہو گیا۔ ابن حزم کے نزدیک ایک گمڑی اور اس سے اوپر ہے بعض احنافؒ کے نزدیک نصف یوم  
سے کم نہ ہو۔ اور بعض کے نزدیک تین دن سے کم نہ ہو مابغیہؒ فرماتے ہیں دو دن سے کم نہ ہو۔ لیثؒ پندرہ دن فرماتے ہیں۔ در مختار میں کم از کم  
مدت ایک ماہ ہے۔ اور یہی مفتیؒ بہ قول ہے۔ نیز احمدیث میں چار چیزوں کا ذکر ہے جو سب مکیلات میں سے ہیں۔ موزوں کوئی چیز نہیں  
لیکن بعض طرق میں زیت کا لفظ ہے جو بالاتفاق جنس مایوزن بہ سے ہے۔ تو اس حدیث کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اس آخری  
حدیث کو اس باب میں لائے ہیں۔

ترجمہ۔ جس کے پاس اصل موجود نہ ہو  
اس کی طرف بیع سلم کرنا کیسا ہے۔

باب السلم الی من لیس  
عنده اصل۔

ترجمہ۔ محمد بن ابوالجہاد فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ  
بن شدادؓ اور ابو ہریرہؓ نے مجھے حضرت عبداللہ بن اوفیؓ کے پاس  
بھیجا فرمایا ان دو حضرات سے پوچھو کہ کیا نبی اکرم ﷺ کے  
صحابہ کرامؓ گندم کے اندر بیع سلم کرتے تھے تو حضرت  
عبداللہؓ نے فرمایا کہ ہم شام کے کاشتکاروں سے گندم جو۔ اور  
کشمش میں ناپ معلوم سے مدت معلوم تک بیع سلم کرتے  
تھے۔ میں نے پوچھا کہ ان چیزوں کی اصل ان کے پاس  
ہوتی تھی۔ یعنی کھیتی اور درخت ان کے ہوتے تھے انہوں نے  
فرمایا ہم اس کے متعلق ان سے نہیں پوچھتے تھے۔ پھر انہوں نے

حدیث (۲۰۹۲) حدثنا موسیٰ بن اسماعیل الن  
محمد بن ابی المجالد قال بعثنی عبداللہ بن شداد  
وابو بردۃ الی عبداللہ بن ابی اوفیؓ فقالا سلہ هل  
کان اصحاب النبی ﷺ یسلفون فی الحنطة  
قال عبداللہ کنا نسلف نبیط اهل الشام فی الحنطة  
والشعیر والزبیب فی کیل معلوم الی اجل معلوم  
قلت الی من کان اصلہ عنده قال ما کنا نسالہم  
عن ذلك ثم بعثانی الی عبدالرحمن بن ابزی

فسالته فقال كان اصحاب النبي ﷺ يسلفون علي عهد النبي ولم نسالهم الهم حرث ام لا...  
مجھے حضرت عبدالرحمن ابن ابویٰ کے پاس بھیجا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ اصحاب النبی ﷺ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں بیع سلف کرتے تھے۔ لیکن ان سے کوئی نہیں پوچھتا تھا کہ کیا ان کی کھیتی بھی ہے یا نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی۔ اس ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ اصل کا ہونا شرط نہیں ہے۔ اور بعض نے اصل سے مراد خود ان اشیاء کا وجود لیا ہے اصل نہیں۔ یہ بھی شرط نہیں ہے۔

حدیث (۲۰۹۳) حدثنا اسحق الواسطي عن محمد بن ابی المجالد بهذا وقال فنسلفهم فی الحنطة والشعیر.....  
ترجمہ۔ فرمایا ہم لوگ ان سے گندم اور جو میں بیع سلم کرتے تھے کہ رقم ان کو دے دی اور گندم۔ جو بعد میں لئے

حدیث (۲۰۹۴) حدثنا قتيبة الخ عن الشيباني وقال فی الحنطة والشعیر والزبيب وقال عبدالله حدثنا الشيباني.....  
ترجمہ۔ ایک سند میں شیبانی نے گندم جو اور کشمش روایت کیا ہے۔ اور دوسری سند سے زیتون روایت کیا ہے جو موزونی چیز ہو۔

حدیث (۲۰۹۵) حدثنا ادم الخ قال سالت ابن عباس عن السلم فی النخل قال نهی النبی ﷺ عن بیع النخل حتی یوکل منه وحتى یوزن فقال الرجل وای شیئ یوزن قال رجل الی جانبہ حتی یحوز وقال معاذ الخ نهی النبی ﷺ مثله.  
ترجمہ۔ ابوالبختری طائی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے کھجور میں بیع سلم کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا جب تک کہ اس سے کھایا نہ جائے اور وزن نہ کیا جائے جس پر ایک آدمی نے کہا کہ یہاں تک کہ وہ محفوظ ہو جائے معاذ کی سند سے بھی اسی طرح ہے کہ آپ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ اسلم فی النخل سے مراد کھجور کا پھل ہے اس روایت سے اس پر استدلال ہے کہ بیع اور سلم وجوب تسلیم مبیع میں مشترک ہیں۔ البتہ تسلیم مبیع سلم میں تو متاخر ہے بیع میں نہیں۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ پھل جب تک پک نہ جائے وہ معدوم ہے جو مقدور التسلیم نہیں ہے لہذا بیع سلم میں مسلم فیہ کا وجود لوگوں کے ہاتھوں میں ہونا ضروری ہے تاکہ

تسلیم ممکن ہو اگرچہ مسلم الیہ کے ہاتھ میں نہ ہو۔ کیونکہ عادت یہ ہے کہ یہ دانے اور پھل فصلوں سے متعلق ہیں لوگوں کے ہاتھ میں نہیں ہوتے مگر تھوڑے تھوڑے ہوتے حصاد اور جذاز کے زمانہ میں بہت ہو جاتے ہیں۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ مسلم فیہ عقد مسلم میں مطلق ہو۔ اور عقد میں یہ شرط ہو کہ مسلم فیہ جو اس سال پیدا ہو تو صلاحیت سے پہلے پہلے اس کے سپرد کرنے پر قدرت کا نہ ہونا ظاہر ہے۔ اس تحقیق سے حضرت ابن عباسؓ کے جواب اور سائل کے سوال میں مطابقت معلوم ہو گئی۔ سائل نے مسلم کے متعلق سوال کیا تھا اور ابن عباسؓ نے مطلق بیع کے متعلق فرمایا اور یہی تقریر پہلی روایت میں بھی ہو گی۔

ما یوزن کے وزن کو بعید اس لئے سمجھا کہ وزن تو کجوروں کے گوشوں کی کٹائی کے بعد ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ پہلی ابن عباسؓ کی ہے جو پہلے بھی گزر چکی ہے

جس کو تین مشائخ سے ذکر فرمایا جن کے الفاظ میں کمی و بیشی ہے۔ پہلی روایت میں ہے من اسلف فی شیء ففی کیل معلوم۔ اور دوسری میں ہے من اسلف فی شیء فلیسلف فی کیل معلوم الی اجل معلوم۔ اس میں وزن معلوم کا ذکر نہیں ہے۔ اور تیسری روایت میں اس کی تصریح ہے اور اختلاف بھی بیان فرمایا۔

بالنخل ثمر تھا۔ سب شراح نے یہی توجیہ کی ہے۔ اس سے حافظ نے استدلال کیا کہ نخل معین فی بستان معین میں بیع مسلم کا جواز معلوم ہوا لیکن بعد بدو صلاحہ یعنی پھل کے پکنے کے بعد۔ یہی مابھیہ کا قول ہے لیکن اکثر علماء نے بستان معین میں بیع مسلم کو ممنوع قرار دیا ہے کیونکہ یہ دھوکہ ہے اور اس حدیث کو اکثر حضرات نے مسلم حال پر محمول کیا ہے اور بوجز میں نقل کیا ہے کہ بستان معین میں بیع مسلم کے عدم جواز پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

اشترک البیع گزر چکا ہے کہ مسلم میں وہ شرائط ہیں جو بیع میں نہیں ہیں کیونکہ بیع مسلم میں رأس المال مجلس کے اندر سپرد کیا جاتا ہے اور مجمع بائع کے ذمہ باقی رہتی ہے۔ بدل اس کو جلدی مل جاتا ہے۔

با یدی الناس مسلم فیہ کا موجود ہونا یہ احتاف کے نزدیک شرط ہے۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ کون المسلم فیہ موجود حین الاجل عند العقد موجود ہونا شرط نہیں ہے یہ ائمہ ثلاثہ کا مسلک ہے امام ثوریؒ اور لوزاعیؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔

حتی یوزن جاننا چاہیے کہ وزن اکل اور خرص یہ سب ظہور صلاح یعنی پھل پکنے سے کنایہ ہیں۔ علامہ عینیؒ نے روایات کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ان احادیث سے احتافؒ ثوریؒ اور کوفیوں نے دلیل پکڑی کہ بیع مسلم اس وقت تک جائز نہیں جب تک مسلم فیہ لوگوں کے ہاتھوں میں موجود نہ ہو۔ عقد کے وقت سے لے کر مدت مقررہ کے آنے تک اگر مسلم فیہ منقطع ہو تو بیع مسلم جائز ہو گی۔

ترجمہ۔ کجور میں بیع مسلم کے بارے میں

باب السلم فی النخل

حدیث (۲۰۹۶) حدثنا ابو الولید الخ سأل

ابن عمر عن السلم فی النخل فقال نهی عن بیع النخل حتی یصلح وعن بیع الورق نساء بن جزی وسأل ابن عباس عن السلم فی النخل فقال نهی النبی ﷺ عن بیع النخل حتی یوکل منه اویا کل منه وحتی یوزن .....

ترجمہ۔ حضرت ابو البختری فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے کھجور میں بیع سلم کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ کھجور کی بیع سے منع کیا گیا ہے جب تک اس میں صلاحیت نہ ہو جائے اور چاندی ادھار کی بیع نقد سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اور میں نے ابن عباسؓ سے کھجور میں بیع سلم کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جناب نبی اکرم ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا ہے جب تک اس سے کھایا نہ جائے یا جب تک خود نہ کھائے اور یہاں تک کہ وزن کیا جائے۔

حدیث (۲۰۹۷) حدثنا محمد بن بشار الخ

قال سألت ابن عمر عن السلم فی النخل فقال نهی النبی ﷺ عن بیع الثمر حتی یصلح ونهی عن الورق بالذهب نساء بن جزی وسأل ابن عباس فقال نهی النبی ﷺ عن بیع النخل حتی یاکل اویوکل وحتی یوزن قلت وما یوزن قال رجل عنده یحرز .....

ترجمہ۔ ابو البختری فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے کھجور میں بیع سلم کرنے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع کیا ہے جب تک کہ اسے خود نہ کھائے یا وہ کھائی نہ جائے اور یہاں تک کہ اس کا وزن نہ کیا جائے۔ یہ یوزن کیا چیز ہے ایک آدمی نے جو آپ کے پاس تھا اس نے کہا اس کا مطلب ہے کہ اسے محفوظ کر دیا جائے۔

تشریح از قاسمی۔ ان روایات کی تشریح گزرنی چکی ہے۔ فائدہ ان قیود کا یہ ہے کہ مالک کے تصرف سے پہلے فقراء کے

حقوق کی مقدار کی پہچان ہو جائے۔

ترجمہ۔ بیع سلم میں ضامن کیسا ہے

باب الکفیل فی السلم

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے ادھار پر غلہ خریدا اور اس کے پاس لوہے کی ایک زرہ گروی رکھی۔

حدیث (۲۰۹۸) حدثنا محمد بن سلام الخ

عن عائشۃ قالت اشتری رسول اللہ ﷺ طعاماً من یہودی بنسیئۃ ورهنه درعاً له من حديد .....

”تشریح از قاسمی“۔ اشکال یہ ہے کہ حدیث سے ترجمہ کیسے ثابت ہوا جواب یہ ہے کہ یا تو کفالت سے ضمان مراد لی جائے تو واقعی مرہون چیز قرض کی ضمان ہے یا اس کو رہن پر قیاس کیا جائے کہ دونوں وثیقہ ہیں یہی وجہ ہے کہ جس چیز کی رہن صحیح ہے اس کی ضمان صحیح ہے۔ اور اسی طرح اس کا عکس ہے۔ نیز! یہ بھی شبہ ہے کہ حدیث میں عقد سلم کا ذکر نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ سلم سے مراد سلف یعنی قرض ہے۔ خواہ وہ نقد واجب الذمہ ہو جنس ہو۔

ترجمہ۔ حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابراہیم نخعیؒ کے پاس قرض کے اندر رہن رکھنے کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت اسودؒ نے حضرت عائشہؓ سے حدیث بیان کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ کچھ مدت کے لئے خرید فرمایا۔ اور اس کے پاس لوہے کی ایک زرہ رہن رکھ دی۔

حدیث (۲۰۹۹) حدثنا محمد بن محبوب الخ قال الا عمش ثنا كونا عند ابراهيم الرهن في السلف فقال حدثني الاسود عن عائشة ان النبي ﷺ اشترى من يهودي طعاما الى اجل معلوم وارتهن منه درعا من حديد.....

”تشریح از شیخ گنگوہی“۔ روایت سے استدلال قیاس پر مبنی ہے کہ جب رہن رکھنا ثمن کے لئے جائز ہے تو مٹمن کیلئے بھی جائز ہوگا وہ مسلم فیہ ہے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس لئے کہ جامع وجوب فی الذمہ ہے۔ اس لئے وثیقہ کی ضرورت ہے۔

”تشریح از شیخ زکریا“۔ امام بخاریؒ نے الرهن فی السلم میں بھی وہی حضرت عائشہؓ والی روایت ذکر فرمائی ہے۔ شاید کفیل کو بھی رہن کے ساتھ لاحق کر دیا۔ کیونکہ جب اس حق میں رہن ثابت ہے تو اس میں کفیل بھی لیا جاسکتا ہے اسی طرح ابراہیم نخعیؒ نے استنباط کیا ہے۔ چنانچہ اعمشؒ فرماتے ہیں جب ہم نے ابراہیم نخعیؒ کے پاس رہن اور کفیل فی السلم کا ذکر کیا تو انہوں نے یہی حدیث بیان فرمائی۔ اور اس حدیث سے ان لوگوں پر رد کرنا مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ سلم میں رہن جائز نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ربوا مضنون ہے تو حضرت ابراہیم نخعیؒ نے اس حدیث سے اس پر رد فرمایا۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے فربان مقبوضة اور لفظ عام ہے سلم اور غیر سلم سب داخل ہیں۔

ترجمہ۔ مقبرہ مدت تک بیع سلم کرنا

باب السلم الى اجل معلوم وبه

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابو سعیدؓ حضرت اسودؓ حسن بصریؒ اسی کے قائل ہیں۔ اور ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جو غلہ معلوم ہو۔ زرغ معلوم ہو۔ مدت بھی معلوم ہو۔ اس کے قرض میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ یہ اس کھیتی میں نہ ہو جس کی صلاحیت ظاہر نہیں ہوئی۔

وقال ابن عباسؓ وابو سعید والاسود والحسن وقال ابن عمرؓ لا باس في الطعام الموصوف بسعر معلوم الى اجل معلوم ما لم يك ذلك في زرع لم يبد صلاحه...

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ پھلوں کے اندر دو دو سال اور تین تین سال کا ادھار کا سودا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا پھلوں میں ادھار کرنا ہے تو ناپ بھی معلوم ہو۔ مدت بھی معلوم ہو اور دوسری سند میں ہے کہ وزن بھی معلوم ہو۔

حدیث (۲۱۰۰) حدثنا ابو نعیم الخ عن ابن عباسؓ قال قدم النبی ﷺ المدينة وهم یسلفون فی الثمار السنین والثلاث فقال اسلفوا فی الثمار فی کیل معلوم الی اجل معلوم وقال عبد اللہ ابن الولید الخ فی کیل معلوم ووزن معلوم۔

ترجمہ۔ حضرت محمد بن ابی الجالد فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو بردہ اور عبد اللہ بن شداد نے حضرت عبد الرحمن بن ابی اویس اور عبد اللہ بن ابی اونیؓ کے پاس بھیجا تو میں نے ان سے بیع سلم کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غصھوں کا مال ملتا تھا ہمارے پاس شام کے غلہ کے تاجروں میں سے تاجر آتے تو ہم ان کے ساتھ گندم۔ جو اور زیتون میں مدت مقرر تک بیع سلم کا سودا کرتے تھے انہوں نے کہا میں نے پوچھا کہ کیا ان کی کھیتی بھی ہوتی تھی یا کھیتی نہیں ہوتی تھی۔ ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ ہم ان سے اس کا سوال نہیں کرتے تھے۔

حدیث (۲۱۰۱) حدثنا محمد بن مقاتل الخ عن محمد بن ابی المجالد قال ارسلنی ابو بردہؓ وعبد اللہ بن شداد الی عبد الرحمن بن ابی و عبد اللہ بن ابی اوفیؓ فسالتهم عن السلف فقالوا کنا نصیب المغانم مع رسول اللہ ﷺ فكان یاتینا انباط من انباط الشام فسنلقهم فی الحنطة والشعیر والزبيب الی اجل مسمى قال قلت اکان لهم زرع اولم یکن لهم زرع قالوا ما کنا نسنلهم عن ذلك.....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ما لم یکن ذلك فی زرع یعنی پھلوں میں کوئی کھجور متعین نہیں ہوتی تھی۔ اور دانوں میں کوئی کھیتی مقرر نہیں ہوتی تھی۔ السنین والثلاث یعنی اس میں کوئی نقصان نہیں خواہ سو سال تک بیع سلم ہو جائے۔ شرط یہ ہے کہ مسلم فیہ بیع منقطع نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ السلم الی اجل معلوم سے شوافعؒ پر رد کرتا ہے۔ کہ سلم حالی کو جائز کہتے ہیں مآلی کو جائز نہیں کہتے جب اساطین صحابہ اور اساطین تابعی اسے جائز کہہ رہے ہیں تو منع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ حضرات مانعین اجل معلوم کے معنی علم بالاجل کے لیتے ہیں۔

## باب السلم الی ان تنتج الناقة

حدیث (۲۱۰۲) حدثنا موسى بن اسمعيل الخ  
عن عبد الله قال كانو يتبايعون الجزور الی حبل  
الحيلة فنهى النبی ﷺ عنه فسرہ نافع ان تنتج  
الناقة مافی بطنها .....

ترجمہ۔ اونٹنی کے چمہ جننے تک بیع سلم کا کرنا

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ لوگ ذبح  
ہونے والے اونٹ کو حبل الحبلہ تک خرید کرتے تھے جناب  
نبی اکرم ﷺ نے اس سے من فرمایا جس کی تفسیر حضرت نافعؓ  
نے یوں فرمائی کہ اونٹنی کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسکو جن لے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام حاریؒ کی غرض اس باب کے منعقد کرنے سے یہ ہے کہ اگر بیع سلم میں اجل مجهول ہو تو  
بیع سلم جائز نہ ہوگی۔ ابن عمرؓ کی تفسیر یہ ہے کہ بیع الجزور من موجل الی ان تلد الناقة وتلد ولدھا یعنی اونٹنی کے بچے کا  
بچہ جنے اور بعض نے کہا کہ اس کا مطلب بیع ولد ولد الناقة یعنی اونٹنی کے بچے کے بچہ کا بیچنا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کتاب الشفعة

## باب الشفعة مالہم یقسم

## فاذا وقعت الحدود فلاشفعة۔

ترجمہ۔ جن چیزوں کو تقسیم نہیں کیا گیا شفعہ ان میں  
ہوگا جب حد بندی ہو جائے پھر شفعہ نہیں ہے۔

حدیث (۲۱۰۳) حدثنا مسدد الخ عن جابر  
بن عبد الله قال قضی رسول اللہ ﷺ بالشفعة  
فی کل مال لم یقسم فاذا وقعت الحدود  
وصرفت الطرق فلاشفعة .....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب  
نبی اکرم ﷺ نے شفعہ کا فیصلہ ہر اس مال میں کیا جو تقسیم شدہ  
نہ ہو۔ پس جب بھی حد بندی ہو گئی اور راستے بنادئے گئے پھر  
شفعہ نہیں ہے۔



تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ شفعہ کے لغوی معنی ضم یعنی ملانے کے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں

تملك قهری فی العقار بعوض یثبت علی الشریک القدیم للحادث یعنی زمین کا زبردستی مالک بننا ہے۔ اس ثمن کے بدلے جو قدیم شریک کے لئے ثابت ہوا تھا اب نئے شریک کے لئے اسی قیمت پر ثابت ہوگا۔ شفعہ خلاف اصل ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مشتری کے ملک سے چھین کر بغیر اس کی رضامندی کے معاوضہ پر مجبور کرتا ہے۔ لیکن شریعت نے بعض مصالح کی بنا پر اس کو مشروع کیا ہے۔ لیکن اس کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ملک مشتری ہو جسے تقسیم نہ کیا گیا ہو۔ بنا بریں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جاری یعنی ہمسائے کیلئے شفعہ نہیں ہے۔ البتہ امام اعظمؒ اور امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ شفعہ شرکت کی وجہ سے یا شرکت فی الطریق کی وجہ سے اور شرکت جوار کی وجہ سے ثابت ہوتا ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ بیع اراضی ہو۔ عروض اور اسباب میں شفعہ لاگو نہیں ہوگا۔ اسی طرح منقولات میں شفعہ نہ ہوگا۔ تیسری شرط یہ ہے کہ بیع کا تقسیم ممکن ہو۔ اگر ممکن نہیں ان میں شفعہ نہیں ہے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ حصہ منتقل بالعوض ہو اگر بلا عوض منتقل ہوا ہے تو اس میں شفعہ نہیں جیسے ہبہ۔ وراثت اور صدقہ اس پر سب ائمہ کا اتفاق ہے۔ اور منتقل ہوا بھی دو قسم ہے کہ عوض مال ہو جیسے بیع۔ اس میں بلا خلاف شفعہ ہوگا۔ اور عوض مال نہیں ہے۔ جیسے حق مر یا غلغ کا بدلہ۔ ظاہر یہ ہے کہ ان میں شفعہ نہیں ہے۔ ائمہ ثلاثہ وجوب شفعہ کے قائل ہیں اور پانچویں شرط مطالبہ علی النور ہے۔ جب کہ شفعہ کو علم ہو جائے خاموشی کی صورت میں شفعہ کا حق ساقط ہو جائے گا۔

ترجمہ۔ زمین فروخت کرنے سے

شفیع پر شفعہ پیش کرنا۔

باب عرض الشفعة

علی صاحبها قبل البیع

ترجمہ۔ حضرت حکمؒ تابعی فرماتے ہیں کہ جب شفعہ نے

بیع سے پہلے اجازت دے دی ہے تو اب اس کو شفعہ کا حق نہیں

ہوگا۔ اور امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ جس کا شفعہ بیع دیا گیا اور

وقال الحكم اذا اذن له قبل البيع فلا شفعة له

وقال الشعبي من بيعت شفعته وهو شاهد لا يغيرها

فلا شفعة له .....

وہ اس مجلس میں حاضر تھا جس کو اس نے تبدیل نہیں کیا تو اب اس کا حق شفعہ ساقط ہو گیا۔

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن الشریدؒ فرماتے ہیں کہ میں

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس کھڑا تھا کہ حضرت مسور بن

مخرمہؒ تشریف لائے جنہوں نے اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں

حدیث (۲۱۰۴) حدثنا المکی بن ابراہیم الخ

عن عمرو بن الشرید قال وقفت علی سعد بن

ابی وقاص فجاء المسور بن مخزوم فوضع یدہ

میں سے ایک کندھے پر رکھ دیا کہ اچانک جناب نبی اکرم ﷺ کے ازاں کردہ غلام ابورافعؓ "تشریف لائے۔ اور فرمانے لگے اے سعد! آپ کی حویلی میں میرے جو دو گھر ہیں آپ ان کو میرے سے خرید کر لیں۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں ان کو نہیں خریدوں گا۔ حضرت مسورؓ نے فرمایا اے سعد! اللہ کی قسم! تجھے ان دونوں کو ضرور بالضرور خرید کرنا ہو گا۔ تو حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! کہ میں تو آپ کو چار ہزار درہم سے زائد بالکل نہیں دوں گا۔ خواہ وہ مضروبہ ہوں یا غیر مضروبہ ہوں حضرت ابورافعؓ نے فرمایا کہ مجھے تو ان کے بدلہ پانچ سو دینار

علیٰ احدی منکبی اذ جاء ابورافع مولى النبی ﷺ فقال یاسعد ابتع منی بیتی فی دارک فقال سعدواللہ ما ابتاعها فقال المسورواللہ لتبتا عنہما فقال سعدواللہ لا ازیدک علی اربعة الاف منجمۃ او مقطعة قال ابورافع لقد اعطیت بها خمس مائۃ دینار ولولانی سمعت النبی ﷺ الجار احق بسقبہ ما اعطیتکھا باربعة الاف وانا اعطی بها خمس مائۃ دینار فاعطاھا ایاہ .....

دیئے جارہے ہیں اگر میں نے جناب رسول اللہ سے نہ سنا ہو تا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ ہمسایہ اس حصہ کا زیادہ حقدار ہے تو میں آپ کو وہ دونوں گھر چار ہزار درہم میں کبھی نہ دیتا کیونکہ اس کے مجھے پانچ سو دینار دیئے جارہے ہیں چنانچہ وہ دونوں گھر انہوں نے حضرت سعدؓ کو دے دیئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ حضرت حکمؒ کا فتویٰ مذہب حنفیہ کے مخالف ہے۔ کیونکہ وہ شفع کو شفعہ کے مطالبہ کا حق دیتے

ہیں اگرچہ اس سے پہلے بیع کی اجازت مل چکی ہو۔ ہاں البتہ اگر شفع کی اجازت سے بیع ہوئی ہو تو پھر بیع کے بعد شفعہ کا حق نہیں رہتا۔ باقی حکم تاہی کا مذہب حنفیہ کے مخالف ہونا کوئی ضرر کی بات نہیں۔ اور اسی طرح شعبیؒ کا قول بھی کوئی اثر انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دونوں تاہی ہیں۔ اور تاہی کا قول امام صاحب جیسے تاہی پر حجت نہیں ہو سکتا۔ دوسرے قول شعبیؒ کے مخالف بھی نہیں اس لئے کہ ہم استرداد کا حق نہیں دے رہے۔

ولولالی سمعت الخ جس کی وجہ سے ابورافعؓ نے اپنے ہمسایہ پر منت اور تفضل کیا ہے۔ اور شارع نے اس کی فضیلت

میان فرمائی ہے۔ یہ نہیں کہ انہوں نے حدیث کے مقصد کو نہیں سمجھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یخالف مذہب الحنفیہ بلکہ جمہور کے مسلک کے خلاف ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ

امام ثوریؒ۔ امام الحافظؒ اور امام احمدؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اگر احد الشریکین پر دوسرا شفعہ پیش کرے اور وہ اس کو نہ لے تو اس کا حق ساقط ہو جائے گا امام طحاویؒ۔ امام ابو حنیفہؒ۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا حق ساقط نہیں ہو گا۔ بلکہ وہ بعد البیع بھی تو شفعہ کے ماتحت بیع کو لے سکتا ہے۔ کیونکہ شفعہ ابھی واجب نہیں ہوا تھا۔ وہ تو بعد البیع واجب ہوتا ہے۔ لہذا قبل البیع اور عند البیع کی

اجازت کارگر نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ جو چیز ابھی واجب نہیں ہوئی اس کے چھوڑنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ مابریں وجوب کے وقت یہ حق ساقط نہیں ہوگا۔ ائمہ ثلاثہ کا یہی مسلک ہے۔ البتہ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ حق باذنہ ساقط ہو جائے گا۔

باذن الشفیع اس جگہ اذن سے اذن عند البیع مراد ہے۔ یعنی سکوت عن المطالبہ ہے پس جمہور کے نزدیک اسے حق استرداد نہیں ہوگا۔

منتہ وفضلا علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو رافعؓ نے اپنے مکان اس قیمت سے کم پر حضرت سعدؓ کو دے دیئے جو غیر انہیں دیتے تھے۔ یہ ان کے مکارم اخلاق اور احسان کی دلیل ہے۔ کیونکہ سب کا اتفاق ہے کہ شفع کی بیع کی صورت میں ثمن اوّل پر بیع کو لے سکتا ہے۔

مثّل هذا الحق یعنی الشفعة للجوار یہ مسئلہ کافی اختلافی ہے۔ ائمہ ثلاثہ بلکہ جمہور الشفعة للشريك ثم الشريك فی الطريق ثم بالجوار۔ حضرت ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا حقدار تو شریک ہے۔ وہ نہ ہو پھر شریک فی الطريق ہے ان میں سے اقرب فالاقرب حقدار ہوں گے۔ پھر بعد ازاں شفعہ بالجوار ہے۔ جس کے ثبوت پر بہت احادیث دلالت کرتی ہیں ان میں سے ایک یہ حدیث ابو رافعؓ کی ہے جس کی تخریج امام حارّیؒ نے کئی مقامات پر کی ہے۔ اور دوسری روایت ترمذی میں حضرت سرہنگیؓ نے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جارا الدار احق بالدار جس کی تخریج امام طحاویؒ نے چھ صحیح طرق سے کی ہے۔

## باب ای الجوار اقرب ترجمہ۔ کون سا ہمسایہ زیادہ قریب ہے

حدیث (۲۱۰۵) حدثنا حجاج الخ عن عائشةؓ قلت یا رسول اللہ ان لی جارین فالی ایہما اهدی قال الی اقربہما منک باباً ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! میرے دو ہمسائے ہیں ان میں سے کس کو میں ہدیہ بھیجوں۔ فرمایا جس کا دروازہ تیرے قریب ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ فرماتے کہ الشفعة للشريك وقال ابو حنیفہ الجار وهذا الحدیث حجة علیہ لیکن یہ کلام بڑا عجیب ہے کیونکہ امام صاحبؒ صرف جارا کو ہی شفعہ کا حقدار نہیں کہتے بلکہ شریک فی المبیع کو پھر شریک فی حق المبیع کو اور پھر ان دونوں کے بعد حق شفعہ دینے کے قائل ہیں۔ وہو حجة علیہ کیسے صحیح ہوگا۔ جب کہ امام شافعیؒ نے اس عمل کو ترک کر دیا اور امام اعظمؒ اس پر عامل ہیں اور بعد ازاں حدیث جارا پر بھی عامل ہیں آپ نے ایک دلیل کو لیا اور دوسری کو چھوڑ دیا۔ اور فاسدہ تاویلات کر کے امام اعظمؒ پر طعن و تشنیع کرنا شروع کر دیا۔

الجار احق لسقبہ سقب کے معنی قریب کے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ وغیرہم اس سے جارا کے لئے حق شفعہ ثابت کرتے ہیں

اور دوسرے حضرات اس سے شریک مراد لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ابو رافعؓ حضرت سعدؓ کے شریک تھے۔ لیکن یہ صحیح نہیں اس لئے کہ عمرو بن شعبہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد ابو رافع کے جارتھے۔ نیز! امام بخاریؒ نے حدیث ابو رافع سے حق شفعہ للجوار ثلث کیا اور حدیث عائشہؓ کو باب الشفعہ میں داخل کر کے اقرب باباً کو ابعد پر مقدم قرار دیا۔ تو جارا ملاصق اقرب من غیرہ ہوگا تو وہی حقدار ہوگا۔

# نوال پارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## باب فی الاجارات

ترجمہ۔ نیک آدمی کو مزدور رہانا

استیجار الرجل الصالح

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بے شک بہترین آدمی جس کو تواجرت پر رکھے۔ طاقتور بھی اور امانت دار بھی ہے۔ اور خزانچی امانت دار ہوتا ہے۔ اور جو شخص خود عمدہ مانگے اسے عمدہ نہ دیا جائے۔

وقول الله تعالى ان خير من استاجرت  
القوى الامين والخازن الامين ومن لم يستعمل  
من اراده .....

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا خزانچی امانت دار ہے جس چیز کا اسے حکم دیا جائے وہ اس کو خوشدلی سے ادا کرے تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

حدیث (۲۱۰۶) حدثنا محمد بن يوسف الع  
عن ابی موسیٰ الاشعریؓ قال قال النبی ﷺ  
الخازن الامین الذی یؤدی ما امر به طیبۃ نفسہ  
احدا المتصدقین .....

حدیث (۲۱۰۷) حدثنا مسدد الخ عن

ابی موسیٰ " قال اقبلت الی النبی ﷺ ومعی

رجلان من الاشعریین قال فقلت ما علمت انهما

یطلبان العمل فقال لن اولان تستعمل علی عملنا

من اراده .....

ترجمہ۔ ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت نبی اکرم

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ساتھ قبیلہ اشعر کے

دو آدمی تھے۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ عمدہ طلب کرتے ہیں

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر گز اس کو عامل نہیں بنائیں گے

جو اس کا ارادہ کرتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ القوی الامین امین کے لفظ کی ترجمہ پر دلالت ظاہر ہے۔ من لم يستعمل من اراده

اس معاملہ میں ادب یہ ہے کہ جہاں خیانت کا گمان ہو وہاں طالب عمدہ کو عامل نہ بنایا جائے۔ یا یہ شبہ ہو کہ یہ شخص کام کو نہیں نبھاسکے گا

یا اچھی طرح سرانجام نہیں دے گا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی طالب کو عامل نہ بنایا جائے اگر یہی مراد ہو تو پھر اعمال اور اجارات کا دروازہ ہی

بند ہو جائیگا اور بسا اوقات مزدوروں کا پتہ نہیں چل سکتا جب تک وہ مزدوری طلب نہ کریں یہی وجہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے

خود ہی عمدہ طلب کیا۔ جب انہوں نے سمجھا کہ وہ اس قابل ہیں کہ وہ ذمہ داری پوری کریں گے۔ قال اجعلنی علی خزائن الارض

اور بعض صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے اپنی قوم کی امانت کا سوال کیا۔ اجعلنی امام قومی کہ مجھے اپنی قوم کا امام بنا دیجئے۔ جس پر

آپؐ نے فرمایا انت امامہم واقتدا باضعفہم تم اس قوم کے امام ہو مگر ضعیفوں کا خیال رکھنا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطلانیؒ فرماتے ہیں ان خیر الایۃ دلیل ہے اس بات کی کہ قوی اور امین اجر ماننے کے لائق ہے

اور مبالغہ پیدا کرنے کے لئے خیر کو ان کا اسم بنایا اور فعل کو لفظ ماضی کے ساتھ ذکر کیا اس بات پر دلالت کرنے کے لئے کہ یہ معاملہ مجرب

اور مشہور ہے۔ اس آیت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی طرف اشارہ ہے جو بہت شعیب علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا جب کہ

موسیٰ علیہ السلام نے ان کے مویشیوں کو پانی پلایا تھا قوت کا اندازہ تو اس پتھر کے اٹھانے سے ہوا جس کو دس یا چالیس آدمی مشکل سے اٹھاتے

تھے۔ اور امانت یہ ہے کہ مجھے پیچھے پیچھے چلنے کو کہا کہ ان کی طرف نہ دیکھ سکیں۔ علامہ عینیؒ نے قرطبی سے نقل کیا ہے کہ ظاہر احادیث

سے طلب الامارة کی تحریم معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حدیث میں ہے السائل الحریص یوکل الیہا ولا یعان علیہا اور خود امام

بخاریؒ نے کتاب الاحکام میں ایک باب باندھا من لم یستل الامارة اعانہ اللہ علیہا الخ حافظؒ فرماتے ہیں کہ جس نے الامارة کو

حرص کی بنا پر طلب کیا اس کی اعانت نہیں ہوتی۔ اصل یہ ہے کہ من تواضع لله رفعه اللہ ورنہ یوسف علیہ السلام نے اجعلنی علی

خزائن الارض اور سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہب لی ملکا لا ینفی لاحد من بعدی بنا میں امام بخاریؒ نے اس کے بعد ایک باب

باندھا ما یکوہ من الحرص علی الامارة تو اس طرح روایات میں تطبیق ہو جائے گی۔ البتہ امارت میں خطر عظیم ہے اسلئے اکابر ملت نے

اس سے احتراز کیا ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں طلب امارۃ واجب ہو جاتی ہے۔ جیسے یوسف علیہ السلام جو مصالحت امت کو دوسرے لوگوں کی نسبت بہتر سمجھتے تھے اور خدمت غلق کے جذبہ سے سرشار تھے اس لئے مطالبہ کیا۔

ترجمہ۔ چند قراریط پر بحریوں کو چرانا اور

بعض نے کہا قراریط مکہ میں ایک جگہ کا نام ہے

## باب رعی الغنم علی قراریط

حدیث (۲۱۰۸) حدثنا احمد بن محمد

المکی الخ عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال ما بعث اللہ نبیا الارعی الغنم فقال اصحابہ وانت فقال نعم کنت ارعاهما علی قراریط لاهل مکة..

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے

روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بحریاں نہ چرائی ہوں۔ آپؐ کے اصحابؓ نے پوچھا کیا آپؐ نے بھی آپؐ نے فرمایا ہاں۔ میں مکہ والوں کی بحریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔

تشریح از قاسمی۔ اجارۃ اجرت کا اسم ہے اجیر کی اجرت کو کہتے ہیں اور شریعت میں بیع منفعة معلومہ باجر معلوم

بعض نے کاتملیک المنافع ہوض۔ مگر پہلی تفسیر بہتر ہے کہ منافع معلومہ کو اجر معلوم کے عوض بیچا جائے یہ اجارہ ہے۔

ترجمہ۔ مشرک کو اجیر بنانا جب کہ اہل اسلام

میں سے کوئی دستیاب نہ ہو اور جناب نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے یہود سے مزارعہ کا معاملہ فرمایا۔

## باب استیجار المشرکین عند الضرورة

او اذالم یوجد اهل الاسلام وعامل النبی ﷺ یہود خیبر۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ

ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ نے قبیلہ بنی دیل پھر بنی عبد بن عدی کا ایک آدمی کرایہ پر لیا جو راہ متانے والا اور راستوں کا ماہر تھا جو آل عاص بن وائل کی حلف میں شامل ہو گیا تھا اور کفار قریش کے دین پر تھا۔ پس یہ دونوں حضرات اس سے بے خوف ہو گئے اور اپنی دو سواری کی اونٹنیاں اس کے حوالہ کر دیں اور تین راتوں کے بعد اس سے غار ثور پہنچے کا وعدہ لیا۔ چنانچہ وہ تین راتیں گزر جانے کے بعد صبح سواری کی اونٹنیاں ان کے پاس لے آیا

حدیث (۲۱۰۹) حدثنا ابراہیم بن موسی الخ

عن عائشۃ واستاجر النبی ﷺ ابو بکرؓ رجلا من بنی الدیل ثم من بنی عبد بن عدی ہادیا خربتا الخربت الماہر بالہدایۃ قد غمس یمین حلفی فی ال العاص بن وائل وهو علی دین کفار قریش فامناه فدفعنا الیہ راحلتیہما صبیحة لیال ثلث فارتحلا وانطلق معہما عامر بن فہیرۃ والدلیل

الدلیلی فاخذہم وهو طریق الساحل ..... پس یہ دونوں حضرات سوار ہو کر چل پڑے ان کے ہمراہ حضرت

عامر بن نصیرؓ حضرت صدیق اکبرؓ کے غلام اور یہ دلی راہر بھی چل پڑے پس وہ ان سب حضرات کو ساحل سمندر کے راستے سے لے گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وہ راہبر ان کو ایسے راستے سے لے گیا جو غیر معروف تھا تاکہ کوئی کافر آپؐ سے تعرض نہ کرے

تو اس کے لئے ایک ماہر راہبر کی ضرورت تھی۔

اخرات المغازہ پوشیدہ اور تنگ راستوں کا ماہر اس کو خیریت کہتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ خرت الابرة سے جس کے

معنی سوراخ کرنے کے ہیں۔

قد غمسی بمعنی دخل بہ آل العاص بن وائل کا حلیف تھا۔ کہتے ہیں کہ جب لوگ ایک دوسرے سے حلف لیتے تو اپنے

ہاتھوں کو خون یا طوق کے پانی میں ڈبو دیتے تھے۔ جس سے حلف کی تاکید ہو جاتی تھی۔ جاننا چاہئے کہ امام بخاریؒ نے حدیث سے مشرک کو

اجیر مانے کا جواز عند الضرورت ثابت کیا ہے کہ جب کوئی مسلمان دلیل نہ ملا تو مشرک کو رہبر بنایا گیا۔ خیبر کے لئے جب کوئی مسلمان

مزارع نہ ملا تو یود خیبر سے معاملہ کیا گیا۔ اگرچہ ان حدیثوں میں مشرک کے اجیر نہ مانے کی تصریح نہیں ہے۔ غالباً امام بخاریؒ نے آپؐ کی

دوسری حدیث مسلم سے انا لانتعین بمشرك کو ملا کر جمع بین الاخبار کر دیا کہ عند الضرورت جائز ہے اور اجیر مسلمان کو ترجیح

دی جائے گی۔ لیکن ابن بطلالؒ فرماتے ہیں کہ عامة الفقہاء نے عند الضرورت و علاوہ ضرورت دونوں صورتوں میں استیجار مشرک کی

اجازت دی ہے۔ کیونکہ اجیر مانے میں مشرک کی ذلت ہے۔ البتہ مسلمان مشرک کا اجیر نہ بنے۔ کیونکہ اس میں مسلم کی ذلت ہے۔ ترجمہ

اذالم یوجد اهل الاسلام سے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مشرکین اور فساق سے استعانت جائز

ہے۔ جب کہ وہ اوامر اور نواہی پر قائم ہوں۔ دلیل یہ ہے کہ غزوہ حنین میں جناب نبی اکرم ﷺ نے صفوان سے مدد لی اور رومیوں کے

متعلق خبر دی کہ وہ مسلمانوں کی حفاظت کریں گے۔ اور منافق سے استعانت تو اجماعاً جائز ہے۔ اس لئے کہ آپؐ نے عبد اللہ بن ابی بن

سلول سے مدد لی۔

ترجمہ۔ جب کسی اجیر کو اس طرح مقرر کرے کہ وہ تین دن

کے بعد یا مہینہ کے بعد یا سال کے بعد اس کیلئے کام کرے تو یہ جائز

ہے جب کہ وہ مدت آجائے جس کی دونوں نے شرط لگائی تھی۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ

ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ نے قبیلہ بنو دیل کا ایک آدمی راہبر

باب اذا استاجر اجیرا لیعمل لہ

بعد ثلثة ایام او بعد شهر او بعد سنة جاز و ہما

علی شرطہما الذی اشترطہ اذا جاء الاجل

حدیث (۲۱۱۰) حدثنا یحییٰ بن بکیر

ان عائشۃ زوج النبی ﷺ قالت واستاجر

جو راستوں کا ماہر تھا اسے اجیر بنایا۔ وہ کفار قریش کے دین پر تھا ان دونوں نے اپنی سواری کی دو اونٹنیاں اس کے سپرد کر دیں اور تین راتوں کے بعد غار ثور میں تیسرے دن کی صبح کو اونٹنیاں پہچانے کا وعدہ لیا۔

رسول اللہ ﷺ و ابو بکرؓ رجلا من بنی الدیل  
هادیاً خریناً و هو علی دین کفار قریش فدفع الیه  
راجلتیهما و واعداه غار ثور بعد ثلث لیال  
براجلتیهما صبح ثلاث.....

تشریح از قاسمی۔ حدیث سے تین دن کے بعد عمل کا ثبوت ہے۔ امام حارثیؒ نے مہینہ اور سال کو اس پر قیاس کیا یعنی اجل بعید کو اجل قریب پر قیاس کیا۔ کیونکہ ان میں کوئی افضل نہیں ہے تو حدیث مطلق اجل کے جواز پر دلیل ہوئی۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ امام حارثیؒ کی غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ اجارہ اگرچہ زمان عمل سے مقدم ہو مگر اجرت تب واجب ہوگی جب کہ معقود علیہ کو سرانجام دے گا اس سے امام حارثیؒ نے اس وہم کا دفع کیا ہے کہ عمل شروع کرنے سے پہلے اجیر کو پابند کیا گیا۔ جیسے دیلی کو تین دن تک بعد العقد پابند رہنا پڑا۔ شاید بغیر اجرت یہ عقد ممنوع ہے تو مصنفؒ نے روایت سے متلادیا یہ تقدیم عقد جائز ہے۔ اور جس بلا عوض وہ ایک وعدہ ہے۔ عمل نہیں ہے۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو اجرت عمل اور جس دونوں کے مقابل ہوگی اب کوئی اشکال نہیں ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو فائدہ بیان فرمایا ہے وہ نہایت دقیق ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اجیر عمل میں بعد لیم کے شروع ہوگا۔ یہ جواز ثابت ہے۔ جس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اونٹنیوں کو عامر بن نعیمہ چراتا تھا نہ کہ دلیل چراتا تھا۔ اس کو تو صرف رامتانے کے لئے اجیر بنایا گیا جس کا عمل تین دن کے بعد شروع ہوا۔

## باب الاجیر فی الغزو ترجمہ۔ جنگ میں اجیر مقرر کرنا

ترجمہ۔ حضرت یعلیٰ بن امیہؓ فرماتے ہیں کہ جنگی والے لشکر میں یعنی غزوہ تبوک میں میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ جماد میں گیا۔ اور یہ میری شمولیت میرے دل میں میرے تمام اعمال میں سے زیادہ قابل وثوق عمل تھا۔ اس غزوہ میں میرا ایک اجیر تھا جس کی کسی دوسرے انسان سے لڑائی ہو گئی تو ان میں سے

حدیث (۲۱۱۱) حدثنا یعقوب بن ابراہیم النخعی  
عن یعلیٰ بن امیہ قال غزوت مع النبی ﷺ  
جیش العسرة فکان من اوثق اعمالی فی نفسی  
فکان لی اجیر فقاتل انساناً فعض احدهما اصبع  
صاحبه فانترع اصبعه فاند رثیتہ وقال الفیدع



اصبعه فی فیک تقصمها قال احسبه قال کما یقضهم الفحل وقال ابن جریج بسند بمثل هذه الصفة ان رجلاً عض یدرجل فاندثر ثیبه فاھد رھا ابو بکرؓ .....

ایک نے دوسرے کی انگلی دانت سے کاٹنے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی انگلی کھینچ لی۔ جس سے اس کا اگلا دانت اکھڑ کر گر پڑا تو وہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپؐ نے اس کے دانت کا قصاص ساقط کر دیا۔ اور فرمایا کہ کیا وہ اپنی انگلی تیرے

منہ میں چھوڑ دیتا تاکہ تو اسے دانتوں سے کاٹ کھائے اور میرا گمان یہ ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جیسے زراونٹ کاٹ کھاتا ہے۔ اور دوسری سند کے ساتھ اس جیسا ایک واقعہ بھی ہے ایک شخص دوسرے شخص کا ہاتھ دانت سے کاٹنے لگا جس سے اس کے اگلے دانت گر پڑے تو حضرت ابو بکرؓ نے اس کا قصاص ساقط کر دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جيش العسرة سے غزوہ تبوک مراد ہے جو ۹ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ موسم سخت گرم۔ باغات کے پھل پک چکے تھے۔ اور پانی و خوراک کی سخت قلت تھی۔ اور سفر دور دراز کا تھا۔

فاھدر اثنیۃ ای لم یثبت لہ قصاصاً یہی حکم دوسرے دانتوں کا بھی ہے۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کے معاملہ میں کوئی بھی قصاص کا قائل نہیں ہے۔ البتہ ضمان میں اختلاف ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ تو ضمان کو بھی ساقط کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ ضمان کے قائل ہیں۔ اور حدیث سے جو اجیر رکھنے کا اثبات ہوتا ہے وہ اجیر للخدمت تھا۔ قتال کے لئے نہیں تھا۔ کیونکہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے قتال کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ دوسرا اس میں نائب نہیں بن سکتا۔

## باب من استاجرا جیراً فیین لہ الاجل ولم ییین العمل۔

ترجمہ۔ جس نے اجیر رکھا مدت تو بیان کر دی  
لیکن عمل بیان نہ کیا۔

لقلولہ تعالیٰ انی ارید انانکحک احدی  
ابنتی ہاتین الی قولہ علی مانقول وکیل یا جیر  
فلاناً یعطیہ اجراً ومنہ فی التعزیرۃ اجرک اللہ ...

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شعیب علیہ السلام نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو لڑکیوں میں سے ایک کا تمہارے ساتھ نکاح کر دوں الخ یا جیر فلاناً کسی کو اجرت دے

اسی سے تعزیرت میں کہا جاتا ہے اجرک اللہ اللہ تعالیٰ تجھے اجر دے۔ اس عبارت سے امام بخاریؒ کا مقصد فاجرونی ثمان حجج کی تفسیر کرنا ہے۔ اگر اشکال ہو کہ اس باب کے منعقد کرنے سے امام بخاریؒ کا کیا مقصد ہے جب کہ اس باب کے لئے کوئی حدیث بھی ذکر نہیں فرمائی تو جواب یہ ہے کہ ہمالو قات امام بخاریؒ تراجم ابواب منعقد کر کے اس سے فقہی مسائل بتلانا چاہتے ہیں۔ اس جگہ اس قسم کے اجارہ کے جواز کو

ثابت کرنا ہے۔ اور دلیل میں قرآنی آیت بیان فرمائی ہے اور علامہ عینی فرماتے ہیں کہ شرائع من قبلنا میں لڑکی کی شادی بھریاں چرانے پر ہو جاتی تھی لیکن ہماری شریعت میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

## باب اذا ستاجرا جیرا علی

### ان یقیم حائطا یرید ان ینقض جاز

حدیث (۲۱۱۲) حدثنا ابراہیم بن موسیٰ الخ  
حدثنی ابی ہریرۃ کعب قال قال رسول اللہ ﷺ  
فانطلقا فوجدا جدارا یرید ان ینقض قال سعید  
بیدہ ہکذا ورفع یدیدہ فاستقام قال یعلیٰ حسب  
ان سعیدا قال فمسحہ بیدہ فاستقام لوشنت  
لاتخذت علیہ اجرا قال سعید اجرا نا کله .....

ترجمہ۔ جب کوئی اجیر اس شرط پر رکھے کہ جو دیوار  
گر رہی ہے اس کو سیدھا کر دے تو یہ جائز ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ترجمہ آیت۔ وہ دونوں حضرات  
چل پڑے تو اس بستی میں ایک دیوار کو پایا کہ وہ گرنے کے  
قرب ہے تو سعید نے اپنے ہاتھ کو اس طرح کیا اور اسے اوپر کو  
اٹھایا جس سے وہ ٹھیک ہو گئی۔ یعلیٰ فرماتے ہیں کہ میرا گمان  
یہ ہے کہ سعید نے فرمایا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے لپ دے کر  
اسے سیدھا کر دیا پھر فرمایا اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت  
لے سکتے تھے۔ سعید فرماتے ہیں کہ اجرت جس کو آپ کھا لیتے۔

تشریح از شیخ منگوینی۔ امام حنائی کی غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ جس طرح استیجار میں تعیین اجل یعنی مدت کا  
مقرر کرنا جائز ہے اگرچہ عمل کا بیان نہ ہو جیسے گذر چکا۔ اس طرح تعیین عمل جائز ہے اگرچہ وہ مدت واضح نہ ہو جس میں عمل سے فارغ  
ہونا ہے یہ دونوں قسم کے استیجار شرعاً اور عرفاً معمول بھی ہیں یعنی ان پر عمل ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ امام بخاری کا مقصد اس ترجمہ سے یہ ہے کہ جس طرح مدت کی تعیین سے اجارہ منضبط ہوتا ہے  
اسی طرح تعیین عمل سے بھی منضبط ہوتا ہے۔ قسطلانی فرماتے ہیں کہ یہ دوسرے قسم کا اجارہ جس میں عمل کی تعیین نہ ہو صحیح ہے یا نہیں  
امام بخاری کا میلان جواز کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ جس پر دلیل آیت قرآنی پیش کی ہے۔ اس سے امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ عمل کی  
تعیین الفاظ میں ضروری اور شرط نہیں۔ بلکہ مقاصد کا اتباع کیا جائے گا الفاظ کا نہیں۔

مولانا محمد حسن کی نے اپنی تقریر میں لکھا ہے۔ عمل اس جگہ دعی الغنم بھریاں چرانا تھا جس میں یہ بیان نہیں تھا کہ تم نے  
فلاں زمین میں انہیں چرانا ہے۔ یا فلاں وقت میں چرانا ہے۔ یا سو بکریوں کو چرانا یا دو سو بکریوں کو چرانا ہے۔ تو اس طرح عمل غیر معین ہوا اور  
اکثر علماء فرماتے ہیں کہ نکاح کا اس حق مہر پر واقع ہونا یہ موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت تھی غیر کے لئے جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں

غور یعنی دھوکہ ظاہر ہے۔ دوسرے احمدی ابنتی میں منکوحہ کی تعیین بھی نہیں ہے۔ البتہ اس کو وعدہ قرار دیا جاسکتا ہے اب اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ کسی نے ایک سال کی خدمت پر کسی سے نکاح کیا تو امام شافعیؒ فرماتے ہیں نکاح جائز ہے۔ جب کہ خدمت کا وقت معلوم ہو مثلاً اس کو ایک سال خدمت کرنی پڑے گی۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر ہم ہسٹری نہیں کی تو نکاح منع ہے اگر ہم ہسٹری کر چکا ہے تو مہر مثل واجب ہو گا۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگر آزاد ہے تو مہر مثل دینا ہو گا۔ اگر غلام ہے تو سال بھر کی خدمت کرنی ہو گی امام محمدؒ فرماتے ہیں سال بھر خدمت کی قیمت دینا ہو گی۔ کیونکہ یہ خدمت منقوض ہے۔ باقی تفصیل اوپر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

## باب الاجارة الى نصف النهار ترجمہ۔ دوپہر تک کے لئے اجارہ کرنا

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے

روایت کرتے ہیں کہ تمہاری مثال اور دونوں کتاب والوں کا حال اس شخص کے حال کی طرح ہے کہ جس نے کچھ مزدور طلب کئے۔ فرمایا جو مزدور میرے لئے صبح سے لیکر دوپہر تک کام کرے گا اسے ایک قیراط ملے گا چنانچہ یہودیوں نے عمل کیا۔ پھر اس نے کہا جو میرے لئے دوپہر سے لے کر عصر کی نماز تک کام کرے تو اسے بھی ایک قیراط ملے گا۔ چنانچہ نصاریٰ نے اس پر عمل کیا۔ بعد ازاں اس نے کہا کہ جو عصر سے لے کر سورج غروب ہونے تک عمل کرے گا اسے دو قیراط ملیں گے پس تم وہی ہو جس پر یہود اور نصاریٰ ناراض ہو گئے۔ کہ ہم سے کام تو زیادہ لیا گیا لیکن عطیہ تھوڑا ملا۔ مالک نے کہا کہ میں نے تمہارے حق میں کوئی کمی کی ہے انہوں نے کہا نہیں فرمایا یہ افضل ہے میں جس کو چاہوں دے دوں۔

حدیث (۲۱۱۳) حدثنا سليمان بن حرب

عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال مثلکم ومثل اهل الكتابین کمثل رجل استاجر اجراء فقال من يعمل لی من غدوة الى نصف النهار علی قیراطٍ فعملت الیهود ثم قال من يعمل لی من نصف النهار الى صلوة العصر علی قیراطٍ فعملت النصارى ثم قال من يعمل لی من العصر الى ان تغیب الشمس علی قیراطین فانتم هم ففضبت الیهود والنصارى فقالوا مالنا اکثر عملاً واول عطاء قال هل نقصتکم من حقکم قالوا لا قال فذلك فضلی اوتیه من اشاء.....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مالنا اکثر عملاً واول عطاء ظاہر یہ ہے کہ یہ اکثریت اور اقلیت باعتبار ان سخت تکالیف اور

سخت اعمال کے جو پہلی امتوں میں پائے گئے خلاف اس امت مرحومہ کے تو وہ لوگ دوسری امتوں والے اکثر عملاً ہوں گے۔ اور ہم اکثر عطاء ہوں گے۔ اگر زمان اور وقت کا اعتبار کیا جائے تو یہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اگر مجموعہ امت کے زمان کا اور ان کی ملت کے باقی رہنے کا لیا جائے کہ وہ منسوخ نہیں ہوئی اس اعتبار سے امت مرحومہ امت عیسیٰ علیہ السلام کے اعتبار سے اقل زمانا نہیں رہتی کیونکہ ان کا زمانہ تو

صرف پانچ سو سال کا ہو گا۔ اور امت محمدیہ چودہ سو سال سے آگے جا رہی ہے۔ اور یہ اکثریت و اقلیت ہر ہر فرد کی عمر کے اعتبار سے لی جائے تو بے شک ہماری عمریں ان کی عمروں سے کم ہیں۔ لیکن پھر غضبیت الیہود والنصارى صادق نہیں آسکتا۔ کیونکہ جب امت محمدیہ کے ہر ہر فرد کا اعتبار کیا گیا تو اہل کتابین کے بھی ہر ہر فرد کا اعتبار کیا جائے گا۔ تو اس صورت میں غضبوا کا صادق نہ آنا ظاہر ہے کیونکہ ان کے مؤمنین بالانبیاء السالقیں کفار کے غیر ہیں۔ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا انکار کیا۔ تو اس وقت مؤمنین کی کثرت ہو گی۔ لیکن جب کثرت باعتبار مشقت کے ہو زمان کے اعتبار سے نہ ہو۔ تو پھر مجموعہ زمانہ کا دونوں طرف معتبر ہو گا۔ اس وقت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے طول زمانہ سے اعتراض وارد نہ ہو گا۔ بہر حال یہ مسئلہ بہت غور طلب ہے کیونکہ اس میں بڑے رموز ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا۔ تمثیل پر بہت سے اشکالات کئے گئے ہیں جن کے شرائع نے کئی جوابات دیئے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اکثر علماء صرف یہود کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ ان کا زمانہ زیادہ ہے اس لئے اکثر عملا ہوں گے۔ یہ جواب اس لئے درست نہیں ہے۔ دونوں فریقوں کا اکثر عملا اور ان کے زمانے کا اطول ہونا ظاہر سیاق کے خلاف ہے۔ مولانا حسین بنغالی کی تقریر میں ہے کہ حنفیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ عصر کا وقت مثمن کے بعد شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے ظہر کا وقت صحر سے بڑھ سکتا ہے ورنہ نہیں۔

تشریح از قاسمی۔ اس قسم کے سب ابواب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اجارہ کے لئے یوم کامل ضروری نہیں دن کے حصوں میں بھی اجارہ کیا جاسکتا ہے۔ اہل کتابین سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ اور کھٹل و جل میں تقدیر عہدت پور ہے۔ مفلکم مع نبکم و مثل اهل الکتابین من النہائم کھٹل و جل غیر النصف دانق اور دانق ایک درہم کا سوس ہوتا ہے۔

## باب الاجارة الى صلوة العصر

ترجمہ۔ عصر کی نماز کے وقت تک اجارہ کرنا

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ مزدوری سے عمل کا تقاضا کیا تو کہا کہ کون میرے لئے دو پہر تک ایک ایک قیراط پر کام کرتا ہے۔ تو یہود نے ایک ایک قیراط پر عمل کیا۔ پھر نصاریٰ نے ایک ایک قیراط پر عمل کیا۔ بعد ازاں تم وہ لوگ ہو جو عصر کی نماز سے لے کر غروب شمس تک دو دو قیراط پر عمل کر رہے ہو پس یہود و نصاریٰ ناراض ہو گئے کہ ہمارا عمل بہت ہے اور عطیہ

حدیث (۲۱۱۴) حدثنا اسمعيل بن ابي اويس عن عبد الله بن عمر بن الخطاب ان رسول الله ﷺ قال انما مثلکم والیہود والنصارى کرجل استعمال عمالا فقال من یعمل لی الی نصف النهار علی قیراط قیراط فعملت الیہود علی قیراط قیراط ثم عملت النصارى علی قیراط قیراط ثم انتم الذین تعملون من صلوة العصر الی

تھوڑا ہے تو آقائے کما کے کیا میں نے تمہارے حق میں سے کسی چیز کی کمی کی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں تو آقائے کما کے پس یہ میرا فضل ہے جسے میں دینا چاہوں دے دیتا ہوں۔

مغارب الشمس علی قیراطین قیراطین فغضبت  
اليهود والنصارى وقالوا نحن اكثر عملاً واول  
عطاء قال هل ظلمتكم من حقكم شيئاً قالوا لا  
فقال فذلك فضلى اوتيه من اشاء .....

ترجمہ۔ جو مزدور کی اجرت کو روکے اس کا گناہ کیا ہے

## باب اثم من منع اجر الاجير

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین آدمی ہیں جن سے میں خود جھگڑا کرنے والا ہوں گا۔ قیامت کے دن! ایک تو وہ آدمی ہے کہ جس نے میرے نام سے عہد و پیمان کیا پھر اس سے بے وفائی کی۔ دوسرا وہ آدمی ہے جس نے ایک آزاد آدمی کو بیچا اور اس کے ثمن کی رقم کھائی۔ تیسرا وہ ہے جس نے کسی کو مزدور رکھا کام تو اس سے پورے لیا لیکن اس کو مزدوری نہیں دی۔

حدیث (۲۱۱۵) حدثنا یوسف بن محمد الخ  
عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال قال اللہ تعالی  
ثلاثة انا خصمهم يوم القيمة رجل اعطی بی ثم  
غدر ورجل باع حراً فاکل ثمنه ورجل استاجر  
اجیراً فاستوفی منه ولم یعطه اجرہ .....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ظاہر یہ ہے کہ اس باب کو تینوں ابواب کے آخر میں لانا چاہیئے تھا نہ کہ درمیان میں۔ لیکن امام

بخاریؒ ایک نکتہ کی خاطر اسے درمیان میں لائے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اس باب سے اشارہ کرنا ہے کہ جیسے تھوڑا تھوڑا عمل ہوتا جائے ایسے اجرت بھی تھوڑی تھوڑی دی جائے۔ اگرچہ عادت یہ ہے کہ اجیر اپنی اجرت یوم کامل یا مہینہ گزرنے کے بعد تقاضا کرتا ہے لیکن اس کو حق پہنچتا ہے کہ وہ دن کے پورے ہونے سے پہلے مطالبہ کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ کسی نے دن کے دو تہائی حصہ میں کام کیا پھر اسے چھوڑ دیا یا نہیں چھوڑا مگر اس کو اختیار ہے کہ اپنی دو تہائی اجرت کا تقاضا کرے۔ یہی وجہ ہے کہ باب الاجارۃ الی نصف النہار سے پہلے اس باب کو نہیں لائے کیونکہ اگر ایسا کرتے تو وہ ہم ہوتا کہ اجرت تب واجب ہوگی جب عمل سے فارغ ہوگا۔ اگرچہ آدھا دن ہو اگر اس سے کم پر مطالبہ کرے گا تو جائز نہ ہوگا۔ جب تک عمل سے فراغت نہ ہو۔ تو اس باب کو اس جگہ لا کر بتلادیا کہ طلب اجرت میں فراغت کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ واجب یہ ہے کہ عمل کے ہر جزء پر اجر کی جزء کے مطالبہ کا اختیار ہے مگر ہر گھڑی مطالبہ کرنا موجب حرج ہے اسلئے اسے ساقط کیا گیا۔

ترجمہ۔ عصر سے لے کر رات کے آنے تک اجارہ کرنا

## باب الاجارۃ من العصر الی اللیل

حدیث (۲۱۱۶) حدثنا محمد بن العلاء الخ  
عن ابی موسیٰ عن النبی ﷺ قال مثل المسلمین  
والیہود والنصارى کمثل رجل استاجر قوما  
یعملون له عملاً یوماً الی اللیل علی اجر معلوم  
فعملوا له الی نصف النهار فقالوا لا حاجة لنا الی  
اجرک الذی شرطت لنا واما عملنا باطل فقال لهم  
لا تفعلوا اکملوا بقیة عملکم وخذوا اجرکم  
کاملاً فابوا وترکوا واستاجر اجرین بعدهم فقال  
لہما اکملا بقیة یومکم ما هذا ولکم الذی شرطت  
لہم من الاجر فعملوا حتی اذا کان حین صلوۃ  
العصر قال لک ما عملنا باطل ولک الاجر الذی  
جعلت لنا فیہ فقال لہما اکملا بقیة عملکم فان  
ما بقی من النهار شی یسیر فابیا واستاجر قوماً  
ان یعملوا له بقیة یومہم حتی غابت الشمس  
واستکملوا اجر الفریقین کلہما فذلک مثلہم  
ومثل ما قبلوا من هذا النور .....

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے  
روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا مسلمانوں۔ یہودیوں  
اور نصرانیوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ  
لوگوں کو مزدور رکھا کہ وہ اس کے لئے اجرت معلومہ پر دن بھر  
رات تک کام کریں۔ چنانچہ انہوں نے دوپہر تک اس کا کام کیا  
پس کہنے لگے کہ ہمیں تیری اس اجرت کی کوئی ضرورت نہیں  
ہے جو آپؐ نے ہمارے لئے مقرر کی ہے۔ اور ہم نے جو کچھ کیا  
ہے وہ سب باطل و ضائع ہے۔ آقاؐ نے ان سے کہا کہ ایسا نہ کرو  
اپنا بقیہ کام پورا کرو۔ اور اپنی پوری اجرت لو تو انہوں نے انکار کیا  
اور چھوڑ کر چلے گئے۔ تو اس نے ان کے بعد دوسروں کو اجرت  
پر رکھا پس ان سے کہا کہ تم اس دن کا باقی حصہ کام مکمل کرو  
تھیں وہ پوری اجرت دوں گا جو میں نے ان کے لئے مقرر کی تھی  
چنانچہ انہوں نے کام شروع کیا جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو کہنے  
لگے کہ ہم نے جو کچھ کام کیا ہے وہ باطل اور ضائع ہے اور جو  
اجرت تو نے اس دن میں ہمارے لئے مقرر کی تھی وہ بھی تیری  
ہے۔ اس نے کہا کہ بھائی اپنا کام پورا کرو۔ اب تو دن کا بہت  
تھوڑا حصہ رہ گیا ہے۔ لیکن انہوں نے انکار کیا تو اس نے کچھ اور  
لوگ بھرتی کئے کہ جو دن کے بقیہ حصہ میں کام کریں۔ چنانچہ

ان لوگوں نے بقیہ حصہ میں یہاں تک کام کیا کہ سورج غروب ہو گیا تو انہوں نے ان دونوں گروہوں کی پوری پوری اجرت وصول کر لی۔ پس  
یہی مثال ان کی اور ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اس نور کو قبول نہیں کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو حنیفہؒ اذلا اس بات کے قائل تھے کہ جب تک تمام منفعہ اور  
عمل پورا نہ ہو جائے اجرت واجب نہیں ہوتی۔ کیونکہ جیسے شمن کو میح پر تقسیم نہیں کیا جاتا ایسے معقود علیہ بھی منقسم نہیں ہوگا۔ لیکن  
بعد ازاں امام صاحبؒ نے رجوع فرمایا اور ضابطہ بنایا کہ جب اجارہ علی المدۃ جیسے کہ اجارہ مکان زمین یا دابہ کی قطع المسافۃ پر ہے

تو جتنا کام کرے گا۔ اس حساب سے اجرت وصول کرے گا۔ مثلاً مکان میں ہر یوم کا مسافت میں ہر مرحلہ کا اس طرح ہر گھڑی کا حساب ہوگا لیکن چونکہ اس میں حرج ہے اور اگر اجارہ کپڑے سینے اور کپڑے دھونے پر ہوا ہے تو جب تک کام سے فارغ نہ ہوا اجر کا مستحق نہیں۔ اسلئے کہ ان صورتوں میں بعض عمل نفع بخش نہیں ہے۔ بلکہ نقصان دہ ہے اس لئے پورا کرنے کے بعد مستحق اجر ہوگا۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ نفس عقد سے ہی اجرت کا مالک ہو جائے گا۔ کیونکہ جو منافع معدوم ہیں وہ حکماً موجود قرار پائیں گے تاکہ عقد صحیح ہو۔ اور اس کا حکم بدل بھی ثابت ہو جائے گا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ عقد منافع کے حدوث کے ساتھ ہی ثابت ہوتا رہے گا۔ اس لئے جمیع عمل کے بعد مستحق اجر ہوگا۔

تشریح از قاسمی - الی اللیل یہ لفظ ابن عمرؓ کی حدیث کے مغایر ہے کیونکہ اس میں الی نصف النہار کی قید ہے تو اس کا

جواب یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو دوسرے دین کے ظاہر ہونے سے پہلے ایمان سے عاجز رہے اور الی اللیل ان لوگوں کے بارے میں ہے جنہوں نے دین اسلام کا دور پایا لیکن ایمان نہ لے آئے۔

وما عملنا باطل یہ اشارہ اس طرف ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا جس کی وجہ سے ان کے اعمال ضبط ہو گئے اور اسی طرح نصاریٰ نے محمد ﷺ کے ساتھ کفر کر کے اپنے اعمال ضبط کر لئے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ان کی مدت یہودی مدت سے نصف تھی۔ گویا کہ انہوں نے جمیع نہار کے چوتھے حصہ پر اقتصار کیا۔

لا تفعلوا ای ابطال العمل وتروک الاجر المشروط اگر اشکال ہو کہ اس حدیث سے تو مفہوم ہوتا ہے کہ انہوں نے

اجرت میں سے کچھ بھی حاصل نہ کیا۔ اور پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اخذ کیا۔ تو جواب یہ ہے کہ آخذیوں یعنی لینے والے وہ لوگ تھے جو نسخ سے پہلے مر گئے اور تارکون وہ ہیں جنہوں نے اپنے نبی کے بعد دوسرے نبی کی نبوت سے کفر کیا اس طرح احادیث میں تطابق ہو جائے گا۔

ترجمہ - جس نے کوئی مزدور رکھا مگر مزدور اپنی اجرت

چھوڑ کر چلا گیا۔ مستاجر نے اپنے عمل سے اس کو بڑھادیا اور جس شخص نے غیر کے مال میں عمل کر کے اس کو بڑھادیا۔

باب من استاجر اجیراً فترک اجره

فعمل فیہ المستاجر فزاد او من عمل فی مال غیرہ فاستفضل -

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے

جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تم لوگوں سے پہلے لوگوں میں کچھ لوگ چلے یہاں تک کہ ایک غار میں

حدیث (۲۱۱۷) حدثنا ابو الیمان الخ

عبداللہ بن عمرؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ

يقول انطلق ثلاثة رهطٍ ممن كان قبلكم حتی

أَوَّالْمِيتِ إِلَى غَارٍ فَدَخَلُوهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ  
 مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَتْ عَلَيْهِمُ الْغَارُ فَقَالُوا إِنَّهُ لَا يَنْجِيكُمْ  
 مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللَّهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ  
 فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ اللَّهُمَّ كَانِ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ  
 كَبِيرَانِ وَكُنْتُ لَا أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَلَا مَالًا فَتَدَايَ  
 فِي طَلَبِ شَيْءٍ يَوْمًا فَلَمْ أَرْحَ عَلَيْهِمَا حَتَّى نَامَا فَحَلَبْتُ  
 لَهُمَا غُبُوقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمِينَ وَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقُ  
 قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَلَا مَالًا فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلَى يَدِي أَنْتَظِرُ  
 اسْتِيقَاضَهُمَا حَتَّى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتِيقَاضَا فَشَرَبَا  
 غُبُوقَهُمَا اللَّهُمَّ أَنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهَكَ  
 فَفَرَجَ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ  
 شَيْئًا لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ  
 الْآخِرُ اللَّهُمَّ كَانَتْ لِي بَنَتٌ عَمٍّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ  
 إِلَيَّ فَارْتَدَّتْهَا عَلَى نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّي حَتَّى الْمَتِّ  
 بِهَاسِنَةٍ مِنَ السَّيْنِ فَجَاءَ تَنِي فَأَعْطَيْتُهَا عَشْرِينَ  
 وَمِائَةً دِينَارٍ عَلَى أَنْ تَخْلِيَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ  
 حَتَّى إِذَا قُدِّرَتْ عَلَيْهَا قَالَتْ لَا أَحِلُّ لَكَ أَنْ تَفْضُ  
 الْخَاتَمَ الْإِبْحَقَةَ فَتَخْرُجْتَ مِنَ الْوُقُوعِ عَلَيْهَا  
 فَانْصَرَفَتْ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ  
 الذَّهَبَ الَّذِي أَعْطَيْتُهَا اللَّهُمَّ أَنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ  
 ابْتِغَاءً وَجْهَكَ فَافْرَجَ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ فَانْفَرَجَتْ

رات گزرنے کے لئے ٹھکانا پکڑا جب وہ غار میں داخل ہوئے تو  
 پہاڑ سے ایک پتھر کی چٹان گری جس نے ان پر غار کو بند کر دیا  
 آپس میں کہنے لگے کہ اس پتھر سے نجات تمہیں اس صورت میں  
 مل سکتی ہے کہ اپنی زندگی کے نیک اعمال کے واسطے سے اللہ  
 تعالیٰ سے دعا مانگو۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ!  
 میرے ماں باپ بہت بوڑھے ضعیف العمر تھے میں ان کو اہل  
 و عیال اور مال و موسیقی سے پہلے شام کا دودھ پلاتا تھا۔ اتفاق کی  
 بات کہ ایک دن مجھے کسی چیز کی تلاش دور لے گئی میں جب شام  
 کو واپس آیا تو وہ سوچکے تھے۔ پس میں نے ان کا دودھ اٹھایا تو ان کو  
 سویا ہوا پایا اور ان سے پہلے اہل و عیال اور مال کو دودھ پلانا پسند  
 نہ کیا پس میں ٹھہر گیا دودھ کا پیالہ میرے ہاتھ پر تھا میں ان کے  
 بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ فجر ظاہر ہو گئی۔ تو وہ حضرات  
 بیدار ہوئے اور اپنا دودھ پیا۔ اے اللہ! اگر یہ کام میں نے تیری  
 رضامندی کی طلب کے لئے کیا ہے تو اس پتھر کو ہم سے کھول  
 دے۔ چنانچہ کچھ حصہ کھل گیا۔ لیکن وہ اس سے نکل نہیں سکتے  
 تھے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے دوسرا بولا کہ  
 اے اللہ! میرے ایک چچا کی بیٹی تھی جو سب سے زیادہ مجھے  
 محبوب تھی میں نے اس سے جماع کی خواہش کی تو وہ میرے  
 سے رک گئی۔ یہاں تک کہ قحط کے سالوں میں سے ایک سال  
 اسے میرے پاس لے آیا تو میں نے اسے ایک سوئس دینار دیئے  
 تاکہ وہ مجھے بھرتی کا موقع دے۔ جب مجھے اس پر قدرت  
 حاصل ہوئی تو کہنے لگی کہ میں تیرے لئے حلال نہیں ہوں اس  
 انگوٹھی یعنی پردہ بکارت کو حلال یعنی نکاح کے ساتھ توڑ سکتے ہو  
 تو میں اس سے بھرتی ہونے سے باز رہا۔ اور اس سے ہٹ گیا



الصخرة غير انهم لا يستطيعون الخروج منها قال  
النبي ﷺ وقال الثالث اللهم اني استاجرت  
اجزاء فاعطيتهم اجرهم غير رجل واحد ترك  
الذي له وذهب فثمرت اجره هتي كثر من  
الاموال فجاءني بعد حين فقال يا عبد الله اذالي  
اجري فقلت له كل ماتري من اجرك من الابل  
والبقر والغنم والرقيق فقال ما عبد الله تستهزئ  
فقلت اني لا استهزئ بك واخذ كله فاستاقه  
فلم يترك منه شيئاً اللهم فان كنت فعلت ذلك  
ابتغاء وجهك فافرج عنا ما نحن فيه فانفجرت  
الصخرت فخرجوا يمشون .....

حالانکہ وہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھی۔ اور میں نے وہ  
سونا بھی چھوڑ دیا جو میں نے اس کو دیا تھا اے اللہ! اگر میرا یہ کام  
تیری رضامندی کی طلبگاری کے لئے تھا تو جس مصیبت میں ہم  
بتلا ہیں اس کو ہم سے کھول دے۔ پس وہ پتھر ان سے کھل تو گیا  
لیکن وہ اس سے نکل نہیں سکتے تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ  
فرماتے ہیں اور تیسرے نے کہا کہ اے اللہ! میں نے کچھ مزدور  
اجرت پر رکھے تھے۔ جن میں سے سب کو میں نے ان کی اجرت  
دے دی سوائے ایک آدمی کے جو اپنی اجرت چھوڑ کر چلا گیا تو  
میں نے اس کی اجرت کو بڑھانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اس سے  
بہت سامان جمع ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ میرے پاس آیا کہنے لگا  
اے اللہ کے بندے! میری اجرت تو مجھے ادا کر دو۔ میں نے کہا  
یہ جو اونٹ۔ بیل۔ بحریاں اور غلام دیکھتے ہو یہ سب تمہاری  
اجرت سے ہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے! میرے ساتھ

مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا چنانچہ وہ سارا مال ہانک کر لے گیا۔ کچھ بھی نہ چھوڑا اے اللہ! اگر میں نے یہ کام  
تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا ہے تو جس مصیبت میں ہم گرفتار ہیں وہ ہم سے کھول دے چنانچہ وہ ساری چٹان کھل گئی۔ پس  
یہ لوگ غار سے نکل کر چل پڑے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ وہی احب الناس الی یہ کلمہ دوسری مرتبہ اس لئے لایا گیا جس سے متانا ہے کہ میرا اس سے  
ہٹ جانا اس وجہ سے نہیں تھا کہ میرا دل اس کی محبت سے خالی ہو گیا تھا۔ یا اس کے اس کلمہ نے مجھے بھستری سے روک دیا بلکہ خالص تیری  
خوشنودی کے لئے میں اس سے ہٹاؤرنہ اس کی محبت میرے دل میں ویسے ہی موجزن تھی۔

تشریح از شیخ زکریا۔ شیخ گنگوہی نے احب الناس کے تکرار کی بھرین توجیہ فرمائی ہے۔ باقی مسئلہ اختلافی گذر چکا ہے  
کہ اگر کسی نے غیر کے مال میں تجارت اس کی اجازت کے بغیر کی ہے تو جب وہ اس المال مالک کو واپس کر دے تو نفع اسی کا ہوگا۔ وہ مال  
مضروب یا ودیعت ہو۔ امام مالک امام اوزاعی اور ابو یوسف یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ نہیں بلکہ  
راس المال اور نفع سب واپس کرنا ہوگا۔

**تشریح از قاسمی**۔ اللہم کا استعمال کلام عرب میں تین طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تو ندا کے لئے یہ تو ظاہر ہے۔ دوسرے جہاں مستثنیٰ کی ندرت کی اطلاع دینا ہو۔ جیسے اللہم اذاکان کذا۔ اور تیسرا یہ کہ سوال کے جواب میں جہاں جواب دینے والے کو یقین ہو جیسے کسی نے پوچھا ازید قائم اللہم نعم اس جگہ اللہم اسی قبیل سے ہے۔ غبوق شام کے وقت پینا۔ اہل سے مراد زوجات ہیں۔ اور مال سے مراد غلام ہے۔ اور بعض نے جانور کو بھی شامل کیا ہے۔ نأی بمعنی بعد لم ارح رواح سے ہے شام کو واپس آنا۔ برق الفجر ای ظہر الضیاء روشنی ظاہر ہوئی۔ فاردتها عن نفسہا طلب جماع سے کنایہ ہے۔ المت بمعنی نزلت۔ سنۃ بمعنی قحط سالی عشرين ومائة کتاب الیوم میں صرف مائتہ کا ذکر ہے۔ عدد زائد مخالف نہیں ہوتا۔ یا عشرين بطور مقبرع کے ہے۔ نقض الخاتم وطی سے کنایہ ہے۔ تخرجت حرج کے معنی تنگی اور گناہ کے ہیں۔

ترجمہ۔ جو شخص اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھائے کیلئے اپنے کو اجرت پر پیش کرے پھر اس اجرت کو صدقہ کر دے اور باربرداری والے کی اجرت کے بارے میں۔

## باب من اجر نفسه لیحمل علی ظہرہ ثم تصدق بہ واجرة الحمال

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ صدقہ کرنے کا حکم دیتے تو ایک ہمارا بازار کی طرف جا کر بوجھ اٹھاتا جس سے اسے ایک مد یعنی سیر گندم حاصل ہوتی۔ لیکن آج بعض کے پاس لاکھ روپے ہیں فرمایا وہ اپنے نفس ذات کے سوا کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ یا بعضہم سے مراد ابو مسعود کی اپنی ذات مراد ہے۔ کیونکہ اغنیاء میں سے تھے۔

حدیث (۲۱۱۸) حدثنا سعید بن یحییٰ الخ  
عن ابی مسعود الانصاری قال کان رسول اللہ  
ﷺ اذا امر بالصدقة انطلق احذنا الی السوق  
فیحامل فیصیب الممدو ان لبعضہم لمائة الف  
قال مانراه الانفسہ...

**تشریح از شیخ نگوہی**۔ لبعضہم مائتہ الف اس سے مراد روایت کا دن ہے تحامل کا دن نہیں ہے۔ اور اس باب کے منعقد کرنے سے امام حاریؒ کا مقصد ظاہر یہ ہے کہ باربرداری میں مسلمان کی توہین نہیں ہے بلکہ بوجھ اٹھالینا سوال کرنے کی ذلت سے بہتر ہے اور جس طرح کسب چھوڑ دینا دنیا میں سوال کرنے کی ذلت کا باعث بنتا ہے۔ اس طرح صدقہ چھوڑ دینا افلاس اخروی کی ذلت کا باعث ہے۔

**تشریح از شیخ زکریا**۔ حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ طہر غنی سے ہونا چاہیے یعنی غنی آدمی جس کی ضروریات سے رقم فارغ ہو وہ صدقہ کرے۔ جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ نہ کرے۔ امام حاریؒ نے یہ باب باندھ کر اس وہم کا دفعیہ کیا کہ صحابہ کرامؓ کے پاس

کچھ نہیں ہوتا تھا وہ بوجھ اٹھا کر رقم حاصل کرتے اور صدقہ کرتے تھے جب کہ آنحضرت ﷺ ان کو صدقے کا حکم دیتے تھے تو وہ مزدوری کر کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ آج لاکھوں رکھنے والے صدقہ و خیرات کا خیال ہی نہیں کرتے۔

## باب اجر السمسرة

### ترجمہ۔ دلالی کی اجرت

ترجمہ۔ حضرت ابن سیرینؒ عطاء لہ اہم اور حسن بصریؒ دلالی کی اجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو شخص کسی سے کہے کہ اس کپڑے کو بیچ دو۔ اتنی اتنی مقدار سے جو زائد ہو وہ تیرا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی نے کہا اتنے اتنے میں اس کو بیچ دو پس جو نفع ہو گا وہ تیرا یا میرے اور تیرے درمیان تقسیم ہو گا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کو اپنی اپنی شرطوں کا پاس کرنا چاہیے۔

ولم یراہن سیرین عطاء و ابراہیم والحسن  
باجز السمسار باسا وقال ابن عباس لا باس  
ان یقول بع هذا الثوب فما زاد علی کذا و کذا  
فہولک وقال ابن سیرین اذا قال بعہ بکذا فما  
کان من ربح فہولک او بینی و بینک فلا باس بہ  
وقال النبی ﷺ المسلمون عند شروطہم ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے قافلے والوں سے شر سے باہر جا کر ملنے سے منع فرمایا اور یہ کہ شری دیہاتی کے لئے فروخت نہ کرے میں نے کہا اے ابن عباسؓ۔ لا بیع حاضر لباد کا کیا مطلب ہے فرمایا اس کا دلال نہ ہے۔

حدیث (۲۱۱۹) حدثنا مسدد الخ عن  
ابن عباسؓ نہی رسول اللہ ﷺ ان یتلقى الرکبان  
ولا بیع حاضر الباد قلت یا ابن عباسؓ ما قولہ  
لا بیع حاضر لباد قال لا یكون له سمسار ....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ہمارے نزدیک بھی دلالی کی اجرت میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اگر کسی اور طرف سے فساد لازم

آجائے۔ جیسے کہ اجرت مجہول ہو تو پھر دلالی جائز نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے قول سے بظاہر اطلاق جو از معلوم ہوتا ہے۔ خواہ اجرت معلوم ہو یا نہ ہو۔ غالباً ان کو مضارعت میں نفع معلوم نہیں ہوتا۔ بایں ہمہ وہ مضارعت جائز ہے۔ اگر ابن عباسؓ کے قول کو عدہ پر محمول کیا جائے کہ جس قدر ثمن کی مقدار معلوم سے زائد ہو گا وہ اسے دے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ابن سیرین وغیرہ حضرات اس طرح کی بیع کو جائز کہتے ہیں لیکن امام نخعیؒ

ابو حنیفہؒ۔ ثوریؒ اور شافعیؒ اسے مکروہ سمجھتے ہیں کیونکہ اجر مجہول ہے۔ ہمارا استدلال حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے جس کا اس زمانہ میں کوئی

مخالف نہیں تھا دوسری وجہ یہ ہے کہ دوسرے کی طرف اس شرط پر مال رفع کرنا کہ اگر ثمن مسمی سے زیادہ پر بیچے تو اس کا اگر ثمن مسمی پر بیچے تو کوئی کسی چیز کا مستحق نہیں ہو گا یہ مضارب کی طرح ہے جس کو کوئی نفع نہ ہو۔ اگر کم ہو جائے تو بیع صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ وکیل ہے جس نے رب المال کی مخالفت کی ہے۔

المسلمون علی شرطہم دوسری جگہ امام حاریؒ نے اس حدیث کو موصیٰ ل نہیں کیا بلکہ اسحاق کی سند میں کچھ الفاظ زائد ہیں کہ الا شرطاً احرم حلالاً او احلاً حراماً اور علامہ قسطلانیؒ نے ابن عباسؓ کے قول کے بعد کہا ہے کہ جازا جرة السمسة ايضاً لیکن وہ اجرت مجہول ہے۔ اس لئے جمہور اس کی اجازت نہیں دیتے۔ بلکہ اگر کسی نے اس طرح بیع کر لی تو اسے اجر مثل دیا جائے گا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جو لوگ دلالی کی اجرت کو جمالت کی وجہ سے جائز نہیں سمجھتے ان کی رائے کے مطابق یہ داخل نہیں ہوگی کیونکہ ان سب حضرات کا اتفاق ہے کہ روایت میں شرط وہ مراد ہیں جو شرع کے مخالف نہ ہوں بلکہ بعض روایات میں استثناء موجود ہے الا شرطاً احلاً حراماً و حرم حلالاً اجرت سمسار کو نص شامل نہ ہوگی۔

لا یكون له سمسار۔ تو ابن عباسؓ کے نزدیک یہ نبی بیع حاضر لباد کے ساتھ مختص ہوگی۔ اس صورت کے علاوہ دلالی کی اجرت مکروہ نہ ہوگی۔ جیسے ترجمہ تو ان مذاہب کا بیان ہو چکا ہے تو منہوم مخالف کے طور بیع الحاضر للحاضر جائز ہوگی۔ لیکن جمہور اجرت معلومہ کی صورت میں اجازت دیتے ہیں۔

ترجمہ۔ کیا کوئی شخص دار الحرب میں اپنے آپ کو کسی مشرک کا جبر مانا سکتا ہے

باب ہل یوا جر الرجل نفسه  
من مشرك في ارض الحرب

ترجمہ۔ حضرت مسروقؒ سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت خبابؓ کو حدیث بیان کی فرمایا میں ایک لوہار آدمی تھا میں نے عاص بن وائل کے لئے کچھ کام کیا تو میری کچھ رقم اسکے پاس جمع ہو گئی تو میں تقاضا کرنے کیلئے اس کے پاس آیا اس نے کہا اللہ کی قسم میں اس وقت تک تمہارا قرضہ ادا نہیں کروں گا جب تک تو جناب محمد ﷺ کے ساتھ کفر نہ کرے میں نے کہا خبردار اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو مر جائے اور پھر اٹھایا جائے۔ اس نے کہا اچھا میں مرنے والا ہوں اور پھر

حدیث (۲۱۲۰) حدثنا عمر بن حفص الخ  
عن مسروق حدثنا خباب قال كنت رجلاً قيناً  
فعملت للعاص بن وائل فاجتمع لي عنده فاتيته  
اتقاضاه فقال لا والله لا اقصيك حتى تكفر بمحمد  
فقلت اما والله حتى تموت ثم تبعث فلا قال واني  
كملت ثم مبعوث قلت نعم قال فانه سيكون لي  
ثم مال وولد فاقضيك فانزل الله تعالى

افراء يت الذي كُفربايتنا وقال لاوتين ما لا وولداً اٹھایا جاؤں گامیں نے کہا ہاں! اس نے کہا تو عنقریب میرے لئے وہاں مال اور اولاد ہوگی۔ تو میں تیرا قرضہ ادا کر دوں گا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری ترجمہ۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا۔ پھر کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد ملے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ رجلاً قیناً اس جگہ قیناً کا لفظ مطلق ہے جس سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو اس کو جاہلیت اور اسلام دونوں پر محمول کرتے ہیں۔ اگرچہ دوسری روایت میں تشریح ہے کہ یہ عمل انہوں نے جاہلیت میں اس کے لئے کیا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے حضرت خبابؓ کی حدیث اس باب میں ذکر کر کے بتلادیا کہ حضرت خبابؓ مسلمان تھے اور عاص بن وائل مشرک تھا۔ اور مکہ اس وقت جو دار الحرب تھا جس میں مسلمان نے اس کے لئے کام کیا۔ جناب نبی اکرم ﷺ اس پر مطلع ہوئے اور اسے برقرار رکھا۔ مصنفؒ نے کوئی حکم حتمی ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ احتمال یہ ہے کہ اس کا جواز نظریہ ضرورت کے تحت ہو یا اس کا جواز قبل از اذن لقتال المشرکین ہو۔ اور بعض نے دوشرطوں کے ساتھ جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ کام مسلمانوں کیلئے بھی حلال ہو اور دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو اس عمل سے ضرر نہ پہنچے۔ لیکن ہمارا استدلال یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے آپ کو ایک یہودی کا اجر بنایا تھا جو ہر ڈول پانی کے بدلے ایک کھجور لیتے تھے۔ جس کی آنجناب ﷺ کو اطلاع ہوئی جس پر آپؐ نے نکیر نہیں کیا اسی طرح ایک انصاری کا واقعہ بھی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اما واللہ۔ اما حرف تنبیہ۔ لا اکفر حتی تموت کی تقریر عبارت ہے۔

## باب ما يعطى فى الرقبة على احياء العرب بفاتحة الكتاب

ترجمہ۔ باب ان چیزوں کے بارے میں جو سورۃ فاتحہ کے ذریعہ عرب کے قبائل پر جھاڑ پھونک کرنے سے جو کچھ دیا جائے اس کا کیا حکم ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس چیز پر تم اجرت لے سکتے ہو ان میں سے زیادہ حقدار کتاب اللہ ہے۔ اور امام شعبیؒ فرماتے ہیں تعلیم دینے والے کے لئے شرط نہ لگائے۔ مگر جب اسے کوئی چیز دے تو اسے قبول کرتا ہے۔ اور حکمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی سے نہیں سنا جو معلم کی اجرت کو مکروہ سمجھتا ہو۔ چنانچہ حضرت

وقال ابن عباسؓ عن النبی ﷺ راحق ماخذتم عليه اجراً كتاب الله وقال الشعبي لا يشترط المعلم الا ان يعطى شيئاً فليقبله وقال الحكم لم اسمع احداً كره اجر المعلم واعطى الحسن دراهم عشرة ولم يرا بن سيرين

باجر القسام باسا وقال كان يقال السحت الرشوة  
فی الحکم وکانوا یعطون علی الخرص .....

حسن بصریؒ معلم کو دس درہم دیتے تھے اور ابن سیرینؒ لونٹ کا  
گوشت تقسیم کنندہ کی اجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے

اور فرمایا کہ کہا جاتا ہے کہ سحت فیلے میں رشوت لیتا ہے۔ اخترا کرنے پر بھی رشوت دیتے تھے۔

حدیث (۲۱۲۱) حدثنا ابو النعمان الخ  
عن ابی سعیدؓ قال انطلق نفر من اصحاب النبی  
ﷺ فی سفرۃ سافروہا حتی نزلوا علی حی  
من احياء العرب فاستضافوہم فابوا ان یضیفوہم  
فلدغ سید ذلك الحی فسعوا له بكل شیء لا ینفعہ  
شیء فقال بعضهم لو اتیتم هؤلاء الرهط الذین  
نزلوا لعلہ ان یکون عند بعضهم شیء فاتوہم  
فقالوا یا ایہا الرهط ان سیدنا لدغ وسعینالہ بكل  
شیء لا ینفعہ فهل عند احد منکم من شیء فقال  
بعضہم نعم واللہ انی لا رقی ولكن واللہ لقد  
استضفناکم فلم تضیفونا فما انا براق لکم حتی  
تجعلونا جعلاً فصالحوہم علی قطع من الغنم  
فانطلق یتفل علیہ ویقرأ الحمد للہ رب العلمین  
فکانما نشط من عقال فانطلق یمشی وما بہ قلبہ  
قال فاوفوہم جعلہم الذی صالحوہم علیہ فقال  
بعضہم اقساموا فقال الذی اتی لاتفعلوا حتی ناتی  
النبی ﷺ فذکر لہ الذی کان فنظر ما یامر  
فقد موا علی رسول اللہ ﷺ فذکروا لہ فقال

ترجمہ - حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ  
کی ایک جماعت کسی سفر میں چلی تو عرب کے قبائل میں سے  
ایک قبیلہ نے یہاں پڑاؤ کیا ان سے مہمانی طلب کی تو انہوں نے  
مہمانی دینے سے انکار کر دیا۔ اس قبیلہ کا ایک سردار سانپ سے  
ڈسا گیا ہر چیز استعمال کرنے کی کوشش کی لیکن کسی چیز نے اسے  
فائدہ نہ دیا تو ان میں سے کسی نے کہا کہ بھائی یہ لوگ جنہوں نے  
تمہارے یہاں پڑاؤ کیا ہے ان کے پاس جاؤ شاید ان کے پاس کوئی  
چیز ہو جس سے ہمارے سردار کو فائدہ پہنچے چنانچہ وہ آ کر کئے  
گئے کہ اے لوگو! ہمارا سردار ڈسا گیا ہے ہم نے ہر چیز استعمال  
کر کے دیکھی ہے جس سے اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا کیا تمہارے  
پاس کوئی چیز ہے۔ تو بعض نے کہا کہ ہے (مسلم میں ہے کہ خود  
یہی ابو سعید کہنے والے تھے) اللہ تعالیٰ کی قسم! میں جھاڑ پھونک  
کرتا ہوں۔ لیکن چونکہ ہم لوگوں نے تم سے مہمانی مانگی تم نے  
مہمانی کرنے سے انکار کر دیا۔ پس اس وقت تک جھاڑ پھونک  
نہیں کروں گا جب تک ہمارے لئے کوئی اجرت مقرر نہ کرو  
چنانچہ بحریوں کے ایک ریوڑ پر انہوں نے صلح کر لی تو انہوں نے  
دم کرنا شروع کر دیا۔ جس میں تھوڑی تھوڑی تھوک بھی پھینکتے  
جاتے۔ اور الحمد للہ رب العلمین بھی پڑھتے جاتے تھے۔ وہ  
ایسا تندرست ہو گیا گویا کسی رشتی سے اسے کھول دیا گیا ہے  
پس وہ اس حال میں چل رہا تھا کہ اس کو کوئی بیماری نہیں تھی

تو اس نے کہا کہ ان کو وہ اجرت پوری دے دی جائے جس پر انہوں نے صلح کی تھی۔ تو بعض صحابہؓ نے کہا اسے تقسیم کر لو تو جس نے جھاڑا تھا اس نے کہا کہ ایسا نہ کرو جب تک کہ ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس اس کا ذکر نہ کریں۔ پس دیکھیں آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں چنانچہ یہ لوگ جناب رسول اللہ ﷺ

وما یدریک انہا رقیۃ ثم قال قد اصبتہم اقساموا واضربوا لی معکم سہماً فضحک رسول اللہ ﷺ وقال ابو عبد اللہ وقال شعبۃ حدثنا ابو بشر سمعت ابا المتوکل بہذا .....

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور باجراؤں کو کیا تو آپؐ نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا یہ جھاڑ ہے۔ پھر فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا تقسیم کرو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی مقرر کرو۔ جس پر نبی اکرم ﷺ ہنس پڑے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ان حضرات نے قرأت اور تعلیم میں خلط ملط کرتے ہوئے ان کو ایک گمان کیا اسی طرح انہوں نے

قرأت برائے تلاوت اور قرأت اور دعاء میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ حالانکہ ان دونوں میں فرق ہے۔ تلاوت قرآن بطور دعاء کے جنبی حائض کے لئے اور جنازہ کے لئے جائز ہے۔ اس کے باوجود قرآن تلاوت جائز نہیں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کے قول کے اگر ظاہری معنی لئے جائیں تو ان کی مخالفت ہمیں کوئی نقصان نہیں دیتی۔ جب کہ ہم نے اپنے مقصود کو روایت صحیحہ سے ثابت کر دیا ہے۔ اگر ان کے کلام کو بغیر تعین کے اجرت لینے پر محمول کیا جائے پھر تو کوئی اختلاف نہیں رہتا۔ رہ گیا حکم کا قول اس کا محمول بھی یہی ہے کہ بغیر تعین کے تعلیم سے قبل کوئی چیز بطور ہدیہ کے معلم کے پاس پہنچائی جائے تو اس کے جواز میں بھی کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ البتہ اگر اجرت معین کر کے لینے کے جواز پر محمول کیا جائے تو ضرور امام صاحبؒ کے خلاف ہے تو اس میں خفاء ہے۔ کیونکہ پھر تو کہنا پڑے گا کہ حکم کو اقوال علماء کی اطلاع نہیں یا انہوں نے جھوٹ کہا ہے۔ اس لئے لوٹی اور بہتر یہی ہے کہ ان کے کلام کو مناسب حال پر محمول کیا جائے۔ تاکہ کوئی خرابی لازم نہ آئے رہ گیا حضرت حسن بصریؒ کا دینا تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بطور منت اور احسان کے تھا کوئی معین اجر نہیں تھا۔ ہاں قسم پر قیاس صحیح نہیں اسلئے کہ تعلیم تو واجب ہے تقسیم لحم تو واجب نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے جو جواز اجرت علی التعلیم پر دلائل قائم کئے ہیں حضرت شیخ گنگوہیؒ نے ان کے

عمدہ جوابات دیئے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کسی عبادت پر اجرت لینے کو مکروہ سمجھتے ہیں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ امامت۔ تعلیم القرآن۔ حج وغیرہ پر اجرت کو جائز فرماتے ہیں۔ ان کا استدلال حدیث باب اور دوسری اس روایت سے ہے جس میں ہے کہ آپؐ نے ایک شخص کا نکاح بمامعہ من القرآن پر کر دیا۔ جب نکاح میں قرآن منہر کا قائم مقام ہو سکتا ہے تو اس کا اجارہ کیوں جائز نہیں ہے۔ علماء احنافؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہؓ میں ایک شخص کو قرآن مجید پڑھایا اس نے مجھے ایک کمان عطا فرمائی۔ میں نے خیال کیا کہ اسے جہاد فی سبیل اللہ میں استعمال کروں گا۔

آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملنے پر آپؐ نے فرمایا اگر جنم کی کمان لینا چاہتے ہو تو اس کو رکھ لو۔ اس طرح اور احادیث ہیں جو تعلیم القرآن پر ہجرت لینے کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور در مختار میں ہے لا تصح الاجارة لاجل الطاعات مثل الاذان والحج والامامة وتعليم القرآن والفقه ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن وغيرها۔ کیونکہ امور دینیہ میں لوگوں سے سستی واقع ہو رہی ہے اگر اجرت ممنوع قرار پائی تو دینی تعلیم اور دینی امور کی اشاعت ہوگی۔ اس لئے آج کل جواز کا فتویٰ ہے۔

**تشریح از شیخ مگنوبیؒ** - السحت الرشوة فی الحكم امام حارّیؒ کا مقصد یہ ہے کہ قاضی اپنے فیصلہ پر عوض لے سکتا ہے۔ سحت وہ رشوت ہے جو خلاف حق فیصلہ پر لی جائے۔ اور جو عدل پر رقم لی جائے اس میں کراہت نہیں ہے۔ اور اجر تعلیم بھی اسی طرح ہے لیکن ہمارا جواب یہ ہے کہ السحت الرشوة فی الحكم کا مطلب یہ ہے کہ سحت اس کو کہتے ہیں جو کچھ قاضی اپنے فیصلہ پر لے خواہ وہ حق یا ناحق ہو یہی ان حضرات کی عبارات سے ظاہر ہے لیکن قاضی کو جو تنخواہ دی جاتی ہے وہ حبس اوقات فی حقوق المسلمین کا عوض ہے فیصلہ کا بدلہ نہیں ہے۔ لہذا تعلیم کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ جس اوقات پر معلم تنخواہ لے سکتا ہے۔ تعلیم پر نہیں ہے تنازع اسی دوسری صورت میں ہے اور اس کو خرص پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں کیونکہ تعلیم واجب ہے خرص واجب نہیں۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ** - امام حارّیؒ نے اجرت خارص اور اجرت قسام پر اجرت تعلیم کو قیاس کیا ہے۔ کہ جب وہ جائز ہیں کہ وہ دفع تنازع کی ایک صورت ہے۔ اسی طرح تعلیم القرآن اور رقیہ بھی جنس واحد ہیں۔ تو ان میں بھی اجرت جائز ہوگی لیکن احنافؒ ان میں فرق کرتے ہیں۔ تعلیم القرآن واجب ہے۔ اور رقیہ واجب نہیں ہے۔ اس لئے کراہت ہوگی۔ البتہ لوگوں کے تعاون کی وجہ سے کراہت تخریم ہوگی۔

**تشریح از قاسمیؒ** - واضر ہوا لی معکم سہما اس سے بعض حضرات نے جہاز پھونک اور تعویذات پر اجرت لینے کو جائز ثابت کیا ہے۔ امام محمدؒ مؤطا میں فرماتے ہیں جو جہاز پھونک قرآن مجید اور ذکر اللہ سے ہو اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔ اور کلمات کفریہ سے رقیہ جائز نہیں۔ تو اجرت بھی ناجائز ہوگی۔

ترجمہ۔ غلام پر جو وظیفہ مقرر کیا جائے

اور باندیوں کے وظیفہ کا خیال رکھنا ہے

باب ضريبة العبد و تعاہد

ضرائب الاماء۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت

ابو طیبہؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ کے بچے لگائے تو آپؐ نے

حدیث (۲۱۲۲) حدثنا محمد بن يوسف الخ

عن انس بن مالك قال حجج ابي طيبة النبي ﷺ



فامر له بصاع او صاعین من طعام و کلم موالیه اس کے لئے ایک صاع یا دو صاع غلہ گندم دینے کا حکم فرمایا اور ان کے آقاؤں سے اس کے روزینہ کے بارے میں گفتگو فرمائی۔  
فخفف عن غلته او ضربته ..... چنانچہ اس کے روزینہ مقرر شدہ میں کمی کرا دی گئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ روایت سے ترجمہ کے دوسرے جزء کا ثامت کرنا تکلف سے خالی نہیں۔ اس لئے کہ تخفیف کا حکم

تو غلام کے روزینہ کے تعاد پر دال ہے جب غلام کے بارے میں تخفیف کا لحاظ کیا گیا تو باندیوں کے وظائف میں بطریق اولیٰ لحاظ کیا جائے گا۔ کیونکہ اس کے کسب میں حرام کا خطرہ ہے اس لئے اس کے مناسب حال روزینہ مقرر کیا جائے۔ چونکہ روایت سے دو مسئلے ثابت ہوتے تھے تخفیف کے بارے میں آقاؤں سے بات چیت کرنا۔ اور دوسرا اجر حجام کا جواز ثابت ہونا۔ ان دونوں پر تنبیہ کرنے کے لئے لفظ باب سے تنبیہ فرمائی۔ اور تیسرے باب میں جو روایت وارد ہو رہی ہے اس سے تعاد کے مسئلہ کو ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرا مسئلہ حرکت کسب الامة جب کہ زنا کے ذریعہ باندی سے آمدنی ہو اس کی حرمت کو بھی لفظ باب سے تنبیہ فرمائی۔ خلاصۃ المرام یہ ہے کہ ان سب روایات میں تعاد تو مشترک ہے۔ تو پہلے باب سے غلام کے روزینہ میں لحاظ کرنا ہے۔ اور تیسری روایت سے تعاد باندیوں کا مقصود ہے کہ دیکھو ان کی کمائی حرام کی نہ ہو۔ اس میں دوسرے مسئلے بھی تھے۔ اس لئے ان کو ابواب مختلفہ سے بیان فرمادیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ باب کے دو جزء ہیں۔ جزء اول کو تو حدیث انسؓ سے ثابت فرمایا دوسرے

جزء کو اس کے ساتھ لاحق کیا چونکہ اس میں فساد کا گمان تھا کہ کہیں زنا کی کمائی نہ آجائے اس لئے اسے تعاد کے ساتھ مقید کر دیا مگر یہ اغلب ہے ورنہ عبد کی کمائی بھی سرقہ سے ہو سکتی ہے۔ لیکن شاذ و نادر ہے۔ لہذا جب عبد حجام کے بارے میں تخفیف کر دی گئی تو باندیوں کے بارے میں تخفیف کی جائے۔ تاکہ کسب بالفجور پر مجبور نہ ہو جائیں۔ تو یہ جزء ثانی دلالت التزامی کے طور پر ثابت ہوا۔

اجر الحجام کا مسئلہ مختلف فیہا ہے۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ اجر الحجام حلال ہے۔ حدیث باب ان کا مستدل ہے۔ وہ

فرماتے ہیں کہ خون چوسنے کی وجہ سے اس میں دنائت ضرور ہے۔ لیکن حرام نہیں ہے لہذا آخرت کو تنزیہ پر محمول فرمایا ہے۔ اور بعض نسخ کا دعویٰ کرتے ہیں کہ پہلے حرام تھا بعد میں اباحت ہو گئی۔ امام طحاویؒ کا میلان اسی طرف ہے۔ امام احمدؒ وغیرہ حر اور عبد میں فرق کرتے ہیں کہ حر کے لئے یہ پیشہ اپنانا مکروہ ہے اور اس کی آمدنی اپنے اوپر خرچ کرنا حرام ہے۔ البتہ غلام اور جانوروں پر اس کا خرچ کرنا جائز ہے اور عبد کے لئے مطلق جائز کہا ہے۔

## باب خراج الحجام

ترجمہ۔ بچنے لگانے والے کا روزینہ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم

ﷺ نے بچنے لگوائے اور حجام کو اس کی اجرت عطا فرمائی۔

حدیث (۲۱۲۳) حدثنا موسیٰ بن اسمعیل الخ، عن

ابن عباسؓ قال احتجم النبی ﷺ واعطی الحجام اجرہ...

حدیث (۲۱۲۴) حدثنا مسدد الخ عن ابن عباس قال احتجم النبي ﷺ و اعطى الحجام اجره ولو علم كراهية لم يعطه ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے جناب نبی اکرم ﷺ نے پھپھنے لگوائے اور حجام کو اجرت دی۔ اگر آپؐ اسے مکروہ جانتے تو اسے اجرت نہ دیتے۔

حدیث (۲۱۲۵) حدثنا ابو نعیم الخ سمعت انساً يقول كان النبي ﷺ يحتجم ولم يكن يظلم احداً اجره .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ پھپھنے لگواتے تھے اور کسی پر اس کی اجرت میں کمی نہیں کرتے تھے۔

### باب من كلم موالى العبد ان تخففوا عنه من خراجہ

ترجمہ۔ غلام کے سرداروں سے بات چیت کرنا کہ وہ اس کے روزینہ میں تخفیف کر دیں۔

حدیث (۲۱۲۶) حدثنا ادم الخ عن انس بن مالك قال دعا النبي ﷺ غلاما حجاجا فحجمه وامر له بصاع او صاعين او مد او مدين وكلم فيه فخفف من ضربيته .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آپ نبی اکرم ﷺ نے ایک غلام کو بلوایا جس نے آپ کے پھپھنے لگائے تو آپ نے اس کے لئے ایک صاع یا دو صاع یا ایک مדיا دو مدي (صاع چار سیر کا اور مدي ایک سیر کا ہوتا ہے) کا حکم دیا پھر اس کے بارے میں بات چیت کی چنانچہ اس کے روزینہ میں کمی کر دی گئی۔

### باب كسب البغى والاماء

ترجمہ۔ زنا کی کمائی اور باندیوں کی کمائی کے بارے میں جو کچھ آیا ہے اس کا بیان ہے۔

وكره ابراهيم اجر النائحة والمغنية وقول الله تعالى ولا تکرهوا فتياتکم علی البغاء ان اردن تحصناً الى قوله غفور رحيم وقال مجاهد فتياتکم امائکم .....

ترجمہ۔ اور ابراہیمؓ نے نوحہ کرنے والی اور گانے والی کی اجرت کو مکروہ کہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنی باندیوں کو زنا کرنے پر مجبور نہ کرو اگر وہ پاکبازی کا ارادہ کریں الخ مجاہدؓ فرماتے ہیں کہ فتياتکم کے معنی باندیاں ہیں۔

حدیث (۲۱۲۷) حدثنا قتيبة بن سعيد الخ عن ابی

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید انصاریؓ سے مروی ہے کہ جناب

رسول اللہ ﷺ نے کتے کے دام۔ زنا کی خرچی۔ اور نجومی کی مٹھائی سے منع فرمایا۔

مسعود الانصاری ان رسول اللہ ﷺ نےھی عن ثمن الكلب ومهر البغی وحلوان الكاهن.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے باندیوں کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

حدیث (۲۱۲۸) حدثنا مسلم بن ابراہیم الخ عن ابی ہریرۃ قال نہی النبی ﷺ عن کسب الاماء

تشریح از شیخ زکریا۔ بین البغی والاماء عموم و خصوص من وجہ زانیہ اور باندی میں عموم و خصوص من وجہ ہے۔ کیونکہ کبھی زانیہ باندی ہوتی ہے اور کبھی حرہ ہوتی ہے مصنفؒ نے حکم کی تصریح نہیں کی۔ اس سے نتیجہ فرمائی کہ باندی کی کمائی فجور سے ممنوع ہے۔ باقی صنائع جائزہ سے ممنوع نہیں یعنی جائز طریقہ سے اس کی کمائی جائز ہے۔

تشریح از قاسمی۔ کرہ ابراہیم اس اثر سے امام حاریؒ نے اشارہ فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں نہی حرفۃ ممنوعہ پر محمول ہے۔ خواہ وہ زنا کے ذریعہ سے ہو کیونکہ ان میں معصیت کا ارتکاب ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ زرجانور کی جفتی پر اجرت لینا

باب عسب الفحل

ترجمہ۔ حضرت لکن عمرؓ فرماتے ہیں جناب نبی اکرم ﷺ نے زرجی جفتی پر خرچی لینے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث (۲۱۲۹) حدثنا مسدد الخ عن ابن عمرؓ قال نہی النبی ﷺ عن عسب الفحل

تشریح از قاسمی۔ عسب سے وہ خرچی مراد ہے جو زرجانور کی جفتی پر لی جائے۔ جانور کو عاریت پر لینے سے ممانعت نہیں کیونکہ اس میں تو نسل کو ضائع کرنا ہے۔ البتہ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر کرایہ اور خرچ لینا ممنوع ہے۔ کیونکہ یہ بیع غرر ہے۔ کہ نامعلوم پانی رحم میں پہنچا ہے یا نہیں۔ جانور کو اس سے حمل ہو لیا نہیں۔ تو یہ شی غیر معلوم کی بیع ہوئی جو ممنوع ہے۔

ترجمہ۔ جب کسی نے زمین کو اجارہ پر دیا

باب اذا استاجر ارضاً

توان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا۔

فمات احدهما۔

ترجمہ۔ تولن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ درءاء کو یہ حق نہیں ہے کہ مستاجر کو نکال دیں بلکہ مدت تمام ہونے تک وہ رہیگا

وقال ابن سیرین لیس لاهله ان یخرجوه الى تمام الاجل وقال الحکم والحسن وایاس بن

معاویۃ تمضی الاجارۃ الی اجلہا وقال ابن عمر  
اعطی النبی ﷺ خیر بالشطر فکان ذلک علی  
عہد النبی ﷺ وابی بکرؓ وصدرأ من خلافة عمرؓ  
ولم یذکر ان ابابکرؓ وعمرؓ جد والاجارۃ بعد  
ماقبض النبی ﷺ .....

حضرت حسنؓ۔ حکم اور ایاس بن معاویہؓ فرماتے ہیں کہ اجارہ کو  
اس کی مدت تک جاری رکھا جائے گا۔ اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے  
ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے نصف بنائی پر خیر یہود کو دیا۔ یہ  
اجارہ عہد نبوی ﷺ میں بھی رہا۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ  
کے ابتدائی دور خلافت میں اسی طرح رہا اور یہ کسی نے ذکر نہیں  
کیا کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ کی  
وفات کے بعد اجارہ کی تجدید کی ہو۔

حدیث (۲۱۳۰) حدثنا موسیٰ بن اسماعیل الخ  
عن نافع عن عبد اللہ قال اعطی رسول اللہ ﷺ  
خیر ان یعملوها ویزرعوها ولہم شطرا ما یخرج  
مہنا وان ابن عمرؓ حدثہ ان المزرع کانت تکرى  
علی شیئ سماہ نافع احفظہ ومن رافع بن خدیج  
حدث ان النبی ﷺ نہی عن کراء المزارع وقال  
عبید اللہ عن نافع عن ابن عمرؓ حتی اجلاہم عمرؓ

ترجمہ۔ حضرت نافعؓ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں  
کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خیر کی اراضی یہود کو دے دی تھی  
کہ وہ اس میں عمل کریں اور کاشت کریں ان کو پیداوار کا آدھا  
حصہ دیا جائے گا۔ اور ابن عمرؓ نے ان کو یہ حدیث بھی بیان کی کہ  
قابل کاشت زمینیں کرائے پر دی جاتی تھیں جن کا نافعؓ نے نام  
لیا جو مجھے یاد نہیں رہا۔ اور حضرت رافع بن خدیجؓ حدیث بیان  
کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کھیتوں کے کرائے سے  
منع فرمایا عبید اللہ نے کہا عن نافع عن ابن عمرؓ یہاں تک کہ  
حضرت عمرؓ نے ان کو جلا وطن کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ایس لاہلہ ان یخرجوہ اگر اس سے مراد جواز ہے تو یہ نہ ثابت ہے اور نہ ہی مسلم ہے اگر اس سے  
عدم وجوب الاخراج مراد ہو کہ مستاجرین کو نکالنا واجب نہیں تو یہ ثابت بھی ہے اور مسلم بھی ہے۔ اور مذہب حنفیہ کے خلاف بھی نہیں  
ہے کیونکہ عقد جب موجد اور مستاجر کے درمیان تھا تو جب تک وہ دونوں باقی ہیں عقد بھی باقی ہے۔ جب ایک مر گیا تو در ثناء کو حق نہیں پہنچتا  
کہ عقد کو تبدیل کریں تو عرف کے اعتبار سے یہ عقد جدید ہو گا جیسے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کوئی مکان ماہانہ کرایہ پر لیا تو  
یہ عقد صرف ایک مہینہ پر واقع ہو گا لیکن جب اس نے دوسرے مہینہ کا اس مکان میں ایک دن بھی سکونت قائم رکھی تو یہ اس بات اظہار ہو گا  
کہ یہ مہینہ بھی عقد میں داخل ہے۔ عرف میں ایسا ہی ہے۔ اسی طرح شیخین نے یہود خیر کو اراضی پر باقی رکھا تو اگر اس باب سے ہمارے  
علماء پر ذکرنا مقصود ہے تو واقعہ خیر ان کیلئے دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ احتجاج قصہ کے مکمل ہونے پر ہے جس کو اختصار اُحذف کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ امام حارئیؒ نے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں اجارہ فسخ ہو گیا نہیں

جسور فرماتے ہیں فسخ نہیں ہوا۔ کو فیون اور لیث فرماتے ہیں کہ اجارہ فسخ ہو جائے گا۔ کیونکہ موت احدہما سے منفعۃ کا پورا کرنا مشکل ہے کیونکہ اشفاق ملک موجب پر موقوف تھا جب وہ مر گیا تو اس کا ملک زائل ہو کر ورثاء تک پہنچا تو منافع بھی وارث کی طرف منتقل ہوں گے۔ چونکہ متاخر نے ورثاء کے ساتھ عقد نہیں کیا اس لئے اس کو عقد جدید کرنا پڑے گا۔ اور در مختار میں ہے کہ اگر وارث کبیر بقاء عقد اجارہ پر راضی ہو جائیں اور متاخر بھی راضی ہو جائے تو جائز ہے۔ رضا بالبقاء کو عقد جدید قرار دیا جائے گا۔ علامہ عینیؒ نے ایک دوسرا جواب دیا ہے کہ خیبر کا قضیہ نہ تو بطور مزارعہ کے تھا اور نہ ہی مساقات کے طریق پر تھا۔ بلکہ بطریق خراج تھا۔ کہ صلح اور منت کے طور پر ان کو اراضی خیبر پر رکھا گیا۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ اس کے بطور غنیمت کے مالک بنے تھے۔ اگر سب کا سب آپؐ لے لیتے تو جائز تھا۔ لیکن آپؐ نے اراضی خیبر ان کے ہاتھ میں رہنے دیں۔ تو خراج تو وظیف کی طرح یہ خراج مقاسمۃ ہوا۔ جس میں کوئی نزاع نہیں۔ نزاع جواز مزارعہ اور معاملہ میں ہے۔ چنانچہ کسی سے منقول نہیں کہ آپؐ نے ان کی رقبہ یا رقبہ اولاد میں کوئی تصرف کیا ہو۔ اگر یہ خراج نہ ہوتا تو آپؐ جزیہ کے نزول کے بعد آپؐ ان سے ضرور جزیہ وصول کرتے۔ لیکن نہ آنحضرت ﷺ نے اور نہ ہی حضرت ابو بکرؓ نے اور نہ ہی حضرت عمرؓ نے ان سے کوئی چیز جزیہ میں وصول کی ہے۔ یہاں تک کہ وہ جلا وطن کر دیئے گئے۔

الحاصل امام حارئیؒ نے ولم یزکرا ان ابا بکر جدد الا جارة الخ سے ترجمہ ثابت کیا کہ احد المتواجزین کی موت سے

اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور نہ ہی تجدید عقد کی ضرورت ہے۔ لیکن احنافؒ فرماتے ہیں کہ جب پورا قصہ بیان ہوا کہ یہ تو خراج تھا۔ اجارہ وغیرہ نہیں تھا تو استدلال صحیح نہ ہوا۔ اور خراج مقاسمۃ یہ ہوتا ہے کہ امام اراضی دے کر مقرر کر دے کہ پیداوار کا عشر لیا جائے گا یا ٹکٹ یا ربع یا نصف اگر کوئی پیداوار نہ ہو تو کوئی چیز واجب نہ ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کتاب الحوالات

باب فی الحوالۃ وهل يرجع  
فی الحوالۃ۔

ترجمہ۔ باب حوالہ کے بارے میں ہے  
کیا حوالہ میں رجوع کر سکتا ہے۔

وقال الحسن وقتادة اذا كان يوم احوال  
عليه ملياً جاز وقال ابن عباس يتخارج الشريكان  
واهل الميراث لياخذ هذا عينا وهذا ديناً فان توى  
لاحدهما لم يرجع على صاحبه ....

ترجمہ۔ حسن اور قتادہ فرماتے ہیں کہ جب محال علیہ  
حوالہ کے دن غنی ہو تو جائز ہے۔ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں  
دونوں شریک اور میراث والے ایک دوسرے کو نکال سکتے ہیں  
پس یہ نقد لے لے اور دوسرا ادھار لے پس ان میں سے کسی  
ایک کا حصہ ہلاک ہو جائے تو وہ دوسرے پر رجوع نہیں کر سکتا۔

حدیث (۲۱۳۱) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ  
عن ابي هريرة ان رسول الله ﷺ قال مطلق  
الغنى ظلم فاذا اتبع احدكم على ملى فليتبع ...

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غنی مالدار کا مال منول کرنا ظلم ہے۔ اور  
جب تم میں سے کسی ایک کے قرضہ کو کسی مالدار کے حوالہ  
کیا جائے تو وہ اس حوالہ کو قبول کر لے۔

تشریح از شیخ مکتوبیؒ۔ قال ابن عباسؓ صورت مسئلہ یہ ہے کہ دو شریکوں کا کسی پر قرضہ تھا مدیون مر گیا۔ یا اس نے  
انکار کر دیا۔ اور قسم کھا گیا یا قلاش قرار پایا۔ پھر دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ قرضہ ایک کا نقد دوسرے کا دین یا عین ہلاک ہو گیا تو تقسیم  
نہیں ٹوٹے گی۔ اس لئے کہ جب تقسیم باہمی رضامندی سے ہوئی تو کسی شریک کو دوسرے پر رجوع کا حق نہیں رہا وہ اپنا حصہ لے گا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں جب مدیون مفلس قرار پائے تو خواہ وہ زندہ رہے یا مر جائے

بہر صورت دائن کو رجووع کا حق ہے۔ بغیر الخلاس کے رجووع کا حق نہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ رجووع نہیں کر سکتا۔ امام حسن بصریؒ اور شریحؒ و زفرؒ فرماتے ہیں کہ حوالہ کفالتہ کی طرح ہے۔ دائن جس پر چاہے رجووع کر سکتا ہے۔ امام بخاریؒ کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے ابواب الکفالتہ کو کتاب الحوالہ میں داخل کیا ہے۔ اور جمہور ائمہؒ فرماتے ہیں کہ کسی صورت میں رجووع نہیں کر سکتا امام بخاریؒ نے حدیث سے استدلال کیا کہ جب حوالہ صحیح ہو گیا۔ بعد ازاں قبض دین مشکل ہو گیا کسی وجہ سے تو احتمال محیل پر رجووع کرنے کا حقدار نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر رجووع صحیح ہے تو پھر غنی کی شرط کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور حنفیہؒ حوالہ کو ضمان قرار دیتے ہیں۔ جس کے تعذر کے وقت رجووع صحیح ہے۔

تشریح از قاسمی۔ امام بخاریؒ نے دین اور عین کی تقسیم کو ترجمہ میں داخل کر کے حوالہ کو اس پر قیاس کیا ہے۔ اسی طرح

وراثت کا بھی یہی حکم ہے۔ جس کو اہل المیراث نے میان کیا ہے۔

فاذا تبع کا معنی ہے اذا احیل فلیحتل جب حوالہ کیا جائے تو حوالہ کو قبول کرے۔

ترجمہ۔ باب جب کوئی شخص کسی کا قرضہ کسی

باب اذا حال علی ملی

مالدار کے حوالہ کرے تو اسے رد نہ کرنا چاہیے

فلیس له رد۔

ترجمہ۔ اور جب کسی مالدار کے حوالہ ہو تو اس کا پیچھا کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی کا کسی پر کوئی حق ہو تو جب تو نے کسی مالدار آدمی کے حوالہ کر دیا پس وہ تیری طرف سے ضامن بن گیا۔ پس اگر تو اس کے بعد مفلس قرار پائے تو وہ صاحب حوالہ کا پیچھا کر کے اس سے وصول کرے۔

ومن اتبع علی ملی فلیتبع معناه اذا کان

لاحد علیک شیء فاحلته علی رجل ملی فضمن

ذلك منك فان افلست بعد ذلك فله ان يتبع

صاحب الحوالۃ فیأخذ منه .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جس شخص کے دین کو کسی مالدار کے حوالہ کیا جائے تو اسے اسی کا پیچھا کرنا چاہیے۔

حدیث (۲۱۳۲) حدثنا محمد بن یوسف الخ

عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال مطل الغنی

ظلم ومن اتبع علی ملی فلیتبع .....

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ** - فان افلست بعد ذلك الخ شاید مؤلف اس حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ قرض خواہ دائن کے لئے جائز ہے کہ جس سے چاہے وہ مطالبہ کرے۔ اگر یہ غرض نہ ہو تو پھر اتباع کو افلاس کے ساتھ معلق کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ البتہ اگر یہ معنی لئے جائیں کہ جب محیل غنی ہو تو قرض خواہ کو مطالبہ کا حق نہیں۔ اس طرح وہ مفلس قرار پائے تو بھی اس سے مطالبہ نہ کرنا چاہیے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ** - فیض الباری میں ہے کہ مصنفؒ کا اس جگہ افلست کننا غیر محل پر ہے کیونکہ محیل کا افلاس مؤثر نہیں ہے اور نہ اس کو اس جگہ کوئی دخل ہے۔ اگر محتال علیہ کا افلاس ذکر نہیں کیا جاتا تو بہر تقدیر جس کی جزئیات فقہ میں ملتی ہیں۔ کیونکہ در مختار میں ہے کہ محیل قرضہ اور مطالبہ دونوں سے بری ہو جاتا ہے۔ جب کہ محتال نے حوالہ کو قبول کر لیا۔ اور محتال محیل پر رجوع نہیں کر سکتا البتہ ہلاک ہونے کی صورت میں رجوع کر سکتا ہے۔

ترجمہ۔ جب میت کا قرضہ کسی آدمی کے

حوالہ کردے تو جائز ہے۔

باب ان احال دین المیت

علی رجل جاز۔

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے کہا حضرت اس کی نماز جنازہ پڑھائیں آپؐ نے پوچھا کہ کیا اس کے ذمہ کوئی قرضہ ہے انہوں نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کوئی جائیداد چھوڑی ہے انہوں نے کہا نہیں تو آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر کچھ عرصہ بعد دوسرا جنازہ لایا گیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اس کی نماز جنازہ پڑھائیں آپؐ نے پوچھا کیا اس کے ذمہ قرضہ ہے کہا گیا ہاں ہے پوچھا کوئی جائیداد ترکہ چھوڑا ہے انہوں نے بتلایا تین دینار چھوڑے ہیں تو آپؐ نے اس پر نماز جنازہ پڑھادی۔ پھر کچھ عرصہ بعد تیسرا جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ آپؐ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں آپؐ نے پوچھا اس نے کوئی ترکہ چھوڑا ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں

حدیث (۲۱۳۳) حدثنا المکی بن ابراہیم الخ  
عن سلمة بن الاکوع قال کنا جلوساً عند النبی  
ﷺ اذ اتی بجنازة فقالوا صل علیہا فقال هل علیہ  
دین قالوا لا قال فهل ترک شیئاً قالوا لا فصلی علیہ  
ثم اتی بجنازة اخرى فقالوا یا رسول اللہ صل علیہا  
قال هل علیہ دین قبل نعم قال فهل ترک شیئاً قالوا  
ثلاثة دنائیر فصلی علیہا ثم اتی بالثالثة فقالوا اصل  
علیہا قال هل ترک شیئاً قالوا لا قال فهل علیہ دین  
قالوا الثلاثة دنائیر قال صلوا علی صاحبکم قال ابو قتادة  
صل علیہ یا رسول اللہ وعلی دینیہ فصلی علیہ ..



پھر آپؐ نے پوچھا کہ اس کے ذمہ کوئی قرضہ ہے لوگوں نے کہا تین دینار قرضہ ہے۔ فرمایا اپنے ساتھی پر نماز جنازہ تم پڑھو میں نہیں پڑھتا حضرت ابو قتادہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اس کا قرضہ میرے ذمہ ہے پس تب آپؐ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ان بطلؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے حوالہ کا ترجمہ باندھا اور ان احال دین المیت کے الفاظ بیان فرمائے۔ پھر حضرت سلمہ بن الاکوعؓ کی روایت اس میں داخل کی۔ حالانکہ وہ ضمان میں سے ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ضمان اور حوالہ قریب قریب ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## کتاب الکفالة

### باب الکفالة فی القرض والديون والابدان وغيرها۔

ترجمہ۔ باب قرضہ اور دیون میں ضمانت شخصی بھی لی جاسکتی ہے اور غیر شخصی بھی۔

ترجمہ۔ ابو الزناد ایک سند کے ذریعہ حمزہ اسلمیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے انہیں صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا وہاں ایک آدمی اپنی بیوی کی باندی سے ہمستر ہو گیا۔ تو حضرت حمزہؓ نے اس آدمی سے ضامن طلب کئے جو اسے حضرت عمرؓ کے پاس پہنچائیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے سو کوڑے مارے پس اس شخص نے لوگوں کے الزام کی تصدیق کی اور اپنی طرف سے جمالت کا عذر پیش کیا۔ اس لئے ترجمہ ہوا جلد پر عمل ہوا۔ اور حضرت جریر اور اشعثؓ نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مرتد ہو جانے والوں کے بارے میں فرمایا کہ انہیں

وقال ابو الزناد عن محمد بن حمزة بن عمر والاسلمی عن ابيه ان عمر بن الخطاب مصداً لوقوع رجل على جارية امرأة فاخذ حمزة من الرجل كفيلاً حتى قدم على عمر وكان عمر قد جلدته مائة جلدة فصذلهم وعذره بالجهالة وقال جرير والاشعث لعبد الله بن مسعود والمرتين استتبهم وكفلهم وتابوا وكفلهم عشائرهم وقال حماد اذا تكفل بنفس فمات فلا شيء عليه وقال الحكم يضمن ..

قید کرو اور ان سے ضمانت لو تو انہوں نے ارتداد سے توبہ کی اور ان کے قبائل والے ان کے کفیل بن گئے۔ اور حضرت حمادؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص شخص ضمانت دے کر مر جائے تو اس پر اور کوئی چیز واجب نہیں۔ حکم فرماتے ہیں کہ ضامن ہوگا۔

حدیث (۲۱۳۴) وقال الليث بسند عن  
ابی هريرة عن رسول الله ﷺ وانه ذكر رجلا  
من بني اسرائيل سال بعض بني اسرائيل ان يسلفه  
الف دينار فقال ائتني بالشهداء اشهدهم فقال  
كفى بالله شهيداً قال فائتني بالكفيل قال كفى  
بالله كفيلاً قال قال صدقت فدفعها اليه الى اجل  
مسمى فخرج في البحر فقضى حاجته ثم التمس  
مركباً يركبها يقدم عليه للاجل الذي اجله فلم  
يجد مركباً فاخذ خشبةً فنقرها فدخل فيها الف  
دينار وصحيفةً منه الى صاحبه ثم زحج موضعها  
ثم اتى بها الى البحر فقال اللهم انك تعلم اني  
كنت تسلفت فلاناً الف دينار فسالني كفيلاً  
فقلت كفى بالله كفيلاً فرضي بك وسالني  
شهيداً فقلت كفى بالله شهيداً فرضي بك واني  
جهدت ان اجدم مركباً بعث اليه الذي له فلم اقدر  
واني استودعكها فرمى بها في البحر حتى ولجت  
فيه ثم انصرف وهو في ذلك يلتمس مركباً يخرج  
الي بلده فخرج الرجل الذي كان اسلفه ينظر  
لعل مركباً قد جاء بماله فاذا بالخشبة التي فيه المال

ترجمہ۔ اور حضرت لیث نے ایک حدیث سند کے ذریعہ  
سے بیان کی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت رسول اللہ ﷺ  
سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بنی اسرائیل کے  
ایک آدمی کا ذکر کیا جس نے کسی اسرائیلی سے قرضہ مانگا جو ایک  
ہزار دینار تھا تو اس نے کہا کہ میرے پاس گواہ لے آؤ جن کو میں  
گواہ بناؤں اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میرے گواہ کافی ہیں تو اس نے  
کہا کوئی ضامن لے آؤ۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ میرے کارساز کافی  
ہیں تو اس نے کہا تو نے سچ کہا تو اس نے ایک مدت مقررہ تک  
اسے ایک ہزار دینار سپرد کر دیے۔ چنانچہ وہ سمندری سفر پر نکلا  
پس اپنی ضرورت پوری کر کے واپس آیا تو ایک کشتی تلاش کرنے  
لگا تاکہ اس پر سوار ہو کر اپنی اس مدت تک قرض خواہ کے پاس  
پہنچ جائے جو اس نے اس کے ساتھ مقرر کی تھی۔ لیکن اسے  
کشتی نہ ملی پس اس نے ایک لکڑی لے کر اسے سوراخ کیا اور اس  
میں ایک ہزار دینار اور ایک رقعہ جو اسکی طرف سے اپنے قرض  
خواہ کی طرف تھا رکھ دیا پھر اس سوراخ کو بند کر کے اس جگہ کو  
برابر کر دیا پھر اس لکڑی کو لے کر سمندر کی طرف آیا اور کہنے لگا  
اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار  
دینار قرضہ لیا تھا۔ اس نے مجھ سے ضامن مانگا تو میں نے کہا میرا  
اللہ ضامن کافی ہے پس وہ تجھ پر راضی ہو گیا پھر اس نے مجھ سے  
گواہ مانگا تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہیں پس وہ آپ پر راضی  
ہو گیا۔ اور میں نے کوشش کی کہ مجھے کوئی کشتی مل جائے تو میں

اس کی طرف وہ مال بھیج دوں جو اس کے لئے تھا پس مجھے قدرت حاصل نہ ہو سکی۔ اب میں اس لکڑی کو آپ کے پاس امانت چھوڑتا ہوں۔ چنانچہ اس لکڑی کو سمندر میں پھینک دیا یہاں تک کہ وہ لکڑی سمندر میں گھس گئی۔ پھر یہ واپس پھر کر آ گیا اور اس حال میں وہ کشتی تلاش کرتا رہا کہ کسی طرح اس کے شریک طرف پہنچ جائے پس وہ آدمی جس نے اسے قرضہ دیا تھا انتظار کر رہا تھا کہ کوئی کشتی آجائے اور اس کا مال لے آئے پس اچانک اس لکڑی کو دیکھا جس میں اس کا مال تھا تو اس نے اس لکڑی کو گھر والوں کے لئے سوختی لکڑی کے طور پر لے لیا پس اس کو توڑا

فأخذ لاهله حطباً فلمّا نشرها وجد المال والصحيفة  
ثم قدم الذي كان اسلفه فأتى بالف دينار فقال  
والله ما زلت جاهدأ في طلب مركب لا تيك  
بمالك فما وجدت مركباً قبل الذي أتيت فيه قال  
هل كنت بعثت الى بشئ قال اخبرك اني لم اجد  
مركباً قبل الذي جئت فيه قال فان الله قد ادى  
عنك الذي بعث في الخشب فانصرف بالف  
الدينار راشداً ....

تو اپنا مال اور وہ رقم پھیلایا۔ پھر وہ شخص خود آ گیا جس کو اس نے قرض دیا تھا۔ پس وہ ایک ہزار دینار اور لے آیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم! میں کشتی کی تلاش میں کوشاں رہا تا کہ تیرا مال لے آؤں پس مجھے اس سے پہلے کشتی نہ مل سکی جس میں اب سوار ہو کر آیا ہوں۔ تو قرض خواہ نے پوچھا کیا تو نے میری طرف کوئی چیز بھیجی تھی۔ تو اس نے کہا میں تجھے بتاتا ہوں کہ مجھے اس کشتی سے پہلے جس میں میں آیا ہوں اس سے پہلے کوئی کشتی نہ ملی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے وہ قرضہ ادا کر دیا ہے۔ جو تو نے لکڑی کے اندر بھیجا تھا۔ پس وہ ٹھیک ٹھاک اپنے ہزار دینار واپس لے کر گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وکان عمرٌو جلدہ مائتہ یہ تعزیر تھی۔ حضرت عمرؓ حد پر تعزیر کی زیادتی جائز سمجھتے تھے۔ اگرچہ

اس کی جنس میں سے ہو۔ یہ حضرت عمرؓ کا عمل حضرت حمزہؓ کے آنے اور واقعہ بیان کرنے کے بعد ہوا حالانکہ کان کے لفظ سے اس کے خلاف کا وہم ہوتا ہے۔

فصدقہم یہاں سے اس بات کا بیان ہے حضرت عمرؓ نے رجم کیوں نہ کیا۔ صرف تعزیر پر کیوں اکتفا کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں نے جب حضرت عمرؓ سے اس کا حال ذکر کیا تو حضرت عمرؓ جان گئے کہ وہ شخص جہالت یا کسی اور وجہ سے معذور ہے۔ اس لئے اس کی تعزیر پر اکتفا کیا۔

كفلهم عشاثرهم یعنی ان قبائل والوں نے شخصی ضمانت دی کہ وہ لوگ ارتداد کی طرف نہیں لوٹیں گے ورنہ ارتداد پر تو

ضمانت نہیں لی جاسکتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ طحاوی میں یہ قصہ مفصل مذکور ہے۔ بہر حال اس قصہ سے کفالة بالابدان کی مشروعیہ معلوم

ہوئی کیونکہ حضرت حمزہؓ اسلمی صحابی ہیں۔ اس نے ایسا کام کیا جو حضرات صحابہؓ کی موجودگی میں ہوا۔ اور حضرت عمرؓ نے اس پر کوئی نکیر نہ کیا۔ امام طحاویؒ نے باب الرجل یزنی بجاریۃ ابنہ کے تحت ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ سو کوڑے ہمارے نزدیک تعزیر کے طور پر ہیں۔ وطی بالشبہ کی وجہ سے حد اس سے ساقط کی اور تعزیر اس لئے کہ اس نے ایک غیر حلال فعل کا ارتکاب کیا اور سو کوڑے کی تعزیر خود آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔ باب حد البکر میں تعزیر کے مسئلہ میں اختلاف ہے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ دس کوڑوں سے زائد نہ لگائے جائیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کوڑوں کی سزا کسی حد کی مقدار تک نہ پہنچے۔ البتہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام مناسب سمجھے تو حد سے بڑھا سکتا ہے۔

لما فعلہ عمرؓ ظاہر قصہ سے جو طحاوی میں مذکور ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حمزہؓ کے آنے سے پہلے حضرت عمرؓ کوڑے مار چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہؓ نے اس آدمی طرم سے کفیل لیا۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا لا رجعتک کہ میں تجھے سنگسار کروں گا تو ان سے کنا گیا کہ جلدہ عمر ماتہ ولم یر علیہ الرجم وعذره بالجاهلیۃ کہ حضرت عمرؓ نے اس کے سو کوڑے لگوائے اور رجم نہیں کیا بلکہ جمالت کی وجہ سے اسے معذور قرار دیا۔ بعض لوگوں نے جاہل عن تحریم الزنا پر بھی حد نہیں ہے کا قول کیا ہے فصدقہم میں فلا تعقب کی دلالت کرتی ہے۔ کہ یہ تعذیر کوڑے مارنے کے بعد ہوئی ہے۔

من زنی بجاریۃ امرأۃ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص پر حد کامل واجب ہے۔ امام احمدؒ اور

اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ حد تو نہیں ہے البتہ بیوی کے لئے تادیب دینا پڑے گا۔ جب کہ رضائے غبت سے بھڑکی ہو۔ اور اس پر زبردستی کی گئی تو پھر باندی کی قیمت کی جائے گی اور باندی آزاد ہو جائے گی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس پر صرف سو کوڑے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تعزیر واجب ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ وہ زانی ہے یہاں کوئی شبہ نہیں اس لئے اس پر حد عائد ہوگی۔ اور ابن العنبر فرماتے ہیں کہ امام حادریؒ نے قیاس کیا کہ جب دیون میں کفالة بالابدان جائز ہے تو حد و میں بطریق لوثی ہوگی۔ اگر اشکال ہو کہ جو چیز ابھی وقوع پذیر نہیں ہوئی جیسے ارتداد وغیرہ جو حمزہؓ کے قصہ میں ہے۔ تو اس پر شخص ضمانت لینے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ کفلم عشائرم سے مراد قہار اور نگرانی ہے۔ کہ قبائل لوگ ان کا خیال کریں کہ کہیں یہ لوگ پھر مرتد نہ ہو جائیں۔ لہذا اس آدمی کا خیال رکھیں کہ کہیں بھاگ نہ جائے۔ تو یہاں کفالت کے فقہی معنی نہ ہوئے جیسے کفلاہ زکریا میں تعاهد دیکھ بھال مراد ہے۔

ترجمہ۔ جو لوگ عقد الحلف کریں

تو ان کو بھی ان کا حصہ دے دو۔

باب قول اللہ تعالیٰ والذین

عقدت ایمانکم فاتوہم نصیبہم

حدیث (۲۱۳۵) حدثنا الصلت بن محمد الع  
عن ابن عباسؓ ولكل جعلنا موالی قال ورثة والذین  
عقدت ایمانکم قال كان المهاجرون لما قد موا  
المدينة يرث المهاجر الانصاری دون ذوی رحمہ  
للاخوة التي اخى النبی ﷺ بینہم فلما نزلت  
ولكل جعلنا موالی نسخت ثم قال والذین عقدت  
ایمانکم الا النصر والرفادة والنصيحة وقد ذهب  
الميراث ويوصى له ....

حدیث (۲۱۳۶) حدثنا قتیبہ بن سعید عن انسؓ  
قال قدم علينا عبد الرحمن بن عوف اخي رسول الله  
ﷺ بينه وبين سعد بن الربيع ....

حدیث (۲۱۳۷) حدثنا محمد بن الصباح الع  
قال قلت لانس بن مالك ابلغك ان النبی ﷺ  
قال لا حلف في الاسلام فقال قد حالف النبی  
ﷺ بين قريش والانصار في داري .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ لکل جعلنا  
موالی ای ورثۃ والذین عقدت ایمانکم کے بارے میں  
فرمایا کہ جب مہاجرین حضرات نبی اکرم ﷺ کے پاس مدینہ  
منورہ تشریف لائے تو مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا اس کے  
رشتہ دار وارث نہیں ہوتے تھے۔ بوجہ اس بھائی چارہ کے جو  
جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کے درمیان قائم کیا تھا۔ پس جب  
لکل جعلنا موالی نازل ہوئی والذین عقدت منسوخ ہو گئی  
پھر فرمایا کہ ان متعاقبین کے درمیان اب صرف نصرت معاوضہ  
اور خیر خواہی رہ گئی ہے اب میراث چلی گئی۔ اور اب اسی میراث  
کے لئے وصیت کی جائے گی۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن  
بن عوفؓ ہمارے پاس تشریف لائے تو جناب رسول اللہ ﷺ  
نے ان کے اور سعد بن ابی الربیع کے درمیان مواخات کرائی  
(بھائی چارہ)۔

ترجمہ۔ حضرت عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے  
حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ کیا حدیث تمہیں پہنچی ہے کہ  
جناب نبی اکرم ﷺ نے قریش اور انصار کے درمیان میری  
اس حویلی کے اندر حلف کرایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ موالی نسخہ اگر فعل معروف ہے تو ناخ آیت ہوگی اور منسوخ مواخاتہ بنے گی۔ اگر فعل  
مجهول ہے تو منسوخ مواخاتہ اور ناخ کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ وہ یہی آیت ہے۔ بعد ازاں بتلایا کہ اس آیت کی وجہ سے میراث چلی گئی۔ لیکن  
نصرت اور معاونت باقی ہے۔ پس یہ امر اگر استحبابی ہے تو فیہا اگر وجوب کے لئے ہے تو وہ نصیحت اور نصرت کے بارے میں ہے  
رفادہ اور وصیت بھی منسوخ ہیں۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ الفاظ حدیث میں بعض روایات کی طرف سے بہت خلل واقع ہوا ہے۔ جس سے شرح کو پریشانی لاحق ہوئی۔ اس کا حل یہ ہے کہ راوی نے دو آیات تلاوت کیں۔ لکل جعلنا موالی اور دوسری والذین عقدت ایمانکم گویا کہ ان آیات کی تفسیر بیان کرنا چاہتے ہیں پھر مسئلہ مواخات ذکر کیا۔ لیکن لکل جعلنا موالی نازل ہوئی تو مواخات منسوخ ہو گئی۔ جب کہ فعل بھول ہو۔ اگر معروف ہو تو معنی ہوں گے کہ پہلی آیت نے پہلی مواخات کو منسوخ کر دیا۔ تو ہر ایک کا وارث اس کے ترکہ کا وارث ہونے لگا پھر دوسری آیت کی تفسیر شروع کی جس میں ولاء الموالاة کا ذکر ہے۔ یا اسی مواخات کا ذکر ہے۔ تو فرمایا کہ یہ معاقدہ منسوخ ہے۔ مگر تین مواقع پر نہیں نصرت۔ رفاۃ۔ اور نصیحة۔

**لقد ذهب الميراث** کا مطلب یہ ہوا کہ آیت بعض جزئیات میں منسوخ ہے۔ یعنی میراث میں اور بعض میں محکم ہے۔ نصیحت رفاۃ اور نصرت میں میرے نزدیک بھی یہی ہے کہ کوئی آیت بالکل منسوخ نہیں۔ بلکہ بعض جزئیات میں محکم ہوتی ہے۔ کچھ نہیں تو اس جنس کا ترکہ تو باقی رہتا ہے۔ پھر موالی کے پس معافی بیان کئے گئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ عام مشترک ہے موقع و محل کے مطابق معنی مراد لئے جائیں گے۔ اس باب کو اس جگہ لانے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح اوّل اسلام میں حلف سے استحقاق میراث ہوتا تھا وہ بھی ایک عقد تھا جس سے مال لازم ہوتا تھا۔ اس طرح کفالة التزام مال بغير عوض تطوعاً فلزم کہ کفالت بھی بغیر عوض کے مال کو لازم کرنا ہے۔ اس لئے یہ بھی لازم ہو گا۔ حدیث مواخلة کی مناسبت کفالة سے اس طرح ہو گی کہ جس طرح عقد المواخاة میں وفاء واجب ہے اس طرح کفالة میں بھی وفاء واجب ہے۔ نام زفرؒ فرماتے ہیں کہ حوالہ بھی کفالت کی طرح ہے۔ اس لئے نام حاریؒ ابواب الكفالة کو کتاب الحوالہ میں لائے ہیں۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ کفالت عرف میں نفوس کے اندر ہوتی ہے۔ ضمان اموال میں۔ حمالہ دیات میں اور زعامة بے بے اموال میں۔ زعيم لفت ال مدینہ کی ہے۔ حمیل لفت لیل مصر کی۔ اور کفیل لفت لیل عراق کی ہے جس کا معنی ہے التزام حق ثابت فی ذمۃ الغیر و احضار من علیہ و عین مضمونة اور حضرت ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں یہ حکم باقی ہے منسوخ نہیں ہوا۔ دونوں آیتوں میں جمع اس طرح ہو گی کہ الوالارحام لولیاء معاقدہ سے لوتی ہیں۔ جب ذوی الارحام نہ رہیں تو معاقدون وارث ہوں گے۔ قبیح المال سے وہ زیادہ حقدار ہوں گے۔ اور علامہ رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ آیت منسوخ ہے حکم باقی ہے۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ قرض اور دین میں یہ فرق ہے کہ دین تو معاملات میں جو رقم ذمہ میں رہ جائے وہ قرض عام ہے۔ کفالة

دو قسم ہے بالابدان و بالاموال۔

ترجمہ۔ جو شخص کسی میت کے قرضہ کا ضمان پڑ جائے تو اسے میت کے ترکہ سے رجوع نہیں کرنا چاہئے حضرت حسن بصریؒ اسی کے قائل ہیں۔

**باب من تکفل عن میت دیناً**  
**فلیس له ان يرجع وبه قال الحسن**

حدیث (۲۱۳۸) حدثنا ابو عاصم الخ عن سلمة بن الاكوع ان النبي ﷺ اتى بجنزة ليصلي عليها فقال هل عليه من دين قالوا لا فصلى عليه ثم اتى بجنزة اخرى فقال هل عليه من دين قالوا نعم قال صلوا على صاحبكم قال ابو قتادة على دينه يا رسول الله فصلى عليه ..

حدیث (۲۱۳۹) حدثنا علي بن عبد الله عن جابر بن عبد الله قال قال النبي ﷺ لو قد جاء مال البحرين قد اعطيتك هكذا وهكذا سم يحيى مال البحرين حتى قبض النبي ﷺ فلما جاء مال البحرين امر ابو بكر فنادى من كان له عند النبي ﷺ عدة او دين فليأتنا فاتيته فقلت ان النبي ﷺ قال لي كذا وكذا فحسني لي حبة فعدتها فاذا هي خمس مائة وقال خذ مثلها ...

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ اس پر نماز پڑھیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا اس پر قرضہ ہے تو انہوں نے کہا نہیں تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی۔ پھر دوسرا لایا گیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا اس کے ذمہ قرضہ ہے لوگوں نے کہا ہاں ہے۔ تو آپ نے فرمایا اپنے ساتھی پر تم ہی نماز جنازہ پڑھو میں نہیں پڑھتا۔ حضرت ابو قتادہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! اس کا قرضہ میرے ذمہ رہا تو تب آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر بحرین سے مال آگیا تو میں تجھے اتنا دوں گا پس بحرین کا مال نہ آیا یہاں تک کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہو گئی۔ پس جب بحرین سے مال آیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جس شخص کیلئے نبی اکرم ﷺ کا وعدہ ہو یا قرضہ ہو وہ ہمارے پاس آئے میں اسے دوں گا۔ تو میں نے کہا حضرت نبی اکرم ﷺ نے اس قدر مال کا میرے لئے وعدہ فرمایا تھا۔ تو انہوں نے ایک چلو بھر کر مجھے دیا۔ میں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو درہم تھے آپ نے فرمایا اس سے دو گنا اور لے لو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ روایت کی ترجمہ پر دلالت ظاہر ہے۔ لیکن اس کا دار و مدار اس پر ہو کہ حضرت ابو قتادہؓ کا وعدہ کمال تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ اور آنحضرت نبی اکرم ﷺ کا نماز پڑھنا حضرت ابو قتادہؓ پر اعتماد کر کے تھا۔ اور وہ صحابی ہیں۔ اور مؤمن کا وعدہ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ عقل میں لے لیں۔ نیز اس جگہ مقصود دین کے معاملہ کی اہمیت پر تنبیہ کرنا ہے تاکہ اس سے تہلوز نہ ہو جب وہ وثوق حاصل ہو گیا تو پھر نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر آپ کو حضرت ابو قتادہؓ کے وعدہ پر اعتماد نہ ہو تا یا خلاف درزی کا خطرہ ہو تا تو نماز نہ پڑھتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ میرے والد مرحوم نے مولانا غلیل احمد مرحوم کی طرف سے اپنی تقریر میں لکھا ہے کہ شاید

اس باب سے امام حاری کی غرض یہ ہے کہ قرضہ جب صحیح ہو اور کوئی اس کا ضامن بن جائے تو یہ محض وعدہ نہیں بلکہ قرضہ واجب الاداء ہوا۔ بعد ازاں اس سے رجوع کرنا صحیح نہیں ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ شیخ ظلیلؒ نے اسے اقرار قرار دیا ہے جو لازم ہو گا۔ شیخ مکتوبیؒ بھی علی قضا کے تحت یہی فرماتے ہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ لیس لہ ان یرجع یعنی کفالت لازمہ ثابت ہے اس سے رجوع نہیں کر سکتا۔ اور یہ بھی احتمال ہے جس قدر مال کا کفیل بنانا ہے وہ میت کے ترکہ سے وصول نہ کرے چنانچہ علماء کا اختلاف ہے۔ ابن لیلیٰ فرماتے ہیں کہ ضمان لازم ہے خواہ میت نے کوئی مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس پر ضمان نہیں ہے۔ اگر میت نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے تو اتنی مقدار کا ضامن ہو گا۔ اگر ترکہ اس قدر ہے کہ اس سے قرضہ پورا ہو جاتا ہے تو جمع قرضہ کا ضامن ہو گا۔ اور ترکہ میں رجوع بھی نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اس کی طرف سے تنذیع ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میت کے ترکہ سے وصول کرنے کا اسے حق حاصل ہے کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہؒ پر حجت ہے کہ جب میت قرضہ پورا کرنے کا مال نہ چھوڑ جائے تو اس کی ضمان دینا صحیح نہیں ہے جس کے جواب میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کی امام ابو حنیفہؒ پر جسارت ہے کہ امام صاحبؒ ثبوت حدیث کی کیسے مخالفت کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اس پر عمل اس لئے ترک کر دیا کہ ان کو یہ حدیث ملی نہیں یا ان کے نزدیک اس کا نسخ ثابت ہے چنانچہ ابو ہریرہؓ کی روایت چار ابواب کے بعد آ رہی ہے۔ جو نسخ پر دلالت کرتی ہے۔ انا اولیٰ با المؤمنین من انفسهم الا یہ من ترک دینا فعلى قضاء ہ ومن ترک ما لا فلورثتہ کہ جو شخص قرضہ چھوڑ کر مر اس کا لدا اگر نامیرے ذمہ ہے۔ اور جو مال چھوڑ کر مر لوہو وارثوں کا حق ہے۔

**تشریح از شیخ مکتوبیؒ۔** وعدہ اودینا فلیتنا شاید استدلال کا درود اس بات پر ہے کہ اگر وعدہ کرنے والا اپنے وعدہ سے رجوع کر سکتا ہے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے وعدے پورے کرنے میں اس کے محتاج ہیں۔ کہ آیا جناب نبی اکرم ﷺ نے ان وعدوں سے رجوع کیا نہیں۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کی تفتیش نہیں کی تو معلوم ہوا کہ کہ مواعید میں سے رجوع کرنا صحیح نہیں ہے۔ وہ شرعی احکام میں تو واجب نہیں البتہ اخلاق میں وعدہ و قائل ضروری ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وعدہ کرنے والا اپنے وعدہ سے رجوع کا حق رکھتا ہے لیکن اس کی شان کے لائق یہ ہے کہ ایفاء وعدہ کا عزم کرے۔ اور باطن میں یہ ارادہ کرے کہ پورا نہیں کروں گا تو یہ دھوکہ ہو گا۔ جو ممنوع ہے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ۔** بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ امام پروا جب ہے کہ وہ بیت المال سے فقراء کے قرضے ادا کرے اسلئے کہ آپؐ کا ارشاد ہے علی قضا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ قرضہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے مدیون میت کو قبر میں عذاب نہ دیا جائے۔ جیسے کہ حدیث ابو قتادہؓ کے آخر میں آنجناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد منقول ہے۔ اور بعض روایات میں ہے عدا المؤمن کا فذا البید کہ مؤمن کا وعدہ کرنا ہاتھ پکڑنے کی مانند ہے۔ اس لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ جناب نبی اکرم ﷺ کے قائم مقام کی حیثیت سے آنحضرت ﷺ کے وعدہ اور دیون کو ادا کیا۔ حدیث سے تو ثابت ہوا کہ وفاء بالوعدہ واجب ہے۔ اور اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ خبر واحد معتبر ہے۔



اس لئے حضرت ابو بکرؓ نے حضرت جابرؓ سے کوئی گواہ طلب نہیں کیا۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں وعدہ کو پورا کرنا واجب ہے یا مستحب ہے۔ جمہور ائمہ اسے مستحب کہتے ہیں۔ اگر ترک کر دیا تو سخت کراہت ہوگی۔ اور ایک جماعت ایفاء وعدہ کو واجب کہتی ہے۔ جمہور کی دلیل یہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ وعدہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں عسی اور ان مسعود انشاء اللہ فرماتے تھے۔ چنانچہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ وفاء وعدہ وغیرہا استحباباً مؤکداً ویکرہ اخلافہ یعنی وعدہ کو پورا کرنا مستحب ہے۔ جس کی خلاف ورزی مکروہ ہے۔

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا پناہ لینا اور معاہدہ کرنا

## باب جوار ابی بکر فی

## عهد النبی ﷺ وعقدہ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ فرماتی ہیں مجھے تو اور کچھ معلوم نہیں اتنا جانتی ہوں کہ میرے ماں باپ کسی دین پر عمل کرتے ہیں۔ اور ابو صالحؓ کی سند ہے کہ کوئی دن ہم پر ایسا نہیں گذر تا تھا کہ جس میں جناب رسول اکرم ﷺ دن کے دونوں حصوں میں صبح اور شام تشریف نہ لاتے ہوں پس جب مسلمانوں کی مشرکین کی طرف سے آزمائش شروع ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی نیت سے روانہ ہوئے جب برك الغماد کے مقام تک پہنچے تو فہارہ قبیلے کا سردار لئن الدغنه آپ سے مل کر کہنے لگا اے ابو بکرؓ آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ مجھے میری قوم نے نکلنے پر مجبور کر دیا میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی زمین میں چل پھر کر اپنے رب کی عبادت کرتا رہوں لئن الدغنه نے کہا کہ تیرے جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے اور نہ ہی نکالا جاسکتا ہے۔ کیونکہ آپ تو مفلس آدمی کو کام پر لگاتے ہیں۔ اور صلہ رحمی کرتے ہیں لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور مسلمانوں کی خاطر داری کرتے ہیں۔ اور حق کے حادثات میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ میں تجھے پناہ دینے والا ہوں آپ واپس چلیں اور اپنے شروں میں اپنے رب کی

حدیث (۲۱۴۰) حدثنا یحییٰ بن بکیر

ان عائشہ رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ قالت لم اعقل ابوی الا وہما یدیتان الدین قال ابو عبد اللہ وقال ابو صالح بسند الخ ولم یمض علینا یوم الا یتینا فیہ رسول اللہ ﷺ طرفی النہار بکرۃ وعشیۃ فلما ابتلی المسلمون خرج ابو بکرؓ مهاجراً قبل الحبشۃ حتی اذ ابلیغ برك الغماد لقیہ ابن الدغنه وهو سید القارۃ فقال ابن تربد یا ابا بکرؓ فقال ابو بکرؓ اخرجنی قومی فاننا یرید ان اسیح فی الارض فاعبد ربی قال ابن الدغنه ان مثلك لا یخرج لا یخرج فانك تكسب المعدوم وتصل الرحم وتحمل الكل وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق وانا لك جار فارجع فاعبد ربك ببلادك فارتحل ابن الدغنه فرجع مع ابی بکرؓ فطاف فی اشراف کفار قریش فقال لهم ان ابا بکرؓ

لا یخرج مثله ولا یخرج اتخرجون رجلا یکسب المعدوم ویصل الرحم ویحمل الكل ویقری الضیف ویعین علی نواب الحق فانفذت قریش جوار ابن الدغنة وامنو ابا بکر وقالوا لابن الدغنة مر ابا بکر فلیعبد ربہ فی دارہ فلیصل والیقرا ماشاء ولا یؤذینا بذلك ولا یستعلن بہ فان انا قد خشینا ان یفتن ابناءنا ونساءنا قال ذلك ابن الدغنة لابی بکر فطلق ابو بکر یعبد ربہ فی دارہ ثم بدا لابی بکر فابتنی مسجدا بفناء دارہ وبرز فکان یصلی فیہ ویقرأ القرآن فیتقصف علیہ نساء المشرکین وابناءہم یعجبون وینظرون الیہ وکان ابو بکر رجلا بکاء لا یملک دمعہ حین یقرأ القرآن فافزع ذلك اشراف قریش من المشرکین فارسلوا الی ابن الدغنة فقد علیہم فقالوا له انا کنا اجرنا ابا بکر علی ان یعبد ربہ فی دارہ وانه جاوز ذلك فابتنی مسجداً بفناء دارہ واعلن الصلوة والقراءة وقد خشینا ان یفتن ابناءنا ونساءنا فانه فان احب ان یقتصر علی ان یعبد ربہ فی دارہ فعل وان اباء الا ان یعلن ذلك فسلہ ان یرد الیک ذمتک فانا کرہنا ان نخفرك ولسنا معمرین لابی بکر الاستعلان قالت عائشة فاتی ابن الدغنة ابا بکر

عبادت کریں تو ابن الدغنة حضرت ابو بکر صدیقؓ کو واپس لے کر چل پڑا اور قریش کے سرداروں کے پاس آنے جانے لگا ان سے کہا کہ ابو بکرؓ جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جاسکتا ہے کیا تم ایسے آدمی کو نکالتے ہو جو مفلسوں کے کام ہوتا ہے صلح رحمی کرتا ہے۔ لوگوں کے قرض وغیرہ کے بوجھ اٹھاتا ہے اور مہمان کی خاطر داری کرتا ہے اور حق و صداقت کے حادثات میں مدد کرتا ہے۔ تو قریش نے ابن الدغنة کے پناہ دینے کو چالو کر دیا۔ اور حضرت ابو بکرؓ کو امان دے دی۔ اور انہوں نے ابن الدغنة سے کہا کہ ابو بکر صدیقؓ کو حکم دو کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے نماز بھی پڑھے اور جو کچھ اس کی مرضی ہو پڑھے اس کی وجہ سے ہمیں تکلیف نہ دے۔ اور نہ ہی یہ کام علانیہ کرے۔ کیونکہ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہمارے عموں اور عورتوں کو فتنہ میں مبتلا نہ کر دے (کہ وہ بے دین ہو جائیں) ابن الدغنة نے یہ شرائط ابو بکرؓ کے سامنے پیش کئے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے گھر میں عبادت کرنی شروع کر دی اپنے گھر کے علاوہ کہیں بھی علانیہ نہ نماز پڑھتے تھے نہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ پھر ابو بکر صدیقؓ نے اپنی رائے کے مطابق اپنی حویلی کے گھن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنالی اور حکم کھلا ہو کر نماز پڑھتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے پس مشرکین کی عورتیں اور بچے ان پر ٹوٹ پڑے اس پر تعجب کرتے اور اسے دیکھتے رہتے اور حضرت ابو بکرؓ کثرت سے رونے والے آدمی تھے جب قرآن مجید پڑھتے تو اپنے آنسو ضبط نہ کر سکتے۔ مشرکین قریش کے سرداروں کو اس بات نے گہرا ہت میں ڈال دیا۔ تو انہوں نے ابن الدغنة کو بلوا بھیجا وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا

فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ الَّذِي عَقَدْتَ لَكَ عَلَيْهِ فَمَا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ. وَأَمَّا أَنْ تَرُدَّ إِلَى ذِمَّتِي فَأَنِي لَا أَحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أَخْفَرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتَ لَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٌ أَنِّي أَرَدْتُ إِلَيْكَ جَوَارِكَ وَأَرْضِي بِجَوَارِ اللَّهِ وَرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَرَيْتُ دَارَ هَجْرَتِكُمْ رَأَيْتُ سَبْحَةَ ذَاتِ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مِنْ هَاجَرَ قَبْلَ الْمَدِينَةِ حِينَ ذَكَرَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ بَعْضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٌ مَهَاجِرًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى رَسْلِكَ فَأَنِي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي قَالَ أَبُو بَكْرٌ هَلْ تَرْجُو أَنْ ذَلِكَ بَابِي أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ أَبُو بَكْرٌ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَا حَلْتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمَرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.....

کہ ہم نے ابو بکر صدیقؓ کو اس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے گا۔ لیکن اس نے ان شرائط سے تجاوز کیا ہے کہ اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنالی۔ اور علانیہ نماز اور قراۃ کرتا ہے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنہ میں مبتلا کر کے دین سے نہ پھیر دے۔ پس وہ اگر اپنے گھر پر اپنے رب کی عبادت پر اکتفا کرتا پسند کرتا ہے تو کر لے ورنہ اگر وہ یہ سب کچھ علانیہ کرنے پر ہند ہے تو اس سے کہو کہ تیری ذمہ داری واپس کر دے۔ ہم نہیں چاہتے کہ تیری امان کی خلاف ورزی ہو۔ اور ہم ابو بکر صدیقؓ کے علانیہ عبادت کرنے کے اقرار کرنے والے نہیں ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابن الدغنه حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہمیں معلوم ہے کہ جس چیز پر تم نے ہم سے معاہدہ کیا ہے پس اب یا تو اسی کے پابند رہو یا میری ذمہ داری واپس کر دو کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ عرب میں میری امان کی خلاف ورزی کا چرچا ہو جو میں نے کسی شخص کے لئے معاہدہ کیا ہے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میں تیری ذمہ داری تجھے واپس کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ پر راضی ہوتا ہوں جناب رسول اللہ ﷺ

ان دنوں مکہ معظمہ میں تھے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خواب میں تمہارا دارالہجرت دکھلایا گیا ہے وہ کھجوروں والی شور زمین ہے جو کالے کالے پتھروں والی زمین کے درمیان ہے وہ دونوں کنارے پتھر والی زمین کے ہیں پس جس وقت جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کا ذکر فرمایا تو کچھ لوگوں نے مدینہ کی طرف ہجرت شروع کر دی اور بعض وہ لوگ جو حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے وہ بھی مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے اور ابو بکر صدیقؓ بھی ہجرت کے ارادے سے تیاری کرنے لگے جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی ٹکے رہو جلدی نہ کرو کیونکہ مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا کہ میرا باپ آپ پر قربان ہو۔ کیا آپ بھی اس ہجرت کی امید رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں! تو حضرت ابو بکرؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی صحبت کیلئے اپنے آپ کو روک لیا۔ اور چار ماہ تک اپنی دو سواری کی ان اونٹنیوں کو کیکر کے چوں کی گھاس کھلاتے رہے جو اونٹنیاں آپ کے پاس تھیں۔

حدیث (۲۱۴۱) حدثنا يحيى بن بكير عن  
عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ كان يؤتى  
بالرجل المتوفى عليه الدين فيستال هل ترك  
لدينه فضلا فان حدث انه ترك لدينه وفاء صلى  
والا قال للمسلمين صلوا على صاحبكم فلما  
فتح الله عليه الفتوح قال انا اولى بالمؤمنين من  
انفسهم فمن توفى من المؤمنين فترك دينه فعلى  
قضاؤه ومن ترك مالا فلورثته .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی فوت شدہ آدمی لایا جاتا جس کے  
ذمہ قرضہ ہوتا تو آپؐ پوچھتے کہ کیا اس نے اپنے قرضہ کی ادائیگی  
کے لئے کوئی فالتو مال چھوڑا ہے۔ پس اگر آپؐ کو میان کیا جاتا کہ  
اس نے اپنے قرضہ کی پوری ادائیگی کے لئے کچھ چھوڑا ہے تو  
آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے فرماتے کہ تم  
لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر  
فتوحات کا دروازہ کھولا تو فرمایا میں مؤمنین سے ان کی ذاتوں سے  
زیادہ قریب ہوں پس جو شخص مؤمنین میں سے فوت ہو جائے  
پس اپنے پیچھے قرضہ چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کیلئے ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اخر جنی قومی اس جملہ میں اسناد مجازی ہے کیونکہ وہ لوگ اداء طاعات سے روکنے کا سبب بنے  
اور لوہنجی آواز سے قرآن پڑھنے اور نماز سے روکنے کا سبب بنے۔ فعلی قضاء چونکہ علی وجوب کے لئے ہے لہذا اس سے کفالت نہ ہوتی  
اور ایسی ہی تاویل ابو قتادہ کی گذشتہ حدیث میں کی جائے گی تاکہ حدیث باب کے مطابق ہو جائے۔ کیونکہ اس میں ہے علی دینہ تو اس سے  
قرضہ اپنے اوپر لے کر کفالت کا اقرار کر لیا۔ اور ظاہر ہے کہ صحابی کی شان کے لائق ہے کہ جو چیز انہوں نے تہرعا اپنے اوپر واجب کی ہے  
اس سے رجوع نہ کریں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اخر جنی ای تسبیوانی اخراجی اسیح مساحہ کے معنی میں بغیر کسی خاص مقام پر قیام کرنے  
کے چلتے رہنے کو کہتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے چونکہ ارض حبشہ کا قصد کیا تھا جہاں تک رسائی بغیر سیر و سیاحت کے نہیں ہو سکتی اسلئے  
اسیح کہنا صحیح ہوگا۔

لابنتی مسجد ابغناء دارہ الخ قطب گنگوہیؒ اس جگہ ایک اشکال کا جواب دینا چاہتے ہیں وہ یہ کہ لئن الدغنه سے جو عہد  
و معاہدہ کیا تھا صدیق اکبرؓ نے اسے کیوں توڑا۔ جواب یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے لئن الدغنه سے مسجد نہ بنانے کا عہد نہیں کیا تھا بلکہ  
اس نے کہا تھا فاعبد ربک ببلادک کہ اپنے شہروں میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ قریش کا قول لئن الدغنه کے معاہدہ سے خارج تھا۔ ابو بکرؓ پر  
اس کی پابندی لازم نہیں تھی۔ ابتدا میں آپؐ نے لئن الدغنه کی تالیف قلب کے لئے پابندی کی تھی۔ صاحب التیسیر نے لکھا ہے کہ  
ابو بکر صدیقؓ نے اس کا معاہدہ نہیں کیا تھا۔ اور ان کی ممانعت صلوٰۃ قرآن و یداری کے منافی سمجھا اس لئے اس کی پاسداری نہ کی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

# کتاب الوکالة

وکالة الشريك الشريك في القسمة وغيرها وقد اشرك النبي ﷺ عليا في هديه ثم امره بقسمتها  
ترجمہ۔ کتاب الوکالۃ اور ایک شریک کا دوسرے شریک کو تقسیم وغیرہ میں وکیل بنانا۔ اور حضرت نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ کو اپنے قربانی کے جانوروں میں وکیل بنایا تھا پھر ان کو تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

حدیث (۲۱۴۲) حدثنا قبيصة الخ عن علي قال امرني رسول الله ﷺ ان اتصدق بجلال البدن التي نحررت بجلودها .....  
ترجمہ۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں قربانی کے ان اونٹوں کو جو فوج کر دئے گئے ان کے محل اور ان کے چمڑے صدقہ کر دوں۔

حدیث (۲۱۴۳) حدثنا عمرو بن خالد الخ عن عقبة بن عامر ان النبي ﷺ اعطاه غنماً يقسمها على صحابته فبقى عتود فذكره للنبي ﷺ فقال ضح به انت .....  
ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو کچھ بھریاں عنایت فرمائیں کہ انہیں آپ کے ساتھیوں میں تقسیم کر دے۔ بھری کا ایک چھ جوا ایک سال کا تھا بیچ گیا۔ جس کا انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا تو فرمایا کہ تم ہی اس کو قربانی کے لئے ذبح کر دو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فبقی عتود بھریوں میں مسلمان شریک تھے کیونکہ وہ بیت المال میں سے تھے تو ایک شریک کا دوسرے کو تقسیم کرنے میں وکیل بنانا جائز ہوا۔ جیسے کہ غیر قسمت میں وکالت جائز ہے۔ تو ترجمہ دو جزء کے اعتبار سے ثابت ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ وکالة بفتح الواو وکسرہا جس کے لغوی معنی سپرد کرنا اور حفاظت کرنے کے ہیں۔ اور شرعی معنی ہیں کسی شخص کا دوسرے کو اپنے قائم مقام بنانا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ الوکالة الحفظ فی اللغة اور اسی سے وکیل اللہ تعالیٰ کے

ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور توکیل کے معنی کسی امر کا سپرد کرنا ہے۔ تاکہ وہ اس میں تصرف کرے۔ اور وکیل اسی کو سرانجام دے گا۔  
لفضح بہ انت حافظؒ فرماتے ہیں کہ ضح بہ انت میں ترجمہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جن کا تقسیم میں حصہ تھا۔ اور وہ خود بھی تقسیم کے متولی بنے اور اس کی تائید حدیث کے ان الفاظ سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ قریبانی کے جانوروں کو آپ نے ان کے درمیان تقسیم کر دیا تھا قسم بینہم ضحایا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کو ترجمہ سے اس طرح مطابقت ہوگی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کو تقسیم ضحایا میں وکیل بنایا۔ اور وہ موہوب لہم میں شریک بھی تھے۔ لکن بطلان فرماتے ہیں کہ شریک کی وکالت جائز ہے۔ جیسے کہ وکیل کی شرکت جائز ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ تقسیم میں وکالت ثابت ہوئی غیر قسمت میں وکالت کو اس پر قیاس کیا گیا بکذا قال العینی۔

ترجمہ۔ جب کوئی مسلمان کسی حربی کو دارالحرب میں یا دارالاسلام میں وکیل بنائے تو جائز ہے۔

باب اذا وکل المسلم حربیا فی دار الحرب اوفی دار الاسلام جاز

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اور امیہ بن خلف نے ایک معاہدہ تحریر کیا کہ وہ مکہ معظمہ میں میرے خاص مال کی حفاظت کرے گا۔ اور مدینہ میں میں اس کے خاص مال کی حفاظت کروں گا پس جب میں نے رحن کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگا کہ میں رحن کو نہیں پہچانتا تم اپنا وہی نام لکھو جو تمہارا جاہلیت میں تھا۔ چنانچہ میں نے اسے عبد عمرو لکھ دیا جب بدر کی لڑائی شروع ہوئی تو میں ایک پہاڑ کی طرف نکل گیا تاکہ جب لوگ سو جائیں تو میں اس کی حفاظت کروں پس اسے حضرت بلالؓ نے دیکھ لیا وہ سیدھے انصار کی مجلس میں پہنچ کر کہنے لگے کہ چلو امیہ بن خلف کو پکڑو۔ اگر امیہ نجات پا گیا تو میری خیر و نجات نہیں۔ چنانچہ انصار کی ایک جماعت ہمارے پیچھے پیچھے ان کے ساتھ ہو گئی۔ پس جب مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ انہوں نے ہمیں آیا۔ تو ان کے لئے میں نے امیہ کے بچنے کو

حدیث (۲۱۴۴) حدثنا عبدالعزيز بن عبد الله الخ عن عبد الرحمن بن عوف قال كتبت امية بن خلف كتاباً بان يحفظني في صاغيتي بمكة واحفظه في صاغيته بالمدينة فلما ذكرت الرحمن قال لا اعرف الرحمن كاتبني باسمك الذي كان في الجاهلية فكتبت عبد عمرو فلما كان في يوم بدر خرجت الى جبل لاحرزه حين نام الناس فابصره بلال فخرج حتى وقف على مجلس من الانصار فقال امية بن خلف لا نجوت ان نجا امية فخرج معه فريق من الانصار في اثارنا فلما خشيت ان يلحقونا خلفت لهم ابنة لاشغلهم فقتلوه ثم ابو حتى يبعونوا وكان رجلاً ثقیلاً فلما

ادر کوناقلت له ابرك فبرك فالقيت عليه نفسى  
لامنعه فتخللوه بالسيوف من تحتى حتى قتلوه  
واصاب احدهم رجلى بسيفه وكان عبدالرحمن  
بن عوف يرينا ذلك الامر فى ظهر قدمه قال ابو  
عبدالله سمع يوسف صالحاً و ابراهيم اياه ....

پیچھے چھوڑ دیا تاکہ وہ ان کو مشغول رکھ سکے۔ لیکن انہوں نے  
اسے قتل کر دیا پھر وہ ہمارے پیچھے آگئے۔ امیہ منوٹا اور بھاری  
بھر کم آدمی تھا جب انہوں نے ہمیں آلیا تو میں نے اس سے کہا  
کہ تو گھٹنوں کے بل بیٹھ جا۔ چنانچہ وہ بیٹھ گیا میں نے اپنبلدن  
اس پر ڈال دیا۔ تاکہ میں اسے روک سکوں لیکن ان لوگوں نے  
میرے نیچے سے اس کو تلواروں کے ساتھ ڈھانپ لیا یا میرے

نیچے سے ہی اپنی تلواریں اس تک پہنچا دیں یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ اور ان میں سے ایک کی تلوار نے میرے پاؤں کو زخمی کر دیا  
حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اپنے قدم کے اوپر زخم کا نشان نہیں دکھاتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ توکیل فی دار الحرب تو ظاہر الثبوت ہے لیکن توکیل فی دار الاسلام قیاساً ثابت ہوگی

پھر یہ وہم ہوتا ہے کہ بدر کی لڑائی میں جب مشرکوں کو ہلاک کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے تو حضرت عبدالرحمنؓ نے ایک مشرک کے  
چھڑانے کی کوشش کیوں فرمائی حالانکہ یہ موقع ان کو ٹھکانے لگانے کا تھا۔ تو جواب یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمنؓ نے یہ سمجھا کہ اس کو  
بھگانے میں ایک تو یہ ہے کہ وہ ورطہ موت سے بچ جائے گا۔ دوسرے فرار کی صورت میں اس کے ایمان لانے کی امید ہے۔ نیز! اس کا  
بھگادینا کافروں کی شوکت توڑنے کا باعث ہوگا۔ ممکن ہے دوسرے بھی اس کو اختیار کریں۔ خصوصاً ان کے ضعفاء کو جب معلوم ہوگا کہ  
ہمارا سردار بھاگ گیا ہے تو دوسروں کو قرار نہیں ہوگا۔ اوند ہی جنگ میں ثابت قدمی دکھائیں گے۔ تو اس میں ان کی جماعت کو منتشر کرنا تھا  
اور مسلمانوں کو ان کی ریشہ دوانیوں سے دور رکھنا تھا۔ اور پھر اسے گھٹنوں کے بل بٹھا کر اپنے آپ کو اس پر ڈالنے کی صورت میں اسے  
قتل سے چانے کی کوشش کرنا اس لئے تھا کہ فرار کی صورت میں جو فائدہ مذکورہ حاصل ہوتا وہ قتل کی صورت میں نہیں ہو سکتا تھا اس لئے  
حضرت عبدالرحمنؓ نے اس کے قتل کی حبیب اس کے فرار کو بہتر سمجھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قوله فی صاغتیہ امیہ کا مدینہ منورہ میں نہ تو کوئی مال تھا اور نہ ہی اہل و عیال تو صاغتیہ سے مراد

وہ ضرورت ہوگی جس کا امیہ محتاج ہوگا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی ترجمۃ الباب سے اس طرح مطابقت ہوگی کہ حضرت عبدالرحمنؓ  
مسلمان دار الاسلام مدینہ میں تھے۔ اور امیہ بن خلف کافر دار الحرب میں تھا۔ جن سے معاہدہ ہوا کہ ہر ایک نے اپنے مصالح ایک دوسرے  
کے سپرد کر دیئے کہ ان کا لحاظ رکھا جائے یہی توکیل ہے۔ وکیل کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے موکل کے مصالح کا لحاظ رکھے اگر اشکال ہو کہ  
محض اس معاہدہ سے جواز توکیل کیسے ثابت ہوگا تو کہا جائے گا کہ یقینی بات ہے کہ حضرت عبدالرحمنؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ کی اطلاع کے  
بعد ہی ایسا کیا ہوگا جس پر آپؐ نے نکیر نہیں فرمائی۔ تو اس سے صحت توکیل ثابت ہوگئی اگر شبہ ہو کہ ترجمہ کے تودو جزء تھے۔ حدیث سے

ایک جزء توکیل المسلم حربیا ثابت ہوئی۔ وہ بھی دار الحرب میں۔ دوسرا جزء ثابت نہ ہوا۔ تو کہا جائے گا کہ دوسرا جزء توکیل فی دار الاسلام بطریق اولیٰ ثابت ہوگی۔ چنانچہ ابن المنذر فرماتے ہیں کہ مسلم کا حربی متامن کو وکیل بنانا اور حربی متامن کا مسلمان کو وکیل بنانے کے جوازیں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ نیز حضرت شیخ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ قتل امیہ کی حسب فرار کو جو ترجیح دیتی ہے اور اس کے جو فائدہ بتلائے ہیں ان کی طرف شراح میں سے کسی نے توجہ نہیں فرمائی۔ کہ ممکن ہے امیہ ممنون ہو کر مسلمان ہو جائے۔ یا کم از کم مشرکین کی جماعت تو قلیل ہوتی ہے۔

**لأنجوت** جملہ دعائیہ ہے جس کے معنی ہیں اللہ کرے میں نہ ہوں۔ دوسرے علامہ یعنی فرماتے ہیں یوم بدر میں قریش کو امان نہیں تھی۔ اس لئے حضرت بلالؓ اور ان کے ساتھیوں نے حضرت عبدالرحمنؓ کی امان کی پرواہ نہیں کی۔ اس طرح یحییٰ علی المسلم ادناہم کہ ادنیٰ مسلمان بھی کافر کو پناہ دے سکتا ہے والی حدیث منسوخ ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمنؓ فرماتے تھے۔ رحمہ اللہ بلالاً فجعتی باسیری ترجمہ اللہ تعالیٰ بلالؓ پر رحم کرے۔ جنہوں نے مجھے قیدی کی وجہ سے دکھ پہنچایا۔ فیض البار میں عبد عمر کے بارے میں حضرت گنگوہیؒ کی تحقیق بیان کی گئی ہے کہ عبد کی اضافت جب غیر اللہ کی طرف ہو تو وہ غیر معبود من دون اللہ ہو گیا نہ ہوگا۔ اگر معبود نہ ہو تو موہم الیہ ہو گیا نہیں۔ غیر اللہ اگر معبود ہے تو اس کی طرف اضافت حرام ہے۔ اگر موہم ہے یعنی عبادت کا وہم ہوتا ہے تو مکروہ ہے۔ ورنہ نہیں تو عبد العزیٰ حرام ہوگا۔ عبد النبی مکروہ ہوگا۔ عبد المطلب جائز ہوگا۔ عبد النبی میں بھی تفصیل ہے۔ اگر مخالفہ کا خوف ہو تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ حدیث سے دفاع عہد کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ حضرت عبدالرحمنؓ مکہ معظمہ میں امیہ بن خلف کے دوست تھے۔ تو جو عہد ان دونوں کے درمیان تھا حضرت عبدالرحمنؓ نے اسے نبھایا۔

ترجمہ۔ سونے چاندی اور تول کے اندر وکیل بنانا چنانچہ حضرت عمرؓ اور ابن عمرؓ نے نقدی کے اندر وکیل بنایا۔

## باب الوكالة فی الصرف والمیزان وقد وکل عمرو ابن عمرو فی الصرف

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو خیبر کا عامل بنایا تو وہ آپؐ کے پاس عمدہ کھجوریں لے آیا۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا سارے خیبر کے علاقہ میں کھجوریں ایسی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم دو صاع کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور کا لیتے ہیں۔ اس طرح تین صاع کے بدلے دو صاع عمدہ لیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اب ایسا نہ کرنا۔ بلکہ سب کو نقد دراہم سے بیچو۔ اور پھر

حدیث (۲۱۴۵) حدثنا عبد اللہ بن یوسف النع عن ابی سعید الخدریؓ وابی ہریرہؓ ان رسول اللہ ﷺ استعمل رجلاً علی خیبر فجاءہم بتمر جنیب فقال اکل تمر خیبر هكذا فقال انالنا خذا الصاع من هذا بالصاعین والصاعین بالثلثة فقال لا تفعل بع الجمع بالبراهم ثم ابتع بالدرہم جنیبا



وقال فی المیزان مثل ذلك ....

دراہم سے عمدہ کھجور خرید کرو۔ اور اسی طرح تول کے بھی کرو۔

### باب اذا بصر الراعی او الوکیل شاة

تموت او شیباً یفسد ذبح واصلح ما یخاف  
علیه الفساد۔

ترجمہ۔ جب چرواہا یا وکیل کسی بکری کو مرتاد دیکھے یا کوئی چیز خراب ہو رہی ہے تو اس بکری کو ذبح کر دے اور جس چیز کے خراب ہونے کا خطرہ ہے اس کو ٹھیک کر دے۔

حدیث (۲۱۴۶) حدثنا اسحق بن ابراہیم الع

عن کعب بن مالکؓ انه کانتم لہم غنم ترعی  
بسلیع فابصرت جاریۃ لنا بشاة من غنمنا موتاً  
فکسرت حجراً فاذبحتها بہ فقال لہم لاتاکلوا  
حتی اسال النبی ﷺ او ارسل الی النبی ﷺ  
من یسالہ وانه سال النبی ﷺ عن ذلك او ارسل  
فامرہ باکلہا قال عبید اللہ فیعجنی انہا امۃ وانہا  
ذبحت تابعہ عبدة عن عبید اللہ .....

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ کی بکریاں سلح پہاڑ میں  
چرتی تھیں تو ہماری ایک باندی نے ہماری بکریوں میں سے ایک  
بکری میں موت کے آثار دیکھے پس ایک پتھر کو توڑا اور اس سے  
ذبح کر دیا تو لوگوں نے ان سے کہا کہ نہ کھاؤ۔ یہاں تک کہ میں  
جناب نبی اکرم ﷺ سے پوچھ لوں یا آپؐ کی طرف ایسا آدمی بھیجا  
جو آپؐ سے پوچھ کر آئے چنانچہ اس نے آنجناب نبی اکرم ﷺ سے  
پوچھا یا آپؐ نے پیغام بھیجا جس میں انہوں نے کھانے کا حکم دیا  
عبید اللہ کہتے ہیں مجھے اس کی باندی ہونے اور اس کے ذبح کرنے  
نے تعجب میں ڈال دیا۔ عبدة نے عبید اللہ کی متابعت کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ بیع صرف کے اندر وہم ہوتا تھا کہ اس میں شاید توکیل جائز نہ ہو اس لئے بیع صرف میں

عوضین کے قبض کرنے سے پہلے تفارق ناجائز ہے۔ مؤکل اصل ہے جو عقد کے وقت موجود نہیں ہے تو بغیر قبض کے افراق لازم آیا  
تو اس کا دفعیہ کیا کہ وکیل مباشر ہے لہذا سب حقوق اس کی طرف راجع ہوں گے پس وکیل کا قبضہ اصل کا قبضہ شمار ہوگا۔ باب میں الراعی  
والوکیل وارد ہے روایت ایک ہے۔ ترجمہ اس طرح ثابت ہوا کہ جاریہ (باندی) راعیہ بھی ہے اور وکیلہ بالحفظ بھی ہے اس باب سے  
اس طرف اشارہ ہوا کہ وکیل امور خیر میں مؤکل کی مخالفت کر سکتا ہے۔ اگرچہ اس نے اجازت نہ دی ہو۔ کیونکہ یہ دلالت اجازت ہے۔

فیعجنی انہا امۃ مقصد یہ ہے کہ باوجود باندی ہونے کے اس نے مولیٰ کے مصالح کی رعایت کی۔ اس کا تفکر اچھا رہا۔ حالانکہ  
باندیاں ایسی نہیں ہوا کرتیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن المنذر فرماتے ہیں کہ سب علماء کا اتفاق ہے کہ بیع صرف کے اندر وکالتہ جائز ہے۔ حتیٰ کہ

اس میں وکیل کا قبض معتبر ہوگا۔ موکل کا نہیں۔ چنانچہ آپؐ نے عامل خیر سے فرمایا بیع الجمع بالدر اہم یعنی بیع ریواسے اس کو منع فرمایا اور بیع بطریق سنتہ کا اسے حکم دیا۔ جب مکیلی اور موزونی اشیاء میں وکالت ثابت ہوئی تو بیع صرف میں بھی ثابت ہوگی۔ پس لکن بطلان فرماتے ہیں کہ بیع الطعام یداً بیداً یہ بھی بیع صرف کی طرح ہے یعنی دست بدست ہونے میں برابر ہیں۔ نیز احافظؒ نے ابن المنذر سے نقل کیا ہے کہ امام بخاریؒ کی غرض اس حدیث باب سے ذبیحہ کے حلال یا حرام ہونے سے بحث کرنا نہیں ہے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ راعی اور وکیل سے ضمان ساقط ہو جائے گی۔ اور اوجز المسالك میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عورت کا ذبیحہ جائز ہے۔ خواہ عورت حرہ (آزاد ہو) کیا باندی۔ چھوٹی ہو یا بڑی ہو پاک ہو یا ناپاک ہو۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ یہی جمہور کا مسلک ہے البتہ امام مالکؒ سے صبی اور عورت کا ذبیحہ بلا ضرورت مکروہ نقل کیا گیا ہے۔ اور ابن المنذرؒ نے تو سب علماء کا جواز ذبیحہ صبی والمرأۃ پر اجماع نقل کیا ہے۔

رات مصلحہ لمولیٰ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے ایک اجماعی مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی نے مالک کی اجازت کے بغیر ذبیحہ کر دیا تو جائز ہے۔ البتہ داؤد ظاہری وغیرہم چور اور غاصب کے ذبیحہ کو جائز نہیں کہتے۔ امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حدیث باب ان پر رجعت ہوگی۔ اور یہ فائدہ جو قطب گنگوہیؒ نے بیان فرمایا ہے دیگر شرائع نے اس کا تعرض نہیں کیا۔

ترجمہ۔ حاضر اور غائب دونوں کی وکالت جائز ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے منبر کی طرف لکھا حالانکہ وہ ان سے غائب تھا۔ کہ وہ ان کے گھروالوں چھوٹے اور بڑوں سب کی طرف سے فطرانہ ادا کر دے۔

باب وکالة الشاهد والغائب جائزة وكتب  
عبدالله بن عمرو والی قبر مانہ وهو غائب  
عنه ان یزکی عن اہله الصغیر والکبیر ----

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ذمہ ایک شخص کا معر لونٹ تھا وہ تقاضا کرنے کے لئے آیا تو آپؐ نے فرمایا اس کو لونٹ دے دو۔ پس ایسے اونٹ کو تلاش کیا گیا جو نہ ملا۔ البتہ اس سے اونچی عمر کا ملا تو آپؐ نے فرمایا یہی دے دو تو اس شخص نے کہا آپؐ نے مجھے پورا کر کے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو پورا پورا بدلہ دے جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو بہتر طریقہ پر قرضہ ادا کرنے والا ہو۔

حدیث (۲۱۴۷) حدثنا ابو نعیم الخ عن  
ابی ہریرۃ قال کان لرجل علی النبی ﷺ سن  
من الابل فجاءہ یتقاضاہ فقال اعطوہ فطلبوا  
سنہ فلم یجد ولہ الا سنۃ فوقھا فقال اعطوہ فقال  
اولفتنی اوفی اللہ بک قال النبی ﷺ ان خیارکم  
احسنکم قضاء ...

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فقال اعطوه اس میں توکیل غائب کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ آپؐ کا یہ حکم صرف حاضرین پر ہند نہیں تھا بلکہ اگر وہ لوگ ان حاضرین کے سوا کسی اور کو عیب کا حکم دے دیتے تو بھی صحیح تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ علامہ کرمائیؒ فرماتے ہیں کہ لفظ اعطوه میں اگرچہ خطاب حاضرین کو ہے لیکن عرف اور قرائن کے اعتبار سے آنحضرت ﷺ کے سب وکلاء کو شامل ہے۔ خواہ موجود ہوں یا غائب ہوں۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ حاضر کے لئے وکالت تو ظاہر ہے غائب کے لئے بھی توکیل ثابت ہوگی۔ کیونکہ حاضر کی موجودگی میں جب خود فعل کو سرانجام دے سکتا ہے پھر بھی وکیل بنایا تو غائب کی حالت میں تو بطریق اولیٰ وکالت جائز ہوگی۔ اس لئے کہ وہ اس کا محتاج ہے۔ انہی بطلانؒ فرماتے ہیں کہ شر کے اندر موجود ہونے والے کی توکیل بغیر عذر کے بھی جائز ہے۔ امام ابو حنیفہؒ عذر کی وجہ سے جائز اور بغیر عذر کے ناجائز کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ موجودگی کی صورت میں مخالف کا حق طلب الحضور ساقط نہیں ہو جاتا۔ اور اس حدیث سے جمہور نے استدلال کیا ہے کہ قرض الحيوان جائز ہے۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں قرض اس چیز کا ممکن ہے جس کا مثل ہو۔ مکیلات۔ موزونات۔ یا عددیات متقاربہ جس کا مثل نہیں اس کا قرض بھی جائز نہیں۔ مگر اس کا رد کرنا مشکل ہو جائے گا۔ نہ عین رد کر سکتے ہیں نہ اس کی قیمت۔ کیونکہ متقومین کی قیمتوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ لہذا استقراض حیوان ناجائز ہوگا۔

## باب الوکالة فی قضاء الديون ترجمہ۔ قرضہ ادا کرنے کے بارے میں وکیل بنانا

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر قرضے کا تقاضا کرنے لگا پس اس یہودی نے اس میں سخت ست کہا صحابہ کرامؓ نے اس پر سختی کرنے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو کیونکہ حقدار کو بات چیت کرنے کا حق حاصل ہے۔ پھر فرمایا کہ اس کے عمر اونٹ کی طرح اونٹ دے دو انہوں نے کہا یا رسول اللہ اس اونٹ سے افضل موجود ہے فرمایا وہی دے دو۔ کیونکہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو عمدہ طریقہ سے قرضہ ادا کرنے والا ہو۔

حدیث (۲۱۴۸) حدثنا سليمان بن حرب بن  
عن أبي هريرة أن رجلا أتى النبي ﷺ يتقاضاه  
فاغلظ فهم به أصحابه فقال رسول الله ﷺ  
دعوه فإن لصاحب الحق مقالا ثم قال اعطوه سنا  
مثل سنه قالوا يا رسول الله لا نجد الا امثلا من سنه  
فقال اعطوه فإن من خيركم احسنكم قضاء....

تشریح از قاسمیؒ۔ لصاحب الحق مقالا یعنی وہ اپنی طلب اور حجت میں سختی کرنے کا حق رکھتا ہے لیکن یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو ٹال مٹول کرتے اور معاملے کا رد۔ لیکن جو شخص انصاف پسند ہو جو کچھ اس کے پاس ہو خرچ کر دیتا ہو۔ اور جب پاس نہ ہو

تو معذرت کر دیتا ہو۔ ایسے شخص کے بارے میں دراز کلامی صحیح نہیں ہے۔

ترجمہ۔ جو کوئی شخص کوئی چیز وکیل یا قوم کے سفارشی کو حبیہ کر دے تو جائز ہے۔

## باب اذا وهب شيئاً لو كیل اوشفیع قوم جاز۔

ترجمہ۔ کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ہوازن کے وفد سے فرمایا تھا جب کہ انہوں نے غنائم کی واپسی کا سوال کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا میرا حصہ تمہارے لئے ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ مروان بن الحکم اور مسور بن مخرمہؓ نے ان کو خبر دی کہ جب ہوازن قبیلہ کا وفد مسلمان ہو کر جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ کھڑے ہوئے اور انہوں نے آپؐ سے سوال کیا کہ آپؐ ان کی قیدی عورتیں اور بچے اور ان کا مال مویشی واپس کر دیں جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میرے نزدیک پسندیدہ بات سچی بات ہے۔ پس دو میں سے ایک چیز کو اختیار کروں یا قیدی یا مال۔ حال یہ کہ ہم نے تو ان کے لئے بہت دیر کی تھی۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے دس سے اوپر کئی راتوں تک ان کا انتظار کیا تھا۔ جب کہ آپؐ طائف سے واپس لوٹے تھے پس جب ان پر واضح ہو گیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ان دو میں سے صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم قیدیوں کو چن رہے ہیں۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی شہادت کی۔ جس کے وہ اہل ہیں پھر آپؐ نے فرمایا اما بعد پس تمہارے یہ بھائی تو بہ کر کے آئے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کی طرف ان کی قیدی عورتیں بچے واپس کر دوں پس تم میں سے جو شخص دل سے اسکو

لقول النبی ﷺ لو فد ہوازن حین  
سالوہ الغنم فقال النبی ﷺ نصیبی لکم ....

حدیث (۲۱۴۹) حدثنا سعید بن عفیر الخ  
زعم عروہ ان مروان بن الحکم والمسور بن مخرمہ  
اخبرہ ان رسول اللہ ﷺ قام حین جاء ہ وفد  
ہوازن مسلمین فسالوہ ان یرد الیہم اموالہم  
وسبتہم فقالوہم رسول اللہ ﷺ احب الیہم  
الی اصدقہ فاختاروا احدی الطائفتین اما السبی  
واما المال وقد کنت استانیت بہم وقد کان  
رسول اللہ ﷺ انتظرہم بضع عشرة لیلة حین  
قفل من الطائف فلما تبین لہم ان رسول اللہ ﷺ  
غیر راد الیہم الا احدی الطائفتین قالو فاننا نختار  
سبنا فقام رسول اللہ ﷺ فی المسلمین فاثنی علی اللہ  
بما ہوا لہ ثم قال اما بعد فان اخوانکم ہؤلاء قد  
جاءونا تائبین وانی قد رأیت ان ارد الیہم سبتہم  
فمن احب منکم ان یطیب بذلک فلیفعل ومن  
احب منکم ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ

پسند کر لے تو وہ کر لے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ وہ اپنے حصہ کو بدلے۔ ہم اسے فے کے مال میں سے جو پہلے پہل مال آئے گا اس میں سے ہم اسے مال دیں گے تو وہ اس طرح کر لے لیکن لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم نے ان کے لئے یہ سب خوش دلی سے کر لیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں معلوم نہیں ہوگا کہ تم میں سے کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی پس واپس جاؤ۔ یہاں تک کہ تمہارے نمائندے تمہارا معاملہ اٹھا کر لائیں۔ چنانچہ لوگ واپس گئے ان کے نمائندوں نے ان سے گفتگو کی۔ پھر وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس آئے اور آپ کو خبر دی کہ ان سب لوگوں نے خوش دلی سے اس کی اجازت دی ہے۔

من اول ما يفى الله علينا فليعمل فقال الناس قد طيبنا ذلك لرسول الله ﷺ انا لاندري من اذن منكم في ذلك ممن لم ياذن فازجعوا حتى يرفعوا اليناعرفاء كم امركم لرجع الناس فكلهم عرفاء هم ثم رجعوا الى رسول الله ﷺ فاخبروه انهم قد طيبوا واذنوا ...

تشریح از شیخ گنگوہی - وقد كنت استأثيت بهم اس كلام میں التفات عن الحضور الى الفیبة ہے یا ہوازن والوں کے غائبین کو حاضرین پر غلبہ دیا گیا ہے۔

قوله نصیبی لکم اس سے معلوم ہوا کہ وکیل کا قبضہ مؤکل کے قبضہ سے کفایت کرتا ہے۔ ہبہ میں مؤکل کو اصالۃ قبضہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے لئے امام بخاری نے باب منعقد کیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا - ان منیر فرماتے ہیں کہ بظاہر وہم ہوتا ہے کہ موہوبہ ان لوگوں کے لئے ہوں گی جو سفارشی بن کر آئے تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ہبہ تمام لوگوں کے لئے ہوگا۔ خواہ وہ موجود ہوں یا غائب ہوں پس اس سے معلوم ہوا کہ الفاظ مقاصد پر وارد ہوتے ہیں صورتوں پر نہیں۔ اور یہ کہ جو غیر کے لئے ہبہ کی سفارش کرے اور شفیع خفیج سے کہے کہ یہ چیز میں نے تیرے لئے ہبہ کر دی۔ تو شفیع کو حق نہیں پہنچتا کہ ظاہر الفاظ کا اعتبار کرتے ہوئے کہے کہ یہ ہبہ تو میرے لئے ہے۔ بلکہ ہبہ مشفوع لہ کے لئے ہوگا۔ بلکہ ابن المنیر نے تو یہاں تک کہا ہے جس کسی کو ایک مقرر چیز کے خرید کرنے کا حکم دیا تو اگر وکیل خرید کرنے کے بعد دعویٰ کرے کہ اس نے تو اپنے لئے نیت کی تھی تو اس کی بات قابل قبول نہ ہوگی۔ بلکہ بیع مؤکل کے لئے ہوگی۔

قوله استأثيت بهم ای انتظرت بهم حين قفل بمعنی رجوع طائف سے واپسی کے بعد جعرا نہ میں آپ نے پڑاؤ کیا اور کئی راتوں تک وفد ہوازن کا انتظار کرتے رہے۔

تشریح از قاسمی - لقول النبی ﷺ یہ ترجمہ کی تعلیل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہوازن کا وفد جو نبی اکرم ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہو اودھ کیل تھے اور قیدیوں کو واپس کرنے میں سفارشی بن کر آئے تھے۔ تو آپؐ نے ان کی سفارش قبول کرتے ہوئے قیدیوں میں جو آپؐ کا حصہ تھا اس کو آپؐ نے واپس کر دیا باقی کے بارے میں لوگوں سے بات کی جس کو سب نے بطیب خاطر قبول کیا۔

**حين قفل من الطائف ۸ھ** میں رمضان شریف کے آخری ایام میں مکہ فتح ہوا تو آپؐ پانچ شوال کو قبیلہ ہوازن پر حملہ آور ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں پر فتح نصیب فرمائی تو حنین سے فارغ ہونے کے بعد طائف چلے گئے تو طائف کے قریب جاکر پڑاؤ کیا۔ اور تیس راتوں تک اہل طائف کا محاصرہ کیا۔ اور آئندہ سال تک کے لئے اعلان کر کے واپس ہوئے اور جعفرانہ کے مقام پر اقامت پذیر ہوئے۔ اور وفد ہوازن کا انتظار فرمایا۔

**ان بطیب بذلك** وادئی فرماتے ہیں کہ ان میں ابوہریرہ قان ساعدی بھی تھا۔ جس نے کہا یا رسول اللہ ان قیدیوں میں آپؐ کی مائیں یا خالائیں ہیں یا آپؐ کی پرورش کنندہ ہیں۔ یاد دودھ پلانے والیاں ہیں اس لئے آپؐ ہم پر احسان کریں اللہ تعالیٰ آپؐ پر احسان کرے گا جس پر آپؐ نے فرمایا نصیبی لکم۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی کو کوکیل بنائے کہ کوئی چیز دے دے اور بیان نہیں کیا کہ کتنی دے تو وہ عرف کے مطابق عطا کرے۔

**باب اذا وكل رجل ان يعطى شيئا ولم يبين كم يعطى فاعطى على ما يتعارفه الناس ---**

ترجمہ۔ عطاء بن رباح کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی یہ روایت کی ہے لیکن بعض نے بعض سے زیادہ الفاظ نقل کئے بہر حال سب کے سب اس حدیث کو حضور انور ﷺ تک نہیں پہنچاتے۔ صرف ایک شخص حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھا میں ایک ٹھکے ہوئے اونٹ پر تھا جو سب سے آخر میں تھا جناب نبی اکرم ﷺ کا میرے پاس سے گذر ہوا آپؐ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا جابر بن عبد اللہ ہوں فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ پیچھے چل رہے ہو۔ میں نے کہا میں ایک ٹھکے ہوئے کمزور اونٹ پر سوار ہوں فرمایا کوئی کڑی تمہارے پاس ہے۔ میں نے کہا ہاں ہے آپؐ نے فرمایا وہ مجھے دے دو پس وہ میں نے آپؐ کو دے دی

حدیث (۲۱۵۰) حدثنا المكي بن ابراهيم الع  
عن عطاء بن ابي رباح وغيره يريد بعضهم على  
بعض ولم يبلغه كلهم رجل واحد منهم عن جابر  
بن عبد الله قال كنت مع النبي ﷺ في سفر فكنت  
على جمل فقال انما هو لي اخرا القوم فمر بي النبي  
ﷺ فقال من هذا قلت جابر بن عبد الله قال مالك  
قلت اني على جمل فقال قال امعك قضيب قلت  
نعم قال اعطنيه فاعطيته فضربه فزجره فكان  
من ذلك المكان من اول القوم قال بعينه فقلت  
بل هو لك يا رسول الله قال بعينه قد اخذته باربعة

پس آپؐ نے اس کو مار اور ڈانٹا تو وہ اس مکان سے قوم سے آگے آگے چل رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اسے میرے پاس بیچ دو میں نے کہا کیوں نہ یا رسول اللہ! یہ تو آپؐ کے لئے ہے۔ فرمایا بلکہ اس کو میرے پاس بیچ دو۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس کو چار دینار میں لے لیا۔ البتہ مدینہ منورہ تک تم اس پر سواری کر سکتے ہو پس جب ہم لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو میں جلدی چلنے لگا آپؐ نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے میں نے عرض کی کہ میں نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جس کا خاوند فوت ہو چکا ہے فرمایا کیوں نہ تو نے کسی چھو کر سے نکاح کیا کہ تو اس سے دل لگی کر تا اور وہ تیرے سے دل لگی کرتی۔ میں نے عرض کی

دنا نیرولک ظہرہ الی المدینۃ فلما دنونا من المدینۃ اخذت ارتحل قال ابن تربد قلت تزوجت امرأة قد خلا منها قال فہل اجاریۃ تلاعبہا وتلاعبک قلت ان ابی توفی وترك بنات فاردت ان انکح امرأة قد جربت وخلا منها قال فذلک فلما قدمنا المدینۃ قال یا بلال اقضہ وزدہ فعطاه اربعۃ دنانیر وزادہ قیراطا قال جابر لاتفارقنی زیادۃ رسول اللہ ﷺ فلم یکن القیراط یفارق جراب جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ....

حضرت میرا باپ فوت ہو چکا ہے۔ اور بیٹیاں چھوڑ کر گیا ہے۔ تو میں نے خیال کیا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو تجربہ کار ہو اور اس کا خاوند مر چکا ہو جس پر آپؐ نے فرمایا یہ ٹھیک کیا پس جب ہم لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ ان کو رقم ادا کر دو اور کچھ زیادہ بھی دے دو چنانچہ اس نے مجھے چار دینار بھی دیئے اور مزید ایک قیراط بھی دیا۔ حضرت جلدؓ نے فرمایا کہ زیادتی رسول اللہ ﷺ کی میرے سے جدا نہیں ہوگی۔ چنانچہ وہ قیراط حضرت جلدؓ بن عبد اللہؓ کی قبیل سے جدا نہ ہوئی حتیٰ کہ اہل شام نے یوم الحرة میں اسے حاصل کر لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - لم یبلغہ کلہم یہاں تک کلام تمام ہوا۔ قولہ اجل یہ فعل مثنیٰ کا فاعل ہے۔ جو یہاں مثبت ہوگا

اور عرف اور محاورہ پر مبنی ہے۔ اس قسم کی مثالیں محاورات عرب میں شائع ذائع ہیں۔

اخذت ارتحل لشکر سے آگے بڑھ گئے اور جناب نبی اکرم ﷺ سے جدا ہو گئے کیونکہ پہلے تو اونٹ بطنی السیر تھا

اب تیز رفتار ہو چکا تھا سبب آگے بڑھ گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ وغیرہ بالجبر ہے جس کے معنی ہیں عن غیر عطاء وقولہ یزید

بعضہم حال ہے اس طرح لم یبلغہ بھی حال ہے۔ معنی یہ ہوں گے کہ در آنحالیکہ ان سب لوگوں نے حدیث کو آپؐ تک نہیں پہنچایا پس ان میں سے صرف ایک آدمی نے رفع کیا ہے۔ کرمانیؒ اور قسطلانیؒ نے اس ترکیب کی اور تو حجات فرمائی ہیں۔

تقدم العسکر یہ اس بات پر مبنی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت جابرؓ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے پہنچے۔ اور حضرت جابرؓ بعد میں آئے جیسا کہ کتاب البيوع میں اس کی تصریح آچکی ہے۔ جس کی بنا پر کسی دوسری توجیہ کی ضرورت نہیں ہے۔

## باب وكالة المرأة

### الامام في النكاح

ترجمہ۔ عورت کے نکاح کے بارے میں

امام اور حاکم وقت کو وکیل بنانا۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں ایک عورت جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی یا رسول اللہ! میں نے اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کر دیا تو ایک دوسرے آدمی نے کہا یا رسول اللہ! اس کی شادی میرے ساتھ کر دیں۔ آپ نے فرمایا قرآن مجید کا جو کچھ حصہ تیرے پاس ہے اس کے بدلے میں نے تیری شادی اس کے ساتھ کر دی۔

حدیث (۲۱۵۱) حدثنا عبد الله بن يوسف الع عن سهل بن سعد قال جاءت امرأة الى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله اني قد وهبت لك من نفسي فقال رجل زوجها قال قد زوجتكها بما معك من القرآن .....

- تشریح از قاسمی۔ لك ظہرہ یہ حضور انور ﷺ کی طرف سے عاریۃ تہی بیع میں شرط نہیں تھی۔ جیسا کہ نسائی میں ہے

قد اعتركت ظہرہ الى المدينة قال فذلك اى ذالك مبارك اقضه دينه من الجمل ياونث کی قیمت کا قرضہ ادا کر دو۔  
وزادہ قیرواطاً اسی جملہ میں ترجمہ ہے کہ حضرت بلالؓ نے عرف کے مطابق قیرواط زیادہ کر دیا اگرچہ آپ نے زیادتی کی مقدار بیان نہیں فرمائی تھی۔

قد وهبت لك من نفسي یہ موضع ترجمہ ہے گویا کہ یہ تزویج میں وکالت ہے۔ اس حدیث سے جواز ہبۃ المرأة للنبی ﷺ ثابت ہوا یہ محض آپ کی خصوصیت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ان وهبت نفسها للنبی ہے۔ علماء کا اجماع ہے کہ اب کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ بغیر حق مراد اکنے کسی شرمگاہ میں جماع کرے۔ خواہ وہ اس کو ہبہ کیوں نہ کر دیا جائے۔

بما معك من القرآن امام شافعیؒ تو فرماتے ہیں تعلیم قرآن پر نکاح جائز ہوگا۔ تعلیم قرآن زوج پر لازم ہوگی۔ باقی ائمہ فرماتے ہیں کہ مہر مثل واجب ہوگا اس لئے کہ وابتغوا باموالکم کا حکم ہے۔ اور تعلیم قرآن کوئی مال نہیں۔ اور سب حضرات کا اجماع ہے کہ سورۃ من القرآن حق مہر نہیں ہے۔ بما معك من القرآن میں باسببہ اور برکت کے لئے ہوگی۔ بنا بریں مہر مثل واجب ہوگا۔



باب إذا وكل رجلاً فترك الوكيل شيئاً  
فأجازه المؤكل فهو جائز وإن أقرضه إلى  
أجل مسمى جاز وقال عثمان بن الهيثم  
بمسند آخر -

ترجمہ - باب ہے جب کسی آدمی نے کسی کو وکیل بنایا وکیل نے  
کسی چیز کا ذکر چھوڑ دیا پس مؤکل نے اس کو جاری کر دیا تو یہ جائز  
ہے۔ اور اگر اس نے مدت معلوم تک قرضہ دے دیا تو یہ بھی  
جائز ہے اور عثمان بن ہشیم نے دوسری سند سے اسے بیان کیا ہے۔

حدیث (۲۰۵۲) عن ابی ہریرۃ قال وکلنی  
رسول اللہ ﷺ بحفظ زکوۃ رمضان فاتانی  
ات فجعل یحثو من الطعام فاخذته وقلت واللہ  
لارفعنک الی رسول اللہ ﷺ قال انی محتاج  
وعلی عیال ولی حاجۃ شدیدۃ قال فخلیت عنہ  
فاصبحت فقال النبی ﷺ یا ابا ہریرۃ ما فعل  
اسیرک البارحۃ قال قلت یا رسول اللہ شکا حاجۃ  
شدیدۃ وعیالاً فرحمته فخلیت سبیلہ قال اما انہ  
قد کذبک وسیعود فحوت انہ سيعود لقول  
رسول اللہ انہ سيعود فرصدته فجاء یحثو من  
الطعام فاخذته فقلت لارفعنک الی رسول اللہ  
ﷺ قال دعنی فانی محتاج وعلی عیال لا اعود  
فرحمته فخلیت سبیلہ فاصبحت فقال لی  
رسول اللہ ﷺ یا ابا ہریرۃ ما فعل اسیرک قلت  
یا رسول اللہ شکا حاجۃ شدیدۃ وعیالاً فرحمته  
فخلیت سبیلہ قال اما انہ قد کذبک وسیعود  
فرصدته الثالثۃ فجاء یحثو من الطعام فاخذته

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب  
رسول اللہ ﷺ نے رمضان شریف کے فطرانے کی حفاظت  
کیلئے مقرر فرمایا تو ایک آنے والا میرے پاس آیا اور غلہ گندم سے  
چلو بھرنے لگا جس کو میں نے پکڑ لیا۔ اور میں نے کہا اللہ کی قسم!  
میں تیرا معاملہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ضرور  
پہنچاؤں گا۔ کہنے لگا مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں مجھ پر عیال داری  
ہے اور مجھے ضرورت سخت ہے تو میں نے اس کو چھوڑ دیا تو جب  
میں صبح کو آیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ! وہ  
گذشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا میں نے کہا یا رسول اللہ!  
اس نے ضرورت شدیدہ اور عیال داری کی شکایت کی۔ مجھے اس پر  
رحم آگیا۔ جس کو میں نے چھوڑ دیا آپؐ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ  
اس نے آپ سے جھوٹ بولا وہ پھر آئے گا۔ میں جان گیا کہ وہ  
جناب رسول اللہ ﷺ کے قول سيعود کے مطابق واپس آئے گا  
تو میں نے اس کا انتظار کیا پس اس نے آکر غلہ اٹھانا شروع کیا پھر  
میں نے اس کو پکڑ لیا اور میں نے کہا کہ اب تو میں تیرا معاملہ  
ضرور جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اٹھاؤں گا۔ اس نے  
کہا مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں اور مجھ پر عیال داری ہے میں نہیں  
آؤں گا۔ مجھے رحم آگیا اور میں نے اس کا راستہ چھوڑ دید۔ تو صبح کو  
جب میں آپؐ کے پاس پہنچا تو آپؐ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ!

فقلت لا رفعتك الى رسول الله ﷺ وهذا اخر  
ثلاث مرات انك تزعم لا تعود ثم تعود قال دعني  
اعلمك كلمات ينفعك الله بها قلت ما هو قال  
اذا اويت الى فراشك فاقرأ اية الكرسي الله لا اله  
الا هو الحي القيوم حتى تختتم الاية فانك لن يزال  
عليك من الله حافظ ولا يقربك شيطان حتى  
تصبح فخلعت سبيله فاصبحت فقال لي رسول الله  
ﷺ ما فعل اسيرك البارحة قلت يا رسول الله  
زعم انه يعلمني كلمات ينفعني الله بها فخلعت  
سبيله قال ما هي قلت قال لي اذا اويت الى فراشك  
فاقرأ اية الكرسي من اولها حتى تختتم الله لا اله  
الا هو الحي القيوم وقال لي لن يزال عليك  
من الله حافظ ولا يقربك شيطان حتى تصبح وكانوا  
احرص شي على الخير فقال النبي ﷺ اما انه  
قد صدقك وهو كذوب تعلم من تخاطب منذ  
ثلاث ليال يا ابا هريرة قال لا قال ذاك شيطان ...

تیرے قیدی کا کیا ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے  
سخت ضرورت اور عیال داری کی شکایت کی جس پر مجھے رحم آگیا  
تو میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا خبردار! اب تک وہ  
آپ کے ساتھ جھوٹ بول گیا ہے۔ اور وہ عنقریب واپس آئے گا  
تو میں نے تیسری مرتبہ اس کا انتظار کیا پس وہ آکر غلہ اٹھانے  
لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور میں نے کہا کہ اب تو تیرا معاملہ  
ضرور بالضرور جناب رسول اللہ ﷺ تک پہنچاؤں گا۔ اور یہ  
تیسری مرتبہ کا آخری دور ہے۔ تو نے کہا تھا کہ میں واپس نہیں  
آؤں گا۔ لیکن پھر تو واپس آگیا۔ کہنے لگا کہ مجھے چھوڑ دو میں تجھے  
چند ایسے کلمات سکھاؤں گا جس کی بدولت اللہ تعالیٰ تجھے نفع  
دے گا۔ میں نے کہا وہ کیا ہے کہنے لگا جب تم ہسٹر پر آرام کرنے  
کے لئے جاؤ تو آیت الکرسی کو پڑھو۔ ترجمہ اللہ کے سوا کوئی عبادت  
کے لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ جاوید اور تمناؤں والا ہے یہاں تک کہ  
آیت کو ختم کرو۔ پس اس پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر  
نگہبان مقرر ہو گا اور صبح ہونے تک کوئی شیطان تمہارے  
قریب نہیں آئے گا۔ جس پر میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ پس  
جب میں صبح کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جناب رسول اللہ  
ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ گزشتہ شب تمہارے قیدی کا کیا ہوا

میں نے کہا یا رسول اللہ اس نے مجھایا کہ میں تجھے چند ایسے کلمات سکھاؤں گا جن کی بدولت اللہ تعالیٰ تجھے نفع دے گا۔ جس پر میں نے اسے  
چھوڑ دیا۔ آپ نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں۔ میں نے کہا کہ اس نے مجھ سے کہا جب تم ہسٹر پر آرام کرنے کے لئے جاؤ تو اوّل سے لے کر آیت  
کے ختم تک آیت الکرسی لا اله الا هو الحي القيوم پڑھو اور اس نے میرے سے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر  
نگہبان مقرر ہو گا۔ اور صبح ہونے تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ اور یہ صحابہ کرامؓ بھلائی کے زیادہ حریص تھے جس پر جناب نبی اکرم  
ﷺ نے فرمایا خبردار! تمہارے جھوٹا لیکن یہ بات تجھ سے سچی کسی ہے۔ اے ابو ہریرہؓ کیا تمہیں علم ہے کہ تین راتوں سے آپ کس سے  
خطاب کر رہے ہیں انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ شیطان ہے۔

تشریح از قاسمی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کو ترجمہ سے اس طرح مطابقت ہوئی کہ حضرت ابو ہریرہؓ فطرانے کی حفاظت کے وکیل تھے جب انہوں نے شیطان قیدی چھوڑ دیا اور جب آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی تو آپؐ نے بھی خاموشی اختیار فرمائی تو یہ آپؐ کی طرف سے اجازت ہو گئی۔ اگر سوال ہو کہ مدت مقررہ تک قرضہ دینے کا جواز کہاں سے ثابت ہوا۔ جواب یہ ہے مہلبؒ فرماتے ہیں کہ غلہ صدقہ کا جمع تھا جب چور نے اس کو لیا اور محتاج کا غدر میان کرنے پر اسے چھوڑ دیا گیا تو گویا کہ یہ صدقہ کا غلہ تقسیم ہونے کے وقت اسے قرضہ دیا گیا۔ اس لئے کہ صحابہ کرامؓ فطرے کے لئے تین دن پہلے صدقہ کا غلہ جمع کرتے تھے پھر اسے تقسیم کرتے تھے۔ تو گویا تقسیم کے وقت تک یہ قرضہ دیا گیا۔

## باب اذا باع الوکیل شیئاً فاسداً فبیعه مردود۔ ترجمہ۔ جب وکیل کسی چیز کو بیع فاسد کے طور پر بیچے تو اس کی بیع مردود ہوگی۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں حضرت بلالؓ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مدنی کھجور لائے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا یہ کہاں سے لائے تو حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ ہمارے پاس ردی کھجور تھی جس کے دو صاع کے بدلے ایک صاع خرید کیا تاکہ جناب نبی اکرم ﷺ اسے تناول فرمائیں۔ تو اس وقت جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا او۔ او۔ یہ تو بالکل سود ہے۔ ایسا نہ کرو۔ لیکن جب تم اس کو خرید کر ناچا ہو تو اس ردی کھجور کو دوسری بیع نقد پر بیچ دو پھر اس کے بدلے خرید کرو۔

حدیث (۲۱۵۳) حدثنا اسحق بن یحییٰ الع سمع اباسعید الخدریؓ قال جاء بلالؓ الی النبی ﷺ بتمر برنی فقال له النبی ﷺ من این هذا قال بلالؓ کان عندنا تمر ردی فبعته منه صاعین بصاع لنطعم النبی ﷺ فقال النبی ﷺ عند ذلك اوہ اوہ عین الرباعین الربا لا تفعل ولكن اذا اردت ان تشتري فبع التمر ببيع اخر ثم اشتريه ..

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فبیعہ مردود ان حضرات کے نزدیک چونکہ بیع فاسد اور باطل میں کوئی فرق نہیں۔ اس لئے فاسد بول کو باطل مراد لیتے ہیں۔ اور احنافؒ کے نزدیک ان دونوں میں فرق ہے تو بیع فاسد مردود ہوگی۔ بایں معنی کہ اس کا رد کرنا واجب ہے اور قابل فسخ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ کتاب البیوع میں بیع فاسد اور باطل کا فرق گزر چکا ہے۔ اور حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث میں رد بیع کی تصریح نہیں ہے۔ شاید اس سے دوسرے طریق مسلم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا هذا الربا مفردہ

ان عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ یہ قصہ دو مرتبہ واقع ہوا ہے۔ ایک تو قبل تحریم الربوا ہے جس میں رد کا حکم وارد نہیں ہوا۔ دوسرا قصہ بعد تحریم الربوا ہے۔ جس میں رد کرنے کا حکم وارد ہے۔ تعدد واقعہ پر سوادین غزیہ عامل خیر کا واقعہ دلالت کرتا ہے۔ حضرت بلالؓ کی حدیث میں ہے کہ خذ تمرک وبعہ یحطہ و شعیر ثم اشتربہ من هذا التمر الخ کہ اپنی کھجور واپس لے کر گندم یا جو کے عوض بیچ دو۔ پھر اس کے بدلہ یہ کھجور خرید کر کے میرے پاس لے آؤ۔ حضرت بلالؓ کا قصہ مدینہ کا ہے اور دوسرا واقعہ خیبر کا ہے جس میں رد کرنا مشکل تھا۔ اس لئے بیع فاسد کے بیان پر تنبیہ پر اکتفا کیا۔ اور قبضہ سے ملک کو ثابت کیا۔ شاید اسی کی طرف شیخ گنگوہیؒ نے اشارہ فرمایا نحن فرقنا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ متن حدیث سے بیع کا رد ہونا ترجمہ کی حدیث سے کئی طرح سے ثابت ہے۔ پہلا اوہ اوہ کے لفظ سے۔ دوسرا عین الربوا۔ تیسرا لا تفعل۔ چوتھا لوکن ان اردت الخ سے کئی طرح سے بیع فساد کو بیان فرمایا۔

**باب الوكالة فی الوقف ونفقته**  
**وان یطعم صدیقاً له ویاکل المعروف**  
ترجمہ۔ وقف کرنے پر وکیل بنانا اور وکیل کا خرچ کرنا  
اپنے دوست کو کھانا اور یہ کہ وہ دستور کے مطابق کھائے

حدیث (۲۱۵۴) حدثنا قتیبہ بن سعید الخ  
عن عمرو قال فی صدقة عمرؓ لیس علی الولی  
جناح ان یاکل ویؤکل صدیقاً غیر متائل مالا  
فکان ابن عمرؓ هو یری صدقة عمر یهدی للناس  
من اهل مكة کان ینزول علیهم.....  
ترجمہ۔ عمروؓ نے حضرت عمرؓ کے صدقہ کے بارے  
میں فرمایا کہ متولی اور وکیل پر گناہ نہیں ہے کہ وہ خود بھی کھائے  
اپنے دوست کو بھی کھلائے۔ بخر طیکہ مال کو جمع کرنے والا نہ ہو  
حضرت ابن عمرؓ حضرت عمرؓ کے صدقہ کے وکیل بنتے تھے کہ  
اہل مکہ کے جو لوگ ان کے پاس آتے تھے انہیں حضرت عمرؓ کے  
صدقہ سے ہدیہ دیتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام حزاریؒ اس باب سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وکالۃ جس طرح ہندوؤں کے خالص املاک میں چالو ہوتی ہے۔ اس طرح لوقاف میں بھی وکالۃ ہو سکتی ہے۔ بعد ازاں خالص حقوق اللہ جو عبادات کے مغایر ہیں ان میں بھی دوسرے باب میں وکالت کو ثابت کیا ہے۔ قولہ صدقة تنوین عطا محض ہے۔ جمیع روایۃ حدیث کے نزدیک صدقہ عمر اضافت کے ساتھ ہے کہ سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے روایت کی جس نے صدقہ عمر سے واقعہ بیان کیا۔

**باب الوكالة فی الحدود**  
ترجمہ۔ حدود الہی میں وکیل بنانا

حدیث (۲۱۵۵) حدثنا ابو الولید الخ  
عن زید بن خالد وابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال  
واغدا یانیس الی امرأۃ ہذا فان اعترفت فارجمہا

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ  
دونوں جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے  
فرمایا اے انیس! صبح سویرے اس کی عورت کی طرف جاؤ پس اگر  
وہ زنا کا اقرار کر لے تو اسے رجم کر دو۔

حدیث (۲۱۵۶) حدثنا ابن سلام الخ  
عن عقبۃ بن الحارث قال جی بالنعیمان ابن  
النعیمان شارباً فامر رسول اللہ ﷺ من کان  
فی البیت ان یضربوا قال فکنت انا فیمن ضربہ  
فضر بناہ بالنعال والعجیدہ.....

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ نعمان  
یا نعمان کے بچے کو جس نے شراب پی ہوئی تھی لایا گیا تو جو لوگ  
گھر میں موجود تھے جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ  
اس کی پٹائی کریں چنانچہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے  
اس کی پٹائی کی تو ہم نے اس کو جو توں اور کھجور کی لکڑیوں سے مارا

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ وكالة فی الحدود کا مسئلہ اختلافی ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حقوق اللہ تعالیٰ جیسے حد زنا اور

حد سرقہ اس میں وکالت جائز نہیں ہے اس لئے کہ حدود شہادت سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ وكالة فی الحدود کو ثابت  
کرنے اور اس کو پورا کرنے میں حدیث انیسؓ سے استدلال کرتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ حدیث غامدیہؓ سے دلیل پکڑتے ہیں کہ  
رجم کرتے وقت امام کا حاضر ہونا ضروری نہیں ہے اس طرح اگر گواہوں سے رجم کا ثبوت ہو تب بھی امام کا حاضر ہونا لازم نہیں امام ابو حنیفہؒ  
اور امام احمدؒ امام کی حاضری مطلقاً ضروری قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح گواہوں کی حاضری بھی لازم ہے۔ بلکہ اگر رجم اقرار سے ثابت ہوا ہے تو  
رجم کی لحد امام کرے۔ اگر گواہوں سے ثابت ہے تو گواہ لحد کریں۔ لیکن میرے نزدیک امام احمدؒ کی طرف نسبت صحیح نہیں۔ اس لئے کہ  
مغنی میں ہے لا یجب ان یحضر الامام ولا الشہود وبہذا قال الشافعیؒ اور حضرت علیؓ سے مروی ہے الرجم رجمان ان کان  
ثبت باقرار فاول من یرجم الامام ثم الناس وملکان ببینۃ فاول من یرجم البینۃ ثم الناس باقی حضرت انیسؓ کو آپؐ نے  
حاکم بنا کر بھیجا۔ اور انہیں مسئلہ بتادیا کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس اس کا اقرار ثابت نہیں ہوا تھا۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ آپؐ نے ان کو  
رجم کا حکم دیا ہو۔ البتہ یہاں حدیث میں ایک اشکال ہے کہ زنا کے معاملہ میں پردہ پوشی کا حکم ہے۔ قاضی کو تفتیش احوال کا حکم نہیں ہے بلکہ  
اسے تو تلقین کرنی چاہئے۔ حافظہ اور نوویؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ انیسؓ کو بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ اگر وہ انکار کرے تو قاذف پر حد قذف کا  
مطالبہ کرے۔ اس تاویل کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے ان کو حد زنا قائم کرنے کے لئے بھیجا  
حالانکہ وہ مراد نہیں ہے۔ کیونکہ حد زنا میں تجسس کے ذریعہ احتیاط کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ تلقین المقر مستحب ہے جیسا کہ حضرت  
ما عزالسلیٰ کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے۔ تو اب اعترفت کا قول ان انکرت کے مقابل ہو گا۔ کہ اگر وہ انکار کرے تو حد قذف کے مطالبہ کا

اسے حق حاصل ہے۔ تو اس احتمال کی وجہ سے اس عبارت کو حذف کر دیا گیا۔ ای فلو انکرت و طلبت فاجیبت جیسا کہ نسائی اور ابو داؤد کی روایت سے ثابت ہے کہ مرد نے زنا کا اقرار کیا تو اسے کوڑے مارے گئے۔ عورت سے پوچھا گیا تو اس نے کہا اس نے جھوٹ بولا تو اس پر حد قذف اسی ۸۰ کوڑے بھی قائم کی گئی۔

**ثم الوكالة فيها ای فی حقوق الله التي هي العبادات** تو اس بارے میں امام حاریؒ ترجمہ قائم کر چکے ہیں **الوكالة فی البدن** و تعاہدھا لیکن موفق نے اس میں تفصیل بیان کی ہے کہ جن عبادات کا تعلق مال سے ہے جیسے زکوٰۃ۔ صدقات کفارات وغیرہ تو ان کے قبض کرنے اور تقسیم کرنے میں وکیل بنانا جائز ہے۔ اسی طرح حج میں توکیل جائز ہے۔ جب کہ محجوج عنہ خود حج کرنے سے عاجز ہو۔ لیکن عبادات محضہ جیسے نماز۔ روزہ۔ طہارت من الحدث ان میں توکیل جائز نہیں ہے چونکہ ان کا تعلق بدن سے ہے اس لئے غیر اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت انیسؓ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ عورت اسلامیہ تھی تو قبیلہ اسلم پر امیر انیسؓ میں سے مقرر فرمایا تاکہ غیر کی امارت سے نفرت نہ کی جائے۔ اور ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ نعیمان بدری صحابی تھا جو نیک آدمی تھا جس پر حد جاری ہوئی۔ وہ اس کا بیٹا تھا۔

ترجمہ۔ قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنے میں وکیل بنانا اور ان کی نگرانی کرنا۔

## باب الوكالة فی البدن و تعاہدھا

ترجمہ۔ حضرت عمرہ بنت عبد الرحمنؓ خبر دیتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے ہار اپنے ہاتھ سے لئے۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے ہی قلا دے ڈالے۔ پھر ان کو حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ بھیج دیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے حلال کی تھی۔ یہاں تک کہ قربانیاں ذبح کر دی گئیں۔

حدیث (۲۱۵۷) حدثنا اسماعیل بن عبد الله الخ عن عمره بنت عبد الرحمن انها اخبرته قالت عائشة انا قلت قلا لهدى رسول الله ﷺ بيدى ثم قلدها رسول الله ﷺ بيديه ثم بعث بها مع ابي فلم يحرم على رسول الله ﷺ شئ احله الله له حتى نحر الهدى .....

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث سے وكالة بالبدن تو ثابت ہوئی کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ان کو لے کر گئے اور تعاہد کا ثبوت شاید اس سے ثابت ہو کہ خود نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے قلا دے ڈالے۔

## باب اذا قال الرجل لو كيله ضعه حيث اراك الله وقال الوكيل قد سمعت ما قلت

ترجمہ۔ جب آدمی اپنے وکیل سے کہے اس چیز کو اس جگہ رکھو جہاں اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھائے اور وکیل کہے جو کچھ آپ نے کہا میں نے سن لیا۔

حدیث (۲۱۵۸) حدثنا يحيى بن يحيى انه سمع انس بن مالك يقول كان ابو طلحة اكثر الانصار بالمدينة مالا وكان احب امواله اليه بيرحاء وكانت مستقبلة المسجد وكان رسول الله ﷺ يدخلها ويشرب من ماء فيها طيب فلما نزلت لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون قام ابو طلحة الى رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله ﷺ ان الله تعالى يقول في كتابه لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون وان احب اموالي الى بيرحاء وانه صدقة لله ارجو بها واذخرها عند الله فضعها يا رسول الله حيث شئت فقال بخ ذلك مال رائج ذلك مال رائج قد سمعت ما قلت فيها واري ان تجعلها في الاقربين قال افعل يا رسول الله قسمها ابو طلحة في اقاربه وبنى عمه تابعه اسماعيل عن مالك وقال روح عن مالك رابع .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ مدینہ منورہ میں انصار میں سے سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کا محبوب مال بیرحاء تھا۔ جو مسجد نبویؐ کے بالکل سامنے تھا اور جناب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آکر اس کا عمدہ پانی پیتے تھے۔ پس جب آیت لن تنالوا البر ترجمہ کہ تم اس وقت تک نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی محبوب چیز خرچ نہ کرو اتری تو حضرت ابو طلحہؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں لن تنالوا البر حتی الآیہ اور میرے نزدیک میرا محبوب ترین مال بیرحاء ہے۔ وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے جس کی بھلائی اور اس کے عند اللہ ذخیرہ ہونے کی امید کرتا ہوں پس یا رسول اللہ جہاں آپ کی مرضی ہو وہاں اس کو رکھیں۔ آپ نے فرمایا مبارک ہو یہ مال تو آنے جانے والی چیز ہے جو کچھ آپ نے اس کے بارے میں کہا اسے میں نے سن لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیں۔ انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اسے اپنے قریبی رشتہ داروں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

اسماعیل نے متابعت کی۔ مالک کی سند میں رابع ہے یعنی مال نفع دینے والا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ انی اری ان تجعلها یہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے وکیل بنانا تھا۔ اور ان کے صدقہ کو قبول کرنے کے بعد اپنا نائب بنانا تھا۔ قبولیت صدقہ ضعه یا رسول اللہ حیث شئت سے معلوم ہوئی۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظؒ نے ترجمہ کا شاہد انہا صدقہ للہ کو قرار دیا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس پر کوئی تکلیف نہیں کیا اگرچہ آپؐ نے اس کو خود خرچ نہیں کیا بلکہ خود ابو طلحہؓ کو حکم دیا کہ اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیں اس سے معلوم ہوا کہ وکالہ اس وقت تمام نہیں جب تک وکیل اسے قبول نہ کرے۔ اس لئے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے تو فرمایا ضعیفہا حیث اراک اللہ لیکن آپؐ نے اسے رد کر دیا۔ بعد ازاں آپؐ نے فرمایا اری ان تجعلها فی الاقربین۔ علامہ عینیؒ اور قسطلانیؒ نے بھی کہا ہے۔

تشریح از قاسمی۔ اکثر انصاری اس لئے فرمایا کہ ہر ایک انصار کے آدمی سے اکثر مالدار تھے۔ ورنہ اکثر الانصار کہنا چاہئے تھا۔ بیروحاء کی مراد میں بہت اختلاف ہے۔ اصح یہ ہے کہ یہ ایک باغ تھا۔ رابع اور ایک طریق میں رائج ہے رائج بمعنی ذاہب رابع بمعنی نافع اور رائج چالوال۔

### باب وكالة الامین فی الخزانة ونحوها ترجمہ۔ امین (مانتدار) خزانہ وغیرہ میں وکیل ہوتا ہے

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ حضرت نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا خزانچی مانتدار ہے۔ جو خرچ کرتا ہے یاد دیتا ہے اور چیز کا جسے حکم دیا ہے کامل پورا اور خوشدلی سے اس شخص کو دیتا ہے جس کے دینے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہوگا۔

یہ روایت مع تشریح کے گزر چکی ہے

حدیث (۲۱۵۹) حدثنا محمد بن العلاء عن ابی موسیٰ عن النبی ﷺ قال الخازن الامین الذی ینفق وربما قال الذی یعطی ما امر به کاملاً موافقاً طیب نفسه الی الذی امر به احد المتصدقین



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ابواب الحرث والمزارعة وما جاء به

ترجمہ۔ ابواب کھیتی اور مزارعہ اور جو کچھ اس بارے میں آیا ہے

ترجمہ۔ کھیتی باڑی کی فضیلت اور درخت لگانا جب کہ اس سے کھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ترجمہ۔ مثلاً وہ جو تم کھیتی باڑی کرتے ہو ہم ان کو اگانے والے ہیں یا تم اگانے والے ہو اگر ہم چاہتے تو ان کو خشک بنا دیتے۔

باب فضل الزرع والغرس اذا اكل منه قول الله تعالى افرئتم ما تحرثون انتم تزرعونہ ام نحن الزارعون لو نشاء لجعلناہ حطاماً

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان نے کوئی پھلدار درخت لگایا یا کوئی کھیتی کاشت کی۔ پس اس سے کوئی پرندہ یا انسان یا کوئی جانور کھا لیتا ہے تو یہ اس کی بدولت اس کے لئے صدقہ ہوگا۔

حدیث (۲۱۶۰) حدثنا قتيبة بن سعيد عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ ما من مسلم يغرس غرسا او يزرع زرعاً فياكل منه طير او انسان او بهيمة الا كان له به صدقة وقال مسلم حدثنا انس عن النبي ﷺ .....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لہ بہ صدقہ کیونکہ اس نے خرچ کیا ہے یہ تو اس وقت ہے جب اس کی صدقہ کی نیت نہ ہو۔ اگر صدقہ کی نیت سے کرتا ہے تو اس میں تو بہت فضل ہے۔ لیکن اس میں نظر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ تطلانیؒ فرماتے ہیں کہ مزارعہ اراضی کی پیداوار پر معاملہ کرنا جب کہ بیع مالک کی طرف سے ہو۔ اگر بیع عامل کی طرف سے ہے تو اسے مخارہ کہتے ہیں اگر دونوں مساوات سے الگ ہوں تو دونوں باطل ہیں۔ کیونکہ آپؐ نے مزارعہ سے

منع فرمایا ہے۔ کما فی مسلم۔ اور مخاہرہ سے بھی منع فرمایا کما فی الصحيحین۔ وجہ یہ ہے کہ جب زمین کے منافع اجارہ سے حاصل ہو سکتے ہیں تو پیداوار پر معاملہ کرنا جائز نہیں۔ خلاف درختوں کے کہ ان پر اجارہ کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے مساوات کو جائز رکھا گیا خطائی وغیرہ حضرات نے مزارعہ کو صحیح کہا ہے۔ اور نبی کی اخبار کو مخصوص قطعہ کی پیداوار ایک کے لئے اور دوسری دوسرے کے لئے پر حمل کیا ہے۔ درخت میں ہے کہ لاتصح عند الامام لانہا لقفنہ الطحان اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہے۔ اور ضرورت کی وجہ سے فتویٰ بھی انہیں کے قول پر ہے لیکن ان کی آٹھ شرطیں ہیں جو اجز میں مذکور ہیں۔ جس میں ہے کہ جمہور تو اس کے جواز کے قائل ہیں۔ لیکن بعض تو اس کو صرف دراہم اور دنانیر پر جائز کہتے ہیں۔ اور بعض زمین کا کرایہ ماسواغہ کے باقی سب چیزوں سے جواز کے قائل ہیں۔ اور بعض حضرات بکل العروض والطعام وغیرہ ذلك سے مزارعہ کے جواز کے قائل ہیں۔ حافظ فرماتے ہیں کہ مامن مسلم کی قید سے کافر خارج ہو گیا اس لئے کہ صدقہ سے ثواب مقصود ہوتا ہے۔ کافراں کا اہل نہیں ہے۔ البتہ کافر کو اس کا بدلہ دنیا میں دیا جائے گا۔ یا یہ کہ آخرت میں اس کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے زراعت اور درخت لگانے کی فضیلت معلوم ہوئی۔ اور یہ بھی کہ زراعت افضل المکاسب ہے۔ لیکن اکثر احادیث کسب بالید کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ بعض نے تجارت کو اور بعض نے صنعت کو افضل کہا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ عمل بالید افضل ہے۔ خواہ وہ زراعت ہی کیوں نہ ہو۔

فیہ نظر سے اذالم ینوبہ التصدیق کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مشہور حدیث کے خلاف ہے۔ وہ انما الاعمال بالنیات ہے لیکن علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اس میں زارع اور غارس کا ثواب ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے چرند اور انسانوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

ترجمہ۔ باب ان چیزوں کے بارے میں کہ کھیتی کے آلات میں مشغول ہونے کے انجام سے ڈر لیا گیا ہے اور جب کہ مامور کی حد سے تجاوز کر جائے۔

**باب ما یحذر من عواقب الاشتغال  
بالذرع او مجاوزة الحد الذی امر به**

ترجمہ۔ حضرت امامہ باہلی نے فرمایا کہ انہوں نے اہل یا کھیتی کاشت کرنے کا کوئی آلہ دیکھا تو فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کسی قوم کے گھر میں یہ آلات داخل نہیں ہوتے مگر اللہ تعالیٰ اس گھر میں ذلت داخل فرما دیتے ہیں۔ امام بخاری نے فرمایا کہ ابو امامہ کا نام صدی بن عجلان تھا۔

حدیث (۲۱۶۱) حدثنا عبد اللہ بن یوسف الع  
عن ابی امامة الباهلی قال وراى سكة وشيئا من  
الذراع فقلت سمعت النبی ﷺ يقول لا یدخل  
هذابیت قوم الا دخله الذل قال محمد واسم ابی  
امامة صدی بن عجلان .....

تشریح از شیخ لنگوہی - ادخلہ اللہ الذل یہ ذلت اس شخص کے لئے ہے جو خراجی زمین کاشت کرتا ہو۔ یا یہ اس شخص

کے بارے میں ہے جو زراعت کے امور میں منہمک ہو کر اوامر اور نواہی شرع سے غافل ہو جائے تو اسے دین اور دنیا کی ذلت ہی حاصل ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریا - ابن التینؒ فرماتے ہیں کہ یہ جناب رسول اللہ کی خبر بالمفہیات ہے۔ کیونکہ آج کل اکثر نظام

اہل حث پر ہوتے ہیں تو اس سے امام بخاریؒ نے دونوں حدیثوں کے جمع کی طرف اشارہ فرمایا۔ پہلی حدیث سے فضیلت ثابت ہوئی اور امامہ باہلی کی روایت سے انہماک کی وجہ سے ذلت دنیا اور آخرت حاصل ہوگی۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ابو امامہ کا کلام اس شخص کے بارے میں ہے جو خود زراعت کا عمل کرے۔ اور جو کارندوں سے کام لے وہ زمیندار اس کا مصداق نہیں ہوگا۔

الحاصل زراعت میں ذلت دنیا عزت آخرت کی ہے کیونکہ اس پر ثواب حاصل ہوگا اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب مسلمان زراعت میں مشغول ہو جائیں گے تو دشمن سے غافل ہونے کی وجہ سے ذلت کا شکار ہوں گے۔ کہ جہاد انہوں نے ترک کر دیا۔

ترجمہ۔ کھیتی کے لئے کتابا لانا

### باب اقتناء الکلب للحرث

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کتے کو روک رکھا ہے اس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط کی کمی کرے گا البتہ کھیتی کا کتابا موسیٰ کی نگرانی والا اور بن سیرین نے سند سے فرمایا کہ بچیوں کی حفاظت کرنے والا کتابا کھیتی والا یا شکار کرنے والا مستثنیٰ ہیں۔ اور ابو حازم کی روایت سے شکاری کتے اور موسیٰ کے کتے کا استثناء ہے۔

حدیث (۲۱۶۲) حدثنا معاذ بن فضالة عن عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ما مسک کلباً فانہ ینقص کل یوم من عملہ قیراط الا کلب حرث او ماشیۃ قال بن سیرین وابوصالح عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ کلب صید او ماشیۃ..

ترجمہ۔ حضرت سفیان ابن ابی زحیر جو قبیلہ ازد شنوآہ کے ایک آدمی تھے جو نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے جس شخص نے کتابا لاکہ اس کی زراعت اور تھن والے جانور کے لئے ضرورت نہیں تھی تو اس کے عمل میں سے ہر روز ایک قیراط کے ثواب کی کمی ہوگی میں نے پوچھا کیا آپ نے خود اس کو

حدیث (۲۱۶۳) حدثنا عبد اللہ بن یوسف عن انہ سمع سفیان ابن ابی زہیر رجلا من ازد شنوآہ وکان من اصحاب النبی ﷺ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من اقتنی کلبا لا یغنی عنہ زرعاً ولا ضرعاً نقص کل یوم من عملہ قیراط

قلت انت سمعت هذا من رسول الله ﷺ قال  
ای ووب هذا المسجد.....  
جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا انہوں نے فرمایا ہاں مجھے  
اس مسجد کے رب کی قسم ہے۔

تشریح از قاسمی - اقتناء کلب الحرث۔ امام بخاریؒ اقتناء کلب جو ممنوع تھا اس کی لباحت سے اباحۃ حرث ثابت فرما رہے ہیں کیونکہ کھیتی باڑی کی وجہ سے جب کتے کا پالنا اور رکھنا جائز ہوا تو کم از کم جواز کا درجہ لباحت تو ضرور ہوگا۔ قیراط کی مقدار عند اللہ معلوم ہے باقی بعض روایات میں قیراطان بھی آیا ہے تو یہ اختلاف دیکھی اور شہری کے فرق سے ہوگا کہ قیراط شہروں کے اندر اور قیراطان کا نقصان دیہاتوں کے اندر ہوگا۔ نقص اجر کے اسباب میں اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں کہ ملائکہ ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے یا یہ کہ آنے جانے والے کو ایذا پہنچاتے ہیں یا اکثر نجاسات کھانے کی وجہ سے یا بدبو کی وجہ سے۔ بہر حال کلب حرث کلب ماشیہ اور کلب صید کی لباحت ثابت ہوئی۔ ان کے علاوہ کتے پالنا ممنوع ہوگا۔

## باب استعمال البقر للحرثۃ ترجمہ۔ کھیتی باڑی کے لئے بیل کو استعمال کرنا

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ دریں اثنا کہ ایک آدمی بیل پر سوار تھا کہ وہ بیل اس کی طرف متوجہ ہو کر کھینے لگا کہ میں تو اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ میری پیدائش تو کھیتی باڑی کے لئے ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس پر میں بھی ایمان لایا۔ ابو بکرؓ بھی اور عمرؓ بھی۔ اور ایک بھڑیے نے بھڑی کو پکڑ لیا۔ چرواہا اس کے پیچھے بھاگا اور اسے چھڑا لیا تو بھڑیا کہنے لگا کہ درندوں والے دن اس کا کون ضامن ہوگا جس دن میرے سوا اس کا کوئی نگران نہیں ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا میں اور ابو بکرؓ اور عمرؓ ایمان لے آئے

حدیث (۲۱۶۴) حدثنا محمد بن بشار عن  
عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال بینما رجل  
راکب علی بقرة التفت الیہ فقال لم اخلق لهذا  
خلقت للحرثۃ قال امتن بہ انا و ابوبکر وعمر  
واخذ الذنب شاة فتبعها الراعی فقال الزنب من  
لہا یوم السبع یوم لا راعی لہا غیری قال امتن بہ  
انا و ابوبکر وعمر قال ابو سلمۃ و ماہما یومئذ  
فی القوم.....

ابو سلمہ راوی فرماتے ہیں کہ وہ دونوں حضرات اس دن قوم میں موجود نہیں تھے۔

تشریح از شیخ منگوبی۔ امام بخاریؒ اس سے سواری کا جواز ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگرچہ اس کی پیدائش کھیتی باڑی کیلئے ہے لیکن رکوب بھی جائز ہے ورنہ آپؐ تکبیر فرمادیتے آپؐ نے نہ رکوب کا انکار کیا اور نہ بیل کے کلام پر اعتراض کیا معلوم ہوا دونوں جائز ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث آنجناب نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی علامت ہے۔ کیونکہ آپؐ نے فرمایا آخر زمانہ میں لوگ صدقات و عشر وغیرہ میں ظلم کریں گے۔ زیادہ وصولی کے علاوہ مار پٹائی جس اور ڈانٹ ڈپٹ اس کے علاوہ ہوگی جس کا مشاہدہ آج کل ہو رہا ہے کہ کسان بے چارے زر خرید غلاموں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایک جاگیر دار مر جاتا ہے تو اس کا بیٹا مسلط ہو جاتا ہے۔

ارجنا خراجیہ حدیث شریف کی توجیہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمان خراجی زمین کاشت کرے گا۔ اگرچہ علامہ سرخسیؒ نے مبسوط میں لکھا ہے کہ لا یکرہ للمسلم اداء خراج الارض کیونکہ حضرت ابن مسعودؓ۔ حسن بن علیؓ۔ اور شرح رضی اللہ عنہم کی اراضی سوڈان میں تھیں۔ جن کا وہ خراج ادا کرتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ خراج الارض ذلت نہیں خراج الاعناق ذلت ہے کہ مسلمان زراعت میں مشغول ہو کر جماد سے غافل ہوں گے۔ تو دشمن طاقتور ہو کر ان کو ذلیل و خوار کرے گا۔

اصل وصفها للحرثة در مختار میں ہے کہ جاز رکوب الثور و تحمیلہ یعنی سواری اور بوجھ رکھنا جائز ہے آمنت بہ انابوبکرؓ۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آپ کا فرمان ان شیخین کے ایمان پر وثوق اور قوت یقین کا اظہار ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ يوم السبع علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ لوگ مدینہ کو اچھی حالت میں چھوڑ جائیں گے۔ اور وہاں صرف درندہ اور پرندہ ہی مدینہ کا احاطہ کریں گے۔ يوم السبع سے اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔

**باب اذا قال اکفنی مؤنة النخل او غیرہ وتشرکنی فی الثمر**

ترجمہ۔ جب کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ کھجور کا خرچہ وغیرہ تمہارے ذمہ اور مجھے اس کے پھل میں شریک کر دو۔

حدیث (۲۱۶۵) حدثنا الحكم بن نافع عن ابی هريرة قال قالت الانصار للنبي ﷺ اقسام بيننا وبين اخواننا النخيل قال لا فقالوا تكفونا المؤنة ونشركم في الثمر قالوا سمعنا واطعنا...

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرات انصار نے جناب نبی اکرم ﷺ سے کہا آپ کھجوروں کے درختوں کو ہمارے اور ہمارے مہاجرین بھائیوں میں تقسیم فرمادیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں پھر انہوں نے کہا کہ تم لوگ کھجور کے خرچہ

وغیرہ کے ضامن بن جاؤ۔ ہم تمہیں پھلوں میں شریک بنالیں گے۔ انہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور کہنا مان لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اکفنی مؤنة النخل ممکن ہے یہ مقولہ اراضی کے مالکین کا ہو اور تشرکنی اور نشرک یہ مقولہ محنت کش کا ہو۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ انصار نے مہاجرین کو اپنی اراضی عطیہ کے طور پر دے کر ان کو مالک بنانا چاہا مہاجرین نے فرمایا

کہ ہمیں تمہاری یہ بخشش قبول ہے لیکن اس کے خرچہ اور دیکھ بھال کے ذمہ دار تم بن جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہم پر کشادگی لے آئے اور پھل میں ہمیں شریک بنالو۔ جس کو انصار نے قبول کر لیا۔ اس بنا پر عامل انصار ہوں گے پھر اس حدیث کو ابواب المزارعة میں داخل کرنے کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ ان کا فعل مزارعة کے مشابہ ہو۔ کیونکہ زمین مہاجرین کی ہوئی۔ پھر مہاجرین سے انصار کی طرف باعتبار ثلث نصف وغیرہ کے منتقل ہوئی۔ اگر یہ مقولہ انصار کا ہو تو پھر مزارعین مہاجرین ہوں گے تو اس وقت روایت کا باب میں داخل کرنا ظاہر ہے کہ زراعت مہاجرین نے کی اور انصار کو پھلوں میں شریک بنالیا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ بعض حضرات نے اسے مساقات پر محمول کیا ہے۔ لیکن وہ صحیح نہیں۔ شیخ مشکوٰیؒ نے جو توجیہ بیان

کی ہے وہ مناسب ہے۔ تاکہ مساقات کا اعتراض درود نہ ہو۔ غور سے سنو! امام حاریؒ نے تین ابواب قائم کئے ہیں۔ باب اقتناء الکلب الثانی۔ استعمال البقر۔ الثالث۔ اذا قال اکفنی۔ امام حاریؒ نے ان ابواب سے ترتیب کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ کھیتی باڑی کیلئے انسان لہذا کتے سے کرے پھر میل استعمال کرے بعد ازاں انسان خود اس کے خرچے برداشت کرے تو اس ترجمہ کی غرض جواز مزارعة بشركة الثمرہ ہوگی۔ تاکہ تکرار لازم آئے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لا آپؐ نے اس لئے فرمایا کہ انصار کی اراضی ان کے ملک سے آپؐ نہیں نکالنا چاہتے تھے۔ کیونکہ

فتوحات ہونے والی تھیں جس سے مہاجرین اراضی کے مالک ہو جائیں گے۔ قالوا ای قالت الانصار والمہاجرین کلہم سمعنا واطعنا وامتثلنا امر النبیؐ الخ۔

ترجمہ۔ درختوں اور کھجوروں کو کاٹنا۔ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کھجوروں کو کاٹنے کا حکم دیا تو وہ کاٹ دی گئیں۔

**باب قطع الشجر والنخل - وقال انسؓ امر النبی ﷺ بالنخل فقطع**

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے بنی النضیر کے کھجور کے باغوں کو جلویا اور کٹوالیہ بویرہ کے مقام پر تھیں جن کے بارے میں حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ بنی لوی کے سرداروں پر بویرہ کے مقام پر پھینچنے والی آگ آسان ہو گئی

حدیث (۲۱۶۶) حدثنا موسیٰ بن اسمعیل الخ عن عبد اللہ عن النبی ﷺ انه حرق نخل بنی النضیر و قطع وہی البویرة ولہا بقول حسانؓ وہان علی سراقہ بنی لوی حریق بالبویرة مستطیر

تشریح از قاسمی - بنو لؤی سے مراد آنحضرت ﷺ اور آپ کے اقارب صحابہ ہیں۔ بنو لؤی اور بنو النضیر میں معاہدہ تھا کہ مصیبت کے وقت ایک دوسرے سے تعاون کریں گے لیکن اس مصیبت میں بنو لؤی بنو النضیر کی کوئی مدد نہ کر سکے آج حضور اکرم ﷺ اور آپ کے اقارب کو بنو النضیر کے کھجوروں کے باغات جلانے اور کھجوریں کاٹنا آسان ہو گیا کہ کوئی رکاوٹ ڈالنے والا نہیں ہے۔

## باب

حدیث (۲۱۶۷) حدثنا محمد بن مقاتل بن حنظلة بن قيس الانصاري سمع رافع بن خديج قال كنا اكثر اهل المدينة مزدرعاً كنا نكوي الارض بالناحية منها مسمى لسيد الارض قال فمما يصاب ذلك وتسلم الارض ومما يصاب الارض ويسلم ذلك فنهينا واما الذهب والورق فلم يكمن يومئذ .....

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ والوں میں سے سب سے زیادہ کھیتی باڑی کرنے والے تھے یا ہماری کھیتی زیادہ تھی۔ ہم نے مدینہ کے نواح میں کچھ زمین جو سید الارض کے نام سے مشہور تھی۔ کراہیہ پر لیتے تھے پس اس کا کچھ حصہ اگر مصیبت اور آفت زدہ ہو جاتا تو دوسرا حصہ سالم رہتا اگر یہ حصہ سالم رہتا تو دوسرا حصہ آفت زدہ ہو جاتا پس اس طرح کی مزارعت سے ہمیں منع کیا گیا سونے اور چاندی پر تو ان دنوں مزارعت نہیں ہوتی تھی۔

تشریح از قاسمی - چونکہ اس طرح پر زمین کو کراہیہ پر دینا دو طرفوں میں ایک سے محروم ہونا پڑتا تھا۔ جو اکل بالباطل ہے اس لئے ممانعت ہوئی۔ اگر اشکال ہو کہ اب باب قطع شجر میں اس حدیث کے داخل کرنے کی کیا وجہ ہے شاید یہ غیر محل ہو جواب یہ ہے کہ اس کی بھی ایک وجہ ہے وہ یہ کہ جس نے زمین کو کچھ مدت تک کراہیہ پر لیا۔ اب اس کو حق ہے کہ کھیتی باڑی کر لے یا درخت لگائے۔ لیکن جب مدت ختم ہو جائے گی تو صاحب الارض کو حق ہے کہ وہ ان کے قلع قمع کا مطالبہ کرے پس اس وجہ سے اسے باب قطع الشجر میں داخل کیا گیا۔

## باب المزارعة بالشطر ونحوه

ترجمہ۔ آدمی یا اس طرح کی پیداوار پر کاشت کاری کرنا

وقال القيس بن مسلم عن ابي جعفر قال ما بالمدينة اهل بيت هجرة الا يزرعون على الثلث والربع وزارع علي وسعد بن مالك وعمر بن

ترجمہ۔ قیس بن مسلم ابو جعفر سے روایت کرتے ہیں ابو جعفر فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ہجرت والوں کا کوئی گھر ایسا نہیں ہو تا جو تہائی یا چوتھائی پر کاشتکاری نہ کرتا ہو حضرت علیؓ

اور سعد بن مالکؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور عمر بن عبدالعزیزؓ اور قاسم اور عروہؓ حضرت ابو بکرؓ کا خاندان حضرت عمرؓ کا خاندان اور حضرت علیؓ کا خاندان اور ابن سیرین سب مزارعت کرتے تھے عبدالرحمن بن الاسود نے فرمایا کہ میں عبدالرحمن بن یزید کا شکاری میں شریک ہوتا تھا اور حضرت عمرؓ کو گوں کے ساتھ اس طرح معاملہ کرتے تھے کہ اگر حضرت عمرؓ اپنے پاس سے بیج لائیں تو ان کو پیداوار کا آدھا حصہ ملے گا۔ اگر بیج مزارع لے آئے تو ان کو اتنی پیداوار ملے گی۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ اگر زمین ان میں سے کسی ایک کی ہو اور خرچہ دونوں اکٹھے کریں تو جو کچھ اس سے پیداوار ہوگی وہ ان دونوں کے درمیان برابر تقسیم ہوگی۔ اور امام زہریؒ کی بھی یہی رائے تھی۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ اگر کپاس کی چٹائی نصف پر کی جائے تو کچھ حرج نہیں۔ اور لہ اہیم۔ ابن سیرین۔ عطاء۔ اہلم۔ زہری اور قتادہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کپڑا بننے کے لئے تھائی

چوتھائی یا اس طرح کی مقدار پر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اور معمرؓ نے فرمایا کہ مال موسیٰ کو تھائی۔ چوتھائی پر کچھ مدت کے لئے کرایہ پر دے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خیبر والوں سے آدمی پیداوار پر معاملہ کیا تھا خواہ وہ کھیتی ہو یا پھل ہو۔ اور آپؐ اپنی ازواج مطہرات کو سو ۱۰۰ وسق خرچہ دیا کرتے تھے۔ اسی ۸۰ وسق تو کھجور کے اور بیس ۲۰ وسق جو کے حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں اس طرح تقسیم کر دیا کہ ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ ان کے لئے پانی اور زمین مقرر کر دیا جائے گا۔ وہ خود کاشت کریں یا ان کیلئے اس طرح پیداوار

عبدالعزیز والقاسم وعروة وال ابی بکروال عمر وال علی وابن سیرین وقال عبدالرحمن بن یزید فی الزرع وعامل عمر الناس علی ان جاء عمر بالبذر من عنده فله الشطر وان جاء وابالبذر فلهم کذا وقال الحسن لاباس ان تكون الارض لاحدهما فینفقان جميعاً فماخرج فهو بينهما وراى ذلك الزهري وقال الحسن لاباس ان یجتني القطن علی النصف وقال ابراهيم وابن سیرین وعطاء والحکم والزهري وقتادة لاباس ان يعطى الثوب بالثلث او الربع ونحوه قال معمر لاباس ان تكون الماشية علی الثلث والربع الى اجل مسمى.....

حدیث (۲۱۶۸) حدثنا ابراهيم بن المنذر قال ان عبد الله بن عمرؓ اخبره عن النبي ﷺ عامل خیبر بشرط ما یرج منها من ثمر او زرع فكان يعطی ازواجه مائة وسق لثمانون وسق تمر وعشرون وسق شعیر فقسم عمر خیبر فخیبر ازواج النبی ﷺ ان یقطع لهن من الماء والارض او یمضی



لہن فمہن من اختار الارض ومنہن من اختار  
الوسق وكانت عائشة اختارت الارض .....  
چالور کھی جائے گی۔ تو بعض بیویوں نے زمین کو اختیار کر لیا اور  
بعض نے دستی ہی رہنے دیے۔ حضرت عائشہؓ نے زمین کو اختیار  
کیا تھا۔ وہ خود کاشت کراتی تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کپاس کی چٹائی نصف پر۔ اس طرح کپڑا اور زمین کا اجارہ نصف۔ ٹکٹ۔ ربع۔ ائمہ ثلاثہ جائز نہیں  
قرار دیتے۔ کیونکہ یہ معنی چکی کی بوری کے معنی میں ہے۔ مگر مشائخ اہل اور بعض دوسرے حضرات نے ضرورت کی بنا پر کپاس زراعت  
وغیرہ میں جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علماء کا اختلاف ہے کہ مزارعت نصف پر یا تہائی پر یا چوتھائی پر جائز ہے۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین کی  
کثیر تعداد جن کے اسمائے گرامی امام بخاریؒ نے گوائے ہیں اسی کے قائل ہیں۔ امام ابو زاعریؒ، ثوریؒ اور صاحبینؒ کا یہی مسلک ہے کہ مزارعت  
ومساقات دونوں جائز ہیں۔ اور امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مزارعت ناجائز ہے۔ اس لئے کہ یہ تو کراء الارض  
بجزء منہا ہے۔ یعنی یہ تو زمین کو اس کی جزء کے بدلے کرایہ پر دیتا ہے۔ البتہ مساقات یعنی باغبانی جائز ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام زفرؒ  
کسی طور سے مساقات کو جائز نہیں کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اجارہ مجلولہ ہے۔ کیونکہ زمین کوئی چیز نہیں لگائی۔ مزارعت کراء الارض بجزء  
منہا ہے۔ اور مساقات مع مزائیہ کی نئی والی روایت سے منسوخ ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ حدیث باب کا جواب یہ دیتے ہیں اہل خیبر سے  
آپ کا معاملہ نہ بطور مزارعت کے تھا اور نہ ہی بطور مساقات کے تھا۔ بلکہ بطریق خراج ہے۔ یہی وجہ ہے آیۃ الجزیہ نازل ہونے کے بعد  
آپؐ نے ان سے الگ جزیہ وصول نہیں فرمایا اور نہ ہی حضرت ابو بکرؓ نے اور نہ ہی حضرت عمرؓ نے وصول فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ عہد فاروقی  
میں ان کو جلا وطن کر دیا گیا۔

ان یجتنی القطن کپاس چٹوائی گندم کٹائی وغیرہ حاصصہ پر امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن ائمہ ثلاثہؒ امام مالکؒ  
امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اسے منع فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ اجارہ ثمن مجلولہ ہے۔ اس طرح امام ابو ابراہیمؒ بھی اور ان کے ہم خیال فرماتے ہیں  
کہ اگر کسی نے نشاج کو سوت بننے کے لئے دیا اور بننے ہوئے کپڑے کا تیسرا حصہ بننے والے کا اور باقی سوت بننے والے کا تو اس میں کوئی حرج نہیں  
ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اس لئے کہ یہ اجارہ مجلولہ ہے۔

لا بائس ان تکرى الماشية علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی صورت یہ ہے کہ کسی نے بار برداری کے لئے مدت معینہ  
تک جانور کرایہ پر لیا کہ اس پر غلہ وغیرہ لاد کرے گا۔ جو آمدنی ہوگی وہ تہائی یا چوتھائی پر تقسیم ہوگی۔ ان حضرات کے نزدیک جائز ہے۔  
ہمارے احنافؒ کے نزدیک جائز نہیں بلکہ جانور والے کے لئے اجرت مثل ہوگی۔ یعنی نفع سب جانور والے کا عامل کو اجرت مثل ملے گی  
اور مولانا محمد حسنؒ کی تقریر میں یہ صورت درج ہے کہ تکرى الماشية کا مطلب یہ ہے کہ جانور کچھ مدت کیلئے چرائی پر دیئے جائیں۔

جو بچے پیدا ہوں گے وہ اثلا ثاتین حصوں میں تقسیم ہوں گے۔ یعنی اس کی نسل میں سے تہائی یا چوتھائی اجرت کے طور پر دے گا۔ اور میرے نزدیک زیادہ واضح وہ صورت ہے جو ہمارے ملک میں رائج ہے کہ کچھ مدت کے لئے جانور پرورش کے لئے دے دیتے ہیں۔ مدت ختم ہونے کے بعد مالک اور راعی کے درمیان نصف ٹکٹ یا ربع دیا جاتا ہے۔ اور لفظ یکرہ کی تاویل اسی معنی کی طرف ممکن ہے اور ماشیہ کا لفظ بھی رجحان کی دلیل ہے۔

**قفیز الطحان** یعنی یہ تینوں مسئلے ہمارے نزدیک جائز نہیں ہیں۔ کیونکہ آنا پینے والے کی بوری کے قبیل سے ہے۔ اس لئے کہ اس میں اجرت مجبولہ ہے۔ ان کو مضارعت پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خود خلاف قیاس ہے۔ قفیز الطحان کی صورت یہ ہے کہ گندم کی چند بوریاں پینے والے کو اس طور پر دی جائیں کہ آٹے کی ایک بوری اجرت میں ملے گی۔ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ بعض معمول کو عمل کی اجرت بنایا گیا۔ بلکہ پینے کی اجرت اسے الگ دی جائے۔ اور قفیز طحان کی صورت بعض نے یہ لکھی ہے کہ کوئی شخص بیل کو کرایہ پر حاصل کرے تاکہ اس کی گندم کی پائی کر دے۔ جس کے بدلے اس کو ایک بوری آٹے کی دی جائے گی۔ دارقطنی اور بیهقی میں ہے عن ابی سعید الخدریؓ قال نہی رسول اللہ ﷺ عن عسب النحل وعن قفیز الطحان کہ آپؐ نے زری جنتی اور پینے والے کی بوری سے منع فرمایا۔ مثلاً نخ تعال کی وجہ سے ثياب میں جواز کا فتویٰ دیتے ہیں اسی طرح کپاس و زراعت وغیرہ میں بھی ضرورت کی بنا پر اجازت کا فتویٰ دیتے ہیں۔

## باب اذا لم يشترط السنين

### فی المزارعة۔

ترجمہ۔ مزارعہ میں جب سالوں کی شرط نہ لگائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث (۲۱۶۹) حدثنا مسدد بن خالد عن ابن

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم

عمرؓ قال عامل النبی ﷺ خبیر بشطر ما یخرج

ﷺ نے خبیر کا معاملہ پیداوار کے نصف پر کیا۔ جو کچھ پھل یا

کھیتی وغیرہ ہو۔

منہا من ثمر او زرع.....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ علماء احناف کے نزدیک ایسا معاملہ مزارعہ کا صرف ایک سال کے لئے ہو گا لیکن جب مزارعہ نے دوسرے سال زمین نہ چھوڑی اور مالک نے بھی مطالبہ نہ کیا تو یہ دلیل ہے کہ وہ لوگ عقد پر ابھی تک قائم ہیں۔ اسی طرح کئی سال تک یہ معاملہ چل سکتا ہے۔ حدیث کا یہ بھی محمل ہے اور جو لوگ اسے مزارعت بلکہ خراج قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک تو حکم آسان ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مزارعت من غیر اجل کو امام مالکؒ اور امام شافعیؒ مکرر فرماتے ہیں۔ ابو ثورؒ فرماتے ہیں کہ

اگر معین ساکوں کا تذکرہ نہیں ہے تو صرف ایک سال کے لئے معاملہ ہوگا۔ اس لئے جو حضرات مزارعت کے قائل ہیں وہ شرائط بیان کرتے ہیں ان میں سے مدت کا بیان کرنا بھی ہے لیکن حدیث خیبر کے اندر یہ بھی ہے افر کم علی ما اقرکم اللہ علیہ یعنی ہم خیبر میں اس وقت تک قرار دیں گے جب تک اللہ تعالیٰ قرار دیں گے۔ معلوم ہوا کہ یہ ایک مصلحت تھی۔ نہ معاملہ مزارعت کا ہے اور نہ ہی مساوات کا ہے۔ کہ جس سے مدت یا غیر مدت پر استدلال کیا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ اور ہدایہ میں ہے قال ابو حنیفہ "المساقاة باطلہ و قال جائزۃ اذا کرمۃ معلومۃ و اذا لم یبین المدة یجوز و یقع علی اول ثمر یشترک یعنی مساقات امام ابو حنیفہ کے نزدیک باطل ہے۔ صاحبین اس شرط پر جائز فرماتے ہیں جب مدت معلوم ہو۔ اگر مدت بیان نہ کی جائے تو عقد جائز ہے لیکن وہ پہلے نکلنے والے پھل پر واقع ہوگی۔ اس لئے کہ پھل پکنے کا ایک وقت مقرر ہے۔ جس میں عموماً فرق نہیں آتا اس لئے بیان مدت کی ضرورت نہیں۔ خلاف زراعت کے کہ اس کے ابتداء اور انتہاء میں تفاوت ہوتا ہے۔ اس لئے جمالت کے داخل ہونے کی وجہ سے ممانعت ہوگی۔ میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ یہ اختلاف اختلاف اراضی پر موقوف ہے۔ جہاں وقت زراعت میں تفاوت ہو۔ جیسے کوفہ وغیرہ۔ تو وہاں بیان مدت شرط ہے۔ اور جہاں تفاوت فرق ہو وہاں بیان مدت شرط نہیں ہے۔

کان خراجاً امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ یہ خراج القاسمہ ہے جو خراج تو ظیف یعنی مقرر شدہ خراج کی طرح جائز ہے خراج القاسمہ یہ ہے کہ امام پیداوار پر کچھ مقدار مقرر کر دے۔ مثلاً عشر۔ ثلث۔ ربع اور اراضی ان کے پاس چھوڑ دی جائیں۔ اگر زمین سے کوئی پیداوار نہ نکلے تو ان پر کوئی چیز واجب نہ ہوگی۔ اور خراج مؤظف یہ ہے کہ امام مفتوحین پر ہر جریب کے بدلے ایک صاع یا درہم مقرر کر دے۔

## باب

ترجمہ حضرت عمروؓ فرماتے ہیں کہ میں نے طاؤس سے کہا کہ اگر آپ مغایرہ یعنی مزارعت کو چھوڑ دیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ تو طاؤس نے کہا اے عمرو! میں تو ان کو عطیہ کرتا ہوں اور ان کی مدد کرتا ہوں اور یہ کہ مجھے ان میں سے زیادہ جاننے والے یعنی ابن عباسؓ نے خبر دی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے نہیں روکا۔ لیکن یہ فرمایا کہ اگر ایک تمہارا اپنے بھائی کو زمین کا عطیہ دے دے تو اس کیلئے بہتر ہے اس سے کہ اس پر کچھ اجرت معلوم حاصل کرے۔

حدیث (۲۱۷۰) حدثنا علی بن عبد اللہ الع

قال عمرو قلت لطاؤس لو ترکت المغایرة فانهم  
یزعمون ان النبی ﷺ نہی عنه قال ای عمرو  
انی اعطیہم واعینہم وان اعلمہم اخبرنی یعنی  
ابن عباسؓ ان النبی ﷺ لم ینہ عنه ولكن قال  
ان یمنع احدکم اخاه خیر له من ان یاخذ علیہ  
خرجاً معلوماً.....

## باب المزارعة مع اليهود

حدیث (۲۱۷۱) حدثنا محمد بن مقاتل بن  
عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ اعطى خيبر اليهود  
على ان يعملوها ويذرعوها ولهم شطر ما خرج منها

## باب ما يكره من الشروط في المزارعة

حدیث (۲۱۷۲) حدثنا صدقة بن الفضل بن  
عن رافع قال كنا اكثر اهل المدينة حقلوا كان  
احدنا يكرى ارضه فيقول هذه القطعة لي وهذه  
لك فربما اخرجت ذه ولم تخرج ذه فنهاهم  
النبي ﷺ .....

باب اذا زرع بمال قوم بغير اذنهم  
وكان في ذلك صلاح لهم

حدیث (۲۱۷۳) حدثنا ابراهيم بن المنذر رافع  
عن عبدالله بن عمر عن النبي ﷺ قال بينماثلثة  
نفر يمشون اخذهم المطر فاووا الى غار في جبل  
فانحطت على فم غارهم صخرة من الجبل  
فانطبقت عليهم فقال بعضهم لبعض انظروا  
اعمالاً عملتموها صالحة لله فادعوا الله بهالعله  
يفرجها عنكم قال احدهم اللهم انه كان لي

## ترجمہ۔ یہود کے ساتھ مزارعت کرنا

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو خیبر کی اراضی اس شرط پر  
دے دی کہ وہ اس میں عمل کریں گے۔ کاشت کریں گے اور  
ان کو پیداوار کا آدھا ملے گا۔

## ترجمہ۔ مزارعت میں جو شرطیں مکروہ ہیں ان کا بیان

ترجمہ۔ حضرت رافعؓ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ والوں میں  
سب سے زیادہ کھیتی باڑی کرنے والے تھے۔ اور ہم میں سے ایک  
اپنی زمین کو کرایہ پر دیتا تو کہتا یہ اس ٹکڑے زمین کی پیداوار تو  
میرے لئے ہے اور اس ٹکڑے کی تیرے لئے۔ پس ہساوقات  
یہ ٹکڑا پیداوار دیتا اور وہ نہ دیتا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے  
منع فرمادیا۔

ترجمہ۔ جب کسی قوم کی اجازت کے بغیر ان کے  
مال سے زراعت کرے اور اس میں ان کی بھلائی ہو

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے  
روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا دریں اثنا تین آدمی چل رہے  
تھے کہ بارش نے انہیں آچکڑا تو انہوں نے پہاڑ کے اندر ایک غار  
میں پناہ لی۔ اتفاق سے ان کے غار کے منہ پر پہاڑ سے بوا پتھر آگرا  
جو اس غار کے منہ پر پورا آ کر اسے ڈھک لیا۔ پس انہوں نے  
ایک دوسرے سے کہا کہ اپنے ان اعمال پر غور کرو جو تم نے  
خالص اللہ کے لئے کئے ہوں۔ پس اس کے واسطے سے اللہ تعالیٰ  
سے دعا کرو۔ شاید اللہ تعالیٰ تم سے کشادگی کر دے تو ایک نے کہا

والدان شیخان کبیران ولی صبیہ صغار کنت ارعی  
 الیہم فاذا رحت علیہم حلبت فبدأت بوالدی  
 اسقیہما قبل بنی وانی استاخرت ذات یوم فلم  
 ات حتی امسیت فوجدتہما ناما فحلبت کما  
 کنت احلب فقمت عند رء وسہما اکرہ ان  
 او قظہما واکرہ ان اسقی الصبیۃ والصبیۃ  
 يتضاغون عند قدمی حتی طلع الفجر فان کنت  
 تعلم انی فعلتہ ابتغاء وجهک فافرج لنا فرجة نری  
 منها السماء ففرج الله فراو السماء وقال الاخر  
 اللهم انها کانت لی بنت عم احببتہا کاشد  
 ما یحب الرجال النساء فطلبت منها فابت حتی  
 اتیتہا بمائة دینار فبغیت حتی جمعتها فلما وقعت  
 بین رجلیہا قالت یا عبد الله اتق الله ولا تفتح الخاتم  
 الا بحقه فقمت فان کنت تعلم انی فعلتہ ابتغاء  
 وجهک فافرج عنا فرجة ففرج وقال الثالث اللهم  
 انی استاجرت اجیرا بفرق ارز فلما قضی عملہ  
 قال اعطنی حقی فعرضت علیہ فرغب عنہ فلم  
 ازل ازرقہ حتی جمعت منہ بقر اور اعیہا فجاءنی  
 فقال اتق الله فقلت الی ذلک البقر ورعاتہا فخذ  
 فقال اتق الله ولا تستهزی بی فقلت انی لا استهزی  
 بک فخذ فاخذہ فان کنت تعلم انی فعلت ذلک

اے اللہ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے سن رسیدہ تھے۔ اور  
 میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ جن کی میں نگرانی کرتا تھا  
 یا جن کا میں خاص لحاظ کرتا تھا۔ پس جب شام کو میں واپس آتا تو  
 دودھ دوہتا تو ابتداً ماں باپ سے کرتا۔ کہ اپنے پیٹوں سے پہلے  
 انہیں دودھ پلاتا تھا۔ ایک دن مجھے دیر ہو گئی۔ اور میں نہ آسکا  
 یہاں تک کہ رات ہو گئی تو میں نے ان دونوں کو پایا کہ وہ سو گئے  
 ہیں۔ پس میں نے معمول کے مطابق دودھ نکالا اور والدین کے  
 سر ہانے آکر کھڑا ہو گیا۔ میں نے ان کو جگانا پسند نہ کیا اور نہ ہی یہ  
 پسند کیا کہ بچوں کو پلا دوں حالانکہ بچے میرے قدموں پر  
 جیچ چلا رہے تھے یہاں تک کہ فجر نکل آئی پس اگر آپ کے علم میں  
 یہ ہو کہ میں نے یہ کام محض آپ کی رضامندی کے لئے کیا ہے  
 تو ایک سوراخ کھول دے۔ جس سے ہم آسمان کو دیکھ سکیں  
 اللہ تعالیٰ نے کھول دیا جس سے وہ آسمان کو دیکھنے لگے۔ دوسرے  
 نے کہا اے اللہ! میری ایک چچا کی بیٹی تھی جس سے میں ایسی  
 سخت محبت کرتا تھا جیسے مرد عورتوں سے کرتے ہیں میں نے  
 اس سے جماع کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا یہاں تک کہ میں  
 اس کے پاس سو۰۰ ادینار نہ لے آؤں۔ پس میں نے ان کو جمع  
 کرنا شروع کیا یہاں تک کہ انہیں جمع کر لیا۔ پس جب میں اس کی  
 دونوں ٹانگوں کے درمیان جماع کے لئے بیٹھ گیا تو کہنے لگی اے  
 اللہ کے بندے اس انگوٹھی کو نہ کھولو۔ مگر اس کے حق نکاح کے  
 ساتھ کھولو۔ پس میں اٹھ کھڑا ہوا پس اگر آپ کے علم میں ہے  
 کہ یہ کام میں نے محض آپ کی رضامندی کے لئے کیا ہے  
 تو ہمارے لئے کشادگی کر دے چنانچہ دوسرا درہ بھی کھل گیا۔ اور  
 تیسرے نے کہا کہ اے اللہ! میں نے ایک مزدور گراہ پر کیا تھا

ابتغاء وجهك فافرج مابقي ففرج الله قال ابو عبد الله وقال ابن عقبة عن نافع فسعيت ....

کہ چاول یا جواری کے تین صاع اجرت دوں گا۔ پس جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوا تو کہنے لگا مجھے میرا حق ادا کر دو۔ میں نے

اس کا حق پیش کیا لیکن وہ اس سے روگردانی کر گیا۔ پس میں برابر اسے کاشت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے اس سے کچھ گائیں اور ان کے چرواہے لے لئے۔ پس وہ میرے پاس آکر کہنے لگا اللہ تعالیٰ سے ڈرو! میں نے اس سے کہا کہ جاؤ یہ گائیں اور اس کے چرواہے تمہارے ہیں ان کو لے لو۔ کہنے لگا اللہ سے ڈرو میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کرتا پس تم ان کو لے لو۔ چنانچہ وہ لے کر چلتا ہوا پس اگر آپ کے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام محض آپ کی رضامندی کے لئے کیا ہے۔ جو حصہ باقی رہ گیا ہے اس کو بھی کھول دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے بھی کھول دیا۔ امام بخاریؒ سند سے ذکر کرتے ہیں کہ حضرت نافعؓ نے بغیت کی جائے فسعیت فرمایا ہے۔

تشریح از شیخ لنگوہیؒ۔ حکمت ارفع علیہم علی کے ساتھ تعدیہ ہے اس میں رعایت کے معنی کی تفسیر ہے یا اتفاق کے یا نیکداشت کے معنی کا لحاظ کیا گیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ تطلانیؒ فرماتے ہیں کہ ارفع میں اتفاق کے معنی کا لحاظ کیا گیا ہے اور اس کو علی کے ذریعہ متعدی بنادیا۔ اہی انفق علیہم راعیا الغنیماۃ ابن المنذر فرماتے ہیں حدیث کو ترجمۃ الباب سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ جب مستاجر نے اس اجیر کا حق معین کر دیا اور اسے قدرت دے دی تو اس کی ذمہ داری ختم ہو گئی۔ وہ چھوڑ کر چلا گیا تو اب مستاجر نے نئے سرے سے قبضہ کر کے بطریق اصلاح اس میں تصرف کیا۔ ضائع کرنے کی نیت سے اس میں تصرف نہیں کیا تو یہ اس کا افضل عمل تھا جو قبولیت دعا کا باعث بنا۔ اگر وہ فرق ہلاک ہو جاتا تو یہ ضامن ہوتا۔ کیونکہ اس نے تصرف کی اجازت نہیں دی تھی تو ترجمہ کا مقصود یہ ہوا کہ اس قصد سے زارع گناہ سے بچ گیا لیکن اس سے رفع ضمان لازم نہیں آتا اور یہ بھی احتمال ہے کہ قبولیت دعا اس لئے ہوئی ہو کہ اس نے اس کا حق کئی گنا بڑھا کر دیا تصرف کی وجہ سے نہیں۔ مزید بحث گذر چکی ہے۔

باب اوقاف اصحاب النبی ﷺ ترجمہ۔ اصحاب نبی اکرم ﷺ کے اوقاف کا بیان

وارض الخراج ومزارعتهم ومعاملتهم وقال النبی ﷺ لعمر تصدق باصله لا یباع ولكن ینفق ثمره فتصدق به ....

ترجمہ۔ صحابہ کرامؓ کا مزارعت کرنا اور ان کا باہمی معاملات کرنا اور جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ صدقہ کرو۔ اس کا اصل تو نہ بیچا جائے۔ البتہ اس کا پھل خرچہ کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس مال کا صدقہ کیا۔

حدیث (۲۱۷۴) حدثنا صدقة بن ابیہ  
قال قال عمرؓ لولا اخر المسلمین ما فتحت قریة  
ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے آخری مسلمان کا  
خیال نہ ہوتا تو جو آبادی فتح ہوتی میں اسے ان کے مستحقوں میں  
تقسیم کر دیتا جس طرح جناب نبی اکرم ﷺ نے خیبر کو تقسیم فرمایا  
الا قسمتها بین اهلها كما قسم النبی ﷺ خیبر ..

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس روایت باب سے ترجمہ اس طرح ثابت ہوا کہ جب آنحضرت ﷺ نے خیبر کو تقسیم کر دیا  
لیکن حضرت عمرؓ نے بلاد مفتوحہ کو تقسیم نہیں کیا تو یہ وقف کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کے منافع کے لئے ان کو باقی رکھا گیا۔ تو جب  
تقسیم نہیں ہوتے تو یہ وقف ہے۔ ہر ایک مسلمان اس کی کاشت کر سکتا ہے۔ تو اس معنی کے اعتبار سے حضرت عمرؓ کے وقف کا لانا بھی صحیح  
ہو جائے گا۔ اور ارض خراج کی مزارعت بھی ثابت ہو جائے گی اسے وقف پر قیاس کیا جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے عینی کے نسخہ کے مطابق باب کی توجیہ ذکر فرمائی۔ ورنہ بخاری کے متون  
اور شروح کسی میں بھی اصحاب النبیؐ کے الفاظ نہیں ہیں۔ بنا بریں وقف عمر کو باب میں لانے کی توجیہ کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ تو  
وقف صحابیؓ ہے۔ عینی کے نسخہ میں باب اوقاف اصحاب النبیؐ موجود ہے۔ تو قسطلانیؒ اس کی توجیہ کرتے ہیں باب بیان حکم  
اوقاف النبیؐ و بیان ارض الخراج و بیان مزارعتہم و معاملتہم۔ لکن بطلان فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ کا مطلب یہ ہے کہ  
حضور انور ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ اوقاف نبویؐ کی اس طرح کاشت کرتے تھے جس طرح یہود خیبر کے ساتھ آپؐ نے معاملہ کیا  
تھا۔ تصدق امر کے صیغہ سے وقف مراد ہے۔ یہ وقف صحابی کا حکم ہوا۔ اور دوسرا تصدق فعل ماضی ہے۔ وقف صحابی معلوم ہوا یہی حکم  
دوسرے صحابہ کرامؓ کے اوقاف کا بھی ہے۔ لیکن حافظؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ کا دوسرا حصہ دوسری حدیث لولا آخر المسلمین سے ثابت  
ہو گا جس کی عبارت یوں ہوگی۔ لکن انظر لآخر المسلمین جس کا تقاضا ہے کہ میں ان اراضی کو تقسیم نہ کروں۔ بلکہ وقف علی  
المسلمین رہنے دوں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے شام کی اراضی میں ایسا ہی کیا۔ اور اسی سے ارض الخراج کا ترجمہ بھی ثابت ہوا۔ کہ جب  
شام کی اراضی وقف فرمائی تو جو اہل ذمہ تھے ان پر خراج مقرر کیا تو ان کو مزارع رکھا اور ان سے معاملہ کیا تو اس سے ترجمہ کا مقصد بھی ظاہر  
ہو گیا۔ اور اس کو باب المزارعة میں لانے کی توجیہ بھی معلوم ہو گئی لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ نے ترجمہ سے اس بات کی طرف  
اشارہ فرمایا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خود بذاتہ وقف نہیں فرمایا بلکہ سب اوقاف صحابہ کرامؓ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جس کی تائید  
اس کی حکایت سے ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ کا صدقہ اول صدقہ تصدق بہا فی الاسلام تو اس بنا پر امام بخاریؒ نے امامیہ کا رد بھی  
کر دیا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں لاناوات ماترکناہ صدقہ یعنی جس کو آپؐ نے صدقہ کے طور پر چھوڑا ہے۔ وہ قابل میراث نہیں۔ تو اشارہ  
ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے اوقاف کے حضور ﷺ کا کوئی وقف نہیں تھا۔

تشریح از قاسمی۔ اراضی مفتوحہ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ محض فتح کرنے سے ہی وہ اراضی وقف ہو جائیں گی۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ امام کو تقسیم کرنے اور وقف کرنے کا اختیار ہے۔ اور حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ امام کو تقسیم کرنا لازم ہے۔ اگر فاتحین وقف کرنے پر راضی ہوں تو امام کو ایسا کرنا چاہیے۔

## باب من احیا ارضاً مواتاً ترجمہ۔ جو شخص بجز زمین کو آباد کرے

ترجمہ۔ اور حضرت علیؓ نے کوفہ کی بجز اراضی کے بارے میں اس کو جائز قرار دیا۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا جس شخص نے بجز زمین آباد کی پس وہ زمین اسی کی ہوگی اور یہی حکم عمرو بن عوف نے حضرت نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے بشرطیکہ کسی مسلمان کے حق میں نہ ہو۔ اور نہ ہی کسی ظالم کا زمین میں کوئی

ورای ذلک علی فی ارض الخراب بالكوفة  
موات وقال عمر من احیا ارضاً میتة فھی له  
ویروی عن عمرو بن عوف عن النبی ﷺ وقال  
فی غیر حق مسلم ولیس لعرق ظالم فیہ حق  
ویروی فیہ عن جابر عن النبی ﷺ .....

حق ہے۔ اور اس بارے میں حضرت جابر سے جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ حضرت نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے اس زمین کو آباد کیا جو کسی کی ملک نہیں ہے تو وہ آباد کنندہ اس کا زیادہ حصہ از ہے حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اسی کا فیصلہ کیا تھا۔

حدیث (۲۱۷۵) حدثنا یحییٰ بن بکیر الخ  
عن عائشة عن النبی ﷺ قال من اعمر ارضاً  
لیست لاحد فهو احق قال عروہ قضی بہ عمر  
فی خلافته .....

تشریح از شیخ گنگوہی۔ جتنے آثار اس بارے میں نقل کئے گئے ہیں مسلم ہیں۔ لیکن ہم احناف اس کے جواز کو اس کے ساتھ مقید کرتے ہیں کہ اس زمین میں نہ تو عوام کا کوئی حق ہو اور نہ ہی کسی خاص کا حق ہو۔ اور آثار مذکورہ کا اس مقصد پر دلالت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ موات وہ زمین جس کا کوئی آدمی مالک نہ ہو اور نہ ہی کوئی شخص اس سے فائدہ حاصل کر رہا ہو۔ اور ہدایہ میں ہے الموات مالا ینفع به من الاراضی لانقطاع الماء عنه اولغلبة الماء علیہ او ما اشتبهت ذلك مما ینفع الزراعة سمي به ببطلان الانتفاع به یعنی موات وہ بجز زمین ہے جس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جاتا ہو۔ یا اس وجہ سے کہ اسے پانی نہیں ملتا۔ یا اس پر



پانی کا غلبہ ہے یا اس قسم کی چیزیں جنہوں نے زراعت کو ناممکن بنادیا ہو۔ موات اس کا نام اس لئے رکھا گیا کہ اس سے نفع حاصل کرنا باطل ہے اور امام طحاویؒ فرماتے ہیں الموات مالیس بملك لاحد ولا هو بمرافق البلد وکان خارج البلد سواء قرب او بعد۔ یعنی موات وہ زمین ہے جو کسی کا ملک نہ ہو۔ اور نہ ہی وہ شہر کی ضروریات میں ہو اور شہر سے باہر ہو خواہ قریب ہو یا بعید ہو۔ جو قید احنافؒ بیان کرتے ہیں وہ بخاری میں موجود ہے۔ غیر ان یکون فیہا حق مسلم فہی لہ۔ بہر حال یہ قید تو سب کے نزدیک مسلم ہے البتہ مسئلہ اختلافی یہ ہے کہ آیا احياء ارض کے لئے اذن امام کی ضرورت ہے یا نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اذن امام ضروری ہے خواہ وہ شہر کے قریب ہو یا بعید ہو۔ امام مالکؒ قریب کے لئے اذن عام کی قید لگاتے ہیں بعید کیلئے نہیں۔ قرب کا مطلب یہ ہے آبادی والوں کو جس کی ضرورت ہو جیسے چراگاہ وغیرہ۔ اور امام احمدؒ اور امام شافعیؒ اذن امام کو ضروری قرار نہیں دیتے۔ جمہور کا استدلال حدیث باب سے ہے۔ اور ماء البحر و ماء النہر اور شکار پر قیاس کرتے ہیں۔ لیکن امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کہ نہر بحر اور جنگل کسی کی تمہیک نہیں ہے اور حدیث کے بارے میں یہ اختلاف ہے کہ آیا یہ حکم ہے یا فتویٰ ہے جو کہتے ہیں کہ یہ حکم ہے تو ان کے نزدیک اذن لازمی ہے اور جو اسے فتویٰ کہتے ہیں ان کے ہاں اذن کی ضرورت نہیں ہے احنافؒ کا استدلال یہ حدیث ہے۔ لیس للما الا مطابت بہ نفس امامہ یعنی کسی آدمی کے لئے لائق نہیں مگر وہ جو اس امام کے جی کو خوش لگے اور یہ بھی کہ الارضیین ابی الاثمۃ لا الی غیرہم۔

## باب

حدیث (۲۱۷۶) حدثنا قتيبة بن الخ عن ابيه

ان النبی ﷺ راوی و هو فی معرسہ من ذی الحلیفۃ فی بطن الوادی فقیل لہ انک ببطحاء مبارکۃ فقال موسی وقد اناخ بنا سالم بالمناخ الذی کان عبد اللہ بنیخ بہ یتحری معرس رسول اللہ ﷺ و هو اسفل من المسجد الذی بطن الوادی بینہ و بین الطريق وسط من ذلك .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دکھلایا گیا جب کہ آپؐ ذی الحلیفہ میں وادی کے نشیب میں آخر رات کو آرام کرنے کی جگہ میں آپؐ بطحاء مبارکہ میں ہیں۔ موسیٰ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سالم اس جگہ اپنی اونٹنی کو بٹھانے کی کوشش کرتے تھے جہاں حضرت عبد اللہ ان کے باپ بٹھاتے تھے اور جو جناب نبی اکرم ﷺ کے اونٹنی کے بٹھانے کی جگہ کو تلاش کرتے تھے جہاں آپؐ نے آخری رات کو آرام فرمایا تھا وہ اس مسجد کی چلی طرف ہے جو وادی کے نشیب میں ہے وہ مسجد اس وادی اور راستے کے وسط میں واقع ہے

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ آج رات میرے رب کی طرف سے

حدیث (۲۱۷۷) حدثنا اسحق بن ابراهيم الخ

عن عمرؓ عن النبی ﷺ قال اللیلۃ اتانی ات من ربی

وهو بالعقيق ان صل في هذا الوادي المبارك  
وقل عمرة في حجة ...  
ایک آنے والا آیا جب کہ آپ عقیق میں تھے کہ اس وادی  
مبارک میں نماز پڑھو۔ اور فرمایا عمرہ حج میں داخل ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ احیاء موات کے باب کے بعد اس روایت کا لانا شاید اس پر تنبیہ کرنا ہے کہ احیاء کا اعتبار  
اس وقت ہو گا جب اس زمین کی رفاہ عام کے لئے ضرورت نہ ہو۔ چونکہ اس وادی میں آنحضرت ﷺ اترے اور آپ کی اتباع میں دوسرے  
حضرات نے بھی نزول کیا۔ تو یہ ضرورت کی دلیل ہے۔ ایسی زمین کا احیاء ممکن نہیں۔ کیونکہ اس سے عامۃ المسلمین کو نقصان ہو گا۔ اور  
عوام صاحب استحقاق ہیں اور آپ کا ارشاد ہے فقی غیر حق مسلم اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس روایت کو اس لئے لائے ہوں کہ آنجناب  
نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کے اس جگہ نزول کرنے سے استدلال کرنا ہے کہ ایسی زمین کا آباد کرنا جائز ہے۔ تو جب ایک شخص آباد کر لے تو  
دوسرے کو مداخلت نہیں کرنی چاہیے جیسے کسی نے خیمہ گاڑ لیا تو سبقت کی وجہ سے اس کا خیمہ نہیں اکھیرنا چاہیے۔ تو روایت سے حکم کا ثبوت  
قیاساً ہو گا۔ پہلی صورت میں ثبوت حکم نصاً تھا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علامہ عینیؒ نے حضرت ابو موسیٰؓ کی روایت ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰؓ  
کی سفارش پر زمین جاگیر کے طور پر عنایت فرمائی۔ یہ نہیں کہ اس سے کہا تم ویسے ہی قبضہ کر لو اجازت کی کیا ضرورت ہے۔ تو معلوم ہوا  
اذن امام ضروری ہے۔

باب۔ یہ باب بلا ترجمہ پہلے باب سے بطور فصل کے ہے۔ اور امام طحطاویؒ کی غرض حدیث ابن عمرؓ اور حدیث عمرؓ سے یہ معلوم  
ہوئی ہے کہ للہاء مبارکہ آنحضرت ﷺ کی معرس بنی کہ آخرات میں آپؐ نے اس جگہ قیام فرمایا تو عامۃ الناس کا اس سے تعلق ہو گیا  
اب کوئی شخص احیاء کے ذریعہ اس کا مالک نہیں بن سکتا۔ چنانچہ ذی الحلیفہ ایسا مقام ہے جہاں لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ دوسرے وہ  
میقات بھی ہیں تو اس کے آباد کرنے سے کوئی شخص مالک نہیں ہو سکے گا۔

باب اذا قال رب الارض اقربك ما اقربك الله  
ولم يذكر اجلا معلوما فيها على تراضيهما۔  
ترجمہ۔ زمین کا مالک یہ کہے کہ میں تجھے اس وقت تک  
ٹھہرنے دوں گا جب تک اللہ تعالیٰ تجھے ٹھہرائے گا اور کسی مدت  
کا ذکر نہ کرے۔ تو اس کی تعین فریقین کی رضامندی پر ہوگی۔

حدیث (۲۱۷۸) احمد بن المقدام الخ  
عن ابن عمرؓ قال كان رسول الله ﷺ وبسند آخر  
عن ابن عمرؓ ان عمر بن الخطابؓ اجلى اليهود  
ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت  
عمر بن الخطابؓ نے یہود اور نصاریٰ کو حجاز کی اراضی سے نکال دیا  
اور جناب نبی اکرم ﷺ نے جب خیبر پر غلبہ حاصل کیا تو یہود کو

وَالنَّصْرَى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
لَمَاطْهَرٍ عَلَى خَيْبَرَ ارَادَ اخْرَاجَ الْيَهُودَ مِنْهَا وَكَانَتْ  
الْأَرْضُ حِينَ ظَهَرَ عَلَيْهِ اللَّهُ وَلِرَسُولِهِ ﷺ  
وَلِلْمُسْلِمِينَ وَارَادَ اخْرَاجَ الْيَهُودَ مِنْهَا فَسَأَلَ  
الْيَهُودَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَقْرَهُمْ بِهَا أَنْ يَكْفُوا  
عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ نَقَرَكُمْ بِهَا عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا فَقَرُوا بِهَا حَتَّى  
أَجْلَاهُمْ عُمَرُ إِلَى تِيْمَاءَ وَارِيْحَاءَ ....

وہاں سے نکالنے کا ارادہ فرمایا اور جو علاقہ مفتوح ہو جاتا تھا وہ اللہ  
اس کے رسول اور مسلمانوں کی ملکیت ہو جاتا تھا۔ تو آپ نے  
حسب دستور یہود کو خیبر سے نکالنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو یہود  
خیبر نے آپ سے درخواست کی کہ ہمیں خیبر میں اس شرط پر  
رہنے دیا جائے کہ خیبر کی اراضی میں خرچہ اور عمل کے ضامن  
ہم ہوں گے اور آپ لوگوں کو اس کا آدھا بھل دیں گے اور جناب  
رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ہم تم لوگوں کو اس جگہ پر  
اس وقت تک اس شرط پر رہنے دیں گے جب تک ہماری مرضی  
ہوگی۔ چنانچہ وہ یہود خیبر میں رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ  
نے اپنے دور میں ان کو تیماء اور اریحہ مقامات کی طرف نکال دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى اکثر آیات اور احادیث میں یہود کا ذکر زیادہ ہوتا ہے۔ اور نصاریٰ کا کم۔ ایک

وجہ تو یہ ہے کہ یہود کی کثرت تھی نصاریٰ کی قلت۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہود کا خبث باطن ان کو شقاق نفاق اور ردی اخلاق پر آمادہ کرتا تھا  
جس سے فساد برپا ہوتا۔ ان کی نسبت نصاریٰ سے نقصان کم تھا۔ لتجدن اشد الناس عداوة للذين آمنوا اليهود والذين اشرکوا  
الخ امام بخاری نے جو ترجمہ باندھا ہے ولم يذكر اجلا معلوماً صاحب فیض الباریؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ پر اہل خیبر کے ساتھ معاملہ  
کی ابھی تک وضاحت نہیں ہوئی۔ اس لئے کبھی تو اسے اجارہ پر محمول کرتے ہیں اور کبھی مزارعہ پر۔ حالانکہ یہ دونوں تب صحیح ہو سکتے ہیں  
جب اراضی خیبر آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کی ملکیت ہوں۔ لیکن جب یہ اراضی خود یہود کا ملک ٹھہریں تو پھر نہ اجارہ بن سکتا ہے اور نہ ہی  
مزارعہ اس وقت صرف خراج مقاسمہ ہی ہوگا۔ جس پر بہت تفریعات متفرع ہوں گی جس پر مدت کو مبمم رکھنا کسی طرح ٹھیک نہیں  
ہو سکتا اس طرح اجارہ اور مزارعہ کی صورت میں بھی ایہام اجل صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ مزارعہ اور جھگڑے کا باعث بنے گا خراج مقاسمہ  
تو جمالت عمل کے باوجود بھی صحیح ہے۔ کیونکہ یہ امام اور رعایا کے درمیان معاملہ ہے جھگڑے کا کوئی خوف و خطرہ نہیں ہے۔ امام اس کا  
تدارک کر سکتا ہے۔ اگر اشکال ہو کہ روایت ابن عمرؓ وغیرہ میں مدت معلومہ پر نص نہیں تو اختلاف اجل معلوم کی شرط کیوں لگات ہیں  
جواب یہ ہے کہ اجارہ مجملہ کے فساد پر امت کا اجماع ہے۔ اقرکم ما اقره الله سے فساد عقہ تو لازم نہیں آتا البتہ دوسرا کوئی ایسا عقہ نہیں  
کر سکتا اس لئے کہ وحی بند ہے احکام ثابت ہو چکے ہیں۔ اب اقرکم سے ایک سال کا اجارہ تو ثابت ہو جائے گا۔ پھر مالک کی رضامندی سے  
دوسرے سال کا بھی ہلم جر۔ علی تراضیہما لیکن یہ تراضی وہ طہال میں معتبر نہیں ہوگی کیونکہ اس صورت میں مالک کو نقصان پہنچانا  
بے لہذا اسال گذرنے کے بعد دوسری تراخی کا اعتبار ہوگا۔ تیماء اور اریحہ اشام کے قریب دوشہ ہیں۔

ترجمہ۔ باب اس بارے میں جناب نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کا شکاری اور پھلوں میں بلا معاوضہ ایک دوسرے سے ہمدردی کرتے تھے۔

ترجمہ۔ حضرت ظہیر فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ایک ایسے معاملہ سے منع فرمادیا جو ہمارے لئے آسان تھا میں نے کہا جو کچھ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہی حق ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے بلوا کر پوچھا کہ تم اپنی کھیتی کے ساتھ کیا کرتے ہو میں نے کہا کہ ہم ان کو اجرت پر دیتے ہیں نہری پیداوار پر اور کھجور اور جو کے وزن پر۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو یا تو ان زمینوں کو خود کاشت کرو یا مفت کاشت کراؤ۔ یا ایسے ہی اپنے پاس روک رکھو حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اطاعت کریں گے۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ صحابہ کرامؓ اراضی کو تہائی اور آدھی پر کاشت کرتے تھے۔ جس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص زمین کا مالک ہو پس یا تو وہ خود کاشت کرے یا اسے کسی مسلمان کو عطیہ کے طور پر دے دے۔ اگر یہ نہ کر سکے تو اپنی زمین کو روک رکھے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی زمین ہو تو وہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو عطیہ کر دے اگر اس سے انکار کرے تو اپنی زمین کو روک رکھے۔

ترجمہ۔ عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ہزارہ کا ذکر حضرت طاؤسؓ سے کیا

باب ما کان من اصحاب النبی ﷺ یواسی بعضهم بعضاً فی الزراعة والثمرة

حدیث (۲۱۷۹) حدثنا محمد بن مقاتل الخ سمعت رافع بن خدیج بن رافع عن عمہ ظہیر بن رافع قال ظہیر لقد نہانا رسول اللہ ﷺ عن امر کان بنا رافقاً قلت ما قال رسول اللہ ﷺ فہو حق قال دعانی رسول اللہ ﷺ قال ماتصنعون بمحافلکم قلت نؤاجرہا علی الربع وعلی الاوسط من التمر والشعیر قال لا تفعلوا الزرعوا او ازرعوها او امسکوها قال رافع سمعا وطاعة .....

حدیث (۲۱۸۰) حدثنا عبید اللہ بن موسی الخ عن جابر قال کانوا یزرعونہا بالثلث والربع والنصف فقال النبی ﷺ من کانت لہ ارض فلیزرعہا اولیمتعہا فان لم یفعل فلیمسک ارضہ .....

حدیث (۲۱۸۱) قال الربع بن نافع ابوتوبہ الخ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من کانت لہ ارض فلیزرعہا اولیمنحہا اخاہ فان ابی فلیمسک ارضہ .....

حدیث (۲۱۸۲) حدثنا قینصۃ بن عمرو قال ذکر تہ

لطاؤس فقللا يزور قال ابن عباسؓ ان النبي ﷺ لم ينه عنه ولكن قال ان يمنح احدكم اخاه خيره من ان ياخذ شيئاً معلوماً.....

تو انہوں نے فرمایا کہ کسی دوسرے سے مفت میں کاشت کرائے ابن عباسؓ نے فرمایا بے شک جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا البتہ یہ فرمایا ہے کہ اپنے بھائی کو عطیہ کے طور پر دے دینا بہتر ہے۔ اس سے کہ اس پر کوئی معلوم اجرت لو۔

حدیث (۲۱۸۳) حدثنا سليمان بن حرب الخ عن نافع ان ابن عمرؓ كان يكرى مزارعه على عهد النبي ﷺ وابي بكرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وصدرًا من اماره معاويةؓ ثم حدث عن رافع بن خديج ان النبي ﷺ نهى عن كراء المزارع فذهب ابن عمرؓ الى رافع فذهبت معه فساله فقال نهى النبي ﷺ عن كراء المزارع فقال ابن عمرؓ قد علمت انا كنا نكرى مزارعنا على عهد رسول الله ﷺ بما على الاربعاء وبشي من التبن.....

ترجمہ۔ حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اپنی قابل کاشت اراضی کو کرایہ پر دیا کرتے تھے۔ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے دور میں اور حضرت امیر معاویہؓ کی امارت کے ابتدائی دور میں بھی۔ پھر حضرت رافع بن خدیجؓ سے حدیث بیان کی جانے لگی۔ کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اراضی کے کرایہ (اجرت) پر دینے سے منع فرمایا تو حضرت ابن عمرؓ خود چل کر حضرت رافعؓ کے پاس گئے۔ اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا پس انہوں نے آپ سے پوچھا جس پر انہوں نے فرمایا کہ واقعی جناب نبی اکرم ﷺ نے اراضی کو اجرت پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ تمہیں علم ہے کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں اپنی زمینوں کو اجرت پر دیتے تھے جو کچھ پیداوار نہروں پر ہوتی تھی اس کے بدلے اور کچھ تھوڑا بھوسہ کے بدلے۔

حدیث (۲۱۸۴) حدثنا يحيى بن بكير الخ ان عبد الله بن عمرؓ قال كنت اعلم في عهد رسول الله ﷺ ان الارض تكرى ثم خشي عبد الله ان يكون النبي ﷺ قد احدث في ذلك شيئاً لم يكمل يعلمه فترك كراء الارض.....

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے وہ یہ ہے زمین کو کرایہ پر دیا جاسکتا ہے۔ پھر حضرت عبد اللہؓ کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں جناب نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں کوئی نیا حکم نہ دے دیا ہو جس کا ان کو علم نہ ہو سکا ہو۔ اس لئے انہوں نے زمین کو کرایہ پر دینا چھوڑ دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فقال ابن عمرؓ قد علمت الخ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے جو صورت ذکر فرمائی ہے وہ فاسدہ ہے

جائز نہیں ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت رافعؓ نے بھی نبی سے عموم مراد نہیں لیا کہ مزارعت کی سب صورتوں کو شامل ہو۔ بلکہ نبی سے وہ صورت مراد ہے جس میں مفاسد ہوں اور ممکن ہے کہ حضرت رافعؓ نے اپنے فہم اور قرینہ کے مطابق نبی سے عموم مراد لیا ہو اور اسی سے ابن عمرؓ نے عموم سمجھ لیا ہو۔ کیونکہ حضرت رافعؓ نے نبی میں جو صورتیں ذکر کی ہیں ان میں سے بعض وہ مختص بالنبی ہیں لیکن ابن عمرؓ نے ان صورتوں میں فرق نہیں کیا۔ اور نبی کو عموم پر محمول کر لیا۔ یا تمام صورتوں کو انہوں نے احتیاطاً چھوڑ دیا۔ کیونکہ بعض روایات کے الفاظ عموم پر دلالت کرتے ہیں۔ اگرچہ عموم مراد نہیں ہے۔ لیکن اگر امام صاحبؒ نے ابن عمرؓ کی روایت پر احتیاطاً عمل کرتے ہوئے مزارعت کو ناجائز کہا ہو تو ان پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ ورنہ ابن عمرؓ پر اعتراض ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فان لم يفعل فلم یسکھ ارضه اگر اشکال ہو کہ زمین کو بغیر زراعت کے چھوڑ دینا اضاعت مال ہے جو ممنوع ہے۔ تو کہا جائے گا کہ زمین کی منفعت معطل نہیں ہوتی۔ گھاس۔ لکڑی وغیرہ سے منفعت حاصل کی جاسکتی ہے۔ اگر لور کوئی فائدہ بھی نہ ہو تو اس سے زمین کی اصلاح ہوگی۔ تاکہ اگلے سال کام دے سکے۔ لیکن یہ توجیہات اس وقت ہیں جب نبی عام ہو اگر کراہ کی خاص صورت پیداوار کی لی جائے جب کہ وہ غیر معلوم ہو تو پھر تعطیل الانتفاع نفع کو معطل کرنا لازم نہیں آتا۔ بلکہ نقدی پر اجارہ ہو سکتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ماکان اصحاب رسول اللہ ﷺ یواسی بعضهم بعضا الخ امام حکاریؒ نے ان روایات کے محل کی طرف اشارہ کیا ہے جو اس باب میں ذکر کی گئی ہیں۔ کہ بعض سے جواز مزارعت معلوم ہوتا ہے اور بعض سے ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ تو اشارہ فرمایا کہ جب روایات سے نہی مزارعت بالا جبر معلوم ہوتی ہے وہ زہد کی تعلیم کے لئے ہے۔ اور لوگوں سے ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے۔ یہ نبی تحریم کی نہیں ہے۔

امسکوھا سے زمین کے مصالح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ کیونکہ اس طرح جانوروں کے لئے چارہ کا انتظام وافر مقدار میں ہوگا زمین میں نمو اور قوت بڑھے گی۔ ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوگا کہ جب خود کاشت نہیں کرتے تو دوسرے کو زراعت کا موقع ملے گا یہ مواساة ہے۔ اور بغیر اجر کے مزارعت سے ایک مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچے گا۔ اس طرح حدیث کو ترجمۃ الباب سے مطابقت ہو جائے گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت ابن عمرؓ نے خلافت علیؓ کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے کہ حضرت علیؓ و قویہ اختلاف کی وجہ سے انہوں نے ان سے بیعت نہیں کی تھی۔ کیونکہ ان کی رائے تھی جس شخص کی خلافت پر مسلمان متفق نہ ہوں اس کی بیعت نہ کی جائے۔ نیز ابن عمرؓ نے ابن الزبیرؓ کی اور عبد الملک بن مروان کی بیعت نہیں کی تھی جب کہ ان کی خلافتوں میں اختلاف تھا بعد ازاں یزید بن معاویہؓ کی بیعت کی اور عبد اللہ بن زبیرؓ کی وفات کے بعد عبد الملک بن مروان کی بیعت کر لی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ابن عمرؓ نے دور خلافت علیؓ میں اپنی زمین کرایہ پر نہ دی ہو اس لئے اس کا ذکر نہیں کیا۔ یہ توجیہ پہلی توجیہ سے بہتر ہے۔

باب کراء الارض بالذهب والفضة وقال  
ابن عباس "ان امثل ما انتم صائغون ان  
تستاجر والارض البيضاء من السنة الى السنة

حدیث (۲۱۸۵) حدثنا عمرو بن خالد  
البحر عن رافع بن خديج "حدثني عمامتي انهم  
كانوا يکرون الارض على عهد النبي ﷺ بما  
ينبت على الاربعاء او شئ يستثنيه صاحب الارض  
فنهى النبي ﷺ عن ذلك فقلت لرافع فكيف  
هي بالدينار والدرهم فقال رافع ليس بها باس  
بدينار والدرهم وكان الذي نهى عن ذلك مالو  
نظرفيه ذوالفهم بالحلال والحرام لم يجزوه  
لما فيه من المخاطرة قال ابو عبد الله من ههنا  
قول الليث وكان الذي نهى عن ذلك .....

ترجمہ - زمین کو نقد اجرت پر دینا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ  
بہتر صورت جو تم لوگ کرنے والے ہو وہ یہ ہے کہ سفید زمین  
کی ایک سال سے دوسرے سال تک نقدی پر مستاجری کرو

ترجمہ - حضرت رافع بن خدیجؓ سے مروی ہے کہ  
مجھے اپنے چچاؤں نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ وہ لوگ جناب  
رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں زمین کو کرایہ پر اس شرط پر دیتے  
تھے کہ جو چھوٹی چھوٹی نہر کے پاس کی پیداوار ہوگی یا جس چیز کو  
زمین کا مالک مستثنیٰ کر لیتا تھا اس پر اجارہ ہوتا تھا۔ جس سے ہم کو  
جناب نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا۔ پس میں نے حضرت رافعؓ  
سے پوچھا کہ اگر پیداوار کی جائے دینار اور درہم یعنی نقدی پر  
مزارعت ہو تو وہ کیسے ہے تو حضرت رافعؓ نے فرمایا دینار درہم  
کے ساتھ مزارعت میں کوئی حرج نہیں ہے امام بخاریؒ فرماتے  
ہیں کہ لیث کا قول یہ ہے کہ جن لوگوں کو حلال و حرام سمجھنے میں  
اور اک ہے۔ اگر وہ لوگ غور کریں تو مزارعت کی اجازت نہ  
دیں کیونکہ اس میں ہلاکت کا خطرہ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - کان الذی نہی عن ذلك اس سے مقصد یہ ہے کہ مزارعت وہ ممنوع ہے جس میں قمار اور  
جواہریات اگرچہ کسی نص سے ثابت نہیں لیکن اہل فہم اپنے فہم سے اس کی حرمت کا ادراک کر سکتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - لیس بہا باس سے راوی نے خود تخصیص فرمادی معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی نئی عام نہیں ہے  
المخاطرة کے معنی شراخؒ نے اشراف علی ہلاک کے کئے ہیں۔ جس کی تفسیر شیخ گنگوہیؒ نے قمار سے کی ہے۔ کیونکہ  
جوئے میں بھی یہی ہوتا ہے۔ غنم یا غرم یعنی نفع یا چٹی۔ اس لئے قطلانیؒ فرماتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک کراء الارض کی نہی  
اسی پر محمول ہے کہ جس میں دھوکہ اور جہالت ہو۔ مطلقاً مزارعت کی ممانعت نہیں جو بالذهب والفضة ہو۔

وكان الذی یہ کس کا مقولہ ہے جب کہ قال ابو عبد الله امام بخاریؒ نے فرمادیا کہ کلام الليث میں سے ہے۔

## باب

حدیث (۲۱۸۶) حدثنا محمد بن سنان الخ  
عن ابی ہریرۃ ان النبی ﷺ کان يوماً یحدث  
وعنده رجل من اهل البادية ان رجلاً من اهل  
الجنة استاذن ربہ فی الذرع فقال له الست فیما  
شتت قال بلی ولكنی احب ان ازرع قال فبذر  
فبادر الطرف نباتہ واستواؤہ واستحصارہ فكان  
امثال الجبال فیقول اللہ دونک یا ابن ادم فانه  
لا یشبعک شیئ فقال الاعرابی واللہ لاتجدہ الا  
قریشاً او انصارياً فانہم اصحاب زرع وامنحن  
فلسنا باصحاب زرع فضحك النبی ﷺ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب  
نبی اکرم ﷺ ایک دن باتیں کر رہے تھے کہ آپؐ کے پاس ایک  
دیسائی آدمی بیٹھا تھا۔ کہ ایک جنتی آدمی اللہ تعالیٰ سے کھیتی باڑی  
کرنے کے لئے اجازت طلب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے  
فرمائیں گے کیا تو من پسند چیزوں میں نہیں ہے۔ اس نے کہا  
کیوں نہیں لیکن میں کاشت کرنا پسند کرتا ہوں۔ فرمایا پس وہ بیج  
ڈالے گا پس آنکھ جھپکنے میں جلدی اس کا آگنا شروع ہو گا۔ پھر  
اس کا سیدھا ہونا اور کانٹے کے قابل ہونا ہو گا۔ کہ اس کی بایں  
پھاڑوں کی طرح ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے آدم  
کے بیٹے لے۔ اس لئے کہ کوئی چیز تیرا پیٹ نہیں بھرے گی  
پس دیسائی نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہو نہ ہو وہ قریشی یا انصاری ہو گا  
کیونکہ یہی لوگ کھیتی باڑی والے ہیں۔ لیکن ہم لوگ تو کھیتی والے نہیں ہیں۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ ہنس پڑے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لاتجدہ الا قریشیا الخ یہ بات اس نے اپنے علم کے مطابق کہی۔ ورنہ اس کو معلوم نہیں کہ  
ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ الا قریشیا او انصاریا اس کے کہنے کا سبب یہ ہے کہ انصار مدینہ تو اصحاب زرع تھے ہی  
مہاجرین مزارعت کے طور پر ان کے ساتھ مشغول رہتے تھے۔ ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس باب کے انعقاد سے اس پر  
تنبیہ فرمائی کہ کراء الارض سے جو نئی واقع ہے وہ تہذیبی ہے۔ نئی تحریم نہیں ہے۔ اس لئے کہ عادت یہ ہے کہ انسان اس چیز پر حرص  
کرتا ہے جس سے ہمیشہ کے لئے نفع حاصل کرے۔ اور اس جنتی کا مزارعت پر حرص کرنا حتیٰ کہ جنت میں بھی باقی رہا تو یہ اس بات کی دلیل  
ہے کہ اس کی موت اسی پر واقع ہوئی۔ اگر وہ کراء الارض کی حرمت کا اعتقاد رکھتا تو اپنے آپ کو اس پر حرص کرنے سے روکتا یہاں تک کہ  
اس کے ذہن میں اتنی مقدار نہ رہتی۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ مزارعت کی فضیلت پر تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جنت میں بھی ہوگی  
کراء الارض سے اس حدیث کا کوئی تعلق نہیں ہے۔



## باب ماجاء فی الغرس

ترجمہ۔ باب ان فضا کل کے بارے میں جو درخت لگانے کے بارے میں وارد ہوئے ہیں۔

حدیث (۲۱۸۷) حدثنا قتیبہ بن سعید الخ  
عن سهل بن سعد انه قال انا كنا لتفرح بيوم  
الجمعة كانت لنا عجوز تاخذ من اصول سلق لنا  
كنا نغرسه في اربعائنا فتجعله في قدر لها فتجعل  
فيه حبات من شعير لا علم الا انه قال ليس فيه  
شحم ولا ورك فاذا صلينا الجمعة زرناها فقربت  
اليها فكنا نفرح بيوم الجمعة من اجل ذلك  
وما كنا نتغدى ولا نقيّل الا بعد الجمعة .....

ترجمہ۔ حضرت سهل بن سعد فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن خوش ہوتے تھے کہ ہماری ایک بوڑھیا تھیں جو ہمارے لئے چند روٹی کی جڑیں لے کر جن کو ہم اپنی چھوٹی چھوٹی نہروں پر لگایا کرتے تھے وہ ان کو اپنی ہڈیاں میں ڈال دیتی تھی اور اس میں جو کے کچھ دانے ڈال دیتی۔ مجھے اس کا علم نہیں کہ اس نے کہا کہ اس میں نہ چرلی ہوتی تھی اور نہ ہی گوشت کی چکنائٹ ہوتی تھی پس جب ہم اس سے ملنے جاتے تو اس مغلوبہ کو ہمارے قریب کر دیتیں۔ پس اس وجہ سے ہم جمعہ کے دن خوش ہوتے تھے اور ہم ناشتہ اور قیلولہ جمعہ کے بعد ہی کرتے تھے۔

حدیث (۲۱۸۸) حدثنا موسى بن اسمعيل الخ  
عن ابي هريرة قال يقولون ان ابا هريرة يكثر  
الحديث والله الموعود ويقولون ما للمهاجرين  
والانصار لا يحدثون مثل احاديثه وان اخوتي  
من المهاجرين كان يشغلهم الصفق بالاسواق  
وان اخوتي من الانصار كان يشغلهم عمل  
اموالهم وكنت امرأ مسكينا لزم رسول الله ﷺ  
على ملأ بطني فاحضر حين يغيبون واعى حين  
ينسون وقال النبي ﷺ يوماً لن يسط احد منكم  
ثوبه حتى اقضى مقاتلي هذه ثم يجمعه الى صدره  
فلا ينسى من مقاتلي شيئاً ابداً فبسطت نمرة ليس

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ حدیث بہت بیان کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی خیر و شر کا وعدہ دینے والے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار کو کیا ہو گیا کہ وہ ابو ہریرہؓ کی حدیثوں کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے۔ حالانکہ میرے مہاجر بھائی بازاروں کے کاروبار ان کو مشغول رکھتے تھے اور میرے انصار بھائیوں کو ان کا مال و مویشی کا عمل مشغول رکھتا تھا۔ میں ایک غریب آدمی تھا جو صرف پیٹ پرانی جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹا رہتا تھا۔ پس جب وہ غائب ہوتے تھے میں حاضر ہوتا تھا اور جب وہ بھول جاتے تھے میں یاد رکھتا تھا۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ جس شخص نے تم میں سے آج کے دن اپنا کپڑا پھیلا یا یہاں تک کہ جب میں اپنی اس گفتگو کو ختم کروں پھر وہ اس کو اپنے سینے سے

علی ثوب غیر ہا حتی قضی النبی ﷺ مقالہ ثم  
جمعتها الی صدری فوالذی بعثہ بالحق مانسیت  
من مقالہ تلك الی یومی هذا واللہ لولا ابتان فی  
کتاب اللہ ما حدثکم شیئاً ابدلنا الذین یکتُمون  
ما انزلنا من البینت الی قولہ الرحیم .....  
اور اللہ کی قسم! اگر کتاب اللہ میں یہ دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں تمہیں کبھی کوئی چیز بیان نہ کرتا۔ ترجمہ آیت بے شک جو لوگ ان واضح آیات  
وہایت کو چھپاتے ہیں جن کو ہم نے اتارا ہے الخ۔ الرحیم تک۔

لگالے تو میری گفتگو کی کوئی چیز کبھی اسے نہیں بھولے گی۔ پس  
میں نے اپنی لونی چادر جس کے سوا میرے بدن پر اور کوئی کپڑا  
نہیں تھا اس کا کچھ حصہ میں نے پھیلا دیا۔ حتیٰ کہ جب نبی اکرم  
ﷺ نے اپنی گفتگو کو پورا کر لیا تو میں نے اس کو اپنے سینے سے لگا  
لیا۔ پس اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے  
میں آنحضرت کی اس گفتگو سے کسی چیز کو نہیں بھولا  
اور اللہ کی قسم! اگر کتاب اللہ میں یہ دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں تمہیں کبھی کوئی چیز بیان نہ کرتا۔ ترجمہ آیت بے شک جو لوگ ان واضح آیات  
وہایت کو چھپاتے ہیں جن کو ہم نے اتارا ہے الخ۔ الرحیم تک۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ نتقدی اس میں اس کھانے کے لذیذ ہونے کی وجہ کی طرف اشارہ ہے کہ بھوک اور فاقہ کی  
وجہ سے ایسے کھانے کو لذیذ سمجھتے اور اس پر خوش ہوتے تھے۔

وعمل اموالہم یہ موضع ترجمہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ اس عمل زراعت میں مشغول رہتے تھے  
جس سے اس کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔ اور آنجناب ﷺ کی تقریر سے اس کا جواز بھی معلوم ہوا۔  
ولولا ابتان یہاں سے حضرت ابو ہریرہؓ کی تحدیث پر اپنے حرص کا عذر بیان کرتے ہیں۔ باوجودیکہ لوگ اس بارے میں ان پر  
اعتراض کرتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علی السغب والفاقہ سے شیخ گنگوہیؒ نے اس وہم کا دفع کیا جو ظاہر اللفظ صحابہ کرامؓ کے  
حرص علی الطعام پر دلالت کرتا ہے۔ تو دفع وہم کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خوشی ان کے احتیاج کی وجہ سے تھی اجاز الشیخ۔  
عمل اموالہم حافظ فرماتے ہیں کہ اس عمل سے مراد شغل بالاراضی بالزراعت والغرس ہے۔

اللہ الموعد علامہ یحییٰؒ فرماتے ہیں کہ الموعد یا تو مصدر مسمیٰ ہے یا اسم زمان ہے یا اسم مکان ہے بہر صورت اس کا حمل لفظ  
جلالت پر صحیح نہیں ہے۔ تو عبارت کو مقدر ماننا پڑے گا۔ مصدر کی صورت میں الواعد کے معنی ہوں گے اور مصدر مبالغہ کے لئے ہو گا۔  
الواعد فی فعلہ بالخیر والشر۔ اور اسم زمان کی صورت میں وعند اللہ الموعد یوم القیامہ۔ اور اسم مکان کی صورت میں وعند اللہ  
الموعد یوم القیامہ اور اسم مکان کی صورت میں عند اللہ موعدنی الخ بہر صورت معنی ہوں گے اللہ تعالیٰ بحاسبنی ان تعیدت کذبا  
یعنی اگر میں جان بوجہ کر جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ میرے سے حساب لے گا اور ان لوگوں سے بھی حساب لے گا جو میرے ساتھ برائیاں رکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کتاب المساقاة

ترجمہ۔ پانی بیچنے پر معاملہ کرنا

ترجمہ۔ مساقات کے شرعی معنی ہیں پھلدار درختوں اور انگوروں کو کسی ایسے شخص کے سپرد کرنا جو ان کی دیکھ بھال اس شرط پر کرے کہ اس کے پھلوں میں سے کوئی مقرر حصہ اسے ملے گا۔ اہل مدینہ کی لغات مختصہ ہیں۔ مثلاً مساقات کو معاملہ مزارعہ کو مضاہرہ اور اجارہ کو بیع مضارہ کو مقارضہ اور صلوة کو سجدہ کہتے ہیں۔ شرب کے معنی پانی کا حصہ۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ترجمہ کہ ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بتلاؤ! جس پانی کو تم پیتے ہو کیا تم نے اس کو بادل سے اتارا۔ یا ہم اتارنے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا دیاں۔ پس کیوں نہیں

باب فی الشرب وقوله تعالى وجعلنا

من الماء كل شيء حي افلا يؤمنون وقوله افراء يتم الماء الذي تشربون وانتم انزلتموه من المزن ام نحن المنزلون لو نشاء جعلناه اجاجاً فلو لا تشكرون ومن رای صدقة الماء وهبته ووصيته جائزة مقسوماً كان او غير مقسوم ثجاجاً منصبا المزن السحاب الاجاج المتر فراتا عذاباً وقال عثمان قال النبی ﷺ من يشتري بئر رومة فيكون دلوه فيها كدلاء المسلمين فاشترها عثمان رضي الله عنه

شکر ادا کرتے اور اس شخص کے بارے میں جو پانی کا صدقہ کرے یا اس کو بیہ کرے۔ اور اس کی وصیت بھی جائز ہے۔ خواہ وہ پانی منقسم تقسیم شدہ ہو یا نہ ہو۔ سورہ نباء میں ہے ثجاجاً اور پلٹا ہو پانی۔ مزن کے معنی بادل کے۔ اجاج کے معنی کڑوے کے اور فرات کے معنی ٹیٹھے پانی کے ہیں۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بیئر رومہ خرید کر کے وقف کر دیا کہ اس کا ڈول دوسرے مسلمانوں کے ڈول کی طرح ہو۔ یا اس کا حصہ بھی دوسرے مسلمانوں کی حصہ کی طرف ہو یعنی وقف ہو تو اس کیلئے جنت ہے

تو حضرت عثمانؓ نے اسے پینتیس ۳۵ ہزار درہم پر خرید کر وقف کر دیا اور حضرت عثمانؓ کی خرید سے پہلے ہر مشکیزہ پانی کا ایک درہم میں جتنا تھا

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کے پاس پانی کا پیالہ لایا گیا اور آپؐ نے اس سے پی لیا آپؐ کی دائیں جانب قوم کا سب سے چھوٹا بچا تھا اور آپؐ کے بائیں طرف بڑے عمر رسیدہ لوگ تھے تو آپؐ نے فرمایا اے لڑکے کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں یہ پانی کا پیالہ ان شیوخ کو دے دوں اس لڑکے نے کہا کہ حضرت یا رسول اللہ آپ کے پس خوردہ پر میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے وہ اسے دے دیا۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور رسول اللہ ﷺ کیلئے ایک پالتو بھری کا دودھ نکالا گیا جب کہ آپؐ حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں تھے اور اس کے دودھ میں اس کنویں کا پانی ملایا گیا جو حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں تھا۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ کو پیالہ دیا گیا۔ جس سے آپؐ نے پیا حتیٰ کہ جب آپؐ نے اس پیالے کو اپنے منہ مبارک سے الگ فرمایا تو بائیں طرف حضرت ابو بکرؓ تھے اور دائیں طرف ایک دیہاتی تھا حضرت عمرؓ کو ڈر لگا کہ آپؐ دیہاتی کو نہ دے دیں فرمایا یا رسول اللہ حضرت ابو بکرؓ کو دیں جو آپؐ کے پاس بیٹھے ہیں

حدیث (۲۱۸۹) حدثنا سعيد بن ابی مریم عن  
عن سهل بن سعد قال اتى النبى ﷺ بقدر فشرب  
منه وعن يمينه غلام اصغر القوم والاشياخ عن  
يساره فقال يا غلام اتاذن لى اعطيه الاشياخ قال  
ما كنت لاوثر بفضلى منك احدا يا رسول الله  
فاعطاه اياه .....

حدیث (۲۱۹۰) حدثنى انس بن مالك  
انها حلبت لرسول الله ﷺ شاة داجن وهي فى  
دار انس فاعطى رسول الله ﷺ القدح فشرب  
منه حتى اذ انزع القدح من فيه وعلى يساره  
ابوبكر وعن يمينه اعرابي فقال عمر وخاف ان  
يعطيه الاعرابى اعطى ابابكر يا رسول الله عندك  
فاعطاه الاعرابى الذى على يمينه ثم قال الايمن  
فالايمن .....

پس جناب نبی اکرم ﷺ نے وہ اس دیہاتی کو دے دیا جو آپؐ کے دائیں جانب بیٹھا تھا فرمایا دائیں طرف کو اختیار کرو دائیں طرف کو اختیار کرو

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وجعلنا من الماء كل شئى حى الخ غالباً اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے ہر شے پانی سے بنائی ہے کیونکہ وہ تمام چیزوں کا اصل ہے۔ اس لئے آسمانوں اور عناصر ثلاثہ کی پیدائش پانی سے ہے۔ اور حى کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہی موجودین ہی مقصود بالذکر ہیں۔ اگرچہ یہ حکم ان کے ساتھ مختص نہیں ہے۔

یا غلام اتاذن اس سے ترجمہ ثلاث کرنا ہے کہ پانی کا محافظ جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے۔ خواہ بہہ کرے یا کنویں سے

حاصل کرے بہر حال وہ غیر سے تصرف کا زیادہ حق دار ہے۔ جیسے مشترک پانی کا بہرہ اور صدقہ جائز ہے اس طرح تقسیم شدہ کا بھی جائز ہے۔

**تشریح از شیخ زکریا**۔ ان بطل فرماتے ہیں کہ جعلنا من الماء کل شیء حی سے وہ حیوانات مراد ہیں جو پانی سے زندہ

رہتے ہیں۔ اور بعض نے ماء سے نطفہ مراد لیا ہے اور بعض نے کل شیع حیاء پڑھا ہے۔ تو اس میں جمادات نباتات بھی داخل ہو جائیں گے ان کی حیوة سے مراد ان کی سبزی مراد ہے جو پانی سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور شیخ کنگوہی نے جو توجیہ بیان کی ہے وہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کے موافق ہے۔ اور فیض الباری میں ان عباسؓ سے روایت ہے کہ ان اللہ تعالیٰ خلق الماء اولائم خلق السموات والارض الخ اور ابن رزین العقیلی نے تو مرفوعاً نقل کیا ہے۔ ان الماء خلق قبل العرش کہ عرش سے پہلے پانی کو پیدا کیا گیا۔ دلالة علی الترجمہ حافظ فرماتے ہیں کہ مصنف نے اس باب سے ان لوگوں پر رد کیا ہے۔ ان الماء لا یملک یعنی پانی کسی کی ملک نہیں ہے ترجمہ کو مشروعیہ قسمۃ الماء سے ثابت کیا۔ اس طرح کہ دائیں طرف والے سے ابتداء بالماء کی گئی جو تقسیم پر دال ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ پانی ملک ہو سکتا ہے۔ البتہ حضرت سل کی حدیث میں پانی کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ کتاب الاشربہ میں لبن یعنی دودھ کے پیالے کا ذکر ہے۔ تو کہا جائے گا کہ حدیث انسؓ میں اس پانی کا ذکر ہے جس میں دودھ ملا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ دودھ اور پانی میں کوئی فرق نہیں۔ تو اس سے الماء لا یملک کہنے والوں کا رد ہو جائے گا۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے

کہ پانی والا پانی کا اس وقت تک حق دار ہے حتیٰ کہ سیراب ہو جائے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ چمے ہوئے پانی کو نہ روکا جائے۔

**باب من قال ان صاحب الماء احق**

**بالماء حتی یروی لقول النبی ﷺ**

**لا یمنع فضل الماء۔**

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چمت پانی نہ روکا جائے تاکہ اس سے سبز گھاس نہ رک جائے۔

حدیث (۲۱۹۱) حدثنا عبد اللہ بن یوسف الخ

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال لا یمنع

فضل الماء لیمنع بہ الکلاء.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چاہو پانی نہ روکو۔ تاکہ اس کے ذریعہ سبز گھاس روکنے کا باعث نہ بن جاوے۔

حدیث (۲۱۹۲) حدثنا یحییٰ بن بکیر الخ

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال لا تمنعوا

فضل الماء لتمنعوا بہ فضل الکلاء...

تشریح از قاسمی۔ منع فضل الماء یہ ترجمہ کی علت ہے کہ فضل ماء تب ہو گا جب کسی کی حاجت سے فارغ ہو۔ جس سے ثابت ہوا کہ عدم الفضل کے وقت وہ پانی کا زیادہ حق دار ہے۔ نیز! حاجت میں حاجت ذاتی۔ اہل و عیال۔ جانور اور کھیتی سب داخل ہیں لیکن یہ اس پانی کے بارے میں ہے جو برتن میں محفوظ نہ ہو۔ اگر برتن میں محفوظ ہے تو پھر مضطر کے علاوہ کسی پر خرچ کرنا واجب نہیں ہے۔

## باب من حفر بئراً فی ملکہ لم یضمن

ترجمہ۔ جس شخص نے کنواں اپنی ملکیت میں  
کھودا تو وہ کسی نقصان کا ذمہ وار نہیں ہے۔

حدیث (۲۱۹۲) حدثنا محمود الخ عن  
ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ المعدن جبار  
والبئر جبار والعجماء جبار وفي الركاز الخمس۔  
ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا کہ کان کے اندر مر جانے والے کا خون معاف ہے  
کنوئیں میں مر جانے والے کا خون معاف ہے اسی طرح کسی جانور  
نے کسی کو مار دیا تو معاف ہے اور خزانہ کے اندر پانچواں حصہ ہے

تشریح از شیخ گنگوہی۔ امام بخاریؒ اس باب کو یہاں پر لائے ہیں کہ جب کنوئیں میں گرنے والے کے خون کا ذمہ دار مالک  
نہیں ہے کیونکہ کنواں اس کے ملک میں ہے۔ تو بچے ہوئے پانی کا بھی مالک خاص ہو گا کیونکہ یہ پانی اس کی کوشش اور اس کے ملک میں حاصل  
ہوا ہے۔ پس جب اس کی حاجت سے زائد نہ ہو تو نہ غیر پر صرف کرنا ضروری ہے اور نہ ہی اس کے ملک میں کوئی مداخلت کرنے کا حق  
رکھتا ہے البتہ جب کوئی مضطر اور مجبور ہو تو پھر ماعون کا خرچ کرنا واجب ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ باب ذکر فرمائی ہے وہ بہتر ہے ورنہ اس باب کا محل کتاب الدیات ہے  
البتہ ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ حدیث مطلق ہے ترجمہ مقید بالملك ہے جو مطلق کی ایک صورت ہے۔ کہ ضمان ساقط ہے کیونکہ جب  
غیر ملک میں کنواں کھودنے سے طریق اولیٰ ساقط ہوگی۔ البتہ جمہور فرق کرتے ہیں کہ ملک میں ضامن نہیں غیر ملک میں ضامن ہوگا۔  
اتمنعوا فضل الباء میں نمی تحریم کے لئے ہے عند المالك ولا وراعی۔ امام شافعیؒ مستحب قرار دیتے ہیں۔ اور احنافؒ کے نزدیک  
اصح یہ ہے کہ جانوروں کے لئے بذل الماء واجب ہے کھیتی کے لئے نہیں ذکر العینی۔

## باب الخصومة فی البئر والقضاء فیہا

ترجمہ۔ کنوئیں کے بارے میں جھگڑا کرنا  
اور اس کے بارے میں فیصلہ کرنا۔

حدیث (۲۱۹۳) حدثنا عبدان الخ عن  
عبدالله عن النبي ﷺ قال من حلف على يمين  
يقطع بها مال امرئ هو عليها فاجر لقي الله وهو  
عليه غضبان فانزل الله تعالى ان الذين يشترون  
بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا الآية فجاء الاشعث  
فقال ما حدثكم ابو عبد الرحمن في انزلت هذه  
الاية كانت لي بئر في ارض ابن عم لي فقال  
شهودك قلت مالي شهود قال فيمينه قلت  
يا رسول الله اذا يحلف فذكر النبي ﷺ هذا  
الحديث فانزل الله ذلك تصديقا له ....

یا رسول اللہ وہ تو اس وقت قسم اٹھائے گا۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث کو ذکر فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت  
نازل فرمائی۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ جناب نبی اکرم ﷺ سے  
روایت کرتے ہیں جس نے کوئی ایسی قسم کھائی کہ جس سے کسی  
مسلمان کا مال دبا نا چاہتا ہو۔ حالانکہ وہ اس قسم میں بالکل جھوٹا ہو  
تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقی ہو گا کہ وہ اس پر غضبناک  
ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ہے شک وہ لوگ جو  
اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں سے تھوڑا مال خریدنا چاہتے ہیں  
الخ تو حضرت اشعث آئے اور کہنے لگے کہ جو کچھ ابو عبد الرحمن  
(یہ ابن مسعود کی کنیت ہے) نے تمہیں حدیث بیان کی ہے۔ تو یہ  
آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میرے چچا زاد بھائی  
کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا حضور انور ﷺ نے میرے سے  
فرمایا کہ گواہ پیش کرو میں نے کہا حضرت میرے پاس گواہ نہیں  
ہیں آپ نے فرمایا پھر اس کی قسم کا اعتبار کرو میں نے کہا  
یا رسول اللہ وہ تو اس وقت قسم اٹھائے گا۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث کو ذکر فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت

ترجمہ۔ باب اس شخص کے گناہ کے بارے میں  
جس نے کسی مسافر راہ گزر سے پانی روکا۔

باب اثم من منع ابن السبيل  
من الماء

حدیث (۲۱۹۴) حدثنا موسى ابن اسمعيل الخ  
سمعت ابا هريرة يقول قال رسول الله ﷺ ثلثة  
لا ينظر الله اليهم يوم القيامة ولا يزيكهم ولهم  
عذاب اليم رجل كان له فضل ماء بالطريق فمنعه  
من ابن السبيل ورجل بايع اماما لا يبايعه الا لدنيا  
فان اعطاه منها رضى وان لم يعطه منها سخط

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن کی طرف قیامت کے دن  
اللہ تعالیٰ نہ ان کی طرف نظر کرم کریں گے اور نہ ہی گناہوں  
سے ان کی پاکی کریں گے بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا  
ایک تو وہ آدمی ہے جس کے پاس راستہ میں فالتو پانی ہو وہ راہ گزر  
مسافر کو نہیں دیتا دوسرا وہ ہے جس نے کسی حاکم سے صرف دنیا  
حاصل کرنے کیلئے بیعت کی اگر وہ اس کو دنیا سے کچھ دے دیتا ہے

تو راضی اگر اس کو اس دنیا سے نہیں دیتا تو وہ اس سے ناراض ہے اور تیسرا وہ آدمی ہے جس نے عصر کے بعد اپنا سامان لگایا اور کہتا ہے کہ اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ یہ مال تو مجھے اتنے اتنے میں پڑا ہے۔ پس دوسرا اس کی بات کو سچا سمجھ لیتا ہے۔ پھر اس آیت کو پڑھا۔ ان الذين يشترون الخ -

ورجل اقام سلعته بعد العصر فقال والله الذي لا اله غيره لقد اعطيت بها كذا وكذا فصدقه رجل ثم قرء هذه الآية ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلاً.....

## باب سكر الانهار

ترجمہ۔ نہری پانی کے روکنے کے بارے میں

حدیث (۲۱۹۵) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ عن عبد الله بن الزبير انه حدثه ان رجلا من الانصار خاصم الزبير عند النبي ﷺ في شراج الحرة التي يسقون بها النخل فقال الانصاري سرح الماء يمر فابى عليه فاخصمنا عند النبي ﷺ فقال رسول الله ﷺ للزبير اسق يا زبير ثم ارسل الماء الي جارك فغضب الانصاري فقال ان كان ابن عمك فتلون وجه رسول الله ﷺ ثم قال اسق يا زبير ثم احبس الماء حتى يرجع الي الجدر فقال الزبير والله اني لاحسب هذه الآية نزلت في ذلك فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم وقال محمد بن العباس قال ابو عبد الله ليس احديثك عن عروة عن عبد الله الا الليث فقط..

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن الزبیرؓ نے حدیث بیان کی کہ انصار کا ایک آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس حضرت زبیرؓ سے مقام حرہ کی ایک غول چھوٹی نہر کے بارے میں جھگڑ پڑا جس سے وہ اپنے کھجور کے باغوں کو سیراب کرتے تھے انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دو چلتا رہے لیکن اس نے انکار کیا تو دونوں آنحضرت نبی اکرم ﷺ کے پاس جھگڑتے رہے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ اے زبیر! اپنی زمین کو پانی پلا کر پھر اپنے پڑوسی کے لئے پانی چھوڑ دو۔ انصاری ناراض ہو کر کہنے لگا کہ یہ فیصلہ آپؐ نے اس لئے کیا کہ وہ آپؐ کا پھوپھی زاد بھائی ہے جس پر آنجناب رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا۔ پھر فرمایا اے زبیر! زمین کو پانی پلاؤ پھر اس وقت تک پانی روکے رکھو یہاں تک کہ دیوار تک چڑھ جائے حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے ترجمہ آیت۔ پس ایسا نہیں ہے قسم تیرے رب کی یہ لوگ اس وقت تک ایمان دار نہیں

ہو سکتے جب تک وہ باہمی اختلاف معاملات میں آپؐ کو فیصلہ اور حاکم نہ بنائیں۔ امام بخاریؒ سند کے بارے میں فرماتے ہیں کہ عروۃ عن عبد اللہ سے سوائے لیث کے اور کوئی ذکر نہیں کرتا۔



**تشریح از شیخ گنگوہیؒ**۔ سکر الانہار اس باب سے امام بخاریؒ پانی کے روکنے کے جواز کو ثابت فرما رہے ہیں اگرچہ ظاہر

اس سے کہ لہذا معلوم ہوتی ہے کیونکہ عوام اس میں شریک ہیں اور یہ پانی اللہ تعالیٰ کے بندوں پر محض اللہ کا فضل ہے۔ تو کسی کو کسی سے رکاوٹ نہ کرنی چاہیے۔ لیکن اس حدیث سے جواز حبس ثابت ہوا۔ البتہ یہ کلام ان نوروں کے بارے میں ہے جو کسی کی مملوک نہ ہوں اور نہ ہی لوگوں کے کھودنے سے چالو ہوئی ہوں۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی دین سے چل رہی ہوں۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ان وادیوں اور نشیبی جگہ کا پانی جس میں کسی کے

عمل کو دخل نہ ہو وہ مباح ہے جو سبقت کر کے لے لے وہ اس کا حق دار ہے۔ اور پانی کی باری والے لوگوں میں سے اوپر والے نیچے والوں سے مقدم ہوں گے۔ وہ باغ کی دیواروں تک پانی چڑھنے کے بعد نیچے والے کے لئے چھوڑ سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ پانی دو طرح کا ہوتا ہے جاری اور ساکن۔ اگر جاری ہو تو دو قسم ہے۔ کہ وہ نہر غیر مملوک میں ہو گا یا مملوک میں۔ نہر غیر مملوک جیسے بڑی بڑی نہریں۔ نیل اور فرات جن میں کوئی مزاحمت نہیں کرتا۔ اس میں تو ہر ایک کو حق ہے۔ جب چاہے جتنا چاہے جیسے چاہے اس سے پانی پی سکتا ہے۔ دوسرے چھوٹی نہر۔ کھال وغیرہ ان کے متعلق حکم ہے۔ اول نہر والے پانی استعمال کر کے نیچے والوں کے لئے چھوڑ دیں۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے

**تشریح از قاسمیؒ**۔ شیخ لمعات میں فرماتے ہیں کہ اس انصاری کا یہ قول یا تو اس وجہ سے تھا کہ وہ منافق تھا جو انصار کے قبیلہ

کا تھا۔ یا غصہ و غضب کی حالت میں اس سے لغزش ہو گئی۔ ای الجدر دیوار کی بنیاد تک جس کی مقدار علماء نے انسان کے ٹخنے تک مقرر فرمائی ہے۔ باقی آپ کا ارشاد اولاً حضرت زبیرؓ سے دستور کے مطابق اور حسن جوار کی بنا پر تھا جب خصم ناراض ہوا تو آپؐ نے فرمایا اپنا پورا حق لے لو۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس انصاری کو کوئی سزا نہیں دی گئی۔ غزوہ بدر گزرے کام لیا گیا۔ حرہ مدینہ میں مشہور مقام ہے۔ اور شراج کمال کو کہتے ہیں۔

ترجمہ۔ نہر کے اوپر والے کیلئے نیچے والے سے پہلے پانی کی باری ہوگی۔

## باب شرب الاعلیٰ قبل الاسفل

ترجمہ۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ کا انصار کے ایک آدمی سے جھگڑا ہو گیا جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے زبیر اپنا باغ پلا کر پھر پانی چھوڑ دو۔ انصاری نے کہا یہ تو اس وجہ سے ہوا کہ وہ آپؐ کا پھوپھی زاد بھائی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا اے زبیر تم یہاں تک پانی پلاؤ کہ وہ دیوار تک پہنچ جائے

حدیث (۲۱۹۶) حدثنا عبدان بن عروہ

قال خاصم الزبیر رجل من الانصار فقال للنبي ﷺ يا زبیر اسق ثم ارسل فقال الانصاری انه ابن عمك فقال عليه السلام اسق يا زبیر ثم يبلغ

الماء الجدر ثم امسك فقال الزبير فاحسب هذه  
الاية نزلت في ذلك فلا وربك لا يؤمنون حتى  
يحكموك فيما شجر بينهم .....

## باب شرب الاعلى الى الكعبين

حدیث (۲۱۹۷) حدثنا محمد بن عروة  
ابن الزبير انه حدثه ان رجلا من الانصار خاصم  
الزبير في شراج من الحرة يسقى بها النخل فقال  
رسول الله ﷺ اسق يا زبير فامر به بالمعروف  
ثم ارسل الى جارك فقال الانصاري ان كان ابن  
عمتك فتلون وجه رسول الله ﷺ ثم قال اسق  
ثم احبس حتى يرجع الماء الى الجدر واستوعى  
له حقه فقال الزبير والله ان هذه الاية انزلت في  
ذلك فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما  
شجر بينهم فقال لي ابن شهاب فقدرت الانصار  
والناس قول النبي ﷺ اسق ثم احبس حتى  
يرجع الى الجدر وكان ذلك الى الكعبين .....

پھر روک لو حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے یہ آیت  
اسی بارے میں نازل ہوئی ہے فلا وربک لا یؤمنون الا یہ ۔

## ترجمہ - ٹخنوں تک اوپر والے کاپانی کا حصہ ہے

ترجمہ - حضرت عروۃ بن الزبیرؓ نے حدیث بیان کی  
کہ انصار کے ایک آدمی کا حضرت زبیرؓ کے ساتھ مقام حرۃ کے  
ایک کھال کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ جس سے وہ نخلستان کو پانی  
پلاتا تھا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے زبیر! پانی پلاؤ اس سے  
آپؐ نے دستور کے مطابق حکم دیا۔ پھر اپنے پڑوسی کی طرف  
چھوڑ دو۔ انصاری نے کہا یہ تو اس وجہ سے ہو کہ حضرت زبیرؓ  
آپؐ کا پھوپھی زاد بھائی ہے جس سے آپؐ کا چہرہ انور متغیر ہو گیا  
پھر آپؐ نے فرمایا پانی پلاؤ۔ تم اس وقت تک روکے رکھو جب تک  
پانی دیوار پر چڑھ جائے اس سے آپؐ نے اسی کے حق کی حفاظت  
فرمائی۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! یہ آیت کریمہ  
اسی بارے میں نازل ہوئی فلا وربک لا یؤمنون الخ لکن شباب  
زہریؒ نے فرمایا کہ انصار اور دوسرے لوگوں نے جناب رسول اللہ  
ﷺ کے اس فرمان اسق ثم احبس حتى يرجع الماء الى الجدر  
کا اندازہ فرمایا کہ مقدار پانی کی دونوں ٹخنوں تک ہونی چاہیے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - فامرہ بالمعروف یعنی جس میں کسی کی مصلحت ہو۔ اگرچہ مسئلہ اس کے خلاف ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - امرہ بالمعروف یعنی پانی کے بارے میں وہ عادت جو فریقین کے درمیان مشہور ہو۔ اور یہ بھی احتمال  
ہے کہ درمیانی راستہ اختیار کیا۔ جس میں پڑوسی کی رعایت ملحوظ تھی۔ جس پر فاسطوی الزبیر حقہ دلالت کرتا ہے۔ قبل ازیں آپؐ نے اپنی  
رائے سے دونوں کا حق بیان فرمایا تھا۔ جب بطور باہمی صلح کے تھا۔ جب انصاری راضی نہ ہوا تو آپؐ نے حضرت زبیرؓ کو ان کا پورا حق عطا فرمایا

تشریح از قاسمی۔ امسک کے معنی امسک الماء کے نہیں بلکہ امسک نفسك عن السقی یعنی پانی پلانے سے اپنے

آپ کو روک دو۔

المی الکعبین یہ محل ترجمہ ہے۔ یعنی جب ان حضرات نے دیکھا کہ دیواروں کا طول و عرض مختلف ہوتا ہے تو جہاں قصہ واقع ہوا ہے اس پر قیاس کر کے ٹخنوں تک کی مقدار مقرر کر دی۔

## باب فضل سقی الماء ترجمہ۔ پانی پلانے کی فضیلت کے بارے میں

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس اثناء میں کہ ایک آدمی چل رہا تھا کہ اس پر پیاس سخت ہو گئی تو وہ ایک کنویں میں اتر اور اس سے پانی پیا۔ پھر جب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپتے ہوئے پیاس کی وجہ سے ترمٹی کھا رہا ہے۔ دل میں کہنے لگا کہ اس کو بھی وہی تکلیف پہنچی ہے جو مجھے پہنچی تھی۔ چنانچہ کنویں میں اتر اور اپنے موزے کو بھرا اور اپنے منہ میں اسے تھمایا پھر اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر دانی کرتے ہوئے اس کی بخشش فرمادی۔ تو صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ!

کیا ہمیں چوپایوں کے بارے میں بھی ثواب ہو گا آپؐ نے فرمایا ہر ترجمہ میں ثواب ہے۔

حدیث (۲۱۹۸) حدثنا عبد اللہ بن یوسف الخ  
عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال بینا رجل  
یمشی فاشتد علیہ العطش فنزل بئراً فشرب منها  
ثم خرج فاذا هو بکلب یلہث یا کل الثری من  
العطش فقال لقد بلغ هذا مثل الذی بلغ بی فملأ  
خفه ثم امسکہ بفیہ ثم رقی فسقی الکلب فشکر  
اللہ فغفر لہ قالوا یا رسول اللہ وان لنا فی البہائم  
اجراً قال فی کل کبدۃ رطبۃ اجر.....

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب نبی اکرم ﷺ نے کسوف کی نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا کہ آگ میرے قریب ہوئی یہاں تک کہ میں نے کہا اے میرے رب حالانکہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ پس اچانک ایک عورت ہے میرا گمان ہے کہ یہ فرمایا کہ ایک بی بی اسے نوح رہی ہے۔ کہنا کہ اس کا کیا حال ہے فرمایا کہ اس عورت نے اس بی بی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے مر گئی۔

حدیث (۲۱۹۹) حدثنا ابن ابی مریم الخ  
عن اسماء بنت ابی بکر ان النبی ﷺ صلی  
صلوۃ الکسوف فقال دنت منی النار حتی قلت  
ای رب وانا معهم فاذا امرأة حسبت انه قال  
تخذشها هرة قال ما شان هذه قالوا حبستها حتی  
ماتت جوعاً.....

حدیث (۲۲۰۰) حدثنا اسمعيل الخ عن

عبدالله بن عمر أن رسول الله ﷺ قال عذبت امرأة في هرة حبستها حتى ماتت جوعا فدخلت فيها النار قال فقال والله اعلم لانت اطعمتها ولاسقيتها حين حبستها ولا انت ارسلتها فاكلت من خشاش الارض .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت بلی کی وجہ سے عذاب دی گئی کہ اس نے اس کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی پس اس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوئی۔ اللہ نے فرمایا حالانکہ اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ نہ تو تو نے اسے کھانا کھلایا اور نہ ہی اسے پانی پلایا۔ جب کہ تو نے اسے روک رکھا تھا اور نہ ہی تو نے اسے چھوڑ دیا کہ وہ زمین کے کیرے کوڑوں میں سے کھا لیتی۔

تشریح از قاسمی۔ پہلی حدیث سے ترجمہ اس طرح ثابت ہوا کہ پیاسے کتے کو پانی پلانے سے اس کی مغفرت ہو گئی

کبدرطبۃ سے حیوة مراد ہے۔ کہ ہر زندہ کے جگر میں ثواب ہے۔ وانا معهم یہ جملہ تعجب کے طور پر ہے کہ وہ میرے قریب کیسے ہو گئے حالانکہ ان میں اور میرے درمیان بہت بعد ہے۔ دوسری روایت میں کہ بلی کے بھوکے لور پیاسے رکھنے کی وجہ سے عورت کو عذاب دیا گیا اگر وہ کھلاتی پلاتی تو عذاب نہ ہوتا تو اس سے سقی الماء کی فضیلت ثابت ہوئی۔

## باب من رای ان صاحب الحوض والقربة احق بمائه

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو یہ سمجھتا ہے کہ حوض اور مشکیزے کا مالک اپنے پانی کا زیادہ حقدار ہے

حدیث (۲۲۰۱) حدثنا قتيبة الخ عن سهل

بن سعد قال اتى رسول الله ﷺ بقدر فشرب وعن يمينه غلام هو احدث القوم والاشياخ عن يساره قال يا غلام اتاذن لي ان اعطي الاشياخ فقال ما كنت لا وثر بنصيبى منك احد يا رسول الله فاعطاه اياه .....

ترجمہ۔ حضرت سهل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا جس سے آپؐ نے پانی پی لیا۔ آپؐ کے دائیں طرف ایک لڑکا تھا جو لوگوں میں سب سے چھوٹا تھا اور بڑے بزرگ آپؐ کے بائیں طرف بیٹھے تھے۔ پس آپؐ نے پوچھا اے لڑکے! کیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں پس خوردہ بڑوں کو دے دوں۔ تو اسے نے کہا کہ میں آپؐ کی طرف سے اپنے حصہ پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔ یا رسول اللہ! چنانچہ آپؐ نے اسے دے دیا۔

حدیث (۲۲۰۲) حدثنا محمد بن بشار الخ سمعت ابا هريرة عن النبي ﷺ قال والذي نفسي بيده لا زودن رجالا عن حوضي كما تزاد الغريبة من الابل عن الحوض تذودان تمنعان ..

حدیث (۲۲۰۳) حدثنا عبد الله بن محمد الخ قال ابن عباس قال النبي ﷺ يرحم الله ام اسمعيل لو تركت زمزم اوقال لولم تغرف من الماء لكانت عيننا معينا واقل جرهم فقالوا اتاذنين ان ننزل عندك قالت نعم ولاحق لكم في الماء قالوا نعم .....

حدیث (۲۲۰۴) حدثنا عبد الله بن محمد الخ عن ابي هريرة عن النبي ﷺ قال قال ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم رجل حلف على سلة لقد اعطى بها اكثر مما اعطى وهو كاذب ورجل حلف على يمين كاذبة بعد العصر ليقطع بها مال رجل مسلم ورجل منع فضل ماء فيقول الله اليوم امنعك فضلي كما منعت فضل مالم تعمل يداك.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ضرور بالضرور میں اپنے حوض سے لوگوں کو اس طرح روکوں گا جس طرح اجنبی اونٹ حوض سے دفع کیا جاتا ہے قرآن مجید میں ہے تذودان یعنی روکتے ہیں

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیلؑ کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کو چھوڑ دیتی یا فرمایا کہ اگر وہ پانی کا چلو بھر کر مشکیزے میں نہ ڈالتی تو وہ جاری چشمہ ہو تا اور پھر قبیلہ جرہم کے لوگ آگئے جنہوں نے ان کے پاس ٹھہرنے کی اجازت طلب کی جس پر ام اسماعیلؑ نے فرمایا ہاں! ٹھہر سکتے ہو لیکن پانی میں تمہارا کوئی حق نہ ہوگا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تین آدمی ہیں کہ قیامت کے دن نہ تو اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا ایک تو وہ آدمی ہے جس نے اپنے فرد خنکی سامان پر قسم کھائی کہ مجھے اتنے میں پڑا ہے جو خرید سے زیادہ بتلایا حالانکہ وہ جھوٹا ہے اور دوسرا وہ آدمی جس نے جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان آدمی کا مال مار لیا۔ تیسرا شخص وہ ہے جس نے فالتو پانی روک لیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج میں بھی اپنا فضل تجھ سے روکتا ہوں جس طرح تو نے فالتو پانی روکا تھا جو تیرے ہاتھوں کی کمائی نہیں تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس باب میں چار احادیث بیان فرمائی ہیں پہلی روایت سل بن سعدؒ کی ہے جس میں پیالے کو حوض اور مشکیزے کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے۔ تو جس طرح پیالے والا تصرف کا حق دار ہے اسی طرح حوض اور

مشکیزے والا بھی حقدار ہے۔ دوسری حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے۔ جس میں حوض کی نسبت جناب نبی اکرم ﷺ کی طرف ہے جس سے آپؐ بھگانے اور پلانے کے حقدار ہیں۔ تو تعریف ثابت ہوا۔ تیسری حدیث ابن عباسؓ کی ہے۔ جس کی مناسبت ترجمہ سے واضح ہے کہ ام اسمعیلؓ نے فرمایا لاحق لكم فی الماء۔ چوتھی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے جس کی مناسبت ترجمہ سے اس طرح ہے کہ جب فضل ماء کی ممانعت پر عتاب ہوگا تو معلوم ہوا کہ وہ اصل ماء کا حق دار ہے۔ نیز! لم تعمل یداک سے بطور مفہوم کے معلوم ہوا کہ اگر اس کے عمل کا دخل ہو تو وہ غیر کی نسبت حق دار ہے۔ تو اب لم تعمل یداک کے معنی ہوں گے کہ نہ تو تو نے پانی کا شیع چالو کیا اور نہ ہی اس کو نکالا۔

تشریح از قاسمی۔ ابن المنذرؒ نے پہلی حدیث میں مناسبت اس طرح ثابت کی ہے۔ کہ جب دائیں طرف بیٹھنے والا محض بیٹھنے سے مافی القدح یعنی پیالے کی چیز کا مستحق بن گیا تو قاضیوں کیوں مستحق نہیں ہوگا۔ باقی رجالا سے کون مراد ہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد منافقین ہیں۔ بعض نے کہا مرتدین مراد ہیں۔ اور بعض نے مبتدعین بدعتی لوگ مراد لئے ہیں۔ جنہوں نے دین میں غی غی رسوم کو دین منالیا۔ اور بعض نے اہل البجاز اور ظالم لوگ مراد لئے ہیں۔ ام اسمعیلؓ سے مراد حضرت ہاجرہ ہیں جو مصر کے بادشاہ نے ملی بی سارۃ زوجہ ابراہیمؑ کو ہبہ کی تھی۔ جس سے اسمعیلؓ پیدا ہوئے۔ چہ زچہ کو حضرت ابراہیمؑ مکہ کے چٹیل میدان میں چھوڑ گئے تھے۔ جہاں پیاس سے پریشانی کے بعد زمزم کا چشمہ نمودار ہوا جس کو ملی بی ہاجرہ زمزم رک جاکہ کر بند باندھ رہی تھیں۔ اگر ایسا نہ کرتی تو جاری چشمہ بن جاتا۔

جرہم یہ یمن کا ایک قبیلہ تھا جو شام جا رہے تھے۔ کہ مکہ میں اترے اور زمزم کے پاس رہنے کی درخواست کی۔ یہ مکہ کے پہلے مکین ہیں وہ وہیں رہے ملی بی ہاجرہ کی وفات ہو گئی اسمعیلؓ جو ان میں بیاہے گئے۔ آپؐ کی بیوی کا نام جداء بنت سعد عملانی تھا۔ لاحق لكم فی الماء یہ موضع الترجہ ہے۔ خطابیؒ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا جو شخص جنگل میں کوئی پانی کا چشمہ نکالے وہ اس کا مستحق ہے۔ دوسرا اس میں کوئی شریک نہیں ہوگا۔ الا برضاه مگر اس کی رضامندی سے۔ بعد العصر کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں ہے غالب یہ ہے کہ عموماً لوگ اس وقت قسم اٹھاتے ہیں یا اس وجہ سے کہ یہ نزول و صعود ملائکہ کا وقت ہے عظمت کی وجہ سے معاصی عظیم ہو جاتے ہیں۔ یقطع ای یا خذ قطعة۔

باب لاحمی اللہ ولسولہ ﷺ ترجمہ۔ حمی وہ چراگاہ جس میں مالک کے جانور چر سکتے ہیں

دوسرے لوگوں کے نہیں۔ ایسی جاگیریں پہلے ہو ا کرتی تھیں تو فرمایا سب چراگا ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ہیں کسی کی تخصیص نہیں ہے لیکن بعد میں مصلحت مسلمین کے لئے خلفاء راشدین نے چراگا ہیں مختص فرمائی ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت صعب بن جثامہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چراگاہ تو اللہ اور اس کے رسول کی ہے پھر وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر پہنچی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے نقیع کو حمی بنایا اور حضرت عمرؓ نے شرف کو اور ربذہ کو خصوصی چراگاہ بنایا۔

حدیث (۲۲۰۵) حدثنا يحيى بن بكير عن ابن عباس أن الصعب بن جثامة قال إن رسول الله ﷺ قال لا حمى إلا لله وكرسوله وقال بلغنا أن النبي ﷺ حمى النقيع وإن عمر حمى السرف والربذة

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لا حمی الا لله کا مقصد یہ ہے کہ گھاس عام لوگوں کا حق ہے اس لئے کسی کو روکنے کی اجازت نہیں۔ ہاں عوام کے فائدہ کے لئے جائز ہے تو بیت المال کو حمی کا حق ہے غیر کو نہیں اور جن روایات میں بیت المال کے علاوہ حمی کا ثبوت ہے۔ اس سے مراد اس جگہ کے درخت اور زمین مراد ہیں۔ جس زمین میں اور اس کے درختوں میں غیر تصرف نہیں کر سکتا۔ لیکن گھاس جب امام یا اس کا نائب بیت المال کے لئے حمی بنائے تو فقیر کو اپنے جانور اس میں چرانے کا حق حاصل ہے کیونکہ وہ بیت المال کا حق دار ہے لیکن غنی کو حق نہیں پہنچتا۔ ہاں اگر مجبور ہو جائے تو اور بات ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں حمی وہ غیر مملوک چراگاہ ہے جس کو خاص جانوروں کے چرنے کے لئے مختص کیا گیا ہو۔ لا حمی الا لله الخ کا مطلب یہ ہے کہ ان چراگاہوں میں جہاد کے گھوڑے اونٹ اور زکوۃ کے جانور چرائے جاسکتے ہیں جیسے حضرت عمرؓ نے شرف اور ربذہ کو اور خود آنحضرت ﷺ نے نقیع کو مختص چراگاہ بنایا تھا۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ پر اعتراض ہوا تو انہوں نے فرمایا بلاد اللہ حمیت لمال اللہ کہ یہ اللہ کی آبادیاں جن کو اللہ کے مال کے لئے میں نے حملا بنایا ہے۔ اور حضرت عثمانؓ پر اعتراض ہوا جب کہ انہوں نے حمی میں اضافہ فرمایا تو انہوں نے فرمایا کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔ خود حضور انور ﷺ نے نقیع کو مختص کر لیا تھا۔ تو امام اور خلیفہ کو حق ہے کہ وہ بجز زمینوں۔ پہاڑوں اور نشیبی جگہوں کی حمی بنالے۔

## باب شرب الناس والدواب من الانهار

حدیث (۲۲۰۶) حدثنا عبد الله بن يوسف عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال الخيل لرجل أجر ولرجل ستر وعلي رجل وزر فلما الذي له أجر فرجل ربطها في سبيل الله فاطال بها في مرج أوروضة فما أصابت في طيلها ذلك من المرج

ترجمہ۔ لوگوں اور جانوروں کا نہروں سے پانی پینا

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑا ایک آدمی کے لئے ثواب ہے دوسرے آدمی کے لئے پردہ ہے اور ایک آدمی پر گناہ کا بوجھ ہے پس جس شخص کے لئے ثواب ہے وہ شخص ہے جس نے اسے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے باندھا جس کو لمبی رستی کے ساتھ

او الروضة كانت له حسنات واوانه انقطع طيلها  
فاستنت شرفاً او شرفين كانت اثارهما وارواثها  
حسنات له ولوانها مرت بنهر فشربت منه ولم  
يرد ان يسقى كان ذلك حسنات له فهي لذلك  
اجر ورجل ربطها تغنيا ثم لم ينس حق الله في  
رقابها ولا ظهورها فهي لذلك ستر ورجل ربطها  
فخراً ورياءً وثواءً لاهل الاسلام فهي على ذلك  
وزرو سئل رسول الله ﷺ عن الحمر فقال  
ما انزل على فيها شئ الا هذه الاية الجامعة الفاذة  
فمن يعمل مثقال ذرة خيراً يره ومن يعمل مثقال  
ذرة شراً يره .....

کسی دستچ چرگاہ بیاباغ میں باندھا۔ پس جو کچھ اس لمبی رستی کی وجہ  
سے چرگاہ بیاباغ سے اسے پہنچے گا وہ اس کے لئے نیکیوں کا باعث  
ہے۔ اور اگر اتفاقاً اس کی وہ رستی ٹوٹ گئی جس کی وجہ سے وہ قدم  
یاد و قدم کو داتا اس کے نشان قدم اسکی گود سب کے سب اسکی  
نیکیوں میں شامل ہوں گے۔ اور اگر وہ گھوڑا کسی نمر کے پاس سے  
گذرے پس اس نے اس نمر سے پانی پیا۔ حالانکہ اس نے پانی  
پلانے کا ارادہ نہیں کیا تھا تو یہ سب اس کی نیکیاں ہیں۔ پس یہ  
گھوڑا تو اس کے لئے ثواب ہو اور جس شخص نے گھوڑا غنی ظاہر  
کرنے اور سوال سے چنے کے لئے باندھا پھر اللہ کا حق اس کی  
گردن اور پیٹھ میں نہیں بھولا یعنی زکوٰۃ اور عاریت پر دیتا رہا پس  
یہ گھوڑا اس کے لئے پردہ ہو گا۔ اور جس شخص نے اس کو لوگوں  
پر فخر کرنے کے لئے اور دکھانے کے لئے اور مسلمانوں کی

عدوت کے لئے باندھ رکھا ہے تو وہ اس کیلئے گناہ کا باعث ہو گا۔ اور آنحضرت ﷺ سے گدھوں کی زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے  
فرمایا کہ ان کے بارے میں کوئی مستقل حکم تو نازل نہیں ہوا۔ البتہ یہ جامع اور منفرد آیت ہے کہ جس نے ذرہ بھر نیکی کی اسے دیکھے گا۔ اور  
جس نے ذرہ بھر بھی برائی کی تو اس کی سزا بھیجے گا۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالد فرماتے ہیں کہ ایک آدمی  
جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گری پڑی چیز  
کے متعلق پوچھنے لگا فرمایا اس کی تھیلی اور اس کے بندھن کی رسی  
کا اعلان کرو پھر اس کا سال بھر اعلان کرتے رہو اگر مالک آجائے  
تو فیہا سے دے دو ورنہ پھر اس کے ساتھ جو سلوک چاہو کرو  
یعنی اگر محتاج ہو تو اس سے فائدہ اٹھاؤ ورنہ اس کا صدقہ کر دو  
اس نے بھیجی ہوئی بھری کے متعلق پوچھا فرمایا وہ حیرتی ہے یا  
تیرھے بھائی کی ہے یا بیوی کے کی نذر ہو جائے گی یعنی اگر اسے

حدیث (۲۲۰۷) حدثنا اسمعيل بن عمار عن زيد بن  
خالد قال جاء رجل الى رسول الله ﷺ فسأله  
عن اللقطة فقال اعرف عفاصها و كائنا ثم عرفها  
سنتان جاء صاحبها و الافشائك بها قال فضالة  
الغنم قال هي لك و لا خيك و للذئب قال فضالة  
الابل قال مالك و لها معها سقاؤها و حذاؤها  
ترد الماء و تاكل الشجر حتى يلقاها ربها .....



پکڑ لو تو بہتر ہے ورنہ دوسرے سے پکڑ لے گا یا بھیڑ دیا کھا جائے گا۔ پھر بھیجے ہوئے اونٹ کے متعلق پوچھا آپؐ نے فرمایا تجھے اس کے پکڑنے کی ضرورت نہیں اس کے ساتھ اس کا مشکیزہ پانی کا ہے اور اس کے جوتے ہیں یعنی پنجے ہیں وہ پانی کے چشمہ پر آکر پانی پی لے گا اور درختوں کے پتے کھا تا رہے گا یہاں تک کہ اس کا مالک اسے آٹے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ثم لم ينس حق الله بعض حضرات نے کہا اس سے گھوڑوں پر زکوٰۃ واجب ہے اس پر استدلال کیا ہے

لیکن یہ دلیل تام نہیں اس لئے کہ اس کی پیٹھ میں تو کوئی چیز واجب نہیں اگر اس امر کو استحباب پر محمول کرتے ہو تو پھر گردن اور پیٹھ دونوں کا تفصل مستحب ہوگا۔ نیز ازکوٰۃ کے علاوہ بھی پیٹھ اور گردن میں وجوب ثابت ہے۔ مثلاً جیسے پریشان حال گھوڑے کی سواری کا محتاج ہے کہ تھکاؤٹ اور بعد مسافت کی وجہ سے وہ منزل تک نہیں پہنچ سکتا تو اس کی اعانت کرتے ہوئے اس کو سوار کر دیا جائے اور کبھی گھوڑے کی گردن کا بھی محتاج ہو جاتا ہے مثلاً منزل دور ہے اور مالک کے پاس گھوڑے کا واپس پہنچانا مشکل ہے یا بھوک سے مر رہا ہے اور گھوڑے کے سوا اسکے پاس اور کچھ بھی موجود نہیں ہے تو مالک غرس اس سے ہمدردی کرتے ہوئے گھوڑے کا گوشت کھلا کر اس سے ہمدردی کا ثبوت دے۔

ترد الماء میں ترجمہ ہے کہ ایسے جانوروں کو چشمہ سے پانی پینے سے نہ روکا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہؒ کی حجت ہے کہ خیل سائہ پر زکوٰۃ واجب ہے۔ چنانچہ

امام نوویؒ فرماتے ہیں اس حدیث سے امام ابو حنیفہؒ نے وجوب زکوٰۃ فی الخیل پر استدلال کیا ہے۔ لیکن امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور جمہور علماء فرماتے ہیں کہ گھوڑوں پر کسی صورت میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور حدیث کی تاویل میں فرماتے ہیں کہ یہ جہاد کے متعلق ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ حق سے زکوٰۃ مراد لیتے ہیں اور علی ظہور سے مراد غازی اور حاجی کو عاریت پر دیتا ہے۔ اور قاضی عیاضؒ نے حق اللہ سے زکوٰۃ تجارت مراد لی ہے لیکن یہ بھی صحیح نہیں اس لئے کہ گدھوں کے بارے میں جب آپؐ سے پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا مجھ پر اس بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ کتاب الزکوٰۃ میں اس کی حث گذر چکی ہے۔

ترد الماء امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب کے تحت کرنے کے لئے دو حدیث ذکر فرمائی ہیں پہلی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے جس میں

گھوڑے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا انھا موت بنہر مقصد یہ ہے کہ جانور پانی طلب کرتے ہیں اگر انکے مالک کی نیت پانی پلانے کی نہ ہو تب بھی اجر ملے گا اگر بالقصد پلائے تو بطریق اولیٰ ثواب ہوگا۔ دوسری حدیث زید بن خالد کی ہے جس میں ہے معها سقاء ھا وحذا انھا ترد الماء او تاكل الشجر علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ مقصود یہ ہے کہ جاری نہروں کا پانی کسی کے ساتھ مختص نہیں ہے اور اس پر اجماع ہے کہ ان سے پانی پینا بغیر کسی سے اجازت طلب کئے جائز ہے کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جانوروں سب کیلئے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوال ان کا کوئی مالک نہیں البتہ کسی نے اپنے برتن میں بھر لیا تو وہ اس کا مالک بن جائیگا اگر سوال ہو کہ ترجمہ میں تو شرب الناس والدواب تھا احادیث سے دواب کا شرب تو ثابت ہو الناس کا نہیں ہوا۔ جواب واضح ہے کہ جب جانوروں کیلئے جواز ثابت ہے تو کثیر الاحیاء انسان کیلئے بطریق اولیٰ جواز ثابت ہوگا۔

## باب بیع الحطب والکلاء

ترجمہ۔ سوختی لکڑی اور گھاس کی فروخت کے بارے میں

ترجمہ۔ حضرت زبیر بن العوامؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک اپنی رسیاں لے کر لکڑیوں کا گٹھڑ لے کر بیچے۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کی ابرو سے ذلت کو روک دے۔ یہ اس سے بھتر ہے کہ لوگوں سے مانگے دیا جائے یا روکا جائے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ایک کا لکڑیوں کا گٹھڑ اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا اس سے بھتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے۔ پس وہ اسے دے یا نہ دے۔

ترجمہ۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا کہ بدر کی لڑائی میں غنیمت کے طور پر جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مجھے ایک عمر رسیدہ اونٹنی دستیاب ہوئی دوسری اونٹنی جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھے عطا فرمائی میں نے ایک دن ان دونوں کو انصار کے آدمی کے گھر کے دروازے کے پاس بٹھا دیا۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں ان پر کترن بوٹی لاد کر لاؤں گا۔ تاکہ میں اس کو بیچوں اور میرے ہمراہ بنو قینقاع کا ایک زرگر تھا پس اس مال کے ذریعہ میں فی فی فاطمہؓ کے ولیمہ میں مدد لینا چاہتا تھا۔ اور اس گھر میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب شراب پی رہے تھے۔ جن کے ساتھ ایک گانے والی باندی تھی جس نے یہ شعر گایا اے حمزہ ابیہ موٹی تازی اونٹنیاں الیغ جن پر حضرت حمزہ تگوار لے کر ٹوٹ پڑے

حدیث (۲۲۰۸) حدثنا معلى بن اسد الخ عن الزبير بن العوام عن النبي ﷺ قال لان يأخذ احدكم احبلا فيأخذ حزمة من حطب فيبيع فيكف الله به وجهه خير من ان يسال الناس اعطى او منع .....

حدیث (۲۲۰۹) حدثنا يحيى بن بكير الخ انه سمع ابا هريرة يقول قال رسول الله ﷺ لان يحتطب احدكم حزمة على ظهره خير له من ان يسال احدا فيعطيه او يمنعه .....

حدیث (۲۲۱۰) حدثنا ابراهيم بن موسى الخ عن علي بن ابي طالب انه قال اصبت شارفاً مع رسول الله ﷺ في مغنم يوم بدر قال واعطاني رسول الله ﷺ شارفاً اخرى فاختهما يوماً عند باب رجل من الانصار وانا اريد ان احمل عليهما اذخر لابيعة ومعى ضائع من بنى قينقاع فاستعين به علي وليمة فاطمة وحزمة بن عبدالمطلب يشرب في ذلك البيت معه قينة فقالت الاياحزمة للشرف النواء فنار اليهما حزمة بالسيف فجب اسمنتهما وبقر خواصرهما ثم

اخذ من اکبادهما قلت لابن شهاب ومن السنام  
قال قد جب اسمنتهما فذهب بها قال ابن شهاب  
قال علی فنظرت الی منظرٍ افطنی فاتیت نبی اللہ  
ﷺ وعنده زید بن حارثة فاخبرته الخبر فخرج  
ومعه زید فانطلقت معه فدخل علی حمزة فغیظ  
علیه فرفع حمزة بصره وقال هل انتم الاعبيد  
لابائی فرجع رسول اللہ ﷺ یقهقر حتی خرج  
عنهم وذلك قبل تحریم الخمر.....

اور ان کی کوہانیں کاٹ لیں اور ان کی کوکھوں کو چیر دیا اور ان کے  
جگر نکال کر کھانے لگے۔ میں نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کوہان  
سے نکالا انہوں نے کہا کہ کوہانوں کو چیر کر لے گئے۔ ابن شہاب  
فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں یہ نظارہ دیکھ رہا تھا  
جس نے مجھے گمبرا ہٹ میں ڈال دیا۔ پس میں جناب نبی اکرم  
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپؐ کے پاس حضرت زید  
بن حارثہ بھی تھے۔ میں نے آپؐ کو واقعہ کی اطلاع دی تو آپؐ  
حضرت زید کے ہمراہ چل پڑے۔ میں بھی آپؐ کے ہمراہ روانہ  
ہو گیا آپؐ حضرت حمزہؓ کے پاس تشریف لائے جن پر آپؐ نے

غیض و غضب کا اظہار فرمایا۔ جس پر حضرت حمزہؓ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا اور کہنے لگے کہ تم لوگ تو میرے آباؤ اجداد کے غلام ہو جس پر جناب  
رسول اللہ ﷺ نے پاؤں واپس لوٹے۔ یہاں تک کہ وہاں سے باہر آگئے۔ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قلت لابن شہاب مقصد یہ ہے کہ آپؐ نے کوہانوں کے کاٹنے کا تو ذکر کیا ہے لیکن ان کے  
بے جانے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ محض جگر کے لے جانے کا ذکر کیا۔ تو فرمایا نہیں کوہان اور جگر دونوں کو لے گئے۔ لیکن پہلے اس کا ذکر اس لئے  
نہیں کیا کہ فہم و فراست پر بھروسہ کرتے ہوئے ایسا کیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قال ای ابن جریج۔ ذهب بها کی ضمیر اسمہ کی طرف راجع ہے۔ قال علی سے علی بن  
ابی طالب مراد ہیں۔ نہ کہ علی بن حسین۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس باب کو کتاب الشرب میں اس لئے لے آئے کہ پانی۔ گھاس اور لکڑی تینوں سے نفع حاصل کرنا  
ہر ایک کے لئے جائز ہے۔ جب مباحات میں سے ہیں تو کوئی ان کو اپنے لئے مخصوص نہیں کر سکتا ہے۔ ہر شخص ان سے متنع ہو سکتا ہے  
پس جو شخص پہلے ان کو حاصل کرے گا وہی اس کا مالک ہوگا۔

احمل علیہما اس سے ترجمہ ثابت ہو کہ لکڑی کا ٹاٹ۔ اذخر کا ٹاٹ اور ان کا بیچنا جائز ہے شرف جمع شارف و انواء بمعنی  
سمان یعنی موٹی تازہ۔ جب بمعنی قطع۔ اسمہ جمع سنام بمعنی کوہان۔ بقر بمعنی شق چرنا۔

هل انتم الاعبيد یعنی جناب نبی اکرم ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ اور ابو طالب دونوں عبد المطلب کے غلام تھے۔

## باب القطائع

## ترجمہ۔ جاگیریں دینا

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بحرین کے علاقہ سے انصار کو جاگیر دینے کا ارادہ فرمایا تو انصار نے فرمایا کہ ہم اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک ہمارے مہاجرین بھائیوں کیلئے جاگیریں نہ دی جائیں جیسے کہ ہمیں دی جائیں۔ آپؐ نے فرمایا میرے بعد تم لوگ ترجیحات دیکھو گے تو میری ملاقات تک صبر کرنا۔

حدیث (۲۲۱۱) حدثنا سليمان بن حرب الع سمعت انساً قال ارد النبي ﷺ ان يقطع من البحرين فقلت الانصار حتى تقطع لاهواننا من المهاجرين مثل الذي تقطع لنا قال سترون بعدى اليرة فاصبرو حتى تلقوني ....

تشریح از شیخ انگویؒ۔ سترون بعدی الیرة یعنی جس طرح آج تم اپنے مہاجرین بھائیوں کو اپنے لو پر ترجیح دے رہے ہو پس تم اس وقت بھی اسی طرح رہنا۔ جب کہ مہاجرین اپنے آپ کو تم پر ترجیح دیں گے۔ اس طرح اوّل کلام میں مناسبت پیدا ہو جائے گی جو بادی النظر میں ظاہر نہیں ہوتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطائع کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ اس سے فہم مراد ہے یا کوئی خاص زمین۔ ہے۔ لیکن میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بحرین کی آمدنی میں سے کچھ حصہ انصار کے لئے مختص کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا فوری طور پر تو جزیہ تھا۔ اور فتوحات کے بعد اس کی پیداوار آمدنی مختص کرنی چاہیے۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یہ علاقے فتح ہوئے تو حضرت عمرؓ نے ان وعدوں کو پورا کیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اسی روایت سے معلوم ہوا کہ خلافت انصار میں نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ صبر کرنے کی تلقین اسی کو کی جاتی ہے جو مغلوب محکوم ہو۔

## باب کتابہ القطائع

## ترجمہ۔ جاگیروں کا لکھ دینا

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ بحرین کی کچھ اراضی ان کو جاگیر کے طور پر عطیہ فرمائیں۔ تو انہوں نے کہلایا رسول اللہ! اگر آپؐ کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے قریبی بھائیوں کیلئے بھی ایسا ہی لکھ دیں

حدیث (۲۲۱۲) وقال الليث عن يحيى بن سعيد عن انس دعا النبي ﷺ الانصار ليقطع لهم بالبحرين فقالوا يا رسول الله ان فعلت فاكتب لاهواننا من قريش بمثلها فلم يكن ذلك عند النبي ﷺ

فَقَالَ انْكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي اَثَرَهُ فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي .....  
پس بلا وجہ قلت فتوحات کے آپ نبی اکرم ﷺ ایسا نہ کر سکے  
پھر آپ نے فرمایا عنقریب تم دیکھو گے کہ تمہیں نظر انداز کر کے

دوسروں کو تم پر ترجیح دی جا رہی ہے تو لڑائی جھگڑانہ کرنا قیامت تک جب کہ میرے سے تمہاری ملاقات ہوگی۔ صبر کرتے رہنا دنیاوی امور  
میں ترجیحات کی وجہ سے فتنہ و فساد سے بچتے رہنا۔

## باب حلب الابل على الماء

ترجمہ - چشموں پر جو اونٹ پانی پینے کے لئے آئیں  
تو ان کا دودھ دودھ کر فقراء اور مساکین میں بانٹا جائے

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے  
روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اونٹوں کے حقوق میں سے  
جو عند العرب مشہور تھے۔ یہ بات بھی تھی کہ چشمے پر ان کا دودھ  
دودھ کر تقسیم کیا جائے۔ یہ امر فرض لازم نہیں تھا مستحب تھا۔

حدیث (۲۲۱۳) حدثنا ابراهيم بن المنذر الع  
عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال من حق الابل  
ان تحلب على الماء .....

## باب الرجل يكون له ممر

### او شرب فی حائط اوفی نخل -

ترجمہ - باب آدمی کے لئے باغ میں  
جانے کے لئے گزرگاہ راستہ بھی ہوگا۔

ترجمہ - اور جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے  
پیوند کاری کے بعد کھجور کو بیچ دیا تو اس کا پھل بائع کے لئے ہوگا  
اور بائع کو راستہ اور پلانے کا پانی دیا جائے گا یہاں تک وہ پھل

قال النبی ﷺ من باع نخلا بعد ان تؤبر  
فشمرته للبائع فللبائع الممر والسقي يرفع وكذلك  
رب العریة .....

اٹھالے اس طرح جن کو کھجور کا پھل پہنچا جائے۔ تو اسے بھی باغ میں جانے کا راستہ اور سیرابی کے لئے پانی کا حق ہوگا۔

ترجمہ - حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ میں نے سنا جناب  
رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جس شخص نے پیوند کاری کے  
بعد کھجور خرید کر لی۔ تو اس کا پھل بائع کے لئے ہوگا۔ البتہ اگر  
خریدار شرط کر لے تو پھر اس کا ہوگا۔ اور جس نے غلام خریدا

حدیث (۲۲۱۴) حدثنا عبد الله بن يوسف الع  
عن عبد الله قال سمعت رسول الله ﷺ يقول  
من ابتاع نخلا بعد ان تؤبر فشمرته للبائع الا  
ان يشترط المبتاع ومن ابتاع عبدا وله مال فماله

للذی باعه الا ان یشرط المبتاع وعن مالک عن نافع عن ابن عمر عن عمر فی العبد .....

حدیث (۲۲۱۵) حدثنا محمد بن یوسف الخ عن زید بن ثابت قال رخص النبی ﷺ ان تباع العرايا بخر صها تمراً .....

حدیث (۲۲۱۶) حدثنا عبد اللہ بن محمد الخ سمع جابر بن عبد اللہ نہی النبی ﷺ عن المخابرة والمحاقلة وعن المزابة وبيع الثمر حتى يبدو صلاحها وان تباع الابدینار والدرهم الا العرايا ..

لیکن عرایا کو جس کے ساتھ بیچا جاسکتا ہے۔ مخابره عقد المزارعة ہے محاقلة بیع الزرع بالبر اور مزابة بیع الکرم بالزبيب یا بیع الرطب بالتمر کا نام ہے۔

حدیث (۲۲۱۷) حدثنا یحییٰ بن قزعة الخ عن ابی ہریرۃ قال رخص النبی ﷺ فی بیع العرايا بخر صها من الثمر فیما دون خمسة اوسق اوفی خمسة اوسق شک داوود فی ذلك ....

حدیث (۲۲۱۸) حدثنا زکریا بن یحییٰ الخ ان رافع بن خدیج وسهل بن ابی حمزة حدثاه ان رسول اللہ ﷺ نہی عن المزابة بیع الثمر بالتمر الا اصحاب العرايا فانه اذن لهم .....

جس کے پاس مال تھا تو یہ مال اس کے بائع کا ہوگا البتہ اگر مشتری شرط کر لے تو پھر اس کو ملے گا۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تر کھجور کو خشک کھجور کے اندازے کے ساتھ بیچا جاسکتا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مخابره۔ محاقلة اور مزابة سے منع فرمایا اور پھلوں کی بیع سے بھی منع فرمایا جب تک کہ ان کی صلاحیت ظاہر نہ ہو (پک جائیں) اور ان کی بیع دینار اور درہم کے ساتھ ہو

لیکن عرایا کو جس کے ساتھ بیچا جاسکتا ہے۔ مخابره عقد المزارعة ہے محاقلة بیع الزرع بالبر اور مزابة بیع الکرم بالزبيب یا بیع الرطب بالتمر کا نام ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے عرایا کے تر کھجوروں کو خشک کھجور کے ساتھ اندازے سے بیچنے کی اجازت فرمائی۔ پانچ اوسق سے کم میں پانچ اوسق میں۔ داوود راوی کو اس میں شک ہے۔

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیج اور سل بن ابی حمزہؓ دونوں حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مزابة سے منع فرمایا۔ یعنی تر کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ بیچنا مگر اصحاب عرایا کو اس کی اجازت دی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ فتمرتها للبائع جب پھل بائع کا ہے تو باغ میں داخل ہونے کے لئے اسے راستہ ملنا چاہیے اور پانی کا حصہ بھی اس طرح صاحب عرایا کو بھی باغ میں داخل ہونے سے نہیں روکا جاسکتا۔ وہ بھی راستہ اور پانی کا حقدار ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## کتاب فی الاستقراض

ترجمہ - قرضہ لینا - قرضہ ادا کرنا - اور عبد کو تصرفات سے روک دینا اور مفلس قرار دینا -

وادی الدیون والحجر والتفلیس

ترجمہ - جس شخص نے قرضہ پر کوئی چیز خرید کی اور اسکے پاس قیمت نہیں تھی یا ثمن شراء کے وقت موجود نہیں انکا حکم -

باب من اشتری بالدين ولیس عنده ثمنه اولیس بحضرته

ترجمہ - حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ جہاد میں گیا آپ نے فرمایا تمہارے اونٹ کو کیا ہوا کہ تم اسے میرے پاس بیچتے ہو - میں نے کہا ہاں! تو میں نے اسے آپ کے پاس بیچ دیا - پس جب آپ مدینہ

حدیث (۲۲۱۹) حدثنا محمد بن جابر بن عبد اللہ قال غزوت مع النبی ﷺ قال کیف تری بعیرک اتبیعنی قلت نعم فبعته ایاه فلما قدم المدینة غدوت الیه بالبعیر فاعطانی ثمنه ..

تشریف لائے تو میں صبح کے وقت آپ کے پاس اونٹ لے گیا تو آپ نے مجھے اس کی قیمت ادا کر دی -

ترجمہ - حضرت اعمش نے فرمایا کہ ہم نے حضرت ابراہیم نخعیؒ کے پاس بیع سلم میں گروی رکھنے کا تذکرہ کیا اور آپ نے مجھے فرمایا مجھے حضرت اسودؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے جو نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں

حدیث (۲۲۲۰) حدثنا معلى بن اسد الخ قال تذاکرنا عند ابراہیم الرهن فی السلم فقال حدثنی الاسود عن عائشة ان النبی ﷺ اشتری طعاما من یهودی الی اجل ورهنه درعا من حدید

کہ آپ نے کچھ مدت کے لئے ایک یہودی سے غلہ گندم خرید کیا اور اس کے پاس لوہے کی ایک زرہ گروی رکھی -

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ من اشتری بالبدین جو چیز کسی کے پاس موجود نہ ہو اس کی بیع سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے وہم ہوتا تھا کہ جس کے پاس قیمت ادا کرنے کو نہ ہو تو اس کی بیع بھی جائز نہ ہوگی۔ تو باب کی دو روایتیں ذکر کر کے اس وہم کو دفع کیا۔ پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قیمت کسی کے پاس نہ ہو بلکہ گھر میں ہو تو اس کی خرید جائز ہے۔ اور دوسری روایت سے ظاہر ہے کہ جس کے پاس قیمت نہیں ہے اور نہ ہی گھر میں ہے تو اس کی خرید بھی جائز ہے۔ ہاں! جس نے کوئی چیز خرید کر لی اور قیمت ادا نہ کرنے کا قصد ہو تو یہ منہی عنہ ہے۔ اس لئے دوسرے باب منع فرمایا۔

## باب من اخذ اموال الناس یرید ادائھا و اتلافھا

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے  
لوگوں کا مال اسلئے لیا کہ اسکو ادا کریگا یا ضائع کریگا

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص لوگوں کا مال اس نیت سے لیتا ہے کہ ان کو ادا کر دوں گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں گے۔ اور جو شخص لوگوں کا مال

حدیث (۲۲۲۰) حدثنا عبد العزيز بن عبد الله الخ عن ابي هريرة عن النبي ﷺ قال من اخذ اموال الناس يريد اداءها ادى الله عنه ومن اخذ يريد اتلافها اتلفه الله ....

ضائع کرنے کے لئے لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مال کو ضائع کر دے گا۔ یعنی اس سے نفع نہیں حاصل کر سکے گا۔ بد نیتی کی وجہ سے اس پر قرضہ ہوگا۔ جس کے سبب قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ادى الله عنه یا تو دینا میں ادا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیں گے جن سے قرضہ ادا کرنا آسان ہو جائے گا۔ یا آخرت میں ادا کرے گا۔ کہ قرض خواہ کو حور قصور دے کر اراضی کر دے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اتلفه الله ظاہر یہ ہے کہ یہ اتلاف دنیا میں واقع ہوگا۔ کہ اس کی معاش تنگ ہو جائے گی۔ یا اس کو جانی نقصان ہوگا۔ یہ خبر اعلام نبوت میں سے اور بعض نے اتلاف سے عذاب آخرت مراد لیا ہے۔ اور حدیث میں ہے ان الله مع الدائن حتی يقضى دينه کہ اللہ تعالیٰ قرضدار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ وہ اپنے قرضہ کو ادا کر دے۔

ترجمہ۔ باب قرضوں کے ادا کرنے کے بارے میں

## باب اداء الديون

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ امانتداروں کو امانتیں ادا کرنے کا

وقال الله تعالى ان الله يامرکم ان تؤدوا الامنت



اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلے کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کرو پس اللہ تعالیٰ بہترین چیز کی تمہیں نصیحت فرماتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا جب آپؐ نے احد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا میں نہیں چاہتا کہ اگر یہ احد پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے کہ تین دن سے زیادہ میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی رہ جائے مگر وہ دینار جس کو میں قرضہ ادا کرنے کے لئے روک لوں۔ پھر فرمایا کہ بے شک اکثر مال والے قیامت کے دن تھوڑے عمل والے ہوں گے۔ مگر جس نے مال کو اس طرح خرچ کیا اور شباب نے اشارہ سے سمجھایا کہ اپنے سامنے اپنے دائیں اور اپنے بائیں لیکن ایسے لوگ تھوڑے ہیں۔ اور پھر فرمایا تم اس جگہ ٹھہر جاؤ اور آپؐ تھوڑی سی دور آگے گئے تو میں نے ایک آواز سنی میرے دل میں آیا کہ میں آپؐ کے پاس پہنچوں۔ لیکن مجھے آپؐ کا فرمان یاد آیا کہ میرے آنے تک تم اسی جگہ رہو پس جب آپؐ واپس تشریف لائے تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کیا آواز تھی جو میں نے سنی۔ آپؐ نے پوچھا کیا تم نے وہ آواز سنی تھی۔ میں نے کہا ہاں سنی تھی۔ آپؐ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے تھے۔ فرما گئے کہ آپؐ کی امت کا جو آدمی بھی

اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری بھی کرے آپؐ نے فرمایا ہاں!

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو

الی اہلہا و اذا حکمتہم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعماً یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعاً بصیراً ....

حدیث (۲۲۲۱) حدثنا احمد بن یونس الخ عن ابی ذر قال کنت مع النبی ﷺ فلما ابصر یعنی احداً قال ما احب انہ یحول لی ذہباً یمکت عندی منہ دینار فوق ثلث الادینارا ارضدہ لدین ثم قال ان الاکثرین ہم الاقلون الامن قال بالمال ہکذا و ہکذا و اشار ابو شہاب بین یدیه وعن یمینہ وعن شمالہ و قلیل ماہم وقال مکانک و تقدم غیر بعید فسمعت صوتا فاردت ان اتیہ ثم ذکر ت قوله مکانک حتی اتیک فلما جاء قلت یا رسول اللہ الذی سمعت اوقال الصوت الذی سمعت قال و ہل سمعت قلت نعم قال اتانی جبریل علیہ السلام فقال من مات من امتک لا یشرک باللہ شیئاً دخل الجنة قلت وان فعل کذا و کذا قال نعم .....

حدیث (۲۲۲۲) حدثنا احمد بن شیبہ بن سعید الخ قال ابو ہریرہؓ قال رسول اللہ ﷺ

لو كان لي مثل احد ذهباً مايسرني ان لايمر علي  
ثلث وعندي منه شيء الاشيى ارسده لدين رواه  
صالح وعقيل عن الزهري .....

تو مجھے خوشی نہیں ہوگی کہ مجھ پر تین دن گذر جائیں اور ان میں  
سے کوئی چیز میرے پاس موجود ہو۔ مگر وہ چیز جس کو میں قرضہ  
کی ادائیگی کے لئے روک لوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - ارسدہ لدین یہ موضع ترجمہ ہے کہ قرضہ کو صدقہ وغیرہ دوسرے نیک امور سے مقدم کیا گیا  
سمعت صوتاً جو کچھ انہوں نے سنا وہ جناب نبی اکرم ﷺ کی آواز تھی۔ جبرائیلؑ کی آواز انہوں نے نہیں سنی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - فیہ الترجمہ وہ اداء الدین ہے۔ ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ قرضہ کو امانت میں داخل کیا گیا  
کیونکہ اداء دین کا حکم بھی ثابت ہے۔ جیسے اداء امانت کا حکم ہے اور انا عرضنا الامانة على السموات میں امانت سے مراد اوامر و نواہی  
ہیں۔ تو اس طرح تمام وہ چیزیں داخل ہو گئیں جن کا ذمہ داری سے تعلق ہے یا نہیں ہے۔ اکثر مفسرین آیت کا شان نزول کا عثمان بن طلحہ  
حجیبی کو قرار دیتے ہیں۔ اور ان عباسؒ فرماتے ہیں کہ جمع امانات مراد ہیں۔ خواہ وہ حقوق اللہ سے متعلق ہوں یا حقوق العباد یا  
حقوق النفس سے سب اس میں داخل ہوں گے۔

قدم الدین ترجمہ سے مطابقت ثابت ہوئی کہ اداء دین کا کس قدر اہتمام کیا گیا ہے اور اس سے آپؐ کی دنیا سے بے رغبتی بھی  
واضح ہوتی ہے۔

ماسمعه صوت النبی ﷺ اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جو کتاب الرقاق میں ہے کہ انی سمعته وهو مقبل  
وهو يقول وان سرق وان زنى اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوذرؓ نے صوت جبرائیلؑ نہیں سنی۔

### ترجمہ۔ اونٹ کو قرضہ پر لینا

### باب استقراض الابل

ترجمہ۔ حضرت ابو سلمہؓ سے میں نے منیٰ کے مقام پر  
سنا کہ وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث بیان کرتے تھے کہ ایک  
آوی نے آپؐ سے قرضہ کا تقاضہ کیا پس اس نے اس میں سختی  
برقی صحابہ کرامؓ نے اس کو تکلیف پہنچانے کا قصد کیا تو آپؐ نے  
فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ حق والے کو گفتگو کرنے کا حق حاصل ہے  
جو کچھ کہے۔ اس کیلئے اونٹ خرید کر کے دے دو۔ انہوں نے کہا

حدیث (۲۲۲۳) حدثنا ابو الوليد الخ قال  
سمعت ابا سلمة بمني يحدث عن ابي هريرة ان  
رجلا تقاضى رسول الله ﷺ فاعلظ له فهم به  
اصحابه فقال دعوه فان لصاحب الحق مقالا  
واشترواله بغيراً فاعطوه اياه وقالوا لا نجد

اس کی عمر سے زیادہ عمر کا ملتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا خرید کر کے دے دیا جائے۔ کیونکہ تم میں سے بہتر وہی ہے جو قرضہ کی ادائیگی اچھی طرح سے کرے۔

الافضل من سنه قال اشتروه فاعطوه اياه فان  
خيركم احسنكم قضاءً.....

## باب حسن التقاضي

ترجمہ۔ قرضہ کا تقاضا اچھی طرح کرنا چاہیئے

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے تھے ایک آدمی مر گیا تو اس سے کہا گیا کہ تو کیا کرتا رہا اس نے کہا میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا۔ والد اسے چشم پوشی کرتا اور تنگدست سے کمی کرتا تھا تو اس کی اس وجہ سے بغشش ہو گئی۔

حدیث (۲۲۲۴) حدثنا مسلم الخ عن  
حذيفة قال سمعت النبي ﷺ يقول مات رجل  
فقيل له قال كنت ابايع الناس فاتجوز عن الموسر  
واخفف عن المعسر فغفر له قال ابو مسعود  
سمعت من النبي ﷺ.....

## باب هل يعطى اكبر من سنه

ترجمہ۔ کیا قرضہ میں بڑے سن والادے سکتا ہے

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اونٹ کا تقاضا کرنے لگا۔ آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اونٹ دے دو۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کی عمر سے بڑی عمر کا اونٹ مل رہا ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ آپ مجھے پورا حق ادا کریں اللہ تعالیٰ آپ کو پورا بدلہ دے گا۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہی اونٹ افضل اسے دے دو کیونکہ لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو قرضہ کی ادائیگی اچھی طرح کرنے والا ہو۔

حدیث (۲۲۲۵) حدثنا مسدد الخ عن  
ابي هريرة ان رجلاً اتى النبي ﷺ يتقاضاه بعيراً  
فقال رسول الله ﷺ اعطوه فقالوا مانجد الاسنا  
افضل من سنه فقال الرجل اوفيتني اوفاك الله  
فقال رسول الله ﷺ اعطوه فان من خيار الناس  
احسنهم قضاءً.....

## باب حسن القضاء

ترجمہ۔ اچھی ادائیگی

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی کا جناب نبی اکرم ﷺ پر ایک معمر اونٹ کا قرضہ تھا پس اس نے آکر

حدیث (۲۲۲۶) حدثنا ابو نعیم الخ عن  
ابي هريرة قال كان لرجل على النبي ﷺ سن

من الابل فجاءه ۵ ینقاضه فقال النبی ﷺ اعطوه  
فطلبوا سننه فلم يجدوا له الاسنان فقهها فقال اعطوه  
فقال او فیتنی وفي الله بك قال النبی ﷺ ان  
خيارکم احسنکم قضاءً.....

آپ سے اس کا تقاضا شروع کر دیا آپ نے فرمایا کہ وہ اونٹ اسے  
دے دو تو انہوں نے اس عمر کا اونٹ تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکا  
البتہ اس سے بڑی عمر کا مل گیا آپ نے فرمایا یہی دے دو تو اس  
شخص نے کہا کہ آپ نے مجھے پورا حق دیا ہے اللہ تعالیٰ بھی آپ کو  
پورا ثواب دے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو ادائیگی اچھی طرح کرنے والے ہوں۔

حدیث (۲۲۲۷) حدثنا خلاد بن یحییٰ الخ  
عن جابر بن عبد اللہ قال اتیت النبی ﷺ وهو  
فی المسجد قال مسعرا راہ قال ضحیٰ فقال صل  
رکعتین وکان لی علیہ دین فقضانی وزادنی...

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ نے فرمایا کہ میں  
جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں چاشت کے وقت جب کہ  
آپ مسجد میں تھے حاضر ہوا۔ یہ قول مسعرا روای کا ہے۔ آپ نے  
فرمایا دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھو۔ میرا آپ پر قرضہ تھا  
پس آپ نے اسے ادا فرمادیا اور مجھے زیادہ ہی ادا فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ہل یعطی اکبر من سنہ ادائیگی قرضہ کی زیادتی کے متعلق وہم تھا کہ شاید سود ہو اس وہم کو  
دفع کرتے ہوئے فرمایا کہ سود تب ہو تا جب شرط لگائی جاتی یا ایسا دستور ہو تا لیکن اس نے اپنی طرف سے بغیر عرف اور شرط کے دیا ہے  
تو یہ منت اور احسان ہو گا سود نہیں ہے۔ جیسے قرض خواہ کی کوئی ضرورت پوری کر دی جائے۔ تو سود نہیں ہوتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ نے ایک مشہور اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ حدیث میں ہے  
الاسنا افضل من سنہ اس فضیلت میں دو احتمال ہیں۔ ایک تو وصف میں عمدہ ہونا۔ دوسرا مقدار میں زیادہ ہونا جس کی طرف امام بخاریؒ  
نے ہل استفہام کے لفظ سے اس پر تنبیہ فرمائی۔ ماحیہ حضرات فرماتے ہیں کہ اگر زیادہ مقدار یعنی عدد میں ہے تو ممنوع ہے اگر وصف میں  
ہے تو جائز ہے۔ اگر عقد میں زیادتی کی شرط ہے تو بالاتفاق حرام ہے۔

## باب اذا قضی دون حقہ

### او حللہ فہو جائز

ترجمہ۔ جب کسی کا حق اس سے کم ادا کرے  
یا اسے معاف کر دے تو جائز ہے۔

حدیث (۲۲۲۸) حدثنا عبدان الخ ان  
جابر بن عبد اللہ أخبرہ ان اباہ قتل یوم احد شهیدا

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ خبر دیتے ہیں کہ ان کے  
والد احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے اور ان کے ذمہ قرضہ تھا

وعلیه دین فاشتد الغرماء فی حقوقهم فاتیت النبی ﷺ فسألهم ان یقبلوا تمر حائطی ویحللوا ابی فابوا فلم یعطهم النبی ﷺ حائطی وقال سنعدوا علیک فعدا علینا حین اصبح فطاف فی النخل ودعا فی ثمرها بالبرکة فجددتها فقضیتهم وبقی لنا من ثمرها ....

قرض خواہ اپنے اپنے حقوق میں سخت تھے۔ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے ان سے مطالبہ کیا کہ میرے باغ کا پھل قبول کر لیں اور میرے باپ کو معاف کر دیں لیکن ان لوگوں نے انکار کیا۔ پس آپ نے بھی ان کو میرا باغ نہ دیا اور فرمایا کہ کل صبح سویرے ہم تمہارے پاس آئیں گے۔ چنانچہ آپ صبح سویرے ہمارے پاس تشریف لائے بھجوروں کے ارد گرد چکر لگایا اور ان کے پھلوں میں برکت کی دعا فرمائی چنانچہ میں نے پھلوں کو کاٹا اور ان کو قرضہ ادا کر دیا۔ اور ہمارے لئے ان کے پھل بیچ رہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ اذا قضی دون حقہ یہاں بھی ربوا کا وہم تھا۔ مثلاً کسی نے دس درہم قرضہ لیا پھر قرض خواہ آٹھ لینے پر راضی ہو جاتا ہے آٹھ کے بدلے آٹھ اور ہو گئے اب دو درہم دیون کے پاس بلا عوض رہ گئے یہی سود ہے اس کا دفعیہ کیا کہ جس طرح قرض خواہ کو سارا قرض معاف کر دینے کا حق ہے ایسے اگر دو درہم معاف کر دیئے تو اس کا بھی اس کو حق ہے یہ سود نہیں ہے یہ سقوط ہے ان یقبلوا تمر حائطی ویحللوا جب ہم قرضہ معاف کر دینے کا حق ہے تو کل قرضہ بھی معاف کر سکتا ہے۔ کیونکہ دونوں کے درمیان کوئی فارق نہیں۔ تو اب ترجمہ دونوں جزء کے اعتبار سے ثابت ہوا۔ دون حقہ اور بالکل معاف کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ تمام شرح نے صرف ترجمہ کے پہلے جزء کو ثابت کیا ہے دوسرے جزء کو ثابت کرنے کی کسی نے فکر نہیں کی۔ حضرت شیخ گنگوہی نے دونوں جزء سے مطابقت ثابت کر کے بہت عمدہ کام انجام دیا ہے۔

ترجمہ۔ جب قرضہ میں اولاً بدلہ کرے یا اندازے سے قرضہ ادا کرے ناپ تول نہ کرے تو یہ جائز ہے بھجور کے بدلے بھجور یا کوئی اور چیز ہو۔

**باب اذا قاص او جازفہ فی الدین**  
**تمرأ بتمر او غیرہ۔**

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ خبر دیتے ہیں کہ والد صاحب مرحوم وفات پا گئے اور ایک یہودی کا قرضہ تیس وسق چھوڑ گئے حضرت جابر نے اس سے مہلت طلب کی لیکن اس نے مہلت دینے سے انکار کر دیا۔ تو حضرت جابر بن عبد اللہ نے

حدیث (۲۲۲۹) حدثنا ابراہیم بن المنذر الخ عن جابر بن عبد اللہ انہ اخبرہ ان اباه توفی وترك علیہ ثلاثین وسقاً لرجل من الیہود فاستظرفہ جابر فابی ان ینظرہ فکلم جابر رسول اللہ ﷺ لیشفع لہ

اليه فجاء رسول الله ﷺ وكلم اليهودي لياخذ  
ثم نخله بالذی له فابی فدخل رسول الله ﷺ  
النخل فمشی فیہا ثم قال لجابر جد له فاوف له  
الذی له فجده بعد ما رجع رسول الله ﷺ فاوفاه  
ثلثین وسقاً وفضلت له سبعة عشر وسقاً فجاء  
جابر رسول الله ﷺ لیخبره بالذی کان فوجدہ  
یصلی العصر فلما انصرف اخبرہ بالفضل فقال  
اخبر ذلك ابن الخطاب فذهب جابر الی عمر  
فاخبرہ فقال له عمر لقد علمت حین مشی فیہا  
رسول الله ﷺ لیبارکن فیہا .....

حضور رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرنے کے لئے بات چیت کی  
تو جناب رسول اللہ ﷺ نے یہودی سے بات چیت کی کہ وہ اپنے  
قرضہ کے بدلے ان کی کھجوروں کا پھل لے لے۔ لیکن یہودی  
نے انکار کر دیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ کھجوروں کے باغ میں  
تشریف لے گئے۔ پس اس میں ٹہلنے لگے پھر حضرت جابرؓ سے  
فرمایا کہ ان کو کاٹ کر اس کو پورا پورا قرضہ ادا کر دو۔ چنانچہ جناب  
رسول اللہ ﷺ کی واپسی کے بعد کھجوروں کو کاٹا اور اسے تمیں  
دس سو پورے کر دئے بلکہ سترہ سو دس سو بھی گئے۔ پس حضرت  
جابرؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ  
اس واقعہ کی آپ کو اطلاع دیں۔ اتفاق سے آپ عصر کی نماز پڑھ  
رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے تو حضرت جابرؓ نے

اس زیادتی کی آپ کو اطلاع دی۔ تو آپؐ نے فرمایا حضرت عمر بن الخطابؓ کو بھی اس کی اطلاع کرو۔ چنانچہ حضرت جابرؓ نے جا کر حضرت عمرؓ کو  
اطلاع کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اس وقت ہی علم ہو گیا تھا جب آنحضرت ﷺ باغ میں چل رہے تھے کہ ضرور بالضرور اس میں  
برکت ہوگی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ تمر بتمر وغیرہ اگر قرض خواہ زیادتی دے تو بغیر شرط کے ہو۔ اگر کمی کر دے تو یہ اس کی  
طرف سے اسقاط ہوگا۔ پھر یہ ادائیگی جس کی جس سے ہو۔ یا بغیر جس کے دونوں جائز ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ دیگر معاوضات میں جو چیز جائز نہیں وہ ادائیگی قرضہ میں  
جائز ہے۔ دیکھئے رطب کی بیج تمر کے ساتھ جائز نہیں۔ سوائے عرایا کے لیکن اس جگہ آنحضرت ﷺ نے اسے جائز قرار دیا۔

اخبر ذلك ابن الخطاب حضرت عمرؓ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو یہودی پر بواغصہ تھا کہ آنحضرت ﷺ  
سفارش کیلئے اس کے پاس چل کر گئے لیکن وہ اپنا کچھ حق ساقط کرنے پر راضی نہ ہوا۔ اور حضرت عمرؓ کفار پر سخت تھے تو آپ آنحضرت ﷺ  
نے ان کو خبر بھجوائی تاکہ ان کا کچھ غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ اور مناسب یہ ہے کہ حضرت جابرؓ کی سب زوایات کا محمل یہ کہا جائے کہ آنحضرت  
ﷺ ان کے باغ کی طرف دومرتبہ تشریف لے گئے۔ ایک مرتبہ کھجوروں کاٹنے سے پہلے اور دوسری مرتبہ قرضہ پورا ادا کرنے کے بعد۔

حضرت عمرؓ کو خصوصی طور پر خبر دینے کا اس لئے حکم فرمایا کہ یا تو وہ اس معاملہ میں دخیل تھے یا وہی اول قصہ میں حاضر تھے۔ بلکہ بعض روایات میں صراحۃً ہے۔ فاذا رسول الله ﷺ فقال انطلق بنا حتى اطوف بنخلك پس اچانک جناب رسول الله ﷺ اور عمرؓ موجود تھے۔ آپؐ نے فرمایا ہمیں لے چلو تاکہ ہم تیرے باغ کا چکر لگائیں۔ اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں ہمراہ تھے۔ اور روایت کے آخر میں ہے فانطلق فاخبر ابا بکر وعمر یعنی جاؤ ابو بکرؓ اور عمرؓ دونوں کو اطلاع کر دو۔

**مما ينبغي الخ** حافظؒ نے ایک اور طریقہ سے روایات کو جمع کیا ہے کہ جس تمر کی ناپ جناب رسول الله ﷺ کی موجودگی میں ہوئی اس میں تو کوئی کمی نہیں آئی۔ اور جو ناپ آپؐ کے چلے جانے کے بعد ہوئی اس میں کمی آگئی اور بعض ڈھیریاں جن سے قرض خواہوں کو پورا قرضہ دیا گیا وہ آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں تھا۔ اور جس میں کمی آگئی وہ آپؐ کی عدم موجودگی میں ہوا۔ اور ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ قرضے مختلف نوع کے تھے۔ اور کھجوریں حضرت جابرؓ کی بھی مختلف تھیں۔ جن کو حضور انور ﷺ کے فرمان کے مطابق الگ الگ کر کے قرض خواہ کے قرضے اسی نوع سے ادا کئے گئے وہ تو پورے ہو گئے جن پر آنحضرت ﷺ پیٹھے تھے۔ اور جن پر نہیں پیٹھے ان میں کمی آگئی اس طرح روایات جمع ہو جائیں گی۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں

جس نے قرضہ سے پناہ مانگی۔

## باب من استعاذ من الدين

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ خبر دیتی ہیں کہ جناب رسول الله ﷺ نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تیرے ساتھ گناہ اور قرضہ کے اسباب سے پناہ مانگتا ہوں۔ کسی کہنے والے نے کہا یا رسول الله! یہ کیا وجہ ہے کہ آپؐ اکثر قرضہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا آدمی جب قرض لیتا ہے تو بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے۔ وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

حدیث (۲۲۳۰) حدثنا ابو اليمان الخ عن عائشةؓ اخبرته ان رسول الله ﷺ كان يدعو في الصلوة ويقول اللهم اني اعوذ بك من المأثم والمغرم فقال له قائل ما اكثر ما تستعيذ يا رسول الله من المغرم قال ان الرجل اذا غرم حدث فكذب ووعد فاخلف .....

**تشریح از قاسمیؒ**۔ مأثم اور معزم یا مصدر میمی ہیں۔ اثم اور عزيمة کے معنی میں۔ اور لمن بطلؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت

ﷺ نے ان ذرائع سے بھی پناہ مانگی ہے جو گناہ اور قرضہ کا باعث بنیں۔ ایک تو اس لئے کہ قرضہ جھوٹ اور وعدہ خلافی کا ذریعہ بنتا ہے۔ دوسرے اس میں ذلت ہے۔ کہ مدیون پر کئی طرح کی قیل و قال ہوتی ہے۔

## باب الصلوة علی ماترك ديناً

حدیث (۲۲۳۱) حدثنا ابو الوليد الخ  
عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال من ترك مالا  
فلورثته ومن ترك كلاً فالينا .....

ترجمہ۔ جو شخص قرضہ چھوڑ کر مرے اس کا جناہ پڑھنا کیسا ہے  
ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے  
روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص مال چھوڑ جائے وہ تو  
اس کے وارثوں کا حق ہے اور بوجھ اور قرضہ چھوڑ جائے وہ ہماری  
طرف ہے۔

حدیث (۲۲۳۲) حدثنا عبد الله بن محمد الع  
عن ابی هريرة ان النبی ﷺ قال ما من مؤمن  
الا وانا اولی به فی الدنيا والاخرة اقرؤ ان شئتم  
النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم فایما مؤمن  
مات وترك مالا فليورثه عصبته من كانوا من ترك  
ديناً او ضياعاً فليأتني فانا مولاه .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ہی ہر مؤمن کا دنیا اور آخرت  
میں ولی ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ ترجمہ آیت کہ نبی  
مؤمنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہے۔ پس جو مؤمن  
بھی مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو اس کے وارث اس کے قریبی  
رشتہ دار ہوں گے جو بھی ہوں اور جو شخص قرضہ چھوڑ گیا اور اہل  
دعیال چھوڑ گیا تو وہ میرے پاس آئیگا تو میں اس کا والی ہوں گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الصلوة علی من ترك ديناً شاید شیخ گنگوہیؒ اس باب سے تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ترجمہ  
بر محل نہیں ہے۔ اس کا محل تو کتاب الجنائز ہے۔ دوسرے روایت الباب میں صلوة کا ذکر نہیں ہے۔ میرے نزدیک بہترین توجیہ  
یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس میں ہے کہ من ترك الصلوة الخ اول الامر میں تھا۔ بعد میں من ترك كلاً  
فالينا۔ منہیں حدیث کا اتنا ہی حصہ ذکر کیا۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ فتوحات سے پہلے مدینوں کی نماز جنازہ  
نہیں پڑھتے تھے لیکن فتوحات کے بعد آپؐ ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ گویا کہ حدیث باب ناخ ہے۔

## باب مطل الغنی ظلم

حدیث (۲۲۳۳) حدثنا مسدد الخ انه  
سمع ابا هريرة يقول قال رسول الله ﷺ مطل  
الغنی ظلم .....

ترجمہ۔ مالدار آدمی کا ٹال منول کرنا زیادتی ہے

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مالدار کا ٹال منول کرنا زیادتی ہے۔



## باب لصاحب الحق مقال

ترجمہ۔ حق والے کو بولنے کا حق ہے

وذكر عن النبي ﷺ لي الواحد يحل  
عرضه وعقوبته قال سفيا ن عرضه يقول مطلتنى  
وعقوبته الحبس .....

ترجمہ۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ  
آپؐ نے فرمایا کہ مال رکھنے والے کی گردن ادائیگی سے موڑنا اسکی  
عزت اور عذاب دینے کو حلال کر دیتا ہے سفیان نے عرضہ کی  
تفسیر مطلتنی سے کی ہے اور عقوبۃ کے معنی قید کرنے کے ہیں

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا جناب نبی اکرم ﷺ  
کے پاس ایک آدمی آکر اپنے قرضہ کا تقاضا کرنے لگا جس میں  
اس نے سختی کی۔ جس پر صحابہ کرامؓ نے ایذا رسانی کا قصد کیا  
جس پر آپؐ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو۔ حق والے کو بولنے کا حق  
حاصل ہے۔

حدیث (۲۲۳۴) حدیثنا مسدد الخ عن ابی  
هريرة اتی النبی ﷺ زجل یتاقاضاه فاغلظه  
فهم به اصحابه فقال دعوه فان اصحاب الحق  
مقالاً .....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ عقوبۃ الحبس اس حبس سے مراد مدیون کو اپنی ضروریات سے روک دینا ہے کہ قرض خواہ  
اس کو چنار ہے گا۔ حبس سے قید کرنا مراد نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لی واحد کے معنی مطلق مال منول کرنا۔ اور واحد کے معنی غنی کے ہیں۔ سفیان جو شیوخ بخاری  
میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں عرضہ سے مراد ہے کہ کے مطلتنی حقی تو نے میرا حق روک رکھا ہے۔ وعقوبۃ ان یسجن او ینفوا  
من الارض یہی جس کرنا مراد لیا گیا ہے۔ اور ترجمہ کی مطابقت عرضہ سے لی گئی۔ کیونکہ سفیان نے اس کی تفسیر مطلتنی حقی سے  
کی ہے۔ یہی مقال ہے۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص اپنا مال کسی افلاس والے کے  
پاس پائے خواہ وہ بیع کے اندر ہو یا قرضہ میں یا امانت میں۔ پس وہ  
اس کا زیادہ حقدار ہے۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ جب کوئی  
مفلس قرار پائے اور خوب واضح ہو جائے تو نہ اس کا آزاد کرنا جائز  
ہے نہ اس کا بیچنا اور نہ ہی خرید کرنا جائز ہے۔ سعید بن مسیبؓ  
فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اس شخص کے بارے میں

باب اذا وجد ماله عند مفلس فی البیع  
والقرض والديعة فهو احق به وقال الحسن اذا  
افلس وتبين لم يجزعتقه ولا بيعه ولا شراؤه  
وقال سعيد بن المسيب قضی عثمان من اقتضى  
من حقه قبل ان يفلس فهو له ومن عرف متاعه  
بعينه فهو احق به -

فیصلہ فرمایا کہ جس شخص نے مفلس قرار پانے سے پہلے اپنے حق کا تقاضا کیا تو وہ اسی کا حقدار ہے۔ اور جس نے اپنا سامان بعینہ کسی کے پاس پہچان لیا تو وہ اس کا حقدار ہے۔

حدیث (۲۲۳۵) حدثنا احمد بن یونس الخ  
انه سمع ابا هريرة يقول قال رسول الله ﷺ اوقال  
سمعت رسول الله ﷺ يقول من ادرك ماله بعينه  
عند رجل او انسان قد افلس فهو احق به من غيره  
قا ابو عبد الله هذا الاسناد كلهم كانوا على القضاء  
يحيى بن سعيد الخ كلهم على المدينة .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بعینہ اپنا سامان کسی مرد یا انسان کے پاس پالیا۔ کہ وہ مفلس قرار پا چکا تھا۔ تو وہ دوسرے کی نسبت اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اس سند کے سب حضرات مدینہ کے قاضی تھے۔ یحییٰ بن سعید۔ ابوبکر بن محمد۔ عمر بن عبدالعزیز اور ابوبکر بن عبدالرحمن اور ابو ہریرہؓ سب کے سب مدینہ کے قاضی تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اذا افلس وتبين لم يجز عتقه احناف کے نزدیک یہ سب تصرفات صحیح ہیں۔ ایک تو متعاقدین اہل ہیں اور موہوب اور مبیع محل بیع ہے۔ لیکن ان کی مالیت کا کوئی مستحق نکل آیا یہ سب محمود فتح ہو جائیں گے۔ البتہ عتق فسخ کو قبول نہیں کرے گا بلکہ وہ غلام آزاد ہو جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ وتبين سے اشارہ ہے کہ حکم حاکم سے پہلے تصرف منع نہیں ہے۔ البتہ حق کا محل ہے۔ لیکن اگر قرضے نے سارے مال کا احاطہ کر لیا تو نہ حق نافذ ہو گا نہ بیہ اور نہ کوئی دوسرے حیرات نافذ ہوں گے۔ اور بیع و شراء بھی علماء کے قول کے مطابق صحیح ہے کہ نافذ نہیں ہوں گے۔ البتہ اگر قرضہ پورا کرنے کے لئے ضامن بن جائے تو وہ نافذ ہوگی۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابراہیم نخعیؒ کا معارضہ کرتے ہوئے حضرت حسن بصریؒ کے اثر سے مجور کی بیع اور شراء کو جائز قرار دیا ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مجور کے تصرفات صحیح نہیں ہیں۔ احناف کے نزدیک جس غلام کو حکم حاکم کے ذریعہ تصرفات سے روک دیا گیا ہو۔ سفید اور بے وقوف کی طرح اس کے تصرفات صحیح نہیں ہوں گے۔ البتہ اگر کوئی چیز خرید کر لے یا قرضہ لے یا ضامن بنے تو ان صورتوں میں اس کا تصرف اسلئے جائز ہے کہ وہ ذمہ داری لے رہا ہے۔ ممانعت مال سے ہے ذمہ داری سے نہیں ہے۔

لا يقبل العتق الانفساخ الخ چنانچہ اگر سفید اور صبی نے غلام کو آزاد کر دیا تو صاحبین کے نزدیک عتق نافذ ہوگا۔ امام شافعیؒ کے نزدیک نافذ نہیں ہوگا کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ جن امور میں ہزل (ہنسی مذاق) اثر انداز ہے حجر بھی اثر انداز ہوگا جس پر ہزل مؤثر نہیں رہا حجر بھی مؤثر نہیں اور عتق کے اندر ہزل مؤثر نہیں۔ طلاق۔ نکاح اور عتق میں ہزل کا کوئی اثر نہیں۔ ثلث جدہن جدوہن لهن جد۔ نکاح۔ طلاق۔ اور عتق جب صاحبین کے نزدیک عتق صحیح ہو تو عبد اپنی قیمت کے بارے میں سعی کریگا چونکہ عتق کی وجہ

رہے۔ لہذا قیمت واپس کرنا ضروری ہوگا۔

تشریح از قاسمی۔ امام بخاریؒ نے قرض اور ودیعت کو دین میں اس لئے داخل کیا کہ حدیث مطلق ہے یا اس وجہ سے کہ حکم

آگے چہرے میں وارد ہوا تو یہ حکم قرض اور ودیعت میں بطریق اولیٰ ہوگا۔

تبیین ای ظہر افلاسه عند الحاکم فلا یجوز عتقه اور یہ قید اس لئے لگائی کہ اگر حاکم کے نزدیک اس کا افلاس ظاہر نہ ہو تو پھر وہ سب تصرفات کر سکتا ہے۔ تبیین کے وقت ابراہیم نخعیؒ کے نزدیک محجور کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک بیع جائز نہیں ہے البتہ قرض ادا کرنے کے لئے بیع جائز ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک موقوف ہے۔ محجور کا اقرار جمہور کے نزدیک قابل قبول ہے۔

فہو احق بہ من غیرہ ائمہ ثلاثہ ظاہر حدیث کی طرف جاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی مفلس قرار پائے اور اس کے پاس خرید شدہ مال ہے جو بعینہ موجود ہے تو غرماء یعنی دیگر قرض خواہوں کی محبت یہ صاحب مال زیادہ حق دار ہے۔ علماء احنافؒ اور ابراہیم نخعیؒ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس مال کا بیچنے والا بھی دیگر غرماء کے ساتھ اس مال میں برابر کا شریک ہے۔ امام طحاویؒ نے حدیث باب کا جواب دیا ہے کہ من ادرك ماله بعینہ حدیث میں ہے اب بیع اس کا بعینہ مال نہیں رہا۔ کیونکہ تبدیل ملک سے تبدیل عین ہو جاتا ہے۔ البتہ مال بعینہ کا اطلاق غصب شدہ عاریت والا مال اور ودیعتوں پر ہوگا۔ کیونکہ ان میں تبدیل ملک نہیں ہے۔ اور حضرت سمرقہؒ کی مرفوع حدیث ہے کہ من سرق له متاع او ضاع له متاع فوجدہ عند رجل بعینہ فہو احق بعینہ ویرجع المشتري علی البائع بالثمن یعنی جس شخص کا مال چوری ہو گیا یا کسی طرح ضائع ہو گیا وہ مال اس نے بعینہ کسی کے پاس پایا تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے مشتری بائع سے ثمن واپس لے۔

**باب من اخرا الغريم الى الغد**

**او نحوه ولم ير ذلك**

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے قرض خواہ کو کل یا اس کی طرح مدت تک کی مہلت لی

ترجمہ۔ تو یہ مطل یعنی مال منول میں داخل نہیں ہے چنانچہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ کے قرضے کے بارے میں قرض خواہوں کا اپنے حقوق کے بارے میں تقاضا سخت ہوا حضور اکرم ﷺ نے ان سے سفارش کی کہ وہ میرے باغ کے پھل کو قبول کر لیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ تو آپؐ نے نہ تو باغ ان کو دیا اور نہ ہی اس کے پھل ان کو توڑ کر دینے

مطلا وقال جابر اشتد الغرماء في حقوقهم

فی دین ابی فسالہم النبی ﷺ ان یقبلوا ثمر حائطی

فابوا فلم یعطہم الحائط ولم یکسرہ لہم قال

اغدوا علیک غذا فغذا علینا حین اصبح فدعا

ثم دعا بالکة فقضیتہم .....

توڑ کر دیئے۔ بلکہ فرمایا کہ میں کل صبح سویرے اؤں گا۔ تو جب صبح کو آپ سویرے تشریف لائے تو باغ کے پھلوں میں برکت کی دعا کی تو میں نے ان کا قرضہ پورا کر دیا۔

ترجمہ۔ جس شخص نے مفلس کا مال یا فقیر کا مال بیچ کر اسے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا یا اسی کو دے دیا کہ وہ اپنی ذات پر خرچ کرے۔

باب من باع مال المفلس والمعدم  
فقسمه بين الغرماء او اعطاه حتى ينفق  
على نفسه۔

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ایک آدمی نے اپنا مدبر غلام آزاد کر دیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون اسے مجھ سے خرید کرے گا تو حضرت نعیم بن عبد اللہ نے اسے خرید کر لیا۔ حضور ﷺ نے اس کی قیمت وصول کر کے اسی کو واپس کر دی۔

حدیث (۲۲۳۶) حدثنا مسدد الخ عن  
جابر بن عبد اللہ قال اعتق رجل غلاما له عن دبر  
فقال النبی ﷺ من يشتريه مني فاشتره نعیم بن  
عبد اللہ فاخذ ثمنه فدفعه اليه ....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - مفلس سے مراد مفلس ہے جس پر معدوم قرینہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - شیخ گنگوہیؒ نے تبیہ فرمائی کہ مفلس بفتح اللام ہے جو تفلیس سے مشتق ہے۔

فقسمه بين الغرماء سے شیخ نے فتویٰ دیا کہ اس زمانہ میں مفلس کا مال بیچ کر غرماء میں تقسیم کر دیا جائے۔ ان بطلان فرماتے ہیں کہ حدیث سے ترجمہ کے معنی نہیں سمجھے جاتے اس لئے کہ جس نے غلام مدبر کیا تھا اس کے پاس اس غلام کے سوا کوئی اور مال نہیں تھا اور اس میں یہ بھی نہیں کہ اس پر قرضہ تھا۔ اور آپ نے اسے اس لئے بیچا کہ کہیں وہ اپنے سارے مال کا صدقہ کر کے محتاج نہ رہ جائے۔ ابن المنذر نے جواب دیا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ مقروض ہو اور مقروض کا مال امام خود تقسیم کر دے یا مدیون کو دے تاکہ وہ تقسیم کر دے دونوں تقدیر پر جب وہ اپنے حق کے لئے بیچ سکتا ہے تو غرماء کے لئے بطریق اولیٰ بیچنا اور تقسیم کرنا جائز ہوگا۔ اور حافظ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ ہے کہ ترجمہ لف ونشر ہے۔ یا تقدیر عبادت یوں ہے کہ من باع مال المفلس فقسمه بين الغرماء ومن باع مال المعدم فاعطاه حتى ينفق على نفسه تو دو دونوں جگہ تلوّج کے لئے ہوگا۔ اور حضرت جابرؓ کے قصہ میں بعض روایات میں ہے انہ کان علیہ دین کہ اس پر قرضہ تھا۔ اور نسا کی روایت میں ہے کہ غلام بیچ کر اور آٹھ سو درہم لے کر آپ نے اس کے مولیٰ سے فرمایا انفقہ علی عیالک کہ اسے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو تو اس طرح ترجمہ کے دونوں جز ثابت ہو گئے۔

## باب اذا اقرضه الى اجل مسمى واجله في البيع-

ترجمہ۔ جب کسی قرضہ کو مدت مقررہ تک قرضہ دے یا بیع کے اندر ثمن کی مہلت دے دے۔

وقال ابن عمر في القرض الى اجل لا باس به  
وان اعطى افضل من دراهمه مالم يشترط وقال  
عطاء وعمر بن دينار هو الى اجله في القرض وقال  
الليث الخ عن ابى هريرة عن رسول الله ﷺ  
انه ذكر رجلا من م بنى اسرائيل سال بعض بنى  
اسرائيل ان يسلفه فدفعها اليه الى اجل مسمى  
فذكر الحديث .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے ایک مدت تک قرض لینے کے بارے میں فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگرچہ اس کو اپنے دراہم سے افضل دیا جائے۔ بشرطیکہ شرط نہ لگائے عطاء اور عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ وہ قرضہ اس مدت تک ہوگا حضرت لیثؓ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر فرمایا جس نے کسی اسرائیلی سے قرضہ لیا تو اس نے وہ قرضہ مدت مقررہ تک اسے واپس کر دیا۔ پھر حدیث ذکر فرمائی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اذا اقرضه الى اجل مسمى چونکہ اجل کو بھی مبیع کے ساتھ ایک قسم کی مشابہت ہے تو اس طرح بلا عوض ایک طرف زیادتی لازم آئے گی جو مکروہ ہے۔ اس کا دفعیہ فرمایا کہ اجل ہمارے نزدیک قرض میں لازم نہیں ہے قرض خواہ کو حق حاصل ہے کہ وہ مدت سے پہلے مطالبہ کرے۔ زیادہ سے زیادہ خلاف وعدہ ہو گا ورنہ صاحب حق کو حق کے مطالبہ کا حق پہنچتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے اس باب سے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ آیا قرض اور دین میں مدت مقرر کرنا لازم ہے۔ احنافؒ کے نزدیک لازم نہیں ہے۔ اس لئے شیخؒ نے اس پر متنبہ فرمایا۔ ان الاجل غیر لازم الخ۔ بیع الی اجل تو بالاتفاق جائز ہے۔ البتہ قرض کے بارے میں اختلاف ہے۔ اکثر جائز فرماتے ہیں۔ امام شافعیؒ منع کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ خواہ قرض الی اجل ہو۔ اور غیر اجل لہ ہو۔ قرض خواہ جب چاہے وہ اپنا قرض لے سکتا ہے۔ عاریت و دیعہ وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ قبل اجل مطالبہ نہ کرے۔ اور دوسرا مسئلہ بیع کے اندر ثمن کی ادائیگی کے لئے مدت مقرر کرنا ہے۔ اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے مدت سے پہلے نہیں لے سکتا۔

## باب الشفاعة فی وضع الدین

## ترجمہ۔ قرضہ معاف کرنے میں سفارش کرنا

حدیث (۲۲۳۷) حدثنا موسى بن جابر

قال اصيب عبد الله وترك عيالا ودينا فطلبت الي  
اصحاب الدين ان يضعوا بعضا من دينه فابوا  
فاتيت النبي ﷺ فاستشفعت به عليهم فابوا فقال  
صنف تمر ك كل شئ منه على حدة عذق ابن  
زيد على حدة واللين على حدة والعجوة على  
حدة ثم احضرهم حتى اتيتك ففعلت ثم جاء  
صلى الله عليه وسلم فقعده عليه و كال بكل رجل  
حتى استوفى وبقي التمر كما هو كانه لم يمسن  
وغزوت مع النبي ﷺ على ناضح لنا ازحف  
الجمل فتخلف على فوكره النبي ﷺ من خلفه  
قال بعنيه ولك ظهره الى المدينة فلما دنونا  
استاذنت قلت يا رسول الله انى حديث عهد  
بعرس قال ﷺ فما تزوجت بكر ام ثيبا قلت ثيبا  
اصيب عبد الله وترك جوارى صغارا فتزوجت  
ثيبا تعلمهن وتؤدبهن ثم قال انت اهلك فقدمت  
فاخبرت خالى ببيع الجمل فلامنى فاخبرته  
باعياء الجمل وبالذى كان من النبي ﷺ وو كذه  
اياه فلما قدم النبي ﷺ غدوت اليه بالجمل  
فاعطاني ثمن الجمل والجمل وسهمى مع القوم

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد  
حضرت عبد اللہؓ شہید ہو گئے۔ اور اہل و عیال اور قرضہ چھوڑ گئے  
میں نے قرض خواہوں سے استدعاء کی کہ کچھ قرضہ معاف  
کر دیں پس انہوں نے انکار کیا۔ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی  
خدمت میں حاضر ہوا کہ آپؐ اس بارے میں ان سے سفارش  
فرمائیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا تو آپؐ نے فرمایا اپنی کھجوروں  
کی ہر قسم کو الگ الگ ڈھیریاں بنادو۔ عذق بن زید اچھی کھجور  
علیحدہ رکھو۔ لین روڑی کھجور الگ رکھو۔ اور عجوة عمدہ کھجور  
الگ رکھو۔ پھر ان قرض خواہوں کو حاضر کرو۔ یہاں تک کہ میں  
تمہارے پاس آ جاؤں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا۔ پھر حضور انور  
ﷺ آ کر اس ڈھیری پر بیٹھ گئے اور ہر آدمی کیلئے پانچ شروع کر دیا  
یہاں تک کہ قرضہ پورا ادا کر دیا۔ اور کھجور جیسے تھی ویسے باقی  
رہ گئی گو یا کہ کسی نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا اور میں آپؐ کے ساتھ  
ایک جہاد میں ایک ایسے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر گیا جس سے  
آب کشی کا کام لیتے تھے وہ تھک گیا حضور ﷺ نے میرے پیچھے آ کر  
اسے پیچھے سے لاٹھی ماری۔ فرمایا اس کو میرے پاس بچ دو۔ البتہ  
مدینہ تک سواری کر سکتے ہو۔ پس جب ہم مدینہ کے قریب پہنچ  
گئے تو میں نے اجازت طلب کی کہ میں نے نئی نئی شادی کی ہے  
اس لئے دلن کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے پوچھا کس سے  
شادی کی ہے کنواری سے یا بیوہ سے۔ میں نے عرض کیا بیوہ سے  
اس لئے کہ میرے باپ عبد اللہؓ شہید ہو گئے اور چھوٹی چھوٹی  
چچیاں چھوڑ گئے۔ اس لئے میں نے بیوہ سے شادی کی تاکہ وہ ان کو  
تعلیم بھی دے اور ادب سکھائے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اچھا

اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ۔ میں نے گھر آکر اپنے ماموں کو اونٹ کے بیچنے کی اطلاع دی۔ جنہوں نے بیچنے پر مجھے ملامت کی تو میں نے اپنے اونٹ کے تھک جانے اور جو کچھ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے پیش آیا تھا اور آپ کا اس کو لائٹھی مارنا ان سب کے متعلق بتلایا۔ پس جب آپ نبی اکرم ﷺ مدینہ پہنچے تو میں اونٹ لے کر صبح سویرے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اونٹ کی قیمت بھی وے دی اور اونٹ بھی دے دیا۔ اور غنیمت کا جو حصہ قوم کے ساتھ میرا بیٹا تھا وہ بھی مجھے دے دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فلا منی الخ ملامت اس لئے کی کہ یہ لوگ کھیتی باڑی والے تھے۔ اوبانوں والے تھے جن کا اونٹ کے بغیر گزراہ نہیں چل سکتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بایں ہمہ ان کا یہی ایک ہی اونٹ تھا جس کی ان کو خود ضرورت تھی۔ اور بقول علامہ عینیؒ یا اس پر ملامت کی کہ ہبہ کیوں نہ کر دیا جمع نہ کرتے۔ اور تیسرا قول یہ بھی ہے کہ ان کا خالو متہم بالنفاق تھا۔ اس لئے ملامت کی۔ واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ۔ باب ان چیزوں کے بارے میں جن سے مال کو ضائع کرنے سے روکا گیا ہے۔

## باب ما ينهى عن اضاعه المال

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتے۔ اور فساد کی لوگوں کے عمل کو ٹھیک نہیں کرتے اور فرمایا کہ تیری نمازی حکم کرتی ہے کہ ہم ان باتوں کی پوجا چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔ یا یہ کہ ہم اپنے اموال میں جو کچھ چاہیں کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے وقوفوں کو اپنا مال نہ دیا کرو۔ اور اس بارے میں ممانعت اور یہ کہ دھوکہ دہی سے روکا گیا ہے۔

وقول الله تعالى والله لا يحب الفساد ولا يصلح عمل المفسدين وقال اصلوتك تامرک ان تترك ما يعبداءنا وان نفعل في اموالنا منشاء وقال ولا تؤتو السفهاء اموالکم والحجر فی ذلك وما ينهى عن الخداع .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ خرید و فروخت میں میرے سے دھوکہ کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا جب تم کسی کے ساتھ سودا کرو تو کہو بھائی دھوکہ نہ کرنا پس وہ یہی کہتا تھا

حدیث (۲۲۳۸) حدثنا ابو نعیم الخ سمعت ابن عمرؓ قال قال رجل للنبی ﷺ انی اخدع فی البیوع فقال اذا بايعت فقل لا خلابه فکان الرجل یقوله ....

حدیث (۲۲۳۹) حدثنا عثمان الخ عن  
المغيرة بن شعبة قال قال النبي ﷺ ان الله  
حرم عليكم عقوق الامهات وواد البنات ومنع  
وهات وكره لكم قيل وقال وكثرة السؤال  
واضاعة المال .....

ترجمہ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ جناب  
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تین چیزیں حرام  
کی ہیں ماؤں کی نافرمانی۔ چیوں کا زندہ درگور کر دینا اور جس چیز کا  
دیننا ضروری ہے اس کو روک لینا۔ اور جس چیز کا لینا تمہارے لئے  
جائز نہیں اس کو طلب کرنا حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے  
لئے بے ہودہ باتوں کو اور بہت سوال کرنے کو اور مال کے ضائع  
کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اصلو تک تامرک الخ شعیب علیہ السلام کی قوم نے پورا نا پنے اور پورا تولنے کو ضائع کرنا شہر کیا  
اور اسے قبیح جانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ ان لوگوں نے خصوصاً ناپ تول کے پورا کرنے کو اضاعتہ شمار کیا۔ حالانکہ وہ نبی میں داخل نہیں  
ویسے ہر طرح کے مال کا ضائع کرنا شرعاً ممانوع ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ عام مفسرین تو یہ فرماتے ہیں حضرت شعیب علیہ السلام ان کو افساد مال سے روکتے تھے۔ وہ لوگ  
کہتے تھے ہمارا مال ہے چاہے ہم اس کی حفاظت کریں چاہے پھینک دیں تمہیں کیا۔ لیکن حضرت شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ کی تائید صاحب جمل  
سے ہوتی ہے۔ او بمعنی واؤ کے ہے کہ یہ لف نشر مرتب ہے۔ ان تترك سے اعبدوا اللہ کا رد کیا اور ان نفعل سے لاتنقصوا المکیال  
والمیزان کا رد کیا۔ ترك تطفیف ربخس پر ان کی قوم کو عذاب ہوا۔ تو ان کا ناجائز طریقوں سے مال میں تصرف کرنا اضاعتہ مال ہے۔  
نیز امام بخاریؒ نے ترجمہ میں والحجر فی ذلك ذکر فرمایا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ بالجرح۔ والحجر کا عطف اضاعتہ المال پر  
ہے۔ ای السنہ اور حجر کی کئی اقسام ہیں۔ کبھی صغر کی وجہ سے ممانعت ہوتی ہے۔ کبھی جنون کی وجہ سے اور کبھی بڑے تصرف کی وجہ سے۔  
مثلاً عقل کم ہے یا دین میں کمی ہے۔ اور کبھی افلاس کی وجہ سے تصرفات بند کر دیئے جاتے ہیں تو سفیہ وہ ہوا جو اپنی سوء تدبیر سے مال کو ضائع  
کر دے۔ امہ ثلاثہؓ تو سفاهت کی وجہ سے حجر کے قائل ہیں۔ لیکن حضرت ابو حنیفہؒ۔ امام زفرؒ اور ابو ابراہیمؒ غنیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ سفاهت  
کی وجہ سے ممانعت نہیں کی جائے گی۔ جیسا کہ ابن عمرؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اسے فرمایا کہ اذا بايعت فقل لا خلا بته  
لیکن اسے تصرفات سے نہیں روکا۔ بہت ممکن ہے کہ امام بخاریؒ کا میلان مسئلہ حجر میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی طرف ہو۔ کیونکہ ترجمہ  
والحجر فی ذلك فرما کر ترجمہ میں اس کا کوئی حکم بیان نہیں کیا۔ اور اس میں لا خلا بته والی روایت لائے ہیں جو امام ابو حنیفہؒ کا مستدل ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوگی کہ جب وہ شخص بیوع میں دھوکہ کھا جاتا تھا یہ اضاعتہ المال ہوئی۔



## باب العبد راع فی مال سیدہ ولا یعمل الا باذنہ -

ترجمہ۔ غلام اپنے آقا کا نگران ہے اس کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی عمل نہ کرے

حدیث (۲۲۴۰) حدثنا ابو الیمان الخ  
عن عبد الله بن عمر انه سمع رسول الله ﷺ  
يقول كلکم راع وهو مسئول عن رعیتہ والرجل  
فی اہلہ راع وهو مسئول عن رعیتہ والمرأة فی  
بیت زوجها راعیة وهی مسئولة عن رعیتها  
والخادم فی مال سیدہ راع وهو مسئول عن  
رعیتہ قال فسمعت هؤلاء من رسول الله ﷺ  
واحسب النبی ﷺ قال والرجل فی مال ابیہ  
راع وهو مسئول عن رعیتہ فکلکم راع وکلکم  
مسئول عن رعیتہ .....

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں سے ہر شخص امانت دار ہے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ امام و حاکم بھی محافظ ہے۔ اس سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔ مرد اپنے گھر کا حاکم ہے اس سے اپنی رعیت کے متعلق سوال ہوگا عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ اس سے اپنی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ اور خدمت گزار (نوکر) اپنے سردار کے مال میں نگران ہے۔ اس سے اپنی نگرانی کے متعلق سوال ہوگا فرمایا کہ ان سب کے متعلق تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا اور میرا گمان یہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے باپ کے مال کا محافظ ہے۔ اس سے اپنی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ پس تم میں سے ہر شخص حاکم ہے ہر ایک سے اپنی رعایا کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔

تشریح از قاسمیؒ - رعیت ہر اس شے کو شامل ہے جس کی حفاظت نگرانی والے کے سپرد ہے۔ حتیٰ کہ انسان اپنے اعضاء

اور جوارج کا بھی محافظ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

# کتاب فی الخصومات

ترجمہ۔ یہ کتاب جھگڑوں کے بارے میں ہے

ترجمہ۔ یہ باب جوئے خانے کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے اور جھگڑا مسلمان اور یہودی کے درمیان۔

باب ما یدکر فی الاشخاص  
والخصومة بین المسلم والیهود

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے سنا کہ وہ آیت پڑھ رہا تھا۔ جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے خلاف سنی تھی تو میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ پس آپؐ نے فرمایا تم دونوں اچھا کام کرنے والے ہو۔ اور شعبہ فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اختلاف نہ کیا کرو بے شک تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تو ہلاک ہو گئے۔

حدیث (۲۲۴۱) حدثنا ابو الولید الخ انه سمع عبد الله يقول سمعت رجلاً قرأ اية سمعت من النبي ﷺ خلافها فاخذت بيده فاتيت به رسول الله ﷺ فقال كلاكما محسن قال شعبة اظنه قال لا تختلفوا فان كان قبلكم اختلافوا فهلكوا.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دو آدمی ایک دوسرے کو گالی دینے لگے۔ ایک آدمی مسلمان تھا دوسرا یہودی مسلمان نے کہا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو

حدیث (۲۲۴۲) حدثنا يحيى بن قزعة عن ابى هريرة قال استب رجلان من المسلمين ورجل من اليهود قال المسلم والذي اصطفى

جہان والوں پر چن لیا۔ یہودی کہنے لگا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو تمام جانوں پر چن لیا۔ اس وقت مسلمان نے ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے چہرہ پر تھپڑ مار دیا۔ تو یہودی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں چلا گیا۔ اور جو معاملہ اس کے اور مسلمان کے درمیان ہوا تھا اس کی آپ کو خبر دی۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے مسلمان کو بلا کر اس بارے میں پوچھا تو اس نے آپ کو بتلایا جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔ اس لئے کہ لوگ قیامت کے دن بے ہوش ہوں گے۔ میں بھی ان کے ہمراہ بے ہوش ہوں گا پس سب لوگوں سے پہلے مجھے ہی افاقہ ہو گا۔ تو کیا دیکھوں گا کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش الہی کے کنارے کو پکڑے ہوئے ہیں۔ نامعلوم وہ بے ہوش ہونے والوں میں تھے اور میرے سے پہلے انہیں افاقہ ہو گیا۔ یا ان لوگوں میں تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کر دیا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ اس اثنا میں کہ جناب رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک یہودی آگیا اس نے کہا اے ابوالقاسم ﷺ آپ کے صحابہؓ میں سے ایک نے مجھے چہرہ پر مارا ہے۔ فرمایا کون تھا اس نے کہا کہ وہ انصار کا ایک آدمی تھا فرمایا اس کو بلاؤ چنانچہ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کو مارا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت! میں نے بازار میں سنا کہ وہ قسم کھا رہا تھا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر چن لیا ہے۔ میں نے کہا او خبیث! محمد مصطفیٰ ﷺ پر بھی۔ پس غصہ میں انکر میں نے اسے مارا ہے تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے درمیان مجھے ترجیح نہ دیا کرو۔ کیونکہ قیامت کے دن جب لوگ

محمد اعلیٰ العالمین فقال الیہودی والذی اصطفیٰ موسیٰ علی العلمین فرفع المسلم یدہ عند ذلک فلطم وجہ الیہودی فذهب الیہودی الی النبی ﷺ فاخبرہ بماکان من امرہ وامر المسلم فدعا النبی ﷺ فسالہ عن ذلک فاخبرہ فقال النبی ﷺ لا تخیرونی علی موسیٰ فان الناس یضعقون یوم القیامۃ فاصعق معہم فاکون اول من یفیک فاذاموسیٰ باطش جانب العرش فلادری اکان فیمن صعق فافاق قلبی او کان ممن استثنی اللہ۔

حدیث (۲۴۴۳) حدثنا موسی بن اسمعیل الخ عن عن ابی سعید الخدری قال بینما رسول اللہ ﷺ جالس جاء یودی فقال یا ابالقاسم ضرب وجهی رجل من اصحابک فقال من کان رجل من الانصار قال ادعوه فقال اضربته قال سمعته بالسوق یحلف والذی اصطفیٰ موسی علی البشر قلت ای خبیث علی محمد ﷺ فاخذتني غضبۃ ضربت وجهہ فقال النبی ﷺ لا تخیروا بین الانبیاء فان الناس یضعقون یوم القیامۃ فاکون اول من تنشق عنه الارض فاذا اناب موسی اخذ

بقائمة من قوائم العرش فلاادری اکان فیمن  
صعق ام حوسب بصعقة الاولى .....  
بے ہوش ہوں گے پہلا شخص جس سے زمین پھٹ جائے گی وہ  
میں ہوں گا۔ پس کیا دیکھوں گا کہ اچانک موسیٰ علیہ السلام

عرش الہی کے پایوں میں سے ایک پائے کو پکڑے ہوئے ہیں۔ پس مجھے معلوم نہیں کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے یا پہلی  
بے ہوشی کا انہیں بدلہ دیا گیا۔

حدیث (۲۲۴۴) حدثنا موسیٰ النخ عن  
انسؓ ان یهود یارض رأس جاریة بین حجرین  
قیل من فعل هذا بك افلان افلان حتی سمی  
الیهود فاومت براسها فاخذ الیهودی فاعترف  
فامر به النبی ﷺ فرض رأسه بین حجرین ....  
ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے  
دو پتھروں کے درمیان رکھ کر ایک باندی کا سر کچل دیا۔ پس  
اس سے پوچھا گیا کہ کیا تیرے ساتھ یہ کام فلان نے کیا ہے  
فلان نے کیا ہے۔ حتیٰ کہ اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے  
سر سے اشارہ کیا۔ چنانچہ یہودی کو پکڑا گیا تو اس نے اقرار کر لیا  
پس جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو دو پتھروں  
کے درمیان اس کا سر کچل دیا گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فاتبت النخ یہ محل ترجمہ ہے کیونکہ یہ اس میں مخالف کو لے جایا گیا۔ فداء النبی ﷺ یہ جملہ  
محل ترجمہ ہے۔ کیونکہ اس جگہ سے خصم کو لے جایا گیا۔ اور اس میں مسلمان اور یہودی کے جھگڑے کا ذکر بھی ہے۔ نیز روایت اس مسئلہ پر  
بھی دلالت کرتی ہے۔ کہ جب تک کوئی تخصیص کا قرینہ نہ ہو تو لفظ عام کو اپنے عموم پر ہی رکھا جائے گا۔ اگرچہ عام مخصوص البعض کیوں  
نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مسلمان آدمی کی فہم کو رد فرمادیا جو یہودی کے قول سے عام بھر مراد لے رہے تھے۔ کہ  
اس کا قول بھر کے جمیع افراد کو شامل ہے۔ البتہ آپؐ نے ایک تاویل کا دروازہ کھول دیا۔ کہ قطع نزاع کرنے کے لئے آپؐ نے فرمایا کہ تم نے  
فضیلت کو فضیلت جزئیہ پر کیوں محمول نہیں کیا۔ فضیلت کلیہ پر کیوں محمول کر دیا۔ اگر ایسا ہوتا تو جھگڑا کھڑا نہ ہوتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لفظ عام کا حکم اپنے جمیع  
افراد کو قطعی شامل ہوگا۔ قطعاً امام شافعیؒ کا رد ہے۔ کہ وہ عام کو ظنی قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ کوئی عام ایسا نہیں جس سے بعض  
افراد کو خاص نہ کر دیا ہو۔ تو اس طرح احتمال ہے کہ بعض افراد بھی خاص کر لئے جائیں۔ اس لئے عام قطعی نہیں ظنی ہوگا۔ لیکن احنافؒ  
فرماتے ہیں کہ یہ احتمال بغیر دلیل کے پیدا ہونے والا ہے۔ اس لئے کہ اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ اور جو بعض افراد خاص ہو گئے تو یہ احتمال ناشی  
بالدلیل ہوگا تو وہ معتبر ہوگا۔ تو احنافؒ کے نزدیک عام خاص کے مساوی ہو کر قطعی ہوگا۔

تشریح از قاسمی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ محل ترجمہ لاتحتلفوا ہے۔ کیونکہ اختلاف موجب ہلاکت ہے۔ اور یہ اشد الخصام ہے لیکن حافظؒ فرماتے ہیں فاخذت ببیدہ واتیت بہ الخ ہے کیونکہ اس میں خصومت بھی ہے۔ اور لے کر جانا بھی ہے جسے اشخاص کہتے ہیں۔

رجل من المسلمین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت ابو کر صدیقؓ تھے۔ چنانچہ جامع سفیان میں ہے الرجل الذی لطم الیہودی ہو ابو بکر الصدیقؓ۔ لاتخیرونی بمعنی لاتفضلونی اگر اشکال ہو کہ یہ ممانعت کیسی ہے۔ حالانکہ آپؐ تو افضل الانبیاء بلکہ افضل کائنات ہیں۔ تو اس کے کئی جواب دیئے گئے ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ یہ علم بالا فضلیت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ ایسی فضیلت نہ دو جس سے دوسرے انبیاء کی توہین ہوتی ہو۔ تیسرا یہ ہے کہ ایسی تفصیل نہ دو جو موجب خصومت بن جائے اور چوتھا جواب یہ ہے کہ آپؐ کا یہ ارشاد تو اضعا تھا۔ کبر و عجب کی نفی کے لئے تھا۔ پانچواں جواب یہ ہے کہ نفس نبوت میں کوئی فضیلت نہیں البتہ ذوات الانبیاء میں فضیلت ثابت ہے۔ تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض الاية اگر سوال ہو کہ حضرت ابو سعیدؓ کی روایت میں حوسب بالصفقة الاولى ہے تو کہا جائے گا کہ یہ تینوں احتمال ہیں۔ افاقہ۔ استثناء۔ اور محاسبہ۔

رض راسہ بین حجرین یہ قصاص جس کے قاتل ائمہ ثلاثہ اور دیگر حضرات ہیں لیکن امام ابو حنیفہؒ اور ان کے ہم مسلک فرماتے ہیں کہ لا قود الا بالسیف کہ قصاص صرف تلوار سے لیا جائے گا۔ باقی سب صورتیں منسوخ ہوں گی۔

## باب من رد امر السفیہ

### والضعیف العقل۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو بے وقوف کے اور کمزور عقل والے کے معاملہ کو رد کرتا ہے۔

وان لم یکن حجر علیہ الامام ویذکر عن جابر عن النبی ﷺ رد علی المتصدق قبل النہی ثم نہاہ وقال مالک اذا کان لرجل علی رجل مال وله عبد لاشیء له غیرہ فاعتقه لم یجز عتقه من باع علی الضعیف ونحوہ فدفع ثمنہ الیہ وامره بالاصلاح والقیام بشانہ فان افسد بعد منعه لان النبی ﷺ نہی عن اضاعة المال وقال الذی

ترجمہ۔ اگرچہ امام نے اس پر رکاوٹ نہ ڈالی ہو اور حضرت جابرؓ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ممانعت سے پہلے صدقہ کرنے والے کو روک دیا۔ یا پھر اسے منع کر دیا۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کا دوسرے پر مال کا قرضہ ہو اور اس کے پاس عبد کے سوا اور کوئی چیز نہ ہو وہ اپنے غلام کو آزاد کر دے تو اس کا عتق نافذ نہیں ہو گا اور جس شخص نے کسی کمزور عقل والے یا بے وقوف کے پاس کوئی چیز بیچ دی اس نے اس کو بیچ کی قیمت بھی دے دی اور اس کو ٹھیک طور پر

یخدد فی البیع اذا بیعت فقل لا خلاۃ ولم یاخذ  
النبی ﷺ ماله .....  
کام کرنے کا حکم دیا۔ اگر اس کے بعد بھی معاملہ گڑبڑ کرتا ہے تو  
اس کو امام روک دے۔ کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مال کو

ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے اور وہ شخص جو خرید و فروخت میں دھوکہ کھا جاتا ہے اس سے آپؐ نے فرمایا جب تم کوئی معاملہ کرو تو کہہ دو  
بھائی میرے ساتھ دھوکہ نہ کرنا۔ لیکن جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے مال نہیں چھینا۔

حدیث (۲۲۴۵) حدثنا موسیٰ بن اسمعیل الن  
سمعت ابن عمرؓ قال کان رجل یخدد فی البیع  
فقال له النبی ﷺ اذا بیعت فقل لا خلاۃ  
فکان یقولہ .....  
ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی خرید  
وفروخت میں دھوکہ کھا جاتا تھا۔ تو حضرت نبی اکرم ﷺ نے  
اس سے فرمایا جب تم کسی سے معاملہ کرو تو لا خلاۃ کہہ دیا کرو  
چنانچہ وہ اسی طرح کہا کرتا تھا۔

حدیث (۲۲۴۶) حدثنا عاصم بن علی الن  
عن جابرؓ ان رجلاً اعتق عبدہ لیس مال غیرہ  
فردہ النبی ﷺ فابتاعہ منہ نعیم بن النحام ....  
ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آدمی نے  
ایک غلام کو آزاد کر دیا اس کے سوا اس کے پاس کوئی مال نہیں تھا  
تو آپؐ نے اس صدقہ کو رد کر دیا۔ تو اس غلام کو اس سے حضرت  
نعیم بن النحام نے خرید کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مقصد یہ ہے کہ امام کو یہ حق حاصل ہے کہ ایسے لوگوں کے تصرفات روک دے۔ اگرچہ اس کی  
طرف سے قبل ازیں ممانعت نہ ہوئی ہو۔

علی الضعیف کلمہ علی کا ضرر کے لئے ہونا ظاہر ہے اس لئے کہ وہ اس کے مقصد کے خلاف ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام حارثیؒ نے باب میں جو احادیث ذکر فرمائی ہیں ان میں مسئلہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ جس  
شخص سے اضعاف مال ظاہر ہو اس کے تصرفات روک دیئے جائیں۔ بشرطیکہ مال کثیر ہو یا جائداد کو احاطہ کرنے والا ہو۔ قصہ مدبر اس پر دال  
ہے اور جب کسی شئی حقیر میں تصرف ہو یا جس میں اس کے مال کو ضائع نہ کرنے کی شرط لگائی گئی ہو تو اس کے تصرفات کو رد نہ کیا جائے  
مخدوع کا قصہ اس پر دال ہے۔

یذکر عن جابرؓ سے قول حافظ قصہ مدبر مراد ہے لیکن میرے نزدیک بیضۃ من ذهب یعنی سونے کے انڈے والا واقعہ ہے  
کہ ایک آدمی نے آپؐ سے آکر کہا تھا کہ خذھا منی صدقۃ۔ البتہ علامہ یعنی یذکر عن جابرؓ سے قصہ مدبر مراد لیتے ہیں جیہ کہ

کتاب البیوع سے ظاہر ہے۔ کلمہ علی سے شیخ گنگوہیؒ نے دفعیہ وہم فرمایا کہ رحمۃ اللعالمین کا فعل ضرر کے لئے کیسے ہو سکتا ہے۔ تو فرمایا اس کے ارادہ کے خلاف ہونا ضرر ہے۔

تشریح از قاسمیؒ - رشید وہ شخص جو دین دنیا کی پھلائی کے لئے کام کرے۔ سفید وہ ہے جو خلاف شرع کام اپنی خواہش

نفس کے مطابق کرے۔ ضعیف العقل سفیہ سے عام ہے۔

رفع الیہ ثمنہ الخ آنحضرت ﷺ نے دفع ثمن کر کے رشد اور اصلاح کا راستہ بتلایا۔ اگر سفاہت کی وجہ سے رد فرماتے

تو دشمن اس کے سپرد نہ کرتے۔

## باب کلام الخصوم بعضهم

فی بعض -

ترجمہ - مخاصمین ایک دوسرے سے سخت  
دست کلام کر سکتے ہیں بشرطیکہ اس میں فحش گوئی نہ ہو  
یا جس سے حد اور تعزیر لازم آئے۔

حدیث (۲۲۴۷) حدثنا محمد الخ عن

عبد اللہؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من حلف علی  
یمین وهو فیہا فاجر ليقطع بها مال امرئ مسلم  
لقی اللہ وهو علیہ غضبان قال فقال الاشعث فی  
واللہ کان ذلک کان بینی وبين رجل من الیہود  
ارض فجحدنی فقدمته الی النبی ﷺ فقال لی  
رسول اللہ ﷺ الک بینة قلت لا قال فقال الیہودی  
احلف قال قلت یا رسول اللہ اذأیحلف ویذهب  
بمالی فانزل اللہ تعالیٰ ان الذین یشترون بعہد اللہ  
وایمانہم ثمناً قليلاً الی الآخر الاية ....

ترجمہ - حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کوئی قسم اٹھائی کہ وہ اس میں جھوٹا  
گناہ گار ہو تا کہ اس قسم کے ذریعہ وہ کسی مسلمان کا مال مارنا چاہتا  
ہے۔ تو جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہو گا تو وہ اس پر غضب ناک  
ہوں گے۔ اشعث فرماتے ہیں اللہ کی قسم! یہ میرے بارے میں  
وارد ہوئی۔ میرے اور یہودی آدمی کے درمیان زمین مشترک  
تھی۔ اس نے مجھے دینے سے انکار کر دیا۔ میں اس کو پکڑ کر جناب  
نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ رسول اللہ ﷺ نے  
میرے سے پوچھا کیا تمہارے پاس گواہ ہیں میں نے کہا نہیں تو  
آپؐ نے یہودی سے فرمایا قسم اٹھاؤ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ!  
یہ تو اس وقت قسم اٹھا کر میرا مال لے جائے گا۔ جس پر اللہ تعالیٰ  
نے یہ آیت نازل فرمائی ان الذین یشترون بعہد اللہ

حدیث (۲۲۴۸) حدثنا عبد اللہ بن محمد الخ

ترجمہ - حضرت کعب بن مالکؓ سے مروی ہے کہ مسجد نبویؐ میں

انہوں نے لن الی حدرد سے اپنے اس قرضہ کا مطالبہ کیا جو ان کی طرف سے ان کے ذمہ تھا۔ یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں جس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں سن لیا باہر تشریف لائے۔ یہاں تک کہ اپنے حجرہ کے پردے کا ایک کنارہ کھول کر آواز دے کر فرمایا اے کعب! میں نے کہا لیکن یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں فرمایا اتنا قرضہ اس کو معاف کر دو ہاتھ سے نصف کا اشارہ کیا میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے کر دیا آپ نے فرمایا اٹھو اور ان کو قرضہ ادا کرو۔

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیم سے سورۃ فرقان اس طرز کے خلاف سنی جس پر میں اسے پڑھتا تھا اور جس طریقہ پر جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی قریب تھا کہ میں اس پر جلدی کرتا پھر میں نے اس کو مہلت دے دی یہاں تک کہ وہ فارغ ہو گیا تو میں اس کی چادر سے ہی اسے گھسیٹ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا میں نے کہا میں نے اس سے اس طرز کے خلاف قرآن سنی ہے جو آپ نے مجھے پڑھائی تھی۔ فرمایا اس کو چھوڑ دو پھر اس سے فرمایا کہ تم پڑھو۔ چنانچہ اس نے پڑھا آپ نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر مجھے فرمایا کہ تم پڑھو میں نے پڑھا تو آپ نے اس پر بھی فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی۔ اس لئے کہ

قرآن مجید سات قرأتوں پر اتارا گیا ہے۔ پس جس طرح آسان ہو اسی کو پڑھو۔

عن کعب بن مالکؓ انه تقاضی ابن ابی حدرد دینا کان له علیه فی المسجد فارتفعت اصواتهما حتی سمعها رسول اللہ ﷺ وهو فی بیتہ فخرج الیہما حتی کشف سجف حجرہ فنادی یا کعب قال لیکن یا رسول اللہ قال ضع من دینک هذا فاوماً الیہ ای الشطر قال لقد فعلت یا رسول اللہ قال قم فاقضه .....

حدیث (۲۲۴۹) حدثنا عبد اللہ بن یوسف الخ انہ سمعت عمر بن الخطابؓ یقول سمعت ہشام بن حکیم بن حزام یقرأ سورۃ الفرقان علی غیر ما اقرؤھا وکان رسول اللہ ﷺ اقرأنیھا وکدت ان اعجل علیہ ثم امہلته حتی انصرف ثم لبیتہ بردائه فجئت بہ رسول اللہ ﷺ فقلت انی سمعت هذا یقرأ علی غیر ما اقرأتہا فقال لی ارسلہ ثم قال له اقرأ فقراً قال ہکذا انزلت ثم قال لی اقرأ فقرات فقال ہکذا انزلت ان القرآن انزل علی سبعة احرف فافروا ما تیسر منہ ....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اذا یحلف بکی موضع ترجمہ ہے اس لئے کہ یہودی کو جھوٹ اور جھوٹی قسم کی طرف منسوب کیا

فخرج ای الیہما وکذا قولہ مرتبہما اور دونوں مجازی معنی ہیں۔ فرفع سجف حجرہ میں حقیقی معنی ہیں۔



تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بہتر یہ ہے کہ لفظ کو اپنے حقیقی معنی پر رکھا جائے۔ خرج من البيت لا جملہا و مزہما بعض

حضرات نے ترجمہ کو فارتفعت اصواتہما سے ثابت کیا ہے۔ لیکن دراصل اشارہ بعض حدیث میں فتلاحیا ہے اس کی طرف ہے جس سے معلوم ہوا کہ ان میں باہمی تکرار ہوئی اس سے ترجمہ ثابت ہوگا۔

ترجمہ۔ پہچان لینے کے بعد بحر موں کو اور جھگڑا کرنے والوں کو گھروں سے نکال دینا حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بہن کو گھر سے نکال دیا جب کہ وہ ان پرہیز کرنے لگیں۔

**باب اخراج اهل المعاصي والخصوم من البيوت بعد المعرفة وقد اخرج عمرؓ اخت ابی بکرؓ حين ناحت ---**

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے پکارا وہ کر لیا تھا کہ میں حکم دوں نماز کے لئے اقامت کہی جائے پھر میں ان لوگوں کے گھروں کی طرف چلا جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

حدیث (۲۲۵۰) حدثنا محمد بن بشار الخ عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال لقد هممت ان امر بالصلوة فتقام ثم اخالف الی منازل قوم لا یشہدون الصلوة فاحرق علیہم ....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فاحرق علیہم جب جلا کا جائز ہوا تو گھروں سے نکال دینا تو طریق اولیٰ جائز ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے غرض یہ ہے کہ جب ان کے گھر جلیں گے تو وہ جلدی جلدی

گھروں سے اٹکیں گے۔ تو اس سے اہل معاصی کو گھروں سے نکالنا طریق اولیٰ جائز ہوگا۔ اور جب اہل خصوم میں جھگڑا اور شور غل کی نوبت آجائے تو ان کا نکالنا بھی مناسب ہوگا اور ترجمہ میں بعد المعرفة بھی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ بعد معرفة احوالہم یا بعد معرفتہم بالحکم تو اب ان کا نکال دینا بطور تادیب کے ہے۔ اور حضرت ابو بکرؓ کی ہمشیرہ کا نام ام فروہ بنت ابی قحافة تھا۔

ترجمہ۔ کسی میت کے لئے وصی کا دعویٰ کرنا

**باب دعوی الوصی للمیت**

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبد بن زمعہؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ زمعہ کی باندی کے بیٹے کے بارے میں جھگڑتے ہوئے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ! میرے بھائی نے

حدیث (۲۲۵۱) حدثنا عبد اللہ بن محمد الخ عن عائشۃ ان عبد بن زمعۃ بن ابی وقاصؓ اختصم الی النبی ﷺ فی ابن امۃ زمعۃ فقال سعد یا رسول اللہ اوصانی اخی اذا قدمت ان اضطر ابن امۃ زمعۃ

مجھے وصیت کی تھی کہ جب میں مکہ میں آؤں اگر زعمہ کی باندی کا پٹا مجھے نظر آجائے تو اسے قبضہ میں لے لوں۔ کیونکہ وہ میرا بیٹا ہے اور عبد بن زعمہ نے کہا وہ میرا بھائی ہے۔ اور میرے باپ کی باندی کا پٹا ہے جو میرے باپ کے نکاح کی حالت میں پیدا ہوا ہے

فأقبضه فإنه ابني وقال عبد بن زعمه اخي وابن امة  
ابی ولد علی فراش ابی فرای النبی ﷺ شبهاً  
بیناً فقال هولك یا عبد بن زعمه الولد للفراش  
واختجبی منه یا سودة .....

جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کی واضح مشابہت عتبہ کے ساتھ دیکھی تو فرمایا اے عبد بن زعمہ یہ لڑکا تیرا ہے کیونکہ چھ نکاح والے کا ہوتا ہے اور حضرت سودہ سے فرمایا تو اس سے پردہ کر لے۔

تشریح از قاسمی۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ الولد للفراش کا آپ نے حکم دیا۔ شبہ پر فیصلہ نہیں کیا۔ یہ احناف کی قوی دلیل ہے کہ قیافہ سے حکم ثابت نہیں ہوگا۔ باقی حضرت سودہ کو پردے کا حکم آپ نے احتیاط کے طور پر کیا۔ کیونکہ مشابہت ظاہرہ تھی۔

ترجمہ۔ جس سے فساد کا خطرہ ہو اس کو باندھ دینا حضرت ابن عباسؓ نے اپنے شاگرد عکرمہ کو تعلیم قرآن سنن اور فرائض سکھانے کیلئے پاؤں میں زنجیر ڈال دیئے۔

باب التوثق ممن تخشى معرته وقيد ابن  
عباس عكرمة على تعليم القرآن والسنن  
والفرائض۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک گھوڑا سوار دستہ روانہ فرمایا جو، حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑ کر لائے جس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا جو یمامہ والوں کا سردار تھا۔ جسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا اے ثمامہ! تمہارا کیا نظریہ ہے اس نے کہا یا محمد! میرے پاس خیر ہی خیر ہے۔ پھر باقی حدیث ذکر کی۔ آپ نے فرمایا کہ ثمامہ کی رسیاں چھوڑ دو۔

حدیث (۲۲۵۲) حدثنا قتيبة بن سعيد  
ابو هريرة يقول بعث رسول الله ﷺ خيلاً قبل  
نجد فجاءت برجل من بني حنيفة يقال له ثمامة  
بن اثال سيد اهل اليمامة فربطوه بسارية من  
سواري المسجد فخرج اليه رسول الله ﷺ  
قال ما عندك يا ثمامة قال عندى يا محمد خير  
فذكر الحديث قال اطلقوا ثمامة .....

تشریح از قاسمی۔ محل ترجمہ ساریہ ہے جس سے ثمامہ کو باندھا گیا تاکہ وہ فساد برپا نہ کرے۔

ترجمہ۔ حرم کے اندر قید کرنا اور باندھنا

باب الربط والحبس في الحرام

واشتری نافع بن عبد الحارث داراً  
للسجن بمكة من صفوان بن امية على ان عمر  
ان رضى فالبیع بیعه وان لم یرض عمر فلصفوان  
اربع مائة دينار وسجن ابن الزبیر بمكة ....

ترجمہ۔ حضرت نافع بن الحارث نے مکہ معظمہ میں صفوان بن امیہ سے ایک مکان جیل خانہ کے لئے خرید اس شرط پر اگر عمرؓ راضی ہو گئے تو یہ بیع بیع ان کی ہوگی۔ اگر وہ راضی نہ ہوئے تو صفوان کے لئے چار سو دینار ہوں گے لکن الزبیرؓ نے مکہ معظمہ میں ایک مدیون کو قید کیا۔

حدیث (۲۲۵۳) حدثنا عبد الله بن يوسف الع  
سمع اباهريرة قال بعث النبي ﷺ خيلاً قبل نجد  
فجاءت برجل من بني خنيفة يقال له ثمامة بن  
اثال فربطوه بسارية من سواري المسجد ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک گھوڑ سوار فوجی دستہ نجد کی طرف بھیجا جو بنو خنیفہ کے ایک آدمی کو گرفتار کر کے لائے جسے ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا تو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اسکو باندھ دیا

تشریح از قاسمی۔ اگر اشکال ہو علی ان عمرؓ رضی یہ شرط ہے۔ اور بیع مع شرط فاسد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شرط نفس عقد میں ہے جو معتبر نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ وان لم یرض عمرؓ مقصد یہ ہے کہ حضرت عمرؓ راضی ہو گئے تو وہ قیمت بیت المال سے ادا کریں گے اگر راضی نہ ہوئے تو قیمت میں اپنی طرف سے ادا کروں گا۔ اور یہ مکان میری ملکیت ہو جائے گا۔ باقی چار سو دینار کے چار ہزار درہم ملتے ہیں اس لئے تعارض نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریا۔ چونکہ حضرت نافعؓ حضرت عمرؓ کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے اس لئے خیار شرط حضرت عمرؓ کیلئے تجویز کیا۔ گویا کہ حضرت نافعؓ حضرت عمرؓ کے وکیل تھے اور وکیل کو حق ہے کہ بیع کو اپنے لئے خرید کر لے جبکہ موکل عیب کی وجہ سے بیع رد کر دے۔ امام بخاریؒ نے باب الریظ والحبس فی الحرم باندھا اس سے طاؤسؓ کے قول کارہ فرمایا جو فرماتے ہیں کہ مکہ میں جیل خانہ قائم کرنا مکروہ ہے کیونکہ نیت زحمت میں بیت عذاب مناسب نہیں ہے امام بخاریؒ نے حضرت عمرؓ۔ ابن الزبیرؓ صفوانؓ اور نافعؓ سب حضرات صحابہ ہیں جن کے اقوال سے معارضہ پیش کیا جس کی تقویت ثمامہ کے قصہ سے فرمائی جس کو مسجد نبویؐ مدینہ میں باندھا گیا۔ مدینہ بھی تو حرم ہے۔ اس لئے جب اس میں باندھنا ممنوع نہیں تو حرم مکہ میں بھی ممنوع نہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## باب فی الملازمة

ترجمہ - دائن کا دیون کو پکڑ لینا

حدیث (۲۲۵۴) حدثنا یحییٰ بن بکیر الخ

عن کعب بن مالکؓ انه کان له علی عبد اللہ بن ابی حذرہ الاسلامی دین فلقیہ فلزمہ فتکلمما حتی ارتفعت اصواتہما فمر بہما النبی ﷺ فقال یا کعب و اشار بیدہ فکانہ یقول النصف فاخذ نصف ما علیہ وترك نصفاً ....

ترجمہ - حضرت کعب بن مالکؓ کا عبد اللہ بن حذرہ

اسلمی کے ذمہ قرضہ تھا جن کی آپس میں ملاقات ہوئی تو حضرت نے اس کو پکڑ لیا جس کی آپس میں اس قدر تلخ کلامی ہوئی کہ دونوں اونچے اونچے بولنے لگے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کا ان کے پاس گزر ہوا تو آپؐ نے فرمایا اے کعب! اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا گویا کہ آدھا فرما رہے تھے تو حضرت کعبؓ نے اپنا آدھا قرضہ لے لیا اور آدھا معاف کر دید۔

تشریح از قاسمی - فلزمہ یہ محل ترجمہ ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ نے عبد اللہ بن ابی حذرہ کو پکڑا۔ جناب نبی اکرم ﷺ

نے اس پر کوئی نکیر نہ کیا۔ بلکہ حضرت کعبؓ سے فرمایا کہ آدھا لے لو آدھا معاف کر دو۔ جس پر انہوں نے عمل کیا۔

ترجمہ - قرضہ کا مطالبہ کرنا

باب التقاضی

حدیث (۲۲۵۵) حدثنا اسحق الخ عن

خبابؓ قال کنت قیناً فی الجاہلیۃ وکان لی

ترجمہ - حضرت خبابؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت

میں میں لوہار کا کام کرتا تھا۔ عاص بن وائلؓ پر میرے کچھ دراہم

قرضہ تھے۔ میں مطالبہ کرنے کے لئے اس کے پاس آیا۔ پس اس نے کہا کہ میں تیرا یہ قرضہ اس وقت تک ادا نہیں کروں گا جب تک تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کفر نہ کرے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں تو حضرت محمد ﷺ سے کفر نہیں کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے موت دے اور پھر تجھے اٹھائے تو اس نے کہا پھر اس وقت تک مجھے چھوڑ دو جب کہ میں مروں گا

على العاص بن وائل دراهم فاتيته اتقاضاه فقال لا اقصيك حتى تكفر بمحمد ﷺ حتى يميتك الله ثم يبعثك قال فدعني حتى اموت ثم ابعث فاوتني مالا وولداً ثم اقصيك فنزلت افرأيت الذي كفر بايتنا وقال لاوتين مالا وولداً الآية .....

پھر اٹھایا جاؤں گا۔ پس مجھے مال اور اولاد دیا جائے گا پھر تیرا قرضہ ادا کر دوں گا۔ جس پر یہ آیت اتری ترجمہ۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد ملے گا۔ دونوں حدیثیں مع تشریح گزر چکی ہیں۔

بسم الرحمن الرحيم

## کتاب فی اللقطة

ترجمہ۔ گری پڑی چیز کے بارے میں

ترجمہ۔ جب لقطہ والا ملتقط کو علامہ بتلائے

تو وہ چیز اسے دے دینی چاہیے۔

باب واذا اخبره رب اللقطة

بالعلامه دفع اليه -

ترجمہ۔ حضرت سويد بن غفله نے فرمایا کہ حضرت ابی بن کعبؓ سے میری ملاقات ہوئی جنہوں نے فرمایا کہ مجھے ایک تھیلی ملی جس میں سو ۱۰۰ دینار تھے جس کو لے کر میں

حدیث (۲۲۵۶) حدثنا ادم الع قال لقيت

ابی بن كعبؓ فقال اخذت صرة فيها مائة دينار

فاتيت النبي ﷺ فقال عرفها حولاً فعرفتها حولها

جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ سال بھر اس کا اعلان کرو۔ پس میں اس کا اعلان کرتا رہا۔ پس مجھے ایسا کوئی شخص نہ ملا جو اس کو پچھتا ہوا پھر میں آپؐ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ سال بھر پھر اس کا اعلان کرو۔ پس میں اس کا اعلان کرتا رہا۔ لیکن مجھے کوئی نہ ملا پس میں تیسری مرتبہ آپؐ کے پاس حاضر ہوا جس پر آپؐ نے

فلم اجد من يعرفها ثم اتيتہ فقال عرفها حولاً  
فعرفتها فلم اجد ثم اتيتہ ثلثاً فقال احفظ وعاءها  
وعددها ووكاءها فان جاء صاحبها والا فاستمتع  
بها فاستمتعت فلقيته بعد بمكة فقال لا ادري  
ثلاثة احوال او حولاً واحداً.....

فرمایا اس ہمیانی کا مدت کنفی اور باندھنے والا تمہ یادر کھو۔ اگر اس کا مالک آجائے تو فہماور نہ اس سے فائدہ حاصل کرو۔ چنانچہ میں نے اس سے نفع حاصل کیا اس کے بعد میری مکہ معظمہ میں ان سے ملاقات ہوئی۔ فرمایا مجھے علم نہیں کہ تین سال اعلان کیا یا ایک سال اعلان کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ علامت کا ذکر اگرچہ اس روایت میں نہیں ہے مگر دوسری روایت کے لحاظ کرنے سے معلوم ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جو شخص کسی گری پڑی چیز کو دیکھے اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ فلاسفہ تو کہتے ہیں اس کا اٹھانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دوسرے کا مال اس کی اجازت کے بغیر اٹھانا ہے۔ اور بعض ائمہ فرماتے ہیں کہ اس کا اٹھانا حلال ہے۔ مگر ترک افضل ہے۔ اس لئے کہ ممکن ہے کہ مالک اس کی تلاش میں اس جگہ واپس آجائے۔ لیکن عامہ علماء اور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ چھوڑ دینے سے اٹھالینا افضل ہے۔ پھر ملتقط کی دو قسمیں ہیں ایک تو حقیر مال ہے جس کو مالک عموماً تلاش نہیں کرتا۔ اس کا اٹھالینا اور نفع حاصل کرنا صحیح ہے۔ اگر مالک اس کے ہاتھ میں دیکھ کر واپس لینا چاہے تو واپس لے سکتا ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جس کے متعلق معلوم ہو کہ مالک اس کو ضرور تلاش کرے گا۔ اس کو اٹھالیا جائے اس کی حفاظت کرے اور اعلان کرے۔ یہاں تک کہ مالک تک پہنچ جائے۔ باقی اعلان کرنے کی مدت میں اختلاف ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مساجد۔ شارع عام اور بازاروں میں اعلان کرے۔ وعاء وہ لکڑی یا چھڑیا کپڑے کی تحیل جس میں نقدی کو رکھا جائے۔ وکاء وہ تاکہ جس سے ہمیانی کو باندھا جائے۔ تعریف یعنی سال بھر تک اعلان کرے۔ اس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے۔ ویسے ہدایہ میں ہے کہ عشرہ دراهم سے کم قیمت کی چیز ہے تو تین دن اعلان کرے۔ دس درہم سے زیادہ کی ہے تو ایک سال تک اعلان کرے۔ تین سال کی تعریف کا ائمہ کے فتویٰ میں سے کوئی قائل نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ مقدار لازم نہیں ہیں۔ رائے عامہ پر چھوڑ دیا جائے۔

ترجمہ۔ گم شدہ اونٹ کے بارے میں

باب ضالة الابل

ترجمہ۔ زید بن خالد جہنیؓ نے فرمایا کہ ایک دیہاتی حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو چیز گر پڑے اس کے بارے میں سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا سال بھر اس کا اعلان کرو۔ اس کی تھیلی اور تسے کا اعلان کرو۔ پس اگر کوئی آکر اس کے متعلق خبر دے تو اس کو ادا کر دو ورنہ اس کو خرچ کر دو اس نے کہا حضرت گم شدہ بحری کے بارے میں کیا حکم ہے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھئیو بیٹے کی ہے۔ پھر اس نے گم شدہ اونٹ کے متعلق پوچھا تو آپؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ فرمایا

ترد الماء وتاكل الشجر .....

تجھے اس سے کیا کام ہے اس کے پاس اس کا جو تار ہے اور پانی کا مشکیزہ پیٹ ہے وہ چشموں پر جا کر پانی پی لے گا اور درختوں کے پتے کھاتا رہے گا

### باب ضالة الغنم . ترجمہ۔ گم شدہ بحری کے بارے میں

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ سے لفظ کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس کی تھیلی اور اس کے تسے کا اعلان کرو۔ پھر اس کا اعلان سال بھر تک کرتے رہو یزید راوی کہتا ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ اگر کچھ پتہ نہ چلے تو صاحب لطفہ اسے خرچ کر سکتا ہے البتہ یہ مال اس کے پاس امانت ہوگا۔ یحییٰ فرماتے ہیں کہ مجھے علم نہیں کہ یہ حصہ حدیث رسول اللہ ﷺ میں سے ہے یا کوئی ایسی چیز ہے جو اس نے اپنے پاس سے کسی ہے پھر پوچھا گم شدہ بحری کے بارے میں کیا رائے ہے جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لو اسلئے کہ وہ تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی ہے یا بھئیو بیٹے کی نذر ہے۔ یزید راوی کہتے ہیں کہ اس کا بھی اعلان کیا جاتا رہے۔ پھر پوچھا گم شدہ اونٹ کے بارے میں کیا حکم ہے۔ فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ اس کے ساتھ

حدیث (۲۲۵۷) حدثنا عمرو بن عباسؓ عن زید بن خالد الجہنیؓ قال جاء اعرابی النبی ﷺ فسأله عما یلتقطه فقال عرفها سنة ثم احفظ عفا صها وکاء هافان جاء احد یخبرک بها والا فاستفقها قال یا رسول اللہ فضالة الغنم قال لك اولاخیک اوللذنب قال ضالة الابل فتمعر وجه النبی ﷺ فقال مالک ولها معها حذاؤها وسقائها ترد الماء وتاكل الشجر .....

حدیث (۲۲۵۸) حدثنا اسمعیل بن عبد اللہ الع انه سمع زید بن خالدؓ یقول سئل النبی ﷺ عن اللقطة فزعم انه قال اعرف عفا صها وکاء هافان عرفها سنة یقول یزید ان لم تعترف استنفق بها صاحبها وکانت ودیعة عنده قال یحییٰ فهذا الذی لا ادری افی حدیث رسول اللہ ﷺ هو ام شیء من عنده ثم قال کیف فی ضالة الغنم قال النبی ﷺ خذها فانما هی لك اولاخیک اوللذنب قال یزید وهی تعرف ایضاً ثم قال کیف تری فی ضالة الابل قال فقال دعها فان معها حذاءها وسقاءها ترد الماء وتاكل الشجر حتی یجدها ربها .....

اس کا موزہ ہے۔ اور پانی کا مشکیزہ ہے۔ چشمہ پر وارد ہو گا اور خنثوں کے پتے کھاتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اس کا مالک اسے پالے گا۔

ترجمہ۔ ایک سال کے بعد لقطہ والا نہ ملے

تو جس نے اسے پایا ہے اب یہ اس کا ہے۔

باب اذا لم يوجد صاحب اللقطة

بعد سنة في لمن وجدها۔۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی

جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور لقطہ کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا اس کی تحصیل اور تمہ کا اعلان کرو۔ پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہو پس اگر اس کا مالک آجائے تو اسے دے دی جائے۔ ورنہ پھر تم اس کو اپنے مصرف میں لاؤ گماگم شدہ بجزی فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کی ہے۔ فرمایا کہ گم شدہ اونٹ کے بارے میں کیا حکم ہے فرمایا تمہیں اس سے کیا اس کے ساتھ اس کا پانی ہے اور اس کا جوتا ہے

وہ چشمہ پر وارد ہو گا اور درختوں کے پتے کھاتا پھرے گا۔ یہاں تک کہ اس کا مالک اسے آکر ملے گا۔

حدیث (۲۲۵۹) حدثنا عبد الله بن يوسف النع عن

زيد بن خالد قال جاء رجل الى رسول الله ﷺ

فساله عن القطة فقال اعرف عفاصها ووكاءها

ثم عرفها سنة فان جاء صاحبها والا فشانك بها

قال فضالة الغنم قال هي لك ولا خيك اول للذئب

قال فضالة الابل قال مالك ولها معها سقاؤها

وحذاؤها ترد الماء وتأكل الشجر حتى يلقاها ربها

ترجمہ۔ باب اس بارے میں جب کوئی شخص سمندر سے

لکڑی حاصل کرے یا چابک یا اس طرح کی کوئی چیز

باب اذا وجد خشبة في البحر

اوسوطاً او نحوه۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کو ذکر کیا۔ پھر حدیث کو چلایا۔ وہ نکل کر انتہار کرنے لگا۔ کوئی کشتی اس کا مال لے آئے پس اچانک کیا دیکھتا ہے۔ لکڑی ہے جس کو انہوں نے اپنے گھر کے لیے کیلئے سوختی لکڑی کے اسے پکڑ لیا جب اس کو چیرا تو اس میں مال اور رقعہ کو پایا۔

وقال الليث النع عن ابي هريرة عن رسول الله

ﷺ انه ذكر رجلا من بني اسرائيل وساق

الحديث فخرج ينظر لعل مركبا قد جاء بماله

فاذا هو بالخشبة فاخذها لاهله حطباً فلما نشرها

وجد المال والصحيفة .....

ترجمہ۔ راستہ میں جو کھجور پڑی مل جائے اس کا حکم یہ ہے

باب اذا وجد ثمرة في الطريق



حدیث (۲۲۶۰) حدثنا محمد بن یوسف الخ  
عن انسؓ قال مر النبی ﷺ بتمرۃ فی الطريق  
فقال لولا انی اخاف ان تكون من الصدقة لا کلتها

ترجمہ۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کا راستے میں پڑے ہوئے ایک کھجور کے دانہ سے گذر ہوا تو آپؐ نے فرمایا اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کا کھجور ہوگا تو میں اسے کھا لیتا۔

حدیث (۲۲۶۱) حدثنا محمد بن مقاتل الخ  
عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال انی لا نقبل  
الی اہله فاجد التمرۃ ساقطۃ علی فراشی فارفعها  
لا کلتها ثم اخشی ان تكون صدقة فالقیها .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں گھر واپس لوٹتا ہوں تو کھجور کا دانہ اپنے بستر پر پڑا ہوا پاتا ہوں اور پس میں اٹھا کر کھا لینا چاہتا ہوں پھر مجھے خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ کہیں یہ کھجور صدقہ کی نہ ہو۔ پس اس کو پھینک دیتا ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ بتمرۃ فی الطريق اور راستہ آپؐ کے گھر کی طرف جاتے ہوئے تھا جیسا کہ آنے والی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ تو یہ لقطہ نہ ہوا۔ اگر لقطہ ہوتا تو پھر بنی ہاشم پر لقطہ کے استعمال کا جواز ثابت ہوتا۔ جس سے احناف پر اعتراض ہو سکتا تھا۔ اور آپؐ کو تردّد تھا۔ کہ یا یہ آپؐ کے ملک میں سے تھا۔ یا صدقہ میں سے جو بیت المال کے لئے یا زواج مطہرات کے لئے لایا گیا تھا اگر تسلیم کر لیا جائے کہ یہ لقطہ طریق الناس میں تھا آپؐ کا ملک نہیں تھا تو مالک کی طرف سے آپؐ کے لئے ہدیہ ہوگا عموماً ایسی قلیل شئی میں عرفا اجازت ہوتی ہے۔ کہ جو چاہے استعمال کرے تو یہ صدقہ نہیں تھا۔ آپؐ اس کو اس لئے نہیں کھاتے تھے کہ کہیں صدقہ کا مال ملک کے ہاتھ سے گرنے پڑا ہو۔ اس وجہ سے نہیں کہ اس میں صدقہ کی صفت پائی جاتی ہے۔ لقطہ ہونے کی وجہ سے تو خوب غور کرو کیونکہ اس میں کچھ خفاء ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے لقطہ کو نہ کھانے کی وجہ سے صدقہ ہونا کو قرار دیا نہ کہ لقطہ ہونا۔ شیخ خلیلؒ نے بذل میں لکھا ہے کہ اس قسم کی احادیث احناف کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک جب صاحب لقطہ غنی ہو تو اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اپنی ذات پر استعمال ناجائز ہے۔ لیکن حضرت علیؓ نے دینار لے کر کھایا اور آپؐ کے ساتھ حضور رسول اکرم ﷺ نے بھی اس کے ساتھ کھایا۔ اس کا جواب ایک یہ دیا جاتا ہے کہ تعریف کے بعد لقطہ فقیر کے لئے مختص نہیں ہو جاتا۔ بلکہ غنی بھی استعمال کر سکتا ہے۔

باب کیف تعرف لقطۃ اہل مکۃ ترجمہ۔ مکہ والوں کے لقطہ کا اعلان کیسے کیا جائے

وقال طاؤس عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ قال

ترجمہ۔ ابن عباسؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں کہ

حرم مکہ کا لقطہ کوئی نہ اٹھائے۔ سوائے تعریف کرنے والے کے اور دوسری سند سے یوں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حرم مکہ کے جھاؤ کے درخت کو نہ کاٹا جائے اور اس کے شکار کو نہ بھگایا جائے۔ اور نہ ہی اس کا لقطہ اٹھایا جائے۔ البتہ اعلان والا اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی گھاس اکھاڑی جائے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! مگر کترن بوٹی آپؐ نے فرمایا اذخر مستثنیٰ ہے

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر مکہ کو فتح کر دیا۔ تو آپؐ کو گوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنایان کی پھر فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ سے ہاتھی روک دیا اور اپنے رسول اور مومنوں کو اس پر غلبہ دیا اسلئے کہ وہ میرے سے پہلے کسی کیلئے حلال نہیں ہوا تھا اور میرے لئے دن کی صرف ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا۔ اور بے شک وہ میرے بعد کسی کیلئے ہر گز حلال نہیں ہو گا۔ پس اس کے شکاری جانور کو نہ بھگایا جائے اور نہ ہی اس کا کاٹا توڑا جائے۔ اور اس کا لقطہ سوائے اعلان کرنے والے کے کسی کے لئے حلال نہیں ہے۔ اور جس کسی کا آدمی قتل ہو جائے تو اس کو دو میں سے ایک کا اختیار ہے۔ یا فدیہ لے یا قصاص لے۔ تو حضرت عباسؓ نے فرمایا لیکن کترن بوٹی کیونکہ وہ ہماری قبروں کے لئے اور گھروں کے لئے ہے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اذخر کا استثناء فرمایا تو ابو شاہ جو یمن والوں کا ایک آدمی تھا کھڑا ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ! میرے لئے لکھ دو آپؐ نے فرمایا ابو شاہ کو لکھ دو۔ میں نے امام اوزاعیؒ سے پوچھا کہ اکتبوا لی یا رسول اللہ کا کیا مطلب ہے فرمایا وہ خطبہ ہے

لا یلتقط لقطتها الا من عرفها وقال خالد بن عکرمہ عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ قال لا تلتقط لقطتها الا للمعرف وقال احمد بن سعد الخ عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ ﷺ قال لا یعضد اعضاها ولا ینفر صیدھا ولا تحل لقطتها الا لمنشد ولا یختلی خلاھا فقال عباسؓ یا رسول اللہ الا الاذخر فقال الا الاذخر

حدیث (۲۲۶۲) حدثنا یحییٰ بن موسیٰ الخ حدثنی ابو ہریرہؓ قال لما فتح اللہ علی رسولہ ﷺ قام فی الناس فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان اللہ حبس عن مکة الفیل و سلط علیہا رسولہ والمؤمنین فانه لا تحل لاحد کان قبلی وانہا احلت بی ساعة من نہار وانہا لا تحل لاحد بعدی فلا ینفر صیدھا ولا یختلی شوکھا ولا تحل ساقتها الا لمنشد ومن قتل له قتیل فهو بخیر النظرین اما ان یفدی واما ان یقید فقال العباسؓ الا الاذخر فاننا نجعلہ لقبورنا و بیوتنا فقال رسول اللہ ﷺ الا الاذخر فقام ابو شاة رجل من اهل الیمن فقال اکتبوا لی یا رسول اللہ فقال رسول اللہ ﷺ اکتبوا لابی شاة قلت للاوزاعی ما قوله اکتبوا لی یا رسول اللہ قال هذه الخطبة التي سمعها من رسول اللہ ﷺ .....

جس کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ** - روایت باب سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ مکہ اور غیر مکہ کی تعریف برابر ہے۔ اور مکہ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ لوگ دور دور سے آتے ہیں واپس آنے کا احتمال بہت بعید ہے۔ شاید لفظ والا جلدی اس کو خرچ دے تو فرمایا نہیں اس کا بھی اعلان کرنا چاہیے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ مال غیر میں تصرف کرنا اگرچہ ممنوع ہے لیکن بلد حرام میں اس سے بھی زیادہ سخت ہے

**تشریح از شیخ زکریاؒ** - امام بخاریؒ نے اس سے اشارہ فرمایا ہے حرم کا لفظ بھی ثابت ہے اس لئے اس کی تریف کی کیفیت پر اکتفا فرمایا۔ تو باب کی دونوں حدیثوں سے استدلال کیا ہے کہ مکہ کے لفظ کو تملک کے لئے نہ اٹھایا جائے۔ بلکہ تعریف کے لئے اٹھائے۔ جمہور کا یہی قول ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں لفظ کا رب اللفظہ تک پہنچنا ممکن ہے۔ کیونکہ اگر لفظ کی کا ہے تو ظاہر ہے اگر آفاقی کا ہے تو ہر طرف سے ہر سال کوئی نہ کوئی آدمی حرم میں آتا رہتا ہے۔ اس طرح مالک کا پتہ چل جائے گا۔ اور علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کیف تعرف ای تعرف دائماً اوسنة فقط حدیث سے لمنشد کے لفظ سے معلوم ہوا کہ علی الدوام تعریف کرے۔ اگرچہ احرام باندھ کر تعریف کرنی پڑے۔

**تشریح از قاسمیؒ** - بخیر النظیرین القصاص والذیۃ اس مسئلہ میں بین الامم اختلاف ہے۔ قتل عمد کی صورت میں معاف کرنے یا دیے لینے یا قصاص لینے کا اختیار ہے قاتل راضی ہو یا نہ ہو یہ امر ثلاثہ کا مسلک ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ - ثوریؒ اور غنیؒ فرماتے ہیں کہ ولی مقتول کو دیے لینے کا اختیار ہے۔ جب کہ قاتل راضی ہو۔ ورنہ ولی مقتول کو صرف قصاص اور غنوکا اختیار ہے۔ جیسے ربیع بنت النضر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل عمد میں صرف قصاص ہے دیے لینا نہیں ہے۔

**باب لا تحتلب ماشیۃ احد بغیر اذن** ترجمہ - بغیر اجازت کے کسی کے جانور کا دودھ نہ دوہیا جائے

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ کوئی شخص بغیر اجازت کے کسی آدمی کے جانور کا دودھ نہ نکالے کیا تم میں سے کوئی ایک یہ پسند کرتا ہے کہ اسکے بالا خانہ پر پہنچ کر کوئی اسکے خزانہ کو توڑے اور اس سے کھانے پینے کی چیزیں لے جائے۔ پس جانوروں کے تھن بھی لوگوں کے کھانے پینے کی چیزیں محفوظ رکھتے ہیں پس کوئی شخص کسی کے جانور کے دودھ کو بغیر اس کی اجازت کے نہ نکالے۔

حدیث (۲۲۶۳) حدثنا عبد اللہ بن یوسف الخ  
عن عبد اللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال  
لا یحلبن احد ماشیۃ امرئ بغیر اذنه ایحب احدکم  
ان تؤتی مشربته فتکسر خزانتہ فینقل طعامہ  
فانما تحزن لہم ضرور مواشیہم اطعماتہم  
فلایحلبن احد ماشیۃ احد الا باذنه .....

تشریح از قاسمی۔ جمہور علماء ائمہ ثلاثہ۔ امام ابو حنیفہ۔ امام مالک اور امام شافعی کا یہی مسلک ہے کہ باغ سے پھل توڑنا یا کسی بکری کے تھن سے دودھ نکالنا جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔ البتہ مضطر اور مجبور انسان کو اجازت ہے۔ جن احادیث سے بغیر اجازت کے جواز معلوم ہوتا ہے وہ اسی اضطراری حالت پر محمول ہے۔ یا حدیث نئی رائج ہے یا عادیہ اموال کے مالکوں کی اجازت معلوم ہو۔ یا ابتدائے اسلام میں حالت ضرورت پر محمول ہے۔ چنانچہ امام طحاویؒ یہی جواب دیتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں مسافروں کے لئے ضیافت واجب تھی۔ جب وجوب منسوخ ہوا تو یہ اجازت بھی منسوخ ہو گئی۔

## باب اذا جاء صاحب اللقطة بعد سنة ردّها عليه لانها وديعة عنده۔

ترجمہ۔ جب سال گزر جانے کے بعد لقطہ والا آجائے تو وہ مال اس کو واپس کرنا چاہیے کیونکہ یہ مال اسکے پاس امانت تھا

حدیث (۲۲۶۴) حدثنا قتیبۃ بن سعید عن زید بن خالد الجہنی ان رجلاً سال رسول اللہ ﷺ عن اللقطة قال عرفها سنة ثم اعرف وكاءها وعفاصها ثم استفق بها فان جاء ربها فادها اليه قالو ايا رسول الله فضالة الغنم قال خذها فانما هي لك اولائك اوللذنب قال يا رسول الله فضالة الابل قال فغضب رسول الله ﷺ حتى احمرت وجنتاه او احمر وجهه ثم قال مالك ولها معها حداؤها وسقاؤها حتى يلقاها ربها۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالد جھنیؒ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ ﷺ سے لقطہ کے بارے میں پوچھا آپؐ نے فرمایا سال بھر اس کا اعلان کرو۔ اس کی تھیلی اور تمہ تک کی پہچان کرو۔ پھر اس کو مصرف میں لے آؤ۔ پس اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو اس کی طرف لو آکر۔ اس نے پوچھا تم شدہ بکری کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسے پکڑ لو۔ اس لئے کہ یا تو وہ تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کے لئے ہے اس نے پوچھا یا رسول اللہ! تم شدہ لونٹ کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آپؐ یہ سن کر غضب ناک ہوئے یہاں تک کہ آپؐ کے رخسار یا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا

پھر فرمایا تجھے اس کی کیا فکر ہے اس کے ساتھ اس کا جو تاکر موجود ہے۔ پانی کا مشکیزہ اس کے پیٹ میں ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس سے ملاقی ہو گا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ اذا جاء صاحب اللقطة الخ اس باب کا مقصد یہ ہے کوئی مدت مقرر نہیں ہے جب بھی مالک آجائے ملقط پر اس قیمت کا ادا کرنا واجب ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ ظاہر لفظ بخاری کے موافق ہے۔ لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ نے دو مسئلوں کو دو ترجموں میں بیان فرمایا ہے۔ ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ لاقط (اٹھانے والا) اگر سال گذر جانے کے بعد بھی مالک کو نہ پاسکے تو وہ خود اس کا مالک بن جائے گا۔ خواہ غنی ہو یا فقیر ہو۔ امام شافعیؒ اور امام اسحاقؒ کا یہی مذہب ہے۔ حضرت امام مالکؒ اور امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ لقط کا صدقہ کر دے۔ اگر مالک آجائے تو ثواب اور تاوان میں اس کو اختیار ہے۔ اس مسئلہ میں امام بخاریؒ کا میلان امام شافعیؒ کے مسلک کی طرف ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس کو امام بخاریؒ نے اس باب کے اندر ذکر فرمایا ہے کہ وہ مالک تو ہو جائے گا لیکن جب اصلی مالک آگیا تو اس کا ملک زائل ہو جائے گا۔ جمہور علماء تو فرماتے ہیں کہ اگر عین موجود ہے تو اس کا واپس کرنا ضروری ہے۔ اگر عین موجود نہیں رہا تو اس کی قیمت واپس کرے۔ اہل ظواہر اس کے خلاف ہیں۔ جمہور کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے ہو و دیعة عندك وہ تیرے پاس امانت ہے حافظ فرماتے ہیں ودیعت کے لفظ سے یہ بھی ظاہر ہو کہ اگر لقط تلف ہو جائے تو ضمان واجب نہیں۔ لاضمان فی الامان امام بخاریؒ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن یہ ترجمہ آنے والے ترجمہ کے منافی ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سال کے بعد مالک آگیا تو وہ مالک نہیں رہے گا میرے نزدیک ان دونوں میں تانی نہیں ہے۔ اس لئے کہ پہلا ترجمہ اس شخص کے بارے میں ہے جو لقط کو اپنے اوپر خرچ کر چکا مالک نہیں آیا۔ اور دوسرا ترجمہ اس شخص کے بارے میں ہے جس کے پاس لقط موجود ہے تو یہ لا محالہ ودیعت ہو گا۔ شرح نے تو اپنے مسائل پر تراجم کو حمل کیا ہے۔ مصنف ان کا پابند نہیں ہے۔

ترجمہ۔ کیا لقط کو پکڑ لے اس کو چھوڑے نہیں کہ کہیں ضائع نہ ہو جائے حتیٰ کہ وہ شخص اسے نہ پکڑے جو اس کا مستحق نہیں بن سکتا۔

**باب هل ياخذ اللقطة ولا يدعها  
تضيع حتى لا ياخذها من لا يستحق**

ترجمہ۔ حضرت سوید بن غفلہؒ فرماتے ہیں کہ میں سلیمان بن ریحہ اور زید بن صوحان کے ہمراہ ایک جنگ میں تھا مجھے ایک چابک ملا ان دونوں حضرات نے مجھے فرمایا کہ اسے پھینک دو میں نے کہا نہیں اگر اس کا مالک مل گیا تو فہما اس کو دے دوں گا ورنہ میں خود اس سے نفع اٹھاؤں گا پس جب ہم جنگ سے واپس ہوئے تو ہم حج کرنے چلے آئے مدینہ سے میرا گذر ہوا تو میں نے حضرت ابی بن کعبؓ سید القراء سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا مجھے جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ایک ہمیانی ملی تھی

حدیث (۲۲۶۵) حدثنا سليمان بن حرب بن سمعت سوید بن غفلة قال كنت مع سليمان بن ربيعة وزيد بن صوحان في غزاة فوجدت سوطا فقال لي الله قلت لا ولكن ان وجدت صاحبه والا استمعت به فلما رجعنا حججنا فمررت بالمدينة فسالت ابي بن كعب فقال وجدت صرة على عهد النبي ﷺ فقال عرفها حولاً فعرفتها

حولاً ثم اتيت فقال عرفها حولاً فعرفتها حولاً ثم  
اتيته فقال عرفها حولاً فعرفتها حولاً ثم اتيته  
الرابعة فقال اعرف عدتها ووكاءها ووعاءها  
فان جاء صاحبها والا تستمع بها .....

جس میں سو ۰۰۰ دینار تھے جس کو میں جناب نبی اکرم ﷺ کی  
خدمت میں لے آیا آپؐ نے فرمایا سال بھر اس کا اعلان کرو  
چنانچہ میں نے سال بھر اعلان کیا۔ پھر آپؐ کے پاس حاضر ہوا  
آپؐ نے فرمایا پھر ایک سال اعلان کرتے رہو میں نے دوسرے  
سال بھی اعلان کیا پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے

فرمایا اور سال بھی اعلان کرو پھر چوتھی مرتبہ میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کی تعداد تسمہ اور برتن کی پہچان کرو اگر مالک آجائے تو  
دے دو ورنہ خود اس سے نفع حاصل کرو۔

حدیث (۲۲۶۶) حدثنا عبدان الخ عن  
سلمة بهذا قال فلقيته بعد بمكة فقال لا ادري  
اللة احوال او حولاً واحداً .....

ترجمہ۔ سلمہ نے بھی اس کو روایت کیا اور کہا میں  
اس کے بعد اسے مکہ معظمہ میں ملا جس نے کہا مجھے معلوم نہیں  
کہ تین سال تھے یا ایک سال تھا۔

تشریح از قاسمی۔ کلمہ ہل اس جگہ استفہام کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ قد تحقیق کے معنی میں ہے۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ  
لقطہ کو لے لے اس سے ان لوگوں کا رد کیا جو فرماتے ہیں کہ لقطہ کا اٹھالینا مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے کہ اس شخص کے لئے لقطہ اٹھالینا  
مستحب ہے جو اس کی تعریف کر سکے۔ ورنہ ترک اولیٰ ہے اور بدائع میں ہے ان اخذها لنفسه حرام لانها كالغصب یعنی اپنی ذات  
کے لئے لینا حرام ہے کیونکہ یہ غصب کی مانند ہے۔ اور جب اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو اٹھالینا واجب ہے۔

## باب من عرف اللقطة

### ولم يدفعها الى السلطان

حدیث (۲۲۶۷) حدثنا محمد بن يوسف الخ  
عن زيد بن خالد ان اعرابيا سال النبي ﷺ عن  
اللقطة قال عرفها سنة فان جاء احد ينخبرك  
بعفاسها ووكائها والا فاستنق بها وساله عن  
ضالة الابل فتعمر وجهه وقال مالك ولها معها

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو لقطہ کا  
اعلان تو کرے اور اسے حاکم اور بادشاہ تک نہ پہنچائے

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ سے مروی ہے کہ ایک  
دیہاتی نے جناب نبی اکرم ﷺ سے لقطہ کے بارے میں  
دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا سال بھر اس کا اعلان کرو اگر کوئی آکر  
تجھے اس تھیلی اور تسمہ وغیرہ کے متعلق بتلائے تو اسے دے دو  
ورنہ خود خرچ کر لو۔ پھر اس نے گم شدہ اونٹ کے بارے میں  
پوچھا جس پر آپؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اور فرمایا تجھے اس کی

کیا فکر پڑی ہے اس کے ساتھ تو اس کا پانی بھی ہے۔ اور اس کا جوتا بھی ہے۔ چشمہ پر جائے گا۔ درختوں کے پتے کھاتا پھرے گا حتیٰ کہ اس کا مالک اسے پالے گا۔ پھر اس نے گم شدہ بحری کے متعلق پوچھا۔ فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کی ہے۔

سقاؤہا وحذاؤہا تر دالماء و تا کل شجر دعہا حتی  
يجدها ربها و ساله عن ضالة الغنم فقال هي لك  
اولا خيلك اول ذئب .....

تشریح از قاسمی - اس ترجمہ سے امام اوزاعیؒ کا رد کیا ہے کہ اگر مال قلیل ہے تو اعلان کرے۔ مال کثیر ہے تو بادشاہ کے

پاس بیت المال میں جمع کرائے۔ جمہور اس کے خلاف ہیں۔

### باب

ترجمہ - حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ میں چل پڑا  
کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بحریوں کا چرواہا ہے جو بحریاں ہانکے جا رہا ہے  
میں نے پوچھا کہ تو کس سے متعلق ہے اس نے قریش کے ایک  
آدمی کا نام لیا جس کو میں پہچان گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا  
تیری بحریوں کے اندر دودھ ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا  
کہ تم مجھے دودھ نکال کے دے سکتے ہو اس نے کہا ہاں۔ میں نے  
کہا اچھا ان بحریوں میں سے ایک بحری کو قابو کر دو پھر میں نے اسے  
حکم دیا کہ اپنی ہتھیلیاں بھی جھاڑ لو تو اس طرح اس نے اپنی ایک  
ہتھیلی کو دوسری پر مارا اور ایک پیالہ کی مقدار دودھ کی اس نے  
نکال لی۔ تو چھاگل کے منہ پر میں نے جناب رسول اللہ ﷺ  
کے لئے پتلی تاکی ڈال دی اور اس پر دودھ انڈیل دیا یہاں تک کہ  
اس کا نچلا حصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ تو میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کی  
خدمت میں پہنچ کر عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ پیئیں پس آپ  
نے اسے اتنا پیاکہ میں راضی ہو گیا۔

حدیث (۲۲۶۸) حدثنا اسحق بن ابراهيم الخ  
اخبرني البراء عن ابي بكر قال انطلقت فاذا انا  
براعي غنم يسوق غنمه فقلت لمن انت قال  
لرجل من قریش فسماه فعرفته فقلت هل في  
غنمك من لبن فقال نعم فقلت هل انت حالب  
لي قال نعم فامرته فاعتقل شاة من غنمه ثم امرته  
ان ينفض ضرعها من الغبار ثم امرته ان ينفض  
كفيه فقال هكذا ضرب احدی كفيه بالاخری  
فحلب كسبة من لبن وقد جعلت لرسول الله  
ﷺ اداة على فمها خرقة فصبت على اللبن  
حتى برد اسفله فانتھيت الى النبي ﷺ فقلت  
اشرب يا رسول الله فشرب حتى رضيت ..

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - فعرفته یعنی پہچان لیا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو دودھ پینے سے منع نہیں کرے گا۔ یا احتمال ہے کہ

ان لوگوں میں سے ہو جو حضرت ابو بکرؓ اور آنحضرت ﷺ کو ایذا دینے والوں میں سے ہو۔ تو پھر مال تلف کرنے کی قیمت لازم ہوگی۔ یا وہ اصحاب خرب تھے۔ ان کا مال لینا بغیر اذن مسلمان کے لئے جائز تھا۔ یا یہ کہ جب ان کا مالک مل جائے گا تو اسے قیمت ادا کر دی جائے گی یا ملاقات کے بعد اس سے معافی کرائی جائے گی۔ اور یہ روایات مناسبت سے خالی نہیں ہیں۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ۔** لقلہ عرف الخ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مالک کی اجازت کے بغیر اس عادت معروضہ کے مطابق دودھ استعمال کیا جو عرب کے یہاں رائج تھا تو یہ اذن عادی ہوا۔ یا بخیوں کا مالک حضرت ابو بکرؓ کا دوست تھا۔ یا دونوں حضرات اضطراری حالت میں تھے حدیث کو باب سے مناسبت کے بارے میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ باب بھی احکام لفظ کے ایک حکم پر مشتمل ہے۔ وہ ایسی بھری کا دودھ پیتا ہے جس کا صحراء میں صرف ایک راعی ہو۔ یہ بھی ضائع ہونے والی چیز کے حکم میں ہے تو یہ دودھ سوط جبل وغیرہ کے حکم میں ہوگا۔ جن کا اٹھانا مباح ہے۔ اور میرے نزدیک رائج توجیہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ وہ کتب میں اضداد کو ذکر فرماتے ہیں جیسے کتاب الایمان میں کفر کو ذکر فرمایا۔ ایسے یہاں پر باب بلاترجمہ ذکر کر کے یہ حدیث اضداد میں لائے ہیں۔ کہ وہ مال جس کا مالک معلوم ہو وہ لفظ میں داخل نہیں ہے۔ اس لئے باب بلاترجمہ میں اس کی ضد کو ذکر کر کے ابواب اللقطہ کو اس پر ختم کر دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ابواب المظالم والقصاص

ترجمہ۔ زیاد تیاں اور ان کا بدلہ

ترجمہ۔ باب زیاد تیاں اور غضب کے بارے میں

باب فی المظالم والغضب

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ بلند و درتر کا قول ہے ظالم لوگ جو کچھ عمل کر رہے ہیں تو آپؐ گمان نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کرتوتوں سے غافل ہیں۔ ہم نے ان کی سزا کو اس دن کے لئے

وقول الله عز وجل ولا تحسبن الله غافلاً  
عمایعمل الظالمون إنما يؤخرهم لیوم تشخیص  
فیہ الابصار مهطعين مقنعی رؤسهم رافعی المقنع



والمقمح واحد وقال مجاهد مهطعين مدھنی  
النظر ويقال مسرعين لا يرتد اليهم طرفهم  
وافندتهم هواء جوفالا عقول لهم وانذر الناس  
يوم ياتيهم العذاب فيقول الذين ظلموا ربنا اخرنا  
الى اجل قريب نجب دعوتك ونتبع الرسل الى  
قوله ان الله عزيز ذو انتقام .....

مہلت دے دی ہے۔ جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی  
ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں ان کی  
طرف واپس نہیں لوٹیں گی اور ان کے دل ایسے خول ہوں گے  
جن میں عقلیں نہیں ہوں گی۔ اور آپ لوگوں کو اس دن سے  
ڈرائیں جس دن ان پر عذاب آئے گا تو ظالم لوگ کہیں گے کہ  
اے ہمارے رب ہمیں کچھ قریبی مدت تک مہلت دے دیں ہم  
تیری دعوت کو قبول کریں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے

الی قوله ان الله بے شک اللہ غالب اور بدلہ والا ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں مهطعين برابر ٹٹکی باندھ کر دیکھنے والا اور کہا جاتا ہے کہ مهطعين  
کے معنی جلدی کرنے والوں کے ہیں۔

تشریح از قاسمی۔ مظالم مظلمہ کی جمع ہے جو مصدر میسی ہے۔ جس کے معنی کسی چیز کو ناحق طور پر لینا۔ اور وضع الشیئی

فی غیر محله بھی ظلم ہے۔ غصب کے معنی کسی کا مال ناحق چھین لینا۔ ولا تحسبن اللہ غافلاً سے ان اللہ عزیز ذو انتقام تک  
یہ اوآخر سورہ ابراہیم کی چھ آیات ہیں۔ مقنع اور مقمع دونوں کے معنی سر کو اٹھانے کے ہیں۔ ہوا کے معنی خالی کے ہیں۔  
مهطعين کے معنی تفسیر کشاف میں مسرعین کے کئے ہیں۔

## باب قصاص المظالم

ترجمہ۔ زیادتیوں کا بدلہ لینا

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ جناب رسول اللہ  
ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا کہ مومن لوگ جب جہنم سے خلاصی پا کر نکلیں گے تو وہ  
جنت اور جہنم کے درمیان ایک پل پر روک دیئے جائیں۔ پس  
ایک دوسرے سے ان زیادتیوں کا بدلہ لیں گے جو ان کی دنیا میں  
تھیں حتیٰ کہ جب وہ لوگ پاک صاف اور چھانٹ لئے جائیں گے  
تو انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی پس قسم  
ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے

حدیث (۲۲۶۹) حدثنا اسحق بن ابراہیم الخ  
عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ ﷺ قال  
اذا خلص المؤمنون من النار حبسوا بقنطرة بين  
الجنة والنار فيتقاضون مظالم كانت بينهم في  
الدنيا حتى اذا القوا وهدبوا اذن لهم بدخول الجنة  
فو الذي نفس محمد ﷺ بيده لاحدهم بمسكنه  
في الجنة اذل بمزله كان في الدنيا .....

البتہ ان میں ہر ایک جنت کے اپنے ٹھکانے کو اس سے زیادہ راہ پانے والا ہوگا جو دنیا میں اپنے مکان کا راہ پاتا ہے۔

تشریح از قاسمی۔ اگر اشکال ہو کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن پل دو ہوں گے۔ ایک پل صراط جو

جہنم کے اوپر ہوگا اور دوسرا جو جنت اور جہنم کے درمیان ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ نیز! ایک ہی پل ہو کہ وہ جہنم پر ہوگا وہ اس کا ابتدائی حصہ ہے۔ اور یہ اختتامی حصہ ہوگا۔ اس کا نام صراط ثانی پر رکھا گیا ہے۔

یتقاصون کہ ایک دوسرے سے ان مظالم کا بدلہ لیں گے جو دنیا میں ان کے درمیان تھے خواہ ان کا تعلق بدن سے ہو یا اموال سے ہو۔ لیکن یہ مظالم ہوں گے جنہوں نے جمیع حسنات کا احاطہ نہ کیا ہو۔ بلکہ باہم گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑے سے متعلق ہوں گے۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہوگی۔

باب قول اللہ تعالیٰ **اللعنة الله على الظالمين**۔

ترجمہ۔ حضرت صفوان بن محرز المازنیؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثناء میں حضرت ابن عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے چل رہا تھا کہ ایک آدمی سامنے آیا۔ اس نے پوچھا کہ آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے۔ فرمایا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومن کو اپنے قریب کرے گا۔ اس پر اپنا پردہ رکھ کر اسے چھپالے گا۔ پھر اس سے پوچھے گا کہ کیا تو فلاں گناہ جانتا ہے۔ کیا تجھے فلاں گناہ کا علم ہے۔ وہ کہے گا ہاں اے میرے رب! حتیٰ کہ اس سے اس کے سب گناہوں کا اقرار کرالے گا تو مومن اپنے دل میں سمجھے گا کہ بس اب ہلاک ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں تجھ پر پردہ پوشی کی۔ آج میں وہ تیرے سب گناہ معاف کرتا ہوں۔ پس اسے نیکیوں کا پروانہ دیا جائے گا۔ کافر اور منافق کے بارے میں آیت قرآنی ہے

حدیث (۲۲۷۰) حدثنا موسى بن اسمعيل النخعي عن صفوان بن محرز المازني قال بينما انا ماشي مع ابن عمر اخذ بيده اذ عرض رجل فقال كيف سمعت رسول الله ﷺ في النجوى فقال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الله يدني المؤمن فيضع عليه كنفه ويستره فيقول اتعرف ذنبك كذا اتعرف ذنبك كذا فيقول نعم اي رب حتى اذا قرره بذنوبه وراى في نفسه انه هلك قال سترتها عليك في الدنيا وانا اغفر هالك اليوم فيعطى كتاب حسناته واما الكافر والمنافقون فيقول الاشهاد هؤلاء الذين كذبوا على ربهم **اللعنة الله على الظالمين**۔

پس گواہ (فرشتے اور نبی) کہیں گے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے خلاف جھوٹ بولا خبردار! ظالم لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ**۔ اتعرف ذنب کذا یہ وہ گناہ ہوں گے جو لاپرواہی اور غیر شعوری طور پر اس نے کئے ہوں گے

جس سے توبہ نہ کر سکا۔ اگر توبہ کر لیتا تو مٹ چکے ہوتے۔ ان گناہوں پر تنبیہ کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ مومن کے اس وہم کو دفع کرنا ہے کہ شاید کوئی یہ سمجھے کہ مجھے جنت کا داخلہ اور جہنم سے نجات اپنے اعمال کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے تو جب اپنے گناہوں پر مطلع ہوگا تو یقین کر لے گا کہ جن جن نعمتوں میں ہوں یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔ میرے اعمال کو کوئی دخل نہیں ہے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابن عمرؓ کی حدیث میں جن ذنوب کا ذکر ہے اس سے مظالم حقوق العباد

مراد نہیں بلکہ وہ گناہ مراد ہیں جو صرف اللہ کے رب کو معلوم ہیں جن کی بخشش ہوگی۔

الحاصل مجموعہ احادیث سے واضح ہوا کہ گناہوں کی ایک قسم تو وہ ہے جو دنیا میں مستورہ تھی۔ قیامت میں مستور رکھ کر ان کی مغفرت کی جائے گی۔ اور دوسری قسم گناہوں کی وہ ہے جو مجاہرہ ہوں گے۔ جو حدیث ابو ہریرہؓ کا منطوق ہے۔ لیکن پہلی قسم جو بین الرب والعباد معلوم ہوں گے ان کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے جن کی سیکت حسنت سے بڑھ کر ہوں گی ان کو جہنم میں ڈال کر شفاعت سے نکالا جائے گا دوسری قسم وہ ہے جن کی اچھائیاں اور برائیاں برابر ہوں گی یہ لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک ان میں قصاص واقع نہیں ہوگا جیسے حدیث ابی سعیدؓ اس پر دلالت کرتی ہے۔ کفار اور منافقوں پر علیؓ رؤس الاشباد لعنت ہوگی۔

ترجمہ۔ مسلمان مسلمان پر نہ ظلم کرتا ہے اور نہ ہی

**باب لا یظلم المسلم**

اس کی مدد چھوڑتا ہے

**المسلم ولا یسلمہ**

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے جو نہ تو اس پر ظلم و زیادتی کرے گا اور نہ ہی اس کی مدد چھوڑے گا۔ اور جو شخص کسی اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرمائیں گے۔ اور جس شخص نے کسی مسلمان کی پریشانی دور کر دی اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی پریشانیوں میں سے اس کی پریشانی دور کر دیں گے اور جس شخص نے کسی

حدیث (۲۲۷۱) حدثنا یحییٰ بن بکیر الخ

ان عبداللہ بن عمرؓ خبرہ ان رسول اللہ ﷺ قال  
المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ ومن  
کان فی حاجة اخیه کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج  
عن مسلم کربة فرج اللہ عنه کربة من کربات  
یوم القيامة ومن ستر مسلما سترہ اللہ یوم القيامة

مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

## باب أَعِنَ ظَالِماً أَوْ مَظْلُوماً

ترجمہ۔ اپنے بھائی ظالم یا مظلوم کی مدد کرو

حدیث (۲۲۷۲) حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ عن  
سمع انس بن مالک یقول قال رسول اللہ ﷺ  
انصر اخاک ظالماً او مظلوماً .....

حدیث (۲۲۷۳) حدثنا مسدد الخ عن  
انس قال قال رسول اللہ ﷺ انصر اخاک ظالماً  
او مظلوماً قالوا یا رسول اللہ هذا ننصره مظلوماً  
فکیف ننصره ظالماً قال تاخذ فوق یدیه .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب  
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی ظالم یا مظلوم کی مدد کرو۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ  
نے فرمایا کہ اپنے بھائی ظالم یا مظلوم کی مدد کرو۔ انہوں نے کہا  
یا رسول اللہ! اس مظلوم کی مدد تو ہم کر سکتے ہیں اور ظالم کی ہم  
کیسے مدد کریں۔ فرمایا کہ اس کے ہاتھوں کو اوپر سے پکڑ لو۔

## باب نصر المظلوم

ترجمہ۔ مظلوم کی مدد کرنا

حدیث (۲۲۷۴) حدثنا سعید بن الربیع الخ  
سمعت البراء بن عازب قال امرنا النبی ﷺ  
بسبع ونهانا عن سبع وذكر عیادة المریض واتباع  
الجنائز وتشمیت العاطس ورد السلام ونصر  
المظلوم واجابة الداعی وابرار المقسم ....

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں  
جناب نبی اکرم ﷺ نے سات چیزوں کا حکم دیا اور سات سے منع  
فرمایا تو آپؐ نے ذکر فرمایا کہ وہ ہمارے پرسی کرنا۔ جنازے کے  
ساتھ جانا۔ چھینک دینے والے کو جواب دینا۔ اور سلام کا جواب  
دینا۔ اور مظلوم کی مدد کرنا۔ اور دعوت قبول کرنا اور قسم کھانے  
والے کی قسم پوری کرنا۔

حدیث (۲۲۷۵) حدثنا محمد بن العلاء عن  
ابی موسیٰ عن النبی ﷺ قال المؤمن للمؤمن  
کالبنیان یشد بعضه بعضاً وشبک بین اصابه ..

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے  
روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا مؤمن مؤمن کے لئے دیوار  
کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے  
پھر آپؐ نے اپنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں  
میں داخل کر دیا۔

## باب الانتصار من الظالم

## ترجمہ۔ باب ظالم سے بدلہ لینا

لقوله تعالى لا يحب الله الجهر بالسوء

من القول الامن ظلم والذين اذا اصابهم البغي هم

ينتصرون قال ابراهيم كانو يكرهون ان يستذلوا

فاذا قدر واعفوا ....

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بری بات کو ظاہر کرنے کو پسند نہیں کرتے۔ مگر مظلوم ایسا کر سکتا ہے۔ اور جب ان کو ظلم پہنچتا ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔ ابراہیم فرماتے ہیں کہ وہ حضرات ذلیل ہونے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ پس جب ان کو قدرت حاصل ہوتی ہے تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ ہم ينتصرون آیت قرآنیہ سے بدلہ لینے کا جواز ثابت ہونا ظاہر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس پر

مدح فرما رہے ہیں۔ لیکن مدح تب ہوگی جب کہ حد کے اندر رہ کر بدلہ لیا جائے۔ زیادتی نہ کی جائے۔ پھر ان آیات سے ترتیب خلافت کی طرف بھی اشارہ نکلتا ہے۔ والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش و اذا ما غضبوا هم یغفرون یعنی وہ لوگ بڑے بڑے اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں یہ شان حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تھی جنہوں نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں نہ کبائر کا ارتکاب کیا اور نہ ہی فواحش کے مرتکب ہوئے۔

والذین استجابوا للربهم واقاموا الصلوة وامرهم شوریٰ بینہم ترجمہ جن لوگوں نے اپنے رب کے حکم پر لبیک

کہا۔ نماز کو پابندی سے پڑھا۔ اور ان کا معاملہ باہمی مشورہ پر تھا۔ یہ شان حضرت عمرؓ کی ہے کہ وہ خلافت کے معاملہ کو صحابہ کرامؓ کی چھ نفری کمیٹی کے مشورہ پر چھوڑ کر رخصت ہوئے۔

والذین اذا اصابهم البغي هم ينتصرون جب ان کے خلاف بغاوت ہوتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں یہ شان حضرت عثمانؓ

کی ہے۔ جن کے خلاف بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ مظلوم ہو کر شہید ہوئے۔

ہم ينتصرون یہ شان حضرت علیؓ کی ہے جنہوں نے دشمنوں سے انتقام لیا جب کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت حضرت

علیؓ کے خلاف بغاوت تھی۔ اور حضرت علیؓ کا بدلہ لینا حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینا ہوگا۔ کیونکہ یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کے قائم مقام تھے اور ان میں سے ہر ایک دوسری کے فعل سے راضی تھا اس لئے دونوں فعلوں کی اسناد دونوں حضرات کی طرف کرنا صحیح ہو گا واللہ اعلم بالصواب

تشریح از شیخ زکریا۔ امام بخاریؒ نے باب الانتصار من الظالم قائم کر کے اس کے ذیل میں دو آیات ذکر فرمائیں

لا يحب الله الى قوله الا من ظلم طبری الامن ظلم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ فانتصر بمثل ما ظلم به یعنی جس طرح اس پر ظلم کیا گیا ہے اسی طرح یہ بھی اس سے انتقام لے۔ تو اس پر کوئی ملام نہیں ہے۔ اور دوسری آیت میں ہے اذا اصابهم البغي هم ينتصرون

علامہ یحییٰ فرماتے ہیں ہم ينتصرون ممن بغى عليهم من غير اعتداء یعنی جن لوگوں نے بغاوت کی ہے بغیر زیادتی کے ان سے بدلہ لیا جائے جیسے حضرت عائشہؓ نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے گالی کا بدلہ گالی سے لیا۔ جب کہ آپؐ اس کو سن رہے تھے۔ معاف کر دینا بھی محمود ہے۔ لیکن جب مفسدہ کا خطرہ ہو تو انتقام لینا واجب ہو جاتا ہے۔

فمن عفا واصلح فاجره على الله یعنی جس نے معاف کر دیا اور صلح کر لی تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے یہ حضرت حسن بن علیؓ کے نزول خلافت اور صلح امیر معاویہؓ کی طرف اشارہ ہے۔

ولمن انتصر بعد ظلمه الخ سے حضرت حسین بن علیؓ کی طرف اشارہ ہے۔

انما السبيل على الذين يظلمون الناس سے یزید بن معاویہؓ کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم برموز کتبابہ اور میرے نزدیک ان سب آیات کا مصداق حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں اور جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا سے امیر معاویہؓ کی طرف اشارہ ہے واللہ اعلم۔

ترجمہ۔ مظلوم کا معاف کر دینا

## باب عفو المظلوم

ترجمہ۔ آیت قرآنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر تم خیر کو ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ۔ برائی سے معافی دے دو تو یہ قرب الہی کا باعث ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا قدرت والا ہے اور برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے پس جس نے معاف کر دیا

لقله تعالى ان تبدوا خيراً او تخفوه او تعفوا  
عن سوء فان الله كان عفواً قديراً وجزاء سيئة  
سيئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره على الله انه  
لا يحب الظلمين . الى قوله الى مرد من سبيل ..

اور معاملہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی طرف لوٹنے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔

تشریح از قاسمی۔ یہ سب آیات کریمہ عفو مظلوم کو شامل ہیں۔ جس سے مظلوم اجر جزیل کا مستحق بنے گا۔ اور

لا يحب الله الجهر الاية سے بھی معلوم ہو کہ مظلوم ظالم کے خلاف شکایت کر سکتا ہے۔ بلکہ اس کے خلاف ہمدعا بھی کر سکتا ہے اور ان ہٹال فرماتے ہیں کہ اہم تھی کے قول کے مطابق اپنے آپ کو ذلیل نہیں کرنا چاہیے۔ کہ فاسقین جری نہ ہو جائیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے غلبہ رجال اور شتمۃ الاعداء سے پناہ پکڑی ہے۔

ترجمہ۔ ظلم قیامت کے دن کئی طرح کی تاریکیاں ہو گئی

## باب الظلم ظلمات يوم القيامة

حدیث (۲۲۷۵) حدثنا احمد بن یونس الخ

عن عبد الله بن عمر عن النبي ﷺ قال الظلم ظلمات يوم القيامة .....

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن کئی طرح کی تاریکیاں ثابت ہوگا۔ اس لئے کہ ظالم نے ایک تو ناحق غیر کا حق لے لیا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کر کے مقابلہ پر اتر آیا اور یہ گناہ دوسرے گناہوں سے بہت برا ہے۔ کیونکہ ظلم ہمیشہ کمزور پر ہوتا ہے۔ جو بے چارہ بدلہ نہیں لے سکتا۔ نیز اظلم دل میں تاریکی پیدا کرتا ہے۔ جس طرح ایمان روشنی پیدا کرتا ہے تو اس طرح ظالم کو کئی ظلمتیں گھیر لیں گی۔

ترجمہ۔ مظلوم کی بد عا سے چھٹا اور ڈرنا چاہیے

باب الالتقاء والحذر من دعوة المظلوم

حدیث (۲۲۷۶) حدثنا يحيى بن موسى الخ

عن ابن عباس ان النبي ﷺ بعث معاذاً الى اليمن فقال اتق دعوة المظلوم فانه ليس بينها وبين الله حجاب .....

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن روانہ فرمایا تو ارشاد ہوا کہ مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہو کیونکہ اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ یعنی اس کی دعا مقبول ہوگی اگرچہ فاسق بھی ہو۔

باب من كانت له مظلة عند الرجل

فحللها له هل يبين مظلمته

ترجمہ۔ جب کسی نے کسی پر ظلم کیا پھر اس نے اس کو معاف کر دیا تو کیا اس کے ظلم کو واضح کر سکتا ہے۔ اختلاف کی وجہ سے جواب ذکر نہیں فرمایا۔

حدیث (۲۲۷۷) حدثنا ادم بن ابي اياس الخ

عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ من كانت له مظلمة لاحد من عرضه اوشى فليحللها منه اليوم قبل ان لا يكون دينار ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم تكن له حسنات اخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه قال ابو عبد الله قال اسمعيل بن ابي اويس انما سمى

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی مسلمان بھائی کی عزت یا اور کسی طرح سے اس پر ظلم کیا ہو تو آج دنیا میں اس سے معافی مانگ لے اس دن کے آنے سے پہلے پہل جب کہ نہ دینار ہو سکے نہ درہم ہوں گے۔ اگر اس کے نیک اعمال ہوئے تو اس کے ظلم کے مطابق لے لئے جائیں گے۔ اگر اس کی کوئی نیکیاں نہ ہوں تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس پر لاد دی جائیں گی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ سعید کو مقبری اسلئے کہتے ہیں کہ وہ قبرستانوں کے

المقبرى هو مولى لانه كان نزل ناحية المقابر .  
وقال ابو عبد الله وسعيد المقبرى هو مولى بنى ليث  
وهو سعيد بن ابى سعيد واسم ابى سعيد كيسان ..  
قريب قريب كناروں پر بیٹھا کرتا تھا۔ اور سعيد مقبرى مولى کا  
غلام تھا جس کے باپ کی کنیت ابو سعيد تھی اور اس کا نام کيسان تھا

تشریح از قاسمی۔ اوشی یہ عطف العام علی الخاص ہے جن میں مال جراحات سب داخل ہوں گے حتیٰ کہ تعیڑ  
وغیرہ بھی داخل ہوں گے۔ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ جب معاف کر دیا تو اس کی مقدار بیان کرے یا نہ کرے اس کا لہاء مجہول  
مجھ ہوگا۔

باب ۱۵۱ حللہ من ظلمہ  
فلا رجوع فیہ

ترجمہ۔ جب اپنے حق سے کسی کو دری کر دے  
تو پھر اس میں رجوع کا حق نہیں ہے

حدیث (۲۷۷۸) حدثنا محمد بن عمار عن عائشة  
وان امرأة خافت من بعلها نشوزا او اعراضا  
قالت الرجل تكون عنده المرأة ليس بمستكثر  
منها يريد ان يفارقها فتقول اجعلك من شاني في  
حل فنزلت هذه الآية في ذلك ...  
ترجمہ۔ حضرت عائشہ اس آیت قرآنی کے بارے میں  
فرماتی ہیں ترجمہ۔ اگر عورت کو اپنے خلوہ سے ترفع اور روگردانی  
کا خطرہ لاحق ہو تو فرمایا کہ جس مرد کے پاس بیوی ہو لیکن وہ  
اس کے ساتھ سلوک اچھا نہیں کر بلکہ اس کو جدا کرنا چاہتا ہے  
تو عورت کہہ سکتی ہے کہ میرے جو مال اور معاشرتی حقوق تیرے  
ذمہ ہیں وہ میں تیرے لئے حلال کرتی ہوں یعنی تو ان سے  
بری ہے مجھے اس کے بدلے طلاق دے دے۔ تو اس طرح طلع پر صلح ہو سکتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ امام بخاری استدلال میں فرماتے ہیں کہ جب متوقع حقوق کے بارے میں اسقاط نافذ ہے تو تحقق  
ہلین لولی ثابت ہوگا۔ لیکن یہ اسقاط محض ہے۔ ان حقوق سے جو ابھی نہیں پائے گئے۔ مثلاً باری نفقہ وغیرہ تو اگر عورت ان میں رجوع  
کرنا چاہے تو اس کو حق پہنچتا ہے۔ کیونکہ اسقاط حقوق موجودہ و مابعد کے اندر ہوتا ہے۔ تو وہ جو حقوق ابھی پائے نہیں گئے ان سے  
اسقاط کو روک سکتی ہے۔ اس لئے کہ یہ رجوع اسقاط شدہ میں نہیں۔ بلکہ غیر موجود کے اسقاط سے رک جانا ہے اس لئے علماء احناف  
پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ وہ عورت کو حقوق میں رجوع کا کیوں حق دیتے ہیں۔ اس روایت کا ترجمہ پر اور آنے والے ترجمہ پر دلالت کرنا  
محتاج تدبر ہے۔



**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ چنانچہ امام محمدؒ مؤطا میں فرماتے ہیں کہ اگر عورت اپنی سوکن کے لئے باری کو بہہ کر دے تو جب چاہے وہ اس میں رجوع کر سکتی ہے۔ اس میں ائمہ کرام کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں لیس لها الرجوع فی ذلك اور آیت کا ترجمہ پر دلالت کرتا اس طرح ہے کہ خلع عقد لازم ہے۔ جس میں رجوع نہیں ہو کرتا۔

**باب اذا اذن له او حلله**  
**ولم یبین کم هو۔**  
 ترجمہ۔ جب کسی کو اجازت دے دے یا اپنا حق ساقط کر دے اور اس کی مقدار میان نہ کرے۔

حدیث (۲۲۷۹) حدثنا عبد الله بن يوسف الع  
 عن سهل بن سعد الساعدي عن النبي ﷺ انی  
 بشراب لغشرب منه وعن يمينه غلام وعن يساره  
 الاشياخ فقال للغلام اتاذن لی ان اعطی هؤلاء  
 فقال الغلام لا والله یا رسول الله لا اوثر بنصبی  
 منك احدا قال فقله رسول الله ﷺ فی یدہ ...  
 ترجمہ۔ حضرت سهل بن سعد ساعدیؒ جناب نبی اکرم  
 ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ کے پاس کوئی پینے کی چیز  
 لائی گئی۔ آپؐ نے تو اس سے پی لیا۔ اور آپؐ کی دائیں طرف  
 ایک لڑکا تھا۔ اور بائیں طرف بزرگ لوگ تھے جناب نبی اکرم  
 ﷺ نے لڑکے سے اجازت طلب کی کہ کیا میں اپنا پس خوردہ  
 ان کو دے دوں۔ لڑکے نے کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی  
 قسم! میرا جو حصہ آپؐ کی طرف سے ہے اس پر میں کسی کو ترجیح  
 دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ تو آپؐ نے ناراض ہوتے ہوئے مدت اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ**۔ دونوں ترجموں کا خلاصہ یہ ہے کہ موجود اور ماضی کو مستقبل اور آنے والے پر قیاس کیا گیا اور پینے  
 کا مشترک حق سے حق مبہم پر استدلال کیا۔

فتلہ فی یدہ یہ جھڑکنا اس وجہ سے تھا کہ لڑکے نے ترک ادب کو اختیار کیا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کی رضا کو اختیار نہ کیا۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ لڑکا اجازت دے دیتا تو اشیاخ کے حصہ میں آتا اس کی مقدار بھی معلوم نہیں۔ اور جو یہ خود پیتا اس کی مقدار بھی معلوم نہیں۔ تو قیاس سے ثابت ہوا کہ ایسی اجازت جس کی مقدار معلوم نہ ہو جائز ہے۔ لیکن یہ جواز صرف اس باب کے ساتھ خاص ہو گا۔ ورنہ بہہ مشترک میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ تو جائز فرماتے ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ حصہ قابل تقسیم ہے۔ تو بغیر تقسیم کے اس کا بہہ جائز ہے۔ اگر غیر قابل تقسیم ہے تو پھر بہہ جائز ہے۔ چنانچہ در مختار میں ہے کہ حقوق مجہولہ سے بری قرار دینا امام شافعیؒ کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ کیونکہ اس اہراء سے جھگڑے کی نوبت

نہیں آتی۔ ہمارا استدلال و لمن جاء به حمل بعير وانا به زعيم سے ہے کہ حمل بعیر غیر معلوم ہے۔ کیونکہ لونٹ کا بوجھ اختلاف کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے رہتا ہے۔

ترجمہ۔ جس شخص نے زمین کے کسی حصہ میں زیادتی کی تو اس کا کیا گناہ ہے۔

## باب اثم من ظلم شيئاً من الارض

ترجمہ۔ حضرت سعید بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے جس شخص نے زمین کے کچھ حصہ میں زیادتی کی تو اسے سات زمینوں کا ہمار گئے میں ڈالا جائے گا۔

حدیث (۲۲۸۰) حدثنا ابو الیمان الخ ان سعید بن زید قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من ظلم من الارض شيئاً طوقه من سبع ارضين .

ترجمہ۔ حضرت ابو سلمہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ان کے لور کچھ لوگوں کے درمیان جھگڑا تھا جس کا ذکر حضرت عائشہؓ سے کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا اے ابو سلمہؓ زمین سے جو کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نباشت مہر زمین میں زیادتی کی تو اسے سات زمینوں کا ہمار پھنایا جائے گا۔

حدیث (۲۲۸۱) حدثنا ابو معمر الخ ان ابا سلمة حدثه انه كانت بينه وبين اناس خصومة فذكر لعائشة فقالت يا ابا سلمة اجتنب الارض فان النبي ﷺ قال من ظلم قيد شبر من الارض طوقه من سبع ارضين .....

ترجمہ۔ حضرت سالم اپنے باپ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جس شخص نے زمین کا کچھ حصہ ناحق لے لیا تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابن المبارکؒ کی کتب خراسان میں تو نہیں تھی۔ البتہ انہوں نے بصرہ میں لکھوائی تھی۔

حدیث (۲۲۸۲) حدثنا مسلم بن ابراهيم الخ عن سالم عن ابيه قال قال النبي ﷺ من اخذ من الارض شيئاً بغير حقه خسف به يوم القيامة الى سبع ارضين قال ابو عبد الله هذا الحديث ليس بخراسان في كتاب ابن المبارك انما املاه عليهم بالبصرة .....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اجتنب الارض تاکہ کہیں اس وعید میں نہ داخل ہو جاؤ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام حارثیؒ نے ترجمہ باندھا ہے۔ **الم من ظلم الخ۔ حافظؒ** فرماتے ہیں اس باب سے مصنفؒ نے

غصب ارض کی صورت بتائی ہے۔ اس سے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو کہتے ہیں کہ زمین کا غصب ممکن نہیں۔ یہ مسلک حضرات شیخین امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کا ہے۔ اسلئے کہ وہ حضرات فرماتے ہیں کہ غصب منقولات اور محلات میں متحقق ہوتا ہے زمین میں نقل ہے نہیں لہذا غصب متحقق نہ ہوگا۔ پس جب کسی نے کسی کی زمین غصب کی اور وہ اس کے قبضہ میں تلف ہو گئی تو اس پر ضمان نہیں ہوگی۔ امام محمدؒ اور ائمہ ثلاثہؒ فرماتے ہیں کہ ضمان ہوگی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ زمین میں غصب تو ممکن ہے البتہ ضمان میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ وغیرہم فرماتے ہیں جب زمین پر قبضہ حاکم ہے تو زوال پیدا ملک سے ضمان لازم ہوگی۔ شیخینؒ فرماتے ہیں غصب ازالة البید کا نام ہے۔ کہ کسی شیعی کی ذات سے مالک کا قبضہ ہٹا دیا جائے۔ وہ زمین میں متصور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ زمین تو کہیں جا نہیں سکتی۔ البتہ زمین کے منافع میں جو نقصان اس غاصب کے کسی فعل سے یا رہائش سے پیدا ہوگا وہ سب حضرات کے نزدیک اس کی ضمانت ہوگی۔ کیونکہ یہ اطلاق ہے اس اعتبار سے زمین کے غصب میں ضمان ہوگی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ طوقہ اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ ہے کہ محشر میں اس مضموب حصہ زمین کے نقل کی اسے تکلیف

دی جائے گی۔ گویا کہ وہ اس کے گلے کا ہار بن جائے گی۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ اسے سات زمین تک دھنسا دیا جائے گا۔ جیسا کہ دوسری حدیث اس پر دال ہے۔

ترجمہ۔ جب کسی انسان نے دوسرے کو کسی چیز کی اجازت دے دی تو یہ جائز ہے ظلم نہیں۔

## باب اذا اذن انسان لآخر شیئاً جاز

ترجمہ۔ حضرت جبکہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ عراق والوں کے ایک شہر میں تھے کہ ہمیں قحط سالی نے آکھڑا تو ابن الزبیرؓ ہمیں کھجور کھانے کے لئے دیتے تھے۔ حضرت ابن عمرؓ ہمارے پاس سے گزرتا ہوا تو وہ فرماتے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اقران یعنی دو دو دانے ملا کر کھانے سے منع فرمایا مگر جب کوئی تم سے اپنے بھائی سے اجازت طلب کر لے۔

حدیث (۲۲۸۳) حدثنا حفص بن عمر الخ عن جبلة كنا بالمدينة في بعض اهل العراق فاصابنا سنة فكان ابن الزبير يوزقنا التمر فكان ابن عمر يمر بنا فيقول ان رسول الله ﷺ نهى عن الاقران الا ان يستاذن الرجل منكم اخاه ....

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعودؓ سے مروی ہے کہ انصار کا ایک آدمی جسے ابو شعیبؓ کہا جاتا تھا اس کا ایک غلام گوشت فروش تھا

حدیث (۲۲۸۴) حدثنا ابو النعمان الخ عن ابني مسعود ان رجلا من الانصار يقال له

ابوشعیب کان له غلام لحام فقال له ابوشعیب  
اصنع لی طعام خمسة لعلی ادعوا النبی ﷺ  
خامس خمسة وابصر فی وجه النبی ﷺ  
الجوع فدعاه فجمعهم رجل لم يدع فقال النبی  
ﷺ ان هذا قد اتبعنا الاذن له قال نعم ....

جس سے ابوشعیب نے فرمایا کہ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو شاید  
ان پانچوں میں جناب نبی اکرم ﷺ بھی دعوت میں شریک  
ہو جائیں۔ اور انہوں نے آپ نبی اکرم ﷺ کے چہرہ انور میں  
بھوک کے آثار دیکھے تھے۔ چنانچہ آپ کو اس نے دعوت دی تو  
ان کے ساتھ ایک ایسا آدمی بھی ہو لیا جس کو دعوت نہیں دی گئی  
تھی جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص ہمارے

ساتھ آ گیا ہے۔ کیا آپ اس کو اجازت دیتے ہیں۔ اس نے کہا ہاں میری طرف سے اجازت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس باب کو مصنفؒ نے اس جگہ اس لئے ذکر کیا کیونکہ اس میں اجازت دینے والے اور دوسرے کا  
حق ہے۔ جب ساتھی کی اجازت سے اقران جائز ہوگا تو زیادتی معاف ہوگئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ دودو مجبوریں ملا کر کھانے سے اس لئے منع کیا گیا۔ ایک تو بھول حضرت  
عائشہؓ یہ فعل قبیح ہے۔ اور حرص کی دلیل ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ لکن الثیرؓ سے یہ سب کچھ لہر ملک تھا تو قرآن سے دوسرے کے حق میں  
تعدی ہوتی اس لئے منع فرمایا۔ اگر کسی کا اپنا ملک ہو تو جس طرح کھائے اجازت ہے۔ فقہاء نے اس نئی کو مشارکت پر محمول کیا ہے۔  
اہل خواہر اس نئی کو تحریم کے لئے کہتے ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ نئی تنزیہ کے لئے ہے۔

## باب قول اللہ تعالیٰ وهو الد الخصام

حدیث (۲۲۸۵) حدثنا ابو عاصم الخ  
عن عائشہ عن النبی ﷺ قال ان ابغض الرجال  
الی اللہ الالد الخصم .....

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔  
ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے  
روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب  
مردوں سے زیادہ مبغوض وہ ہے جو جھگڑالو ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس باب کو اس مقام پر اسلئے رکھا کہ عموماً مظالم اور منازعات میں جھگڑوں تک نوبت پہنچتی ہے تو فرمایا  
کہ حتی الامکان ان جھگڑوں سے چنا چاہئے تو شیخ گنگوہیؒ نے اس سے لام حادیؒ پر اس اعتراض کا جواب دیا کہ الد الخصام کا مقام کتاب التفسیر  
ہے اس جگہ اسے کیوں ذکر کیا گیا۔ اگر اشکال ہو کہ ابغض الرجال ہو کہ ابغض الرجال تو کافر ہوتا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ الد الخصام میں الف لام عہد کا ہے  
اس سے اغس بن شریق منافق مراد ہے جس کے بارے میں آیت نازل ہوئی الد الخصام میں اضافہ بمعنی فی کے ہے۔ یا مبالغہ مقصود ہے

## باب اثم من خاصم فی باطل وهو يعلمه

ترجمہ۔ باب اس شخص کے گناہ کے بارے میں جو کسی غلط معاملہ میں جھگڑا کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ باطل ہے

حدیث (۲۲۸۶) حدثنا عبد العزيز بن عبد الله الخ  
ان امها ام سلمة زوج النبی ﷺ اخبرتها عن  
رسول الله ﷺ انه سمع خصومة بباب حجرته  
فخرج اليهم فقال انما انا بشر وان ياتيني الخصم  
فلعل بعضكم ان يكون ابلغ من بعض فاحسب  
انه صدق فاقضى له بذلك فمن قضيت له بحق  
مسلم فانا ما هي قطعة من النار فليأخذها او فليتركها

حدیث (۲۲۸۷) حدثنا بشر بن خالد الخ  
عن عبد الله بن عمرو عن النبی ﷺ قال اربع  
من كن فيه كان منافقا او كانت فيه خصلة من  
اربعة كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها  
اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا عاهد غدر  
واذا خصم فجر .....

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہ زوج النبی ﷺ جناب رسول اللہ ﷺ سے خبر دیتی ہیں کہ آپ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑنے کی آواز سنی تو ان کی طرف باہر تشریف لے آئے۔ فرمایا بے شک میں انسان ہوں میرے پاس جھگڑالو آتا ہے شاید تم میں سے کوئی دوسرے سے زیادہ بلاغت و فصاحت والا ہو جس کو میں سچا گمان کر کے اس کے بارے میں فیصلہ کر دوں تو جس شخص کے بارے میں میں کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ جہنم کا ٹکڑا ہے خواہ اس کو لے لے یا چھوڑ دے۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا چار خصلتیں جس شخص کے اندر ہوں گی وہ منافق ہو گا یا جس شخص میں ان چاروں میں سے ایک خصلت بھی پائی جائے گی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی جب تک وہ اسے چھوڑ نہ دے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے یا وعدہ خلافی کرے

جب عہد بیان کرے تو غداری کرے پورا نہ کرے۔ اور جب جھگڑا کرے تو کالی گلوچ ہے۔

تشریح از قاسمی۔ کان منافقا مقصد یہ ہے کہ جو ان خصلتوں پر مصر رہا ہے اور عادت منافی تو ایسے شخص کو منافق کہنا بہتر ہے لیکن جو کبھی ان خصلتوں کا مرتکب ہوتا ہے کبھی چھوڑ دیتا ہے وہ منافق نہیں ہے یا منافق عملی ہو گا منافق اعتقادی نہ ہو گا۔ چونکہ یہ خصائل نفاق کی علامات ہیں۔ اس لئے کبھی تین کا اور کبھی چار کا ذکر کیا گیا۔

**باب قصاص المظلوم اذا وجد مال ظالمه وقال ابن سيرين يقاصه وقروا وان عاقبتهم فعاقبوا بمثل ما عوقبتهم به -**

ترجمہ - جب ظالم کا مال کسی مظلوم کو حاصل ہو تو کیا مظلوم قصاص لے سکتا ہے ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ وہ اپنا بدلہ لے لے اور قرآنی آیت پڑھی اگر تم بدلہ لالینا چاہو تو جیسے تم کو سزا دی گئی تم بھی اسی طرح بدلہ لو۔

حدیث (۲۲۸۸) حدثنا ابو الیمان الخ ان عائشةؓ قالت جاء ت هند بنت عتبة بن ربيعة فقالت يا رسول الله ﷺ ان اباسفیان رجل مسيك فهل على حرج عن اطعم من اللدی له عیالنا فقال لا حرج عليك ان تطعمیهم بالمعروف ....

ترجمہ - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہؓ آکر جناب رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگی بے شک ابوسفیان ایک کنجوس آدمی ہے کیا مجھے گناہ تو نہیں ہو گا اگر میں ان لوگوں کو کھلاؤں جو اس کے کنبہ والے ہیں۔ پس آپؐ نے فرمایا کوئی ہمیں گناہ نہیں ہے۔ اگر تو نے ان کو مشہور طریقہ سے کھلایا۔

حدیث (۲۲۸۹) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ عن عقبه بن عامر قال قلنا للنبی ﷺ انک تبغنا فننزل بقوم لا یقرؤنا فماتری فیہ فقال لنا ان نزلتم بقوم فامر لکم بما ینبغی للضیف فاقبلوا فان لم یفعلوا فخذلوا منهم حق الضیف .....

ترجمہ - حضرت عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا کہ ہم نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؐ ہمیں جہاد کیلئے روانہ فرماتے ہیں۔ پس ہم ایک قوم کے پاس جاتے ہیں جو ہماری مہمانی نہیں کرتے۔ پس اس بارے میں آپؐ کا کیا حکم ہے۔ تو آپؐ نے ہم سے فرمایا کہ اگر تم کسی قوم پر پڑاؤ کرو۔ پس تمہارے لئے حکم دیا جائے جو مہمان کیلئے لائق ہے۔ تو اسے قبول کر لو اگر وہ ایسا نہ کریں تو تم ان سے مہمان کا حق لے سکتے ہو۔

**تشریح از شیخ شمس لنگوٹیؒ -** اذا وجد مال ظالمه الخ ہمارے نزدیک یہ حکم اس مال کے ساتھ مخصوص ہے جو اس کے مال کے ساتھ مخصوص ہے جو اس کی جنس میں سے ہو۔ لیکن صاحبین فقہین میں تعمیم کرتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کے دوسرے پر در اہم ہیں تو وہ دنائیر لے سکتا ہے۔ اور دنائیر ہیں تو در اہم لے سکتا ہے۔ البتہ متاخرین نے دوسرے ائمہ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے۔ کیونکہ آج کل قاضی لوگ صحیح فیعلہ نہیں کرتے۔ اس لئے وہ اپنے حق پر جب بھی کامیاب ہو اگرچہ وہ غیر جنس سے بھی ہو تو وہ اسے لینے کا حق دار ہے۔ آیت قرآنیہ اور روایت کا ظاہر ان کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ ان میں کسی چیز کی قید نہیں ہے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ -** حافظ فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ مسئلہ ظفر کے نام سے مشہور ہے جس کو مصنفؒ نے بھی اختیار کیا ہے

اس لئے اپنے مسلک کی ترجیح کے لئے آثارائن سیرین وغیرہ عادت کے مطابق ذکر فرماتے ہیں۔ امام شافعیؒ بھی فرماتے ہیں کہ جب کسی کو قاضی کے ذریعہ اپنا حق حاصل کرنا ممکن نہ ہو۔ اور انکار کی صورت میں صاحب حق کے پاس گواہ بھی نہ ہوں۔ تو وہ اپنا حق وصول کر سکتا ہے بلکہؒ کے نزدیک بھی اپنے حق کے وصول کا حق حاصل ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ سونے کا بدلہ سونے سے چاندی کا بدلہ چاندی سے مکمل کا مکمل اور موزوں کا موزوں سے لے سکتا ہے اس کے علاوہ لینے کا حق نہیں ہے۔ درمختار میں ہے کہ آج کل فتویٰ جواز پر ہے۔ کہ جس مال سے چاہے اپنا حق حاصل کر لے۔ اور لاتخن من خائف میں خیانت مشکاکہ کہا گیا ہے۔ ورنہ جزاء سیفہ سیفہ مثلاً اور ان عاقبتہ الخ جواز کو ثابت کرتے ہیں۔

فخذوا منهم حق الضیف مصنفؒ نے ظاہر روایت سے یہ سمجھا ہے کہ جب مجاہدین کو ضرورت ہو تو وہ لوگوں سے مفت حق ضیاء وصول کر سکتے ہیں۔ حالانکہ اس سے اخذ بالقیمہ مراد ہے۔ ایسے محل میں ان کا حق ثابت کیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کی مہمانی واجب ہے۔ اگر میزبان رک جائے تو اس سے نعر اہممانی لی جائے۔ چنانچہ لیٹ کا یہی مسلک ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں دیہات والوں پر واجب ہے شہر والوں پر نہیں ہے۔ جمہور ائمہ کے نزدیک ضیاء سنت مؤکدہ ہے۔ اور حدیث کے کئی جہات ہیں۔ ۱۔ مضطربین پر محمول۔ ۲۔ اوّل اسلام میں مواسات ہمدردی واجب تھی۔ فتوحات کے بعد منسوخ ہو گئی۔ ۳۔ ان اعمال کے ساتھ مختص ہے جو صدقات وصول کرنے کے لئے جاتے تھے۔ اس زمانہ میں چونکہ بیت المال نہیں تھا اس لئے وجوب ضیاء تھا۔ آج کل حکام کی تنخواہیں مقرر ہیں۔ اس لئے وجوب نہیں رہا۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ اہل ذمہ کے ساتھ مخصوص ہے جن سے حضرت عمرؓ نے عہد لیا تھا۔ اور بھی جواب ہیں لیکن پہلا جواب کہ حالت اضطرار پر محمول ہے یہی اقویٰ ہے

**باب ماجاء فی السقائف وجلس النبی ﷺ واصحابہ فی سقیفہ بنی ساعدہ۔**

ترجمہ۔ چوپایوں کے بارے میں جو کچھ وارد ہوائے جناب نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب بنی ساعدہ کے چوپال میں بیٹھا کرتے تھے۔

حدیث (۲۲۹۰) حدثنا یحییٰ بن سلیمان الخ

عن عمرؓ قال حین توفی اللہ نبیہ ﷺ ان لانصار اجتمعوا فی سقیفہ بنی ساعدہ فقلت لابی بکرؓ انطلق بنا فجنناہم فی سقیفہ بنی ساعدہ.....

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو وفات دی تو انصار بنو ساعدہ کے چوپال میں جمع ہو گئے۔ میں نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو چنانچہ ہم لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس باب کی غرض یہ کہ چوپال اگرچہ ایک خاص قوم کی ملک ہوتی ہے لیکن اس میں بیٹھے کیلئے

عرفی اجازت کافی ہے۔ حتیٰ کہ حضرت ابوہریرہؓ اور عمرؓ اور خود جناب نبی اکرم ﷺ نے بیٹھنے کے لئے ان کے مالکوں سے اجازت طلب نہیں کی حالانکہ یہ تینوں بھی اسی محلہ کے تھے۔ معلوم ہوا اذن عرفی کافی ہے۔ ایسی مشترکہ جگہیں نفع عام کے لئے وضع کی جاتی ہیں۔ اس لئے ان سے نفع اٹھانا جائز ہے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ لام بخاری نے اگرچہ ترجمہ ماجاء فی السقائف سے باندھا ہے اور حدیث مرفوع جلوس فیہا ذکر کی ہے تو معلوم ہوا کہ ایسے مواضع سے اٹھنا بغیر اذن جائز ہے۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ اور کتاب المظالم سے مناسبت کی صورت یہ ہے کہ ایسے مقامات جو رفاہ عامہ کے لئے بنائے گئے ہوں ان میں بیٹھا ظلم نہیں ہے۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں حضرت ابوہریرہؓ صدیقؓ کی خلافت کے لئے بیعت ہوئی تھی۔ اور بنو ساعدہ انصار کے خزیج قبیلہ میں سے تھا ساعدہ بن کعب بن خزیج نام تھا۔

ترجمہ۔ کوئی ہمسایہ اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہیں روک سکتا ہے۔

**باب لایمنع جار جارہ**  
**ان یغرز خشبہ فی جدارہ**

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی پڑوسی کسی پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑیاں گاڑنے سے نہ روکے پھر حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس سنت سے روگردانی کرتے دیکھ رہا ہوں۔ اللہ کی قسم! اس سنت پر عمل کرنے کے لئے میں تمہارے کندھوں کے درمیان ضرور ماروں گا۔

حدیث (۲۲۹۱) حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال لایمنع جار جارہ ان یغرز خشبہ فی جدارہ ثم یقول ابو ہریرۃ مالی اراکم عنہا معرضین واللہ لا رمین بہا بین اکثافکم ....

**تشریح از شیخ کنگوہیؒ**۔ اگر مال کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو یا پھر کوئی خرابی ہو تو پھر روک سکتا ہے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ یہ قید حضور انور ﷺ کی حدیث لا ضرر ولا ضرار کہ نہ نقصان اٹھاؤ اور نہ ہی نقصان پہنچاؤ اسلئے امر کو عذاب پر محمول کیا جائے گا۔ بلکہ اکثر احتلاف فرماتے ہیں کہ جائز نہیں کیونکہ یہ بغیر اجازت کے دوسرے کے ملک میں تصرف کرنا ہے اس لئے ناجائز ہے۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ کی دھمکی اس زمانہ میں تھی جب کہ وہ مروان کی طرف سے



مدینہ کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ اکثر علماء اس امر کو مذہب پر حمل کرتے ہیں۔ اہل ظواہر اس کو وجوب پر حمل کرتے ہیں۔ جب کہ صاحب جہدار کو نقصان نہ ہو۔

## باب صب الخمر فی الطريق ترجمہ۔ راستہ میں شراب کا پلٹ دینا

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو طلحہؓ کے گھر میں قوم کو شراب پلا رہا تھا اور ان دنوں ان کی شراب فضیح تھی۔ (فضیح وہ شراب جو ہر کھجور کے ڈوکے سے تیار ہو) تو جناب رسول اللہ ﷺ نے منادی والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ خبردار! شراب حرام ہو چکی ہے تو مجھے حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا کہ جا کر اس کو گرا دو۔ چنانچہ میں نے باہر جا کر اسے گرا دیا۔ تو وہ مدینہ کی گلیوں میں پھرنے لگی۔ تو کچھ لوگوں نے کہا کہ جو لوگ اس حال میں قتل ہوئے کہ شراب ان کے پیٹوں میں تھی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو لوگ ایمان لے آئے۔ اور نیک عمل کئے جو کچھ انہوں نے کھایا یا پیا ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

حدیث (۲۲۹۲) حدثنا محمد بن عبد الرحمن ابو یحییٰ الخ عن انسؓ قال كنت ساقی القوم فی منزل ابی طلحة وكان خمرهم یومئذ الفضیح فامر رسول الله ﷺ منادی بادی الا ان الخمر قد حرمت قال فقال لی ابو طلحة اخرج فاهرقها فخرجت فهرقتها فجرت فی سکت المدینة فقال بعض القوم قد قتل قوم وهی فی بطونهم فانزل الله لیس علی الذین امنوا و عملوا الصلحت جناح فیما طعموا الاية .....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ صب الخمر فی الطريق مقصد یہ ہے کہ راستہ مشترک ہوتا ہے۔ تو اس قسم کے تصرفات اس میں جائز ہیں۔ ہر طیکہ گزرنے والوں کو اس سے نقصان نہ ہو۔ کیونکہ ضرر خاص ضرر عام کی نسبت قابل برداشت ہوتا ہے۔ پس اگر راستہ تنگ ہو یا سخت ہو کہ اس کی زمین ایسی مشروبات کو نہیں چوستی تو شراب پلٹنے سے روک دیا جائے گا تاکہ لوگوں کے قدم نہ پھسلیں ورنہ اس نے لوگوں کو تکلیف ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شراب کو راستے میں انٹریٹنے کا مقصد ایک یہ بھی تھا کہ لوگوں کو اس کے چھوڑنے کا اعلان ہو جائے یہ فائدہ ایذا رسانی سے زیادہ تھا اس لئے اس کو اختیار کیا گیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اب نجاستوں کو راستے میں نہیں پھینکنا چاہیے اول اسلام والی مصلحت ختم ہو گئی۔ فی سکت المدینة سے اشارہ ہے کہ اس کثرت سے شراب گرائی گئی جو توارد من المسلمین کی دلیل ہے۔

## باب افنیته الدور والجلوس فیہا والجلوس علی الصدات

ترجمہ۔ حویلیوں کے صحن اور ان میں بیٹھنا اور  
راستوں پر بیٹھنا

ترجمہ۔ اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت  
ابو بکرؓ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنائی جس میں وہ نماز  
پڑھتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے جن پر مشرکین عورتیں  
اور ان کے بچے جمع ہونا کر لیتے۔ ان سے تعجب کرتے ان دنوں  
جناب نبی اکرم ﷺ مکہ معظمہ میں تھے۔

وقالت عائشہؓ فابتی ابو بکر مسجدا بفناء  
دارہ یصلی فیہ ویقرأ القرآن فیتقصف علیہ نساء  
المشرکین وابناؤہم یحبون منہ والنبی ﷺ  
یومئذ بمکہ.....

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ جناب نبی اکرم ﷺ  
سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا راستوں پر بیٹھنے  
سے جو۔ کہنے لگے اس کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ وہ ہماری بیٹھنے کی  
جگہیں ہیں جہاں ہم باہمی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا  
اگر تم نے ضرور ہی بیٹھنا ہے تو راستے کا حق ادا کرو۔ محلہ کرام  
نے پوچھا راستے کا کیا حق ہے۔ فرمایا آٹھ کو نیچے رکھنا۔ تکلیف  
دی سے باز رہنا۔ سلام کا جواب دینا۔ نیکی کا حکم دینا اور دائی سے  
روکنا۔

حدیث (۲۲۹۳) حدثنا معاذ بن فضالۃ عن  
عن ابی سعید الخدریؓ عن النبی ﷺ قال ایاکم  
والجلوس علی الطرقات فقالوا مالنا بد انما ہی  
مجالسنا نتحدث فیہا قال فاذا ابیت الالمجالس  
فاعطوا الطريق حقہا قالوا وما حق الطريق قال  
غض البصر وكف الاذی ورد السلام وامر  
بالمعروف ونہی عن المنکر.....

تشریح از قاسمیؒ۔ ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ گمروں کے آگے کوئی چوپال وغیرہ نہ لگانا جائز ہے۔ بلکہ ٹیکہ پڑوسی اور گزرنے  
والے کو تکلیف نہ ہو۔

ترجمہ۔ راستے پر کنوینینا ناجب کہ ان سے  
کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

## باب الابار علی الطرق اذا لم یتاذبہا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس اثنا میں کہ ایک آدمی راستہ میں تھا

حدیث (۲۲۹۴) حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن  
عن ابی ہریرۃؓ ان النبی ﷺ قال بینا رجل بطریق

اشتد عليه العطش فوجد بئراً فنزل فيها فشرب  
ثم خرج فاذا كلب يلهث ياكل الثرى من العطش  
فقال الرجل لقد بلغ هذا الكلب من العطش مثل  
الذى كان بلغ منى فنزل البئر لملاخفه ماء  
فسقى الكلب فشكر الله له فغفر له قالوا يا رسول الله  
وان لنا فى البهائم لاجر فقال فى كل ذات كبد  
رطبة اجر .....

کہ اس کو پیاس نے بوائگ کیا تو اسے ایک کنواں ملا جس کے اندر  
اتر کر اس نے پانی پی لیا۔ باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتاباںپ رہا  
ہے۔ اور پیاس کی وجہ سے ترمٹی کو چاٹ رہا ہے۔ وہ آدمی دل میں  
کہنے لگا کہ اس کتے کو بھی پیاس کی وجہ سے وہی تکلیف پہنچی ہے  
جیسے مجھے پہنچی تھی۔ چنانچہ وہ کنویں میں اتر اور اپنے موزے کو  
پانی سے بھر اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر دانی  
کرتے ہوئے اسے بخش دیا۔ لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا  
ہمیں جانوروں کی خدمت کرنے میں بھی ثواب حاصل ہو گا  
آپؐ نے فرمایا ہر تر بگردالے حیوان میں ثواب ہے۔

تشریح از قاسمی۔ حدیث باب سے راستے پر کنواں بنانے کا جواز ثابت ہوا کیونکہ اس میں غلو قات اور جانوروں کا فائدہ ہے۔

باب اماطة الاذى وقال همام عن  
ابى هريرة عن النبی ﷺ يميظ الاذى  
عن الطريق صدقة -----

ترجمہ۔ باب نموزی چیز کا راستہ سے ہٹانا۔ حضرت ابو ہریرہؓ  
جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ راستہ سے نموزی  
چیز کا ہٹانا صدقہ ہے۔

تشریح از قاسمی۔ اگر سوال ہو کہ اماطة الاذى عن الطريق صدقہ کیسے ہو گا۔ جواب یہ ہے کہ صدقہ کا معنی ہے  
متصدق علیہ کو نفع پہنچانا۔ تو جس شخص نے راستہ سے نموزی چیز ہٹائی تو اس پر سلامتی کا صدقہ کر دیا۔ تو یہ اس کے لئے صدقہ ہو گا  
کہ اسے نفع پہنچا۔

باب الغرفة والعلية المشرفة  
وغير المشرفة فى السطوح وغيرها

ترجمہ۔ اور چھتوں وغیرہ میں جو طاقے رکھے  
جاتے ہیں جن سے جھانکا جائے یا نہ جھانکا جائے

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے کے اوپر چڑھ گئے پھر فرمایا کہ  
کیا تم وہ چیزیں دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں کہ حق تعالیٰ تمہارے گھروں  
کے اندر ایسے گر رہے ہیں جیسے بادش کے قطرے گرتے ہیں۔

حدیث (۲۲۹۵) حدثنا عبد الله بن محمد الخ عن  
اسامة بن زيد قال اشرف النبی ﷺ على اطم من اطم  
المدينة ثم قال هل ترون ما رى مواقع الفتن خلال بيوتكم  
كمواقع القطر .....

حدیث (۲۲۹۶) حدثنا یحییٰ بن بکیر عن  
عن عبد اللہ بن عباسؓ قال لم ازل حریصا علی ان  
اسال عمرؓ عن المراتین من ازاج النبی ﷺ  
اللتین قال اللہ لهما ان تتوبا الی اللہ فقد صفت  
قلوبكما فحجبت معہ فعدل وعدلت معہ بالاداوۃ  
فتبرز حتی جاء فسکبت علی یدیه من الاداوۃ  
فتوضا فقلت یا امیر المؤمنین من المراتان من  
ازواج النبی ﷺ اللتان قال لهما ان تتوبا الی اللہ  
فقال واعجبا لک یا ابن عباسؓ عائشة وحفصة ثم  
استقبل عمر الحدیث يسوقه فقال انی كنت  
وجارلی من الانصار فی بنی امیة بن زید وهی  
من عوالی المدینة وكناتناوب النزول علی النبی  
ﷺ فینزل یوما والنزل یوما فاذا انزلت جتته من  
خبر ذلك الیوم من الامر وغیره واذ انزل فعل مثله  
وكننا معشر قریش تغلب النساء فلما قدمنا علی  
الانصار اذاهم قوم تغلبهم نساؤهم فطلق نساؤنا  
یاخذت من ادب نساء الانصار فصحت علی  
امراتی فراجعنی فانكرت ان تراجعنی فقلت  
ولم تنكر ان اراجعك فوالله ان ازواج النبی ﷺ  
لیراجعنہ وان احدھن لتھجره الیوم حتی اللیل  
فافرغنی فقلت خابت من فعل منھن بعظیم

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں  
برابر اس بات کا حریص رہا کہ حضرت عمرؓ سے ازواج مطہرات  
نبی اکرم ﷺ کی ان دو عورتوں کے متعلق دریافت کروں  
جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ترجمہ آیت قرآنی۔ اگر تم  
دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور رجوع کرتی تو پس تم دونوں  
کے دل جھک پڑے۔ میں ان کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوا پس  
وہ راستہ سے الگ ہوئے تو میں لوٹا لے کر ان کے ہمراہ الگ ہوا تو  
آپ قضاء حاجت کیلئے واپس آئے تو میں ان کے دونوں ہاتھوں پر  
چھاگل سے پانی ڈالنے لگا۔ پس آپ نے وضو مایا تو میں نے کہا  
امیر المؤمنین ازواج مطہرات نبویؓ میں سے وہ کون سی دو بیویاں  
ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان تتوبا الی اللہ  
فقد صفت قلوبكما تو فرمایا کس قدر تعجب ہے اے ابن عباسؓ  
وہ عائشہؓ اور حفصہؓ ہیں۔ پھر عمرؓ نے بات کو آگے چلایا۔ فرمایا کہ  
میں اور ہوا امیہ بن زید کا ایک پڑوسی اور یہ قبیلہ عوالی مدینہ میں  
رہتا تھا۔ ہماری باری جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر  
ہوتے تھے۔ ایک دن وہ حاضر ہوتا۔ دوسرے دن میں حاضر ہوتا  
تو جب میں حاضر ہوتا اس دن کے حکم وغیرہ کی خبر میں اس کے  
پاس لے آتا اور جب وہ حاضر ہوتے تو وہ بھی اسی طرح کرتے اور  
ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے۔ پس جب ہم  
انصار کے پاس آئے تو یہ ایسی قوم تھی جن پر ان کی عورتیں  
غالب رہتی تھیں پس ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں  
کی عادت سیکھنی شروع کر دی چنانچہ ایک دن میں اپنی بیوی پر  
چھا تو وہ مجھے جواب دینے لگی تو میں نے اس کی جوابی کارروائی کو  
برعکس کیا تو کہنے لگی تم میری جوابی بات کو برعکس کرتے ہو

ثم جمعت علی ثیابی فدخلت علی حفصة فقلت  
ای حفصة اتقاض احدکن رسول الله ﷺ  
اليوم حتی الليل فقالت نعم فقلت خابت وخسرت  
افتامن ان يغضب الله لغضب رسوله ﷺ  
فتهلكين لاستكثري علی رسول الله ﷺ  
ولا تراجعیه فی شیء ولا تهجریه وسالنی ما بدالك  
ولا یغرنك ان كانت جارتك هی اوضامنك  
واحب الی رسول الله ﷺ یرید عائشة وکنا  
تحدثنا ان غسان نعل النعال لغزونا فنزل صاحبی  
یوم نوبته فرجع عشاء فضرب بابی ضرباً شديداً  
وقال انائم هو ففزعت فخرجت الیه وقال حدث  
امر عظیم قلت ما هو اجات غسان قال لابل اعظم  
منه واطول طلق رسول الله ﷺ نساء ه قال قد  
خابت حفصة وخسرت كنت اظن ان هذا یوشک  
ان یکون فجمعت علی ثیابی فصليت صلوۃ الفجر  
مع النبی ﷺ فدخل مشرباً له فاعتزل فیها فدخلت  
علی حفصة فاذا هی تبکی فقلت ما یمیک اولم  
اکن حذرک اطلقکن رسول الله ﷺ قالت  
لا ادری هوذا فی المشربة فخرجت فجئت المنبر  
فاذا حوله رهط یمکی بعضهم فجلست معهم قليلاً  
ثم غلبنی ما جدد فجئت المشربة التي هو فیها

اللہ کی قسم! جناب نبی اکرم ﷺ کی بیویاں آپ سے جوانی بات  
کرتی ہیں۔ بلکہ ان میں سے ایک بی بی تو آپ سے دن بھر سے  
رات تک جدا رہتی ہے پس اس امر عظیم سے میں بہت گھبرا گیا  
اور میں نے کہا ان بیویوں میں سے جس نے بھی ایسا کیا ہے وہ  
نامر اور ہی۔ تو میں اپنے اوپر کپڑے پیٹ کر حضرت حمہؓ کے  
پاس آیا داخل ہوتے ہی میں نے کہا اے حمہؓ کیا تم میں سے  
کوئی بی بی جناب رسول اللہ ﷺ کو ناراض کر لیتی ہے دن سے  
رات تک۔ اس نے کہا ہاں! میں نے کہا نامراد ہوئی اور نقصان  
میں پڑ گئی۔ کیا تو جناب رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کی وجہ سے  
اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بے خوف ہو گئی۔ پس تو تو ہلاک  
ہو جائے گی۔ جناب رسول اللہ ﷺ پر زیادتی نہ کیا کرو۔ نہ کسی  
چیز میں آپ کو جوانی کا ردائی کرو۔ اور نہ ہی آپ سے جدائی اختیار  
کرو جس چیز کی تمہیں ضرورت ہو میرے سے طلب کرو۔ اور تم  
اس دھوکے میں نہ رہو کہ تیری سوکن تیرے سے زیادہ خوب  
صورت ہے اور اللہ کے رسول کو زیادہ پسندیدہ ہے۔ ان کی مراد  
حضرت عائشہؓ تھیں۔ اور ہم آپس میں باتیں کرتے تھے کہ  
غسان کے لوگ ہمارے ساتھ جنگ آزمائی میں گھوڑوں کو نعل  
لگا رہے ہیں یعنی تیاری کر رہے ہیں۔ تو میرا ساتھی اپنی باری کے  
دن آیا اور شام کو واپس ہوا۔ جس نے میرے گھر کا دروازہ بڑے  
زور سے کھٹکھٹایا اور کہنے لگا کیا وہ سوراہے میں گھبرا کر جلدی سے  
اس کے پاس باہر آیا اس نے کہا کہ ایک بہت بڑا حادثہ پیش آگیا۔  
میں نے کہا وہ کیا ہے کیا غسان آگیا اس نے کہا نہیں بلکہ اس سے  
بھی بڑا اور لمبا واقعہ پیش آگیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی  
بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا حمہؓ نامر اور ہی

فقلت لغلّام له اسود استاذن لعمر فدخل فكلّم  
النبي ﷺ ثم خرج فقال ذكرك له فصمت  
فانصرف حتى جلست مع الرهط الذين  
عند المنبر ثم غلبني ما جدد فجئت فذكر مثله  
فجئت الغلام فقلت استاذن لعمر فذكر مثله فلما  
وليت منصرفاً فاذا الغلام يدعوني قال اذن لك  
رسول الله ﷺ فدخلت عليه فاذا هو مضطجع  
على رمال حصير ليس بينه وبينه فراش قد اثر  
الرمال بجنبه متكئ على وسادة من ادم حشوها  
ليف فسلمت عليه ثم قلت وانا قائم طلقت  
نسائك فرفع بصره الي فقال لائم قلت وانا قائم  
استانس يا رسول الله لورايتني وكنا معشر قريش  
نغلب النساء فلما قدمنا على قوم تغلبهم نساؤهم  
فذكره فتبسم النبي ﷺ ثم قلت لورايتني ودخلت  
على حفصة فقلت يغرنك ان كانت جارتك هي  
او ضاً منك واحب الي النبي ﷺ يريد عائشة  
فتبسم اخري فجلست حين رايت تبسم ثم رفعت  
بصري في بيته فوالله ما رايت فيه شيئاً يرد البصر  
غير ابهة ثلاثة فقلت ادع الله فليوسع علي امتك  
فان فارس والروم وسع عليهم واعطوا الدينا  
لا يعبدون الله وكان متكئاً فقال او في شك انت

اور خسارہ میں رہی۔ میرا بھی یہ گمان تھا کہ عنقریب ایسا ہو گا۔ تو  
میں نے کپڑے پہنے فجر کی نماز جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ  
ادا کی۔ تو آپؐ فراغت کے بعد اپنے بالاخانہ میں داخل ہو کر الگ  
تھلگ ہو گئے۔ میں اپنی بیٹی حصہؓ کے پاس آیا تو وہ رو رہی تھی  
میں نے کہا تجھے کس چیز نے رلایا کیا میں تجھے اس وقت سے ڈر لیا  
نہیں کرتا تھا کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے تم کو طلاق دے دی  
ہے۔ کہنے لگی مجھے تو علم نہیں آپؐ اس بالاخانہ میں ہیں۔ چنانچہ  
میں وہاں سے نکل کر منبر نبویؐ کے پاس پہنچا تو منبر کے پاس کچھ  
لوگ بیٹھے رو رہے تھے میں بھی تھوڑی دیر کے لئے ان کے ساتھ  
بیٹھ گیا۔ پھر وہ غم مجھ پر غالب آ گیا جو مجھے لاحق تھا۔ تو میں  
اس بالاخانہ کے پاس پہنچا جس میں جناب نبی اکرم ﷺ تشریف  
فرماتے تھے۔ تو میں نے آپؐ کے ایک کالے غلام سے کہا کہ حضرت  
عمرؓ کے لئے اجازت طلب کرو۔ وہ اندر داخل ہوا آپؐ سے بات  
چیت کی پھر باہر آ کر کہنے لگا کہ میں نے آپؐ کے سامنے تمہارا  
ذکر کیا جس پر آپؐ خاموش ہو گئے۔ تو میں وہاں سے ہٹ کر ان  
لوگوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا جو منبر کے پاس تھے۔ پھر اس فکر نے  
مجھ پر غلبہ کیا جو مجھے لاحق تھی پس میں آیا اور غلام سے ذکر کیا تو  
اس نے پہلے کی طرح آکر ذکر کیا تو میں پھر ان لوگوں کے پاس  
آ کر بیٹھ گیا جو منبر کے پاس تھے۔ پھر میں غلام کے پاس آیا کہ عمرؓ  
کے لئے اجازت طلب کرو تو اس نے پہلے کی طرح ذکر کیا۔  
جب میں ہٹ کر پھر نے لگا تو اچانک غلام مجھے بلارہا ہے۔ کہنے لگا  
کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے آپؐ کیلئے اجازت دے دی ہے  
چنانچہ میں آپؐ کے پاس حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ مجھ کے  
چوں کی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ آپؐ اور چٹائی کے درمیان

يا ابن الخطاب اولئك قوم عجلت لهم طيباتهم  
 في الحياة الدنيا فقلت يا رسول الله استغفر لي  
 فاعتزل النبي ﷺ من اجل ذلك الحديث حين  
 افشته حفصة الى عائشة وكان قد قال ما انا بد اخل  
 عليهن شهر آمن شدة موجدته عليهن حين عاتبه الله  
 فلما مضت تسع وعشرون دخل على عائشة  
 فبداهها فقالت له عائشة انك قسمت ان لا تدخل  
 علينا شهراً وانا اصبحنا لتسع وعشرين ليلة اعددها  
 عدّاً فقال النبي ﷺ الشهر تسع وعشرون وكان  
 ذلك الشهر تسع وعشرون قالت عائشة فانزلت  
 اية التخيير فبد ابى اول امرأة فقال انى ذا كرلك  
 امرأ ولا عليك ان لا تعجلي حتى تستامري ابويك  
 قالت قد اعلم ان ابوى لم يكونا يامرانى بفراقك  
 ثم قال ان الله تعالى قال يا ايها النبي قل لازواجك  
 الى قوله عظيمما قلت انى هذا استامر ابوى فانى  
 اريد الله ورسوله والدار الآخرة ثم خير نساءه  
 فقلن مثل ما قالت عائشة .....

کوئی مسخر نہیں تھا جب کہ کھجور کے پتوں کے نشانات آپ کے  
 پہلو میں نمایاں تھے آپ چڑے کے ایک ایسے ٹکیہ کا سہارا لے  
 رہے تھے جس کا بھر اؤ کھجور کے ریشہ کا تھا۔ میں نے سلام کیا  
 اور کھڑے کھڑے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق  
 دے دی ہے تو آپ نے میری طرف نگاہ اٹھا کر فرمایا کہ نہیں  
 پھر میں نے کھڑے کھڑے عرض کی جس سے میرا مقصد آپ  
 کو مانوس کرنا تھا۔ یا رسول اللہ! واقعہ یہ ہے کہ ہم قریش کے  
 لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے جب ہم اس قوم انصار کے  
 پاس آئے تو ان پر ان کی عورتیں غالب رہتی ہیں۔ پس آپ نے  
 بھی اس کا ذکر فرمایا اور مسکرا دیئے جب میں نے آپ کو مسکراتے  
 دیکھا تو میں بیٹھ گیا۔ پھر میں نے آپ کے گھر کے اندر نظر  
 دوڑائی تو اللہ کی قسم! مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جو میری نگاہ  
 میں بچ جاتی۔ سوائے تین بغیر رنگے ہوئے چمڑوں کے اور کچھ  
 بھی نہ تھا میں نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ  
 کی امت پر فراخی کر دے کیونکہ فارس اور روم پر تو فراخی کی گئی  
 ہے اور انہیں دینا دے دی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں  
 کرتے آپ ٹکیہ لئے ہوئے تھے پس فرمایا اے خطاب کے بیٹے!  
 کیا تمہیں شک ہے یہ تو وہ لوگ ہیں جن کے انعامات انہیں دنیا  
 کی زندگی میں جلدی دیئے گئے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ  
 آپ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں پس اس بات کی وجہ سے

جناب رسول اللہ ﷺ نے تنہائی اختیار فرمائی کہ حضرت حصہؓ نے حضرت عائشہؓ کو یہ راز افشا کر دیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں شدت غم  
 و غصہ کی وجہ سے مہینہ بھر ان کے پاس نہیں آؤں گا جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی وجہ سے آپ پر عتاب فرمایا پس جب انتیس دن بیت گئے تو  
 آپ نے حضرت عائشہؓ کے پاس آنے کی ابتداء کی تو حضرت عائشہؓ نے آپ سے فرمایا کہ کیا آپ نے ہمارے پاس آنے سے مہینہ بھر کی

قسم نہیں کھائی تھی۔ آج تو اسی سویر رات کی صبح ہے میں ان کو خوب گنتی رہی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کبھی مہینہ انتیس ۲۹ دنوں کا بھی ہوتا ہے اور یہ مہینہ انتیس ۲۹ کا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اختیار دینے والی آیت کریمہ اتری تو پہلی بیوی جس سے آپؐ نے ابتدا کی وہ میں تھی۔ پس آپؐ نے فرمایا دیکھو میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ جواب دینے میں جلدی نہ کرنا۔ جب تک کہ اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ کر لیں۔ وہ فرماتی ہیں کیونکہ آپؐ جان چکے تھے کہ میرے والدین مجھے آپؐ سے جدائی کا حکم نہیں دیں گے۔ تو پھر آپؐ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ یا ایہا النبی قل لا زواجک سے عظیماً تک پڑھا۔ میں نے کہا کیا اس معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ کروں۔ میں اللہ اس کے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہوں۔ پھر آپؐ نے اپنی دوسری بیویوں کو بھی آیت تخییر سنائی۔ انہوں نے بھی حضرت عائشہؓ کے جواب کی طرح جواب دیا۔

حدیث (۲۲۹۷) حدثنا ابن سلام الخ  
عن انس قال آلی رسول اللہ ﷺ من نسائه  
شہراً وكانت انفکت قدمہ فجلس فی علیہ لہ  
فجاء عمر فقال اطلقت نساء ک قال لا ولکنی  
البت منهن شہراً فمکث تسعا وعشرین ثم نزل  
فدخل علی نسائه .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مہینہ بھر اپنی بیویوں کے پاس آنے سے قسم کھائی۔ اور آپؐ کے قدم میں موج اٹھی تھی تو آپؐ بالاخانہ میں بیٹھ گئے پس حضرت عمرؓ تشریف لائے اور پوچھا۔ کیا آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی۔ آپؐ نے فرمایا نہیں البتہ مہینہ بھر کے لئے میں نے ان کے پاس آنے سے قسم کھائی تھی چنانچہ آپؐ انتیس ۲۹ دن ٹھہرے رہے۔ پھر بالاخانہ سے اتر کر بیویوں کے پاس تشریف لائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ غرفہ سے تو کھڑکی مراد لی جائے۔ اور علیہ سے بالاخانہ مراد لیا جائے۔ جس میں کھڑکی ہوتا کہ گھر اور لازم نہ آئے۔ اس سے مقصود غرفہ اور علیہ کے بنانے کا جواز ثابت کرنا ہے اور اس وہم کا دفع کرنا ہے کہ جو لوگ اس کو اس لئے مکروہ سمجھتے ہیں کہ کھڑکی اور بالاخانہ سے پڑوسیوں کے احوال اور عیوب پر اطلاع ہوگی البتہ جواز اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ پڑوسیوں اور گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔

بل اعظم واطول وجہ یہ ہے کہ غسانی حملہ سے مال اور جانوں کا نقصان ہوگا لیکن جناب نبی اکرم ﷺ کی ناراضگی تو اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث ہوتا ہے۔ اور عذاب الہی جب نازل ہوتا ہے تو مجرم اور غیر مجرم سب کو عام ہوتا ہے۔ اس لئے اس سے زیادہ گھبراہٹ کی ضرورت ہے۔

استالس ای کچھ دیر آپؐ سے باتیں کر کے مانوس کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اجازت کے بعد انہوں نے لور ایٹنی سے اپنا کام



شروع کر دیا۔ فجلست حين رايته يتبسّم جس سے معلوم ہوا کہ آپ غضب ناک نہیں ہیں۔ من اجل ذلك الحديث یہ کلام از اوج مطهرات کے خرچہ کے بارے میں تھا۔ اور ان ایام میں حضرت ماریہ قبطیہ کا واقعہ بھی پیش آیا۔ جس کا راز افشا کر دیا گیا۔ حالانکہ آپ نے منع فرمایا تھا اس لئے ناراض ہوئے۔

**انفکت قدمہ** قدم میں موج آنے کا واقعہ اور ہے۔ اور جو جلوس ایلا کے لئے تھلواہ اور ہے تو واؤ مطلق جمع کے لئے ہوگی حالہ نہیں بنے گی۔ اور مؤلف نے ان دونوں کو ایک سمجھا۔ حالانکہ یہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں۔ یا کسی رلوی نے اقتصار کے طور پر دونوں قصہ ذکر کر دیئے۔ جس سے بادی الری سے لگتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہیں۔ حالانکہ اس کا مقصد یہ نہیں تھا۔

**تشریح از شیخ زکریا**۔ اعظم اور اطول کی جو توجیہ شیخ گنگوہیؒ نے میان فرمائی وہ حافظ کی توجیہ سے بہتر ہے۔ کہ یہ اعظم حضرت عمرؓ کے اعتبار سے تھی۔ کیونکہ ان کی بیٹی حضرت حصہؓ بھی ان میں سے تھیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے صحابہ کرامؓ کی تشویش کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی پریشانی سے کس قدر پریشان ہوتے تھے۔

**سبب لغضب الرب** اس لئے حدیث میں خود حضرت عمرؓ نے اس کی تصریح کر دی ہے۔ افتاء من ان يغضب الله الخ اور اس قسم کے کئی واقعات اور بھی پیش آئے ہیں۔

**غرفہ وعلیہ** جوہری نے تو اسے عطف تفسیری قرار دیا ہے۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ مشرفہ اشرف سے ہے جس کے معنی اطلاع کے ہیں۔ بالاخانہ چار قسم ہے۔ ۱/ علیہ مشرفۃ علی مکان علی سطح۔ ۲/ مشرفۃ علی مکان علی غیر سطح۔ ۳/ غیر مشرفۃ علی مکان علی سطح۔ ۴/ غیر مشرفۃ علی مکان غیر سطح۔

لکن ابطال فرماتے ہیں چھتوں پر بالاخانہ مباح ہیں جب تک کہ کسی کی جگہ عزت نہ ہو یہ وہ بالاخانہ ہے جو چھت پر ہو لیکن اس سے جھانک نہ پڑتی ہو اور جو بالاخانہ چھت پر ہو اس سے جھانک پڑتی ہو تو وہ مباح نہ ہو گا۔ اس طرح جو چھت پر نہ ہو لیکن جھانک پڑتی ہو تو غیر مباح ہو گا ایسی وضاحت اور کسی شارح بخاری نے نہیں کی۔ چنانچہ در مختار میں ہے کہ کسی شخص کو اپنے ملک میں تصرف کرنے سے نہیں روکا جاسکتا البتہ جب پڑوسی کو نقصان واضح پہنچے تو ممانعت ہوگی حتیٰ کہ کھڑکی کھولنے سے بھی منع کیا جائے گا نیز یہ میں اسی پر فتویٰ نقل کیا گیا ہے

**فصمت** شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا چپ ہو جانا شاید اس وجہ سے ہو کہ حضرت عمرؓ از اوج مطهرات کی سفارش کرنے کے لئے آئے ہیں۔ جب حضرت عمرؓ نے اس کو سمجھ لیا کہ اجازت طلب کرتے ہوئے فرمایا اور اونچی آواز سے کہا کہ وہ اپنی بیٹی کی گردن اڑا دے گا۔ تو آپؐ نے آواز سن کر داخلہ کی اجازت دے دی۔ چنانچہ حافظؒ نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ فلن انی جئت من اجل حفصۃ واللہ لا ضربن عنقہا کہ شاید آپ کا گمان ہو کہ میں حصہؓ کی سفارش کے لئے آیا ہوں گا اگر آپ مجھے اس کی گردن مارنے کا حکم دیں گے تو اس کی گردن مار دوں گا۔

**كان الكلام في النفقة وحديث مارية** حافظ نے شد اور ماریہ قطیہ دونوں کو سبب قرار دیا ہے۔ اور بھی کئی واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ سب کے سب اعتزال کا سبب بنے ہوں۔ رائج یہ ہے کہ ماریہ قطیہ کا واقعہ ہے جو حضرت حصہؓ اور عائشہؓ کے ساتھ مختص ہے بعض حضرات نے مہینہ بھر کی قسم اعتزال کی حکمت یہ بیان کی ہے۔ غصہ کی بنا پر تین دن کے ہجران کی اجازت ہے۔ جب نویسیاں تھیں تو مجموعہ ستائیس دن اور دو ماریہ قطیہ کے بوجہ باندی ہونے کے۔ اس طرح انتیس ۲۹ ہو گئے۔ ازواج مطہرات نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ انعام دیا کہ وہ ہمیشہ کے لئے بیویاں رہیں گی۔ نہ تبدیلی ہوگی اور نہ ہی بعد وفات کسی سے نکاح ہوگا۔ **ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔**

**مع ان الواقعة متعددة** اس لئے کہ پاؤں میں موج آنے کا واقعہ ۵۵ کا ہے۔ جب کہ آپؐ گھوڑے سے گر پڑے تھے۔ اور ایلاء کا واقعہ ۹ کا ہے۔ مؤلفؒ نے دونوں کو ایک سمجھ لیا حالانکہ واقعات متعدد ہیں اور ان میں چار سال کا فصل ہے۔

**تشریح از قاسمیؒ۔** اب اس مسئلہ میں اختلاف ہو گیا کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو اختیار دیا اس نے خلوند کو اختیار کر لیا تو طلاق اور فرقت واقع ہوگی یا نہیں۔ ائمہ اربعہؒ فرماتے ہیں کہ کوئی طلاق نہیں۔ حضرت حسنؓ اور لیثؓ فرماتے ہیں کہ طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ **المی** اس ایلاء سے صرف قسم کھانا مراد ہے ایلاء فقہی مراد نہیں ہے۔ انفکاک اور انفراج کے معنی ہیں کندھے اور قدم کا جوڑے الگ ہو جانا۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنا لونٹ مسجد کے سامنے بچھی ہوئی کنکریوں پر باندھے یا مسجد کے دروازے پر باندھے۔

## باب من عقل بعيره على البلاط او باب المسجد

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ نے فرمایا حضرت نبی اکرم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو میں بھی اس مسجد میں داخل ہوا جب کہ اپنے لونٹ کو بلاط کے کنارے پر باندھ دیا تھا پس میں نے کہا کہ حضرت! یہ آپؐ کا لونٹ ہے آپؐ مسجد سے باہر تشریف لائے پس لونٹ کے ارد گرد چکر لگایا۔ پس فرمایا کہ قیمت اور لونٹ دونوں تمہارے ہیں۔

حدیث (۲۲۹۸) حدثنا مسلم بن الحجاج قال أتيت جابر بن عبد الله قال دخل النبي ﷺ المسجد فدخلت اليه وعقلت الجمال في ناحية البلاط فقلت هذا جملك فخرج فجعل يطيف بالجمال قال الثمن والجمال لك .....

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔** مسجد کے دروازے پر لونٹ کے باندھنے کا جواز ثابت ہو اور روایت سے معلوم ہوا کہ بلاط کا داخلی کنارہ

مراد ہے۔ اگر اس کا خارجی کنارہ مراد ہو تو روایت کی دلالت اس صورت میں ہوگی کہ اونٹ اس کنارے پر باندھا جو بلاط کے متصل تھا کہ اونٹ بلاط میں داخل ہو سکتا تھا۔ شاید حضرت جابرؓ اس پر بیٹھے تھے یا ٹھہرے ہوئے تھے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ مسطانیٰؒ فرماتے ہیں کہ مسجد کے دروازے یا بازار میں کسی عارضی ضرورت کی وجہ سے جانور باندھے اور وہ نقصان کر دے تو مالک پر ضمان نہیں ہوگی۔ اگر اس نے عادت بنالی تو نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔ اور مولانا محمد حسن مکیؒ کی تحقیق کے مطابق بلاط سے پتھروں یا پکی اینٹوں کا وہ فرش مراد ہے جو مسجد کے دروازے پر بنایا جائے۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ اگر اشکال ہو کہ ترجمہ میں بلاط کا لفظ ہے اور روایت ناحیۃ البلاط ہے۔ جواب یہ ہے کہ ناحیۃ البلاط سے وہی کنارہ مراد ہے۔ اور باب المسجد اگرچہ روایت میں نہیں ہے لیکن اس کا حکم بھی بلاط کا ہے۔ انہی بطلان فرماتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد کے صحن میں اونٹ کا داخل کرنا بھی جائز ہے اور اسی طرح سامان کا مسجد میں داخل کرنا بھی جائز ہے۔ اونٹ پر قیاس کیا گیا باقی بحث کتاب الطہارت میں ہے۔

ترجمہ۔ کسی قوم کی کوڑی کے پاس ٹھہرنا

اور وہاں پیشاب کرنا

باب الوقوف والبول

عند سباطۃ قوم

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا یا فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ ایک قوم کی کوڑی کے پاس تشریف لائے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

حدیث (۲۲۹۹) حدثنا سليمان بن حرب الخ  
عن حذيفة قال لقد رايت رسول الله ﷺ او قال  
لقد اتى النبي ﷺ سباطة قوم فبال قائما .....

**تشریح از قاسمیؒ**۔ سباطہ کے پاس پیشاب کرنا جائز ہے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ کسی کے ملک میں بغیر اجازت تصرف ہے۔ اس لئے کہ ایسی جگہیں کوڑے کرکٹ پیشاب وغیرہ کے لئے ہوتی ہیں ان میں اذن عرفی ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے شنی یا کوئی ایسی چیز جو راستے میں لوگوں کے تکلیف کا باعث ہو اس کو لے کر پھینک دے۔

باب من اخذ الغصن وما يؤذى

الناس في الطريق فرمى به

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ

حدیث (۲۳۲۰۰) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ قال بینما رجل یمشی بطریق وجد غصن شوك فاحذه فشكر الله له فغفر له ....

نے فرمایا دریں اثنا کہ آدمی راستہ میں چل رہا تھا۔ ایک کانٹے دار شئی کو راستے میں پایا تو اسے پیچھے ہٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر دانی فرمائی اور اسے بخش دیا۔

تشریح از قاسمی۔ توحید سے موزی چیز کے راستے سے ہٹانے والے کا ثواب معلوم ہوا۔

باب اذا اختلفوا فی الطريق المیتاء وہی الرحبة تكون بین الطريق ثم یرید اهلها البنیان فتترك منها للطریق سبعة اذرع

ترجمہ۔ جب ایک وسیع اور عام راستہ میں لوگوں کا اختلاف ہو جائے اس راستہ کے مالک عمارت تعمیر کرنا چاہتے ہوں تو وہ لوگوں کے گزرنے کیلئے سات ہاتھ گز کا راستہ چھوڑ دیں

حدیث (۲۳۰۱) حدثنا موسیٰ بن اسمعیل الخ سمعت ابا ہریرۃؓ قال قضی النبی ﷺ اذا تشاجرو فی الطريق بسبعة اذرع .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جب لوگوں نے راستے کے بارے میں جھگڑا کیا تو آپؐ نے سات ہاتھ چوڑے راستے کا فیصلہ فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اذا تشاجروا فی الطريق یعنی جب وہ مکانات گرجائیں جو راستے پر تھے اب مالک انہیں بنانا چاہتے ہوں اور معلوم نہیں کہ راستہ اصل میں کس قدر تھا۔ تو سات ذراع کا راستہ بنایا جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ میتاء وہ بڑی شاہراہ ہے جس سے اکثر لوگوں کا گزر ہوتا ہو۔ امام بخاریؒ اس کی تفسیر رحبة یعنی طریق واسع سے فرما رہے ہیں۔ حدیث کی غرض یہ ہے کہ اہل طریق کسی مقدار پر راضی ہو جائیں تو وہی فیصلہ ہو گا۔ ورنہ جھگڑے کی صورت میں سات ذراع (ہاتھ) تک راستہ تجویز کیا جائے گا۔ تاکہ بالبرداری کے جانور کا آنا جانا آسان ہو۔ اگر پہلے سے ہی کوئی راستہ وسیع چلا آ رہا ہے جو سات ذراع سے بھی زیادہ ہے تو کسی کو اس پر غلبہ کا حق نہیں ہے۔

ترجمہ۔ باب نہی مالک کی اجازت کے بغیر کسی کا زبردستی مال لینا حضرت عبادۃ فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر اس کی بیعت کی تھی کہ زبردستی کسی کا مال نہیں لیں گے۔

باب النبی بغیر اذن صاحبه وقال عبادۃ بایننا النبی ﷺ الا ننتہب

حدیث (۲۳۰۲) حدثنا ادم بن ابی ایاس الخ

ترجمہ۔ حضرت عدی بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت

سمعت عبد الله بن يزيد الانصاري وهو جده  
ابو امه قال نهى النبي ﷺ عن النهي والمثلة .

عبد اللہ بن یزید الانصاریؓ سے سنا۔ اور وہ ان کے مانا لگتے ہیں وہ  
فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے زبردستی مال لینے اور  
ناک کان کاٹنے سے منع فرمایا۔

حدیث (۲۳۰۳) حدثنا سعيد بن عفیر الع  
عن ابی هريرة قال قال النبي ﷺ لا يزني الزاني  
حين يزني وهو مؤمن ولا يشرب الخمر حين  
يشرب وهو مؤمن ولا يسرق حين يسرق وهو  
مؤمن ولا ينتهب نهبة يرفع الناس اليه فيها  
ابصارهم حين ينتهبها وهو مؤمن قال ابو عبد الله  
قال ابن عباس تفسيره ان ينزع منه نور الايمان .

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے فرمایا کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں رہتا  
اس طرح جب کوئی شراب پیتا ہے تو مؤمن نہیں رہتا۔ تو جب  
کوئی چوری کرتا ہے تو مؤمن نہیں رہتا۔ اور جب بھی کوئی لوٹ  
مار کرتا ہے کہ لوگ اس میں اس کی طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر  
دیکھیں تو وہ مؤمن نہیں رہتا۔ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ابن عباسؓ  
فرماتے ہیں کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ نور ایمان کھینچ لیا جاتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ عرب میں لوٹ مار ہوتی تھی۔ اس لئے جناب نبی اکرم ﷺ اس پر لوگوں سے بیعت لیا کرتے تھے  
نور الایمان کے چلے جانے سے وہ سخت تاریکی میں رہ جائے گا۔ اس سے اشارہ ہوا کہ ایمان سے خارج نہیں ہوگا۔ البتہ اگر ان افعال پر  
اصرار کرے یا انہیں حلال سمجھے تو پھر ایمان زائل ہو جائے گا۔

## باب كسر الصليب وقتل الخنزير

ترجمہ۔ عیسائی صلیب کو توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا

حدیث (۲۳۰۴) حدثنا علي بن عبد الله الع  
سمع ابا هريرة عن رسول الله ﷺ قال لا تقوم  
الساعة حتى ينزل فيكم ابن مريم حكما مقسطا  
فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية  
ويفيض المال حتى لا يقبله احد ....

ترجمہ۔ حضرت سعید بن المسیبؓ نے حضر ابو ہریرہؓ  
سے سنا جو نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا  
اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تمہارے اندر  
ابن مریم علیہ السلام فیصلہ کرنے والے اور عدل و انصاف قائم  
کرنے والے ہو کر اتریں گے۔ پس وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور  
خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے اموال کو  
اتنا وسیع کر دیں گے یہاں تک کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا

**تشریح از قاسمی**۔ کسر صلیب اور قتل خنزیر اس لئے ہو گا تاکہ نصاریٰ کو معلوم ہو جائے کہ ان کا مسلک باطل ہے یضع الجزیة یعنی جزیہ چھوڑ دیں گے اس کو قبول نہیں کریں گے۔ بلکہ مسلمان ہونے کا حکم دیں گے۔ لویہ جزیہ کو موقوف کر کے شریعت محمدیہ کا منسوخ کرنا نہیں ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کے ایک جرنیل کی حیثیت سے اس کام کو انجام دیں گے۔

ترجمہ۔ ان منکوں کا توڑنا جن میں شراب ہو یا شراب کے مشکیزوں کو پھاڑ دیا جائے پس اگر کسی نے مورقی کو توڑ دیا یا صلیب کو توڑا یا طنبورہ کو توڑا یا وہ ساز جن سے اسکی لکڑی کے ذریعہ نفع نہیں حاصل کیا جاتا۔ اور حضرت

باب هل تكسر الدنان التي فيها الخمر  
او تخرق الزقاق فان كسر صنماً او صليبا  
او طنبوراً او ما لا ينتفع بخشبته واني شريح  
في طنبور كسر فلم يقض فيه بشئ ----

شریح کے پاس ایک توڑا ہوا طنبورہ لایا گیا تو آپ نے اس میں کسی چیز کا فیصلہ نہ کیا۔

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خیبر کی لڑائی میں آگ کو دکھتا ہوا دیکھا پوچھا کہ یہ آگ کس چیز پر دھکائی جا رہی ہے۔ لوگوں کو کہا کہ پالتو گدھوں پر دھک رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا برتنوں کو توڑ دو اور ان کے گوشت کو گرادو۔ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ ہم گوشت کو تو گرادیں لیکن ہانڈیوں اور برتنوں کو دھولیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا برتن کو دھولو توڑو نہیں۔ امام حنابلہ فرماتے ہیں کہ لیکن اہل لوس فرماتے تھے الحمور الانسبة الف اور نون کے نصب سے پڑھا جائے

حدیث (۲۳۰۵) حدثنا ابو عاصم الضحاك عن  
عن سلمة بن الاكوع ان النبي ﷺ رأى نيراناً  
توقد يوم خيبر قال علي ماتوقد هذه النيران قالوا  
على الحمور الانسية قال اكسرواها واهرقوها  
قالوا الا نهر يقها ونفسلها قال اغسلوا قال ابو عبد الله  
كان ابن ابي اوس يقول الحمور الانسية بنصب  
الالف والنون .....

**تشریح از شیخ گنگوہی**۔ شاید اس حدیث باب کی غرض یہ ہو کہ ان چیزوں کے توڑنے کی کوئی ضمان نہیں ہے اگرچہ ترجمہ میں اس کی تصریح نہیں ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک قیمت ٹوٹے ہوئے ساز کی ضمان واجب ہے۔ سالم صلیب اور سالم طنبور کی قیمت نہیں دی جائے گی۔ اس طرح شراب کے منکوں کی ٹوٹی ہوئی کی قیمت لازم ہے۔ کیونکہ گناہ شراب پینا ہے اور گناہ کا ازالہ بغیر منکے توڑے حاصل ہے اور روایت کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں یہ کہیں ذکر نہیں ہے کہ ان کو توڑا گیا جس سے ضمان ٹلے ہوئی۔ البتہ روایت میں اس قدر ہے کہ پہلے آپؐ نے توڑنے کا حکم پھر ان کے دھونے پر اکتفا فرمایا اگر مصیبت کا زائل کرنا منکے توڑنے سے ہوتا تو منکوں کو سالم نہ چھوڑا جاتا۔ نیز! اگر توڑنا ٹلے بھی ہو جائے تو وہ تشدید پر محمول ہو گا اور توڑنے والا کسی چیز کا ضامن نہیں ہو گا اسلئے کہ اسے حاکم کے حکم سے ان کو توڑا ہے۔

لم یقض فیہ بشی یہ فیملہ ہمارے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہم بھی ان پر کسی قسم کا حکم نہیں دیتے۔ بلکہ ہم یہ حکم دیتے ہیں کہ اس ٹوٹی ہوئی شے کے ٹکڑے جمع کر کے اس کی قیمت دی جائے اور کچھ نہیں۔ ہاں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ توڑنے والے نے اس قدر توڑا ہے کہ اس کے ٹکڑوں سے کوئی فائدہ بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ٹوٹے ہوئے کی قیمت کا فیصلہ نہ کیا ہو تا تو ہمارے لئے نقصان دہ تھا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ هل تکسر الدنان امام بخاری نے حکم بیان نہیں فرمایا اس لئے کہ اس میں تفصیل تھی کہ اگر شراب وغیرہ کے برتن ایسے ہیں کہ شراب انڈیل کر برتنوں کو دھو لیا جائے تو وہ پاک ہو جائیں گے تو اسے برتن تلف نہیں کرنے چاہئیں ورنہ اختلاف جائز ہے۔ اور امام بخاری نے ترجمہ کے دو جز بیان کر کے دو احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جن میں کسر دنان اور تخریق زقاق کا حکم ہے۔

فان کسر صنما او صلیبا الخ صنم اور صلیب لکڑی لوہے اور پتیل سے بنائے جاتے ہیں اور طنبور بھی آلات ملا ہی یعنی گانے جانے کے آلات میں سے ہے۔ جسے لکڑی سے بنایا جاتا ہے۔ مالا ینتفع بخشبہ کرمانی فرماتے ہیں کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی آلہ لھو کو توڑا جائے کہ توڑنے سے پہلے اس کی لکڑی سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ او بمعنی حتیٰ کے ہے۔ کہ ان مذکورین کو اس حد تک توڑا گیا کہ ان کی لکڑی سے فائدہ نہیں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ جن مشکوں میں شراب تھی اگر وہ مسلمان کے ہیں تو امام ابو یوسفؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک حنن نہیں ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ حنن ہے۔ اس لئے کہ شراب کا اگر ابغیر توڑنے کے ممکن تھا۔ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ مشکوں کے توڑنے کا حکم مندوب ہے۔ اگر یہ مشکے ذمی کے ہیں تو بلا خلاف احناف سب کے نزدیک حنن ہے۔ کیونکہ شراب ان کے نزدیک مال متقوم ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک حنن نہیں ہے اس لئے مسلمان اور ذمی کے حق میں یہ مال متقوم نہیں ہے۔ اگر یہ مال حرئی کا ہے تو بالاتفاق حنن نہیں۔ البتہ متامن کے مال کی حنن ہے۔ مشکیزوں کا چیرنا بھی اسی تفصیل کے ساتھ ہے کہ شراب کا مشکیزہ مسلمان کا ہے تو امام محمدؒ کے نزدیک حنن ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حنن نہیں۔ آج کل فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے۔ خصوصاً اس زمان میں صلیب نصرانی کے تلف کرنے پر حنن ہوگی۔ طنبور میں تفصیل ہے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے مسلمان کا طنبور۔ سارنگی۔ طبلہ۔ وغیرہ توڑ دیے تو حنن ہوگی۔ کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ان چیزوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔ البتہ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک حنن نہیں ہوگی۔ ورنہ ہی ان کی بیع جائز ہوگی البتہ طبل غازی اور وہ دف جس کا شادی میں جانا جائز ہے ان کے توڑنے پر بالاتفاق حنن ہے۔ لیکن وہ دف جو ہمارے زمانہ میں گھنگروں وغیرہ کے ساتھ جلا جاتا ہے وہ بلا خلاف مکروہ ہے۔

لم یقض فیہ بشی کا مطلب یہ ہے کہ لم یضمن صاحبہ کہ حنن واجب نہیں کی۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ

ترجمہ سے عدم ضمان واضح ہے۔ مطلب فرماتے ہیں کہ آلات باطل کے توڑنے کے بعد اگر ان میں کوئی منفعت رہ گئی ہے تو ان کا مالک اس کا زیادہ حق دار ہے۔ البتہ اگر امام و حاکم عقوبہ و سزا کے طور پر ان کو جلادے تو اس کو اس کا حق حاصل ہے اپنے اجتہاد سے اس کا فیصلہ کر سکتا ہے اگر تسلیم کر لیا جائے کہ قاضی شریعت کا فتویٰ ہمارے خلاف ہے تب بھی ہمیں کوئی نقصان نہیں کیونکہ حدیث رسول اللہ علی العین والرأس عند الامام الاعظم۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ ۳۶۰ سورتیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ اپنے ہاتھ کی لکڑی سے چوک دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ حق آگیا باطل ہلاک ہو گیا۔

حدیث (۲۳۰۶) حدثنا علی بن عبد اللہ الع عن عبد اللہ بن مسعود قال دخل النبی ﷺ مکة وحول الکعبة ثلث مائة وستون نصبا فجعل يعطعنہا بعود فی یدہ وجعل یقول جاء الحق وزهق الباطل الایة .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے اپنی الماری پر پردہ ڈال دیا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ جن کو جناب نبی اکرم ﷺ نے پھاڑ ڈالا۔ جس سے حضرت عائشہؓ نے دو ٹکے بنائے جو گھر میں رہتے تھے جن پر آپ بیٹھا کرتے تھے۔

حدیث (۲۳۰۷) حدثنا ابراہیم بن المنذر الع عن عائشة انها كانت اتخذت علی سہو قلعها سترأ فیہ تماثل فہتکہ النبی ﷺ فانخذت منه نمرقتین فکانتا فی البیت یجلس علیہما .....

ترجمہ۔ جو شخص اپنے مال کی وجہ سے قتل کر دیا جائے تو کیا حکم ہے۔

## باب من قتل دون ماله

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے جو اپنے مال کی وجہ سے قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے۔

حدیث (۲۳۰۸) حدثنا عبد اللہ بن یزید الع عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت النبی ﷺ یقول من قتل دون ماله فہو شہید .....

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس حدیث کو ان ابواب میں اس لئے لائے تاکہ معلوم ہو کہ جو انسان کسی دوسرے کے مال کا ظلم قصد کرے تو اس کی مدافعت کی جائے۔



## باب اذا كسر قصعة او شيئاً لغيره

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی کا پیالہ یا کوئی اور چیز توڑ دے تو کیا حکم ہے۔

حدیث (۲۳۰۹) حدثنا مسدد بن عمار عن انس بن النبی ﷺ کان عند بعض نساء فارس لست احدی امهات المؤمنین مع عادم بقصعة فیها طعام فضربت بیدها فکسرت القصعة فضمها وجعل فیها الطعام وقال کلوا وحس الرسول والقصعة حتی فرغوا فدفع القصعة الصحیحة وحس المكسورة.....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ اپنے کسی بیوی محترمہ کے پاس تھے۔ کہ امہات المؤمنین میں سے کسی ایک نے خادم کے ہمراہ ایک پیالہ بھجا جس میں کھانا تھا۔ تو اس بی بی نے اپنا ہاتھ مار کر پیالہ کو توڑ دیا۔ آپؐ نے اس کو جوڑ کر کھانا اس میں رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ کھاؤ قاصداً اور پیالہ کو روک لیا۔ جب یہ لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپؐ نے ایک صحیح سالم پیالہ واپس کیا۔ اور ٹوٹے ہوئے کو روک لیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ احدی امهات المؤمنین بعض نے کہا کہ وہ بی بی صفیہؓ تھیں۔ یا ام سلمہؓ۔ اور ہاتھ مار کر توڑنے والی حضرت عائشہؓ تھیں خادم کا اطلاق اگرچہ مذکور مؤخرت دونوں پر ہوتا ہے لیکن اس جگہ مؤخرت مراد ہے۔ ضربت القی فی بیتہا ید الخادم یعنی اس بی بی نے جس کے گھر میں آپؐ تھے اس نے خادم کے ہاتھ پر ہاتھ مارا جس سے پیالہ گر پڑا اور ٹوٹ گیا۔ اگر اشکال ہو کہ پیالہ تو منقوم ہے پیالے کے بدلے پیالہ کیوں دیا گیا۔ قیمت کیوں نہ دلائی گئی۔ بخفی فرماتے ہیں چونکہ دونوں پیالے آنحضرت ﷺ کے تھے تو آپؐ نے توڑنے والی کو سزا یہ دی کہ ٹوٹا ہوا پیالہ ان کے گھر میں رہے دیا۔ اور صحیح سالم دوسری کے پاس بھیج دیا۔ تو یہاں تعصین نہ ہوئی بلکہ عدل فرمایا۔

## باب اذا هدم حائطاً فلیبن مثله

ترجمہ۔ جس نے کسی کی دیوار گرا دی تو اسے اس جیسی دیوار بنا دینی چاہیے۔

حدیث (۲۳۱۰) حدثنا مسلم بن ابراہیم عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ کان رجل فی بنی اسرائیل یقال له جریج یصلی فجاءته امه فدعتہ فابی ان یجیبہا فقال اجیبہا واصلی

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا۔ جریج کہنا جاتا تھا وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی پس اس نے اسے بلا لیا اس نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ کہنے لگا کہ اس کو جواب دوں

ثم اتته فقالت اللهم لا تمته حتى تربه وجوه  
المؤمنات وكان جريح في صومعته فقالت  
امراة لا فتين جريحا فتعرضت له فكلمته فايي  
فالت راعيا فامكنته من نفسها فولدت غلاما  
فقالت هو من جريح فاتوه وكسروا صومعته  
فانزلوه وسبوه فتوضأ و صلى ثم اتى الغلام فقال  
من ابوك يا غلام قال الراعي قالوا نبني صومعتك  
من ذهب قال لا الا من طين.....

یا نماز پڑھوں پھر وہ اس کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ اے اللہ اس کو  
اس وقت تک موت نہ دے جب تک تو اسے زانی عورتوں کا منہ  
نہ دکھلا دے اور جریح اپنی عبادت گاہ میں تھا اب عورت کہنے لگی  
میں جریح کو ضرور کسی آزمائش میں مبتلا کر دوں گی۔ چنانچہ وہ  
اس کے سامنے آکر بات کرنے لگی۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا وہ  
ایک گڈریے کے پاس آئی اسے اپنی ذات پر قدرت دے دے  
یعنی جماع کر لیا۔ پس ایک لڑکا جنا کہنے لگی یہ تو جریح سے ہے  
چنانچہ لوگوں نے آکر اس کا گر جا گھر توڑ دیا۔ اور اس کو مرتبہ سے  
اتار دیا۔ یا صومعۃ سے اتار دیا اور اسے گالی گلوچ دیا پس اس نے

وضو کر کے نماز پڑھی۔ پھر لڑکے کے پاس آکر کہنے لگے اے لڑکے نے کہا گڈریا تو لوگوں نے کہا اب ہم تیرا گرجا  
سوئے گا بنادیں گے۔ فرمایا نہیں مجھے تو وہی مٹی کا صومعہ چاہیئے۔

تشریح از قاسمی۔ فلیبن مثله امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام ثوریؒ یہی فرماتے ہیں کہ جس نے کسی کی دیوار گرائی

اس جیسی دیوار بنادے۔ اگر مماثلہ ممکن نہ ہو تو قیمت دی جائے۔

گریح کہتے ہیں کہ راہب تھا۔ لکن ہلال کہتے ہیں ممکن ہے نبی ہو۔ اس واقعہ سے ان کی کرامت ظاہر ہوئی۔ نیز معلوم ہوا کہ

والدین کی دعا مقبول ہوتی ہے خواہ دل تنگی کی حالت میں ہو۔

بسم الله الرحمن الرحيم

# کتاب الشَّرْکَةِ

ترجمہ۔ کھانے میں شرکت۔ بخارجہ میں اور اسباب میں شرکت اور جو چیزیں ناپ اور تول میں داخل ہیں ان کی تقسیم اندازے سے ہو یا مہاوی ہو۔ اس لئے بخارجہ کے اندر مسلمان کوئی حرج نہیں سمجھتے بایں طور کہ کسی نے تھوڑا کھایا یا کسی نے زیادہ کھایا۔ اور سونے اور چاندی کا اندازے سے پچنا اور کھجور میں دودو کو ملا کر کھانا۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ساحل سمندر کی طرف ایک فوجی دستہ بھیجا جن پر حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو امیر مقرر فرمایا وہ دستہ تین سو آدمیوں پر مشتمل تھا اور میں بھی ان میں شامل تھا پس ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم ابھی راستہ میں تھے کہ ہماری خوراک ختم ہو گئی۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ نے حکم دیا کہ سارے لشکر کی خوراک جمع کی جائے۔ تو کھجور کے دو قہیلے بن گئے۔ اور وہ ہمیں ہر روز تھوڑی تھوڑی غذا دیتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ بھی

باب الشَّرْکَةِ فی الطَّعَامِ وَالنَّهْدِ وَالْعُرُوضِ  
وکیف قسمة ما یکال ویوزن مجازفة اوقبضة  
قبضة لما یر المسلمون فی النهد باسان یا کل  
هذا بعبضا وهذا بعبضا وكذلك مجازفة الذهب  
والفضة والقران فی التمر -

حدیث (۲۳۱۱) حدثنا عبد الله بن يوسف الع  
عن جابر بن عبد الله انه قال بعث رسول الله ﷺ  
بعضا قبل الساحل فامر عليهم ابا عبيدة بن الجراح  
وهم ثلث مائة وانا فيهم فخرجنا حتى اذا كنا  
ببعض الطريق فنى الزاد فامر ابو عبيدة بازواد  
ذلك الجيش فجمع ذلك كله فكان مزودى تمر  
فكان يقوتنا كل يوم قليلاً قليلاً حتى فنى

ختم ہو گئی۔ پس ہمیں صرف ایک ایک دانہ کھجور کا ملتا تھا میں نے کہا ایک دانہ کھجور کا کیا کام دیتا ہو گا پس ہم نے اس کی گشددگی کو محسوس کیا کہ وہ بھی ختم ہو گیا بہر حال پھر ہم سمندر تک پہنچ گئے پس وہاں ایک چھوٹے پہاڑ کی طرح ایک مچھلی ملی۔ جس کو اٹھارہ راتوں تک یہ لشکر کھاتا رہا پھر حضرت ابو عبیدہؓ نے اس کی پہلی کی ہڈیوں میں سے دو ہڈیوں کے متعلق حکم دیا کہ ان کو کھڑا کیا جائے پھر سولہ کی لونٹنی پر کجاوہ کسا گیا۔ اور اسے ان دو ہڈیوں کے نیچے سے گزارا گیا۔ پس یہ لونٹنی ان دونوں کے نہ پہنچ سکی۔

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ قوم کی خوراک کم ہو گئی اور محتاج ہو گئے اور جناب نبی اکرم ﷺ سے اپنے اونٹوں کے ذبح کرنے کی اجازت کے لئے آئے آپؐ نے ان کو اجازت دے دی راستے میں حضرت عمرؓ ملے جن کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپؐ نے فرمایا اونٹوں کے بعد تمہاری کیا زندگی ہوگی۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! اونٹوں کے بعد ان کی زندگی کیسے ہوگی۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں اعلان کر دو کہ اپنی ہجی ہوئی خوراک لے آئیں چنانچہ ایک چمڑے کا فرش چھایا گیا جس پر یہ سب خوراک ڈال دی گئی آپؐ نے کھڑے ہو کر دعا کی اور اس پر برکت کی دعا مانگی پھر ان کے برتن منگوائے تو لوگوں نے

چلو پھر بھر کر ان میں ڈالے یہاں تک کہ سب فارغ ہو گئے۔ بعد ازاں آپؐ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر

فلما یکن یصیبنا الا تمرۃ تمرۃ فقلت و ما تنفی تمرۃ فقال لقد وجدنا فقد ما حین فینت قال ثم انتھینا الی البحر فاذا حوت مثل الطرب فاکل منه ذلك الجيش ثمانی عشرة لیلة ثم امر ابو عبیدہ بضلعین من اضلاعه فنصبائهم امر براحلۃ فرحلت ثم مرت تحتھما فلم تصبھما .....

حدیث (۲۳۱۲) حدثنا بشر بن مرحوم الع عن سلمۃ بن الاکوع قال خفت ازواد القوم و املقو فاتوا النبی ﷺ فی نحر ابلھم فاذن لھم فلقبھم عمرؓ فاخبروہ فقال ما بقاؤکم بعد ابلکم فدخل علی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ ما بقاؤھم بعد ابلھم فقال رسول اللہ ﷺ ناد فی الناس فیاتون بفضل ازوادھم فبسط لذلك نطع وجعلوہ علی النطع فقام رسول اللہ ﷺ فدعا وبرک علیہ ثم دعاھم باوعیتھم فا حثی الناس حتی فرغوا ثم قال رسول اللہ ﷺ اشھدان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ

حدیث (۲۳۱۳) حدثنا محمد بن یوسف الع سمعت رافع بن خدیجؓ قال کنا نصلی مع النبی ﷺ

العصر فننحر جزوراً فتقسم عشر قسم فناكل  
لحمنا نضيج قبل ان تغرب الشمس .....

حدیث (۲۳۱۴) حدثنا محمد بن العلاء بن  
عن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ قال قال النبی ﷺ  
ان الاشعرین اذا رملوه فی الغزوا و قل طعام  
عیالهم بالمدينة جمعوا ما كان عندهم فی ثوب  
واحد ثم اقتسموه بینهم فی اداء واحد بالسویة  
فهم منی وانا منهم .....

گوشت والا اونٹ ذبح کرتے جسے دس حصوں میں بانٹا جاتا ہے  
سورج غروب ہونے سے پہلے ہم پکا ہوا گوشت کھاتے تھے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ اشعر کے لوگوں کی خوراک جب کسی  
جگہ میں ختم ہو جاتی۔ یا مدینہ میں ہی ان کے اہل و عیال کا کھانا  
کم ہو جاتا۔ تو جو کچھ ان کے پاس ہو تودہ اسے ایک کپڑے میں جمع  
کر لیتے۔ پھر ایک برتن میں ڈال کر آپس میں برابر تقسیم کر لیتے  
پس وہ میرے سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لعل المیر المسلمون الخ ظاہر اس طرح سے عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ کھانے والے  
افراد میں کافی فرق ہوتا ہے۔ کہ کچھ تھوڑا کھاتے ہیں کچھ زیادہ کھاتے ہیں۔ لیکن عرف میں شرکاء کے اندر اس قسم کے تفاوت کا کوئی اعتبار  
نہیں کیا جاتا۔

مجمع ذلك كله یعنی بات ہے کوئی تھوڑا لایا ہو گا کوئی زیادہ لایا ہو گا۔ بایں ہمہ مجبور کے دینے میں مساوات برتی گئی۔ کیونکہ  
عرف کے اندر ایسے فرق کو شرکاء کے درمیان باطل قرار دیا جاتا ہے۔ یہ اذن عرفی کہلاتا ہے۔

فاكل منه ذلك الجیش حالانکہ استحقاق اس میں سب کا مساوی تھا۔ لیکن بعض کے تھوڑے کھانے کا لحاظ نہیں کیا گیا۔  
فی نحر اہلہم یعنی وہ لوگ اونٹوں کے ذبح کرنے کے بارے میں رخصت اور اجازت مانگنے آئے تھے۔ فاحتشی الناس  
زیادتی اور نقصان کے فرق کے بغیر ہر ایک نے اپنی ضرورت کے مطابق لیا۔ حالانکہ ان کی لائی ہوئی خوراک میں کمی بیشی تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شرکت دو قسم ہے۔ شرکت فی الملك اور شرکت فی العقد۔ شرکت فی الملك یہ ہے کہ  
مثلاً دو آدمی کسی ذات میں یا ارث وغیرہ میں شریک ہو جائیں تو شرکت ملک میں ہر ایک اپنے ساتھی کے حصہ میں اجنبی ہے۔ دوسری  
شرکت عقد ہے کہ ایک آدمی کہے کہ میں تیرے ساتھ فلاں چیز میں شریک ہوں۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ پھر یہ شرکت چار قسم ہے  
شرکت مفادضہ۔ شرکت عنان۔ شرکت قبل اور شرکت وجوہ۔ جن کی تفصیل فروعات میں ملے گی۔ نہد اور نہد بالکسر والفتح  
اس مخارجہ کو کہتے ہیں کہ چند لوگ سفر میں اپنا اپنا خرچہ اکٹھا کر لیں۔ اور پھر اسے تقسیم کریں لیکن یہ سفر کی قید اتفاقی ہے۔ جیسے کہ

اشعریین مدینہ منورہ میں ایسا کرتے تھے جس طرح روایت میں آیا ہے۔ بہر حال تقسیم میں مساوات ہے کھانے میں مساوات نہیں ہے یہ روایا (سود) نہیں۔ بلکہ یہ باب لباۃ میں سے ہے۔

معجزة الذهب بالفضة سونے کی سونے سے اور چاندی کی چاندی سے بیع تو مساویا ہوگی۔ البتہ اگر جنس بدل جائے۔ مثلاً سونے کو چاندی کے بدلے یا چاندی کو سونے کے بدلے لیا جائے تو اختلاف جنس کی صورت میں اندازے سے لینا جائز ہے۔ کیونکہ غیر جنس میں زیادتی سود نہیں ہے۔ ہم جنس میں تفاضل سود ہے۔

لعمالم یر المسلمون سے جواز کی دلیل بیان فرمائی ہے کہ نہد میں تھوڑے سے تفاوت کا کوئی اعتبار نہیں۔

علی قلة اكل بعض الخ یہ ایک اور وجہ تطبیق ہے۔ حدیث کی باب کے ساتھ جو الشركة فی الطعام والنہد کے زیادہ موافق ہے۔

فاحتشی الناس الخ علامہ مہنتی فرماتے ہیں کہ ترجمہ کی مطابقت یافتون بفضل ازوادہم تو اس میں خوراک کو جمع کیا جو نہد کے معنی ہیں۔ بہر حال ان روایات میں جمع کرنے میں تو مساوات بیان کی ہے لیکن تقسیم کرنے اور دینے میں تفاوت ہے۔ جولان عربی کی وجہ سے جائز ہے۔ اسی طرح تقسیم عشر قسم میں ترجمہ ہے کہ بغیر ترازو کے گوشت اندازے سے تقسیم کیا گیا جو عرف میں جائز ہے اس طرح جمعوا ماکان عندهم فی ثوب واحد ثم اقتسموا بینہم سے ترجمہ ثابت ہوا۔

**باب ماکان من خلیطین فانہما یتراجعان بینہما بالسویۃ فی الصدقۃ**  
ترجمہ۔ دو شریک زکوٰۃ دارا کرنے کے بعد آپس میں برابر برابر ایک دوسرے سے رجوع کریں۔

حدیث (۲۳۱۵) حدثنا محمد بن عبد اللہ الخ ان انساحدثہ ان ابابکرؓ کتب لہ فربضۃ الصدقۃ التی فرض رسول اللہ ﷺ قال وماکان من خلیطین فالہما یتراجعان بینہما بالسویۃ.....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انکی طرف زکوٰۃ کا فریضہ و فرمان لکھ بھیجا جو جناب رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا تھا۔ اس میں یہ بھی تھا کہ دو شریک جو کچھ خرچ کریں وہ ایک دوسرے سے برابر ہی کی بنیاد پر رجوع کریں۔

یعنی ایک نے تھوڑا خرچ کیا دوسرے نے زیادہ کیا تو وہ ایک دوسرے سے رجوع کر سکتے ہیں صدقہ کی قید اتفاق ہے ہر شرکت کا یہی حکم ہے۔

**باب قسمة الغنم**  
ترجمہ۔ بکریوں کی تقسیم اور بانٹ کیسے ہو

حدیث (۲۳۱۶) حدثنا علی بن الحکم عن جده حضرت رافع بن خدیجؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ جناب

قال كنا مع النبي ﷺ بذي الحليفة فاصاب الناس جوع فاصابوا ابلأ وغنماً قال وكان النبي ﷺ في اخريات القوم فعجلوا وذبحوا ونصبوا القدور فامر النبي ﷺ بالقدور فاكفنت ثم قسم فعدل عشرة من الغنم ببعير فندمها بعير فطلبوه فاعياهم وكان في القوم خيل يسيرة فاهوى رجل منهم بسهم فحبسه الله ثم قال ان لهذه البهائم اوابد كاوابد الوحش فما غلبكم منها فاصنعوا به هكذا فقال جدى انانرجوا وانخاف العدو وغدا وليست معنا مدى افندبح بالقصب قال ما انهر الدم وذكر اسم الله عليه فكلوه ليس السن والظفر وساحدثكم عن ذلك اما السن فعظم واما الظفر فمدى الحبشة .....

نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ذی الحلیفہ میں تھے کہ لوگوں کو بھوک نے ستایا پس انہیں کچھ اونٹ اور بھریاں ملیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ قوم کے آخری حصہ میں تھے تو لوگوں نے جلدی میں ان کو ذبح کر دیا اور ہانڈیاں چڑھا دیں تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اطلاع ملنے پر حکم دیا کہ ہانڈیاں الٹ دی جائیں پھر ان کو بائنا شروع کیا پس دس بھریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا پس ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا جس کو تلاش کیا گیا لیکن اس نے لوگوں کو تھکا دیا اور قوم میں گھوڑا سواروں کا ایک چھوٹا سا دستہ تھا جن میں سے ایک آدمی نے تیر سے اس اونٹ کا قصد کیا جس نے اسے روک دیا جس پر آپ نے فرمایا کہ چوپایوں میں بھی نفرت کرنے والے وحشی جانوروں کی طرح ہوتے ہیں۔ پس ان میں سے جو بھی تم پر غالب آجائے تو اس کے ساتھ ایسا سلوک کرے۔ راوی فرماتے ہیں کہ میرے دادا نے فرمایا کہ بے شک ہمیں کل دشمن کا خطرہ ہے اور ہمارے پاس چھری نہیں ہے تو کیا ہم جانور کو سرکنڈی سے ذبح کر سکتے ہیں فرمایا

جو چیز خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے پس اس کو کھا سکتے ہو۔ بھریکے دانت اور ناخن نہ ہو میں اس کے متعلق تمہیں حدیث سناؤں گا۔ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن جھشیوں کی چھری ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی - قسم الغنم یقینی بات ہے کہ بھریاں کئی چھوٹی حبشہ کی ہوں گی۔ کوئی بڑے حبشہ کی۔ کوئی طاقتور اور کوئی کمزور ہوں گی اور یہی اونٹوں کا حال ہے کہ ان میں چھوٹے بڑے قوی کمزور ہر قسم کے ہوں گے لیکن تقسیم میں اس قسم کے فرق کا اعتبار نہیں کیا گیا بلکہ اس کو بدر کیا گیا۔

تشریح از شیخ زکریا - علامہ عینی نے فرمایا کہ حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ بھری گائے اور اونٹ کو بغیر قیمت لگائے تقسیم کرنا جائز ہے۔ یہی امام مالک اور کوئین کا مسلک ہے۔ بھریکے شرکاء ایسی تقسیم پر راضی ہوں۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ بغیر قیمت لگائے جانوروں کی تقسیم جائز نہیں ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں حنین کی اس غنیمت میں اونٹ اور بھریوں کے سوا اور کوئی جانور نہیں ہے۔

اگر ہوتے تو ان کی بھی قیمت لگا کر تقسیم کی جاتی۔ جاننا چاہئے کہ امام بخاریؒ نے تین تراجم متقاربه بیان فرمائے ہیں پہلا یہی قسمة الغنم ہے جس میں حضرت رافع بن خدیجؓ کی روایت لائے ہیں۔ دوسرا ترجمہ باب قسمة الغنم والعدل فیہا جس میں حضرت عتبہ بن عامر کی روایت لائے ہیں۔ اور تیسرا ترجمہ ہے من عدل عشرة من الغنم بجزور فی القسم اس میں بھی حضرت رافع بن خدیجؓ کی روایت لائے ہیں۔ دیگر شرح نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی کہ ان میں کیا فرق ہے پہلے دو ترجمے تو واضح ہیں تیسرے ترجمہ میں دس بخیوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا ہے۔ لیکن یہ باعتبار تقسیم کے ہے قربانی کے اعتبار سے نہیں اس سے ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ ایک اونٹ کی دس آدمیوں کی طرف سے قربانی جائز ہے۔ یہ مسلک اسحق وغیرہ کا ہے اور پہلے ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ بخیوں کی تقسیم باعتبار عدد کے ہے۔ قیمت کے اعتبار سے نہیں جس کی طرف شیخ نگوہیؒ نے اشارہ فرمایا ہے۔ اور دوسرے ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ اس سے تنبیہ کرنا ہے۔ اس تقسیم میں عدل کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اور تفاوت یسیر سے صرف نظر کیا گیا ہے۔ البتہ تفاوت فاحش کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ جیسے حضرت عتبہ نے بخیوں کی تفاوت کا اعتبار نہیں کیا۔ البتہ غنم اور چھ ماہ کے بچے کی قربانی میں فرق کر دیا گیا کہ خصوصیت سے ان کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا۔

لیست معنا مدی اس سوال کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ دشمنوں سے قتال تلواروں کے ساتھ ہوتی ہے چھوٹے ہتھیار جو ذبح میں کام آتے ہیں وہ مجاہدین کے پاس نہیں ہوتے اس لئے اس سوال کرنے کی نوبت آئی۔

ترجمہ۔ جو کھجور کئی شرکاء میں ہوا ان میں سے دودھ کو ملا کر کھانا جائز نہیں جب تک اپنے ساتھیوں سے اجازت نہ لے

## باب القرآن فی التمر بین الشرکاء حتی یستاذن اصحابہ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے دو کھجوروں کو اکٹھا کر کے ملا کر کھانے سے آپؐ نے منع فرمایا جب تک کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت نہ لے لے۔

حدیث (۲۳۱۷) حدثنا خلاد بن یحییٰ الع سمعت ابن عمرؓ یقول نہی النبی ﷺ ان یقرن الرجل بین التمرین جمیعاً حتی یستاذن اصحابہ

ترجمہ۔ حضرت جبہؓ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے کہ ہمیں قحط سالی نے آیا۔ تو ان الزہیرؓ ہمیں کھانے کے لئے کھجور دیا کرتے تھے۔ اور ان عمرؓ کا ہمارے پاس سے گزر ہوتا تو فرماتے کہ دو کو ملا کر نہ کھاؤ۔ کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ تم میں سے کوئی آدمی دوسرے سے اجازت مانگ لے۔

حدیث (۲۳۱۸) حدثنا ابو الولید عن جبلة قال کنا بالمدينة فاصابتنا سنة فكان ابن الزبير یرزقنا التمر وكان ابن عمرؓ یمربنا فیقولوا لا تقرنوا فان النبی ﷺ نہی عن الاقران الا ان یستاذن الرجل منکم اخاه .....



تشریح از شیخ گنگوہی - القرآن فی التمراس میں بھی نقاد کو بددراطل کیا گیا ہے کیونکہ بہت سے آدمی جلدی جلدی کھانے والے ہیں اور بعض دیر سے کھاتے ہیں۔ تو کھانے میں فرق ہے جس کو نظر انداز کر دیا گیا۔ چونکہ دودو کو ملا کر کھانا کثیر الوقوع تھا اس لئے اس سے منع کیا گیا۔

تشریح از شیخ زکریا - ان بطلان فرماتے ہیں کہ نہیں عن القرآن کی نہیں تحریم کی نہیں بلکہ ندب کی ہے جس کو حسن ادب سے شمار کیا گیا ہے۔ اس لئے قسطلانیؒ نے حذف مضاف کرتے ہوئے ترجمہ ترك القرآن کے معنی کئے ہیں۔

الحمد لله نوال پارہ ختم ہوا ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ شب چہار شنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## دسوال پارہ

ترجمہ - شرکاء کے درمیان مشترکہ اشیاء کی قیمت کرنا جو عدل اور انصاف کے ساتھ قیمت مقرر کی جائے۔

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے عبد کا حصہ آزاد کر دیا اور عدل و انصاف کے ساتھ اس کی قیمت تمام عبد کو پہنچ جاتی ہے تو وہ آزاد ہو گا ورنہ جتنا حصہ اس نے آزاد کیا ہے اتنا ہی آزاد ہو گا۔

باب تقویم الاشیاء بین الشرکاء

بقیمة عدل --

حدیث (۲۳۹۹) حدثنا عمران بن مہسرقہ

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من اعتق  
شخصاً له من عبد لوشركا او قال نصيبا وكان له  
ما يبلغ ثمنه بقیمة العدل فهو عتيق والا فقد عتق

منہ ماعق قال لا ادري قوله عتق منہ ماعق قول  
عن نافع او فی الحديث عن النبی ﷺ .....

ایوب راوی کہتے ہیں کہ مجھے علم نہیں کہ عتق منہ یہ قول نافع  
کا ہے یا جناب نبی اکرم ﷺ کی حدیث میں سے ہے۔ شقص  
شرک اور نصیب کے ایک معنی ہیں۔

حدیث (۲۳۲۰) حدثنا بشر بن محمد الع  
عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال من اعتق شقیصا  
من ملوکہ فعليه خلاصہ فی ماله فان لم یکن له  
مال قوم المملوک قیمۃ عدل ثم استسعی غیر  
مشقوق علیہ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے  
روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا جس شخص نے اپنے مملوک  
غلام کا حصہ آزاد کر دیا پس اس کے مال میں اس غلام کی خلاصی  
ہے۔ اگر آزاد کرنے والے کا مال نہیں ہے تو عدل و انصاف کے  
ساتھ غلام مملوک کی قیمت لگائی جائے گی۔ پھر بغیر کسی مشقت  
میں ڈالے غلام سے کوشش کر اگر رقم ادا کی جائے گی۔

تشریح از قاسمی۔ شقص۔ شقیص۔ شرک اور نصیب سب کے معنی حصہ کے ہیں۔ قیمۃ عدل کا مطلب یہ ہے کہ  
مملوک کچھ آزاد ہوگا۔ بعض تو آزاد کرنے کی وجہ سے اور بقیہ سرایت کی وجہ سے۔

عتق منہ ماہتی دونوں عین کے فتح کے ساتھ ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ نے اس حدیث اور بعد والی حدیث سے  
استدلال کیا ہے کہ عہد کے حق میں تجزیہ ہو سکتا ہے۔ مگر وہ قیمت لگانے کے بعد۔ اور حضرات فرماتے ہیں کہ بیع حق کے لئے ہو تو بھی  
قیمت لگائی جائے گی۔ حق کھوے کھوے نہیں ہوگا۔ صاحبینؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ بغیر قیمت لگانے کے عہد کی تقسیم ہو سکتی ہے ان کا  
متدل غنائم حنین کی تقسیم ہے جس میں سبایا اور موسیقی کو بغیر قیمت لگائے تقسیم کیا گیا۔

غیر معشوق علیہ اس حدیث میں یہ زیادتی ہے مقصد یہ ہے کہ عہد تو آزاد ہو جائے گا۔ البتہ اپنی قیمت کیلئے اکتساب یعنی  
کمائی کر کے اپنی قیمت ادا کرنا ہوگی۔ البتہ کمائی کرانے میں اس پر سختی نہ برتی جائے۔ اس حدیث سے حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ  
شریک کو اختیار ہے چاہے اپنا حصہ بھی آزاد کر دے یا عہد سے کمائی کر اگر اس کی قیمت وصول کرے۔ ولاء دونوں صورتوں میں شرکاء کا ہوگا  
یابہ کہ آزاد کرنے والا اس کے حصہ کا ضامن ہوگا۔ صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ یار کی صورت میں ضمان ہے اور عہد سستی کی صورت میں کمائی  
کرانا ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ فرماتے ہیں کہ جب عبد دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو جب ان میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اگر وہ مال دار  
ہے تو شریک کے حصہ کا ضامن ہو۔ تنگ دست ہے کہ جس قدر عبد کا حصہ آزاد ہوا ہے پس اتنا ہی آزاد ہوگا سستی کب کی ضرورت نہیں ہے  
لیکن ابن حزمؒ فرماتے ہیں استبعانی کا ثبوت تیس ۳۰ صحابہ کرامؓ سے ہے اور عتق منہ ماعق یہ زیادتی صحیح نہیں ہے اور نہ ہی حدیث کا  
حصہ ہے بلکہ نافع کا قول ہے۔ بلکہ محلیؒ میں ابن حزمؒ فرماتے ہیں مکتوبہ۔

## باب هل یقرع فی القسمة

## والاستهام فیہ -

ترجمہ۔ کیابانٹنے میں قرعہ اندازی کی جائے

یا اپنا حصہ لینے میں قرعہ اندازی جائز ہے۔

حدیث (۲۳۲۱) حدثنا ابو نعیم الخ سمعت

النعمان بن بشیر عن النبی ﷺ قال مثل القائم علی حدود اللہ والواقع فیہا کمثل قوم استهموا علی سفینة فاصاب بعضهم اعلاها وبعضهم اسفلها فکان الذین فی اسفلها اذا استقوا من الماء مروا علی من فوقهم فقلوا لو انا خرقنا فی نصیبنا خرقاً ولم نؤذ من فوقنا فانه یتروکهم وما ارادوا اهلکوا جمیعاً وان اخذوا علی ایدهم نجوا ونجوا جمیعاً.....

ترجمہ۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو لوگ اللہ عزوجل کی حد پر قائم ہیں اور معروف کو چھوڑ کر ان حدود میں پڑ گئے ہیں ایک قوم کے حال کی طرح ہے جنہوں نے ایک کشتی میں اپنا اپنا حصہ لے لیا بعض جہاز کے اعلیٰ درجہ میں پہنچے اور بعض نچلے درجہ میں رہے۔ پس جو لوگ نچلے حصہ میں تھے پانی پینے کیلئے ان کا گذر اوپر والے حصہ کے لوگوں سے ہوا تو کہنے لگے اگر ہم اپنے حصہ سے کچھ حصہ چیر کر وہاں سے پانی لے لیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ پہنچائیں پس اگر اوپر والوں نے ان لوگوں کو اپنے ارادے پر چھوڑ دیا تو سب کے سب ہلاک ہوں گے اگر انہوں نے اس کو روک لیا تو سب کے سب نجات پائیں گے۔

تشریح از قاسمی۔ استہام کے معنی قرعہ اندازی کے نہیں بلکہ حصہ لینے کے ہیں۔ وما ارادو میں واؤ بمعنی مع کے

ہے۔ ہلکو جمیعاً یعنی فوق اور تحت سب والے ہلاک ہوں گے۔ اس طرح جب حدود شرعی نافذ ہوں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل ہو تو سب نجات پائیں گے۔ ورنہ معاصی کی وجہ سے مجرم اور غیر مجرم سب کے سب ہلاک ہوں گے کہ غیر مجرموں نے حدود الہی کو قائم نہیں کیا۔

## باب شركة الیتیم واهل المیراث

ترجمہ۔ اور میراث والوں کی شرکت کے بارے میں

حدیث (۲۳۲۲) حدثنا الاویسی الخ

اخبرنی عروة بن الزبیر انه سال عائشة عن قول اللہ عزوجل وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی

ترجمہ۔ حضرت عروۃ بن الزبیرؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں پوچھا وان خفتم الا تقسطوا الخ فرمایا اے بھانجے! یہ ایک یتیم لڑکی جو اپنے متولی کی

فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلاث ورباع  
 قالت يا ابن اختي هي اليتيمة تكون في حجر وليها  
 تشاركه في ماله فيعجبها مالها وجمالها فيريد  
 وليها ان يتزوجها بغيران يقسط في صداقتها  
 فيعطيهما مثل ما يعطيها غيره فنهوا ان ينكحوهن  
 الا ان يقسطوا لهن ويلغو بهن اعلیٰ سنتهن  
 من الصداق وامروا ان ينكحوا ما طاب لهم  
 من النساء سواهن قال عروة قال عائشة ثم  
 ان الناس استفتوا رسول الله ﷺ بعد هذه الاية  
 فانزل الله ويستفتونك في النساء الى قوله  
 وترغبون ان تنكحوهن والذي ذكر الله انه يعلیٰ  
 عليكم في الكتاب الاية الاولى التي قال فيها  
 وان خفتن ان لا تقسطوا في اليتيم فانكحوا  
 ما طاب لكم من النساء قالت عائشة وقول الله  
 في الاية الاخریٰ وترغبون ان تنكحوهن یعنی  
 هي رغبة احدكم لیتیمته التي تكون في حجره  
 حين تكون قليلة المال والجمال فنهوا ان ينكحوا  
 ما رغبوا في مالها وجمالها من یتیم النساء  
 الا بالقسط من اجل رغبتهن عنهن .....

پرورش میں ہوتی تھی۔ جو اس کے مال میں شریک ہوتی تھی  
 پس اس کا مال اور جمال دونوں پسند ہوتے تھے وہ اس سے نکاح  
 کرنا چاہتا مگر اس کے حق میں انصاف نہیں کرتا تھا کہ اس کو  
 اتنا حق مردے جو دوسرا دیتا ہے تو ان کو ان کے نکاح کرنے سے  
 روک دیا گیا۔ البتہ اگر وہ ان سے انصاف کریں اور ان کے دستور  
 کے مطابق ان تک پورا مہر پہنچائیں ورنہ ان کو حکم ہوا کہ ان کے  
 سوا تم عورتوں سے نکاح کرو حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت  
 عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس آیت کے بعد لوگوں نے آپؐ سے فتویٰ  
 پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ترجمہ آیت قرآنیہ کہ  
 یہ لوگ آپؐ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں۔  
 تو ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان عورتوں کے بارے میں  
 حکم دیتے ہیں اور وہ آیات جو کتاب اللہ میں بقاضی النسلة کے  
 بارے میں پڑھی جاتیں انکا حکم یہ ہے وترغبون ان تنکحوهن  
 تو وہ جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ تم پر کتاب اللہ کی آیات  
 پڑھی جائیں گی وہ پہلی آیت ہے جس میں فان خفتن لا تقسطوا  
 النہ ہے اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دوسری آیت کریمہ کے  
 اندر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وترغبون ان تنکحوهن مطلب  
 یہ ہے کہ وہ چھندہ جو کسی کی پرورش میں ہو اس کے پاس مال بھی  
 تھوڑا ہے اور حسن و جمال بھی تھوڑا ہے پھر بھی مال اور جمال میں  
 بے رغبتی کی وجہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ان یتیم عورتوں  
 سے روگردانی کی وجہ سے عدل و انصاف نہیں کرنا چاہتا تو ایسے  
 لوگوں کو نکاح کرنے سے روک دیا گیا۔

تشریح از شیخ ذکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ دونوں آیتوں کے اندر جو دو قسم کی عورتوں کا ذکر ہے ان میں ایک

مرغوب فیہا ہے۔ اور دوسری مرغوب عنہا ہے۔ لیکن من اجل رغبتهن عنہن ما رغبو فی مالها وجمالها پر مرتب ہے

لیکن یہ صحیح نہیں۔ اس لئے شیخ منگوینی فرماتے ہیں عنہن میں حکم عن کو معنی فی میں محمول کیا جائے تو اس وقت ما رغبوا فی مالہا وجمالہا پر ترعب صحیح ہو جائے گا۔ لیکن اس توجیہ کی تردید کتاب التفسیر کا یہ قول کرتا ہے جس کے آخر میں من اجل رغبتہم عنہن اذا کن بہ قليلة المال والجمال تو اس صورت میں عن کو فی پر محمول کرنا صحیح نہیں رہتا۔ اس لئے میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ جب قلم قلت مال اور جمال کی وجہ سے مرغوب عنہا ہو تو ان کو چھوڑ دیتے ہو۔ اور دوسری صورتوں کو تلاش کرتے ہو۔ تو پھر تمہیں اس صورت میں بھی انہیں ترک کر دینا چاہیے جب کہ ان کے مال اور جمال میں رغبت کی وجہ سے نکاح تو کرنا چاہتے ہو لیکن ان کا دستور کے مطابق حق مراد انہیں کرنا چاہئے۔ ہاں اگر ان کے حقوق کی ادائیگی اور حق مرپور اویا جائے تو اس صورت میں نکاح کا حق پہنچتا ہے۔ جانا چاہیے کہ امام حاریؒ کے ترجمہ میں شركة الیتم واهل المیراث میں واؤ بمعنی مع کے ہے۔ اور ان بھال کے قول کے مطابق سب کا اتفاق ہے کہ یتیم کے مال میں شرکت جائز نہیں مگر اس صورت میں جب کہ یتیم کی اس میں مصلحت ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قل اصلاح لهم خیر یعنی یتامی کی بھلائی بہتر ہے۔

الغرض یتامی النساء کے ساتھ ہر صورت میں عدل کا برتاؤ ہو۔ نیز! تشارکہ فی المال محل ترجمہ ہے۔

## باب الشركة فی الارضین وغیرہا

ترجمہ۔ اراضی وغیرہ میں شریک ہونا

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے شفعہ ہر اس چیز میں جائز رکھا جس کی تقسیم نہ کی گئی ہو۔ جب حدیں مقرر ہو جائیں اور راستے پھیر دئے جائیں تو پھر شفعہ نہیں ہے۔

حدیث (۲۳۲۳) حدثنا عبد اللہ بن محمد الخ عن جابر بن عبد اللہ قال انما جعل النبی ﷺ الشفعة فی کل مال یقسم فاذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعة .....

ترجمہ۔ جب شرکاء حویلیوں وغیرہ کو تقسیم کر لیں تو پھر نہ ان کو رجوع کا حق ہے اور نہ ہی اب شفعہ ہوگا۔

## باب اذا اقتسم الشركاء الدور او غیرہا فلیس لهم رجوع ولا شفعة

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے شفعہ کا فیصلہ ہر اس چیز میں فرمایا جس کی تقسیم نہ کی گئی ہو۔ پس جب حدود مقرر ہو جائیں اور راستے پھیر دیئے جائیں تو پھر شفعہ نہیں ہوگا۔

حدیث (۲۳۲۴) حدثنا مسدد الخ عن جابر بن عبد اللہ قال قضی النبی ﷺ الشفعة فی کل مال یقسم فاذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعة ....

تشریح از شیخ منکلبی۔ فلیس لہم رجوع اگر ان کو رجوع کا حق ہے پھر شفعہ کو بھی شفعہ کا حق ہے۔ اس لئے مالک کا حق

شرکت کی صورت میں باقی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ ترجمہ میں تقسیم کا لازم ہونا ہے اور حدیث میں شفعہ کی نفی ہے چونکہ نفی شفعہ کو نفی رجوع لازم ہے

لہذا جب وہ چیز مشترک ہو مگر تو اب شفعہ بھی لوٹ کر آئے گا۔ لاشفعۃ اس لئے کہ شفعہ شرکت میں ہوتا ہے تقسیم میں نہیں ہوتا۔ تو نفی شفعہ سے نفی وجوب لازم آئے گی۔

ترجمہ۔ سونے اور چاندی میں شریک ہونا  
اور وہ چیزیں جن میں بیع صرف ہوتی ہے

**باب الاشتراك فی الذهب  
والفضة وما یکون فیہ الصرف**

ترجمہ۔ سلمان بن ابی مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے  
ابو المنہال سے دست بدست بیع صرف کے متعلق پوچھا تو انہوں  
نے فرمایا کہ میں نے اور میرے ایک شریک نے کئی چیزیں خرید  
کیں دست بدست بھی اور ادھار پر بھی پھر ہمارے پاس حضرت  
براع بن عازبؓ تشریف لائے تو ہم نے ان سے پوچھا انہوں نے  
فرمایا کہ میں نے اور میرے شریک حضرت زید بن ارقمؓ نے ایسا  
کیا۔ تو ہم نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو

حدیث (۲۳۲۵) حدثنا عمرو بن علی الع  
سألت ابا المنہال عن الصرف یدأبید فقال اشتریت  
انا وشریک لی شیئاً یدأبید ونسینۃ فجاءنا البراء  
بن عازبؓ فسالناہ فقال فعلت انا وشریک زید  
بن ارقمؓ وسالنا النبی ﷺ عن ذلك فقال ما کان  
یدأبید فخذوه وما کان نسینۃ فلدوه .....

آپ نے فرمایا کہ جو سودا دست بدست ہے اس کو تولے لو۔ اور جو ادھار ہے اس کو ردود۔

تشریح از قاسمی۔ ابو المنہال اور ان کے شریک بیع صرف یعنی سونے اور چاندی کی خرید و فروخت ید ابید اور نسینہ دونوں

طرح سے کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت براع بن عازبؓ اور زید بن ارقمؓ بھی سونے اور چاندی کی بیع نقد اور ادھار دونوں طرح سے کرتے تھے  
جن کو آپ نے اس سے منع فرمایا کہ جو نقد ہے وہ تو صحیح ہے جو ادھار ہے وہ مردود ہے۔

ترجمہ۔ ذمی اور مشرکین کا زراعت میں  
شریک ہونا۔

**باب مشاركة الذمی والمشرکین  
فی المزارعة**

حدیث (۲۳۲۶) حدثنا موسی بن اسمعیل الخ  
عن عبد اللہ قال اعطی رسول اللہ ﷺ خیر الیہود  
ان یعملوها ویزرعوها وہم شطر ما یمخرج منها.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے خیر کا علاقہ یہودیوں کو اس شرط پر دے دیا  
کہ وہی لوگ اس کی ساخت پر داخت کریں اور اس کی کاشتکاری  
کریں اور جو کچھ اس زمین سے پیداوار نکلے گی اس کا نصف حصہ  
ان کا ہوگا۔

تشریح از قاسمی۔ شرکین سے مستامن مراد ہیں۔ اہل ذمہ بھی ان کے حکم میں ہیں۔ مشرک حرلی سے مسلمان کا معاملہ  
ہوتا ہی نہیں ہے۔

### باب قسمة الغنم والعدل فیہا

حدیث (۲۳۲۷) حدثنا قتیبة بن سعید الخ  
عن عقبہ بن عامر ان رسول اللہ ﷺ اعطاه  
غنما یقسمہا علی صاحبته ضحایا فبقی عتود  
فذكرہ لرسول اللہ ﷺ فقال ضح به انت ....

ترجمہ۔ بخیوں کی تقسیم اور اس میں عدل و انصاف کرنا  
ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھریاں دیں تاکہ آپؐ کے صحابہ کرامؓ  
کے درمیان قربانی کے لئے تقسیم کریں۔ پس ایک بھری کا چہ  
چ گیا۔ جس کا انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا  
آپؐ نے فرمایا تم ہی اس کو ذبح کرو۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ اس حدیث میں ذکر ہوا کہ بخیوں کی تقسیم جائز ہے۔ بظاہر عدم جواز معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ کوئی  
بھری چھوٹی ہوتی ہے۔ کوئی کمزور اور کوئی قوی ہوتی ہے۔ اور عدل اس میں یہی ہے کہ ان کو چھانٹا نہ جائے۔ بڑے چھوٹے کی طرف نظر رکھے  
بغیر کیف ما اتفق دیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں ایسی تقسیم میں چشم پوشی برتی جاتی ہے۔ اور جو تقسیم حقوق واجبہ میں ہو وہاں  
تساوی ملحوظ ہوگی۔ جیسے حضرت عقبہؓ نے اپنے اجتہاد سے ہر ایک کو دیا کیونکہ آپؐ نے کسی کے لئے کوئی چیز معین نہیں فرمائی تھی۔ بلکہ سب  
شریک تھے۔

### باب الشریکۃ فی الطعام وغیرہ

ویدکر ان رجلا سوم شینا فغمزہ اخر فرای  
عمران لہ شریکۃ .....

ترجمہ۔ غلہ وغیرہ میں شراکت ہو تو کیا حکم ہے  
ترجمہ۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے کسی چیز کا سودا کیا تو دوسرے  
نے اس کی چٹکی کاٹی۔ حضرت عمرؓ سمجھ گئے کہ اس کی شراکت ہے۔

ترجمہ۔ زہرہ بنت معبدؓ جنہوں نے حضرت نبی اکرم ﷺ کا زمانہ پایا تھا ان کو ان کی والدہ زینب بنت حمیدؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جا کر کہنے لگیں یا رسول اللہ! اس کو بیعت کر لیں۔ آپؐ نے فرمایا ابھی یہ چھوٹا ہے۔ آپؐ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی۔ زہرہ بنت معبدؓ سے مروی ہے کہ ان کے دادا حضرت عبد اللہ بن ہشامؓ ان کو بازار کی طرف لے جاتے تھے۔ پس غلہ خرید کرتے تھے۔ حضرت ابن عمرؓ اور ابن الزبیرؓ کی ان سے ملاقات ہوتی تو وہ ان سے فرماتے کہ ہمیں بھی شریک مانلو۔ کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ہمارے لئے برکت کی دعا کی تھی۔ پس ان کو شریک مانتے پس کبھی کبھی ان کو تمام اونٹنی نفع میں مل جاتی جسے وہ گھر بھیج دیتے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھے شریک مانلو اور وہ دوسرا خاموش رہا تو وہ اس کے نصف مال میں شریک ہوگا۔

### ترجمہ۔ غلام میں شریک ہونا

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے اپنے مملوک غلام کا حصہ آزاد کر دیا تو اس پر واجب ہے کہ وہ سارے کے سارے کو آزاد کر دے۔ بعرض طیکہ اس کے پاس اس غلام کی قیمت کا مال ہو تو انصاف کے ساتھ اس کی قیمت کی جائے گی پھر اس کے شرکاء کو ان کا حصہ دیا جائے گا۔ اور آزاد کردہ غلام کا راستہ چھوڑ دیا جائیگا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے اپنے غلام کا حصہ آزاد کر دیا تو وہ غلام سارے کا سارا آزاد ہو جائے گا بعرض طیکہ معصن مالدار ہو اگر مالدار نہیں تو غلام سے بغیر مشقت ڈالے اس سے کمائی کرائی جائے گی اس کی حق گذر چکی ہے۔

حدیث (۲۳۲۸) حدثنا اصبع بن جده

عبد اللہ بن ہشام وکان قد ادرك النبی ﷺ وذهبت به امه زینب بنت حمید الی رسول اللہ ﷺ فقالت یا رسول اللہ ﷺ بایعه فقال هو صغیر فمسح راسه ودعاه و عن زہرہ بنت معبد انه کان یخرج به جدہ عبد اللہ بن ہشام الی السوق فیشتري الطعام فیلقاه ابن عمرؓ وابن الزبیرؓ فیقولان له اشركنا فان النبی ﷺ قد دعاک بالبرکة فیشرکهم فربما اصاب الراحلة کما هی فیبعث بها الی المنزل قال ابو عبد اللہ اذا قال الرجل للرجل اشركنی فاذا سکت فیکون شریکاً بالنصف

### باب الشریکۃ فی الرفیق

حدیث (۲۳۲۹) حدثنا مسدد بن خالد

ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال من اعتق شرکاءه فی مملوک وجب علیہ ان یعق کلہ ان کان له مال قدر ثمنہ یقام قیمۃ عدل ویعطى شرکاءہ حصتهم ویخلى بسبیل المعتق.....

حدیث (۲۳۳۰) حدثنا ابو النعمان بن عبد اللہ عن ابی ہریرہؓ

عن النبی ﷺ قال من اعتق شقصالہ فی عبد اعتق کلہ ان کان له مال والا یستع غیر مشقوق علیہ۔



## باب الاشتراك في الهدى والبدن واذا اشترك الرجل الرجل في هديه بعد ما اهدى --

ترجمہ۔ وہ بھری جو حرم کی طرف ہدی کے طور پر  
بھیجی جائے اس میں شراکت کیسی ہے۔ والبدن اور بڑے جانور  
قربانی کے ہدی بنانے کے بعد جب کوئی شخص دوسرے کو ہدی  
میں شریک کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث (۲۳۳۱) حدثنا ابو النعمان الخ  
عن ابن عباس قال قدم النبي ﷺ صبح رابعة  
من ذی الحجة مهلين بالحج لا يخلطهم شيء  
فلما قدمنا امرنا فجعلناها عمرة وان نحل الي  
نساء نالفشت في ذلك القالة قال عطاء فقال  
جابر فيروح احدنا الي منى وذكره يقطر منبتاً  
فقال جابر بكفه فبلغ ذلك النبي ﷺ فقام خطيباً  
فقال بلغني ان القواما يقولون كذا وكذا والله لانا  
أبرء واتقى لله منهم ولو اني استقبلت من امري  
ما استدبرت ما اهديت ولولا انا معي الهدى  
لاحللت فقام سراقه بن مالك بن جعشم فقال  
يا رسول الله هي لنا او للابد فقال لا بل للابد قال  
وجاء علي بن ابي طالب فقال احدهما يقول  
ليك بما اهل به رسول الله ﷺ وقال الاخر  
ليك بحجة رسول الله ﷺ فامر النبي ﷺ  
ان يقيم على احرامه واشركه في الهدى .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ اور آپؐ کے اصحاب کرامؓ ذی الحجہ کی چوتھی کی صبح کو  
تشریف لائے۔ جب کہ یہ سب لوگ حج کا احرام باندھنے والے  
تھے۔ اور کوئی چیز ان میں ملی ہوئی نہیں تھی۔ پس ہم لوگ پہنچے تو  
آپؐ نے حکم دیا کہ ہم اسے عمرہ بنالیں اور اپنی عورتوں کی طرف  
اتریں۔ تو اس بارے میں لوگوں کی گفتگو عام ہونے لگی عطاءؓ  
فرماتے ہیں کہ حضرت جلد نے فرمایا کہ ہم منی کی طرف شام کو  
چل رہے تھے کہ ہمارے آلہ قاتل منی کے قطرے گراتے تھے  
پس حضرت جلد اپنی پھیلی بے اشارہ کرتے تھے حضرت نبی اکرم  
ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے  
ہوئے۔ فرمایا مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ لوگ اس طرح کہہ رہے  
ہیں اللہ کی قسم! میں ان سب میں سے نیکوکار ہوں اور سب سے  
زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اگر مجھے پہلے اس حکم کا علم  
ہوتا جو بعد میں ہوا ہے کہ اشہر حج میں عمرہ جائز ہے تو میں  
ہدی نہ چلاتا بلکہ محتج ہو جاتا۔ اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی  
تو میں احرام کھول دیتا۔ تو حضرت سراقہ بن مالک بن جعشمؓ اٹھ کر  
کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا یہ حکم ہمارے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے  
ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں ہمیشہ کے لئے ہے۔ کہتے ہیں کہ

حضرت علی بن ابی طالبؓ بھی تشریف لائے ان دونوں میں سے ایک کہتا ہے کہ حضرت علیؓ نے کہا لیک میرا احرام بھی اسی طرح ہے

جس طرح آپؐ نے احرام باندھا ہے۔ اور دوسرا رولوی کتا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا البیک بحجة رسول الله ﷺ۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے احرام پر قائم رہیں اور انہیں اپنی ہدی میں شریک نہ کیا۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ**۔ ہمارے احناف کے نزدیک ہدی میں شریک ماننا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جب عبادت کی نیت سے وہ مقرر ہو چکی ہے تو اب اس میں اشتراک نہیں ہو سکتا۔ باقی روایت کا جواب یہ ہے کہ آپؐ نے ان کو حدایا میں شریک فرمایا جو وہ یمن سے لائے تھے۔ تو وہ ہدی خود ان کے لئے تھی۔ تو یہ اشتراک فی الہدی دونوں کی طرف سے ہوا۔ اور دونوں ان میں شریک ہوئے۔ جناب نبی اکرم ﷺ کی ہدی میں اشتراک نہیں ہوا یا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے ان کو ہدی کے ثواب میں شریک کر لیا۔ کہ ذبیح تقسیم گوشت اور جمل اور دیگر امور جو ہدی سے متعلق تھے ان میں شریک کیا۔

## باب من عدل عشراً من الغنم بجزور فی القسم

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو دس بھریوں کو ایک لونٹ کے برابر قرار دیتا ہے۔ نہ کہ قربانی میں۔ اس لئے کہ اس میں تو صرف سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

حدیث (۲۳۳۲) حدثنا محمد بن جعفر عن جده رافع بن خدیج قال كنا مع النبي ﷺ بذي الحليفة من تهامة فاصبنا غنما واهلاً فجعل القوم فاعلوا بها القدر فجاء رسول الله ﷺ فامر بها فاكففت ثم عدل عشراً من الغنم بجزور ثم ان بعيراً لنذوليس في القوم الاصيل يسيرة فرماه رجل فحبسه بسهم فقال رسول الله ﷺ ان لهذه البها ثم اوابد كاوا بد الوحش فعاظبكم منها فاصنعوا به هكذا قال قال جدی یا رسول الله انالرجوا وانخاف ان تلقى العدو غدأ وليس معنا مد فندبح بالقصب فقال اعجل اوآرن ماالنهر الدم

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ ہم تھامہ کے حصہ ذی الحلیفہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے پس ہمیں کچھ بھریاں یا کچھ بھریاں یا کچھ لونٹ ملے تو قوم نے جلدی کر کے ان کیلئے ہاڑیاں چڑھا دیں پس جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ان کے بارے میں حکم دیا تو وہ الٹ دی گئیں پھر آپؐ نے دس بھریاں ایک لونٹ کے برابر تقسیم فرمائیں ایک لونٹ ان میں سے بھاگ گیا قوم میں گھوڑے سوار تھوڑے تھے ورنہ وہ جلدی پکڑ لیتے۔ تو ایک آدمی نے اس لونٹ کی طرف تیر پھینکا جس نے اسے روک لیا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان جانوروں میں سے بھی وحشی جانوروں کی طرح نفرت کرنے والے ہوتے ہیں۔ پس اگر ان میں سے کوئی تم پر قابض آجائے۔ تو اس کے ساتھ اس طرح سلوک کرو۔ رولوی کہتے ہیں

میرے داؤنے فرمایا یا رسول اللہ! ہمیں امید ہوتی ہے یا کہا کہ  
خطرہ ہوتا ہے کہ کل ہماری دشمن کے ساتھ مٹھ بھیز ہو جائے  
اس لئے مسلح رہتے ہیں۔ ہمارے پاس چھری نہیں ہوتی۔ یعنی  
ذبح کا سامان نہیں ہوتا۔ تو کیا ہم سرکندے سے ذبح کر سکتے ہیں

وَذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكَلُوا لَيْسَ السِّنُّ وَالظَّفَرُ  
وَسَا حَدَّثَكُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظَّفَرُ  
فَهَدْيُ الْحَبْشَةِ.....

فرمایا جلدی جلدی اسے ذبح کرو جس چیز کا خون یہہ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اس پر نام لیا جائے تو اس کو کھاؤ۔ لیکن دانت اور ناخن نہ ہو۔  
اس کے بارے میں میں تمہیں بتاؤں گا۔ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشہ والوں کی چھری ہے۔ جلدی کا حکم اس لئے ہوا کہ کہیں اپنی موت  
نہ آجائے۔ ایسی جلدی میں پھرتی کی ضرورت ہوتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ خیل یسیرۃ یہ گھوڑے کثیر نہ ہونے کی معذرت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بھاگے ہوئے اونٹ نے جب ان کو عاجز کر دیا۔ اگر گھوڑے ہوتے تو یہ دقت پیش نہ آتی اور بعض نے  
کہا کہ بالکل گھوڑے کی نفی نہیں۔ بالکہ تیز رفتار گھوڑے کی نفی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## کتاب الرهن

ترجمہ۔ حضر میں بھی گروی رکھا جاسکتا ہے  
اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم سفر پر ہو اور کاتب نہ ملے  
تو قبضہ شدہ رہن رکھی جائے۔

باب فی الرهن فی الحضر وقوله  
تعالی ان کنتم علی سفر ولم تجدوا کاتباً  
فرهن مقبوضۃ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے

حدیث (۲۳۳۳) حدثنا مسلم بن ابراہیم الخ

جو کے بدلے اپنی زرہ گروی رکھی۔ اور میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی اور باسی سالن لے کر چلا اور میں نے آپؐ کو یہ کہتے سنا کہ محمد ﷺ کے خاندان کے لئے صبح اور شام کو ایک صاع بھی نہیں ہوتا تھا۔ حالانکہ آپؐ کے نو گھر تھے۔

عن انس قال ولقد رهن النبي ﷺ درعه بشعير ومشيت الى النبي ﷺ ببخيز شعير واهالة سنحة ولقد سمعته يقول ما اصبحت الا لال محمد ﷺ الا صاع ولا امسى وانهم تسعة ابيات .....

تشریح از قاسمی۔ جمہور فقہاء فرماتے ہیں حضور اور سفر دونوں میں رهن رکھنا جائز ہے آیت سفر پر دلالت کرتی ہے اور حدیث سے رهن فی الحضر ثابت ہوتا ہے۔ مجاہدؒ اور داؤدؒ ظاہریؒ حضور میں منع کرتے ہیں۔

ترجمہ۔ جس نے اپنی زرہ گروی رکھی

باب من رهن درعه

ترجمہ۔ حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابراہیم نخعیؒ کے پاس رہن رکھنے کا تذکرہ کیا اور اس طرح بیع سلم کے اندر ضمانت کا۔ خواہ بالعمال ہو یا بالنفس ہو تو انہوں نے سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ

حدیث (۲۳۳۴) حدثنا مسدد بن خالد قال تذاكرنا عند ابراهيم الرهن والقبيل في السلم فقال ابراهيم حدثنا الاسود عن عائشة ان النبي ﷺ اشترى من يهودي طعاما الى اجل ورهنه درعه .....

جناب نبی اکرم ﷺ نے یہودی سے غلہ ادھار پر خرید کیا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

تشریح از قاسمی۔ گویا کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے حدیث سے دونوں طرح استدلال کیا کہ جیسے رهن ثمن کے اندر جائز ہے مٹھون کے اندر بھی جائز ہے۔ جیسے بیع سلم میں مسلم فیہ پر ضمانت لی جائے۔

ترجمہ۔ جنگی ہتھیار کارہن رکھنا جائز ہے

باب رهن السلاح

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کعب بن الاشرف کے قتل کی کون ذمہ داری لیتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو کافی تکلیف دے چکا ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا کہ میں ذمہ دار ہوں چنانچہ وہ اس کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہم وسق

حدیث (۲۳۳۵) حدثنا علي بن عبد الله انه سمعت جابر بن عبد الله يقول قال رسول الله ﷺ من لكعب بن الاشرف فانه اذى الله ورسوله ﷺ فقال محمد بن مسلمة انا فاتاه فقال اردنا ان تسلفنا وسقاً او وسقين فقال ارهنوني نساء كم قالوا

دو سق گندم یا کھجور تیرے سے ادھار لیتے ہیں۔ تو اس نے کہا اپنی عورتوں کو میرے پاس گروی رکھو۔ انہوں نے کہا ہم اپنی عورتیں کیسے گروی رکھ سکتے ہیں تو تو سارے عرب کا خوبصورت آدمی ہے۔ تو اس نے کہا کہ اپنے بیٹوں کو گروی رکھو انہوں نے کہا بچے کیسے گروی رکھیں جب ان کو کوئی گالی دے گا تو یہی کہے گا کہ وہ تو ایک دسق یا دو سق کے بدلے رهن رکھا گیا تھا یہ تو

كيف نرهنك نساء ناولت اجمل العرب قال فارهنوني ابتاء كم قالوا كيف نرهن ابتاء ناهيب احدهم فيقال رهن بوسق او وسقين هذا عار علينا ولكننا نرهنك اللامة قال سيفان يعني السلاح فوعده ان ياتيهم فقتلوه لم اتوا النبي ﷺ فاخبروه .

ہمارے لئے عار اور شرم کی بات ہے۔ لیکن ہم تیرے پاس اپنی زرہیں گروی رکھ سکتے ہیں۔ سفیان کہتے ہیں کہ اس سے ہتھیار مراد ہیں پس وعدہ کیا کہ ہتھیار ان کے پاس لائیں گے۔ پس انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر جناب نبی اکرم ﷺ کو آکر اس کی اطلاع دی۔

تشریح از قاسمی۔ ابن المنیرؒ فرماتے ہیں کہ امام حارثیؒ نے رهن السلاح کا ترجمہ اس لئے باندھا کہ در حقیقت زرہ ہتھیار نہیں ہے وہ تو چاؤ کا ایک آلہ ہے۔ کعب بن اشرف یہود بنی النضیر کا سردار تھا شاعر ہونے کی وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کے علاوہ جھگڑا کرتا تھا۔ اور نقص عمد کر کے قریش مکہ کو آپ کے ساتھ لڑائی پر آمادہ کر آیا تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے نہ اس کو پناہ دی تھی اور نہ ہی اس سے کوئی عہد کیا تھا۔ یح و شراء کی باتیں کر کے اسے مانوس کیا۔ اور قابو پا کر اسے قتل کر دیا۔ غدر تب ہو تا جب اسے امان معج دی ہوتی۔

ترجمہ۔ مرہون جانور پر سواری کی جاسکتی ہے

اور اس کا دودھ بھی نکالا جاسکتا ہے۔

## باب الرهن مرکوب ومحلوب

ترجمہ۔ حضرت مغیرہؓ ابراہیم نخعیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ گم شدہ جانور کو اس کی گھاس کھلانے کے بدلے

وقال مغيرة عن ابراهيم تركب الضالة بقدر علفها وتحلب بقدر علفها والرهن مثله ..

اس پر سواری کی جاسکتی ہے۔ اور اس کا دودھ بھی نکالا جاسکتا ہے۔ اور رہن بھی اسی کی طرح ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ گروی جانوروں پر خرچہ کی وجہ سے سواری کی جاسکتی ہے۔ اور دودھ دینے والی کا دودھ پیا جاسکتا ہے۔ جب کہ وہ گروی ہو۔

حدیث (۲۳۳۶) حدثنا ابو نعیم الخ عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ انه كان يقول الرهن یركب بنفقته یشرب لبن الدار اذا كان مرهوناً .

حدیث (۲۳۳۷) حدثنا محمد بن مقاتل بن  
عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ الرهن یرکب بنفقته  
اذا کان مرہونا ولین الدر یشرب بنفقته اذا کان  
مرہونا وعلى الذی یرکب ویشرب النفقة.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا سواری پر اس کے خرچہ کی وجہ سے جب کہ وہ  
گروی ہو سواری کی جاسکتی ہے۔ اور دودھ والے جانور کا دودھ بھی  
خرچہ کی وجہ سے پیا جاسکتا ہے جب کہ وہ گروی ہو۔ جو شخص  
سوار ہو یا دودھ پئے اس کے ذمہ اس کا خرچہ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مرتہن کو عار دلائی جا رہی ہے کہ اس نے راہن کو مرہون سے نفع اٹھانے سے روک دیا ہے  
کہ وہ خود اس پر خرچ کر رہا ہے۔ اگر راہن خرچ کرتا تو اس سے نفع بھی حاصل کرتا تو مرتہن کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اس کے مالک کو  
نفع حاصل کرنے سے روک دے۔ یا مرتہن کو رخصت دی جا رہی ہے کہ اگر بائع اجازت دے دے تو وہ اس پر خرچ کرے اور اس سے نفع  
بھی اس کے مطابق حاصل کرے یا اس کو اجارہ پر دے دے اور اس کی اجرت سے اس پر خرچ کرتا رہے۔ بشرطیکہ راہن اور مالک سے  
اجازت لے لی ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ رہن کے معنی لغت میں روکنے کے ہیں۔ اور شریعت میں کچھ مال قرضہ پر دستاویز اور وثوق کے  
طور پر دیا جائے۔ عین مرہونہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رہن کے معنی قرضہ کو پکا کرنے کے ہیں۔ سفر کی قید آیت  
قرآنی میں بطور غلبہ کے ہے۔ ورنہ حضر میں بھی رہن رکھی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ پھر جاننا چاہیے کہ امام احمدؒ اور  
اسحقؒ کے نزدیک مرتہن کو رہن سے ہر طرح کا فائدہ حاصل کرنے کا حق ہے۔ ظہر اودرا یعنی سواری بھی کر سکتا ہے۔ اور دودھ بھی  
پی سکتا ہے۔ جمہور جن میں ائمہ ثلاثہؒ بھی شامل ہیں چونکہ رہن مرتہن کے پاس امانت ہوتی ہے لہذا مرتہن اس سے کسی طرح کا فائدہ  
حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کے سب کے سب فوائد راہن یعنی مالک کے ہوں گے۔ اور خرچہ وغیرہ سب اس کے ذمہ ہوگا۔ جمہور  
حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حدیث خلاف قیاس واقع ہوئی ہے اس لئے کہ غیر مالک کو بغیر اذن کے انشاع کا حق دیا گیا ہے۔ دوسرے  
اس کو نفقہ کی وجہ سے ضامن قرار دیا گیا ہے قیمت کی وجہ سے نہیں بلکہ میں جمہور اس روایت کو لندن عمر کی روایت سے منسوخ قرار دیتے ہیں  
جس میں ہے لا تحلب ماشیۃ بغیر اذنه یعنی کسی کے جانور سے اس کی اجازت کے بغیر دودھ نہ نکالا جائے۔ یا یہ حکم تحریم روایہ  
قبل کا ہے اور امام اوزاعیؒ لیثؒ اور ابو ثورؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا جائے کہ جب راہن مرہون پر خرچ کرنے سے  
کسی وجہ سے رک جائے تو پھر مرتہن کو خرچ کرنا چاہیے۔ اور نفقہ اور علف کی وجہ سے رکوب اور حلوب کا حق دار ہے۔ بشرطیکہ اس کا انشاع  
خرچہ سے بڑھ نہ جائے خرچہ کی رقم راہن سے وصول کرے۔ یہ مسئلہ ظفر کی صورت اختیار کر لے گا۔ اور ایک توجیہ یہ بھی ہے بنفقته  
بأبدلیۃ کے لئے نہ ہو۔ بلکہ بمعنی مع ہو۔ معنی یہ ہوں گے کہ راہن سوار بھی ہو اور خرچ بھی کرے مرتہن اس سے نفع نہ اٹھائے۔

در شکل قرض جر نفعا فہور بآ یعنی ہر وہ قرضہ جو نفع کو کھینچے وہ سود ہے۔

## باب الرهن عند اليهود وغيرهم

حدیث (۲۳۳۸) حدثنا قتیبۃ عن عائشۃ

قالت اشترى رسول الله ﷺ من يهودی طعاما ورهنه درعه ..... .

باب اذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه فالبينة على المدعى واليمين على المدعى عليه -----

حدیث (۲۳۳۹) حدثنا خلا د بن يحيى عن

قال كتب الى ابن عباس فكتب الى ان النبي ﷺ قضى ان اليمين على المدعى عليه ..... .

حدیث (۲۳۴۰) حدثنا قتیبۃ بن سعيد عن

عن ابى وائل قال قال عبد الله من حلف على يمين يستحق بهامالا وهو فيها فاجر لقي الله وهو عليه غضبان فانزل الله تصديق ذلك ان الذين يشتركون بعهد الله وایمانهم ثم اقليل فقر الى عذاب الیم ثم ان الاشعث بن قیس خرج الينا فقال ما يحدثكم ابو عبد الرحمن قال فحدثنا قال فقال صدق لفي والله انزلت كانت بيني وبين رجل خصومة في بئر فاخصمنا الى رسول الله ﷺ

ترجمہ۔ یہودی اور غیر یہودی کے پاس رہن رکھی جاسکتی ہے

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ خرید کیا اور اپنی زرہ اس کے پاس رہن رکھی۔

ترجمہ۔ جب راہن اور مرہن میں اختلاف پیدا ہو جائے یا اس طرح اور معاملات میں اختلاف ہو جائے تو مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے اگر نہ ہوں تو مدعی علیہ کی قسم پر اعتبار کیا جائیگا

ترجمہ۔ ابن ابی ملیحہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کی طرف خط لکھا۔ انہوں نے میری طرف لکھا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فیصلہ دیا کہ قسم بہر حال مدعی علیہ پر ہوگی

ترجمہ۔ حضرت ابو وائلؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا کہ جس نے کوئی ایسی قسم کھائی جس سے وہ کسی مال کا حقدار بن گیا حالانکہ وہ اس کے اندر گناہ گار ہے تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا وہ اس پر غضب ناک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں ان الذین يشتركون بعهد الله الاية۔ یہ آیت نازل فرمائی۔ پھر اشعث بن قیس ہمارے پاس تشریف لائے پوچھا کہ ابو عبد الرحمنؓ نے ہمیں کیا حدیث سنائی تو ہم نے ان کو حدیث سنائی۔ فرمایا انہوں نے ہمارے بارے میں یہی آیت نازل ہوئی۔ میرے اور عیسیٰ آدمی کے درمیان کنویں کے بارے میں جھگڑا تھا پس ہم جھگڑالے کر

فقال شاهدك او يمينه قلت انه اذا يحلف ولا يبالى  
فقال رسول الله ﷺ من حلف على يمين  
يستحق بهامالا هوليها فاجر لقي الله وهو عليه  
غضبان فانزل الله تصديق ذلك ثم قرا هذه الآية  
ان الذين يشترون بعد الله وايمانهم ثمنا قليلا  
الى قوله ولهم عذاب اليم .....

جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا تیرے گواہ پیش ہوں یا اس کی قسم کا  
اعتبار کرو۔ میں نے کہا کہ وہ اس وقت قسم اٹھالے گا۔ اور پرواہ  
نہیں کرے گا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے  
کوئی ایسی قسم اٹھائی جس سے وہ کسی مال کا حقدار بن گیا حالانکہ وہ  
اس قسم میں جموٹا اور گناہ گار ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں  
ملاقاتی ہو گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے

اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ پھر اس آیت کو پڑھا ان الذين يشترون بعهد الله الآية۔

تشریح از قاسمی۔ مصنفؒ نے اس حدیث کو عموم پر محمول کیا ہے۔ لیکن جو لوگ کہتے ہیں کہ اختلاف کی صورت میں  
قول مر قن کا معتبر ہو گا۔ جب تک اس کا قول رہن کی مقدار سے بڑھ نہ جائے۔ کیونکہ رہن اس کے لئے گواہ کی طرح ہے۔ علامہ عینیؒ  
فرماتے ہیں کہ جب راہن اور مر قن کا اختلاف ہو جائے۔ مثلاً راہن کہتا ہے یہ چیز میں نے تیرے پاس دس دینار کے بدلے رہن رکھی ہے  
مر قن کہتا ہے کہ بس دینار کے بدلے ہے۔ تو حضرت امام ابو حنیفہؒ امام ثوریؒ اور امام شافعیؒ وغیرہم فرماتے ہیں کہ بات راہن کی معتبر  
ہو گی۔ البتہ اسے قسم اٹھانی ہو گی۔ کیونکہ وہ زیادتی کا انکار کر رہا ہے۔ اور گواہ مدعی کے ذمہ ہوں گے۔ اور وہ مر قن ہے۔ حضرت حسنؒ اور  
قائدؒ فرماتے ہیں قول مر قن کا معتبر ہو گا۔ جب تک کہ اس کا قرضہ رہن کی قیمت سے تجاوز نہ کر جائے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کتاب العتق

ترجمہ۔ باب آزاد کرنے میں اور اس کی فضیلت کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ گردن کا چھوڑنا یا یتیم قرابت دار کو بھوک کے دن کھانا کھلانا

باب فی العتق وفضله وقوله  
تعالیٰ فک رقبة واطعام فی يوم  
ذی مسغبة یتیمًا ذامقربة۔۔۔۔۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان مرد کو آزاد کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو اس غلام کے ہر عضو کے بدلے جہنم سے خلاصی دے دے گا۔ سعید بن مرجانہ فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کو امام زین العابدین۔ علی بن حسینؑ کی طرف لے کر گیا۔ تو علی بن حسینؑ نے اپنے اس غلام کا قصد فرمایا جو ان کے بدلے عبد اللہ بن جعفر نے انہیں دس ہزار

حدیث (۲۳۴۱) حدثنا احمد بن یونس الخ قال لی ابو ہریرۃ قال النبی ﷺ ایما رجل اعتق امرأ مسلماً استنقذ الله بكل عضو منه عضواً منه من النار قال سعید بن مرجانۃ فانطلقت الی عبد له قد اعطاه به عبد الله بن جعفر عشرة الاف درهم او الف دینار فاعتقه.....

درہم یا ایک ہزار درہم یا ایک ہزار دینار دیئے تھے۔ پس آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔

تشریح از قاسمی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر اتنی کثیر رقم اس غلام کی ان کو دیتے تھے۔ لیکن انہوں نے اسے بیچا نہیں بلکہ آزاد کر دیا۔ مقصد یہ ہے کہ قیمت کثیر تھی لیکن صدقہ کی فضیلت اس سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے بیچا نہیں۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حسن کے لغوی معنی قوت کے ہیں۔ اور شریعت میں مملوک کے اندر وہ شرعی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس سے ملکیت زائل ہو گئی۔ نیز اس زمانہ میں دس اور ہم ایک دینار کے برابر ہوتے تھے۔

ترجمہ۔ کون سی گردن بہتر ہے

## باب ای الرقاب افضل

ترجمہ۔ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے پوچھا عمل کون سا اچھا ہے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستہ میں جہاد کرنا میں نے پوچھا کہ گردنوں میں سے کون سی گردن عمدہ ہے۔ فرمایا کام کرنے والے کی مدد کرو اور کام نہ کر سکنے والے کو کام کر دو۔ میں نے کہا اگر یہ بھی نہ کر سکو تو آپؐ نے فرمایا لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ کرو۔ کیونکہ یہ بھی تمہارا اپنی ذات پر صدقہ ہے۔ قوت نیکی نہ داری بد ممکن۔

حدیث (۲۳۴۲) حدثنا عبيد الله بن موسى الخ  
عن ابي ذر قال سالت النبي ﷺ اي العمل افضل  
قال ايمان بالله وجهاد في سبيله قلت فاي الرقاب  
افضل قال اغلاها ثمننا وانفسها عند اهلها قلت  
فان لم الفعل قال تعين صانعا وتصنع لآخره قال  
فان لم الفعل قال تدع الناس من الشرفانها صدقة  
تصدق بها على نفسك .....

ترجمہ۔ سورج گرہن اور اس طرح قدرت کی نشانیوں کے وقت غلام کو آزاد کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے۔

## باب ما يستحب من العتاقة في الكسوف والايات

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے سورج کے بے نور ہونے کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔

حدیث (۲۳۴۳) حدثنا موسى بن مسعود الخ  
عن اسماء بنت ابي بكر قالت امر النبي ﷺ  
بالعتاقة في كسوف الشمس تابعه على .....

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں سورج گرہن کے موقع پر غلام آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔

حدیث (۲۳۴۴) حدثنا محمد بن ابي  
بكر الخ عن اسماء بنت ابي بكر قالت كنا نؤمر  
عند الخسوف بالعتاقة .....

تشریح از قاسمی۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں صرف کسوف کا ذکر ہے ترجمہ میں آیات بھی ہیں تو حدیث کے اس طریق کی طرف اشارہ ہے جس میں ہے ان الشمس والقمر آیاتان من آیات اللہ یخوف اللہ بہما عبادہ یادگیر آیات کو کسوف پر قیاس کیا گیا۔

## باب اذا اعتق عبداً بین اثنین اوامة بین الشرکاء۔

ترجمہ۔ جب کسی ایسے غلام کو آزاد کرے جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہے یا ایسی باندی جو کئی شرکاء کے درمیان ہے

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے اس غلام کو آزاد کر دیا جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک تھا تو اگر آزاد

حدیث (۲۳۴۵) حدثنا علی بن عبد اللہ العن ابیہ عن النبی ﷺ قال من اعتق عبداً بین ینین فان کان موسراً قومٌ علیہ ثم یعق ..... کرنے والا مالدار ہے تو اس کی قیمت لگا کر اس کے ذمہ کی جائیگی پھر وہ غلام آزاد ہوگا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا پس اگر اس کا حصہ جو غلام کی قیمت کو پہنچ جاتا ہے تو عدل و انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت کر کے اس کے شرکاء کو ان کے حصے دیئے جائیں گے اور غلام آزاد ہو جائے گا۔ اگر غلام کی قیمت اس کے حصہ تک نہیں پہنچتی تو اس کا اتنا حصہ آزاد ہوگا جس قدر کہ آزاد ہوا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے مملوک میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا پس اگر اس کا اتنا مال ہے جو غلام کی قیمت کو پہنچ جاتا ہے تو وہ سارے کا سارا آزاد ہو جائے گا اور اگر مال نہیں ہے تو برابر انصاف کے ساتھ اس کی قیمت کی جائے گی یعنی آزاد کئے ہوئے کی قیمت کی جائے گی پھر اس سے اتنا حصہ آزاد ہوگا جو اس نے آزاد کیا ہے

حدیث (۲۳۴۶) حدثنا عبد اللہ بن یوسف العن عبد اللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال من اعتق شرکاء فی عبد فکان لہ مال یبلغ ثمن العبد قوم العبد قیمة عدل فاعطی شرکاء ہ حصصہم وعق علیہ والا فقد عتق منہ ماعتق ..... عن عبد اللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال من اعتق شرکاء فی عبد فکان لہ مال یبلغ ثمن العبد قوم العبد قیمة عدل فاعطی شرکاء ہ حصصہم وعق علیہ والا فقد عتق منہ ماعتق ..... عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من اعتق شرکاء فی المملوک فعلیہ عتقہ کلہ ان کان لہ مال یبلغ ثمنہ فان لم یکن لہ مال یقوم علیہ قیمة عدل فاعتق منہ ما عتق ...

حدیث (۲۳۴۷) حدثنا عبد بن اسمعیل العن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من اعتق شرکاء فی المملوک فعلیہ عتقہ کلہ ان کان لہ مال یبلغ ثمنہ فان لم یکن لہ مال یقوم علیہ قیمة عدل فاعتق منہ ما عتق ...

حدیث (۲۳۴۸) حدثنا ابو النعمان الخ  
عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال من اعتق نصیباً له  
فی مملوك او شركاً له فی عبد و كان له من المال  
ما یبلغ قیمته بقيمة العدل فهو عتیق قال نافع والا  
فقد عتیق منه ما عتیق قال ایوب لا ادري اشی قاله  
اوشی فی الحدیث .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ پس اس کا مال اگر اس کی عادلانہ قیمت کو پہنچ جاتا ہے تو وہ آزاد ہو گا۔ نافع نے فرمایا کہ اگر مال نہیں ہے تو اتنا حصہ آزاد ہو گا جس قدر اس نے آزاد کیا ہے۔ ایوب راوی فرماتے ہیں کہ یہ چیز نافع نے اپنی طرف سے کئی یا حدیث کا کچھ حصہ ہے۔

حدیث (۲۳۴۹) حدثنا احمد بن المقدام الخ  
عن ابن عمر انه كان يفتی فی العبد او الامة یكون  
بین شركاء فیعتق احدهم نصیبه منه یقول قد وجب  
عليه عتقه كله اذا كان للدی اعتق من المال ما یبلغ  
یقوم من ماله قيمة العدل ویدفع الی الشركاء  
انصاء هم ویخلى سبیل المعتق یخبر ذلك ابن  
عمر عن النبی ﷺ ورواه اللیث الخ .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ غلام اور اس باندی کے بارے میں فتویٰ دیتے تھے جو شرکاء کے درمیان مشترک ہوں پس اگر ان میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو فرماتے تھے کہ اس پر سارے کا سارا غلام باندی آزاد ہو جائے گا۔ بشرطیکہ آزاد کرنے والے کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی قیمت کو پہنچ جاتا ہے تو اسکے مال سے عادلانہ قیمت کی جائے گی۔ اور شرکاء کی طرف ان کے حصے حوالہ کئے جائیں گے اور آزاد شدہ غلام کا راستہ چھوڑ دیا جائیگا حضرت ابن عمرؓ اس کی خبر جناب نبی اکرم ﷺ سے دیتے تھے لیث نے بھی اپنی سند کے ساتھ مختصر اس کو روایت کیا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فان لم یکن له مال الخ مال موصوف ہے اور یقوم علیہ اس کی صفت ہے۔ اور شرط کی جزاء علی المعتق ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ اگر اس معتق کے پاس مال نہ ہو تو پھر معتق پر سعی واجب ہے تاکہ وہ اپنی کمائی سے اپنی قیمت ادا کرے۔ اور اگر القیمۃ منصوب ہے تو یقوم کا مفعول مطلق ہو گا۔ اگر مرفوع ہے تو قیمۃ عدل علی المعتق شرط کی جزاء ہے باقی ترکیب اسی طرح ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فان لم یکن له مال الخ اس کلام کی ترکیب میں علماء کا اختلاف ہے شیخ گنگوہیؒ نے علی المعتق کو شرط کی جزاء مسلک احناف کے مطابق ہے کہ عبد پر سعایۃ واجب ہے۔ اور حضرت مولانا حسین علی پنجابیؒ کی تقریر میں مال موصوف ہے۔ یقوم صفت ہے اور علی المعتق کا تعلق یقوم سے ہے معنی یہ ہیں۔ وہ قیمت جو اس عبد کے موافق ہو اور فاعل یقوم جزاء ہو گی۔

ان شرطیہ کی۔ ہر طیکہ قدمقد رمانا جائے۔ تاکہ فاکا داخل ہونا صحیح ہو جائے۔ یا یوں کہا جائے کہ محذوف کچھ نہیں یہی جزاء ہے۔ فاعتق اس کی تفسیر ہے۔ جانا چاہیے کہ یہ مسئلہ اختلافی مشہور ہے۔ اس اختلاف کا معنی اس پر ہے کہ آیا عتق میں تجزیہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے موافقین کے نزدیک عتق کا تجزیہ ہو سکتا ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک تجزیہ نہیں ہو سکتا۔ دونوں حالتوں میں خواہ حالت یسر کی ہوگی یا عسر کی۔ اور ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک حالت عسر میں متجز یعنی تجزیہ ہو سکتا ہے۔ یسر کی صورت میں تجزیہ نہیں ہو سکتا ان کے نزدیک عبد مشترک آزاد ہوگا۔ معتق پر سعایہ بھی واجب نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کا حصہ آزاد ہوگا۔ باقی کے لئے استسعا واجب ہے۔ صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ یسر کی حالت میں ضمان واجب ہے۔ اور عسر کی صورت میں سعایہ واجب ہے۔ تفصیل اوپر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

### باب اذا اعتق نصیبافی عبد

ولیس له مال استسعی العبد غیر مشقوق علیہ علی نجویالکتابۃ -

حدیث (۲۳۵۰) حدثنا احمد بن ابی رجاء الخ عن ابی ہریرۃ قال قال النبی ﷺ قال من اعتق نصیباً او شقیصاً فی مملوک فخلاصہ علیہ فی مالہ ان کان له مال والا قوم علیہ فاستسعی بہ غیر مشقوق علیہ تابعہ حجاج الخ .....

باب الخطاء والنسیان فی العتاقۃ والطلاق ونحوہ ولا عتاقۃ الا لوجه اللہ وقال النبی ﷺ لکل امرئ امرئ مانوی ولانیۃ للناسی والمخطئ

حدیث (۲۳۵۱) حدثنا الحمیدی الخ عن

ابی ہریرۃ قال قال النبی ﷺ ان اللہ تجاوز لی

ترجمہ۔ جب کوئی شخص غلام سے اپنا حصہ آزاد کرادیتا ہے اور اس کا مال نہیں ہے تو بغیر مشقت ڈالے عبد سے سعی کرائی جائے۔ جیسے کتلت کی صورت میں ہوتی ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا تو غلام کی خلاصی اسکے مال میں ہوگی ہر طیکہ اس کے پاس مال ہو ورنہ اس کی قیمت کی جائے گی اور بغیر مشقت میں ڈالے اس سے کمائی کرائی جائے گی تاکہ شرکاء کو ان کا حصہ ادا کیا جائے۔

ترجمہ۔ غلطی کرنا اور بھول جانا۔ آزاد کرنے اور طلاق دینے اور اس طرح کے امور میں کیونکہ عتاقہ تو اللہ کی رضا کے لئے ہوتی ہے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ہر آدمی کے لئے

وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ بھولنے والے اور غلطی کرنے والے کی نیت نہیں ہوا کرتی۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری

عن امتی ماوسوست به صدورھا مالم تعمل  
او تکلم .....

امت سے وسوسے معاف کر دیئے جو ان کے سینوں میں کلکتے  
ہیں جب تک عمل نہ کریں یا بولے نہیں۔

حدیث (۲۳۵۲) حدثنا محمد بن کثیر الخ  
عن علقمة بن وقاص بن الیشی قال قال سمعت  
عمر بن الخطاب عن النبی ﷺ قال الاعمال  
بالنية ولا مری مانوی فمن کان هجرته الى الله  
ورسوله فهجرته الى الله ورسوله ومن كانت  
هجرته لدنيا يصيبها او امرأة يتزوجها فهجرته  
الى ما هاجر اليه .....

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطاب جناب نبی اکرم ﷺ  
سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اعمال کا اعتبار نیت سے  
ہے۔ جس کی ہجرت نیت کے اعتبار سے اللہ اور اس کے رسول  
کے لئے ہوگی اس کی ہجرت ثواب کے اعتبار سے اللہ اور اس کے  
رسول کی طرف ہوگی۔ اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے  
کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہوگی تو اس کی  
ہجرت اس کام کیلئے ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ خطاء۔ نسیان یعنی بھول چوک کا گناہ معاف ہے۔ فعل کی سزا معاف نہیں ہے۔ لاعتاقۃ  
الالوجہ اللہ اس عبارت سے خفیہ پر رد کرتا ہے جو فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے شیطان اور نیت کے نام پر غلام کو آزاد کر دیا تو اس کا حق نافذ  
ہوگا۔ اس کا جواب وہی ہے جو خود مصنف کی طرف سے گذر چکا ہے۔ کہ مشرک کا صدقہ اور اس کا آزاد کرنا جائز ہے۔ کیونکہ مصنف نے  
کتاب الزکوۃ میں مشرکین کے اعتناق کو ثابت کیا ہے۔ حالانکہ وہ اہل نیت و اخلاص نہیں ہیں۔ کہ ان کا فعل لوجہ اللہ ہو۔

ماوسوست به صدورھا مصنف نے اس طرح استدلال کیا ہے کہ جب وسوسہ کا دباں اٹھ گیا تو بھول چوک کا دباں بھی  
اٹھ جائے گا یہ بالکل ظاہر ہے اس لئے کہ وسوسہ میں تو نیت اور قصد کا کچھ نہ کچھ وجود ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ حد اعتبار کو نہیں پہنچتا۔ خطاء اور  
نسیان میں تو نیت و قصد ہوتی نہیں۔ لیکن اس کا جواب وہی ہے۔ معافی مواخذہ اور گرفت سے ہے۔ جس کو ہم ثابت نہیں کر رہے۔ نیز!  
خطاء اور نسیان میں عمل اور تکلم موجود ہے۔ تو پھر اس کا انکار کیسے ممکن ہوگا۔ بلکہ خطاء اور نسیان پر عمل کریں گے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ ان دو مسئلوں میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے چونکہ حدیث میں آگیا ہے کہ ثلاث جدھن جدوھزلھن  
جد العتاق والنکاح والطلاق۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے انہی مذاق میں بھی نکاح۔ طلاق۔ عتاق کر دیا تو ان کا وقوع  
ہو جائیگا حالانکہ ہزل کی صورت میں نیت نہیں ہوتی۔ طلاق کے بارے میں تو احناف اور شوافع کا یہی مسلک ہے البتہ امام مالک اور امام احمد  
فرماتے ہیں کہ لفظ صریح نیت کا محتاج ہے۔ اور شیخ گنگوہی نے جو جواب دیا ہے وہ بالکل واضح ہے کیونکہ بہت افعال ایسے ہیں کہ ان پر

گناہ تو نہیں ہے۔ لیکن جزاء مرتب ہوتی ہے۔ جیسے قتل خطا یا جس نے نماز میں بھول کر یا غلطی سے کہا لیا۔ یا لسیا یا اور خطا کلام کر لیا۔ تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

**ولو للشیطان او الصنم** جب کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا انت حر للشیطان او الصنم تو وہ غلام آزاد ہو جائے گا اس لئے کہ یہ فعل اہل سے صادر ہوا ہے۔ اور محل کی طرف اضافت ہوئی ہے۔ اور اس کو ولایت بھی حاصل ہے۔ اس لئے عتق نافذ ہوگا اور اس کی نیت لغو جائے گی۔ جس سے وہ گناہ گار ہوگا۔

**ما مر من المصنف الخ** مصنف کتاب الزکوٰۃ میں کہہ چکے ہیں من تصدق فی الشرب ثم اسلم اور عنقریب باب عتق المشرك میں بھی اسی حکیم بن حزام کی روایت کو ذکر کیا ہے جنہوں نے جاہلیت میں سو ۱۰۰ غلام آزاد کئے تھے اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اس سے اشارہ کتاب البیوع کے اس باب کی طرف ہے جس میں ہے باب شری المملوک من الحربی وھبته وعتقه الخ۔ **ارتفعت الوسوسة الخ** حافظ فرماتے ہیں کہ وسوسہ کسی چیز کا دل میں کھٹکا ہو جس میں اطمینان اور قرار نہ ہو۔ اس لئے علماء نے وہم اور عزم میں فرق کیا ہے اب اس حدیث کی ترجمہ سے مناسبت ثابت ہو جائے گی۔ جیسے عدم قرار کی وجہ سے وسوسہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ خاطی اور ناسی کو بھی قرار نہیں ہوتا۔ اس لئے جیسے وسوسہ معاف۔ خطا اور نسیان بھی معاف۔ اگر اشکال ہو کہ ترجمہ میں تو نسیان ہے اور حدیث سے حدیث النفس ثابت ہے۔ تو ترجمہ اور حدیث میں مناسبت نہ ہوئی۔ جواب یہ ہے کہ نسیان خطا میں چونکہ قرار نہیں ہوتا اس لئے ان کو بھی وسوسہ کے ساتھ لاحق کیا جائے گا۔ یا چونکہ دل حدیث نفس میں مشغول ہوتا ہے جس کی وجہ سے خطا اور نسیان پیدا ہوتا ہے۔ علامہ سندھی فرماتے ہیں کہ حدیث الوسوسہ سے دلیل ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ تو خصم کی دلیل ہے۔ کیونکہ جب کسی نے اعتاق اور طلاق کا تکلم نسیان اور خطا کیا تو تکلم میں داخل ہو گیا۔ لہذا اس حدیث کی رو سے اس کا معتبر ہونا ثابت ہوا۔

## باب اذا قال رجل لعبدہ ھو لله

### ونو العتق والاشھاد فی العتق

ترجمہ۔ جب کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ وہ اللہ کیلئے ہے اور اس سے عتق کی نیت کی اور عتق پر گواہ بنایا تو اس کا حکم ہے

حدیث (۲۳۵۳) حدثنا محمد بن عبد اللہ الخ

عن ابی ہریرۃؓ انه لما قبل یریدا الاسلام ومعہ غلامہ  
ضل کل واحد منھما من صاحبہ فاقبل بعد ذلک  
وابو ہریرۃؓ جالس مع النبی ﷺ یا ابا ہریرۃؓ ھذا  
غلامک قد اتاک فقال امانی اشھدک انه حر قال

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جب اسلام لانے کے ارادہ سے  
تشریف لائے تو ان کے ہمراہ ان کا غلام بھی تھا۔ لیکن وہ دونوں  
ایک دوسرے سے چھڑ گئے تو وہ بھی اس کے بعد آگیا کہ حضرت  
ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ جس پر  
جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ! یہ تیرا غلام آگیا۔

فہو حین یقول ۔ بالیلۃ من طولہا وعنائہا  
علیٰ انہا من دارۃ الکفر نجت

تو آپؐ نے فرمایا اے حضرت! میں بے شک آپؐ کو گواہناتا ہوں  
کہ وہ آزاد ہے۔ پس حضرت ابو ہریرہؓ یہ شعر پڑھے رہے تھے۔  
لیکن بایں ہمہ اس نے مجھے دار کفر و حرب سے نجات دے دی۔

۔ اے رات تیری درازی اور مشقت کس قدر ہے

حدیث (۲۳۵۴) حدثنا عبید اللہ بن سعید الع  
عن ابی ہریرۃ قال لما قدمت علی النبی ﷺ  
قلت فی الطريق ۔ بالیلۃ من طولہا وعنائہا  
علیٰ انہا من دارۃ الکفر نجت

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جس وقت میں جناب  
نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آ رہا تھا تو راستے میں یہ شعر کہتا تھا  
اے رات تیری درازی اور مشقت کس قدر ہے۔ اس کے باوجود  
اس رات نے مجھے دار الکفر سے نجات دے دی۔

قال وابق منی غلام لی فی الطريق قال فلما قدمت  
علی النبی ﷺ بیاعته فیہنا انا عنده اذ طلع الغلام  
فقال لی رسول اللہ ﷺ یا ابا ہریرۃ ہذا غلامک  
فقلت ہو حر لوجہ اللہ فاعتقہ لم یقل ابو کریم  
عن ابی اسامۃ حر .....

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ راستہ میں میرے سے  
میرا غلام بھاگ گیا جب میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت  
میں حاضر ہو کر بیعت کر لی اور دریں اثنا میں آپؐ کے پاس تھا کہ  
اچانک میرا وہ غلام ظاہر ہو گیا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا اے ابو ہریرہؓ یہ تیرا غلام ہے میں نے کہا حضرت وہ اللہ کی  
رضا کیلئے آزاد ہے پس میں نے اس کو آزاد کر دیا امام بخاریؒ فرماتے  
ہیں ابو کریم نے ابو اسامہ سے حر کے لفظ نقل نہیں کئے۔

حدیث (۲۳۵۵) حدثنا شہاب بن عباد الع  
عن قیس قال لما اقبل ابو ہریرۃ ومعہ غلامہ وہو  
یطلب الاسلام فضل احدہما صاحبہ بہذا وقال  
اما انی اشہدک انہ للہ .....

ترجمہ۔ حضرت قیسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت  
ابو ہریرہؓ مدینہ آئے تو ان کے ہمراہ ان کا غلام تھا۔ اور وہ خود  
اسلام کی تلاش میں نکلے تھے پس ایک دوسرے سے بھٹک گئے تو  
ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں آپؐ کو گواہناتا ہوں کہ وہ اللہ کیلئے ہے

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ہذا غلامک اس کا علم یا تو آپؐ کو کشف کے ذریعہ ہوا یا آپؐ نے ان حالات اور اوضاع سے  
معلوم کیا جن کو حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کئے تھے۔

قال ہو یعنی قال الراوی فہو ای ضلال کل واحد منهما عن صاحبہ کان وقت قول ابی ہریرۃ یعنی راوی اکتاہے  
کہ ہر ایک کا بھٹک جانا اس وقت تھا جب کہ حضرت ابو ہریرہؓ یہ شعر گنگارہے تھے۔



تشریح از شیخ زکریا۔ حافظ فرماتے ہیں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر خود حضرت ابو ہریرہؓ کا ہے حالانکہ ان سے اشعار ثلاث نہیں ہیں اس لئے بعض نے کہا کہ ان کے غلام کی طرف منسوب ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ شعر ابو مریم غنوی کا ہے جس سے ابو ہریرہؓ تمثیل پکڑ رہے ہیں۔ مہلب فرماتے ہیں علماء کا اختلاف نہیں جب کہ کسی نے اپنے غلام کے متعلق کہا۔ فہو للہ اور اس سے اعتاق کی نیت کی تو وہ غلام آزاد ہوگا۔ اگر حق کی نیت نہ ہو تو آزاد نہیں ہوگا ہو حر اور محرد صریح میں اس میں نیت کی ضرورت نہیں۔

## باب ام الولد

## ترجمہ۔ باب ام الولد کے بارے میں

قال ابو ہریرۃ عن النبی ﷺ من اشراط الساعة ان تلد الامم ربہا.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ باندی اپنی مالکہ کو جنے گی۔

حدیث (۲۳۵۶) حدثنا ابو الیمان الع ان عائشۃ قالت ان عتبۃ بن ابی وقاص عہد الی اخیه سعد بن ابی وقاص ان یقبض الیہ ابن ولیدۃ زمعۃ قال عتبۃ انه ابنی فلما قدم رسول اللہ ﷺ من الفتح اخذ سعد ابن ولیدۃ زمعۃ فاقبل بہ الی رسول اللہ ﷺ واقبل معہ بعد بن زمعۃ فقال سعد یارسول اللہ ﷺ ہذا بن اخی عہد الی انہ ابنہ فقال عبد بن زمعۃ یارسول اللہ ﷺ ہذا بن ولیدۃ زمعۃ ولد علی فراشہ فنظر رسول اللہ ﷺ الی ابن ولیدۃ زمعۃ فاذا شبہ الناس بہ فقال رسول اللہ ﷺ ہولک یا عبد بن زمعۃ من اجل انہ ولد علی فراش ابیہ قال رسول اللہ ﷺ احتجبی منہ یا سودۃ بنت زمعۃ ممارای من شبہہ بعتبۃ وکانت سودۃ زوج النبی ﷺ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص سے عہد لیا تھا کہ وہ زمعہ کی باندی کے بچے کو اپنے قبضہ میں لے لیں کیونکہ عتبہ فرماتے تھے کہ وہ میرا بیٹا ہے اور جب نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے زمانہ میں تشریف لائے تو حضرت سعدؓ نے زمعہ کی باندی کے بچے کو پکڑ لیا پس اسے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور انکے ہمراہ عبد بن زمعہ بھی آئے۔ تو حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا بیٹا ہے اس نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ وہ ان کا بیٹا ہے۔ عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے زمعہ کا بیٹا جو اس کے نکاح میں پیدا ہوا ہے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے زمعہ کی باندی کے بچے کی طرف دیکھا تو وہ عتبہ کے زیادہ مشابہ تھے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبد بن زمعہ وہ تیرا ہے جو اس کے کہ وہ اس کے باپ کے فراش پر پیدا ہوا ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سودہ بنت زمعہ اس سے پردہ کر دو جو اسکے کہ آپؐ نے عتبہ کے ساتھ اسکی مشابہت دیکھی اور حضرت سودہؓ جناب نبی اکرم ﷺ کی بیوی محترمہ تھیں

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ**۔ ام الولد یعنی باندی کو ام ولد منانا جائز ہے۔ ہولك یا عبد بن زمعة یہ محل ترجمہ ہے۔ کیونکہ اس کا نسب ثابت کیا۔ کیونکہ وہ باندی ام ولد تھی۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ حافظ فرماتے ہیں حدیث میں دلیل یہ قول ہے۔ قال عبد بن زمعة اخي ولد علی فراش ابی کہ آنحضرت ﷺ نے فیصلہ دیا کہ واقعی یہ ان کا بھائی ہے تو اس سے ام ولد کی امیت کا ثبوت ہوا۔ لیکن اس سے یہ معلوم نہ ہوا کہ باندی امہ رضی یا حرہ ہو سکتی تو ابن المنیر فرماتے ہیں کہ اس میں اس کی حریت کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے کہ اسے فراش کہا گیا ہے تو اس میں اور زوجہ میں برادری کی کمی۔

### ترجمہ۔ مدبر کی بیع کا حکم

### باب بیع المدبر

ترجمہ۔ حضرت جلد بن عبد اللہ نے فرمایا کہ ہم میں سے ایک آدمی نے اپنے غلام کو اپنے مرنے کے بعد آزاد قرار دیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے بلایا اور اسے پچ دیا۔ حضرت جلد فرماتے ہیں کہ غلام پہلے سال ہی مر گیا۔

حدیث (۲۳۵۷) حدثنا ادم بن ایاس الخ سمعت جابر بن عبد اللہ قال اعطى رجل مناعبداً له عن دبر فدعا النبي ﷺ به فباعه قال جابر مات الغلام عام أوّل.....

### ترجمہ۔ ولاء کو پھینا اور اس کا بہہ کرنا

### باب بیع الولاء وھبتہ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ولاء کے پھینے اور اس کے بہہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث (۲۳۵۸) حدثنا ابو الولید الخ سمعت ابن عمرؓ يقول نہی رسول اللہ ﷺ عن بیع الولاء وھبتہ.....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت مدیرہؓ کو خرید کیا تو اس کے مالکوں نے ولاء کی شرط لگائی میں نے اس کا تذکرہ جناب نبی اکرم ﷺ سے کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم اس کو آزاد کر دو۔ ولاء اسی کا ہو گا جس نے چاندی دی ہے۔ چنانچہ میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے بلایا اور اس کو اپنے خاوند کے بارے میں اختیار دیا جس میں اسے کہا کہ اگر وہ مجھے اتنا اتنا مال دے دے تو میں اس کے پاس نہیں ٹھہروں گی۔ تو اس نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا۔

حدیث (۲۳۵۹) حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ الخ عن عائشہؓ قالت اشتریت بریرۃ فاشترط اهلها ولائها فذكرت ذلك للنبي ﷺ فقال اعطيا فان الولاء لم اعطى الورق فاعطيا فدعاها النبي ﷺ فخيرها من زوجها فقالت لو اعطاني كذا وكذا ما لبثت عنده فاختارت نفسها.....

تشریح از شیخ گنگوہی۔ ولاء کا بچنا اور عہہ کرنا دونوں جائز نہیں ہیں۔ روایت میں لام اختصاص کا اس پر دلالت کرتا ہے اگر بیع عہہ اور ملک کا سبب جائز ہوتا تو پھر اختصاص للعنق کے کوئی معنی نہیں رہ جاتے۔ توجب معنق کے لئے اختصاص ثابت ہے نقل ممنوع ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ ابن عمرؓ کی روایت ہے۔ الولاء لحمۃ کلحمۃ انسب لایباع ولا یورث اور جمع اہل علم کا اتفاق ہے کہ جیسے نسب کا بدلنا جائز نہیں ایسے ولا کا بدلنا بھی جائز نہیں ہے۔ جیسے نسب کا بیع اور عہہ جائز نہیں ایسے ولاء کا بیع اور عہہ بھی جائز نہیں ہے۔ بہر حال وہ آزاد کرنے والے کے لئے ہوگا۔ خطائی فرماتے ہیں کہ جب ولاء نسب کی طرح ہے تو جس نے آزاد کیا ولاء اسی کا ہوگا جیسے کسی کا چھ پیدا ہوا تو نسب بھی اسی کا ثابت ہوگا۔ اگر وہ غیر کی طرف منسوب ہو تو اس کے والد سے نسب منتقل نہیں ہو سکتا اس طرح ولاء بھی اپنے محل سے منتقل نہیں ہوگا۔

تشریح از قاسمی۔ ولاء یہ ہے کہ جب آزاد کردہ غلام مر جائے تو اس کا وارث اس کا آزاد کرنے والا ہوگا۔ یا اس کے ورثا ہوں گے۔ عرب کے لوگ اس کی خرید و فروخت اور عہہ کرتے تھے۔ شارع علیہ السلام نے ان کو اس لئے منع فرما دیا کیونکہ ولاء نسب کی طرح ہے۔ جواز الہ سے زائل نہیں ہو سکتا۔ فقہا حجاز اور عراق کا یہی مسلک ہے۔ لا تجوز بیعہ وہبتہ۔

## باب اذا اسر احوال الرجل او عہہ

هل يفادی اذا كان مشركاً وقال انس  
قال العباس للنبي ﷺ فاديت نفسي وفاديت  
عقيلاً وكان علي له نصيب في تلك الغنيمة التي  
اصاب من اخيه عقيل وعمه عباس .....

حدیث (۲۳۶۰) حدثنا اسمعيل بن عبد الله انه  
حدثني انس بن مالك ان رجلاً من الانصار استاذنوا  
رسول الله ﷺ فقالوا الذن فلنترك لابن اختنا  
عباس فداه فقال لا تدعون منه درهما .....

ترجمہ۔ جب کسی آدمی کا بھائی یا اس کا چچا قید ہو جائے  
ترجمہ۔ جب کہ وہ مشرک ہوں تو کیا ان کا فدیہ دیا  
جاسکتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ  
جناب نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ میں نے اپنی ذات کا فدیہ دیا۔ او  
عقیل کا فدیہ بھی دیا اور علی بن ابی طالبؓ کو اس غنیمت سے حصہ  
ملا جو ان کے بھائی عقیل سے ملا۔ اور اپنے چچا عباس سے۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیث بیان کرتے ہیں  
کہ انصار کے کچھ آدمیوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اجازت  
مانگی۔ کہنے لگے کہ آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے بھائی  
عباسؓ کا فدیہ چھوڑ دیں۔ آپ نے فرمایا اس سے ایک درہم  
نہ چھوڑو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ احنافؒ فرماتے ہیں کہ جو محض ذی رحم محرم کا مالک ہو جائے تو وہ اس سے آزاد ہو جاتا ہے۔ امام حارثیؒ فرماتے ہیں کہ اگر محض ملک سے بھائی اور چچا آزاد ہو سکتے ہیں تو حضرت عباسؓ اور عقیلؓ آزاد ہو جاتے جو حضرت علیؓ اور خود آنحضرت ﷺ کے غنیمت کے حصہ میں آئے تھے۔ احنافؒ کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ کافر محض غنیمت سے ملک میں نہیں آجاتا بلکہ قتل استرقاق اور فدیہ میں اختیار ہوتا ہے۔ تو محض غنیمت سے ملک نہیں آجائے گا۔ چنانچہ شیخ گنگوہیؒ بھی یہی جواب دے رہے ہیں کہ تقسیم غنیمت کے بعد جب تک قبضہ نہ ہو ملک ثابت نہیں ہوتا۔ اور فدیہ گیری مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے تھی۔ البتہ اگر ان کو غلام بنانا اختیار کیا جاتا پھر ان غلاموں کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوتے۔ پھر اعتراض وارد ہو سکتا تھا۔

لا تلحدون منہ درہما کہ حضرت عباسؓ سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو کہیں مسلمان ہونے کے بعد ان پر احسان نہ جتایا جائے دوسرے مسلمان سخت مشکل میں پہنچے تھے۔ حضرت عباسؓ بڑے مالدار تھے۔ اگر ان سے مال چھوڑ دیا جاتا تو ضرورت شدیدہ کے وقت مسلمانوں کے مال میں کمی ہو جاتی۔ اس سے بچنے کے لئے آپؓ نے یہ ارشاد فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس ترجمہ سے امام حارثیؒ نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس میں ہے من ملک ذار حم فهو حر جو کسی قرہمی رشتہ دار کا مالک ہو گیا تو قرہمی آزاد ہو گا۔ لیکن ابن حزم اور ابن الطحان نے اس کی تصحیح کی ہے۔ اور احنافؒ ثوریؒ اور لوزاعیؒ اسکے عموم کو لیتے ہیں۔ داؤد ظاہریؒ فرماتے ہیں کہ کوئی کسی پر آزاد نہیں ہو گا۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اصول و فروع تو آزاد ہوں گے۔ باقی نہیں۔ حضرت امام مالکؒ نے مادری بھائیوں کو بھی ان میں شامل کیا ہے۔ علامہ عینیؒ نے ذرا تفصیل بیان کی ہے اور علماء کے پانچ مذاہب احناف میں ذکر کئے ہیں۔

وکان علیٰ لہ نصیب من الغنیمۃ سے امام حارثیؒ استدلال کر رہے ہیں کہ محض ملک سے حق نہیں ہوتا۔ اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مصنفؒ نے ترجمہ کو مطلق چھوڑا ہے۔ کہ مسلمان تو آزاد ہو جائے گا۔ مشرک و کافر آزاد نہیں ہو گا۔ جیسا کہ روایت میں آیا ہے انکان مشرکا شیخ گنگوہیؒ نے جو فائدہ ذکر فرمایا ہے کہ تقسیم سے پہلے ملک ثابت نہیں ہوتا۔

کراہیۃ ان یبعن النع علامہ عینیؒ نے منع کی ایک علیہ ان کا مشرک ہونا بیان کیا ہے۔ اور بعض نے کہا اس خطرہ سے کہ شاید بعض مسلمانوں کے دل میں خطرہ پیدا ہو کہ آپؐ نے اپنے چچا سے رعایت کر دی۔

لابن اختنا قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ انصار حضرت عباسؓ کے ماموں نہیں تھے۔ بلکہ ان کے باپ عبدالمطلب کے ماموں تھے کیونکہ ان کی والدہ سلمیٰ بنت عمر بنو النجار میں سے تھی اور حضرت عباسؓ کی والدہ نقیلہ بنت جناب انصار میں سے نہیں تھی بہر حال انصار نے ابن اختنا کہہ کر اپنے لوہر مت لگانی چاہی۔ اگر عموں کا کہتے تو حضور اکرم ﷺ پر احسان ہوتا۔

## باب عتق المشرک

ترجمہ۔ مشرک غلام کو آزاد کرنا

ترجمہ۔ حضرت معامؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ حکیم بن حزامؓ نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے زمانہ کفر میں سو ۱۰۰ غلام آزاد کئے۔ اور سو ۱۰۰ اونٹوں پر سوار کر کے حج کر لیا۔ پس جب مسلمان ہوئے تو سو ۱۰۰ اونٹوں پر سواروں کو حج کر لیا۔ اور سو ۱۰۰ غلام آزاد کئے۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! مجھے بتائیے کہ کچھ کام تھے جن کو میں زمانہ کفر میں نیکی کے طور پر کرتا تھا۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی گزشتہ بھلائی پر تو تم مسلمان ہوئے۔

حدیث (۲۳۶۱) حدثنا عبد بن اسمعيل عن هشام اخبرني ابي ان حكيم بن حزام اعتق في الجاهلية مائة رقبة وحمل على مائة بعير فلما اسلم حمل على مائة بعير واعتق مائة رقبة قال فسالت رسول الله ﷺ فقلت يا رسول الله ارايت اشياء كنت اصنعها في الجاهلية كنت اتحنث بها يعني اتبرر بها قال فقال رسول الله ﷺ اسلمت على ماسلف لك من خير....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ عتق المشرک اس سے مؤلفؒ پر اعتراض ہو گا کہ قبل ازیں وہ لا اعتاقۃ الا لوجہ اللہ فرما چکے ہیں

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ نفلی طور پر مشرک کا آزاد کرنا بلا خلاف جائز ہے۔ البتہ کفارہ وغیرہ سے آزاد کرنے میں اختلاف ہے۔ حدیث باب پہلے مسلک کی تائید کرتی ہے۔ حکیم بن حزام نے جب غلام آزاد کئے تو وہ کافر تھے۔ ان کو ثواب مسلمان ہونے کے بعد حاصل ہوا۔ تو جس نے مسلمان ہونے کی حالت میں آزاد کیا تو اس کو بطریق اولیٰ ثواب حاصل ہو گا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ عتق المشرک میں اضافہ مصدر کی اپنے فاعل کی طرف ہے اور مفعول متردک ہے اس طرح حدیث اور ترجمہ میں مطابقت پیدا ہو جائے گی اسی احتمال پر شیخ گنگوہیؒ کا کلام مبنی ہے۔

## باب من ملک من العرب رقیقاً

ترجمہ۔ جو شخص کسی عرب غلام کا مالک ہوا

ترجمہ۔ پس اس نے مہ کیا یا پھر دیلیا ندی تھی اس سے جماع کیا اور اس کا فدیہ دیا یا اس کی اولاد کو قیدی بنایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ اس غلام مملوک کی مثال بیان فرماتے ہیں جو کسی چیز پر قادر نہیں ہے اور جس شخص کو ہم نے اچھی روزی دی وہ اس سے خفیہ اور علانیہ خرچ کرتا ہے۔ کیا یہ لوگ مدبر ہو سکتے ہیں۔ تمام تقریریں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں بھہ اکثر نہیں جانتے۔

فوهب وباع وجامع وقدي وسبي الذرية وقول الله تعالى ضرب الله مثلا عبدا مملوكا لا يقدر على شيء ومن رزقناه منا رزقا حسنا فهو ينفق منه سرا وجهر أهل يستوون الحد لله بل أكثرهم لا يعملون

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ** - احناف کا مسلک یہ ہے کہ ابتدائے اخذ میں تو عرب غلام بنائے جاسکتے ہیں پھر جب ہمارے شہروں میں آجائیں گے پس اس وقت یا تو وہ مسلمان ہو جائیں اور مسلمان رقیق ہو کر رہے گا۔ اگر اسلام سے انکار کرے تو قتل کیا جائے گا۔ اس کو کفر کی حالت پر نہیں رکھا جاسکتا۔ ان روایات سے اس توضیح کے بعد امام اعظمؒ پر امام بخاریؒ کا اعتراض صحیح نہیں رہتا کیونکہ مؤمن رہ کر استرقاق جائز ہے۔ کافر رہ کر نہیں۔ اور روایات میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی تعیین کرے۔ اس لئے روایات سے ان کا غلام ہونا ثابت ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ بعد مسلمان ہونے کے ثابت ہوا۔ چنانچہ ابن الہمام شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ ہمارا استدلال قرآنی آیت ہے۔ تقاتلونہم اویسلمون ای الی ان یسلموا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا لا یقبل من مشرک العرب الا الاسلام والسیف اور آپؐ سے یہ بھی مروی ہے لارق علی عربی اور حضرت معاذؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی عرب پر غلامی ثابت ہوتی تو وہ آج ہوتی۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ** - علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ملک کی پانچ چیزیں تفصیل میں ذکر فرمائی ہیں۔ ۱۔ بیع جماع۔ فدی۔ اور بسی۔ باب کے اندر چار احادیث ذکر فرمائی ہیں ہر حدیث سے ہر ایک کا حکم بیان فرمایا۔ البتہ بیع کا ذکر نہیں ہے۔ وہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے بعض طرق میں مذکور ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد انعقاد باب سے استرقاق عرب میں اختلاف کو بیان کرنا ہے۔ جموزؒ فرماتے ہیں کہ عربی جب قید ہو جائے تو اس کا غلام بنانا جائز ہے۔ اوجب باندی سے نکاح کر لیا تو اس کا ولد غلام ہو گا۔ امام اوزاعیؒ اور ثوریؒ فرماتے ہیں کہ باندی کے سردار پر ولد کی قیمت لازم ہے۔ اداع قیمت کے بعد وہ اس کو پاس رکھ سکتا ہے۔ لیکن ولد غلام کبھی نہیں ہو گا۔ مصنفؒ کا میلان جواز کی طرف ہے۔ ابن قدامہؒ نے شرح کبیر میں لکھا ہے کہ دار الحرب کے قیدی تین قسم ہیں۔ ۱۔ عورتوں اور بچوں کا قتل ناجائز ہے۔ اس لئے وہ قید ہوتے ہی مسلمانوں کے غلام بن جاتے ہیں۔ ۲۔ اہل کتاب اور مجوسیوں کے وہ لوگ جو جزیہ کا اقرار کرتے ہیں۔ امام کو چار میں سے ایک کا اختیار ہے۔ قتل۔ احسان۔ فدیہ۔ اور استرقاق۔ ۳۔ وہ مرد جو جزیہ کا اقرار نہیں کرتے۔ امام کو اختیار ہے قتل من اور فداء ان کا استرقاق جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں غنم میں استرقاق جائز ہے۔ عرب میں نہیں ہے۔ اور بھیشتیؒ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے نقل کیا ہے کہ عرب پر رق نہیں ہے۔ قید اور فدیہ ہے۔ اور آیت کریمہ میں ضرب اللہ مثلاً عبداً مملو کاً عبد مملوک کو کسی عجمی کی قید سے مقید نہیں کیا۔ معلوم ہوا عربی اور عجمی میں کوئی فرق نہیں۔

ترجمہ۔ مروانؓ اور مسور بن مخرمہؓ خیر دیتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے جب کہ آپؐ کے پاس ہوازن کا وفد آیا جو مانگ کر رہے تھے کہ ان کے مال اور قیدی

حدیث (۲۳۶۲) حدثنا ابن ابی مریم الخ ان مروان والمصور بن مخرمة اخبره ان النبی ﷺ قام حين جاءه وفد هوازن فسالوه ان يرد اليهم

اموالہم و سبیہم فقال ان معی من ترون و احب  
الحديث الى اصدقہ فاختر و الاحدی الطائفتین  
اما المال و اما السبی و قد کنت استأنیت بہم  
و کان النبی ﷺ انظرہم بضع عشرة لیلة حین  
قفل من الطائف فلما تبین لہم ان النبی ﷺ  
غیر راد الیہم الا احد الطائفتین قالوا فاننا نختار سبیا  
فقام النبی ﷺ فلی الناس فأنسی علی اللہ بما ہو  
اہلہ ثم قال اما بعد فان اخوانکم جاء ونا تأبین  
والی رایت ان ارد الیہم سبیہم فمن احب منکم  
ان یطیب ذلک فلیفعل و من احب ان یکون علی  
حظہ حتی نعطیه ایاہ من اول ما یفی اللہ علینا  
فلیفعل فقال الناس طیبنا ذلک قال انا لاندري من  
اذن منکم ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا  
عرفاؤکم امرکم فرجع الناس فکلمہم عرفاؤہم  
ثم رجعوا الی النبی ﷺ فاخبروہ انہم طیبوا و اذنوا  
فہذا الذی بلغنا عن سبی ہوازن و قال انسؓ قال  
عباسؓ للنبی ﷺ فادیت نفسی فادیت عقیلا ..

انہیں واپس کر دیں پس آپؐ نے فرمایا کہ بے شک میرے ہمراہ  
وہ لوگ ہیں جن کو تم دیکھ رہے ہو مجھ اکیلے کے بس کی بات نہیں  
اور پسندیدہ بات میرے نزدیک سچی بات ہے پس تم لوگ دو چیزوں  
میں سے ایک کو اختیار کر سکتے ہو یا مال کو یا قیدیوں کو اور میں ان کا  
انتظار کرتا رہا۔ اور نبی اکرم ﷺ نے طائف سے لوٹنے کے بعد  
دس سے کئی زیادہ راتیں ان کا انتظار کیا پس جب ان پر واضح ہو گیا  
کہ جناب نبی اکرم ﷺ ان کی طرف صرف دو میں سے ایک ہی  
چیز واپس کرنے والے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم قیدیوں کو اختیار  
کرتے ہیں تو آنحضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ  
کی تشریف بیان کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا اما بعد پس یہ  
تمہارے بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں۔ اور میں سمجھتا  
ہوں کہ میں ان کے قیدی ان کی طرف واپس کر دوں پس تم میں  
سے جو شخص خوشی کے ساتھ اس کو کرنا چاہے وہ کر لے۔ اور جو  
یہ پسند کرے کہ سب سے پہلے جوئے کا مال آئے گا اس میں سے  
ہم اس کو اس کا حصہ دیں گے تو وہ یہ کر سکتا ہے۔ تو لوگوں نے  
کہا کہ آپؐ کے لئے یہ کام ہم خوشی سے کرتے ہیں۔ آپؐ نے  
فرمایا ہمیں علم نہیں کہ آپؐ میں کس شخص نے خوشی سے  
اجازت دی اور کس نے اجازت نہیں دی پس واپس جاؤ اور اپنے  
نمائندوں کے ذریعہ اپنا معاملہ ہمارے سامنے لاؤ چنانچہ وہ لوگ

واپس گئے۔ اور ان کے چوہدریوں نے ان سے بات چیت کی۔ پھر جناب نبی اکرم ﷺ کو واپس آکر خبر دی کہ انہوں نے خوش دلی سے  
اجازت دے دی ہے۔ پس یہ واقعہ ہے جو ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں ہم تک پہنچا ہے۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضرت عباسؓ نے  
نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے اپنی ذات کا فدیہ بھی ادا کیا ہے۔ اور اپنے بھائی عقیل کی طرف سے فدیہ ادا کیا ہے۔

حدیث (۲۳۶۳) حدثنا عبد اللہ بن الحسن النخ  
ترجمہ۔ حضرت نافع کی طرف ابن عوف نے لکھا حضرت نافع نے

قال كتبت الى نافع فكتب الى ان النبي ﷺ اغار على بنى المصطلق وهم غارون وانعامهم تسقى على الماء فقتل مقاتلهم وسبي ذرارهم واصب يومئذ جويرة حدثني به عبدالله بن عمر وكان في ذلك الجيش .....

ان کی طرف لکھا کہ جناب نبی اکرم ﷺ قبیلہ بنو المصطلق پر حملہ آور ہوئے جب کہ وہ غافل تھے۔ اور ان کے چوپائے چشمہ پر پانی پینے گئے تھے۔ تو ان کے لڑاکے آدمیوں کو تو قتل کر دیا اور ان کے اہل و عیال کو قیدی بنالیا اور اسی دن بی بی جویریہؓ حاصل ہوئی تھیں نافع فرماتے ہیں کہ حدیث مجھے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان فرمائی جو اس لشکر میں موجود تھے۔

حدیث (۲۳۶۴) حدثنا عبد الله بن يوسف انه رايت ابا سعيد فسالته فقال خرجنا مع رسول الله ﷺ في غزوة بنى المصطلق فاصبنا سبيا من سبي العرب فاشتبهنا النساء فاشتدت علينا العزبة واحببنا العزل فسالنا رسول الله ﷺ فقال ما عليكم ان لا تفعلوا ما من نسمة كائنة الى يوم القيام الا وهي كائنة .....

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوہ المصطلق کے لئے روانہ ہوئے پس ہمیں عرب کے قیدیوں میں سے کچھ قیدی ہاتھ آئے پس ہمیں عورتوں سے ملنے کی خواہش ہوئی اس لئے کہ ہم پر عورتوں سے انک رہنا گراں ہو گیا تو ہم نے عزل کو پسند کیا جس کے متعلق ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم پر لازم ہے کہ ایسا نہ کرو۔ کیونکہ کوئی جی ایسا نہیں جو قیامت تک ہونے والا ہے مگر وہ ہو کر رہے گا۔

حدیث (۲۳۶۵) حدثنا زهير بن حواري عن ابي هريرة قال ما زلت احب بنى تميم منذ لث سمعت عن رسول الله ﷺ يقول فيهم سمعته يقول هم اشد امتي على الدجال قال وجاءت صدقاتهم فقال رسول الله ﷺ هذه صدقات قومنا وكانت سبية منهم عند عائشة فقال اعتقبها فانها من ولد اسمعيل .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے تین چیزیں بنو تمیم کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں میں برابر بنو تمیم سے محبت کرنے لگا ہوں ایک تو میں نے یہ سنا کہ آپؐ فرماتے تھے یہ لوگ دجال پر میری تمام امت میں سے سخت ترین ثابت ہوں گے۔ دوسرے جب ان کے صدقات و زکوٰۃ پہنچے تو آپؐ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہماری قوم کے صدقات آئے ہیں۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ان کے قبیلہ کی ایک قیدی عورت حضرت عائشہؓ کے پاس تھی

جس کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دو۔ کیونکہ یہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہے۔



**تشریح از قاسمیؒ**۔ مسور کی حدیث میں سے بہہ ثابت کیا۔ حدیث انسؓ سے فداء کا ترجمہ ثابت ہوا۔ حدیث ابن عمرؓ سے

سببی ذاتہ کا ترجمہ ثابت ہوا۔ اور حدیث ابو سعیدؓ میں جماع اور فدیہ دونوں ثابت ہوئے۔ اور حدیث ابو ہریرہؓ کے بعض طرق میں لبتا ہی کا لفظ وارد ہوا ہے جس سے بیع کا ترجمہ ثابت ہوا۔ حضرت جویریہؓ جناب نبی اکرم ﷺ کے حصہ میں آئیں۔ یا بعض حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ جن سے انہوں نے مکاتبت کر لی۔ بدل کتابت آنحضرت ﷺ نے ادا کر کے ان سے نکاح کر لیا اور جس قدر قبیلہ بنو مصطلق کے قیدی تھے وہ سب ان کی ہرکت سے آزاد کر دیئے گئے۔ ان سے بڑی ہرکت والی عورت اپنی قوم کے لئے کوئی ثابت نہ ہوئی۔

**عزل** کے متعلق علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حرہ جب شوہر کو اجازت دے تو ائمہ فتویٰ کے نزدیک عزل کے جواز پر اتفاق ہے باندی شادی شدہ کے متعلق امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مولا کی اجازت پر موقوف ہے۔ امام ابو یوسفؒ باندی کی اجازت کو معتبر گردانتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ بغیر اذن مولیٰ اور بغیر اذن باندی کی اجازت کے خاوند کو اختیار دیتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ مت پرست اور مجوسی قیدی عورتوں سے وطی کا ہے۔ حضرت سعید بن المسیبؒ۔ مجاہد اور طاؤسؒ وغیرہ جازز کہتے ہیں۔ لیکن اکثر اہل فتویٰ عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَ بِعِزِّهِمْ یعنی مشرک عورتوں سے جماع نہ کرو۔ جب تک وہ مؤمن نہ ہو جائیں۔ البتہ نساء۔ اہل الکتاب کی وطی کو والمحصنات من الذین اوْتوا الکتاب سے مباح کیا گیا ہے۔ عرب کی قیدی عورتوں سے اسلام کے بعد جماع کرنے پر سب صحابہ کرامؓ کا اتفاق ہے۔

**عزوبہ** کے معنی بیویوں کا گم پانا یا نکاح کا نہ ہونا۔ بہر حال علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب جب مشرک ہوں تو ان کو رقیق بنایا جاسکتا ہے۔ جیسے قبیلہ بنو المصطلق کے لوگ سبایا بنائے گئے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا یہی مسلک ہے کہ ان کی شرافت کی وجہ سے غلامی کا طوق نہیں پڑے گا۔

**ہذہ صدقات قومنا** اس لئے کہ ان لوگوں نے چھانٹ چھانٹ کر عمدہ مال صدقات میں بھیجا تھا جس پر آپؐ نے

مسرت کا اظہار فرمایا۔

**فادیت نفسی** فداء تو جب ہی دیا تھا کہ رقیق ہو گیا۔ پس معلوم ہوا کہ عرب رقیق ہوتا ہے۔ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ

حضرت عباسؓ نے سو ۱۰۰ اوقیہ اپنی طرف سے فدیہ ادا کیا تھا۔ اگرچہ ہر ایک قیدی سے چالیس اوقیہ فدیہ لیا گیا تھا۔ مگر آپؐ نے حضرت عباسؓ کے متعلق فرمایا اضعفوها علی العباس جس پر انہوں نے فرمایا کہ تو کتنی فقیرا ماعشت یعنی آپؐ نے فرمایا کہ حضرت عباسؓ پر دو گنا سہ گنا فدیہ رکھا جائے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ کیا آپؐ مجھے زندگی بھر فقیر و محتاج رکھنا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا

فاین المال الذی ترکته عندام الفضل الخ کہ وہ مال کما جائے گا جو تو اپنی بیوی ام الفضل کے پاس چھوڑ کر آیا ہے۔ تو کہنے لگے کہ آپ کو کس نے اطلاع دی۔ کیونکہ وہاں تیسرا تو کوئی نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں پھر مسلمان ہو گئے اور اپنے بھتیجوں کو بھی حکم دیا وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ شیخ منگوہنی فرماتے ہیں کہ فادیت نفسی سے انہوں نے اپنی مصیبت میان کی ہے اگلاس کامیان نہیں کیا۔

ترجمہ۔ اس شخص کی فضیلت کے بارے میں جس نے اپنی باندی کو ادب سکھایا اور اسے تعلیم دی۔

## باب فضل من ادب جاریتہ و علمہا

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی باندی ہو پس اس نے اس پر خرچ کیا یا تعلیم دی اور اس سے اچھا سلوک کیا پھر اسے آزاد کر دیا اور اس سے نکاح کر لیا تو اس کو دو ہر اثواب ملے گا اجر التعلیم و اجر العتق

حدیث (۲۳۶۶) حدثنا اسحق بن ابراہیم الخ عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ ﷺ من كانت له جاریة فعالمها فاحسن الیہا ثم اعتقها وتزوجها كان له اجران .....

ترجمہ۔ باب ہے جناب نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد

## باب قول النبی ﷺ

ترجمہ۔ کہ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں جو کچھ تم کھاتے ہو اس میں سے ان کو بھی کھلاؤ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ترجمہ آیت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور قریبی رشتہ داروں قیموں اور مسکینوں سے اچھا سلوک کرو مختالا فخورا تک ذی القربی سے قریبی رشتہ دار اور الجنب سے مسافر اور الجاد الجنب سے سفر کا ساتھی مراد ہے۔

العبيد اخوانکم فاطعموهم مما تاکلون وقوله تعالى واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين احسانا وبذی القربی والیتامی والمساکین الی قوله مختالا فخورا ذی القربی القریب والجنب الغریب الجار الجنب یعنی الصاحب فی السفر .

ترجمہ۔ حضرت معرو بن سوید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک عمدہ پوشاک تھی اور ان کے غلام پر بھی عمدہ پوشاک تھی ہم نے ان سے اس بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو گالی

حدیث (۲۳۶۷) حدثنا ادم بن ابی ایاس الخ قال سمعت المعرور بن سوید قال رایت ابا ذر الغفاریؓ وعلیه حلة فسالناه عن ذلك فقال انی سابت رجلا فشکانی الی النبی ﷺ اعیرته بامه

ثم قال ان اخوانكم خوالكم جعلهم الله تحت ايديكم فمن كان اخوه تحت يده فليطعمه مما ياكل وليلبسه مما يلبس ولا تكلفوهم ما يغلبهم فان كلفتموهم ما يغلبهم فاعينوهم .....

دی تھی۔ جس نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں میری شکایت کی تو جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تو نے اس کو مال کی وجہ سے غار دلائی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ تمہارے بھائی تمہارے خادم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے پس جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو جو خود کھاتا ہے اس سے

اے کھلائے اور جو خود پہنتا ہے اسی سے اس کو پہنائے۔ اور ایسے امور کی ان کو تکلیف نہ دو جو ان پر غالب آ کر ناقابل برداشت بن جائیں اگر ان ناقابل برداشت امور کی اجازت بھی دیتے ہو۔ تو ان کی اس میں خود مدد بھی کرو۔

تشریح از قاسمی۔ مختلاً متکبراً فخوراً یعنی لوگوں پر فخر کرنے والا جو اپنے آپ کو بہتر سمجھتا ہو ایسا شخص فی نفسہ

کبیر۔ عند اللہ حقیر اور عند الناس بغیض ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ غلام جب اپنے رب کی عبادت بھی اچھی طرح کرے اور اپنے سردار کی خیر خواہی بھی کرے۔

## باب العبد اذا احسن

### عبادة ربه ونصح سيده

حدیث (۲۳۶۸) حدثنا عبد الله بن مسلمة عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ قال العبد اذا نصح سيده واحسن عبادته كان له اجره مرتين

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی غلام اپنے سردار کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب ذوالجلال کی اچھی طرح عبادت کرے تو اس کو اس کا دوہرا ثواب ہوگا۔

حدیث (۲۳۶۹) حدثنا محمد بن كثير عن ابي موسى الاشعري قال قال النبي ﷺ ايما رجل كانت له جارية فادبها فاحسن تاديبها واعتقها وتزوجها فله اجران وايما عبد ادى حق الله وحق مولاه فله اجران .....

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی باندی ہو جسے اس نے ادب سکھایا اور اس کو اچھی تعلیم دی اور اسے آزاد کر کے نکاح کر لیا۔ تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔ اور جس غلام نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا اور اپنے سردار کا حق بھی ادا کیا تو اس کو دوہرا ثواب ہوگا۔

حدیث (۲۳۷۰) حدثنا بشر بن محمد الخ قال

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے

ابو ہریرۃؓ قال رسول اللہ ﷺ للعبد المملوك  
الصالح اجران والذى نفسى بيده لولا الجهاد  
فى سبيل الله والحج وبرامى لاحبب ان اموت  
وانا مملوك .....

فرمایا غلام مملوک نیک خصلت کے لئے دواجر ہیں۔ اور قسم ہے  
اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر  
جہاد فی سبیل اللہ۔ حج کرنا اور اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا  
نہ ہوتا تو میری خواہش تھی کہ مملوک ہو کر مرتا۔

حدیث (۲۳۷۱) حدثنا اسحق بن نصر الع  
عن ابی ہریرۃؓ قال قال النبی ﷺ نعم مالا حدہم  
یحسن عبادۃ ربہ ویصح لسیدہ ...

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ کس قدر  
اچھا ہے اس کیلئے جو اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرتا ہے  
اور اپنے آقا کے لئے خیر خواہی کرتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لولا الجہاد الخ یہ حضرت ابو ہریرہؓ کا کلام ہے جو حدیث سے زائد ہے۔ جناب رسول اللہ  
ﷺ کا کلام نہیں ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ غلام کا اپنے آقا کا حق ادا کرنا اور مولا حقیقی کا حق ادا کرنا ایسی فضیلت ہے جو در حقیقت حاصل  
نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ دوسرے فضائل جو فضائل عبد کے ضد ہیں حاصل نہ ہو جائیں۔ جیسے والدین سے بھڑ سلوک۔ جماد وغیرہ۔  
کیونکہ غلام ان میں مشغول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ حقوق مولیٰ میں معروف و محبوب ہوتا ہے۔

لاحبب یعنی میری خواہش تھی کہ عبد کی فضیلت کو حاصل کروں۔ لیکن ان دونوں فضیلتوں میں تضاد اور خلاف نے مجھے  
اس سے روک دیا۔ یہ معنی نہیں کہ فضیلت عبد کو تمام دیگر فضائل پر برتری حاصل ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اس فضیلت کے ساتھ اور فضائل  
بھی مل جائیں تو زہے قسمت۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ان جملوں کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ انبیاء اور اصفا  
کا غلامی کی زندگی سے امتحان لیتا ہے۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا امتحان لیا۔ لیکن لکن بطلان اور داؤدی وغیرہ حضرات فرماتے ہیں  
کہ یہ کلام رسولؐ نہیں۔ کلام ابو ہریرہؓ ہے جس پر برامی کا لفظ من حیث المعنی دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اس وقت آنحضرت ﷺ کی  
کوئی والدہ نہیں تھی جس کی آپ خدمت کرنا چاہتے ہوں۔ البتہ کرمانیؒ نے ایک توجیہ کی ہے کہ آپ امت کو تعلیم دینا چاہتے ہیں۔  
یا علی سبیل الفرض فرمایا ہے۔ یا رضاعی والدہ سے سلوک کرنا چاہتے ہوں۔ علامہ عینیؒ نے بھی کرمانیؒ کی توجیہات کو درست قرار  
دیتے ہوئے اسے کلام رسول قرار دیا ہے۔ باقی ان اشیاء کو استثنا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حج اور جہاد میں اذن مولیٰ کی ضرورت ہوتی ہے۔  
اس طرح ماں کی خدمت میں بھی کبھی اذن مولیٰ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ بقیہ عبادت بدنیہ میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ باقی عبادات  
مالیہ سے تعرض اس لئے نہیں کیا گیا کہ غلام کا اپنا مال ہوتا نہیں جو اس کی ضروریات سے وافر ہو کہ وہ مالک کی اجازت کے بغیر صدقات

وخیرات میں خرچ کر سکے یا اس وجہ سے کہ اس مال میں بھی بغیر اجازت مولیٰ کے وہ تصرف نہیں کر سکتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا نام امیمہ قحطی نے میمونہ کہا ہے۔ بہر حال وہ صحابیہ تھیں جن کے اسلام لانے کا واقعہ مسلم میں موجود ہے۔

لہ اجر ان اگر اس پر اشکال ہو کہ اس سے تو معلوم ہوا کہ سواات کا اجر کم ہو اور معمالیک کا زیادہ ہو۔ ایک جواب تو علامہ کرمانیؒ نے یہ دیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں یا معمالیک کا ثواب اس جہت سے مضاعف ہو اور سواات کا دوسری جہات سے بڑھ جائے یا یہ کہ اس عبد کو ترجیح دی جا رہی ہے جو دونوں حقوق ادا کرتا ہے اس عبد پر جو صرف ایک حق ادا کرتا ہے۔ نصیحت کا معنی خیر خواہی ہے کہ ہر حال میں اس کی صلاح کا ارادہ کرے اور خلل عل اور غش سے پاک رکھے اور حسن تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ بغیر مار پٹائی اور ڈانٹ ٹپٹ کے نرمی اور مہربانی سے تعلیم دے اور ادب کا معنی ہے۔ حسن الاحوال والاخلاق۔

## باب کراہیۃ التناول علی الرفیق

ترجمہ۔ غلام پر سرکشی کرنا مکروہ ہے

ترجمہ۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور حدود سے تجاوز کر جائے عبد اور امہ کا اطلاق ہو گیا۔ عبدا مملوکا بھی قرآن مجید میں آگیا۔ الفیا سیدھا لدی الباب میں آقا پر سید کا اطلاق ہو گیا ہے۔ اور فقیاتکم المؤمنات میں باندیوں پر فقیات کا اطلاق ہوا ہے اس لئے یہ بھی جائز ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ نے اوس قبیلہ کے سردار کے لئے فرمایا اپنے سید کی طرف اٹھو واذکرنی عند ربک ای عند سیدک میں مولیٰ پر رب کا اطلاق ہے تو یہ سب اطلاقات جائز ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو غلام اپنے سردار کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے تو اس کو دو مرتبہ اجر ملے گا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا اس غلام کے لئے دوہرا ثواب ہے جو اپنے رب کی عبادت بھی خوش اسلوبی سے کرتا ہے اور اپنے سردار کا وہ حق بھی ادا کرتا ہے جو اس کے ذمہ ہے اور خیر خواہی اور فرمانبرداری کرتا ہے

وقوله عبدی او امتی وقال اللہ تعالیٰ والصلحین من عبادکم وامائکم وقال عبد المملوکا والفیاء سیدھا لدی الباب وقال عزوجل من فقیاتکم المؤمنات وقال النبی ﷺ قوموا الی سیدکم واذکرنی عند ربک یعنی عند سیدک ومن سیدکم

حدیث (۲۳۷۰) حدثنا مسدد عن عبد اللہ عن النبی ﷺ قال اذ نصبح العبد سیدہ واحسن عبادۃ ربہ کان له اجرہ مرتین .....

حدیث (۲۳۷۱) حدثنا محمد بن العلاء الخ عن ابی موسیٰ عن النبی ﷺ قال المملوک الذی یحسن عبادۃ ربہ ویؤدی الی سیدہ الذی له علیہ من الحق والنصیحة وطاعت له اجران ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ کوئی شخص تم میں سے یہ نہ کہے کہ اپنے رب کو کھانا کھلاؤ۔ وضو کرنا پانی پلاؤ۔ بلکہ سید اور مولا کا لفظ استعمال کرے۔ اور کوئی تم میں سے عبدی و امتی بھی نہ کہے بلکہ فتای۔ فتاتی و غلامی کہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے عبد کا حصہ آزاد کر دیا جب کہ اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی قیمت تک پہنچ جاتا ہے تو اس کی عادلانہ قیمت کی جائے گی۔ اور وہ اس کے مال سے آزاد ہو گا۔ ورنہ جتنا حصہ آزاد کیا ہے۔ وہی آزاد ہو گا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک نگران ہے جس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا پس وہ آدمی جو لوگوں کا حاکم ہے وہ بھی ان کا محافظ و نگران ہے جس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا اس طرح آدمی اپنے گمراہوں پر محافظ ہے۔ اس سے ان کے متعلق سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران ہے جس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہو گا۔ غلام اپنے سردار کے مال کا نگران ہے جس سے اس کے متعلق سوال ہو گا۔ خبردار! پس ہر ایک تم میں سے

نگران ہے۔ اور ہر ایک تم میں سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور زید بن خالدؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب کسی کی باندی

حدیث (۲۳۷۲) حدثنا محمد بن الخ سمع اباهریرۃ یحدث عن النبی ﷺ انه قال لا یقل احدکم اطعم ربک ورضی ربک اسق ربک و لیقل سیدی مولای و لا یقل احدکم عبدی و امتی و لیقل فتای و فتاتی و غلامی .....

حدیث (۲۳۷۳) حدثنا ابو التعمان الخ عن ابن عمرؓ قال قال النبی ﷺ من اعتق نصیباً من العبد فکان من المال ما یبلغ قیمتہ یقوم علیہ قیمتہ عدل و اعتق من ماله و الا فقد عتق منه ....

حدیث (۲۳۷۴) حدثنا مسدد الخ عن عبداللہؓ ان رسول اللہ ﷺ قال کلکم راع فمستول عن رعیتہ فالامیر الذی علی الناس راع و هو مستول عنہم والرجل راع علی اهل بیتہ و هو مستول عنہم والمرأۃ راعیۃ علی بیتہا و ولدہ و ہی مستولۃ عنہم والعبد راع علی مال سیدہ و هو مستول عنہ الا فکلکم راع و کلکم مستول عن رعیتہ .....

حدیث (۲۳۷۵) حدثنا مالک بن اسماعیل الخ سمعت اباهریرۃ و زید بن خالد عن النبی ﷺ

قال اذا زانت الامة فاجلدوها ثم اذازنت فاجلدوها ثم اذازنت فاجلدوها  
ثم اذازنت فاجلدوها في الثالثة والرابعة بيعوها  
ولو بضعفیر .....  
زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ پھر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔  
پھر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ پھر تیسری یا چوتھی مرتبہ میں  
فرمایا کہ اس کو بیچ دو اگرچہ بیٹی ہوئی رستی کے بدلے بھی ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ امام حاریؒ نے اس باب سے اس تعارض کے رفع کرنے کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بعض روایات  
میں سیدی۔ ربی۔ عبدی۔ وامتی کہنے سے منع فرمایا گیا۔ بایں ہمہ بہت سی آیات اور روایات میں لفظ سید اور رب کے ساتھ اضافہ  
پائی جاتی ہے۔ دفع کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ الفاظ تقاول اور تفاخر کے طور پر کہے جائیں تو ممنوع ہیں۔ اگر بوائی اور فخر طوطا نہیں ہے تو پھر  
اس کے جواز میں کوئی ضرر نہیں ہے۔ بایں ہمہ ان کا ترک کر دینا افضل ہے۔ آیات اور روایات میں اصل جواز کے اعتبار سے ورود ہوا ہے۔  
اس کے باوجود آیات میں لفظ فتیات اور فتای بھی وارد ہوا ہے۔ خود آنحضرت ﷺ نے بھی اس کا تلفظ فرمایا ہے۔ لیقل فتای پھر وہ  
روایات بیان فرمائی ہیں جن سے جواز امہ اور عبد کے اطلاق کا ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح سید اور فتی کا اطلاق بھی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علماء فقہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ان احادیث میں جو نہی معلوم ہوتی ہے وہ نہی تنزیہی ہے تحریم کیلئے  
نہیں۔ حتیٰ کہ اہل الظاہر بھی اسی کے قائل ہیں۔ البتہ لفظ رب کے بارے میں ان بطلان فرماتے ہیں کہ بغیر اضافت کے اللہ تعالیٰ کے لئے  
خاص ہے۔ دوسروں کے لئے اضافت کے ساتھ بولا جاسکتا ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اکثر اور عادت سے منع فرمایا۔ فی الجملہ کبھی کبھی  
ذکر کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ لہجہ اضافت کی صورت کے ساتھ مخفص اور اضافت بھی یاء متکلم کی طرف  
جیسے سیدی۔ امتی۔ وعبدی۔

## باب اذا اتاه خادمه بطعامه

ترجمہ۔ جب اس کا نوکر اس کا کھانا لائے

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے  
روایت کرتے ہیں کہ تمہارے میں سے کسی کے پاس اس کا نوکر  
اس کا کھانا لے آئے۔ پس اگر اپنے ہمراہ بٹھا نہیں سکتا تو کم از کم  
ایک یا دو لقمے اسے ضرور دے دے۔ اس لئے کہ اس نے اسے  
پکایا ہے اور بنایا ہے۔ یعنی اس کی کلفت برداشت کی ہے۔

ترجمہ۔ غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے۔ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے مال کی نسبت سردار کی طرف کی ہے۔

حدیث (۲۳۷۶) حدثنا حجاج بن منہال الخ  
سمعت اباہریرۃ عن النبی ﷺ اذا اتی احدکم  
خادمه بطعامه فان لم یجلسہ معہ فلیناولہ لقمۃ  
اول لقمۃ او اکلۃ او اکلین فانہ ولی علاجہ ....

باب العبد راع فی مال سیدہ

ونسب النبی ﷺ المال الی السید۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں سے ہر ایک گھرانہ و محافظ ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا پس امام و حاکم گھرانہ ہے۔ اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا آدمی اپنے گھر والوں کا گھرانہ ہے اس سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہو گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی گھرانہ ہے۔ اس سے اپنی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ خادم اور نوکر اپنے آقا کے مال کا گھرانہ ہے۔ اس سے اپنی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ فرمایا یہ سب میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنے اور میرا گمان یہ بھی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ

آدمی اپنے باپ کے مال کا گھرانہ ہے۔ اس سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہو گا۔ ہر حال تم میں سے ہر ایک گھرانہ ہے۔ ہر گھرانہ سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔

حدیث (۲۳۷۷) حدثنا ابو الیمان الخ  
عن عبد اللہ بن عمرؓ انہ سمع رسول اللہ ﷺ  
يقول كلکم راعٍ ومستول عن رعيته فالامام راعٍ  
وهو مستول عن رعيته والمرأة فی بیت زوجها  
راعية وهي مستولة عن رعيته والخادم فی مال  
سيده راعٍ وهو مستول عن رعيته قال فسمعت  
هؤلاء من النبی ﷺ واحسب النبی ﷺ قال  
والرجل فی مال ابیه راعٍ ومستول عن رعيته  
فكلکم راعٍ وكلکم مستول عن رعيته .....

ترجمہ۔ جب غلام کو مارے تو چہرے سے بچ کر رہے

باب اذا ضرب العبد فليجنب الوجه

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص لڑائی کرے تو چہرہ سے بچتا رہے۔

حدیث (۲۳۷۸) حدثنا محمد بن عبید اللہ الخ  
عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال اذا قاتل احدکم  
فليجنب الوجه .....



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کتاب المکاتب

باب اثم من قذف مملوکه المکاتب

ونجومه فی کل سنة نجم -

ترجمہ۔ مکاتب اور اس کے وظیفے کے اوقات

اور ہر سال میں ایک وظیفہ -

وقوله تعالى والذين يبتغون الكتاب مما

ملکت ایمانکم فکاتبوہم ان علمتم فیہم خیراً

واتوہم من مال اللہ الذی اتاکم وقال روح عن

ابن جریج قلت لعطاء اواجب علی اذا علمت له

مالاً ان اکاتبہ قال ما اراه الا واجباً وقال عمر وبن

دینار قلت لعطاء تاثرہ عن احد قال لاثم اخبرنی

ان موسی بن انس<sup>ؓ</sup> اخبرہ ان سیرین سال انساً

المکاتبہ وکان کثیر المال فابی فانطلق الی عمر

فقال کاتبہ فابی فضربه بالدرۃ ویتلوا عمر<sup>ؓ</sup> فکاتبوہم

ان علمتم فیہم خیراً فکاتبہ وقال اللیث .....

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو غلام کتابت طلب کریں تو ان سے کتابت کر لو اگر تمہیں ان میں کوئی بھلائی معلوم ہو۔ اس مال میں سے ان کو دے دو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے ان جریج نے عطاء سے کہا کہ مجھے معلوم ہو جائے اس کے پاس مال ہے تو کیا مجھ پر واجب ہے کہ میں ان سے کتابت کر لوں انہوں نے فرمایا میں بھی اسے واجب ہی سمجھتا ہوں۔ میں نے عطاء سے کہا کیا آپ اس کو کسی سے روایت کرتے ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ اور سیرین نے حضرت انس<sup>ؓ</sup> سے کتابت کے بارے میں سوال کیا اور وہ کثیر المال تھے۔ پس انہوں نے انکار کر دیا۔ پس وہ حضرت عمر<sup>ؓ</sup> کی طرف چلے فرمایا اس سے مکاتبیت کر لو۔ پھر بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ پس انہیں ایک درہ مارا۔ اور حضرت عمر<sup>ؓ</sup> نے یہ آیت تلاوت کی فکاتبوہم الا یہ پس انہوں نے اس کی کتابت کر لی۔

حدیث (۲۳۷۹) قال عروۃ قالت عائشةؓ  
ان بريرة دخلت علیہا تستعینہا فی کتابتہا وعلیہا  
خمسة اواق نجمت علیہا فی خمس سنین فقالت  
لہا عائشةؓ ونفست فیہا ارایت ان عددت لہم  
عدۃ واحدة ابيعک اهلك فاعتقتک فیکون ولاء ک  
لی فذهبت بريرة الی اہلہا فعرضت ذلک علیہم  
فقالوا لا الان یکون لنا الولاء . قالت عائشةؓ  
فدخلت علی رسول اللہ ﷺ فذكرت ذلک لہ  
فقال لہا رسول اللہ ﷺ اشتريہا فاعتقيہا فانما  
الولاء لمن اعتق ثم قام رسول اللہ ﷺ فقال ما بال  
رجال يشترطون شروطا ليست فی کتاب اللہ  
من اشترط شرطاً ليس فی کتاب اللہ فهو باطل  
شرط اللہ احق واثق .....

ترجمہ۔ قال اللیث حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت  
بریرہؓ ان کے ہاں حاضر ہوئیں جو ان سے کتابت کے سلسلہ میں  
مدد طلب کرتی تھیں۔ اور ان کے ذمہ پانچ اوقیے تھے جن کو پانچ  
سال کے عرصہ میں اس پر تقسیم کر دیا گیا۔ حضرت عائشہؓ نے  
ان سے فرمایا جبکہ ان کو حضرت بریرہؓ میں رغبت تھی مجھے بتلاؤ  
کہ میں انہیں ایک ہی گنتی میں پورا کر دوں تو کیا تیرے آقا تجھے  
بیچ دیں گے پھر میں تجھ کو آزاد کر دوں گی۔ پس تیرا ولاء  
میرے لئے ہو گا۔ پس حضرت بریرہؓ اپنے سرداروں کے پاس  
گئیں اور ان پر یہ معاملہ پیش کیا تو انہوں نے کہا نہیں ولاء تو  
بہر حال ہمارے لئے ہو گا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں جناب  
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے ان کا  
جواب آپ سے ذکر کیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم  
اس کو خرید کر کے آزاد کر دو۔ بہر صورت ولاء آزاد کرنے والے  
کے لئے ہو گا۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کیا حال ہے  
لوگوں کا جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔

جو شخص ایسی شرط لگائے جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو وہ باطل ہو گی۔ اللہ کی شرط زیادہ صحیح ہے اور زیادہ مضبوط ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ما راہ الاواجباً کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ الامر للوجوب یعنی امر کا صیغہ وجوب کے لئے  
ہوتا ہے۔ جب تک اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو۔

قال لاثم اخبرنی شاید پہلے بھول گئے پھر جب یاد آیا تو کہنے لگے کہ حضرت عطاءؒ نے اس سے وجوب سمجھا۔ کیونکہ حضرت  
عمرؓ نے انہیں اس پر درہ مارا تھا۔ اگر وجوب نہیں تھا تو حضرت عمرؓ انہیں درہ کیوں مارتے۔ نیز! حضرت عمرؓ نے انہیں اس کے انکار پر درہ مارا  
کیونکہ اگر امر وجوب کے لئے نہ بھی ہو تب بھی احتجاب سے خالی نہیں۔ اگر مستحباً پر صحابہؓ رسول اللہ ﷺ عمل نہیں کریں گے تو اور کون کریگا۔  
شرط اللہ احق واثق ظاہر یہ ہے کہ شرط اللہ سے وہ شرط مراد ہے جو شرع کے موافق ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مکاتبہ عرب میں اسلام سے پہلے بھی متعارف تھی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے برقرار رکھا

کلمات کی تعریف معنی میں یہ ہے اعتناق السید عبدہ علی مال فی ذمتہ یودی مؤجلاً یعنی آقا کا اپنے غلام کو ایسے مال پر آزاد کرنا جو اس کے ذمہ ہے جس کو وہ مدت مقررہ میں ادا کرے گا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت انسؓ کے انکار کلمات پر ان کے دژہ مارا تو اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ مکاتب واجب ہے۔ جب کہ عبد اس کا مطالبہ کرے۔ عورتوں میں سے سب سے پہلے حضرت بریرہؓ کی مکاتبیت ہوئی۔ اور مردوں میں حضرت عمرؓ کا مستحب پر دژے مارنا سیرت عمرؓ کا ناقابل انکار باب ہے۔ حدیث کی مطابقت ترجمہ سے نعمت علیہا کے جملہ سے ثابت ہے۔

ترجمہ۔ مکاتب کی شرطوں میں سے جو جائز ہیں ان کا بیان اور جس نے کوئی ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو اس بارے میں ان عمرؓ سے مروی ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ خبر دیتی ہیں کہ حضرت بریرہؓ ان کے پاس آ کر اپنی کلمات کے بارے میں مالی مدد طلب کرتی تھیں اور اس نے اپنے بدل کلمات میں سے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا حضرت عائشہؓ نے ان سے فرمایا کہ تم اپنے مالکوں کے پاس جا کر کہو کہ اگر وہ پسند کریں تو میں تیرا بدل کلمات ادا کر دوں اور تیرا دلاء میرے لئے ہو گا۔ تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ چنانچہ حضرت بریرہؓ نے اپنے مالکوں سے جا کر ذکر کیا تو انہوں نے انکار کر دیا ہوئے کہا کہ حضرت عائشہؓ تجھ پر حسبہ اللہ کرنا چاہتی ہیں اس کریں۔ دلاء بہر حال ہمارا ہو گا حضرت عائشہؓ نے اس کا جواب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خرید کر کے آزاد کر دو۔ بہر صورت دلاء اسی کا ہو گا جس سے آزاد کیا ہے۔ پھر آپ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا ذکر کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ پس جو شخص ایسی شرط لگائے

باب ما يجوز من شروط المكاتب  
ومن اشترط شرطاً ليس في كتاب الله فيه  
ابن عمرؓ عن النبي ﷺ۔

حدیث (۲۳۸۰) حدثنا قتیبہ الخ ان عائشہؓ اخبرته ان بریرۃؓ جاءت تستعينها في كتابتها ولم تكن قضت من كتابتها شيئاً قالت لها عائشہؓ ارجعي الى اهلك فان احبوا ان اقضي عنك كتابتك ويكون ولاءك لي فعلت فذكرت ذلك لبریرۃؓ الى اهلها فابوا وقالوا ان شاءت ان تحتسب عليك فلتفعل ويكون ولاؤك لنا فذكرت ذلك لرسول الله ﷺ فقال لها رسول الله ﷺ ابتاعي فاعتقي فانما الولاء لمن اعتق قال ثم قام رسول الله ﷺ فقال ما بال اناس يشترطون شروطاً ليس في كتاب الله من اشترط شرطاً وليس في كتاب الله فليس له وان شرط مائة مرة شرط الله الحق واثق.

کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں اگرچہ وہ سو سو مرتبہ شرطیں لگائیں۔ اللہ کی شرط زیادہ سچی و حق ہے۔ اور زیادہ مضبوط ہے

حدیث (۲۳۸۱) حدثنا عبد الله بن يوسف النخ  
عن عبد الله بن عمر قال ارادت عائشة أم المؤمنين  
ان تشتري جارية لتعتقها فقال اهلها على ان ولاءها  
لنا قال رسول الله ﷺ لا يمنعك ذلك فانما  
الولاء لم اعتق ....

ترجمہ - حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت  
عائشہ صدیقہؓ ام المؤمنین نے ایک باندی خرید کر کے آزاد  
کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس باندی کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس  
شرط پر دیں گے کہ اس کا ولاء ہمارے لئے ہوگا جناب رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا تمہیں یہ بات نہ روکے کیونکہ ولاء اسی کا ہوگا  
جس نے آزاد کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - شرط اللہ احق کتاب اللہ سے مراد اس جگہ کتاب اللہ - یا سنت رسول اللہؐ - یا اجماع امت کا  
حکم ہے۔ لیس فی کتاب اللہ سے بھی یہی مراد ہے کہ اللہ کے حکم میں اس کا جواز یا وجوب نہیں ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ جس شرط کو  
کتاب اللہ بیان نہ کرے وہ باطل ہے۔ حالانکہ کبھی بیع میں کفیل کی شرط لگائی جاتی ہے۔ اس طرح ثمن کے اوصاف میں کئی شرطیں میان  
کی جاتی ہیں وہ باطل نہیں ہیں۔ کیونکہ امام حاریؒ نے کتاب الشروط میں ایک باب باندہا ہے باب مالا یحل من الشروط التي  
تخالف کتاب اللہ یعنی وہ شرطیں جو کتاب اللہ کے مخالف ہیں۔ تو حافظ فرماتے ہیں کہ مصنفؒ نے اس سے لیس فی کتاب اللہ کی  
تفسیر بیان کی ہے اور حکم بھی عام مراد ہے۔ خواہ وہ نص ہو یا مستنبط ہو۔ جو ایسا نہ ہو وہ کتاب اللہ کے مخالف ہے۔

## باب استعانة المكاتب

### وسؤاله الناس -

ترجمہ - مکاتب کا مدد طلب کرنا  
اور لوگوں سے اس کا سوال کرنا۔

حدیث (۲۳۸۲) حدثنا عبد بن اسمعيل النخ  
عن عائشة قالت جاءت بربوة فقالت انى كاتب  
اهلى على تسع اواق فى كل عام وقية فاعيننى  
فقالت عائشة ان احب اهلك ان اعداها لهم عدة  
واحدة واعطتك فعلت ويكون ولاءك لى فذهبت  
الى اهلها فابوا ذلك عليها فقالت انى قد عرضت  
ذلك عليهم فابوا الا ان يكون الولاء لهم فسمع

ترجمہ - حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت ربیرہؓ  
نے آ کر کہا کہ میں نے نوہ اوقیہ پر مکاتبت کر لی ہے۔ ہر سال  
ایک اوقیہ دینا ہوگا۔ پس آپ میری مالی مدد فرمائیں۔ حضرت  
عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر آپ کے مالک چاہیں تو میں سب رقم ان کو  
ایک دفعہ گن کر دے دوں گی۔ اور تجھے میں آزاد کر دوں۔ تو میں  
یہ کر سکتی ہوں۔ پس تیرا ولاء میرے لئے ہوگا۔ چنانچہ وہ اپنے  
مالکوں کے پاس گئی تو انہوں نے اس پر انکار کیا۔ واپس آ کر کہنے  
لگیں کہ میں نے ان کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا مگر انہوں نے

پھر بھی انکار کرتے ہوئے یہی کہا کہ ولاء ان کے لئے ہوگا۔ اس بات کو جناب رسول اللہ ﷺ نے سن لیا تو مجھ سے اس بارے میں دریافت فرمایا۔ میں نے آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ آپ اس کو لے لیں۔ پس اس کو آزاد کر دیں۔ اور ولاء کی شرط ان کے لئے تسلیم کر لیں۔ کیونکہ ولاء تو اسی کا ہوگا جس نے آزاد کیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنایاں کی۔ پھر فرمایا اما بعد پس کیا حال ہے تم میں سے ان لوگوں کا جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔ پس جو نئی شرط کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ باطل ہے۔ اگرچہ وہ سو۱۰۰ شرطیں ہیں۔ پس اللہ کا

بذلك رسول الله ﷺ فسألني فأخبرته فقال خذ بها فاعتقها واشترط ليهم الولاء فانما الولاء لمن اعتق قالت عائشةؓ فقام رسول الله ﷺ في الناس فحمد الله وأثنى عليه ثم قال أما بعد فما بال رجال منكم يشترطون شروطاً ليست في كتاب الله فإيما شرط ليس في كتاب الله فهو باطل وإن كان مائة شرط ففضاء الله أحق وشرط الله أوثق ما بال رجال منكم يقول أحدهم اعتق يا فلان ولي الولاء إنما الولاء لمن اعتق.....

فیصلہ زیادہ حق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شرط زیادہ مضبوط ہے۔ تم میں سے لوگوں کا کیا ہے کہ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے فلاں تم آزاد کرو اور ولاء میرے لئے ہوگا۔ حالانکہ ولاء تو اسی کا ہوتا ہے جس نے آزاد کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مکاتب پر سوال کرنا اس لئے حرام نہیں ہے کہ وہ مجبور ہے کہ کسی طرح وہ اپنی گردن غلامی سے

چھڑائے اور اس کی احتیاج بھوکے کی احتیاج الی الطعام سے زیادہ ہے۔ کیونکہ غلام آدمی تو حکماً آدمیت سے خارج ہے پس انسانیت حاصل کرنے کے لئے اس کی سعی و کوشش جائز ہے۔ نیز اسامات اس کی پونجی بدل کمات کو پوری نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ سوال کر کے مدد مانگ سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ وسواله الناس کو حافظ عطف الخاص علی العام قرار دیتے ہیں اس لئے کہ استعانت

بالسوال وبغیر سوال کے ہوتی ہے۔ گویا کہ اس سے جواز سوال کی طرف اشارہ ہوا۔ اس لئے کہ آپ رسول اللہ ﷺ نے حضرت براءؓ کے سوال من العائشہؓ کی تقریر فرمائی۔

الحاصل حافظ نے جو ترجمہ کی غرض بتائی ہے یہ ادا ہے۔ اور شیخ گنگوہیؒ نے جو غرض بتائی ہے وہ بھی واضح ہے۔ اور یہ دونوں مستقل غرضیں ہیں ان میں کوئی تافی نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اشترطی لهم الولاء۔ یہ جو اشکال ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت عائشہؓ کو دھوکہ دہی کی تعلیم کیسے دی

تو پہلا جواب یہ ہے کہ اشتراطی لہم بمعنی علیہم کے ہے۔ مراد یہ ہے کہ آپؐ ولاء کا حکم ان کو ظاہر کر دیں۔ یا اس سے مراد تو بیع ہے کہ جب آپؐ نے حکم واضح کر دیا تو پھر ایک باطل چیز پر ان کا اصرار کرنا صحیح نہیں تھا۔ عائشہؓ سے فرمایا تم اس کی پروا نہ کرو۔ دوسری وہ شرط لگائیں یا نہ لگائیں۔ یہ شرط بہر حال باطل ہے۔ کتاب البیوع میں اس کی بحث گذر چکی ہے۔

## باب بیع المكاتب اذارضی ترجمہ۔ مکاتب کو بیع دینا جبکہ وہ راضی ہو

وقالت عائشة هو عبد ما بقي عليه شيء

وقال زيد بن ثابت ما بقي عليه درهم وقال ابن

عمر هو عبد ان عاش وان مات وان جنى ما بقي

عليه شيء ....

ترجمہ۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مکاتب

غلام ہے۔ جب تک اس کے ذمہ کچھ بھی بدل مکاتبیت ہے۔ اور

زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں جب تک اس پر ایک درہم بھی باقی ہے

وہ غلام ہے۔ اور حضرت ابن عمرؓ کا ارشاد ہے کہ وہ غلام ہے۔

اگر زندہ رہے۔ مر جائے۔ اگر کوئی جرم کرے جب تک اس کے ذمہ کوئی چیز ہے۔

حدیث (۲۳۸۳) حدثنا عبد الله بن يوسف

عن عمرة بنت عبد الرحمن ان بريرة جاءت

تستعين عائشة ام المؤمنين فقالت لها ان احب

اهلك ان اصيب لهم ثمنك صبة واحدة فاعمتقك

فعلت فذكرت بريرة ذلك لاهلها فقالوا لا الا

ان يكون ولاءك لنا قال مالك قال يحيى فزعمت

عمرة ان عائشة ذكرت ذلك لرسول الله ﷺ

فقال اشترىها واعتقها فانما الولاء لمن اعتق ..

ترجمہ۔ عمرہ بنت عبد الرحمنؓ سے مروی ہے کہ حضرت

بریرہؓ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مدد مانگنے کے لئے

آئیں تو حضرت عائشہؓ نے ان سے فرمایا کہ اگر تیرے مالک پسند

کریں تو میں تیری قیمت ان کو یک لخت اکٹھی دے کر تجھے

آزاد کر دوں تو میں یہ کر سکتی ہوں۔ حضرت بریرہؓ نے اس کا ذکر

اپنے مالکوں سے کیا جنہوں نے کہا کہ ہم تو نہیں بچیں گے جبکہ

تیرا ولاء ہمارے لئے نہ ہو حضرت مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت

یحییٰؓ نے کہا کہ حضرت عمرہ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے

اس کا ذکر جناب رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا اس کو

خرید کر کے آزاد کر دو ولاء تو اسی کا ہو گا جس نے آزاد کیا۔

تشریح از قاسمی۔ امام مالکؓ تو فرماتے ہیں کہ مکاتب کی بیع جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ ادائیگی بدل سے عاجز نہ آجائے

حضرت ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مکاتب کی بیع جائز نہیں جب تک کہ وہ مکاتب ہے۔ البتہ جب ادائیگی سے عاجز آجائے تو پھر

جائز ہے۔ اس طرح اس کی کتابت کا چھنا بھی جائز نہیں۔ حضرت امام احمدؒ اوزاعیؒ ابو ثورؒ وغیرہم فرماتے ہیں کہ اگر مکاتب راضی ہو

تو اس کی بیع جائز ہے۔ اگرچہ مالک یہ نہ کہے اذا ادیت فاننت حر حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ان کلمات کا کمنا ضروری ہے۔ ورنہ آزاد نہ ہوگا۔ مولا کی موت سے کتابت باطل نہیں ہوگی۔ عبد بدل کتابت او اکر کے آزاد ہو جائے گا۔ اگر غلام مر گیا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کتابت باطل ہو جائے گی۔ مکاتب عہد ہو کر مرے گا۔ جو مال چھوڑ دے گا وہ اس کے مالک کا ہوگا۔

## باب اذا قال المكاتب اشتري واعتقني فاشتراه لذلك -

ترجمہ۔ جب مکاتب کسی سے کہتا ہے کہ مجھے خرید کر کے آزاد کر دو تو اگر ایسا ہو گیا کہ اسے اسے خرید لیا تو یہ جائز ہے۔

حدیث (۲۳۸۴) حدثنا ابو نعیم الخ  
حدثنی ابی ایمن قال دخلت علی عائشة فقلت  
كنت لعتبة بن ابی لهب ومات وورثتی بنوه وانهم  
باعونی من ابن عمرو فاعتقنی ابن ابی عمرو  
واشترط بنو عتبة الولا فقلت دخلت بريرة  
وهی مكاتبه فقلت اشتريني واعتقني قالت نعم  
قلت لا يبيعوني حتى يشترطوا ولا نى فقلت  
لا حاجة لى بذلك فسمع بذلك النبی ﷺ  
او بلغه فذكر لعائشة فذكرت عائشة ما قالت لها  
فقال اشترها واعتقها ودعيهم يشترطون ماشاؤ  
فاشترتها عائشة فاعتقها واشترط اهلها الولا  
فقال النبی ﷺ الولا لمن اعتق وان اشترطوا  
مائة شرط .....

ترجمہ۔ عبد الواحد بن ایمنؒ فرماتے ہیں کہ میرے  
باپ ایمن نے مجھے حدیث سنائی کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس  
حاضر ہوا۔ میں نے کہا کہ میں عتبہ بن ابی لب کا غلام تھا وہ مر گیا  
اور اس کے بیٹے میرے وارث بن گئے اور انہوں نے مجھے ابن ابی  
عمرو مخزومی کے پاس بیچ دیا جس نے مجھے آزاد کر دیا۔ جب کہ عتبہ  
کے بیٹوں نے ولاء کی شرط لگائی تھی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا  
کہ حضرت بریرہؓ میرے پاس آئیں جب کہ وہ مکاتبہ تھیں کہنے  
لگیں کہ مجھے خرید لو اور آزاد کر دو۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اچھا  
ایسا ہوگا۔ اس نے کہا کہ وہ اس وقت تک مجھے نہیں بیچیں گے  
یہاں تک کہ وہ میرے ولاء کی شرط لگائیں گے۔ تو حضرت عائشہؓ  
نے اس سے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اس بات کو  
جناب نبی اکرم ﷺ نے سن لیا آپ کو خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا  
کہ اس کو خرید کر کے آزاد کر دو۔ اور ان کو چھوڑ دو جو کچھ وہ  
شرطیں لگاتے ہیں پس حضرت عائشہؓ نے اسے خرید کر لیا۔ اور  
پھر اسے آزاد کر دیا۔ مگر ان کے مالکوں نے ولاء کی شرط لگا دی

جس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ولاء آزاد کرنے والے کا ہوتا ہے اگرچہ لوگ سو ۱۰۰ شرطیں بھی لگاتے پھریں۔

تشریح از شیخ منگوہیؒ۔ امام بخاریؒ اس باب کو اس لئے لائے ہیں کہ اس سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ صدقہ کے اندر

ایک شرط کی رخصت ہے۔ جس کے جواب میں احنافؒ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اس قبیلہ سے ہے ہی نہیں۔ یہ تو حضرت عائشہؓ کی طرف سے ایک وعدہ تھا یہ شرط تب ہوتی جب نفس عقد میں اسے بیان کیا جاتا۔ نیز امتعاقدین کے درمیان اس کا ذکر بھی نہیں چلا۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر بھی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیع فاسد مفید الملك ہوتی ہے۔ اور شراء فاسد کے باوجود مشتری کا عتق نافذ ہوگا۔ عقد فاسد واجب الرفع ہوتی ہے مگر اس مسئلہ کو ظاہر کرنے کے لئے عقد کو نسخ نہیں کیا گیا۔ نیز اشتراط امانتہ شرط بھی ہمارے قول کی تائید کرتا ہے۔ اس لئے کہ جو لوگ بیع شرط واحد کو بیع قرار دیتے ہیں وہ زائد علی الواحد کے جواز کے قائل نہیں ہیں۔ بایں ہمہ آنحضرت ﷺ نے ولاء معتق کے لئے اپنے کلام سے ثابت فرمایا ہے۔ یعنی وجہ ہے کہ اعتاق یعنی آزاد کرنا نافذ ہوا جس کے نتیجہ میں ولاء معتق کے لئے قرار پایا۔ ورنہ علماء کا اتفاق ہے کہ معتق جس غلام کا مالک نہ ہو اس میں عتق نافذ نہیں ہوتا۔

### تشریح از شیخ زکریاؒ - شیخ مکتوبیؒ کی ساری تقریر کا رد اور اس پر ہے کہ بیع بشرط واحد اور بشرطین جائز ہے

یا نہیں۔ امام حارثیؒ نے اس باب میں بھی وہی حضرت مدیرؒ والی روایت ذکر فرمائی ہے۔ اس لئے شیخ نے اس مسئلہ پر ہمارے رد دلیل بیان فرمائی ہے اور بہت اچھا استدلال کیا ہے۔ میرے نزدیک امام حارثیؒ نے اس جگہ کئی فروعی اختلاف ذکر فرمائے ہیں جن کا تعلق کتابت اور عتق سے ہے۔ پہلا ترجمہ تو ہے بیع المکاتب اذ ارضی۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام حارثیؒ نے مختلف اقوال میں سے ایک قول کو اختیار فرمایا کہ اگرچہ مکاتب عاجز نہ ہو پھر بھی بیع پر راضی ہو جائے تو جائز ہے امام احمدؒ وغیرہ کا یہی قول ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ اس کو منع کرتے ہیں اور مدیرؒ کے واقعہ کا جواب دیتے ہیں کہ وہ ادائیگی بدل سے عاجز آگئی تھی۔ تب اس کی بیع ہوئی ہے پھر دوسرا ترجمہ امام حارثیؒ کا یہ ہے اذا قال المکاتب اشتقنی واعتقنی اس میں عتبہ کے غلام کا واقعہ بیان کیا جس پر حضرت عائشہؓ اور مدیرؒ کے واقعہ بیع کا استدلال کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے عبد اور مکاتب میں کوئی فرق نہیں کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ شرط فاسد ہے۔ یہ مسلک حضرت امام ابو حنیفہؒ کا ہے کہ اگر شرط ملب عقد کے منافی ہو تو وہ باطل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ بیچنا نہیں چاہتا۔ حالانکہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ کہیں نہیں ہے کہ انہوں نے ان کے لئے عتق کی شرط لگائی تھی۔ لیکن بغیر شرط کے ان کو اپنے ارادہ کی اطلاع دی۔ جس پر انہوں نے ولاء کی شرط لگائی جس کو آپؐ نے رد فرمادیا۔



بسم الله الرحمن الرحيم

# کتاب الهبة

## وفضلها والتحريض عليها

ترجمہ۔ ہبہ اور اس کی فضیلت اور اس پر رغبت دلانے کا بیان ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کے لئے کسی تحفہ کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ بھری کے کھر کا قلیل گوشت بھی کیوں نہ ہو۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے بھانجے حضرت عروہؓ سے فرمایا کہ اے بھانجے بھک ہم پہلی کے چاند کا انتظار کرتے رہتے تھے۔ پھر دو مہینوں میں تین پہلے کے چاند دیکھتے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں آگ نہیں دہکائی جاتی تھی۔ تو میں نے پوچھا اے خالہ (مائی) پھر تمہیں کون سی چیز زندہ رکھتی تھی۔ فرمایا یہ اسودان یعنی کھجور اور پانی والے جانور ہوتے تھے۔ وہ ان کا دودھ آپؐ کو ہبہ کرتے تھے تو ہم لوگ اس کو پیتے تھے۔

حدیث (۲۳۸۵) حدثنا عاصم بن علی الخ عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قل یا نساء المسلمات لا تحقرن جارة لجارتها ولو فرسن شاة .....

حدیث (۲۳۸۶) حدثنا عبد العزيز بن عبد الله الاويسی الخ عن عائشةؓ انها قالت لعروة بن اختي ان كنا لننظر الى الهلال ثم الهلال ثلثة اهلة في شهرين وما واددت في ابيات رسول الله ﷺ نار فقلت يا خالہ ما كان يعیشکم قالت الاسودان التمر والماء الا انه قد كان لرسول الله ﷺ جيران من الانصار كانت لهم منائح وكانوا يمنحون رسول الله ﷺ من البانهم فيسقيناه .

تشریح از شیخ گنگوہی۔ ثلاثة اهله في شهرين یہ اس لئے کہ کوئی مہینہ اس وقت تک پورا نہیں ہو تا جب تک دوسرے مہینہ کا پہلی کا چاند نہ دیکھ لیا جائے۔ تو ہر مہینہ میں دو ہلال ہو گئے۔ اور دو مہینے میں تین ہلال ہوئے۔ اس عبارت سے مقصود یہ ہے کہ پورے دو دو مہینے گزر جاتے تھے۔ یہ وہ مہینہ کرو کہ ان مہینوں کا اکثر حصہ گزرتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظ فرماتے ہیں کہ بہہ سے عام معنی مراد ہیں۔ قرضہ سے بری کر دینا بھی بہہ ہے۔ اور صدقہ کرنا بھی بہہ ہے۔ جس سے محض ثواب اثری مطلوب ہو۔ اور ہدیہ وہ ہے جس سے مہربوب کی تعظیم و اکرام کا قصد ہو۔ اور بہہ بمعنی اخص یہ ہے کہ جس سے کوئی بدل قصد نہ کیا جائے۔ تو بہہ کی یہ تعریف ہوئی ہو تملیک بلا عوض۔ مصنف کے نزدیک عام معنی مراد ہیں۔ اس لئے انہوں نے ہدایا کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ علامہ یحییٰ فرماتے ہیں کہ لغت میں بہہ کے معنی ایصال الشیء الی الغير بمعینفعہ کسی تک ایسی چیز کا پہچانا جو اسے نفع دے۔ اور شریعت میں ہے تملیک بلا عوض فی الحیوة کہ زندگی میں کسی کو بلا عوض مالک بنادینا۔ ہدیہ میں مہدی الیہ کا اکرام ہوتا ہے۔ بہر حال بہہ کی یہ تقسیم شرعی معنی کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ لغوی معنی کے اعتبار سے ہے۔

تشریح از قاسمی۔ ولو فرس شاة مقصود یہ ہے کہ ہدیہ بحسب المقدور ہوتا ہے۔ اسے حقیر نہ سمجھنا چاہیے۔ لان الجود بالموجود اسودین کا اطلاق تغلیباً ہے۔ ورنہ پانی سیاہ نہیں ہوتا۔ اور مدینہ کا کھجور عموماً سیاہ ہوتا ہے۔ ولو فرسن شاة سے ہدیہ کی ترغیب بھی ہو گئی۔

منیحة وہ دودھ دینے والی اونٹنی جو کسی کو دی جائے تاکہ دودھ پی کر واپس کر دے تو اسکے منافع کا عطیہ ہو جو بہہ کی مانند ہے۔

## باب القلیل من الهبة

حدیث (۲۳۸۷) حدثنا محمد بن بشار الخ  
عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال لو دعیت الی  
ذراع او کراع لاجبت ولو اهدی الی ذراع  
او کراع لقبلت.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر مجھے بازو کے گوشت اور کھر کے گوشت کی طرف دعوت دی جائے تو اجابت کر دوں گا اگر ذراع اور کراع کا ہدیہ دیا جائے تو اسے قبول کر لوں گا۔

تشریح از قاسمی۔ ترجمہ سے مناسبت اس طرح ثابت ہوئی کہ جب ایسی حقیر چیز کی دعوت اور ہدیہ قبول ہے تو صاحب کا قبول کرنا بطریق اولیٰ ہو گا۔

باب من استوهب من اصحابه شيئاً  
وقال ابو سعيد قال النبي ﷺ اضربوا الى  
معكم سهماً -

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنے ساتھیوں  
سے کسی چیز کا حصہ طلب کرتا ہے۔ حضرت ابو سعید فرماتے  
ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے ساتھ میرا حصہ  
بھی مقرر کرنا۔

حدیث (۲۳۸۸) حدثنا ابن ابی مریم الخ  
عن سهل " ان النبي ﷺ ارسل الى امرأة  
من المهاجرين وكان لها غلام نجار قال لها مری  
عبدك فليعمل لنا اعواد المنبر فامرت عبدها  
فذهب فقطع من الطرفاء فصنع له منبراً فلما  
قضاه ارسلت الى النبي ﷺ انه قد قضاه قال  
ﷺ ارسلی به الى فجاء وابه فاحتمله النبي ﷺ  
فوضعه حيث ترون .....

ترجمہ۔ حضرت سهلؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے مہاجرین کی ایک عورت کی طرف پیغام بھیجا جس کا  
ایک بڑا بھائی غلام تھا کہ اپنے غلام کو حکم دو کہ وہ ہمارے لئے منبر  
کی لکڑیاں جوڑ دے۔ چنانچہ اس نے اپنے غلام کو حکم دے دیا  
جس نے جا کر جھاڑ کی لکڑی کاٹ لیں۔ آپ کے لئے منبر بنایا  
جب وہ تیار ہو گیا تو اس عورت نے نبی اکرم ﷺ کے پاس پیغام  
بھیجا کہ وہ منبر تیار ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے میرے پاس  
بھیج دو۔ چنانچہ لوگ اسے لے کر آئے تو آپ نبی اکرم ﷺ نے  
اسے اٹھا کر اس جگہ رکھ دیا جہاں تم دیکھ رہے ہو۔

حدیث (۲۳۸۹) حدثنا عبدالعزيز بن  
عبدالله الخ عن ابی قتادة قال كنت يوماً جالساً مع  
رجال من اصحاب النبي ﷺ في منزل في طريق  
مكة ورسول الله ﷺ نازل امامنا والقوم محرمون  
وانا غير محرم فابصر واحماراً وحشياً وانا مشغول  
اخصف نعلی فلم يؤذوننی به واحبوا لوانی ابصرته  
والتفت فابصرته فقممت الى الفرس فاسرجته ثم  
ركبت ونسيت السوط والرمح فقلت لهم ناولوا  
فی السوط والرمح فقالوا لا والله لانعنیک علیہ

ترجمہ۔ حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں  
اصحاب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ کے راستہ کسی پڑاؤ  
پر جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم سے آگے پڑاؤ کیا ہوا تھا سارے  
لوگ تو احرام باندھے ہوئے تھے۔ میں محرم نہیں تھا پس ان  
لوگوں نے ایک گور خر کو دیکھ لیا۔ میں اپنا جو تاکاٹھنے میں مشغول  
تھا پس انہوں نے مجھے اطلاع نہ دی۔ لیکن وہ لوگ چاہتے تھے کہ  
کاش میں اس کو دیکھ لیتا۔ میں متوجہ ہوا تو میں نے اسے دیکھ لیا۔  
میں گھوڑے کی طرف اٹھا اور اس پر زین کسی پھر سوار ہو گیا  
البتہ مجھے چابک اور نیزہ اٹھانا بھول گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ  
مجھے چابک اور نیزہ اٹھا کر دے دو تو انہوں نے کہا نہیں۔

بشي فغضبت فنزلت فاخذتهم اثم ركبت فشدت  
على الحمار فعقرته ثم جئت به وقدمات فوقوا  
فيه ياكليونه ثم انهم شكوا في اياه وهم حرم  
فرحنا وخبأت العضد معي فادركنا رسول الله  
ﷺ فسألناه عن ذلك فقال معكم منه شيء فقلت  
نعم فناولته العضد فاكلها حتى نفذها وهو محرم  
فحدثني به زيد بن بن اسلم عن عطاء بن يسار  
عن ابي قتادة .....

اللہ کی قسم! ہم اس معاملہ میں تیری کچھ بھی مدد نہیں کریں گے  
پس میں ناراض تو ہوا۔ پس میں نیچے اترا چابک اور نیزہ کو لے کر  
گھر سوار ہو گیا۔ اور گور خر پر حملہ کر دیا۔ جس سے وہ زخمی ہو گیا  
پھر میں اسے لے آیا۔ جب کہ وہ مر چکا تھا پس وہ اس کے کھانے  
پر ٹوٹ پڑے۔ مگر اس کے کھانے میں انہیں شک گذرا کیونکہ  
وہ محرم تھے۔ تو ہم آگے چلے اور میں نے اس کا ایک بازو اپنے  
پاس چھپالیا تھا۔ پس ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کو پالیا۔ اور  
آپ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے پوچھا کیا تمہارے  
پاس اس کا کچھ حصہ ہے۔ میں نے کہا ضرور ہے۔ پھر میں نے وہ

بازو کا گوشت آپ کو دے دیا۔ جس کو کھاتے کھاتے آپ نے ختم کر دیا جب کہ آپ بھی محرم تھے۔ یہ حدیث زید بن اسلم نے عطاء بن یسار سے  
اور انہوں نے حضرت ابو قتادہ سے مجھے بیان کی۔

تشریح از شیخ منگوہی۔ الی امرأة من المهاجرین ممکن ہے یہ عورت سکونت کی وجہ سے ماجرین میں شمار کی گئی ہو

اگرچہ وہ نسب کے اعتبار سے ماجرین میں سے نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریا۔ بعض نسخوں میں امرأة من الانصار وارد ہوا ہے۔ اور ترجمۃ الباب کے بارے میں حافظؒ فرماتے

ہیں استنوب خواہ ذات ہو یا صنعت ہو۔ بہر حال دونوں بلا کر لہجہ جائز ہیں۔ اور میرے نزدیک اس ترجمہ اور آنے والے ترجمہ سے غرض  
امام بخاریؒ کی یہ ہے کہ یہ جو بہت سی روایات میں سوال کرنے کی مذمت بیان کی گئی ہے ان سے جو افراد مستثنیٰ ہیں ان کا بیان ان تراجم میں ہے

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو پانی مانگتا ہے

حضرت سلؒ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا  
کہ مجھے پانی پلاؤ۔

**باب من استسقی - وقال سهل**

**قال النبی ﷺ استسقی -**

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں ہمارے اس گھر میں

جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور پینے کا پانی  
مانگا۔ پس ہم نے اپنی ایک بھری کا دو دو ٹکالا اور میں نے اس میں

حدیث (۲۲۸۹) حدثنا خالد بن مخلد الع

سمعت انسا يقول اتانا رسول الله ﷺ في دارنا

هذه فاستسقى فحللنا له شاة لنا ثم شبت من ماء

بئرا هذه فاعطيته وابوبكر عن يساره وعمر تجاهه  
واعرابي عن يمينه فلما فرغ قال عمر هذا ابوبكر  
فاعطى الاعرابي ثم قال الايمنون الايمنون الا  
فيمنوا قال انس ففهي سنة ففهي سنة ثلاث مرات ..

اپنے کنویں کا پانی ملا دیا پس وہ کسی میں نے آپ کی خدمت میں  
پیش کی۔ آپ کے بائیں طرف حضرت ابو بکرؓ تھے آپ کے  
سامنے حضرت عمرؓ اور دائیں طرف ایک دیہاتی تھا جب آپ  
پینے سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ ابو بکر صدیقؓ ہیں

لیکن آپ نے وہ چاہا وہ پانی دیہاتی کو دے دیا۔ پھر فرمایا کہ دائیں طرف والوں کو مقدم کرو۔ اور دائیں طرف والوں کو مقدم کرو و خبردار  
دائیں طرف سے شروع کرو۔ حضرت انسؓ نے فرمایا پس یہی سنت ہے۔ پس یہی سنت ہے۔ پس یہی سنت ہے۔

## باب قبول هدية الصيد وقبل النبي عليه وسلم من ابي قتادة عضد الصيد ..

حدیث (۲۳۹۱) حدثنا سليمان بن حرب الخ  
عن انس قال انفعنا ارنبا بمر الظهران فسمى القوم  
فغلبوا فادركتها فاخذتها فاتيت بها ابا طلحة  
فذهبها وبعث بها الى رسول الله ﷺ بوركها  
او فخذوها قال فخذوها لاشك فيه فقبله قلت  
واكل منه قال واكلم منه ثم قال بعد قبله .....

ترجمہ۔ شکار کا ہدیہ قبول کرنا۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ  
نے حضرت ابو قتادہؓ سے شکار کے بازو کا گوشت قبول فرمایا

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ الظهران کے  
مقام پر ہم نے ایک خرگوش کو بھگایا پس قوم کے لوگ دوڑے مگر  
تھک گئے میں نے اس کو پالیا اور اسے پکڑ لیا۔ اور اسے ابو طلحہؓ کے  
پاس لے آیا جنہوں نے اسے ذبح کیا اور جناب رسول اللہ  
ﷺ کی خدمت میں اس کی سرین یا اس کی دونوں رانیں بھیج دیں  
پھر بلا شک فرمایا کہ دونوں رانیں بھیجیں جن کو آپؐ نے ان سے  
قبول فرمایا۔ میں نے پوچھا کیا آپؐ نے اس میں سے کھایا بھی۔  
فرمایا ہاں کھایا بھی۔ پھر اس کے بعد فرمایا اسے قبول کیا۔

حدیث (۲۳۹۲) حدثنا اسمعيل الخ عن  
عبد الله بن عباس عن الصعب بن جثامة انه اهدى  
لرسول الله ﷺ حمرا وحشيا وهو بالابواء  
او بودان فرد عليه فلما رأى مافي وجهه قال اما  
انا لم نرده عليك الا انا حرم .....

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ حضرت صعب بن  
جثامہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ  
ﷺ کی خدمت میں گور خر ہدیہ بھیجا اور وہ ابواء یا دوان میں  
تھے پس آپؐ نے اسے واپس کر دیا۔ جب ان کے چہرے میں  
ناراضگی کے آثار دیکھے تو فرمایا ہم نے اس کو آپ کی طرف  
اس لئے واپس کیا ہے کہ ہم محرم ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ قبول ہدیۃ الصيد چونکہ اس شکار کو حاصل کرنے میں کافی تحکات ہوتی ہے اسلئے اس سے وہم ہوتا تھا کہ شاید اس کا قبول کرنا ناجائز ہوگا۔ کیونکہ اس سے ہدیہ دینے والے کو ضرر لاحق ہوتا ہے۔

بورکھا او فخذیہا پہلے علی سبیل الشک اس کو ذکر کیا پھر لفظ معین کر کے بلاشک فخذیہا کا ذکر کیا۔ یا معنی یہ ہیں کہ شکایک اس اسناد کے بعض رواۃ میں سے کسی ایک کی طرف سے ہوا ہے۔ ورنہ دوسری اسناد سے معلوم ہو چکا کہ حضرت انسؓ نے بغیر شک کے فخذیہا فرمایا۔ یا معنی یہ ہیں کہ شک و رکھا کے اندر ہے۔ لیکن لفظ فخذیہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

ثم قال بعد قبلہ اس عبارت سے مقصد یہ ہے کہ اؤلا اکل منہ کا ذکر کیا پھر اس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ کھانا تو معلوم نہیں البتہ قبول کرنا یقینی امر ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ شیخ گنگوہیؒ نے ایک وہم کا دفعیہ کیا ہے آپ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے من اتبع الصيد فقد غفل یعنی جو شکار کے پیچھے دوڑا وہ غافل ہو گیا۔ واقعی شکار میں مشغول رہنا سبب غفلت ہے۔ اور اس کا ہدیہ قبول کرنا اس کی اعانت ہے تو اس ترجمہ سے مصنفؒ نے تنبیہ فرمائی کہ شکار میں زندگی بھر مشغول رہنا واقعی سبب غفلت ہے لیکن کبھی کبھار شغل کر لینا مباح ہے۔ البتہ لو ولعب کے طور پر شکار کرنا محل اختلاف ہے۔ امام مالکؒ مکروہ سمجھتے ہیں جمہور شکار کرنے کو مباح قرار دیتے ہیں کہ اس سے کھانے کا یا بیع کا نفع حاصل کیا جائے۔ البتہ اس کی کثرت واجبات اور بہت سے مندوبات سے مانع رہتی ہیں۔ اور غفلت شعار بنادیتی ہے۔ تو ہدیہ الصيد سے اس پر تنبیہ فرمادی۔

فخذیہا کے متعلق قطب گنگوہی نے کوکب دری میں بیان فرمایا ہے کہ مجھے دونوں تھے لیکن بعض میں ورنہ کا ذکر ہوا۔ اور بعض میں فخذین کا۔ چنانچہ مسلم میں ہے بورکھا فخذیہا۔

ثم قال بعده قبلہ کوکب دری میں شیخ گنگوہیؒ نے اس کی تقریر فرمائی ہے کہ اکل لازم القبول تھا اس کو تو اپنی جگہ رکھا لیکن حاد وحشی کو قبول نہیں فرمایا اس لئے کہ محرم ہونے کی وجہ سے اس کا کھانا جائز نہیں تھا۔ تو قبول بھی نہیں کیا۔ تو جب اکل النبی ﷺ کی تصریح فرمائی جو اس کے حقیقی معنی ہیں۔ تو سوال پیدا ہوا کہ کیا اکل کے یہاں بھی حقیقی معنی ہیں تو جواب ملا کہ نہیں اس کے لازم معنی قبول مراد ہیں۔ اس صحت سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے تصرفات لفظی معنوی ہیں روایات میں کثرت سے ہوتے رہتے ہیں۔ جب کہ ان سے معنی مرادی میں تغیر نہ آئے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔

## باب قبول الهدیۃ ترجمہ۔ ہدیہ کا قبول کرنا بھی جائز ہے

حدیث (۲۳۹۳) حدثنا ابراہیم بن موسیٰ الخ ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ لوگ عموماً اپنے ہدایا

عن عائشة ان الناس كانوا يتحرون بهديا هم يوم عائشة يبتغون بها ويبتغون بذلك مرضاة رسول الله ﷺ ...

حضرت عائشہؓ کی باری میں بھیجنے کی کوشش کرتے تھے جس سے ان کا مقصد جناب رسول اللہ ﷺ کی رضامندی حاصل کرنا ہوتا تھا۔

حدیث (۲۳۹۴) حدثنا ادم الخ عن ابن عباس قال اهدت ام حفيد خالة ابن عباس الى النبي ﷺ اقطاوسمناً واضباً فاكل النبي ﷺ من الاقط والسمن وترك الضب تقدراً قال ابن عباس فاكل على مائدة رسول الله ﷺ ولو كان حراماً ما اكل على مائدة رسول الله ﷺ .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی خالہ ام حنیفہؓ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیڑ لائی اور گوہ یعنی سوسمار کا ہدیہ بھیجا۔ آپؐ نے پیڑ اور گھی کو کھالیا لیکن گوہ یعنی سوسمار سے کرہتہ کرنے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بہر حال یہ گوہ آپؐ رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر کھائی گئی۔ اگر حرام ہوتی تو آپؐ رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر اسے نہ کھایا جاتا۔

حدیث (۲۳۹۵) حدثنا ابراهيم بن المنذر الخ عن ابی هريرة قال كان رسول الله ﷺ اذا اتى بطعام سال عنه اهدية ام هذقة فان قيل صدقة قال لاصحابه كلوا ولم ياكل وان قيل هدية ضرب بيده ﷺ فاكل معهم .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کوئی کھانا لایا جاتا تو آپؐ اس کے بارے میں دریافت فرماتے کہ کیا یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے۔ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپؐ اپنے ساتھیوں سے فرماتے کہ کھاؤ اور آپؐ خود نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ان کے ساتھ کھانا شروع کر دیتے۔

حدیث (۲۳۹۶) حدثنا محمد بن بشار الخ عن انس بن مالك قال اتى النبي ﷺ بلحم فقيل تصدق على بريدة قال هو لها صدقة ولنا هدية ...

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا۔ کہا گیا یہ حضرت بريدةؓ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ فرمایا یہ اس کے لئے صدقہ ہے ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

حدیث (۲۳۹۷) حدثنا محمد بن بشار الخ عن عائشة انها ارادت ان تشتري بريدة وانهم

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت بريدةؓ کے خرید کرنے کا ارادہ فرمایا اور یہ کہ ان کے مالکوں نے اس ولاء کی شرط

اشترطوا لاءھا فذكر للنبي ﷺ قال اشتریها فاعتقها فانما الولاء لمن اعتق واهدی لها لحم فقال النبی ﷺ هذا صدق علی بريرة هولها صدق قولنا هدية وخیر قال عبدالرحمن زوجها حرا وعبد قال شعبة سالت عبدالرحمن عن زوجها قال لا ادري احرا وعبد .....

اپنے لئے لگائی پس نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا تم اسکو خرید کر کے آزاد کر دو پس ولاء تو اس شخص کا ہو گا جس نے آزاد کیا۔ حضرت بریرہ کے لئے گوشت کا ہدیہ آیا تو جناب نبی اکرم ﷺ سے کہا گیا۔ کہ اس گوشت کا تو حضرت بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔ ہمارے لئے ہدیہ ہے اور حضرت بریرہ کو اختیار دیا گیا چاہے اسی خاوند کے پاس رہے

یا لگ ہو جائے۔ عبدالرحمن ازدی نے فرمایا اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام تھا۔ شعبہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن سے اس کے خاوند کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا مجھے معلوم نہیں وہ حر تھا یا عبد تھا۔

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے انہوں نے کہا نہیں مگر اس بھری کے گوشت میں سے کچھ حصہ ہے جو ام عطیہؓ نے بھیجا ہے۔ جس کو آپ نے صدقہ میں سے اس طرف بھیجا تھا۔ فرمایا بے شک وہ بھری اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئی۔

حدیث (۲۳۹۸) حدثنا محمد بن مقاتل ابو الحسن عن ام عطیة قالت دخل النبی ﷺ علی عائشة فقال عندکم شیء قالت لا الاشیء بعثت به ام عطیة من الشاة التي بعثت اليها من الصدقة قال انها بلغت محلها .....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لاندی احرا وعبد اس عبارت سے شعبہ کا مقصد یہ ہے کہ جب عبدالرحمن نے ہمیں حدیث بیان کی اس وقت ان کو خاوند کے حریا عبد ہونے کا کوئی علم نہیں تھا۔ بعد ازاں جب ان سے ملاقات ہوئی تو پھر پوچھا کہ شاید ان کو اس کا علم حاصل ہو گیا ہو۔ لیکن پھر بھی انہوں نے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا کہ حقیقت حال کا مجھے ابھی تک علم نہیں ہوا۔

من اهدی الی صاحبہ ویتحری اس روایت سے مقصد یہ ہے کہ ان حضرات کا یہ فعل عدل واجب کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ کیونکہ ان کو اس کا حکم نہیں تھا۔ اگر خاوند بھی ان کے فعل اور اس سلوک پر راضی ہو تب بھی اس سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ قلبی افعال ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا هذا قسمی فیما املك ولا توخذنی فیما تملك ولا املك کہ اے اللہ! یہ تو میری تقسیم ہے جن چیزوں کا میں مالک ہوں اور جن چیزوں کا تو مالک ہے ان میں میرا اختیار نہیں۔ اس پر ہم سے گرفت نہ فرمانا یعنی یہ محبت اختیار کی چیز ہے نہیں ہے۔ - عشق پہ زور نہیں یہ وہ آتش ہے کہ غالب جو لگائے نہ لگے اور بجائے نہ بجھے۔



تشریح از قاسمی۔ الضب گوہ کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ حرمت کے قائل ہیں۔ موطا امام محمدؒ میں ہے کہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو اس کے کھانے سے روکا۔ جب وہ سالکہ کو دینے لگیں تو آپؐ نے فرمایا جو چیز خود نہیں کھاتیں دوسرے کو کیوں دیتی ہو عن علیؓ نہی عن اکل الضب والضبع لناہدیه یعنی جب فقیر صدقات میں بیع اور ہدیہ وغیرہ کا تصرف کر سکتا ہے جیسے باقی املاک میں تصرفات کا مالک ہے۔

خیرت امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ان کا خاوند عبد تھا۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ وہ حرم تھا۔ بلغت محلها یعنی اس سے صدقہ کا حکم زائل ہو گیا۔ اب وہ ہمارے لئے حلال ہے۔

ترجمہ۔ جو شخص اپنے ساتھی کو ہدیہ دے اور اس کی بعض بیویوں کیلئے ہدیہ تلاش کرے بعض کیلئے نہ کرے

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ وہ میری باری کے دن اپنے ہدیہ لیا آپؐ کو بھیجیں۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میری سونکوں نے اکٹھے ہو کر آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر فرمایا تو آپؐ نے ان سے روگردانی فرمائی۔

## باب من اهدی الی صاحبه وتحرى بعض نسائه دون بعض

حدیث (۲۳۹۹) حدثنا سلیمان بن حرب الخ  
عن عائشةؓ قالت کان الناس يتحرون بهذا یاہم  
یومی وقالت ام سلمةؓ ان صواحبی اجتمعن  
فذکرت له فاعرض عنها ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات دو گروہوں میں بٹی ہوئی تھیں۔ ایک گروہ میں حضرت عائشہؓ، حصہؓ، صفیہؓ، اور سودہؓ تھیں۔ اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہؓ اور بقیہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات تھیں۔ مسلمان جان چکے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ سے محبت رکھتے ہیں پس جب کسی کے پاس کوئی ہدیہ ہوتا تھا اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ کو پہنچانا چاہتا تو وہ اس وقت تک مؤخر کر دیتا یہاں تک کہ آپؐ حضرت عائشہؓ کے گھر میں ہوتے تو صاحب ہدیہ حضرت عائشہؓ

حدیث (۲۳۰۰) حدثنا اسمعیل الخ عن  
عائشةؓ ان نساء رسول اللہ ﷺ كن حزین  
فحزب فیہ عائشةؓ وحفصةؓ وسودةؓ والحزب الآخر  
ام سلمةؓ وسائر نساء رسول اللہ ﷺ وكان  
المسلمون قد علموا حب رسول اللہ ﷺ عائشةؓ  
فاذا كنت عند احدہم ہدیہ یرید ان یریدہا الی  
رسول اللہ ﷺ اخرها حتی اذا کان رسول اللہ  
ﷺ فی بیت عائشةؓ بعث صاحب الہدیہ الی

رسول اللہ ﷺ فی بیت عائشة فکلم حکم حزب ام سلمة فقلن لها کلمی رسول اللہ ﷺ یکلم الناس فيقول من اراد ان يهدي الى رسول الله ﷺ هدية فليهده اليه حيث كان من بيوت نسائه فکلمته ام سلمة بما قلن فلم يقل لها شيئاً فسالنها فقالت ما قال لي شيئاً فقلن لها فکلميه قالت فکلمته حين دار اليها ايضاً فلم يقل لها شيئاً فسالنها فقالت ما قال لي شيئاً فقلن لها فکلميه حتى يكلمك فدار اليها فکلمته فقال لها تؤذيني في عائشة فان الوحي لم ياتني وانا في ثوب امرأة الاعائشة قالت فقالت اتوب الى الله من اذاك يا رسول الله ثم انهن دعون فاطمة بنت رسول الله ﷺ فارسلن الى رسول الله ﷺ تقول ان نساءك ينشدنك الله العدل في بنت ابی بکر فکلمته فقال يا بنیة الاتحبين ما احب قالت بلی فرجع اليهن فاخبرتهن فقلب ارجعی اليه فابت ان ترجع فارسلن زينب بنت جحش فاتته فاغلظت وقالت ان نساءك ينشدنك الله العدل في بنت ابن ابی قحافة فرفعت صوتها حتى تناولت عائشة وهي قاعدة فسبتها حتى ان رسول الله ﷺ لينظر الى عائشة هل تکلم قال فتکلمت عائشة ترد

کے گھر میں حد یہ بھیجتا حضرت ام سلمہؓ کے گروہ کی چہ میگوئیاں شروع ہوئیں جنہوں نے حضرت ام سلمہؓ سے کہا کہ آپ جناب رسول اللہ ﷺ سے بات کریں جو لوگوں سے کہیں کہ جو شخص جناب رسول اللہ ﷺ کو حد یہ دینا چاہے تو جس لی لی کے گھر آپ موجود ہوں وہاں پہنچایا جائے تو جو کچھ ان حضرات نے کہا تھا اس کے بارے میں حضرت ام سلمہؓ نے آپ سے بات چیت کی حضور انور ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا جس پر بیبیوں نے سوال کیا تو حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا مجھے تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے کہا آپ پھر سے بات کریں چنانچہ جب آنحضرت ﷺ پھرتے پھراتے ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے پھر بات چیت کی لیکن ان کو کوئی جواب نہ ملا تو سب یہاں کہنے لگیں کہ آپ اس وقت تک بات چیت کرتی رہیں جبکہ آپ حضور انور ﷺ اس بارے میں آپ کو جواب نہ دیں چنانچہ جب حضور انور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے بات چیت شروع کی جس پر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ مجھے عائشہؓ کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ سوائے عائشہؓ کے مجھے کسی لی لی کے ہنر پر وحی نہیں آتی حضرت ام سلمہؓ فرمائے لگیں یا رسول اللہ! آپ کو تکلیف پہنچانے سے میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی ہوں۔ پھر ان سب نے حضرت نبی اکرم ﷺ کی صاحب زادی حضرت فاطمہؓ کو بلا کر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ جا کر یہ کہیں کہ آپ کی ازواج مطہرات آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتی ہیں کہ آپ ابو بکرؓ کی بیٹی کی بارے میں ہم سے انصاف کریں چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے بھی جا کر آپ سے بات چیت کی تو آپ نے فرمایا اے بیٹی

علی زینب حتی اسکتھا قالت فنظر النبی ﷺ  
الی عائشة وقال انه بنت ابی بکر قال البخاری  
الکلام الاخیر قصۃ فاطمۃ یدکر عن هشام بن  
عروۃ عن رجل وقال ابو مروان عن هشام عن  
عروۃ کان الناس ینحرون بهدایا هم یوم عائشة  
وعن هشام الی آخر السند قالت عائشة کنت  
عند النبی ﷺ فاستاذنت فاطمۃ .....

کیا تو اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں  
انہوں نے فرمایا کیوں نہیں۔ تو حضرت فاطمہ الزہراءؑ نے واپس  
جا کر ان کو خبر دی۔ وہ کہنے لگیں کہ پھر جا کر بات کریں لیکن  
حضرت فاطمہؑ نے واپس جانے سے انکار کر دیا تو ان حضرات نے  
زینب بنت جحشؓ کو بھیجا جنہوں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر  
ہو کر سخت کلامی شروع کر دی۔ اور کہنے لگیں کہ آپؐ کی ازواج  
مطہرات آپؐ کو اللہ کی قسم دے کر کہتی ہیں کہ آپؐ ابو قافہ کے  
بچے کی بیٹی کے بارے میں ہمارے ساتھ انصاف برتیں

جس پر انہوں نے اپنی آواز بلند کر لی یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ سے لے دے شروع کر دی جو بیٹھی ہوئی تھیں۔ بلکہ ان کو گالی بھی دی جناب  
رسول اللہ ﷺ اس بات کے منتظر تھے کہ دیکھو حضرت عائشہؓ بھی بات کرتی ہیں چنانچہ حضرت عائشہؓ بولیں اور حضرت زینبؓ کو جواب دیتی  
رہیں یہاں تک کہ انہیں چپ کر دیا جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آخر وہ بھی ابو بکرؓ کی بیٹی ہے۔  
ابو مروان کی سند سے عروہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عائشہؓ کے باری کے دن بدایا پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ دوسری سند سے ہے کہ  
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس تھی کہ حضرت فاطمہؓ نے اجازت طلب کی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ شاید حضرت صفیہؓ اور سودہؓ نے حضرت عائشہؓ اور حصہؓ کا ساتھ اس لئے دیا ہو کہ اگر ہم نے ان کا  
ساتھ نہ دیا تو کہیں ہم کو ایسی مصیبت پیش نہ آجائے جو ہمیں بری لگے۔ نیز! حضرت صفیہؓ وہ تو غریب الدیار تھیں کیونکہ وہ حبشہ بنی اخطب  
یہودی کی بیٹی تھیں۔ وہ قریش کے خاندان میں سے بھی نہیں تھیں۔ اور حضرت سودہؓ اپنی کبر سنی اور آنحضرت ﷺ کی تھوڑی رغبت  
کی وجہ سے ان کا ساتھ دینے پر مجبور تھیں۔ باقی ازواج مطہرات اپنے آپ کو حضرت عائشہؓ اور حصہؓ کے برابر سمجھتی تھیں اس لئے وہ ان دو  
حضرات کے سامنے نہیں جھکتی تھیں۔ اور نہ ہی ان سے صلح کرتی تھیں اس لئے دو گروہ ہو گئے۔

فارسلن زینبؓ چونکہ حضرت زینبؓ جذباتی تھیں اسلئے پہلی مرتبہ انہوں نے آپؐ کو نہیں بھیجا اور نہ معاملہ اور خراب ہو جاتا۔  
وانہا بنت ابی بکرؓ اور حضرت ابو بکرؓ تمام صحابہ کرامؓ میں سے زیادہ عالم۔ فصیح اور لطیف تھے۔ جیسا کہ سقیفہ بنی ساعدہ  
کی بات چیت سے پتہ چلتا ہے۔ اسی بنا پر تو حضرت عمرؓ نے گفتگو کرنا ان کے سپرد کر دیا تھا۔

فان الوحی لم یأتنی اس سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عائشہؓ کا مقام بلند معلوم ہوتا ہے۔ آپؐ نبی اکرم ﷺ کا مقصد  
یہ تھا کہ میرا ان سے محبت کرنا کسی قوی سبب کی وجہ سے ہے۔ اور بھی بہت سے فضائل حضرت عائشہؓ میں پائے جاتے ہیں۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ حضرت منیہؓ نے حضرت عائشہؓ اور حصہؓ کی فضیلت کے بارے میں مکالمہ کیا تھا چونکہ وہ عقلمند تھیں جب آنحضرت ﷺ کی محبت کا اندازہ کر لیا تو ان کے ساتھ ہو گئیں۔ سو وہ حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی تھی اور وہ آپ سے ڈرتی بھی تھیں۔ خمسہ باقیہ حضرت ام سلمہؓ۔ زینبؓ بنت جحش۔ میمونہؓ بنت الحارث۔ ام حبیبہؓ۔ اور حضرت جویریہؓ ہیں اور ان سجدے کے لئے کہ حضرت زینبؓ بنت خزیمہؓ کی وفات حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کرنے سے پہلے واقع ہوئی۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ ان کے گھر میں سکونت پذیر ہوئیں۔ حضرت زینبؓ اور حضرت عائشہؓ کا مکالمہ جو حضور انور ﷺ کی موجودگی میں ہوا جس میں گالی گلوچ تک نوبت پہنچی۔ میرے نزدیک بہترین جواب یہ ہے کہ حضرت زینبؓ کی سخت کلامی جناب رسول اللہ ﷺ پر تھی نہ کہ حضرت عائشہؓ پر اور آپؐ کا بدلہ لینا اور اعتراضات کا دفع کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

**انہا بنت ابی بکرؓ** حافظؒ فرماتے ہیں کہ شریفہ عاقلہ۔ اور باپ کی طرح عارفہ تھیں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اجمود فہما وادق نظراً تھیں۔ کہ نہایت سمجھ دار اور باریک بین تھیں۔ اور آپؐ کا مقصود حضرت عائشہؓ کے بارے میں دفع قنہ تھا۔ اگر فریقین کے دل کی بھڑاس نہ نکلتی تو قصہ دراز ہو جاتا اچھا ہوا آپؐ کے سامنے قصہ کوتاہ ہو گیا۔

**ترجمہ۔** جو جو ہدیے واپس نہیں لوٹانے چاہئیں

**باب ما لا یردون من الہدیۃ**

**ترجمہ۔** حضرت ثمامہ بن عبد اللہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں عزرہ انصار کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے خوشبو عطا فرمائی۔ فرمایا کہ حضرت انسؓ خوشبو کو رد نہیں فرماتے تھے اور فرمایا کہ حضرت انسؓ فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم ﷺ خوشبو کو رد نہیں فرمایا کرتے تھے۔

حدیث (۲۴۰۱) حدثنا ابو عمر الخ  
حدثنی ثمامہ بن عبد اللہ قال دخلت علیہ فناولنی  
طیباً قال کان انسؓ لا یرد الطیب قال وزعم انسؓ  
ان النبی ﷺ کان لا یرد الطیب .....

**تشریح از قاسمیؒ**۔ ترمذی شریف میں ہے کہ تین چیزیں رد نہیں کرنی چاہئیں نکلیہ۔ تیل خوشبو اور دودھ۔ امام بخاریؒ نے

مالا یرد من الہدیۃ میں ترجمہ کو مبہم رکھا۔ اور حدیث سے اس کی وضاحت کر دی کہ وہ خوشبو ہے۔

**ترجمہ۔** مویہ چیز موجود نہ ہو تو اس کا ہبہ کرنا بھی جائز ہے

**باب من رای الہبۃ الغائبۃ جائزۃ**

**ترجمہ۔** حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ مسور بن مخرمہ اور مروان نے ان کو خبر دی کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں

حدیث (۲۴۰۲) حدثنا سعید بن ابی مریم الخ  
ذکر عروۃ ان المسور بن مخرمۃؓ ومروان اخبراه

ان النبی ﷺ حين جاءه وفد هوازن قام في الناس  
فأثنى على الله بما هو أهله ثم قال أما بعد فإن  
أخوانكم جاءونا تائبين واني رأيت أن ارد إليهم  
سبيهم فمن أحب منكم أن يطيب ذلك فليفعل  
ومن أحب أن يكون على حظه حتى نعطيهم إياه  
من أول ما يفي الله علينا فقال الناس طيبنا لك ..

جب هوازن قبیلہ کا وفد آیا تو آپؐ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر  
اللہ تعالیٰ کی ثنائیاں کی جس کا وہ اہل ہے بعد ازاں فرمایا کہ  
تمہارے یہ بھائی توبہ تائب ہو کر آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ  
ان کی قیدی عورتیں چے ان کو واپس کر دیں پس جو شخص تم میں  
سے خوشی کے ساتھ یہ کرنا چاہے کر لے اور جو اپنا حصہ پہلے  
پہل جو فیہی کا مال اللہ تعالیٰ ہمیں دیں گے اس میں سے ہم اس کو  
عطا کریں گے۔ تو سب نے کہا ہم خوش دلی سے اس کو کرنے  
کے لئے تیار ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس باب سے امام ابو حنیفہؒ پر اعتراض اس لئے وارد نہیں ہو سکتا کہ غائبانہ ہبہ تو وہ بھی جائز  
قرار دیتے ہیں۔ البتہ ہبہ کی تکمیل کے لئے قبضہ کو ضروری فرماتے ہیں۔ تو قبض سے پہلے ہبہ تمام نہ ہوا۔ یا یہ کہ روایت میں صرف وعدہ  
ہے۔ اس لئے امام صاحبؒ پر اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ ان ارد الیہم سبیہم اور طیبنا ذلك لغطیہ اباد یہ تینوں جملوں سے ترجمہ  
ثابت فرما رہے ہیں۔ مگر ہر شخص جانتا ہے کہ یہ ہبہ نہیں ہے۔ ان میں تو صرف وعدہ کیا جا رہا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ کی مناسبت معنی حدیث سے لی گئی ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اپنی قیدی  
عورتوں کو تقسیم سے پہلے چھوڑ دیا جو غائب کے معنی میں ہے اور پھر اسے ترک کر دینا ہبہ کے معنی میں ہے حالانکہ اس تقریر میں کئی طرح  
سے مناقشہ ہے۔ پہلا تو یہ کہ وہ تقسیم سے پہلے کسی چیز کے مالک نہیں بنے اگرچہ مستحق تھے۔ دوسرے یہ کہ ترک پر ہبہ کا اطلاق تعجب خیز  
ہے۔ تیسرا یہ کہ یہ تو شیشی مجہول کا ہبہ ہے۔ اس لئے تقسیم سے پہلے جس چیز کے وہ لوگ مستحق ہیں وہ غیر معلوم ہے۔ چوتھا یہ کہ ہبہ کو  
غائب سے موصوف قرار دینا بھی قابل غور ہے۔ یہ سب مناقشات اسی ترجمہ کے منعقد کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔

تمامہا علی القبض اس سے ایک مشہور اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے۔ اکثر فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ مکمل اور موزون چیز  
میں صدقہ اور ہبہ تب لازم ہوں گے جب کہ قبضہ ہوگا۔ البتہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ محض عقد سے ہی ہبہ اور صدقہ لازم ہوگا۔ کیونکہ یہ  
تبرع ہے جس میں قبضہ شرط نہیں۔ جیسے ودیعت اور وقف میں قبض شرط نہیں۔ احناف کا مستدل اجماع صحابہ کرامؓ ہیں۔ جو فرماتے ہیں کہ  
لا تجوز الهبة الا مقبوضة غیر مکمل و موزون میں محض عقد سے ہی ہبہ لازم ہو جائے گا۔ امام احمدؒ اور اکثر اہل العلم فرماتے ہیں کہ  
جمع اشیاء میں ہبہ بغیر قبضہ کے لازم نہیں ہوگا۔

## باب المكافأة في الهبة

ترجمہ۔ ہبہ میں بدلہ دینا

حدیث (۲۴۰۳) حدثنا مسدد الخ عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ يقبل الهدية ويثيب عليها لم يذكر وكيع ومحاضر عن هشام عن ابيه عن عائشة.....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول کرتے تھے اور اس پر بدلہ دیتے تھے۔ استدلال قرآنی آیت سے ہے اذاحییتکم بتحیة فحیو باحسن منها اور دواہا کہ جب تم پر سلام کیا جائے تو اس سے اچھے کے ساتھ جواب دو یا اسی کو رد کر دو۔

## باب الهبة للولد

ترجمہ۔ بیٹے کے لئے ہبہ کرنا

لم یجز حتی یعدل بینہم ویعطی الاخرین مثله ولا یشہد علیہ وقال النبی ﷺ اعدلوا بین اولادکم فی العطیة وهل للوالد ان یرجع فی عطیتہ وما یاکل من مال ولده بالمعروف ولا یتعدی واشتری النبی ﷺ من عمر بن عبدالمطلب اعطاه ابن عمر وقال اصنع به ما شئت.....

ترجمہ۔ جب کسی شخص نے اپنی کچھ اولاد کو کچھ دیا تو جائز نہیں جب تک کہ تمام بیٹوں میں برابری اور انصاف نہ کرے اور دوسرے بیٹوں کو بھی اسی طرح عطا کرے اور اس پر گواہ نہ بنایا جائے۔ اور حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کے درمیان عطیہ میں عدل و انصاف کرو کیا والد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے عطیہ میں رجوع کرے اور کیا والد اپنی اولاد کے مال میں دستور کے مطابق کھا سکتا ہے۔ البتہ زیادتی نہ کرے جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے اونٹ خرید اور پھر حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہؓ کو وہ اونٹ دے دیا فرمایا جو تمہاری مرضی آئے اس کے ساتھ سلوک کرو۔

حدیث (۱۴۰۴) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ عن النعمان بن بشير ان اباه اتى به الى رسول الله ﷺ فقال انى نحللت ابني هذا غلاماً فقال اكل ولدك نحللت مثله قال لا قال فارجمه.....

ترجمہ۔ نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ ان کا باپ انہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا پس فرمایا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بہہ کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ آپؐ نے اپنی تمام اولاد کو اسی طرح ہبہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا اسے واپس کرو۔

تشریح از شیخ نگلوہیؒ۔ اگر عدم جواز سے عدم صلاحیت مراد ہے تو مسلم ہے اور روایت بھی واضح طور پر اس پر دلالت کرتی ہے

اگر اس سے مراد یہ ہے کہ بہہ سرے سے واقع بھی نہیں ہوا تو یہ مسلم نہیں اس لئے کہ روایت اس کے خلاف پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ ارجاع بغیر بہہ کے ممکن ہی نہیں۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ چار احکام پر مشتمل ہے۔ اول بہہ للولد۔ اس ترجمہ کی ضرورت

اس لئے پیش آئی کہ اس سے اشکال کو رفع کرنا ہے جو اس حدیث سے پیدا ہوتا ہے کہ انت و مالک لایبیک یعنی تُو اور تیر مال تیرے باپ کا ہے۔ اس لئے کہ جب ولد کا مال والد کا ہوا تو اب اگر باپ نے بیٹے کو کوئی چیز بہہ کی تو گویا کہ اپنے آپ کو بہہ کیا۔ تو ترجمہ میں اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا۔ اور حدیث باب عدل واجب کرنے والوں کے لئے حجت ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ والد اپنی بہہ چیز سے رجوع کر سکتا ہے بھی اختلافی مسئلہ ہے۔ بعض حضرات صدقہ اور بہہ میں فرق کرتے ہیں۔ کہ صدقہ سے تو رجوع کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ اس سے تو ثواب آخر مطلوب ہوتا ہے۔ بہہ میں رجوع کر سکتا ہے۔ چوتھا حکم یہ ہے کہ والد ولد کے مال سے دستور کے مطابق کھا سکتا ہے۔ اور اس کو اس طرح ثابت کیا ہے کہ جب والد ولد کے مال سے بالاتفاق عند الحاجة کھا سکتا ہے تو بہہ شدہ چیز بطریق اولیٰ واپس لے سکتا ہے۔ احناف کا مسئلہ حضرت عمر بن الخطابؓ کا ارشاد ہے۔ من و ہب ہبۃ ذی رحم محرم او علی وجہ صدقۃ فانہ لا یرجع یعنی جس نے کسی قریبی رشتہ دار کو بہہ کیا یا صدقہ کی نیت سے بہہ کیا تو وہ اس میں رجوع نہیں کر سکتا۔

ترجمہ۔ بہہ میں گواہ بنانا

## باب الاشهاد فی الهبة

ترجمہ۔ نعمان بن بشیرؓ منبر پر کھڑے ہو کر فرما رہے تھے کہ مجھے میرے باپ نے کچھ عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہؓ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک آپ جناب رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہ بنالیں چنانچہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور فرمایا کہ میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہؓ سے ہے کچھ عطیہ دیا ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ یا رسول اللہ اس پر میں آپ کو گواہ بناؤں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اپنی باقی اولاد کو بھی اس کی طرح دیا ہے انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور اپنی اولاد میں انصاف کرو چنانچہ انہوں نے واپس آکر وہ عطیہ واپس لے لیا۔

حدیث (۲۴۰۵) حدثنا جابر بن عمرؓ سمعت النعمان بن بشیرؓ وهو علی المنبر يقول اعطانی ابی عطیة فقالت عمرہ بنت رواحہ لا ارضی حتی تشهد رسول اللہ ﷺ فاتی رسول اللہ ﷺ فقال انی اعطیت ابنی من عمرہ بنت رواحہ عطیة فامرتنی ان اشهدک یا رسول اللہ قال اعطیت سائر ولدک مثل هذا قال لا قال فاتفقوا واعدلوا بین اولادکم قال فارجع فرد عطیة ...

## باب هبة الرجل لامرأته والمرأة لزوجها -

ترجمہ۔ مرد اپنی بیوی کو ہبہ کرے  
یا بیوی اپنے خاوند کو ہبہ کرے۔

ترجمہ۔ تو ابو ابراہیمؓ فرماتے ہیں کہ ہبہ جائز ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ فرماتے ہیں کہ بھریہ دونوں رجوع نہ کریں اور جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیبیوں سے اجازت طلب کی کہ وہ حضرت عائشہؓ کے گھر بھاری کے لیام گذاریں گے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا ہے ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے میں عود کرنے والا ہے اور امام زہریؒ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جس مرد نے اپنی بیوی سے کما کہ مجھے اپنے مر کا کچھ حصہ یا سارا ہبہ کر دو پھر تمہاری سی دیر ٹھہرا کر اس نے بیوی کو طلاق دے دی۔ تو وہ عورت اپنے مر میں رجوع کر سکتی ہے۔ فرمایا کہ اگر اس نے

بیوی سے دھوکہ کر کے ایسا کیا ہے تو حق مرا سے واپس کر دے مگر اس نے خوش دلی سے اس کو حق مر دیا ہے کہ مرد کے معاملہ میں کوئی دھوکہ بازی نہیں تھی تو جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے پس اگر وہ عورتیں خوشی سے کوئی چیز تمہیں دے دیں تو اسے رچتا چتا کھا سکتے ہو۔

ترجمہ۔ حضرت عبید اللہ بن عبد اللہؓ خبر دیتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب نبی اکرم ﷺ بھار ہوئے اور درد آپؐ کا شدید ہوا تو آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ آپؐ میرے گھر میں بھاری کے لیام گذاریں گے تو بیبیوں نے آپؐ کو اجازت دے دی تو آپؐ دو آدمیوں کے درمیان اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپؐ کے دونوں پاؤں مبارک زمین پر خط کھینچتے تھے اور آپؐ حضرت عباسؓ اور ایک دوسرے آدمی کے درمیان تھے حضرت عبید اللہؓ فرماتے ہیں کہ جو کچھ حضرت عائشہؓ نے فرمایا وہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے

وقال ابراهيم جازة وقال عمر بن عبد العزيز لا يرجعان واستاذن النبي ﷺ نساءه ان يمرض في بيت عائشة وقال النبي ﷺ العائد في هبته كالكلب يعود في قيئه وقال الزهري فيمن قال لامرأته هبي لي بعض صداقك او كله ثم لم يمكث الا يسيراً حتى طلقها فرجعت فيه قال يرد اليها ان كان خلبها وان كانت اعطته عن طيب نفس ليس في شيء من امره خديعة جاز قال الله تعالى فان طبن لكم عن شيء منه نفساً .....

حدیث (۲۴۰۶) حدثنا ابراهيم بن موسى الع اخبرني عبيد الله بن عبد الله قالت عائشة لما نقل النبي ﷺ فاشتد وجعه استاذن ازواجه ان يمرض في بيتي فاذن له فخرج بين رجلين تخط رجلاه الارض وكان بين العباس وبين رجل اخر فقال عبيد الله فذكرت لابن عباس ما قالت عائشة فقال لي وهل تدري من الرجل الذي لم تسم عائشة قلت لا قال هو علي بن ابي طالب .....



میان کر دیا۔ تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں پتہ ہے وہ دوسرا آدمی جس کا حضرت عائشہؓ نے نام نہیں لیا وہ کون تھا میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا وہ علی بن ابی طالبؓ تھے۔

حدیث (۲۴۰۷) حدثنا مسلم بن ابراہیم النجاشی عن ابن عباسؓ قال قال النبی ﷺ العائد فی ہبتہ کالکلب یقئ ثم یعود فی قیتہ ..... ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے بہہ میں عود کرنے والا اس کتے کی طرح ہے جو تے کرتا ہے پھر اپنی تے میں عود کرتا ہے۔

تشریح از شیخ انگلوہیؒ۔ یردۃ الیہا اگر اس سے مراد یہ ہے کہ حماس کو واپس کرے کہ اس کا کھانا بھی مرد کے لئے جائز نہ ہو۔ تو یہ مذہب حنفیہ کے خلاف ہے۔ امام زہریؒ کی مخالفت ان کے لئے ضرور رساں نہیں ہے۔ اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ مروت اور اخلاقی طور پر اس کا واپس لینا اچھا نہیں تو یہ مسلم ہے۔ اور آیت کریمہؑ پہلے مطلب پر باعتبار مفہوم مخالف کے دلالت کرتی ہے اور احتلاف کے نزدیک مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہے۔

العائد فی ہبتہ الخ اس حدیث کو اس باب میں لانے کا مقصود یہ ثابت کرنا ہے کہ مرد جو کچھ اپنی بیوی کو دے۔ نہ وہ اس میں رجوع کرے اور نہ ہی بیوی کے لئے مناسب ہے کہ وہ مرد سے اس چیز کو لوٹائے جو اس نے اسے بہہ کی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ تفصیل جو امام بخاریؒ نے ذکر فرمائی ہے کہ اگر خاوند نے دھوکہ دہی سے حق مہر معاف کر کے پھر اسے طلاق دے دی تو عورت حق مہر واپس لے سکتی ہے ورنہ نہیں لے سکتی۔ یہ قول امام مالکؒ کا ہے۔ بحر طیبہ گواہ قائم ہوں اور بعض نے کہا نہیں۔ بہر حال عورت کا قول مقبول ہوگا۔ جائین کی طرف سے بہر حال رجوع نہ ہو۔ یہ جمہور کا قول ہے۔ اور تفصیل جو امام زہریؒ نے نقل کی ہے یہ حضرت شریحؒ کا مسلک ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر شوہر بیوی سے دھوکہ بھی کرے پھر بھی اسے رجوع نہ کرنا چاہیے۔ امام بخاریؒ کا میلان بھی عدم رجوع کی طرف ہے۔ جیسے کہ آثار اس پر دلالت کرتے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ان یمرض ترجمہ سے مطابقت اس طرح ثابت ہوئی کہ ازواج مطہرات نے اپنے جن حقوق کو معاف کر دیا انہوں نے ماضی میں رجوع نہیں کیا۔ اس صورت میں بہہ کے لغوی معنی مراد ہوں گے۔

باب ہبۃ المرأة لغير زوجها ترجمہ۔ بیوی اپنے خاوند کے علاوہ کسی پر بہہ کرے

وعقھا اذا کان لہ زوج فھو جائز اذا لم تکن سفیہا فاذا کانت سفیہا لم یجز قال اللہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفھاء اموالکم ترجمہ۔ اگر وہ اپنے خاوند کو آزاد کر دے اگر وہ بے وقوف نہیں ہے تو یہ عقی جائز ہے۔ اور بے وقوف ہے تو پھر جائز نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے وقوفوں کو اپنا مال نہ دو۔

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس اور تو کو کی مال نہیں ہے۔ جو حضرت زہیرؓ نے مجھے مر میں دیا تھا کیا میں اس کا صدقہ کر سکتی ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ کرو اور محفوظ کر کے نہ کرو کہیں تم پر بدش نہ کی جائے۔

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خرچ کرتی رہو۔ اور گن گن کر نہ روکو۔ کہیں اللہ تعالیٰ تم پر رکاوٹ نہ کر دے۔ اور نہ ہی اسے محفوظ کر لو کہ کہیں اللہ تعالیٰ تم پر بدش نہ کر دے۔

ترجمہ۔ حضرت کریمؓ حضرت ابن عباسؓ کے غلام سے مروی ہے کہ حضرت میمونہ بنت الحارثؓ نے انہیں خبر دی کہ حضرت میمونہؓ نے ایک باندی آزاد کر دی اور جناب نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب نہ کی۔ پس جب ان کی بادی کا دن آیا جس میں آنحضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لایا کرتے تھے تو فرماتے لگیں یا رسول اللہ! کیا آپ کو علم ہے کہ میں نے اپنی باندی آزاد کر دی آپؐ نے فرمایا کہ آپ ایسا کر چکی ہیں انہوں نے فرمایا ہاں! جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اگر آپ وہ باندی اپنے ماموں کو دے دیتی تو تجھے بہت بڑا ثواب ہوتا۔ بحر کی سند میں ہے کہ حضرت کریمؓ نے فرمایا حضرت میمونہؓ نے آزاد کر دی۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیبیوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے جس میں فی کا نام نکل آتا تو اسی کو اپنے ہمراہ سفر میں لے جاتے اور آپؐ اپنی ہر بیوی کیلئے ان کا دن اور رات

حدیث (۲۴۰۸) حدثنا ابو عاصم الخ  
عن اسماءؓ قالت قلت يا رسول الله مالي مال  
الا ما دخل علي الزبيرؓ فاتصدق قال تصدقي  
ولا تنوعي فيوعي عليك.....

حدیث (۲۴۰۹) حدثنا عبد الله بن سعيد الخ  
عن اسماء ان رسول الله ﷺ قال انفق ولا تحصى  
فيحصى الله عليك ولا تنوعي فيوعي الله عليك...

حدیث (۲۴۱۰) حدثنا يحيى بن بكير الخ  
عن كريب مولى ابن عباسؓ ان ميمونة بنت  
الحارث اخبرتها انها اعتقت وليدة ولم تستاذن  
النبي ﷺ فلما كان يومها الذي يدور عليها فيه  
قالت اشعرت يا رسول الله اني اعتقت وليدة  
قال او فعلت قالت نعم قال امانك لو اعطيتها  
اخوالك كان اعظم لاجورك وقال بكربن مضر  
عن عمرو عن بكير عن كريب ان ميمونة اعتقت

حدیث (۲۴۱۱) حدثنا حبان بن موسى الخ  
عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ اذا اراد  
سفرأ اقرع بين نسائه فايتهن خرج سهمها خرج  
بها معهن وكان يقسم لكل امرأة منهن يومها وليتها

غیر ان سودۃ بنت زمعہ و ہبت یومہا و لیلہا  
لعائشۃ زوج النبی ﷺ تبتغی بذلك رضا  
رسول اللہ ﷺ ....  
مقرر فرماتے سوائے حضرت سودہ بنت زمعہ کے جس نے  
اپنے دن اور رات کی باری حضرت عائشہ زوج النبی ﷺ  
کے لئے بہہ کر دی تھی۔ جس سے انکا مقصد جناب نبی اکرم  
ﷺ کی رضامندی طلب کرنا تھا۔

تشریح از شیخ نگلوہی۔ چونکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا تھا کہ عورت اپنے مال میں بغیر خاوند کی اجازت کے تصرف  
نہیں کر سکتی۔ تو مؤلف بیان فرما رہے ہیں کہ اس حدیث کی وجہ سے اگرچہ عورت کا تصرف اپنے مال میں خلاف اولیٰ ہے لیکن اگر وہ کر لے تو  
اس کا تصرف نافذ ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ جمہور تو عورت کے تصرف فی مالہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ بغیر اذن زوجہا۔ طاؤس مطلقاً ممنوع  
کہتے ہیں۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ عورت اپنے ٹمٹ مال میں سے تو بغیر اجازت خاوند کے دے سکتی ہے زیادہ نہیں دے سکتی۔ اگرچہ  
رشیدہ بھی کیوں نہ ہو۔ جمہور کا استدلال کتاب و سنت کی آیات اور آثار کثیرہ ہیں۔ احادیث باب بھی دال ہیں امام مالک ان کو شیعہ یسیر پر  
محمول فرماتے ہیں وہ اس کو وصیت پر محمول کرتے ہیں۔

تشریح از قاسمی۔ سفیہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ دین اور دنیاوی امور کے سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو۔ تصدقی یہ  
محل ترجمہ ہے کہ آپ نے ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا یہ نہیں فرمایا کہ حضرت زبیرؓ سے اجازت طلب کرو۔ اگر سوال ہو کہ ترجمہ میں بہہ  
ہے اور حدیث سے صدقہ کا ثبوت ہوتا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ بہہ کے لغوی معنی خراج ہیں جو صدقہ کو بھی شامل ہیں۔  
لاتوعی ای لاتجعلی الوعاء لاتحصی احصاء سے ہے جس کے معنی احاطہ کرنے کے ہیں۔ کہ اگر تم نے ذخیرہ  
بنا کر رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت روک لے گا۔

اخوالک ان کے احوال بنو ہلال میں سے تھے۔ ان کی والدہ کانام ہند بنت عون تھا۔  
وہبت یومہا و لیلہا یہ موضع ترجمہ ہے اب اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ حضرت سودہ کا بہہ زوج کیلئے تھا یا ضرورت  
کی بنا پر تھا۔ ترجمہ ہے مطابقت ان لوگوں کے قول کے مطابق ہوگی جو یہ بہہ ضرورت کی بنا پر کہتے ہیں۔ زوج کی صورت میں نہ ہوگی۔

باب بمن یبدأ بالہدیۃ ترجمہ۔ ہدیہ کی ابتدا کس شخص سے کی جائے

وقال بکر عن عمرو عن بکیر عن کربب مولیٰ ترجمہ۔ حضرت میمونہؓ نے اپنی باندی آزاد فرمائی تو جناب

نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر تو اپنے بعض ماموں سے صلہ رحمی کرتی تیرے لئے بہت اجر ہوتا۔

ابن عباسؓ ان میمونۃ زوج النبی ﷺ اعتقت ولیدۃ لها فقال لها ولو وصلت بعض احوالك كان اعظم لاجرك.....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے دو پردوسی ہیں ان میں سے کس کی طرف ہدیہ بھیجوں آپؐ نے فرمایا جس کا دروازہ تیرے زیادہ قریب ہو۔

حدیث (۲۴۱۲) حدثنا محمد بن بشار الخ عن عائشة قالت قلت يا رسول الله ان لي جارین فالی ایہما اهدی قال الی اقربہما منک باباً....

تشریح از قاسمی۔ فقال لها ای لمیونۃ اس حدیث میں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو عتق ولیدہ ہے۔ اور دوسرا صلہ رحمی ہے جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صلہ رحمی کا ثواب عتق سے زیادہ ہوتا۔ اور اس مقام پر ہدیہ بمعنی صلہ کے ہے۔

ترجمہ باب اس شخص کے بارے میں جو کسی وجہ سے ہدیہ قبول نہ کرے۔

### باب من لم یقبل الهدیہ لعلہ

ترجمہ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے فرمایا ہدیہ تو جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہوتا تھا آج کل تو رشوت ہے۔

وقال عمر بن عبدالعزیز كانت الهدیہ فی زمن رسول الله ﷺ ہدیۃ والیوم رشوة..

ترجمہ۔ حضرت مصعب بن جثامہؓ لیشیؓ جو اصحاب نبی اکرم ﷺ میں سے تھے خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے ابواء یا ودان میں آنحضرت رسول اللہ ﷺ کو گور خر کا ہدیہ پیش کیا جب کہ آپؐ محرم تھے پس آپؐ نے اس کو واپس کر دیا۔ حضرت مصعبؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب نبی اکرم ﷺ نے میرے ہدیہ کے واپس کرنے کے اثر کو میرے چہرے میں محسوس کیا فرمایا کہ یہ ہماری طرف سے تم پر واپس کرنا نہیں بلکہ ہم چونکہ احرام کی حالت میں ہیں اسلئے قبول نہیں کر سکتے کیونکہ وہ حاکم ہے جو محرم کے لئے جائز نہیں ہے۔

حدیث (۲۴۱۳) حدثنا ابو الیمان الخ انہ سمع الصعب بن جثامۃ اللیشی وکان من اصحاب النبی ﷺ یخبر انہ اهدی برسول الله ﷺ حمار وحش وهو بالابواء او بودان وهو محرم فردہ قال صعب فلما عرف فی وجہی ردہ ہدیتی قال لیس بنا رد علیک ولكن احرم...

ترجمہ۔ حضرت ابو حمید ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ جناب

حدیث (۲۴۱۴) حدثنا عبد الله بن محمد الخ

عن ابی حمید الساعدیؒ قال استعمل النبی ﷺ رجلا من الازد يقال له ابن الاتبية على الصدقة فلما قدم قال هذا لكم وهذا اهدي لي قال فهلا جلس لي بيت ابیه او بيت امه فينظر يهدي له ام لا والذي نفسي بيده لا ياخذ احد منه شيئا الا جاء به يوم القيامة يحمله على رقبتة ان كان بعير له رغاء او بقرة له خوار او شاة تيعر ثم رفع بيده حتى راينا عفرة ابطيه اللهم هل بلغت اللهم هل بلغت ثلاثا.

نبي اکرم ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک آدمی کو جس کو ابن الاتبہ کہا جاتا تھا زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے حامل مقرر فرمایا جب واپس آیا تو کہنے لگا یہ تو تمہارے لئے ہے اور یہ مجھے ہدیہ یا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیوں نہ اپنے باپ یا ماں کے گھر بیٹھ گیا۔ پھر دیکھا کہ کیا اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ان لوگوں میں سے جس جس نے بھی کوئی چھوٹی بڑی چیز لے لی تو وہ اس کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے لائے گا اگر لوٹ تھا تو اسکے بل بلانے کی آواز ہوگی اگر گائے تھی تو اس کی آواز ہوگی اگر بکری تھی تو میاں کی آواز کرے گی۔ پھر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ہم نے آپؐ کی دونوں بغلوں کی نیالی سفیدی کو دیکھا۔ فرماتے تھے اے اللہ! بے شک میں نے پہنچا دیا۔ اے اللہ! بے شک میں نے پہنچا دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ایہدی لہ ام لایہ موضع ترجمہ ہے کہ آپؐ نے اس کے قبول ہدیہ کو ناپسند فرمایا کیونکہ یہ تو

بطور رشوت کے تھا۔

والیوم رشوة کیونکہ آنحضرت ﷺ تو معصوم تھے وہاں تو فیصلہ میں ظلم کا گمان ہی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اس کا امکان تھا تو اس زمانہ میں ہدیہ دینے والا اور نہ دینے والا دونوں برابر تھے۔ اور ہمارے آج کل کے امراء اور حکام ان کا تو خدا ہی حافظ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ انہیں سیب کھانے کی خواہش ہوئی مگر میں ایسی

کوئی چیز نہیں تھی کہ جس سے سیب خرید کیا جاتا باہر لکھے دو لڑکے سیبوں کا ایک طباق لئے جا رہے تھے۔ طباق میں سے ایک سیب اٹھایا اور اسے سوگمہ کر پھر رکھ دیا فرمایا مجھے ضرورت نہیں ہے۔ تو کہا گیا کہ کیا جناب نبی اکرم ﷺ اور شیخین ہدایا قبول نہیں کرتے تھے فرمایا واقعی ان حضرات کے لئے ہدایا ہوتے تھے بعد کے حکام کے لئے رشوت ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ معنی حدیث سے لیا گیا ہے کہ اس شخص نے ہدیہ کسی غلہ کے سبب قبول کیا ہے اس لئے آپؐ نے نکیر فرمائی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ رغاء لونث کی آواز۔ خوار گائے کی آواز۔ یعار بکری کی آواز۔

## باب اذا وهب هبة او وعد ثم مات قبل ان تصل اليه

ترجمہ۔ جب کسی نے ہبہ کیا یا ہبہ کا وعدہ کیا پھر  
مہدی لہ تک پہنچانے سے پہلے مہدی کی وفات ہو گئی

وقال عبدة ان مات وكانت فصلت الهدية  
ولامهدي له حي فهي لورثته وان لم تكن فصلت  
فهي لورثته الذي اهدى وقال الحسن ايهما مات  
قبل فهي لورثته المهدى له اذا قبضها الرسول ..

ترجمہ۔ اور عبیدہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ اس حال میں مرا  
کہ ہدیہ کو جائداد سے الگ کر لیا گیا تھا اور مہدی لہ زندہ ہے تو وہ  
ہدیہ مہدی کے وارثوں کا ہو گا۔ اور جدا نہیں کیا گیا تھا۔ تو وہ  
مہدی کے وارثوں کا حق ہے۔ جس نے ہدیہ کیا ہے اور حضرت

حسنؑ فرماتے ہیں کہ ان میں سے جو بھی پہلے مر جائے۔ بہر حال وہ ہدیہ مہدی لہ کے وارثوں کا حق ہو گا بشرطیکہ اس کے قاصد نے اس پر  
قبضہ کر لیا ہو۔

حدیث (۲۴۱۵) حدثنا علي بن عبد الله الخ  
سمعت جابرًا قال قال لي النبي ﷺ لو جاء مال  
البحرين اعطيتك هكذا الاثلاث فلم يقدم حتى توفي  
النبي ﷺ فامر ابو بكر مناديا فنادى من كان له  
عند النبي ﷺ عدة او دين فليأتنا فاتيته فقلت  
ان النبي ﷺ وعدي فحشي لي لثلاثا .....

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب نبی اکرم  
ﷺ نے فرمایا اگر بحرین کا مال آ گیا تو میں تجھے اس طرح تین  
بک بھر کر دوں گا۔ پس مال نہ آیا یہاں تک کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ کی وفات ہو گئی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اعلان کرنے  
والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے جس شخص کا جناب نبی اکرم  
ﷺ کے پاس کوئی وعدہ ہو یا قرضہ ہو تو وہ ہمارے پاس آئیں

چنانچہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے میرے سے وعدہ فرمایا تھا تو انہوں نے مجھے تین مٹھیاں  
بھر کر دیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فصلت الهدية یعنی مہدی کے مال سے الگ محفوظ کر دیا۔ یہ مراد نہیں کہ کسی کا قبضہ ہو گیا۔  
جیسا کہ محشی نے سمجھا ہے۔ ورنہ وہ وحی کا قول لغو ہو جائے گا۔ کیونکہ قبول ہدیہ زندہ ہی کر سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ ہبہ میں داخل نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہبہ میں قبض ضروری ہے۔ اسکے  
بغیر ہبہ صحیح نہیں۔ لیکن جن لوگوں کے نزدیک بغیر قبضہ کے ہبہ صحیح ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ امام حنفیؒ کا اسی طرف میلان ہے ان کے نزدیک

باب ہبہ میں اس ترجمہ کا داخل ہونا صحیح ہوگا۔ اس کی عٹ مہ غائبہ میں گذر چکی ہے۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں فصلت سے مراد قبضہ ہے لیکن شیخ گنگوہیؒ نے جو فائدہ بیان کیا ہے کہ اگر قبض مراد ہو تو پھر وہ وحی جملہ لغو ہو جائے گا۔ یہ فائدہ ظاہر الفاظ کے موافق ہے۔ جمہور فرماتے ہیں کہ حد یہ مہدیؑ الیہ کی طرف اس وقت تک منتقل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کا یا اس کے وکیل کا قبضہ نہ ہو۔

**ولورثہ** شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اگر مال موہوب کو مہدی کے مال سے الگ کر لیا جائے تو یہ ہدیہ مہدی اور اس کے وارثوں کا حق ہوگا۔ کیونکہ مال کی علیحدگی سے مہدی کے ملک سے مال خارج نہیں ہو جاتا۔ ہاں حضرت حسن بھریؒ کا قول احناف کی رائے کے موافق ہے اگر رسول سے مراد ان کے کلام میں رسول مہدیؑ لہ مراد لیا جائے۔ اور عبیدہ کے کلام کے مقابلہ کی وجہ سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے البتہ اگر رسول سے رسول مہدی مراد لیا جائے پھر تو وہ خود ان کی ذات کے حکم میں ہوگا۔ اس لئے اختلاف کی بنیاد اس دوسرے احتمال پر نہ رکھی جائے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت حسن بھریؒ کے نزدیک قبض الرسول شرط ہے اور عبیدہ کے نزدیک محض فصل کافی ہے یعنی واہب کے مال سے ہدیہ الگ کر دیا جائے جمہور اس کے خلاف ہیں۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ**۔ لفظی لی دلائل اس جملہ سے امام بخاریؒ کا یہ مقصد ثابت نہیں ہو سکتا کہ ہبہ بغیر قبض کے مکمل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہاں پر ہبہ تو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی اعطاء سے تمام ہوا ہے۔ ورنہ اس سے قبل تو وہ محض ایک وعدہ تھا جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ کا قول من کان لہ عدۃ اس پر دلالت کرتا ہے۔ شاید مصنفؒ کا مقصد اس ترجمہ سے اس پر تنبیہ کرنا ہو کہ جس نے کوئی وعدہ کیا ہو یا ہبہ کیا ہو تو اس کا پورا کرنا مستحسن بلکہ واجب ہے۔ لیکن یہ مکارم اخلاق کا تقاضا ہوگا۔ حلال و حرام کی شریعت میں واجب نہیں ہے۔ روایت بھی اس پر دال ہے۔ اس لئے علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث اور ترجمہ میں اس وقت تک مطابقت نہیں ہو سکتی جب تک ہبہ غیر مقبوض کو وعدہ پر محمول نہ کیا جائے۔ اور وعدے کے پورا کرنے کا حکم ہماری تعالیٰ کے ارشاد میں بھی ہے لیکن جمہور نے اسے ندب پر محمول کیا ہے۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ کا میلان اسی طرف ہے کہ ایفائے وعدہ واجب ہے جیسا کہ کتاب الشہادت کے ایک ترجمہ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

ترجمہ۔ غلام اور سامان پر قبضہ کیسے کیا جائے

باب کیف یقبض العبد والمتاع

ترجمہ۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک شوخ نوجوان

وقال ابن عمرؓ کنت علی بکر صعب

حدیث (۲۴۱۶) حدثنا قتيبة بن سعيد الخ

عن المسور بن مخرمة قال قسم رسول الله ﷺ اقبية ولم يعط مخرمة منها شيئاً فقال مخرمة يا بنی انطلق بنا الی رسول الله ﷺ فانطلقت معه فقال ادخل فادعه لی قال فدعوتہ له فخرج الیه وعلیه قباء منها فقال خبانا هذالك قال فنظر الیه فقال رضی مخرمة .....

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کچھ قبائیں تقسیم فرمائیں۔ حضرت مخرمہؓ کو ان میں سے کچھ بھی نہ دیا تو حضرت مخرمہؓ نے فرمایا اے میرے بیٹے! ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلے جانا چاہیے چنانچہ میں ان کے ساتھ چلا تو فرمایا کہ اندر جا کر جناب نبی اکرم ﷺ کو میرے لئے بلاؤ۔ چنانچہ میں نے آپ کو ان کے لئے بلایا آپ اس حال میں باہر تشریف لائے کہ ان قبائوں میں سے ایک قبائے کے کندھے پر تھی۔ تو آپ نے آتے ہی فرمایا کہ ہم نے اس کو تمہارے لئے چھپا رکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ پس آپ نے میرے باپ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اب مخرمہ رضی ہو گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ہولک یا عبد اللہ الخ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض حضرات جو فرماتے ہیں کہ قبض ضمان قبض امان کے قائم مقام نہیں ہو سکتا یہ مسلم نہیں بلکہ واجب مطلق قبض ہے خواہ وہ کیسے بھی ہو قبض ضمان ہو یا قبض امان ہو۔ دیکھئے حضرت ابن عمرؓ نے قبض امان کیا جب کہ وہ اس پر سوار تھے حالانکہ وہ حضرت عمرؓ کا مملوک تھا۔ پھر ان کا قبضہ قبض ضمان بھی ہو جب کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے انہیں مالک بنادیا۔ حالانکہ حضرت عبد اللہ خود اس پر سوار تھے پھر جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے وہ اونٹ ہبہ کر دیا تو ان کا قبضہ قبضہ امان ہو گیا لیکن اس میں نظر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ کیف یقبض یعنی موهوب کا قبضہ کیسے ہو۔ اس واقعہ میں جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے اونٹ خریداجس پر ان عمرؓ بطریق استعارہ سوار تھے تو ان عمرؓ ہبہ سے پہلے اس پر قابض ہوئے۔ اور اسی قبض اول کو کافی سمجھا گیا تو یہاں سے معلوم ہوا کہ قبض ضمان قبض ملک کے قائم مقام ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قبل از ہبہ ان کا قبضہ قبض ضمان تھا اب ہبہ کی وجہ سے قبض ملک میں تبدیل ہو گیا یہی مطلوب تھا۔ اور نبی اکرم ﷺ کا ہبہ کرنا قبل از قبض نہیں تھا اس لئے کہ آپ قبض پر قادر تھے تو قبض حکمی پایا گیا۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ جب کوئی چیز موهوب کے ہاتھ میں ہو تو ہبہ سے وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ اگرچہ قبضہ کی تجدید نہ بھی ہو کیونکہ وہ چیز اس کے قبضہ میں ہے اور ہبہ میں قبضہ شرط ہے۔ البتہ بیع کے اندر قبض ضمان ہوتا ہے قبض امان اس کا نائب نہیں بن سکتا اور حاشیہ میں ہے کہ جب دو قبضہ ہم جنس ہوں تو ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جائیں گے۔ لیکن اگر ان میں تغایر ہو تو اعلیٰ ادنیٰ کا نائب ہو جائے گا لیکن ادنیٰ کا اعلیٰ کا قائم مقام نہیں ہوگا۔



شیخ منگوہٹی کی عبارت میں دو جگہ قبض امانت کا ذکر ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ قبض ملک ہے کیونکہ ابن عمرؓ کا قبض اولاً قبض ضمان تھا جو بعد میں قبض ملک سے متبدل ہو گیا۔ اور ابن عابدینؒ نے فرمایا کہ کبھی قبضہ حکمی ہوتا ہے۔ در مختار میں ہے کہ اگر واہب اور موہوب لہ میں تخلیہ کر لیا جائے کہ قبضہ کرنے سے کوئی چیز مانع اور حائل نہ ہو تو یہ بھی تسلیم کرتا ہے۔

## باب اذا واهب هبة فقبضها الاخر

### ولم يقل قبلة

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی چیز کا ہبہ کر لے اور دوسرا اس پر قبضہ کر لے زبان سے قبضہ نہ کہے یعنی میں نے قبول کیا

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں تو ہلاک ہو گیا۔ آپؐ نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگا میں تو رمضان شریف میں اپنی بیوی سے بھستہ ہو گیا آپؐ نے فرمایا غلام ہے اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا تو دو ماہ مسلسل روزے رکھ سکتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے اس نے کہا نہیں۔ فرماتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی ایک عرق لایا عرق وہ ٹوکرا جس میں بھجور ہو۔ فرمایا جا اس کا صدقہ کر دے اس نے کہا یا رسول اللہ! ہم سے بھی زیادہ کسی محتاج پر صدقہ کروں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق دے کر تمہیں ہبہ مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان ہمارے گھر والوں سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے۔ فرمایا جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔

حدیث (۲۴۱۷) حدثنا محمد بن محبوب عن ابی ہریرۃ قال جاء رجل الی رسول اللہ ﷺ فقال هلکت فقال وما ذاک قال وقعت باہلی فی رمضان قال تجد رقبة قال لا قال فهل تستطيع ان تصوم شهرین متتابعین قال لا قال فتستطيع ان تطعم ستین مسکینا قال لا قال فجاء رجل من الانصار بعرق والعرق المکتل فیہ تمر فقال اذهب بهذا فتصدق به قال علی احوج منا یا رسول اللہ والذی بعثک بالحق ما بین لابیہما اهل بیت احوج منا قال اذهب فاطعمہ اهلك....

تشریح از قاسمی۔ کیفیت القبض کے بارے میں علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ ان روایات میں موہوب محتاج ہے۔ جس کا بائع کے ہاتھ میں ہونا کافی ہے قبض جدید کی ضرورت نہیں ہے۔ قبولی حدیث کی ترجمہ سے مطابقت اس طرح ثابت ہوئی کہ نقل المتاع الی موہوب لہ قبضہ ہے۔ اگر اجمال ہو کہ عہد کا تو حدیث میں ذکر نہیں۔ تو کہا جائے گا کہ قبض المتاع جب نقل سے ثابت ہو گیا تو باقی مقولات کا حکم بھی ہے۔ خواہ وہ عہد ہو یا بعید ہو اس سے ثابت ہو گیا۔

ولم يقل رضیت یعنی رضیت نہیں کہا تب بھی یہ جائز ہے۔ لکن ہمالؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا اتفاق ہے کہ یہ میں قبضہ کر لینا یہی قبول کا اعمنائی درجہ ہے زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ شوافعؒ کے نزدیک یہ میں قبول کرنا شرط ہے ہدیہ میں شرط نہیں۔

دیکھئے حدیث ابو ہریرہؓ میں رجل نے مجبور پر قبضہ کیا۔ رضیت نہیں کہا۔ تو ترجمہ ثابت ہوا۔

## باب اذا وهب ديناً على رجل

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی کو قرضہ عہہ کر دے

قال شعبة عن الحكم هو جائز ووهب الحسن بن علي لرجل دينه وقال النبي ﷺ من كان له عليه حق فليعطه اوليتحلله منه فقال جابر قتل ابى وعليه دين فسال النبي ﷺ غرماء ه ان يقبلوا ثمر حائطي ويحللوا ابى .....

ترجمہ۔ شعبہ حکم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ جائز ہے۔ اور حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرا باپ شہید ہو گیا جس پر میرا قرضہ تھا۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص پر کسی کا قرضہ ہو۔ پس یا تو وہ اسے دے دے یا اس سے معاف کرالے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرا باپ شہید ہو گیا جس کے ذمہ قرضہ تھا۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کے قرض خواہوں سے سفارش کی کہ میرے باغ کا سارا مجبور قبول کر لیں اور باقی میرے باپ کو معاف کر دیں۔

حدیث (۲۴۱۸) حدثنا عبد الله بن جابر بن عبد الله أخبره ان اباہ قتل يوم احد شهيدا فاشتد الغرماء في حقوقهم فاتيت رسول الله ﷺ فكلمته فسالهم ان يقبلوا ثمر حائطي ويحللوا ابى فابوا فلم يعطهم رسول الله ﷺ حائطي ولم يكسره لهم ولكن قال سال ساغدا واعليك فعدا علينا حتى اصبح فطاف في النخل ودعافى ثمره بالبركة فجددتها فقضيتهم حقوقهم وبقي لنا من ثمرها بقية ثم جئت رسول الله ﷺ وهو جالس فاخبرته بذلك فقال رسول الله ﷺ لعمراسمعه وهو جالس يا عمر فقال الاتكون قد علمنا انك رسول الله والله انك لرسول الله ...

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ خبر دیتے ہیں کہ ان کے والد محترم احد کی لڑائی میں شہید ہو کر مقتول ہوئے۔ قرض خواہوں نے اپنے اپنے حقوق کے بارے میں تقاضا سخت کر دیا تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ سے اس معاملہ میں بات چیت کی۔ پس آپ نے ان سے سفارش کی کہ جو کچھ میرے باغ کا پھل ہے وہ قبول کر لیں۔ اور باقی میرے باپ کو معاف کر دیں۔ تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پس آپ جناب رسول اللہ ﷺ نے نہ تو میرا بلوغ ان کو دیا اور نہ ہی ان کیلئے اسکے پھل توڑے۔ البتہ فرمایا کہ میں کل صبح آؤں گا۔ فرماتے ہیں کہ دوسرے دن آپ صبح کو ہی ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ مجبوروں کے ارد گرد چکر لگایا۔ اور ان کے پھلوں میں برکت کی دعا فرمائی۔ پس میں نے ان کو کانا اور ان سب کے حقوق پورے ادا کر دیئے۔ پھر بھی ہمارے لئے ان کے پھلوں میں سے کچھ بچ رہا۔ پھر آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا

جب کہ آپ پیٹھے ہوئے تھے پس میں نے آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر! اس کو جب کہ وہ بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم آپ تو بے شک اللہ کے رسول ہیں۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ**۔ لعمر اسمع وهو جالس یا عمرؓ اس سے پہلے گزرا ہے کہ آپ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ جا کر حضرت عمرؓ کو خبر کرو۔ اور یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمرؓ مجلس میں موجود تھے۔ تو ان دونوں میں تلافی نہیں اس لئے کہ پہلے آپ نے حضرت جابرؓ کو اطلاع دینے کے لئے بھیجا جب کہ وہ غائب تھے۔ اطلاع کے بعد جب مجلس میں پہنچے تو آپ نے اسمع یا عمر فرمایا۔ فقال قد سمعت۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ دونوں کلاموں میں جمع کی جو توجیہ شیخ گنگوہیؒ نے فرمائی ہے اس کی طرف اور کسی شارح نے توجہ نہیں فرمائی اور یہ توجیہ بہترین توجیہ ہے۔ امام بخاریؒ نے حدیث باب پر جو ترجمہ باندھا وہ اذ اوجب دینا علی رجل ہے۔ یعنی کوئی کسی کے قبضہ کو ہبہ کر دے تو یہ صحیح ہے۔ چنانچہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ علماء میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص مقروض کو بری کر دے جب کہ مدیون برائے کو قبول کر لے۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ جو لوگ ہبہ میں قبضہ کو شرط قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک جب تک دوسرا قبضہ نہ کر لے ہبہ صحیح نہیں ہوگا۔ اور جو قبضہ کی شرط نہیں لگاتے ان کے یہاں یہ ہبہ صحیح ہوگا البتہ امام مالکؒ شرط لگاتے ہیں کہ ایک وثیقہ اس کے سپرد کرنا چاہیے تاکہ سند رہے۔ علامہ عینیؒ تو فرماتے ہیں کہ حدیث کی ترجمہ الباب سے مطابقت معنوی طور پر ہے۔ لیکن علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی دلالت ترجمہ پر واضح ہے۔ اس میں کوئی تکلف نہیں ہے۔ کیونکہ آپؐ کا ہبہ دین کی سفارش کرنا اس کے جواز پر دال ہے۔ ورنہ ایک ناجائز کام پر کیسے سفارش فرما سکتے ہیں۔

## باب ہبۃ الواحد للجماعة ترجمہ۔ ایک آدمی کا جماعت کے لئے ہبہ کرنا

وقالت اسماء للقاسم بن محمد وابن عتیق ورثت عن اختی عائشة بالغابة وقد اعطانی به معاویة مائة الف فهو لکما.....

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ نے قاسم بن محمد اور ابن عتیق سے فرمایا کہ مجھے اپنی بہن عائشہؓ کی طرف سے غابہ کا کچھ مال وراثت میں ملا ہے۔ اور مجھے امیر معاویہؓ نے ایک لاکھ درہم دیئے ہیں۔ وہ تمہارے لئے ہیں۔

حدیث (۲۴۱۹) حدثنا یحییٰ بن قزعة الخ عن سهل بن سعدؓ ان النبی ﷺ اتی بشراب نشرب وعن یمینہ غلام وعن یسارہ الاشیاح

ترجمہ۔ حضرت سهل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک پینے کی چیز لائی گئی۔ جسے آپؐ نے نوش فرمایا جب کہ آپؐ کے دائیں طرف ایک لڑکا

فَقَالَ لِلْعَلَامِ اِنَاذَنْتَ لِي اَعْطَيْتَ هٰذَا لِقَالَ  
مَا كُنْتُ لَا وَلَوْ بِنَصِيصِي مِنْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَحَدًا  
فَعَلَهُ فِي يَدِهِ .....

اور بایں طرٹ شیوخ تھے۔ آپؐ نے لڑکے سے فرمایا کہ اگر تم مجھے اجازت دو تو میں ان حضرات کو دے دوں اس نے کہا کہ یا رسول اللہ آپؐ کی طرف سے میں اپنے حصہ کیلئے کس کو ترجیح نہیں دیتا پس آپؐ نے وہ اس لڑکے کے ہاتھ میں جھٹکے سے صمدیا

تشریح از گنگوہیؒ۔ قَالَتْ اَسْمَاءُ الْقَاسِمِ الْخِ قَاسِمٌ اَوَّلُنْ اَبِي عَتِيقٍ يَهْدُوْنُوں حَضْرَتِ اَسْمَاءُ كَيْسَ تَحْتِی۔ جن کے اور بچے بھی تھے۔ تو یہ حضرت اسماءؓ کی طرف سے وصیت ہوئی۔ اور مشترک چیز کی وصیت جائز ہے۔ اگر اسے یہہ کہا جائے تو جب وہ اس موہوبہ کو تقسیم کر لیں گے تو یہہ تمام ہو جائے گا۔ اور ہم احنافؒ کے نزدیک یہہ تقسیم کے بعد تمام ہو جاتا ہے۔ اگرچہ فی نفسہا یہہ تمام نہ ہو۔ تیسرے حضرت اسماءؓ کا فضل مجتہد پر حجت نہیں ہو سکتا۔

اعطیت ہؤلاء یہ جملہ موضع ترجمہ ہے۔ کہ اگر مشترک چیز کا یہہ جائز نہ ہو تا تو آپؐ جمع کے لفظ کے ساتھ اجازت کیسے طلب کرتے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپؐ کا اعطاء واقع ہوتا جیسا کہ آپؐ نبی اکرم ﷺ قصد فرما رہے تھے تو آپؐ ہر ایک کو اس کا حصہ تقسیم کر کے دیتے۔ اور احنافؒ کے نزدیک تقسیم کے بعد حصہ تمام ہو جاتا ہے۔ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ آپؐ سب کو دینا چاہتے تھے۔ تو اسی مجلس کے اندر تقسیم کر دینا حصہ کے لئے مجوز اور متمم بن جائے گا۔ خوب سمجھ لو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے مسلک احنافؒ پر اس اثر کی توجیہ کی ہے۔ کہ ممکن ہے یہ بات حضرت اسماءؓ نے وفات کے وقت کہی ہو۔ تو یہ ان کی طرف سے وصیت ہوگی۔ جو مشترک چیز میں ہو سکتی ہے۔ جسے بعد میں تقسیم کیا جائے گا۔ لکن بطلانؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی فرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ مشاع چیز کا حصہ کرنا جائز ہے۔ یہ جمہور کا مسلک ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اس کے خلاف ہیں۔ دراصل امام صاحبؒ مہمہ المشاع میں فرق کرتے ہیں جو تقسیم کو قبول کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ جو مشاع قابل تقسیم ہے اس میں بعد از تقسیم حصہ صحیح ہے۔ اور جو ناقابل تقسیم ہے اس کا حصہ جائز نہیں تو اس کا اعتبار قبض کے وقت ہوگا۔ عقد کے وقت نہیں۔ پس اگر کسی نے مشاع کا حصہ کیا اور تقسیم کر کے اسے سپرد کر دیا تو یہ حصہ جائز ہے۔ اور لکن بطلانؒ نے حدیث سے ترجمہ کو اس طرح ثابت فرمایا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے لڑکے سے اس کے حصہ کا یہہ طلب فرمایا جس کا حصہ مشاع تھا جو متمیز نہیں ہوا تھا۔ جس سے مشاع کے حصہ کا جواز ثابت ہوا۔

ترجمہ۔ یہہ قبضہ والا اور غیر قبضہ کے اور اسی طرح تقسیم شدہ یا غیر تقسیم شدہ ہر طرح جائز ہے۔ کہ جب نبی اکرم ﷺ نے اور آپؐ کے اصحابؓ نے حوازن کو وہ سب کچھ یہہ کر دیا جو انہوں نے قیمت کے طور پر لیا تھا جو تقسیم شدہ نہیں تھا۔

باب الهبة المقبوضة وغير المقبوضة  
والمقسومة وغير المقسومة وقد وهب النبي  
ﷺ اصحابه لهوازن ما غنموا منهم وهو  
غير مقسوم۔

حدیث (۲۴۲۰) حدثنا محمد بن بشار الع

سمعت جابر بن عبد الله يقول بعث من النبي ﷺ بعيراً في سفر فلما اتينا المدينة قال انت المسجد فصل ركعتين فوزن قال شعبة اراه فوزن لي فارجح فما زال منها شيء حتى اصابها اهل الشام يوم الحرة .....

حدیث (۲۴۲۱) حدثنا قتيبة الع

بن سعد ان رسول الله ﷺ اتي بشراب وعن يمينه غلام وعن يساره اشياح فقال للغلام اتاذن لي ان اعطى هؤلاء فقال الغلام لا والله لا اوثر بنصيبى منك احدا فتلته في يده .....

حدیث (۲۴۲۲) حدثنا ثابت الع

عن جابر اتي النبي ﷺ في المسجد فقضاني وزادني.

حدیث (۲۴۲۳) حدثنا عبد الله بن عثمان الع

عن ابی هريرة قال كان لرجل على رسول الله ﷺ دين فهم به اصحابه فقال دعوه فان لصاحب الحق مقالا وقاتل اشتروا له سنا فاعطوها اياه فقالوا انا لانجد سنا الا سناهي افضل من سنا قال فاشتروها فاعطوها اياه فان من خيركم احسنكم قضاء ...

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد الله فرماتے ہیں کہ میں نے

سفر میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس اونٹ بچ دیا۔ پس جب ہم مدینہ پہنچے تو آپ نے فرمایا تم مسجد نبوی میں آنا اور دو رکعت نماز پڑھیں۔ پس آپ نے میرے لئے سونا کو وزن کر دیا۔ آپ نے فرمایا پس ذرا جھکا دینا پس وہ نقدی برابر میرے پاس رہی یہاں تک کہ حرہ کی لڑائی میں اہل الشام اسے لے گئے۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے کہ بے شک

جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مشروب لایا گیا آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف شیوخ اور بڑے لوگ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے لڑکے سے فرمایا کہ کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں یہ مشروب ان شیوخ کو دے دوں لڑکے نے کہا

نہیں۔ اللہ کی قسم میں آپ کی طرف سے اپنے حصہ پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ پس آپ نے جھٹکے سے اس کے ہاتھ میں تمباکوا۔

ترجمہ۔ حضرت جابر نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں مسجد کے اندر حاضر ہوا تو آپ نے مجھے قرضہ ادا کر دیا۔ اور زیادہ دیا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ ایک آدمی کا جناب رسول اللہ

ﷺ پر قرضہ تھا صحابہ کرام نے اس کی سختی پر مواخذہ کرنے کا قصد کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو کیونکہ حق والے کو بولنے کا حق ہوتا ہے فرمایا اس کیلئے درممانی عمر کا لونٹ خرید کر کے دید و توانوں نے کہا ہمیں درممانی عمر کا لونٹ تو نہیں ملتا البتہ اس سے بھر لونٹ ملتا ہے آپ نے فرمایا اسے خرید کر کے اس قرض خواہ کو دے دو کیونکہ تم میں سے بھر آدمی وہی ہے جو اچھی طرح سے قرضہ ادا کرنے والا ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ ماغسوموا الخ اور وہ منقسم نہیں تھے۔ آپ جانتے ہیں موازن کے قیدی تقسیم نہیں ہو سکتے تھے۔

اور اس میں تو بحث نہیں ہے کیونکہ ان میں سے ایک ایک آدمی کا اس طرح تقسیم کرنا کہ اس کا ایک حصہ بھائی کو ملے اور دوسرا حصہ باپ کو ملے۔ یہ بہت مشکل تھا۔ یہ تقریر اس وقت ہے کہ جب تسلیم کیا جائے کہ یہ قیدی ان کے لئے مہ تھے۔ لیکن عقل کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بہ نہیں تھا بلکہ ان کی سفارش قبول کرتے ہوئے قیدیوں کو قید سے رہائی دلانا مقصود تھا۔

لفضاء و زادنی وہ قیراط جو آپؐ نے زائد دیا تھا وہ مشترک نہیں تھا۔ بلکہ الگ تھا جیسا کہ روایات سے پتہ چلتا ہے۔

الاستافضل من سنہ آپ جانتے ہیں کہ یہ اونٹ بھی غیر قابل تقسیم تھا۔ اور ہماری بحث غیر منقسم میں نہیں قابل تقسیم

میں ہے۔ پس اس سے احناف پر اعتراض کرنا ممکن نہیں۔ شاید امام بخاریؒ ان چاروں روایتوں میں دو روایتوں سے بہ مقسومہ ثابت کر رہے ہیں۔ وہ روایتیں حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی ہیں۔ اور دو روایتوں سے مہ غیر مقسومہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے پہلی روایتوں کے جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ دوسری دو روایتوں کا جواب گزر چکا ہے۔ نیز اغلام کو مشروب دینا یہ مہ نہیں تھا۔ بلکہ جس قدر وہ پی سکے اس کی باحت تھی۔

تشریح از شیخ زکریا۔ ترجمہ سے مقصود یہ تھا کہ مشاع کا ہبہ ہو خواہ وہ مقسوم ہو یا غیر مقسوم وہ موازن کے واقعہ سے

ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ قیدی جن کے بھائی باپ اور ماں بھی تھے۔ یہ ان کے درمیان مشترک ہوئے جن کی تقسیم متعذر ہے۔ لہذا یہ ہبہ المشاع غیر مقسوم ہوا جس میں بحث نہیں اور جب وہ قیدی دو دو تین تین آدمیوں میں مشترک ہوں تو مشاع مقبوض کا تصور نہیں ہو سکتا اس لئے کہ قبضہ و اہب کی بنسبت نہیں بلکہ قابض کی نسبت سے ہوتا ہے۔ تو شیوع کی وجہ سے قبضہ کیسے ہو سکے گا۔ اور ایک ترجمہ امام بخاریؒ کا تھا وہب رجل جماعة وہ بھی اس قصہ موازن سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ صحیح ہے کہ آپؐ نے جماعت کو قیدی مہ کیے تو موہوب تو ہر ایک کیلئے الگ الگ ہو گا۔ تو اشتراک اور شیوع نہ رہا اور ترجمہ میں ہمارا مقصد یہ تھا کہ ایک شئی جماعت کو ہبہ کی جائے جس میں اشتراک ہو۔ اس جگہ شرکت اور شیوع نہیں ہے اس لئے ان میں سے ہر ایک خاص خاص قیدی کا مالک ہو۔

تشہد بہ الروایات روایات سے ثابت ہے کہ وہ زائد قیراط حضرت جابرؓ کی ہمیانی میں تھا۔ جسے حرہ کی لڑائی میں اہل الشام

لے گئے۔ روایتین علی غیر المقسومہ ایک روایت حضرت سلؓ کی ہے مشروب کے بارے میں دوسری روایت حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے قرضہ کے بارے میں قد سبق وہ جواب یہ تھا کہ یہ متاع قابل للقسمة نہیں تھا۔

ترجمہ۔ جب ایک جماعت کسی دوسری قوم کیلئے ہبہ

باب اذا وہب جماعة لقوم

کرے یا ایک آدمی جماعت کیلئے ہبہ کرے تو جائز ہے

او وہب رجل جماعة جاز

حدیث (۲۴۲۴) حدثنا يحيى بن بكير ان  
عن مروان بن الحكم والمصور بن مخرمة اخبراه  
ان النبي ﷺ قال حين جاءه وفد هوازن مسلمين  
فسالوه ان يرد اليهم اموالهم وسبيهم فقال لهم  
معي من ترون واحب الحديث الى اصدقته  
فاختاروا احدى الطائفتين اما السبي واما المال  
وقد كنت استانيت وكان النبي ﷺ انتظرهم  
بضع عشرة ليلة حين قفل من الطائف فلما تبين  
لهم ان النبي ﷺ غير راد اليهم الا احدى الطائفتين  
قالوا فانا نختار سبينا فقام في المسلمين فاثني  
على الله بما هو اهل له ثم قال اما بعد فان اخوانكم  
هؤلاء جاءونا تائبين واني رايت ان ارد اليهم  
سبيهم فمن احب منكم ان يطيب ذلك فليفعل  
ومن احب ان يكون على حظه حتى نعطيهم اياه  
من اول ما يفى الله علينا فليفعل فقال الناس  
طينا يا رسول الله لهم فقال لهم انا لا ندرى من  
اذن منكم فيه ممن لم ياذن فارجعوا حتى يرفع  
الينا عرفاؤكم امركم فرجع الناس فكلهم  
عرفاؤهم ثم رجعوا الى النبي ﷺ فاخبروه انهم  
طيبوا واذنوا وهذا الذي بلغنا من سبي هوازن  
هذا اخر قول الزهري يعني فهذا الذي بلغنا .....

ترجمہ۔ حضرت مروان بن الحكم اور مسور بن مخرمہ  
دونوں خبر دیتے ہیں جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس هوازن قبیلہ  
کا وفد مسلمان ہو کر آیا تو انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ  
ان کی طرف ان کے قیدی اور ان کا مال واپس کر دیا جائے جس پر  
آپ نے ان سے فرمایا کہ میرے ساتھ وہ لوگ ہیں جن کو تم  
دیکھ رہے ہو اور میرے نزدیک پسندیدہ بات سچی بات ہی ہے۔  
پس دو میں سے ایک بات کو چھانٹ لو یا قیدی لے لو یا مال لے لو۔  
میں کافی دیر تمہاری انتظار کرتا رہا تم لوگوں نے دیر کر دی۔ اور  
آنحضرت نبی اکرم ﷺ جب طائف سے واپس تشریف لائے  
تو دس۰ اسے زیادہ کئی راتیں ان کا انتظار فرمایا پس جب ان پر بات  
کھل گئی کہ جناب نبی اکرم ﷺ ان کی طرف دو میں سے صرف  
ایک چیز واپس کرنے والے ہیں تو انہوں نے کہا ہم اپنے قیدی  
واپس لینا پسند کرتے ہیں تو آپ مسلمانوں میں کھڑے ہوئے۔  
اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان فرمائی جس کے وہ اہل ہیں بعد ازاں  
فرمایا کہ حمد و ثناء کے بعد بات یہ ہے کہ یہ تمہارے بھائی تائب  
ہو کر ہمارے پاس آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کے  
قیدی انہیں واپس کر دوں پس جو شخص تم میں سے خوش دلی کے  
ساتھ اس کو پسند کرے وہ ایسا کر لے اور جو یہ چاہے کہ فتنے کا پہلا  
پہلا مال جو اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے گا اس میں سے ہم اس کو  
حصہ وافر دیں گے تو وہ یوں کر لے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ!  
ہم خوش دلی سے ان کے قیدی انہیں واپس کر دیتے ہیں۔ آپ  
نے فرمایا اس طرح ہمیں پتہ نہیں چل سکے گا کہ کسی نے خوشی  
سے اجازت دی اور کس نے اجازت نہیں دی۔ لہذا واپس جا کر  
اپنے نمائندوں سے بات چیت کرنے کے بعد وہ لوگ آپ کا

معاملہ ہم تک پہنچائیں چنانچہ سب لوگ واپس گئے تو ان کے نمائندوں نے ان سے بات چیت کی واپس آکر انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو خبر دی کہ ان سب لوگوں نے خوشی سے اجازت دے دی ہے۔ پس یہ وہ خبر ہے جو ہمیں ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں پہنچی ہے۔ امام حاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ آخری قول امام زہریؒ کا ہے۔ یعنی فهذا الذي بلغنا الخ۔

### باب من اهدى له هدية وعنده

جلساء فهو احق ويذكر عن ابن عباسؓ

ان جلساؤه شركاؤه ولم يصح۔

ترجمہ۔ جس شخص کے پاس ہدیہ لایا جائے اور اس کے پاس کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوں تو وہ شخص ہدیہ کا زیادہ حقدار ہے اور ابن عباسؓ کی طرف سے ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے اسکے شریک ہیں اور یہ صحیح نہیں ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک اونٹ قرضہ پر لیا تو قرض خواہ نے آکر سختی سے تقاضا کیا صحابہ کرامؓ نے اسکو سخت ست کہا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ حقدار کو ایسی گفتگو کا حق پہنچتا ہے پھر

حدیث (۲۴۲۵) حدثنا محمد بن مقاتل الخ عن

ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ انه اخذ سنا فجاء صاحبه

يتقاضاه فقال ان لصاحب الحق مقالا ثم قضاه

افضل من سنه وقال افضلكم احسنكم قضاء ...

آپؐ نے اس کو اس کی عمر سے افضل عمر والا اونٹ ادا کر دیا اور فرمایا تم میں سے افضل وہ ہے جو قرضہ کی ادائیگی اچھی طرح کرے والا ہو۔

تشریح از شیخ مکتوبیؒ۔ تم قضاء الفضل من سنۃ یہ زیادتی آپؐ کی طرف سے متقاضی کے لئے ہدیہ تھی جس میں

حاضرین میں سے کسی کو آپؐ نے اس میں شریک نہیں فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ نے فرمایا چونکہ امام حاریؒ کا ترجمہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مخالف تھا۔ اس لئے

ایک تو کلمہ ترمیض یذکر سے اس کی طرف اشارہ کیا۔ دوسرے لم یصح سے اس کی تائید کر دی۔ کہ ابن عباسؓ سے یہ صحیح نہیں ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ اس باب میں کوئی چیز نبی اکرم ﷺ سے صحیح منقول نہیں ہے۔ اور لکن عباسؓ سے روایت جلساء ہر کما ہ مرفوعاً اور موقوف اصح اسناد ہے۔ لکن بطلان فرماتے ہیں کہ حدیث کے معنی ہلکی پھلکی معمولی چیزوں میں تو صحیح ہیں لیکن مال کثیر مکانات وغیرہ میں صاحب الہدایا حقدار ہے۔ دیگر لوگ شریک نہیں ہوں گے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی کتاب تشریف میں بیان فرمایا ہے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہدیہ دینے والے کا مقصد ہدیہ میں قوم کو شریک کرنا ہو جیسا کہ عموماً کھانے پینے کی چیزوں میں رواج ہے کہ وہ ادا شیخ مجلس کے سامنے رکھی جاتی ہیں۔ یا قرائن سے شریک کرنا معلوم ہو جائے۔ تو جلساء شریک ہوں گے ورنہ نہیں۔ اگر ہدیہ دینے کا مقصد معین ذات ہو جیسے کپڑے یا نقدی وغیرہ تو اس میں غیر شریک نہیں ہو گا۔ مہدی الیہ کے لئے مختص ہو گا۔



حضرت امام ابو یوسفؒ کا واقعہ ہے۔ کہ انہیں نقدی کا ہدیہ دیا گیا۔ تو کہنے والے نے کہا کہ الہدایا مشترکہ تو امامؒ نے فرمایا کہ الہدایا پر لام عہد کا ہے۔ کھجور اور کشمش وغیرہ معمولی اشیاء مراد ہیں۔ ایسا ایک واقعہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والد کا در شین میں منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی آپؐ کو خواب میں ایک روٹی ملی۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا الہدایا مشترکہ ایک کھڑا ان کو دیا گیا اس طرح حضرت عمرؓ کے فرمان پر انہیں ایک کھڑا دیا گیا۔ جب حضرت عثمانؓ نے فرمایا تو میں نے کہا کہ اگر آپؐ لوگوں نے اس روٹی کو آپس میں اس طرح تقسیم کر لیا تو مجھ فقیر کے لئے کیا باقی رہے گا اس پر تقسیم رک گئی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اگر اشکال ہو کہ حدیث کو ترجمہ سے کیا مناسبت ہوئی تو کہا جائے گا کہ جب متقاضی کو اس کے حق سے زیادہ دیا گیا تو اس کے لئے ہدیہ ہوا۔ جس میں اور کسی کو شریک نہیں کیا گیا۔ اگر حدیث ابن عباسؓ صحیح بھی ثابت ہو جائے تو اسے عند العلماء ندب پر محمول کیا جائے گا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے اور حضرت عمرؓ کے ایک شوخ نو خیز اونٹ پر سوار تھے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ جس سے ان کے باپ حضرت عمرؓ فرماتے تھے اے عبداللہ جناب نبی اکرم ﷺ کے آگے کوئی شخص بھی نہیں بڑھ جایا کرتا۔ تو حضرت نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس اونٹ کو میرے پاس بیچ دو۔

حدیث (۲۴۲۶) حدثنا عبد اللہ بن محمد الخ  
عن ابن عمرؓ انه كان مع النبي ﷺ في سفر  
فكان علي بكر صعب لعمرؓ فكان يتقدم النبي  
ﷺ فيقول ابوہ يا عبد اللہ لا يتقدم النبي ﷺ احد  
فقال له النبي ﷺ بعنيہ فقال عمرؓ هو لك  
فاشتراه ثم قال هو لك يا عبد اللہ فاصنع به ما شئت

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آپ ہی کے لئے ہے جس کو آپؐ نے خرید فرمایا۔ پھر فرمایا اے عبداللہ! یہ تیرے لئے ہے تمہاری مرضی تم جو سلوک بھی اس کے ساتھ کرو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ هولك يا عبد اللہ تو اس اونٹ میں آپ ﷺ نے نہ حضرت عمرؓ کو شریک کیا اور نہ ہی کسی اور کو اس میں شریک بنایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت دو حدیثیں بیان کی ہیں۔ حدیث ابو ہریرہؓ کی حدیث کی مطابقت گزر چکی ہے ان عمرؓ کی حدیث میں حدیث ابو ہریرہؓ میں مال مشاع اور غیر مشاع اور مال کثیر اور قلیل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میرے نزدیک چونکہ حد یہ شخص معین پر تھا اس لئے اس میں مشارکت نہیں ہو سکتی تھی۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ باب سے

ہدیہ میں عدم مشارکت کو ثابت کرتا ہے جب کہ ہدیہ اور ہبہ میں اتحاد ہو لیکن میرے نزدیک یہ صحیح نہیں اس لئے کہ ہبہ اور ہدیہ میں فرق ہے کہ ہبہ ایک ایسا عقد ہے جس میں ایجاب و قبول اور قبض شرط ہے خلاف ہدیہ کے اس میں یہ شرط نہیں ہے۔

## باب اذا وهب بعیر الرجل

### وهو راكبه فهو جائز

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی کو انٹ اس حال میں ہبہ کرے جب کہ وہ اس پر سوار ہو تو یہ جائز ہے

حدیث (۲۴۲۷) حدثنا الحمیدی الخ

عن ابن عمرؓ قال كنا مع النبی ﷺ فی سفر وکنت علی بکر صعب فقال النبی ﷺ لعمرؓ بعینه فابتاعه فقال النبی ﷺ هولک یا عبد اللہ ..

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے اور میں ایک شوخ اونٹ پر سوار تھا۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس اونٹ کو میرے پاس بیچ دو۔ چنانچہ انہوں نے اس کو بیچ دیا۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے عبد اللہ! وہ تیرے ہی لئے ہے

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان حضرات کا متدل ہے جو افتراق بالكلام کے قائل ہیں۔

افتراق بدن کو ضروری نہیں سمجھتے۔ دیکھئے جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کے اونٹ کو اسی وقت ابن عمرؓ کو ہبہ کر دیا تفرق بالابدان نہیں ہوا۔ دوسرا مسئلہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبل اداء ثمن بیع میں مشتری کو تصرف کرنے کا حق حاصل ہے۔ جیسے آپؐ نے قبیل الاداءہ کر دیا۔

## باب هدية ما يكره لبسها

ترجمہ۔ جس چیز کا پہننا مکروہ سمجھا جاتا ہو اسے ہدیہ کرنا

حدیث (۲۴۲۸) حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ الخ

عن عبد اللہ بن عمرؓ قال رای عمر بن الخطاب حلة سیراء عند باب المسجد فقال یا رسول اللہ لو اشتريتها فلبستها يوم الجمعة وللوفد قال انما يلبسها من لا خلاق له فی الاخرة ثم جاء ت حلت فاعطی رسول اللہ ﷺ عمرؓ منها حلة وقال اکسوتیها وقلت فی حلة عطاردة ما قلت فقال

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے مسجد کے دروازہ کے پاس ایک خالص ریثی جوڑا بچے دیکھا کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا ہی اچھا ہو تاکہ میں اس کو خرید لیتا تاکہ آپؐ اسے جمعہ کے دن اور وفد کے آنے کے موقع پر پہن لیتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایسے جوڑے کو وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ پھر کچھ اور جوڑے آئے۔ جن میں سے ایک جوڑا آپؐ نے حضرت عمرؓ کو دے دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا یہ خلعت آپؐ مجھے عنایت فرما رہے ہیں۔

انی لم اکسکھا لتلبسھا فکسا عمرٌ اَحالہ بمکة مشرکا ....

حالانکہ آپؐ نے عطار د کے حلہ میں تو سخت وعید سنائی تھی آپؐ نے فرمایا کہ میں نے خلعت تم کو اس لئے نہیں دی کہ تم اسے

خود پہنو تو حضرت عمرؓ نے یہ خلعت اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا جو مکہ میں رہتا تھا۔

حدیث (۲۴۲۹) حدثنا محمد بن جعفر الخ  
عن ابن عمرؓ قال اتی النبی ﷺ بیت فاطمة فلم  
یدخل علیها وجاء علی فذکرت له ذلك فذکره  
للنبی ﷺ قال انی رایت علی بابها سترأ موشیا  
فقال مالی وللدنیا فاتاها علی فذکر ذلك لها  
فقالت لیا مرنی فیہ بما شاء قال ترسل به الی  
فلان اهل بیت بهم حاجة .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے۔ لیکن اندر داخل نہ ہوئے۔ حضرت علیؓ جب آئے تو حضرت فاطمہؓ نے ان سے ذکر کیا۔ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے ذکر فرمایا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نے ان کے دروازے پر دھاری دار پردہ دیکھا تو آپؐ نے فرمایا مجھے اس دنیا سے کیا غرض ہے پس حضرت علیؓ نے واپس آکر حضرت فاطمہؓ کو یہ واقعہ سنایا تو وہ فرماتے لگیں کہ اس بارے میں آپ مجھے جو حکم فرمائیں اس پر عمل ہو گا۔

آپؐ نے فرمایا فلاں گھر والوں کے پاس بھیج دو جن کو اس کی ضرورت ہے۔

حدیث (۲۴۳۰) حدثنا حجاج بن منہال الخ  
عن علیؓ قال اهدی الی النبی ﷺ حلة سیراء  
فلبستها فرایت الغضب فی وجهه فشقتها بین  
نسانی .....

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک ریشمی جوڑا میرے پاس ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ جسے میں نے پہن لیا۔ تو آپؐ کے چہرہ انور سے ناراضگی اور غصہ کو محسوس کیا پس میں نے اسے اپنے گھر کی عورتوں میں چیر کر تقسیم کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یکسرہ لبسہ یا اس سے وہ لباس مراد ہے جس کا پہننا مطلقاً مکروہ ہے جیسے تصویری نقش و نگار والا یا خاص لباس مردوں والا مراد ہے۔ جیسے ریشمی لباس مردوں کے لئے حرام ہے۔ اس کا ہدیہ لینا جائز ہے کیونکہ پہننے کے علاوہ اور طریقہ سے اس سے نفع حاصل کیا جائے جیسے عورتوں میں بانٹا جائے۔ یا مشرک بھائی کو دیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظہ فرماتے ہیں کہ کرہیہ عامہ مراد ہے۔ خواہ تحریمی ہو یا تنزیہی ہو جس لباس کا پہننا ناجائز ہو اس کا ہدیہ جائز ہے۔ کیونکہ اس کا مالک اس میں تصرفات کر سکتا ہے۔ بیع ہبہ ان لوگوں کے لئے ہے جن کے لئے ایسا لباس پہننا جائز ہے۔

جیسے عورتوں کے لئے۔ اور ترجمہ سے اس طرف بھی اشارہ ہوا کہ جن چیزوں کا مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے استعمال ناجائز ہو۔ اس کا ہدیہ ممنوع ہے۔ جیسے سونے چاندی کے برتن۔ لیکن شیخ نگوہیؒ نے توجیہ بیان فرمائی ہے وہ بہتر ہے۔ جو مسلک احنافؒ اور شوافعؒ کے موافق ہے۔ البتہ حافظؒ کی توجیہ مسلک شوافعؒ کے خلاف ہوگی۔ کیونکہ ان کے نزدیک سونے چاندی کے برتن ماننا تو جائز ہے، ان کا استعمال جائز نہیں ہے تو تحریم استعمال سے تحریم اتخاذ لازم نہیں ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک جس چیز کا استعمال ناجائز ہے۔ اس کا ماننا بھی حرام ہے جیسے گانے جانے کے آلات کا استعمال بھی ناجائز ہے۔ اور ماننا بھی ناجائز ہے۔ چونکہ ریشمی کپڑوں کا استعمال عورتوں کے لئے جائز ہے۔ اس لئے ان کی تجارت بھی جائز ہوگی۔ تو دونوں میں فرق واضح ہو گیا۔ پس سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال اکثر علماء کے نزدیک حرام ہے۔ البتہ امام شافعیؒ کے نزدیک مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔ کیونکہ نہی تشبیہ بالا عاجم سے ہے۔ جو حرمت کی مقاضی نہیں ہے۔ اور میرے نزدیک شیخؒ کے کلام کی تائید حدیث باب کرتی ہے کیونکہ حضرت عمرؓ نے اپنے مشرک بھائی کو مکہ میں ریشمی لباس کا ہدیہ بھیجا تھا۔ اس طرح برتنوں کا ہدیہ کرنا بھی جائز ہوگا۔

## باب قبول الهدية من المشركين

### ترجمہ۔ مشرکوں کی طرف سے ہدیہ قبول کرنا

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہؓ کے ہمراہ ہجرت فرمائی تو ایک آبادی میں داخل ہوئے۔ جس میں ایک بادشاہ تھا یا جابر تھا تو اس نے نبیؐ کی سارہؓ کو آجریا ہاجرہ عطا کی۔ اور نبی اکرم ﷺ کو ایک ایسی بھری ہدیہ دی گئی جس میں زہر تھا۔ اور ابو حمید فرماتے ہیں کہ ایلہ کے بادشاہ نے جناب

وقال ابو هريرة عن النبي ﷺ هاجر ابراهيم عليه السلام بسارة فدخل قرية فيها ملك او جبار فقال اعطوها اجر واهدت للنبي ﷺ شاة فيها سم وقال ابو حميد اهدى ملك ايلة للنبي ﷺ بغلة بيضاء وكساه برداً وكتب بيحرمهم .....

نبی اکرم ﷺ کو ایک سفید نچر ہدیہ کے طور پر دیا۔ جس کو آنحضرت ﷺ نے چادروں کا لباس پہنایا۔ اور آپؐ نے اس کو اس علاقہ کی حکومت لکھ دی۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کو دیز ریشم کا ایک جہ ہدیہ میں دیا گیا۔ اور آپؐ ریشم کے استعمال سے منع فرماتے تھے۔ لوگو کو اس جہ کی خوب صورتی سے تعجب ہوا جس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی

حدیث (۲۴۳۱) حدثنا عبد الله بن محمد النعدي قال اهدى للنبي ﷺ جبة سندس وكان ينهى عن الحرير فعجب الناس منها فقال الذي محمد بن عبيد لمناديل سعد بن معاذ في الجنة

احسن من هذا وقال سعيد عن قتادة عن انس ان  
كيدر دومة اهدى الى النبي ﷺ .....  
.....

جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ  
کے جنت کے رومال اس سے بہت اچھے ہیں۔ دوسری سند سے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ دو مہمہ مقام کے بادشاہ اکیدر بن عبد الملك الكندي نصرانی نے یہ ہدیہ جناب نبی اکرم ﷺ کو دیا تھا۔

حدیث (۲۴۳۲) حدثنا عبد الله بن  
عبد الوهاب الخ عن انس بن مالك ان يهودية  
انت النبي ﷺ بشاة مسمومة فاكل منها فجئى  
بها فقبل الانقضاء قال فما زلت اعرفها فى لهوات  
رسول الله ﷺ .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک  
یہودی عورت نے آنحضرت نبی اکرم ﷺ کے پاس بحری کا  
زہر ملا ہوا گوشت لائی۔ جس میں سے آپؐ نے کچھ کھا لیا پس  
اس عورت کو آپؐ کے پاس لایا گیا۔ آپؐ سے کہا گیا کہ آپؐ  
اس عورت کو قتل نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ حضرت  
انسؓ فرماتے ہیں کہ میں آپؐ رسول اللہ کے تالویا کوے میں  
اس زہر کے اثرات کو براہ محسوس کرتا رہا۔

حدیث (۲۴۳۳) حدثنا ابو النعمان الخ  
عن عبد الرحمن بن ابى بكر قال كنا مع النبي ﷺ  
ثلثين ومائة فقال النبي ﷺ هل مع احد منكم  
طعام فاذا مع رجل صاع من طعام او نحوه  
فعجن ثم جاء رجل مشرك مشعان طویل بغنم  
يسوقها فقال النبي ﷺ بيعام عطية او قال ام هبة  
قال لا بل بيع فاشترى منه شاة فصنعت وامر النبي  
ﷺ بسواد البطن ان يشوى وايم الله ما فى الثلاثين  
والمائة الا قد حزن النبي ﷺ حزة من سواد بطنها  
ان كان شاهد اعطاها اياه وان كان غائبا خبا له  
فجعل منها قصعتين فاكلوا اجمعون وشبعنا  
لفضلت القصعتان فحملناه على البعير او كما قال.

ترجمہ۔ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ سے مروی ہے  
کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہم ایک سو تیس ۱۳۰ آدمی تھے  
جناب نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی کے پاس غلہ  
ہے تو اتفاق سے ایک آدمی کے پاس ایک صاع یا اس کے برابر  
غلہ موجود تھا۔ پس اسے پیش کر گوندا گیا پھر ایک پر آگندہ ہال  
مشرک لمبے قد والا بحریوں کو ہانکتا ہوا آگیا تو جناب نبی اکرم  
ﷺ نے پوچھا یہ بحریاں بچنے کے لئے ہیں۔ حشش ہیں یا کسی کا  
ہدیہ ہیں اس نے کہا نہیں بلکہ یہ بچنے کے لئے ہیں تو آپؐ نے  
اس ربوڑ میں سے ایک بحری خرید لی جسے ذبح کیا گیا آپؐ نے کبجی  
وغیرہ کے متعلق حکم دیا کہ انہیں بھونا جائے۔ اللہ کی قسم! جناب  
نبی اکرم ﷺ نے ان ایک سو تیس ۱۳۰ آدمیوں کے درمیان اس  
گوشت میں ایک ایک کلو اکاٹ کر دیا جو موجود تھا اسے دے دیا گیا  
جو موجود نہیں تھا اس کا حصہ چھپا کر رکھ دیا گیا پس اس میں سے

ثرید کے دو طباق تیار کئے گئے۔ سب نے اس کو کھایا ہم نے خوب پیٹ بھر کر کھایا لیکن وہ دونوں طباق بچ رہے۔ جس طعام کو ہم لوگ اونٹ پر اٹھا کر لے آئے جیسے راوی نے فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ مشرک کا ہدیہ قبول کرنا جو ممنوع ہے وہ ہے جو دوستی اور محبت بڑھانا مقصود ہو مطلق منع نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظ فرماتے ہیں کہ کتاب المغازی میں جو عامر بن مالک کی روایت ہے کہ وہ آپ کے پاس ہدیہ لے کر آئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ انی لا اقبل ہدیۃ مشرک الخ کہ میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس طرح ایک اور حدیث میں ہے انی نہیت عن ہدیۃ المشرکین کہ مشرکین کے ہدیہ سے مجھے روکا گیا ہے تو مصنف نے چند احادیث ذکر کر کے اس کا جواز ثابت فرمایا اور بعض حضرات نے ان احادیث میں تطبیق یوں بیان فرمائی ہے کہ جس ہدیہ مشرک سے دوستی بڑھانا مقصود ہو وہ تو جائز نہیں جس مشرک کے اسلام کی امید ہو اس کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ اور بعض نے نسخ کا قول کیا ہے۔ بہر حال آنحضرت ﷺ نے بہت سے مشرکین کے ہدایا قبول فرمائے ہیں جن کو علامہ عینی نے نقل فرمایا ہے۔

تشریح از قاسمی۔ منادیل سعد بن معاذ تقصیر کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو حضرت سعدؓ کا جنت میں مقام ہوتا ہے کہ جنت کا ادنیٰ کپڑا ان جوڑوں سے بہتر ہے۔ یا حضرت سعدؓ کے کپڑے اس رنگ کی جنس میں سے تھے۔ یا اس لئے کہ تعجب کرنے والے انصار تھے تو فرمایا تمہارے سردار کے کپڑے اس سے بہتر ہوں گے یا حضرت سعدؓ ایسے کپڑوں کو پسند کرتے تھے۔ دو ماہ جو کہ قریب ایک ریاست کا نام ہے۔ حزة گوشت کا کٹڑا۔ اس حدیث میں آپ کے دو معجزے ہیں ایک تو سواد بطن کا وسیع ہونا جو اتنے آدمیوں کو کافی ہو گیا۔ دوسرا اصاع آنے کا اور ایک بحری کے گوشت کا کثیر ہونا جس سے سب لوگ سیر ہو گئے۔

## باب الهدیۃ للمشرکین

ترجمہ۔ مشرکین کو ہدیہ دینا

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے اور ان کے ساتھ عدل و انصاف کرنے سے نہیں روکتے جنہوں نے دین کی وجہ سے تمہارے ساتھ لڑائی نہیں کی اور نہ ہی تم کو تمہارے گھروں سے نکلنے پر مجبور کیا۔

وقول اللہ عزوجل لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم ینخرجوکم من دیارکم ان تبرہوہم وتقسطوا الیہم ان اللہ لا یحب المفسطین

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کے پاس ایک خوب صورت جوڑا دیکھا جو بک رہا تھا

حدیث (۲۴۳۴) حدثنا خالد بن مخلد عن ابن عمر قال رای عمر حلة علی رجل تباع فقال

حضرت عمرؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے عرض کی کہ آپؐ اس جوڑے کو خرید کر لیں تاکہ آپؐ اسے جمعہ کے دن پہن لیں یا جب کوئی وفد آپؐ کے پاس آئے تو اس وقت پہنیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایسے جوڑوں کو وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو پھر ان میں سے کچھ جوڑے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے گئے آپؐ نے اس میں سے ایک جوڑا حضرت عمرؓ کو بھیج دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا حضرت میں اس کو کیسے پہن سکتا ہوں جب کہ اس کے بارے میں آپؐ وعید بیان فرما چکے ہیں آپؐ نے فرمایا یہ جوڑا میں نے آپؐ کو اس لئے عطا نہیں کیا کہ آپؐ اسے پہن لیں بلکہ اس کو بیچ کر کام میں لائیں۔ یا کسی اور کو عطیہ کر دیں پس حضرت عمرؓ نے اسے اپنے ایک بھائی کی طرف بھیج دیا جو اہل مکہ میں تھا اور ابھی اسلام نہیں لایا تھا۔

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ میری والدہ جو مشرکہ تھی جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس آئی تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا کہ میری والدہ اسلام میں رغبت رکھنے والی ہے۔ کیا میں اس سے بہتر سلوک کر سکتی ہوں آپؐ نے فرمایا ہاں ضرور اپنی ماں سے بہتر سلوک کرو۔

لنبي ﷺ اتيه هذه الحلة تلبسها يوم الجمعة واذا جاءك ابوك فقل انما يلبس هذا من لا خلاق له في الاخرة فاتي رسول الله ﷺ منها بحلل فارسل الي عمرؓ منها بحلة فقال عمرؓ كيف البسها وقد قلت فيها ما قلت قال اني لم اكسكها لتلبسها تبعها او تكسوها فارسل بها عمرؓ الي اح له من اهل مكة قبل ان يسلم .....

حدیث (۲۴۳۵) حدثنا عبيد بن اسمعيل الخ عن اسماء بنت ابی بكرؓ قالت قدمت على امي وهي مشركة في عهد رسول الله ﷺ فاستفتيت رسول الله ﷺ قلت وهي راغبة الفاصل امي قال نعم صلي امك .....

تشریح از قاسمی۔ باب کی ان دونوں احادیث سے مشرکین سے بہتر سلوک اور ہدیہ دینا حرامت ہوا۔ حضرت عمرؓ کے سوتیلے بھائی کانام عثمان بن حکیم تھا اور ان کی ماں کانام ختمہ بنت ہاشم بن مغیرہ تھا جو ابو جہل کے چچا کی بیٹی تھی۔ وہی راغبہ کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اسلام سے اعراض کرنے والی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافرہ ماں کے ساتھ اس طرح سلوک کرنا چاہیے جس طرح مسلمہ سے کیا جاتا ہے۔

ترجمہ۔ کسی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے ہدیہ یا صدقہ کو واپس کرے

باب لا یحل لاحد ان یرجع

فی ہبته وصدقته

حدیث (۳۴۳۶) حدثنا مسلم بن ابراهیم الخ  
عن ابن عباسؓ قال قال النبی ﷺ العائد فی ہبتہ  
کالعائد فی قیئہ .....  
ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا ہے  
وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنی تہ میں عود کرنے والا ہو۔

حدیث (۲۴۳۷) حدثنا عبد الرحمن بن  
المبارک الخ عن ابن عباسؓ قال قال النبی ﷺ  
لیس لنا مثل السوء الذی یعود فی ہبتہ کالکلب  
یرجع فی قیئہ .....  
ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے یہ بری مثال نہیں ہونی چاہیے کہ  
جو شخص اپنے ہبہ میں رجوع کرتا ہے۔ وہ اس کتے کی طرح ہے  
جو اپنی تہ میں عود کرتا ہے۔

حدیث (۲۴۳۸) حدثنا یحییٰ بن قزعة الخ  
عن ابن عمرؓ قال سمعت عمر بن الخطابؓ یقول  
حملت علی فرس لی فی سبیل اللہ فاضاعہ الذی  
کان عنده فاردت ان اشتریه منه وظننت انه بائعہ  
برخص فسالت عن ذلك النبی ﷺ فقال لا تشترہ  
وان اعطاکہ بدرہم واحد فان العائد فی صدقہ  
کالکلب یعود فی قیئہ .....  
ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے  
حضرت عمرؓ بن الخطابؓ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے کسی  
مسلمان غریب کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ایک گھوڑا دیا  
جس نے اس کو ضائع کر دیا۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں اس سے  
اسے خرید کر لوں۔ میرا گمان تھا کہ وہ اس کو سستے نرخ پر بیچ دیا  
جس کے بارے میں میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا  
تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اسے مت خریدو اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم  
کے بدلے ہی کیوں نہ دے دے۔ اس لئے کہ اپنے صدقہ کے

اندر رجوع کرنے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی تہ میں عود کرتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ آپؐ نے گھوڑے کے خرید کرنے سے اس لئے منع فرمایا کہ بائع کی طرف سے تھوڑی سی سہولت  
بیع کے بعض اجزاء کے اندر عود کرنے کے مترادف ہے اس لئے آپؐ نے اس کا نام عود فی الہبہ رکھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث کے الفاظ انہ بائعہ برخص انہ بائعہ دال ہیں کہ بائع کی طرف سے کچھ نہ کچھ سہولت ضرور ہوگی  
وان اعطاکہ بدرہم سے واضح ہوا کہ بائع اس کا مالک ہو چکا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ملک کر دیا تھا وقف نہیں تھا ورنہ وقف کا پچھنا کیسے جائز ہوگا  
اور تملیک پر العائد فی ہبتہ کے الفاظ بھی دلالت کرتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے وقف مراد نہیں ہے



## باب

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عبید اللہؓ خبر دیتے ہیں کہ حضرت صہیبؓ جو ابن جدعان کے آزاد کردہ غلام تھے ان کے بیٹوں نے دعویٰ کیا کہ دو گھر ایک حجرہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت صہیبؓ کو دیا تھا۔ مروان حاکم مدینہ نے کہا کہ تمہارے لئے اس بات پر کون گواہی دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابن عمرؓ گواہی دے گا چنانچہ انہیں بلایا پس گواہی دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ گھر جناب رسول اللہ ﷺ نے دو گھر اور ایک حجرہ حضرت صہیبؓ کو عطا فرمایا تھا۔ جن کی شہادت پر مروان نے حضرت صہیبؓ کی اولاد کے لئے فیصلہ کر دیا۔

حدیث (۲۴۳۹) حدثنا ابراہیم بن موسیٰ الخ  
اخبرنی عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ ان بنی  
صہیب مولیٰ ابن جدعان ادعوا بیتین وحجرۃ  
ان رسول اللہ ﷺ اعطی ذلک صہیباً فقال  
مروان من یشہد لکما علی ذلک قالوا ابن عمرؓ  
فدعاه فشهد لاعطی رسول اللہ ﷺ صہیباً  
بیتین وحجرۃ فقضى مروان بشہادته لہم ....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یہاں کسی کا کسی پر دعویٰ نہیں تھا کہ اشکال پیدا ہو کہ ایک گواہ سے مقدمہ کا فیصلہ کیسے ہوا۔ بلکہ یہاں تو صرف حقیقت حال معلوم کرنا تھا۔ جس کا اظہار ہو گیا۔ یا ممکن ہے دوسرا گواہ بھی پیش کیا ہو۔ اس باب میں اس روایت کو محض اسلئے لایا گیا ہے کہ اس میں حضرت صہیبؓ پر صدقہ اور عہہ کا ذکر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس سے ایک اختلافی مشہور مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ آیا ایک گواہ اور قسم سے کسی مقدمہ کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ جس کی مفصل بحث کتاب الشہادت میں آئے گی۔ اور لاعطی کا لام مفتوح جواب قسم کے لئے ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ شاہد کے ساتھ قسم بھی تھی۔ یا خبر کو شہادت سے تعبیر کیا گیا۔ اور خبر عموماً مؤکد بالقسم ہوا کرتی ہے۔ اگرچہ منکر بھی نہ ہو مروان کا فیصلہ بھی اس کے خبر ہونے پر دال ہے۔ ورنہ وہ نصاب شہادت پورا کرتا۔ امام بخاریؒ نے یہ باب بلا ترجمہ ذکر فرمایا۔ جس کو من وجہ باب سابق سے مناسبت ہوتی ہے۔ یہاں مناسبت یوں ہے کہ جب جناب نبی اکرم ﷺ کا عطیہ ثلاث ہو گیا تو صحابہ کرامؓ نے یہ نہیں پوچھا کہ کیا آپؐ نے رجوع فرمایا نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہہ میں رجوع کا کوئی اثر نہیں ہے۔ اور تیسرا قول یہ بھی ہے کہ مہوہوب لہ جب مرجائے تو تمام علماء کے نزدیک اس میں بالکل رجوع نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ۔ عمری اور رقبی کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے میں نے اسے مکان عمریؓ پر دے دیا تو یہ عمریؓ میں نے اسلئے کیا ہے۔ استعمر کم فیہا تم کو اعمار بنا دیا۔

باب ما قبل فی العمری والرقبی  
اعمرته الدار فہی عمری جعلتها لہ  
استعمر کم فیہا جعلکم عماراً

حدیث (۲۳۴۰) حدثنا ابو نعیم الخ  
عن جابر قال قضی النبی ﷺ بالعمری انہا  
لم وہبت لہ .....

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے عمری کے بارے میں اس شخص کے لئے فیصلہ کیا  
جس کے لئے ہبہ کیا جاتا ہے۔

حدیث (۲۳۴۱) حدثنا حفص بن عمر  
عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال العمری جائزۃ  
وقال عطاء حدثنی جابر عن النبی ﷺ نحوہ ..

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے فرمایا کہ العمری جائز ہے۔ حضرت جابرؓ نے بھی آپ  
سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

تشریح از قاسمی۔ عمری یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے ساتھی سے کے اعمرتک داری یعنی تیری عمر کی مدت تک  
میں نے اسے تیرے لئے کر دیا۔ ان الفاظ کے بعد جب قبضہ بھی دے دیا جائے تو یہ اس دار کا مالک بنا دیتا ہے۔ اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ  
نے اس کا نام ہبہ رکھا چنانچہ آپؐ نے فرمایا۔ انما ہی لمن وہبت لہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ شخص تاحیات اس کے منافع کا مستحق ہوگا۔  
اس کے رقبہ کا مالک نہ ہوگا پس جب وہ مر جائے گا تو رقبہ معمر کی طرف واپس ہوگا اور رقبہ یہ ہے کہ کے ارقبتک داری اور دیتے وقت  
یہ کہے کہ اگر میں تیرے سے پہلے مر گیا تو وہ دار تیرا ہے اگر تو میرے سے پہلے مر گیا تو وہ دار میرے ملک رہے گا اس کا حکم بھی ہبہ کا ہے۔  
اور شرط لغو جائے گی۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ رقبہ کا انکار فرماتے ہیں کہ اس کا کوئی اعتبار ہی نہیں۔

ترجمہ۔ جس شخص نے لوگوں سے گھوڑا

یا اونٹ وغیرہ عاریت پر لیا۔

باب من استعار من الناس

الفرس والدابة وغيرها۔

حدیث (۲۴۴۲) حدثنا ادم الخ سمعت  
انساؓ يقول كان فزع بالمدينة فاستعار النبی ﷺ  
فرسا من ابی طلحةؓ يقال له المندوب ركب فلما  
رجع قال ما راينا من شیء وان وجدنا ه لبحراً ...

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ  
مدینہ منورہ میں کچھ گھبراہٹ پیدا ہوئی تو جناب نبی اکرم ﷺ  
نے حضرت ابو طلحہؓ سے ایک گھوڑا عاریت پر مانگا جس کو مندوب  
کہا جاتا تھا۔ پس آپ اس پر سوار ہوئے جب واپس تشریف لائے

تو فرمایا ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا اور بے شک ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا۔ اجمعی فرماتے ہیں کہ گھوڑے کو بحر اس وقت کہتے ہیں جبکہ اس کی دوڑ و سبج ہو  
یا اس کی دوڑ ختم نہیں ہوتی جیسے سمندر ختم نہیں ہوتا۔

ترجمہ۔ شب زفاف میں دلن کیلئے کوئی چیز عاریت پر لینا

باب الاستعارة للعروس عند البناء

ترجمہ۔ میرے باپ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ ان پر قطرین کی قمیص تھی جس کی قیمت پانچ درہم ہوگی۔ مجھے انہوں نے فرمایا کہ میری باندی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو میں نے اس کو دیکھا تو گھر کے اندر پوشاک پہن کر خوب منگ رہی تھی۔ فرماتی ہیں کہ میرے پاس بھی جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ان قمیصوں میں سے ایک قمیص تھی پس جو عورت بھی مدینہ منورہ میں زیب و زینت سے سجائی جاتی تو وہ میرے پاس پیغام بھیج کر اس قمیص کو عاریت پر منگوا لیتی تھی۔

حدیث (۲۴۴۳) حدثنا ابو نعیم الخ حدثنی ابی دخلت علی عائشةؓ وعلیہا درع قطر ثمن خمسة دراهم فقالت ارفع بصرک الی جاریتی انظر الیہا فانہا تزہی ان تلبسہ فی البیت وقد کان لی منہن درع علی عهد رسول اللہ ﷺ فما کانت امرأة تقین بالمدينة الا ارسلت الی تستعیرہ ....

## باب فضل المنیحة

ترجمہ۔ دودھ والے جانور کو عاریتہ پر دینے کی فضیلت کے بارے میں۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین عطیہ وہ زیادہ دودھ دینے والی عمدہ اونٹنی ہے یا وہ بکری ہے جو عمدہ کثیر دودھ دینے والی ہو کہ صبح کو بھی برتن بھر کر دے اور شام کو بھی برتن بھر دے۔

حدیث (۲۴۴۴) حدثنا یحییٰ بن بکیر الخ عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال نعم المنیحة اللقحة الصفی منحة والشاة الصفی منحة والشاة الصفی تغدو اباناء وتروح باناء ...

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین حضرات مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کے ہاتھوں میں کوئی مال وغیرہ نہیں تھا اور انصار مدینہ زمین اور جائیدادوں کے مالک تھے۔ تو انصار نے اپنے اموال مہاجرین میں اس شرط پر تقسیم کر دیئے کہ وہ ان کو اپنے اموال کے منافع میں سے انیس ہر سال دیا کریں گے۔ اور انصار ان کی ساخت پرداخت کے ذمہ دار ہوں گے۔ حضرت انسؓ کی والدہ حضرت امّ سلیمؓ تھیں جو ابو طلحہ کے چچے عبد اللہ کی والدہ بھی تھیں۔

حدیث (۲۴۴۵) حدثنا عبد اللہ بن یوسف الخ عن انس بن مالکؓ قال لما قدم المهاجرین المدينة من مکة ولبس بایدہم یعنی شینا وکانت الانصار اهل الارض والعقار فقاسمہم الانصار علی ان یعطوہم ثمار اموالہم کل عام ویکفوہم العمل والمؤنہ وکانت امہ ام انسؓ ام سلیمؓ کانت ام عبد اللہ بن ابی طلحہؓ فکانت اعطت ام انسؓ

انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو کچھ کھجوریں دی تھیں۔ جو آپؐ نے اپنی آزاد کردہ باندی ام ایمنؓ کو دے دی تھیں حضرت ام ایمنؓ حضرت اسامہ بن زیدؓ کی والدہ تھیں۔ لیکن شہابؓ فرماتے ہیں کہ انسؓ نے مجھے خبر دی کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب خیبر والوں کے قتل و قتل سے فارغ ہوئے اور مدینہ کی طرف واپس ہوئے تو مہاجرین نے انصار کو ان کے عطایا واپس کر دیئے۔ جن کے منافع انہوں نے ان کو عہہ کئے تھے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے بھی حضرت انسؓ کی والدہ کو ان کی کھجوریں واپس کر دیں اور جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ایمنؓ کو ان کی جائے اپنے باغ میں سے عطیہ فرمایا۔ یونسؓ نے اس کو اس طرح بیان کیا کہ ان کی جائے اپنے خالص مال میں سے عطا فرمایا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو بکرؓ سلوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چالیس خصلتیں ہیں جن میں اعلیٰ درجہ کی وہ دودھ والی بھری ہے جس کا عطیہ کیا جائے جو شخص بھی ان خصال میں سے کسی ایک خصلت پر عمل کرے گا بے شک وہ اس سے ثواب کی امید رکھتا ہو اور جو اس خصلت پر وعدہ کیا گیا ہے اس کی تصدیق کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسے جنت میں داخل کریں گے حضرت حسانؓ فرماتے ہیں کہ دودھ والی بھری جس کا دودھ بہہ کیا جائے اس سے کم درجہ کی سلام کا جواب دینا چھینک دینے والے کو یرحمک اللہ سے جواب دینا اور عام راستہ سے

موزی چیز کا پھانا اور اس طرح کی اور چیزیں بھی ہیں پس ہم تو ان میں سے پندرہ تک بھی نہیں پہنچ سکے۔

ترجمہ۔ حضرت جلدؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے میں سے بہت سے

رسول اللہ ﷺ عذاقاً فاعطاهن النبی ﷺ  
ام ایمن مولاتہ ام اسامہ بن زید قال ابن شہاب  
فاخبرنی انس بن مالک ان النبی ﷺ لما فرغ  
من قتل اہل خیبر فانصرف الی المدینة رد  
المہاجرین الی الانصار منائحہم الی کانوا  
منحوہم من ثمارہم فرد النبی ﷺ الی امہ  
عداقتها واعطی رسول اللہ ﷺ ام ایمن مکانہن  
من حائطہ وقال احمد بن شیبہ وعن یونس بہذ  
وقال مکانہن من خالصہ .....

حدیث (۲۴۴۶) حدثنا مسدد الخ عن  
ابی کبشۃ السلولی سمعت عبداللہ بن عمرو  
ویقول قال رسول اللہ ﷺ اربعون خصلۃ  
اعلاہن منیحة العنز مامن عامل یعمل بخصلۃ  
منہ رجاء ثوابہا وتصدیق موعودہا الا ادخلہ اللہ  
بہا الجنۃ قال حسان فعددنا مادون منیحة العنز  
من رد السلام وتشمیت العاطس واماطۃ الاذی  
عن الطریق ونحوہ فما استطعن ان تبلغ خمس  
عشرۃ خصلۃ .....

حدیث (۲۴۴۷) حدثنا محمد بن یوسف الخ

آدمیوں کے پاس فالتوزمین تھی۔ وہ کہنے لگے کہ ہم اسے تہائی یا چوتھائی یا آدھے حصہ کے لئے بٹائی پر دیں گے۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس زمین ہو پس یا تو وہ خود اسے کاشت کرے۔ یا کسی اپنے بھائی کو عطیہ کر دے۔ اگر اس سے انکار کرے تو اپنی زمین کو روکے رکھے۔ دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وطن چھوڑنے کے بارے میں پوچھنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہجرت کا معاملہ بہت دشوار ہے۔ پس کیا تمہارے اونٹ ہیں۔ اس نے ہاں میں جواب دیا پھر پوچھا کہ اس کی زکوٰۃ بھی دیتے رہتے ہو۔ اس نے ہاں میں جواب دیا پھر پوچھا کیا اس کے دودھ کا عطیہ بھی دیا کرتے ہو۔ اس نے ہاں میں جواب دیا۔ پھر پوچھا جب اونٹوں کو پانی پلانے کیلئے گھاٹ پر لے جاتے ہو تو کیا اس دن دودھ دوہ کر فقراء میں

تقسیم کرتے رہتے ہو اس کا جواب بھی اس نے ہاں میں دیا۔ فرمایا جب یہ تمہارا حال ہے تو اپنی زمین کو لازم پکڑو اگرچہ وہ شہروں اور بستیوں سے گزر کر سمندر پار بھی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تیرے عمل میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کریں گے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ ایسی زمین کی طرف تشریف لے گئے جو کھیتی لہرا رہی تھی آپؐ نے پوچھا یہ کس کی زمین ہے لوگوں نے بتلایا کہ فلاں شخص نے اسے اجارہ پر دیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ اس کو عطیہ کے طور پر فائدہ اٹھانے کے لئے دے دیتے تو اس زمین پر معلوم اجرت لینے سے بہتر ہوتا۔

عن جابرؓ قال كانت لرجال منا فضول ارضين فقالوا نؤاجرهابالثلث والربع والنصف فقال النبي ﷺ من كانت له ارض فليزرعها اوليمنهها اخاه فان ابى فليمسك ارضه وقال محمد بن يوسف الخ حدثني ابوسعيد قال جاء اعرابي الى النبي ﷺ فسأله عن الهجرة فقال ويحك ان الهجرة شانها شديد فهل لك من ابل قال نعم قال فتعطي صدقتها قال نعم قال فهل تمنع منها شيئاً قال نعم قال فتحبها يوم وردها قال نعم قال فاعمل من وراء البحار فان الله لن يترك من عملك شيئاً.....

حدیث (۲۴۴۸) حدثنا محمد بن بشار الخ عن طاؤس حدثني اعلمهم بذلك يعني ابن عباسؓ ان النبي ﷺ خرج الى ارض تهتز زرعاً فقال لمن هذه فقالوا اكثرها فلان فقال اما انه لو منحها اياه كان خيرا له من ان ياخذ عليها اجرا معلوما.....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - ما استطعنا ان تبلغ خمس عشرة الخ یہ اس لئے کہ نہ تو تم نے خاص طور پر ان کی طرف

توجہ کی اور نہ ہی فوری طور پر ان کا احتضار ہوا کیونکہ ہم میں سے کوئی بھی ان سب کو نہیں جانتا تھا۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ ان بطلان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو تو ان چالیس خصائل کا علم تھا مگر آپؐ نے کسی مصلحت کی وجہ سے ان کو ذکر نہیں فرمایا لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ ابواب البیر میں سے ہے جن کی تعداد چالیس سے بھی زیادہ ہے چنانچہ بعض حضرات نے ان کو شمار کیا ہے۔ کارکن کی امداد کرنا۔ مسلمان کی پردہ پوشی کرنا۔ اس کی آمد و سے مدافعت کرنا۔ مجلس میں وسعت پیدا کرنا۔ خیر کا ملانا اچھا کلام کرنا۔ پودا لگانا۔ کھیتی باڑی کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ البتہ احسن بات یہ ہے کہ جن اشیاء کو آپؐ نبی اکرم ﷺ نے مبہم رکھا ہے ہمیں بھی انہیں مبہم رکھنا چاہیے تاکہ کوئی حقیر نہ سمجھے۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی سے کہے کہ یہ باندی میں نے تجھے خدمت کے لئے دے دی

**باب اذا قال اخدمتك  
هذه الجارية**

ترجمہ۔ جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے تو یہ جائز ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ عاریت ہے مہ نہیں ہے اور اگر یہ کہے کہ یہ کپڑائیں نے تجھے پہنایا تو یہ مہ ہے۔

علی ما یعارف الناس فهو جائز وقال بعض الناس هذه عاریة وان قال کسوتک هذا الثوب فهو هبة.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابو اہیمؓ نے فی لی سارہ کو لے کر ہجرت فرمائی تو مصر والوں نے انہیں آجر دے دی پس وہ واپس آکر فرمانے لگیں کہ آپؐ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو نامراد و ذلیل کیا اور ایک باندی خدمت کے لئے عطا فرمائی ان سیرینؓ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں جو آنحضرت

حدیث (۲۴۴۹) حدثنا ابو الیمان الخ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ہاجر ابراہیم بسارة فاعطوها جعفر رجعت فقالت اشعرت ان اللہ کبت الکافر و اخدم ولیدۃ وقال ابن سیرین عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ فاخدمها ہاجر.....

ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اس بادشاہ نے ان کو خدمت کے لئے فی لی ہاجرہ دے دی۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ**۔ قال بعض الناس هذه عاریة اور یہ معلوم ہے کہ امام بخاریؒ نے خود ترجمہ میں اقرار کیا ہے کہ احکام کا دار و مدار عرف پر ہے۔ تو حضرت امام ابو حنیفہؒ پر امام بخاریؒ کا اعتراض وارد نہیں ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے عرف کے مطابق حکم بیان کیا ہے۔ اور کسوة کا لفظ عرف میں مہ کے لئے مستعمل ہے۔ تو پہلے عاریہ ہوگا۔ دوسرا مہ ہوگا۔ یہی عرف کا تقاضا ہے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ قال بعض الناس سے امام بخاریؒ کا مقصد حضرات حنفیہؒ پر رد کرنا ہے۔

واقعی کتاب الزکوٰۃ میں رکاز کے مسئلہ میں بحث کرتے ہوئے امام ابو حنیفہؒ پر رد کیا ہے۔ لیکن یہ قول کلیہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس جگہ جو مسئلہ زیر بحث ہے بقول حافظ ابن حجرؒ مسئلہ اجماعیہ ہے۔ جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ چنانچہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ کسی نے کہا اخدمتك هذه الجارية کہ میں نے یہ باندی خدمت کے لئے دی ہے۔ تو اس سے تملیک رقبہ ضروری نہیں۔ بلکہ بغیر تملیک کے بھی اس سے خدمت لی جاسکتی ہے۔ جیسے کسی مکان میں سکونت اختیار کرنے سے اس سے تملیک لازم نہیں۔ اس طرح خدمت سے بھی تملیک لازم نہیں ہوگی۔ تو امام بخاریؒ کا اخدمتها ہاجر سے ہبہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ البتہ اس قصہ سے ہبہ فاعطوها ہاجر کے جملہ سے ثابت ہوتا ہے۔ اور کسوتك هذا الثوب کہ میں نے تجھے یہ کپڑا پہنادیا۔ اس کے ہبہ ہونے میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ کفارہ کے بارے میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اطعام عشرة مساکین او کسوتهم یعنی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا اور انہیں پوشاک پہنانا۔ اس میں سب علماء فرماتے ہیں کہ طعام کی طرح پوشاک کی بھی تملیک شرط ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ غالباً امام بخاریؒ بھی دونوں مسئلوں میں اختلاف نہیں کرتے۔ البتہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی قرینہ عرف پر دال ہو تو اسے عرف پر محمول کیا جائیگا۔ ورنہ اس لفظ کو معنی موضوع پر محمول کیا جائے گا عند الاطلاق۔ بنا بریں اگر کسی قوم کے نزدیک اخدام کا لفظ ہبہ کے لئے بولا جاتا ہو چنانچہ ابن منیرؒ فرماتے ہیں کہ کسوتك کا لفظ بلا شک تملیک کے لئے ہے۔ کیونکہ ظاہری معنی تو لباس پہنانا تو مراد ہے نہیں۔ جب وضع پر حمل کرنا ممکن نہ ہو تو عرف پر محمول ہوگا۔ جس کے معنی عطیہ اور ہبہ کے ہیں۔ جس کی مصنفؒ نے علی مایتعارف الناس میں خود تصریح فرمادی ہے۔ کہ عرف کا اعتبار ہو گا خلاصہ یہ ہے کہ اخدمتك و کسوتك یہ دونوں جملے عاریہ اور ہبہ میں مشترک ہیں جب قرآن اور عرف سے خالی ہوں تو اخدمتك عاریہ کے لئے ہوگا۔ اور کسوتك ہبہ کے لئے ہوگا۔ تو ممکن ہے امام بخاریؒ کے دور میں اخدمتك ہبہ کیلئے استعمال ہوتا ہو۔ تو وہ احنافؒ کے نزدیک بھی ہبہ ہوگا۔ پھر احنافؒ پر اعتراض کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ چنانچہ فیض الباریؒ میں ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اخدمتك سے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا بلکہ اس کو عرف پر چھوڑا ہے اگر عرف ہبہ کا ہے تو ہبہ ہوگا اگر عاریہ کا ہے تو عاریہ مراد ہوگا۔ اگرچہ بعض الناس سے مراد ان کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ لیکن امام بخاریؒ کا مقصد طعن و تشنیع نہیں ہے بلکہ امام اعظمؒ کے مسلک کی تفصیل بیان کرنا ہے کہ عرف پر محمول ہے۔ کہ عرف میں لفظ اخدام عاریہ کے لئے ہے۔ اور کسوتك ہبہ کے لئے ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر امام بخاریؒ اس مسئلہ میں موافقت نہیں بلکہ مخالفت کرتے تو اپنی عادت کے مطابق وہ اپنے مقصد کی تائید کے لئے ضرور کوئی نہ کوئی حدیث بیان کرتے اگر مخالفت بھی تسلیم کر لی جائے تو ان کا رد بہت ضعیف ہے۔ جس کی وضاحت ہو چکی ہے کہ دونوں لفظوں میں بہت فرق ہے۔ جو اجماعی ہے۔

باب اذا حمل رجلا علی فرس فهو كالعمري  
والصدقة وقال بعض الناس له ان يرجع فيها  
ترجمہ۔ جب کسی شخص نے کسی آدمی کو گھوڑے پر سوار کر دیا۔ تو وہ عمری اور صدقہ کی طرح ہے جس میں عمر اور متصدق رجوع نہیں کر سکتا۔ لیکن بعض لوگ یعنی امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ وہ اس صدقہ میں رجوع کر سکتا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے گھوڑے پر سوار کیا پھر میں اسے دیکھا کہ وہ گھوڑا بک رہا ہے۔ تو میں نے اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا جس پر آپؐ نے فرمایا اسے مت خریدو اور اپنے صدقہ میں عود یعنی رجوع نہ کرو۔

حدیث (۲۴۵۰) حدثنا الحمیدی الخ قال سمعت مالکاً یسأل زید بن اسلم قال سمعت ابی یقول قال عمرؓ حملت علی فرس فی سبیل اللہ فرایتہ ینا ع فسال رسول اللہ ﷺ فقال لاتشتر ولا تعد فی صدقتک .....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لہ ان یرجع فیہا الامام صاحبؒ کا یہ مقولہ سچا ہے کیونکہ اگر وہ گھوڑا عاریہ پر تھا تو معری لہ سے یہ عاریت والا زیادہ حقدار ہے اس لئے اسے رجوع سے نہ روکا جائے گا۔ اگر یہ ہبہ تھا تو سب ہبات میں واہب کو رجوع کرنا جائز ہے تو یہاں کیوں رجوع نہیں کر سکتا۔ لہذا امام اعظمؒ کا قول بد حق ہے جس پر اعتراض کرنا روا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے یہ ثابت کرنا ہے کہ حملتک علی فرس یہ ہبہ ہے اور آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو صدقہ اور ہبہ میں رجوع کرنے سے منع فرمادیا لیکن امام ابو حنیفہؒ رجوع کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ لکن بطلانؒ فرماتے ہیں کہ حمل علی الخیل اگر تملیک کے لئے ہے تو صدقہ کی طرح اس میں رجوع کرنا جائز نہیں اگر تحبیس فی سبیل اللہ ہے یعنی جہاد کے کام کے لئے دیا ہے تو یہ وقف ہو گا۔ وقف میں بھی رجوع جائز نہیں۔ جمہور کا یہی مسلک ہے لیکن حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جس ہر شے میں باطل ہے۔ لہذا رجوع کا حقدار ہے۔ فیض الباری میں ہے کہ بعض الناس سے امام اعظمؒ متعین نہیں ہیں۔ بلکہ امام بخاریؒ ایک احتمال بیان فرما رہے ہیں کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں اتاحذ و مدہ نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حنیفہؒ کے نزدیک حملتک علی هذا الفرس یہ ہبہ نہیں ہو گا۔ جب تک ہبہ کی نیت نہ ہو کیونکہ حمل کے اصلی معنی سوار کرنے کے ہیں۔ تو عاریہ ہو گا۔ لیکن اسی میں ہبہ کا احتمال بھی ہے۔ تو تملیک کا فائدہ دے گا۔ اس طرح وقف میں رجوع جائز ہے۔ اگرچہ کراہت کے ساتھ ہے۔ باقی محققہ میں ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کتاب الشہادات

ترجمہ۔ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں

باب ماجاء فی البینۃ علی المدعی

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو! جب قرضہ کا معاملہ کرو کچھ مقرر مدت تک تو اسے لکھ لو الخ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو! انصاف کے قائم کرنے والے بن جاؤ۔ اور اللہ کے لئے گواہ بن جاؤ۔ خواہ وہ گواہی تمہیں اپنے خلاف اپنے ماں باپ کے خلاف اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف کیونکہ نہ دینی پڑے الخ۔

لقلہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوه الخ وقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء لله ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین الخ ..

تشریح از شیخ گنگوہی۔ اذا تداینتم الخ آیت کریمہ سے ترجمہ اس طرح ثابت ہوا کہ اس میں گواہ بنانے کا حکم ہے اس طرح دوسری آیت میں ہے کہ گواہی دو۔ اگرچہ والدین وغیرہ کے خلاف بھی کیوں نہ ہو۔ تو وہ لوگ مدعی علیہ ہوں گے جس سے لازم آیا کہ گواہی مدعی علیہ کے خلاف ہوگی۔ مدعی کی حمایت میں ہوگی۔ تو ثابت ہوا کہ گواہ مدعی کے ذمہ لازم ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ شہادت کے لغوی معنی حضور کے ہیں چنانچہ آپ کا ارشاد ہے الغنیمة لمن شہد الوقعة یعنی غنیمت اسی کا حق ہے جو جنگ میں حاضر ہو۔ اور گواہ کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ قاضی کی عدالت میں حاضر ہو کر غیر کی طرف سے خبر دیتا ہے اور شرعاً اس کے معنی اخبار عن مشاہدۃ و عیان لاعتن تخمین و حسبان یعنی شہادت مشاہدہ

اور آنکھوں دیکھی چیز کی خبر دینا ہے محض اندازہ اور گمان سے نہیں اور فیض الباری میں ہے کہ فقہاء کے نزدیک اثبات الحق علی الغیر یسمی دعویٰ واثبات حق الغیر علی نفسه یسمی اقراراً یعنی غیر پر اپنا حق ثابت کرنا دعویٰ ہے۔ اور غیر کا حق اپنے اوپر ثابت کرنا اقرار کہلاتا ہے اور اثبات حق الغیر علی الغیر یسمی شہادۃ یعنی کسی کا حق کسی پر ثابت کرنا شہادت ہے۔ الامر بالا شہاد سے اشتہاد و شہیدین من رجالکم کی طرف اشارہ ہے۔ اور محض امر بالا شہاد سے البینۃ علی المدعی سے ترجمہ ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ کرمانیؒ فرماتے ہیں استدلال اس طرح ہے کہ اگر مدعی کا قول بغیر جینۃ کے معتبر ہو تا تو کلمات اطاع اور اشہاد کی ضرورت نہ ہوتی جب احتیاج ہے تو معلوم ہوا کہ مدعی کے ذمہ گواہ لانا ہے۔ انہی بطلان نے بھی یہی کہا ہے۔ اور علامہ عینیؒ نے کرمانیؒ کا اتباع کرتے ہوئے کہا ہے کہ آیت کی ترجمہ پر دلالت اس طرح ہوئی کہ فلیملل الذی علیہ الحق سے مدعی علیہ سے اقرار کر لیا گیا۔ جب مدعی اس کی تکذیب کرتا ہے تو اس کے ذمہ گواہ لانا ہوں گے۔ لیکن شیخ نگوہیؒ نے جو توجیہ بیان فرمائی ہے کہ والدین اور اقربین جب مدعی علیم ہوئے تو معلوم ہوا کہ گواہ ان کے ذمہ نہیں۔ بلکہ مدعی کے ذمہ ہیں۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اثبات ترجمہ کے لئے کوئی حدیث نہیں لائے۔ صرف آیتین پر اکتفاء فرمایا حالانکہ حدیث وہ ہے جو باب الرہن کے آخر میں گزری ہے۔ شاهدک اویمینه الحدیث یعنی مدعی تیرے دو گواہوں سے ثابت ہو گا یا اس کی قسم کا اعتبار کرنا ہو گا۔

## باب اذا عدل رجل احداً فقال

### لأنعلم الاخيراً وقال ما علمت الاخيراً

حدیث (۲۴۵۱) حدثنا حجاج الخ عن

ابن شہاب اخبرنی عروۃ و ابن المسیب و علقمۃ بن وقاص و عبید اللہ عن حدیث عائشۃ و بعض حدیثہم یصدق بعضا حین قال لہا اهل الافک فدعا رسول اللہ ﷺ علیا و اسماء حین استلبت الوحی یستامرہما فی فراق اہلہ فاما اسماء فقال اهلك و لانعلم الاخیراً و قالت بریرۃ ان رايت علیہا امرأ اغمصہ اکثر من انہا جاریۃ حدیثۃ السن تمام عن عجین اہلہا فتاتی الداحن فتاکلہ

ترجمہ۔ حضرت ابن شہاب زہریؒ سے مروی ہے

کہ مجھے حضرت عروہ۔ سعید بن المسیب۔ علقمہ بن وقاصؒ اور عبید اللہؒ نے حضرت عائشہؓ کی حدیث کے بارے میں خبر دی کہ وہ ایک دوسرے کی بات کی تصدیق کرتے تھے۔ جب کہ بہتان باندھنے والوں نے ان کے بارے میں جو کچھ کہا تھا۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت اسماءؓ کو بلایا جب کہ وحی کے آنے میں آپؐ نے دیر محسوس فرمائی۔ ان دونوں سے اپنی اہلیہ کی جدائی کرنے کے بارے میں مشورہ لیتے تھے۔ تو حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ حضرت بریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے ان میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو ان کی شان کے لائق نہ ہو۔

فقال رسول الله ﷺ من يعذرنا من رجل بلغني اذاه  
في اهل بيتي فوالله ما علمت من اهلي الا خيرا  
ولقد ذكروا رجلا ما علمت عليه الا خيرا .....

زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ نوخیز لڑکی ہے گھر والوں کا آنا  
گوندھ کر سو جاتی ہے گھر کی پالتو بھری آکر اس آئے کو کھا جاتی  
ہے جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آدمی یعنی

عبداللہ بن ابی ہمارے ہر اس سلوک کا مستحق ہے جو ہم اس سے کرنا چاہیں کیونکہ اس کی ایذا رسانی ہمارے گھریلو معاملات تک پہنچ چکی ہے۔  
پس اللہ کی قسم! میں تو اپنی اہلیہ میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتا اور جس آدمی کے متعلق وہ ذکر کرتے ہیں اس میں بھی سوائے خیر کے  
اور مجھے کسی بات کا علم نہیں ہے۔ یعنی دونوں مطعون بری الذمہ ہیں محض منافقوں کا پرو پگینڈہ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - لا نعلم الا خیر اس وہم کا دفعیہ کرنا ہے کہ اس جملہ میں تزکیہ کی تصریح نہیں ہے صرف  
اپنے علم کی خبر دینا ہے۔ فی الواقع صفائی نہیں ہے دفعہ کا خلاصہ ہے کہ شہادت میں اگر اس قید کی تصریح نہ بھی ہو تو بھی مراد یہی اپنے علم  
کے مطابق خبر دینا ہوتا ہے۔ نفس الامر واقع کی کون خبر دیتا ہے کیونکہ حقیقت حال کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں حقیقت الامر پر  
اور کس کو واقفیت ہو سکتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - انما دفع بذلك امام بخاریؒ کی مراد سمجھنے میں قطب گنگوہیؒ نے عجیب قول اختیار فرمایا جو بہت لطیف  
ہے میرے نزدیک امام بخاریؒ نے اس سے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ گواہ کی صفائی دینے والا جب کسی کی تعدیل  
میں صرف اتنا لفظ کہے کہ ہم تو سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتے تو آیا تعدیل میں یہ الفاظ کافی ہیں یا نہیں۔ حضرت امام ابو یوسفؒ سے  
مروی ہے کہ ان الفاظ کے کہنے والے کی شہادت قبول ہوگی متدل یہی حدیث افک ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ عدل جائز الشہادت کہنا  
ضروری ہے۔ اصح یہ ہے کہ صرف عدل کہنا کافی ہوگا۔ باقی امام بخاریؒ نے اس مسئلہ کا کوئی حکم بیان نہیں فرمایا اس لئے کہ اس میں اختلاف  
شدید تھا لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ کا میلان امام ابو یوسفؒ کے مسلک کی طرف معلوم ہوتا ہے کیونکہ باب میں حدیث افک لائے ہیں۔  
اور موضع ترجمہ حضرت اسامہؓ کا قول اهلك ولا نعلم الا خیرا ہے۔

من يعذرني یعنی میں اگر اس کو کوئی سزا دوں تو مجھے معذور سمجھا جائے اور بھڑنے کے کہنا کہ من يعذرني معنی میں من ينصروني  
کے ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ من ينتقم لي منه کہ کون میرے لئے اس سے انتقام لے گا۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے فرمایا۔ انا عذرک  
منہ یہی معنی بہتر ہیں اگرچہ اور معانی بھی بیان کئے گئے ہیں۔

ترجمہ۔ چھپ کر حال کرنے والے کی گواہی کیسی ہے

## باب شهادة المختبي

واجازہ عمرو بن حریث قال وكذلك يفعل  
بالكاذب الفاجر وقال الشعبي وابن سيرين  
وعطاء وقتادة السمع شهادة وقال الحسن  
يقول لم يشهدوني على شيء واني سمعت  
كذا وكذا.....

حدیث (۲۴۵۲) حدثنا ابو اليمان الخ  
قال سالم سمعت عبد الله بن عمر يقول انطلق  
رسول الله ﷺ وابي بن كعب الانصاري يؤمان  
النخل التي فيها ابن صياد حتى دخل رسول الله  
ﷺ طفق رسول الله ﷺ يتقى بجذوع النخل  
وهو يختل ان يسمع ابن صياد شيئاً قبل ان يراه  
وابن صياد مضطجع على فراشه في قطيفة له  
فيها رمية اوزمزة فرأت ام ابن صياد النبي  
ﷺ وهو يتقى بجذوع النخل فقالت لابن  
صياد اي صاف هذا محمد فتناهي ابن صياد قال  
رسول الله ﷺ لو تركته بين.....

حدیث (۲۴۵۳) حدثنا عبد الله بن محمد الخ  
عن عائشة قالت جاءت امرأة رفاعة القرظي  
النبي ﷺ فقالت كنت عند رفاعة فطلقني فابت  
طلاقي فتزوجت عبد الرحمن ابن زبير اثم امعه

ترجمہ۔ عمرو بن حریث نے اس کو جائز رکھا ہے فرمایا  
کہ جھوٹے بد معاش کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے گا کہ  
اس کی شہادت جائز ہوگی۔ حضرت امام شعبیؒ لکن سیرینؒ عطاءؒ  
اور قتادہؒ فرماتے ہیں کہ سننا بھی گواہی ہے۔ اور حضرت حسن  
بصریؒ فرماتے تھے کہ لوگوں نے مجھے کسی چیز پر گواہ تو نہیں بنایا  
لیکن میں نے اس طرح سنا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت سالمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے  
حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ  
اس باغ میں داخل ہوئے تو کھجور کے تنوں میں جھجج کر چلنے لگے  
آپ کسی حیلہ سے ان صیاد کی کچھ باتیں اس کے دیکھنے سے پہلے  
سننا چاہتے تھے۔ اور لکن صیاد اپنے بستر پر ایک لوٹی میں لیٹا ہوا تھا  
جس میں کچھ گنگناہٹ تھی۔ یعنی جس سے ہلکی سی آواز آتی تھی  
ان صیاد کی ماں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو دیکھ لیا کہ آپ  
کھجوروں کے پودوں میں جھجج کر رہے ہیں۔ تو اس نے ان صیاد  
سے کہا کہ اے صافی یہ محمد ﷺ ہیں۔ چنانچہ لکن صیاد رک گیا  
جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کہ اگر وہ اس کو اپنے  
حال پر چھوڑ دیتی تو خوب بیان کرتا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی  
بیوی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے  
لگی کہ میں رفاعہ کے نکاح میں تھی جس نے مجھے طلاق دے کر  
بالکل جدا کر دیا بعد ازاں میں نے عبد الرحمن بن الزبیرؓ کے ساتھ  
شادی کی۔ اس کے پاس تو کپڑے کے پھندے کی طرح چھوٹا

مثل هدبة الثوب فقال اتریدین ان ترجعی الی  
رفاعة لاحتی تذوقی عسلیته ویدوق عسلیتک  
وابوبکر جالس عنده وخالد بن سعید بن العاص  
بالباب ينتظران یؤذن له فقال یا ابابکر الاتسمع  
الی هذه ماتجهر به عند النبی ﷺ.....

آلہ تاسل ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو رفامہ کے پاس واپس جانا  
چاہتی ہے۔ بالکل نہیں جاسکتی۔ جب تک کہ تو اس کی شہد کو وہ  
تیری شہد کو نہ چکھ لے۔ یعنی بھستری ہو جائے۔ حضرت ابو بکرؓ  
آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور خالد بن سعید بن العاص دروازہ  
پر انتظار کر رہے تھے کہ انہیں داخلے کی اجازت دی جائے۔ تو  
انہوں نے فرمایا اے ابو بکرؓ کیا آپ اس عورت کی باتیں سنتے نہیں  
کہ وہ کس قدر کھلم کھلا جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس باتیں کر رہی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ شہادۃ المختصی امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا شہادت میں سماعت  
پر اکتفا کیا جاسکتا ہے۔ اور اس میں مسوع کو دیکھنا شرط نہیں ہے۔ جتنی روایات امام بخاریؒ لائے ہیں وہ اس مقصد پر دال نہیں ہیں۔ حضرت  
حسن بصریؒ تاہی کا قول تسلیم کرنا لازم نہیں ہے ہم رجال ونحن رجال۔ نیز! ممکن ہے کہ وہ اس واقعہ کے عینی شاہد ہوں اگرچہ لوگوں  
نے آپؐ کو گواہ نہ بتایا ہو۔ اور اس میں صراحت نہیں ہے کہ انہوں نے اس واقعہ کو نہ دیکھا ہو۔ تو ان احتمالات کی وجہ سے ان کا مدعا تمام نہ ہو گا  
اور آنجناب ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر ان صیاد کی والدہ اسے اپنے حال پر چھوڑ دیتی اور اسے متنبہ نہ کرتی تو ممکن ہے کہ وہ اپنے حالات خوب بیان  
کرتا۔ یہ بھی ان کی دلیل نہیں بن سکتا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ تو ان صیاد کو دیکھ رہے تھے۔ اور روایت پر ہی مسئلہ کا دارومدار ہے۔ وہ تو آپؐ کو  
حاصل تھی۔ تو اب ہم کہتے ہیں کہ اگر چھپ کر حال معلوم کرنے والا داخل ہونے والے کو کلام کرنا دیکھنے نہ تو اس سے بالمشافہ بات چیت  
ہو۔ اور نہ ہی ان میں سے ہر ایک ایک دوسرے کے سامنے ہو کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھ سکے تو ایسے شخص کی شہادت جائز ہے۔ کیونکہ  
اس میں ممانعت کی علت اٹھ گئی ہے۔ اور وہ علت ہے آوازوں میں اختلاط اور اشتباہ ہوتا ہے۔ یعنی آوازیں رل مل جاتی ہیں۔ کہ ان میں شک  
و شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ توجب ایسا نہ ہو تو پھر سمع پر شہادت دینی جائز ہے۔

الاتسمع الی هذه استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ خالد نے اس عورت کا مدعا کرہ عند النبی ﷺ کو پسند نہ کرتے ہوئے نکیر کیا۔  
حالانکہ وہ اس عورت کو دیکھ نہیں رہے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت خالدؒ کا انکار عورت کے کلام سننے پر تھا۔ جس میں خفاء نہیں تھا  
خفاء تو عورت کی تعین میں تھا کہ وہ کون تھی۔ اور اسی کا ہم لوگ انکار کرتے ہیں۔ جس کا روایت میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ ہاں اگر اس سماع  
کلام کے بعد خالد سے گواہی طلب کی جاتی اور وہ گواہی دیتے کہ انہوں نے رفامہ کی فلاں بیوی سے یہ کلام سنا تو پھر روایت تمہاری دلیل  
بن سکتی تھی۔ غرضیکہ ہم سماعت سے حصول علم کا انکار نہیں کرتے بلکہ ہم تو حکم کی تعین کا انکار کرتے ہیں جو حکم کی روایت کے بغیر ممکن  
نہیں تو کسی معین شخص پر تو گواہی دینا جائز نہیں۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے اس کو آواز سے پہچانا ہے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ** - المختبی جو قتل شہادت کے وقت چھپا ہوا ہو۔ اکثر ائمہ کرام مختبی کی شہادت کو قبول نہیں کرتے وہ فرماتے ہیں کہ جو مشہود علیہ سے چھپ گیا وہ عادل نہیں ہو سکتا۔ لائحہ سوا۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ اس شہادت کو قبول کرتے ہیں کہ بسا اوقات ایسی شہادت کی ضرورت لاحق ہو جاتی ہے۔

مع انہ لایلزیم تسلیم قولہ لانه قابی کیونکہ وہ تاہی ہیں۔ اور امام اعظمؒ کو کسی تاہی کے قول کے رد کرنے کا اختیار ہے۔ دیکھئے قاضی شریح مختبی کی شہادت کو رد کرتے تھے۔

**لا تسمع الی ہذہ** خالد اس عورت سے پردہ میں تھے۔ اور دروازہ سے باہر تھے۔ محض عورت کی آواز سن کر اس پر نکیر کیا اور آپؐ نے اس پر نکیر نہ فرمایا تو معلوم ہوا شہادت السمع جائز ہے۔ اگرچہ روایت نہ ہو۔ تو خالد مثل مختفی کے ہوئے۔ تو اس طرح ترجمہ سے مطابقت ثابت ہو جائے گی۔

### باب اذا شهد شاهد او شہود بشئ

فقال اخرون ما علمنا ذلك يحكم بقول من شهد قال الحمیدی ہذا کما اخبر بلال ان النبی ﷺ صلی فی الکعبۃ وقال الفضل لم یصل فاخذ الناس بشهادة بلال كذلك ان شهد شاهدان ان لفلان علی فلان الف درهم وشهد اخران بالف وخمس مائة یقضى بالزیادة

ترجمہ۔ جب ایک گواہ یا کئی گواہ کسی چیز کو گواہی دیں

ترجمہ۔ دوسرے کہیں کہ ہمیں تو ان کا علم نہیں ہے تو جس نے گواہی دی ہے اس کے قول پر فیصلہ کیا جائے گا چنانچہ حمیدیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ایسے ہے جیسے حضرت بلالؓ نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی۔ اور فضل بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نہیں۔ تو لوگوں نے حضرت بلالؓ کی شہادت کو قبول کیا۔ اسی طرح اگر دو گواہ گواہی دیں کہ فلاں شخص کا فلاں پر ایک ہزار درہم کا قرضہ ہے اور دوسرے دو گواہی دیتے ہیں کہ ڈیڑھ ہزار ہے تو زیادتی پر فیصلہ کیا جائے گا۔

حدیث (۲۴۵۴) حدثنا حبان الخ عن عقبۃ بن الحارث انه تزوج بنتا لابی اہاب بن عزیز فاتتہ امرأۃ لقال قد ارضعت عقبۃ والنئی تزوج فقال لها عقبۃ ما علم انک ارضعتی ولا اخبرتنی فارسل الی ال ابی اہاب یسالہم

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارث سے مروی ہے کہ انہوں نے ابو اہاب بن عزیرؓ کی بیٹی سے شادی کی تو ایک عورت نے آکر کہا کہ میں نے عقبہ کو اور اس کی بیوی کو دودھ پلایا ہے تو عقبہؓ نے کہا مجھے تو علم نہیں ہے کہ تو نے مجھے دودھ پلایا اور نہ ہی آج تک تو نے مجھے اس کی خبر دی ہے۔ پس انہوں نے

ابوہاب کی طرف قاصد بھیج کر ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں علم نہیں کہ اس نے ہماری لڑکی کو دودھ پلایا ہو۔ پس وہ سوار ہو کر جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوا

فَقَالُوا مَا عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرْكَبَ اِلَى النَّبِيِّ  
وَبِالْمَدِينَةِ فَسَالَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ لَهَا فَفَارَقَهَا وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ ....

آپ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اس سے کیسے نفع حاصل کر سکتے ہو جب کہ رضاعت کی بات کہی جا چکی ہے چنانچہ اس نے اسے جدا کر دیا جس نے کسی دوسرے خاوند سے جا کر نکاح کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ اذا شهد الخ یہاں شہادت سے عام مراد ہے۔ جو اخبار کو بھی شامل ہے تو اب حضرت فضل کی حدیث کا اس باب میں لانا صحیح ہوگا اور حدیث باب کی دلالت بھی اس پر ظاہر ہے اسلئے کہ کالی عورت کی خبر کا اعتبار کرتے ہوئے رضاعت کو ثابت کیا گیا۔ اور نفی کرنے والے کی خبر کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ اگرچہ اس کی خبر کا اعتبار کرنا تقویٰ کے اعتبار سے ہے۔ فتویٰ کے اعتبار سے نہیں ہے۔ اور یہ باب نقصان دہ نہیں ہے۔ کیونکہ ترجمہ میں ہے من شهد کے قول پر فیصلہ ہوگا۔ خواہ وہ حکم واجب ہو یا احتیاط پر مبنی ہو۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ حافظ نے جواہل علم کا اتفاق نقل کیا ہے کہ ثبت کو ثانی پر مقدم کیا جائے گا یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اس میں اختلاف ہے۔ کرنفی تو فرماتے ہیں المثبت اولیٰ من النافی لیکن عینی بن لبان فرماتے ہیں کہ جب مثبت اور ثانی میں تعارض ہو تو بغیر دلیل کے کسی کو ترجیح نہ دی جائے گی۔ بلکہ اگر مثبت مبنی پر دلیل ہے تو اس کو ترجیح ہوگی۔ ثانی مبنی پر دلیل ہے اثبات کا احتمال تو ثانی کو ترجیح ہوگی۔

دلالة الرواية الخ حدیث عقبہ مرضعہ کے بارے میں ہے۔ جس سے مقصد یہ ہے کہ عورت نے رضاعت کو ثبات کیا عقبہ نے اس کی نفی کی۔ آنحضرت ﷺ نے مرضعہ کے قول کا اعتبار کیا اور ان کو عورت چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ خواہ وجوہاً ہو یا علی السبیل الودع والاحتیاط ہو۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ حدیث میں نہ تو کوئی شہادت ہے اور نہ ہی کوئی حکم ہے۔ لہذا ترجمہ سے مطابقت ثابت نہ ہوئی۔ لیکن کرمانی فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کا امر بالافراقہ یہ حکم کی طرح ہے اور مرضعہ کی خبر شہادت کی مانند ہے۔ لہذا مطابقت ثابت ہوئی۔ اگر اشکال ہو کہ قرضہ کے مسئلہ میں دونوں شہادتیں ایک ہزار پر تو متفق ہیں۔ اور پانچ سو میں منفرد ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ دوسری شہادت میں پانچ سو سے چپ رہنا نفی کے حکم میں ہے۔ اس لئے اس زیادتی کا اعتبار کیا جائے گا۔

ترجمہ۔ گواہ عادل ہونے چاہئیں

باب الشهداء العدول

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے میں سے دو عدل والوں کو گواہ بناؤ۔ اور ان لوگوں میں سے جنہیں تم گواہ پسند کرتے ہو۔

وقول الله تعالى واشهدوا ذوى عدل منكم  
ومن ترضون من الشهداء

حدیث (۲۴۵۵) حدثنا الحكم بن نافع انه  
ان عبد الله بن عتبة قال سمعت عمر بن الخطاب  
يقول ان اناساً كانوا يؤخذون بالوحي في عهد  
رسول الله ﷺ وان الوحي قد انقطع وانما  
ناخذكم الان بما ظهر لنا من اعمالكم فمن  
اظهر لنا خيراً اماناه وقريناه وليس الينا من سريره  
شيء الله يحاسبه في سريره ومن اظهر لنا سوءاً  
لم نأمنه ولم نصدق له وان قال ان سريره حسنة..

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عتبہؓ نے فرمایا کہ میں نے  
حضرت عمر بن الخطابؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ  
ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کو وحی کی وجہ سے پکڑا جاتا تھا۔ اب  
وحی بند ہو گئی اب ہم تمہارا مواخذہ تمہارے ظاہری اعمال پر  
کریں گے۔ پس جس نے ہمارے سامنے خیر کو ظاہر کیا ہم اسے  
امن دیں گے۔ اور اسے اپنے قرب میں جگہ دیں گے۔ اس کی  
پوشیدہ باتوں کا اللہ ہی حساب لینے والا ہے۔ اور جس شخص نے  
ہمارے سامنے برائی ظاہر کی نہ تو ہم اسے امن دیں گے اور نہ ہی  
اس کی بات کی تصدیق کریں گے۔ اگرچہ وہ کہے اس کا باطن عمدہ  
اور اچھا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ العدول یعنی ان کے ظاہر احوال کے مطابق ان کی تعمیل کی جائے گی۔ اس طرح حدیث  
ترجمہ الباب سے مطابق ہو جائے گی۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کے قول سے ثابت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ آگے بخاری میں جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد آرہا ہے۔ لم اوامر ان انقب عن قلوب الناس  
ولا اشف بظنونهم کہ مجھے لوگوں کے دلوں میں نقب لگانے اور ان کے پیٹوں کو چرنے کا حکم نہیں ہوا۔ حدیث کے اندر کوئی ایسے الفاظ  
موجود نہیں جس سے عدل کا مصداق ثابت ہو۔ میرے نزدیک توجیہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ کا میلان امام ابو حنیفہؒ کے قول کی طرف ہے۔  
جو ہدایہ میں منقول ہے کہ يقتصر الحاكم على ظواهر العدالة ولا يستغل عن حال الشهود حتى بطعن الخصم یعنی حاکم  
محض ظاہر عدالت پر عمل کرے گواہوں کے احوال کا اس وقت تفحص نہ کرے یعنی چھان بین نہ کرے جب تک مخالف جرح نہ کرے۔  
کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے المسلمون عدول بعضهم على بعض الامم حدود افى قذف کہ مسلمان سب کے سب عادل  
ہیں۔ وہ ایک دوسرے پر گواہ بن سکتے ہیں۔ البتہ جس کو زنا کی تہمت میں سزا دی گئی ہو اس کی شہادت باطل ہے البتہ حدود و قصاص میں شداء  
کے احوال کی خوب چھان بین کی جائے۔ تاکہ جہاں تک ممکن ہو سکے حدود اور قصاص کو ساقط کرنا چاہیے صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ ان فساد زمانہ  
کے دور میں گواہوں کی عدالت ظاہر اوباطن دونوں طرح سے معلوم کی جائے کیونکہ قضاء کا دار و مدار حجت پر ہے اور وہ عادل کی شہادت ہے۔  
الحاصل اس پر تو علماء کا اتفاق ہے کہ قبول شہادت کے لئے عدالت شرط ہے۔ پھر مفت عدالت میں اختلاف ہو گیا جمہور ائمہ  
فرماتے ہیں کہ وہ اسلام کے علاوہ ایک مفت زائدہ ہے۔ واجبات شرع کا التزام کرنے والا ہو۔ اور مستحبات کا بھی عامل ہو۔ محرمات اور



مکروہات سے چنے والا ہو۔ البتہ ابا ابو حنیفہؒ اپنے زمانہ خیر القرون کے اعتبار سے فرماتے ہیں کہ عدالت میں ظاہر اسلام کافی ہے۔ بھر طیکہ اس کا کوئی عیب مشہور نہ ہو۔ تو معلوم ہوا کہ عدالت ظاہرہ پر دار و مدار ہے عدالت باطنہ پر نہیں۔ مالک بن وحش کا ظاہر منافق تھا لیکن وحی نے اس کے ایمان کی تصدیق کر دی تو وحی سے ظاہر کو رد کیا گیا۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ جمہور کے نزدیک عادل کی تعریف یہ ہے کہ وہ مسلمان آزاد اور مکلف ہو۔ کبیرہ سے چنے والا اور صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے والا نہ ہو۔ البتہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ذمہ دار بھی ہو۔ امانہ ای جعلناہ امانا من الشر قربناہ ای عظمناہ وکرمانہ۔ سریرہ بمعنی وہ راز جو چھپایا جائے۔ بہر حال ہمیں ظاہر پر فیصلہ دینے کا حکم ہے۔ قالہ الکرمانیؒ۔

## باب تعدیل کم یجوز ترجمہ۔ کتنے آدمیوں کی تعدیل کافی ہے

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزارا گیا جس پر لوگوں نے بھلائی سے تعریف بیان کی۔ تو آپؐ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا گزارا گیا جس پر لوگوں نے اس کو برائی سے یاد کیا یا اس قسم کے اور الفاظ کہے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پس آپؐ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! اس کے لئے بھی آپؐ نے وجبت فرمایا اور اس کے لئے بھی وجبت فرمایا کہ مؤمن لوگوں کی گواہی ہے جو روئے زمین پر اللہ کے گواہ ہیں۔

حدیث (۲۴۵۶) حدثنا سلیمان بن حرب الع عن انس قال مر علی النبی ﷺ بجنازة فاثنوا علیہا خیرا فقال وجبت ثم مر باخری فاثنوا علیہا خیرا فقال وجبت ثم مر باخری فاثنوا علیہا شرا وقال غیر ذلك فقال وجبت فقیل یا رسول اللہ قلت لہذا وجبت ولہذا وجبت قال شهادة القوم المؤمنون شهداء اللہ فی الارض .....

ترجمہ۔ ابوالاسودؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں اس زمانہ کے اندر آیا جبکہ مدینہ میں ایک وبا پھیلی ہوئی تھی لوگ جلدی جلدی مر رہے تھے میں حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھ گیا تو ایک جنازہ گزرا جس کو بھلائی سے یاد کیا گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا گزرا جس کو بھلائی سے یاد کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا واجب ہو گئی تیسرا گزرا تو اسے برائی سے یاد کیا گیا اس پر بھی آپؐ نے وجبت فرمایا تو میں نے پوچھا امیر المؤمنین! یہ کیا چیز واجب ہوئی فرمایا میں نے تو

حدیث (۲۴۵۷) حدثنا موسیٰ بن اسمعیل الع عن ابی الاسود قال اتیت المدینة وقد وقع بها مرض وهم یموتون موتا ذریعاً فجلست الی عمر فمرت جنازة فاثنبت خیر فقال عمر وجبت ثم مر باخری فاثنبت خیرا فقال وجبت ثم مر بالثالثة فاثنبت شرا فقال وجبت فقلت ما وجبت یا امیر المؤمنین قال قلت کما قال النبی ﷺ ایما مسلم شہدہ

اربعة بنخير ادخله الله الجنة قلنا وثلاثة قال وثلاثة قلت واثنان قال واثنان ثم لم نساله عن الواحد..  
وہی کچھ کہا ہے جو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان کے لئے چار آدمی خیر کی گواہی دے دیں اللہ تعالیٰ اسے

جنت میں داخل کرے گا۔ ہم نے پوچھا اگر تین ہوں تو فرمایا تین کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر دو گواہی دیں تو فرمایا اس کا بھی یہی حکم ہے پھر ہم نے آپ سے ایک کے متعلق سوال نہیں کیا۔

تشریح از شیخ مکتوبیؒ۔ ترجمہ پر حدیث کی دلالت مطلق ہونے کی وجہ سے ہے کہ کسی عدد سے شہادت کو مقید نہیں کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ ایک مؤمن کی شہادت پر بھی اکتفا کیا جاسکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ نے ابن بطالؒ کا قول نقل کرتے ہوئے اشارہ کیا کہ قبول تعدیل میں کوئی عدد متعین نہیں ہے ایک کی شہادت پر بھی اکتفا ہو سکتا ہے اس مقام پر اگرچہ مصنفؒ نے اس کی تصریح نہیں کی کیونکہ یہ احتمالی حکم تھا بعد کے ابواب میں تصریح کر دی کہ ایک کے ترکیب پر اکتفا جائز ہے۔ لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ نے دو ترجموں سے دو مذاہب کی طرف اشارہ فرمایا۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جرح و تعدیل میں تو دو آدمیوں سے کم کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ حضرت ابو حنیفہؒ ایک آدمی کی تعدیل و جرح کو قبول فرماتے ہیں اس ترجمہ سے امام بخاریؒ نے اس پہلے مذہب کی طرف اشارہ فرمایا اور دوسرے ترجمہ سے دوسرے مذہب کی طرف اشارہ کیا۔ اور خود امام بخاریؒ کا میلان بھی دوسرے مذہب کی طرف معلوم ہوتا ہے اس لئے اس مقام پر صراحت حکم بیان نہیں فرمایا دوسرے مقام پر تصریح فرمادی کہ تعدیل واحد کافی ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ فی زمانہ گواہوں پر جرح کی جائے تاکہ عدالت واضح ہو جائے۔

باب الشهادة على الانساب والرضاع  
المستفيض والموت القديم وقال النبي ﷺ  
ارضعتني و ابا سلمة ثوبية والتثبت فيه  
ترجمہ۔ نبیوں اور رضاعت مشہورہ اور موت قدیم میں گواہی کیسی ہے اور جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے اور ابو سلمہؒ کو بی بی ثوبیہؓ نے دودھ پلایا تھا اور اس بارے میں خوب احتیاط برتی جائے۔

حدیث (۲۴۵۸) حدثنا ادم بن عاصم قال  
قلت استاذن على افلح فلم اذن له فقال تحتجبين  
مني وانا عمك فقلت وكيف ذلك قال ارضعتك  
امراة اخي بلبن اخي فقلت سألت عن ذلك  
رسول الله ﷺ فقال صدق افلح انذني له.....  
ترجمہ۔ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت افلحؓ نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی جنہیں میں نے اندر آنے کی اجازت نہ دی تو فرماتے لگے کہ کیا تم مجھ سے پردہ کرتی ہو حالانکہ میں تو تیرا چچا ہوں میں نے پوچھا وہ کیسے فرمانے لگے کہ تجھے میرے بھائی کی بیوی یعنی میری بھابھی نے وہ دودھ پلایا تھا جو میرے بھائی کی وجہ سے تھا تو فرماتی ہیں کہ میں نے

اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا افلع صحیح کتا ہے اس کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔

حدیث (۲۴۵۹) حدثنا مسلم بن ابراہیم الخ  
عن ابن عباس قال قال النبی ﷺ فی بنت حمزة  
لا تحل لی یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب  
ہی بنت اخی من الرضاۃ .....

حدیث (۲۴۶۰) حدثنا عبد اللہ بن یوسف الخ  
عن عمرۃ بنت عبد الرحمن ان عائشۃ زوج النبی  
ﷺ اخبرتها ان رسول اللہ ﷺ کان عندها وانھا  
سمعت صوت رجل یستاذن فی بیت حفصۃ قالت  
عائشۃ فقلت یا رسول اللہ اراہ فلاناً لعم حفصۃ  
من الرضاۃ فقالت عائشۃ یا رسول اللہ ہذا رجل  
یستاذن فی بیتک قالت فقال رسول اللہ ﷺ  
اراہ فلاناً لعم حفصۃ من الرضاۃ فقالت عائشۃ  
لو کان فلاناً حیاً لعمھا من الرضاۃ دخل علی  
فقال رسول اللہ ﷺ نعم ان الرضاۃ یحرم  
ما یحرم من الولادۃ .....

حدیث (۲۴۶۱) حدثنا محمد بن کثیر الخ  
عن مسروق ان عائشۃ قالت دخل علی النبی  
ﷺ وعندی رجل قال یا عائشۃ من ہذا قلت  
اخی من الرضاۃ قال یا عائشۃ انظر من اھو انکن

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے حضرت حمزہؓ کی بیٹی کے بارے میں فرمایا کہ وہ  
میرے لئے حلال نہیں ہے کیونکہ رضاعت سے بھی وہی رشتے  
حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں وہ تو میری رضاعی  
بہن بیچی ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ خبر دیتی ہیں  
کہ جناب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس موجود تھے کہ حضرت  
عائشہؓ نے ایک آدمی کی آواز سنی جو حضرت حفصہؓ کے گھر داخل  
ہونے کی اجازت مانگ رہا تھا حضرت عائشہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ  
یہ آدمی آپ کے گھر داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ وہ  
فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ  
یہ شخص فلاں ہے۔ جو حضرت حفصہؓ کا رضاعی بچا ہے۔ جس پر  
حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اپنے رضاعی بچا کے بارے میں کہ اگر  
وہ زندہ ہو تا تو میرے گھر میں داخل ہوتا۔ جس پر آپ نے نعم  
ہاں سے جواب دیا۔ فرمایا رضاعت بھی انہیں رشتوں کو حرام  
کرتی ہے جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ میرے پاس تشریف لائے جب کہ میرے پاس ایک آدمی  
موجود تھا۔ آپ نے پوچھا اے عائشہؓ یہ کون ہے۔ میں نے کہا  
میرے رضاعی بھائی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے عائشہؓ دیکھ لو  
تمہارے بھائی کون ہیں۔ کیونکہ رضاعت تو بھوک کی وجہ سے

فانما الرضاعة من المجاعة تابعة ابن مہدی عن ثامث ہوتی ہے۔ ابن مہدی نے سفیان سے روایت کرتے ہوئے سفیان .... اس کی متابعت کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے یہ بتانا ہے کہ جو اخبار مشہور ہو جائیں کہ ان سے حکم ثامث کیا جاسکتا ہے وہاں شہادت کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے حضرت ثوبیہؓ کے متعلق خبر دی۔ کہ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ اور ابو سلمہؓ کو دودھ پلایا تھا۔ حالانکہ آپؐ نے اس کا ان دونوں کو دودھ پلانا بنفسفہ ذکر نہیں فرمایا۔

ہی ابنتہ ای من الرضاعة اس میں آپؐ نے شہرت بین الناس کی بنا پر شہادت دی۔ اپنا واقعہ ذکر نہیں فرمایا۔ لعمہا من الرضاعة اگر اشکال ہو کہ حضرت عائشہؓ کو پہلے ہی سوال میں علم حاصل ہو گیا تھا تو پھر تکرار کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ جواب یہ ہے کہ رضاعی بچا کی تین صورتیں ممکن ہیں۔ کہ رضاعی بھائی یا تو نسبی باپ کی طرف سے ہوگا۔ اور دوسرا اس کا عکس اور تیسری صورت یہ ہے کہ رضاعی بھائی رضاعی باپ سے ہو۔ پہلے سوال ان میں سے ایک قسم کے متعلق تھا۔ پھر دوسری صورت میں اشکال پیش آیا۔ اور اس کو تو بہت بعید سمجھا کہ بھائی بھی رضاعی اور باپ رضاعی سے بھی حرمت ثامث ہوتی ہے اسلئے سوال میں تکرار پیش ہوا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علامہ کرمانیؒ نے لن بطل کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ امام بخاریؒ کا مقصود اس باب سے یہ ثابت کرنا ہے کہ نسبت۔ موت اور رضاعت خبر مشہور سے ثابت ہوں گی۔ ان کو شہادت سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے اب اس باب میں نسب تو احادیث رضاعت سے مستفاد ہے اور اس پر اجماع منقول ہے اور رضاعت کا ثبوت شہرت سے ہے جس پر احادیث باب دال ہیں اور موت قدیم کا ثبوت بحکم الحاق مستفاد ہے اور رضاعت جو ان احادیث سے ثابت ہے وہ سب کے سب جاہلیہ میں تھیں جن کو شہرت کی بنا پر تسلیم کیا گیا جن سے حرمت اور نسب اسلام میں ثابت ہوئے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور کوفیوں کے نزدیک شہرت کی بنا پر سنی ہوئی خبر سے حکم ثامث کرنا نسب۔ موت قدیم۔ اور نکاح میں جائز ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ نکاح میں تو سماع جائز ہے طلاق میں نہیں۔

لعمہا من الرضاعة علماء کا اختلاف ہے کہ حضرت عائشہؓ کا رضاعی بچا کون تھا۔ ابو الحسنؒ فرماتے ہیں کہ دراصل حضرت عائشہؓ کے دور رضاعی بچا تھے ایک تو ان کے باپ ابو بکر صدیقؓ کا رضاعی بھائی تھا جس کو ابو القمیس کہتے تھے۔ اور دوسرا اس کا بھائی افلح تھا جو حضرت عائشہؓ کا رضاعی بچا ہوا۔ اور حضرت عائشہؓ کو اشعیاہ چچاؤں کے اقسام کی وجہ سے پیش آیا۔ پہلا حضرت ابو بکرؓ کا رضیع تھا جس کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لو کان حیاً اور دوسرا بھائی افلح تھا۔

والثبوت فیہ یہ عبارت بھی ترجمہ میں شامل ہے جس کی طرف انظر من اخوانکن سے فرمایا ہے کہ جو عورت کسی کا دودھ پی لے تو اس کا بیٹا اس کا بھائی نہیں بن جاتا بلکہ رضاعت تب ثابت ہوگی کہ چھ دودھ کے سوال اور کوئی چیز استعمال نہ کرے تاہو وہ ڈیڑھ دو سال کا زمانہ ہے۔

## باب شهادة القاذف

## والسارق والزانی

وقول الله تعالى ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا  
 واولئك هم الفاسقون الا الذين تابوا الاية وجلد  
 عمر ابابكرة وشبل بن معبد ونافعا بقذف المغيرة  
 ثم استتابهم وقال من تاب قبلت شهادته واجازه  
 عبد الله بن عتبة وعمر بن عبد العزيز وسعيد بن جبیر  
 وطاؤس ومجاهد والشعبي وعكرمة والزهری  
 ومحارب بن دثار وشريح ومعاوية بن قرة وقال  
 ابو الزناد الامر عندنا بالمدينة اذا رجع القاذف  
 عن قوله فاستغفر ربه قبلت شهادته وقال الشعبي  
 وقتادة اذا كذب نفسه جلد وقبلت شهادته وقال  
 الثوري اذا جلد العبد ثم اعتق وجازت شهادته  
 وان استقصى المحدود فقضايه جائزة وقال  
 بعض الناس لا تجوز شهادة القاذف وان تاب ثم  
 قال لا يجوز نكاح بغير شاهدين فان تزوج بشهادة  
 محدودين جاز وان تزوج بشهادة عديدين لم يجز  
 واجاز شهادة المحدود والعبد والامة لرؤية هلال  
 رمضان وكيف تعرفت تو به وقد نفى النبي ﷺ  
 الزانی سنة و نهی النبي ﷺ عن كلام كعب  
 ابن مالك وصاحبه حتى مضى خمسون ليلة ..

ترجمہ۔ تہمت لگانے والے چوری کرنے والے اور

زنا کرنے والے کی گواہی کے بارے میں

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان کی گواہی کبھی  
 قبول نہ کرو۔ اور یہی لوگ ہی فاسق بد معاش ہیں۔ مگر وہ لوگ جو  
 توبہ کر لیں۔ حضرت عمرؓ نے ابو بکرؓ اور شبل بن معبد اور نافع کو  
 حضرت مغیرہؓ پر تہمت لگانے کی وجہ سے کوڑے لگوائے پھر  
 ان سے توبہ کرائی اور فرمایا جس نے توبہ کر لی میں اس کی گواہی کو  
 قبول کر لوں گا۔ اور اس کو عبد اللہ بن عتبہؓ۔ عمر بن عبد العزیزؓ  
 سعید بن جبیرؓ۔ طاؤسؓ۔ مجاہدؓ۔ شعبیؓ۔ عکرمہؓ۔ زہریؓ۔ محارب  
 بن دناثر شریحؓ۔ اور معاویہ بن قرظہؓ نے جائز رکھا ہے اور ابو الزنادؓ  
 نے فرمایا کہ ہمارے یہاں مدینہ منورہ میں حکم یہ رہا ہے کہ جب  
 تہمت لگانے والا اپنی بات سے رجوع کر لے۔ اور اپنے رب سے  
 بخشش طلب کرے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور امام  
 شعبیؓ اور قتادہؓ فرماتے ہیں کہ جب تہمت لگانے والا اپنے آپ کو  
 جھوٹا قرار دے تو اسے کوڑے لگائے جائیں۔ اور اس کی شہادت  
 قبول کی جائے۔ اور سہیان ثوریؓ کا ارشاد ہے کہ جب کسی غلام کو  
 کوڑے لگا دیئے جائیں پھر وہ آزاد ہو جائے تو اس کی گواہی جائز  
 ہے اور جب حد لگائے ہوئے کو قاضی بنا کر فیصلہ طلب کیا جائے  
 تو اس کے فیصلے جائز ہوں گے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ تہمت  
 لگانے والا اگرچہ توبہ کر لے پھر بھی اس کی گواہی جائز نہیں ہے  
 پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ بغیر دو گواہوں کے نکاح جائز نہیں اگر  
 کسی نے ایسے حد لگائے ہوئے دو گواہوں کی گواہی سے نکاح کر لیا  
 تو جائز ہے اگر دو غلاموں کی گواہی سے نکاح کیا تو جائز نہیں ہے

اور ہلال رمضان کے دیکھنے کے لئے محدود غلاموں کی گواہی سے نکاح کیا تو جائز نہیں ہے۔ اور ہلال رمضان کے دیکھنے کے لئے محدود غلام اور باندی کی گواہی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اور قاذف کی توبہ کی پہچان کیسے ہوگی۔ حالانکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے زانی کو ایک سال تک ملک بدر کر دیا۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت کعب بن مالکؓ اور ان کے دو ساتھیوں سے لوگوں کو بات چیت کرنے سے روک دیا تھا حتیٰ کہ پچاس راتیں گزر گئیں۔

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیرؓ خبر دیتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقعہ پر ایک عورت نے چوری کی جس کو جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ پھر آپؐ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بعد ازاں اس نے اچھی طرح توبہ کر لی اور نکاح کر لیا۔ اس کے بعد وہ میرے پاس آیا جایا کرتی تھی۔ تو میں اس کی ضرورت کو جناب رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتی تھی۔

حدیث (۲۴۶۲) حدثنا اسمعيل الخ عن ابن شهاب اخبرني عروة بن الزبير ان امرأة سرق في غزوة الفتح فاتى بها رسول الله ﷺ ثم امر فقطعت يدها قالت عائشة فحسنت توبتها وتزوجت وكانت تاتي بعد ذلك فارفع حاجتها الى رسول الله ﷺ .....

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے غیر شادی شدہ زانی کے بارے میں سو سو ۱۰۰ کوڑے لگانے اور ایک سال کی جلاوطنی کا حکم دیا۔

حدیث (۲۴۶۳) حدثنا يحيى بن بكير الخ عن زيد بن خالد عن رسول الله ﷺ انه امر فيمن زنى ولم يحصن بجلده مائة وتغريب عام ...

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الا الذين تابوا الخ امام صاحبؒ کے قول کے مطابق یہ استثناء اولئك هم الفاسقون سے ہے۔ لا تقبلوا لهم شهادة ابدًا سے نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر اس کو اخیر کے جملہ سے متعلق قرار نہ دیا جائے تو پھر تمام تینوں جملوں کے ساتھ متعلق ہوگا۔ کیونکہ ان میں سے دو کے ساتھ متعلق ہو اور تینوں کے ساتھ نہ ہو۔ اس کی کوئی وجہ ترجیح نہیں ہے۔ نیز! فاجلدوهم ثمانين جلدة الا الذين تابوا کے کوئی معنی نہیں ملتے۔ کیونکہ سب علماء کا اتفاق ہے کہ توبہ سے حد ساقط نہیں ہوتی۔ تو اس لئے ضروری ہے کہ استثناء کا تعلق صرف اخیر جملہ سے ہو۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جمع قراء کا اتفاق ہے لا تقبلوا لهم شهادة ابدًا پر حرف جیم سے وقف ہے۔ جس کے متعلق ان حضرات کا فیصلہ ہے کہ اس مقام پر وصل وقف رائج ہو تا ہے۔ بنا بریں اولئك هم الفاسقون الگ کلام ہوا تو استثناء کا تعلق اسی کلام سے ہوگا۔ نہ کہ ماسبق سے اس لئے کہ ماسبق تو اس سے منفصل ہے اور قراء کا مذہب

قرأت کے معاملہ میں فریقین کے نزدیک مسلم ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر استثناء کو مقدم سے بھی متصل قرار دیا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ محدود فی القذف کی توبہ ارتکاب جرم کے بعد مقبول ہے اس سے پہلے نہیں کہ گناہ کیا نہیں توبہ کیسی۔ اور سب کو معلوم ہے کہ یہ حکم ہر اس شخص کو شامل ہے جس نے کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا مثلاً زنا کیا چوری کی یا شراب خوری کی توبہ تک کریں ان کی شہادت مردود ہوگی۔ تو یہ حکم محدود فی القذف اور دیگر سب میں برابر ہوا۔ ان میں کوئی تفریق نہ ہوگی۔ حالانکہ سب کے نزدیک ان میں تفاوت ثابت ہے کیونکہ محدود فی القذف کے بارے میں حکم بہت سخت ہے جیسا کہ سیاق آیت تقاضا کر رہا ہے اور اس جرم کا عظیم ہونا بھی اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ حدود ان سب حضرات کے نزدیک سائر اور تمام گناہوں کا کفارہ ہیں۔ زاجر یعنی رکاوٹ والی نہیں ہیں جب معاملہ یہ ہے تو اب قبول شہادت کے لئے توبہ کی ضرورت نہ رہی بلکہ حد قائم کرنے سے اس کا فسق زائل ہو گیا تو گویا کہ اس نے کسی گناہ کا ارتکاب ہی نہیں کیا اس لئے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له جو شخص گناہ سے توبہ کرنے والا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے گویا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں تو اب قبول شہادت کو لسانی توبہ پر موقوف رکھنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ البتہ علماء احناف نے جو طریقہ اختیار کیا ہے ان کا مسئلہ واضح ہے کہ توبہ سے فسق زائل ہو گیا کیونکہ توبہ انابت الہی کا نام ہے تو پکڑ نہ ہونے میں یہ دوسرے کی طرح ہو گیا۔ رہ گیا شہادت کا رد نہ ہوا وہ منجملہ حد میں داخل ہے۔ اور ہمارے نزدیک حدود محض زاجر اور روکنے والی ہیں کفارہ نہیں ہیں تو حد کے اندر محض فسق کا زائل ہونا کافی نہ ہو بلکہ توبہ کی بھی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ پانچویں نقلی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو اپنے خط میں لکھا کہ مسلمان سب عادل ہیں ایک دوسرے پر گواہی دے سکتے ہیں مگر حدود فی القذف عادل نہیں ہے صرف اس کا استثناء ہے تائب کا استثناء نہیں ہے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ محدود فی القذف کی شہادت مقبول نہیں اس میں تائب اور غیر تائب کا فرق نہیں کیا گیا تو جناب نبی اکرم ﷺ کی حدیث اور حضرت عمرؓ کا اپنے گورنر کو خط لکھنا یہ دونوں احناف کی اختیار کردہ تفسیر آیت کی تائید کرتے ہیں۔ اگر توبہ کر کے فسق زائل ہونے کی صورت میں محدود فی القذف کی گواہی مقبول ہوتی تو نہ جناب نبی اکرم ﷺ اس کو مطلق چھوڑتے نہ ہی حضرت عمرؓ اپنے خط میں مطلق چھوڑتے بلکہ تائب کا استثناء کر دیتے۔ اور چھٹی دلیل یہ ہے کہ اگر ہم ان حضرات کے کہنے کے مطابق استثناء کو محمول کریں تو پھر تقبلوا لهم شهادة ابداء اور الا الذین تابوا میں تعارض ہو گا اس لئے کہ اگر مقصود لا تقبلوا سے استثناء کرنا ہو تا تو پھر اس کو ابداء کی قید سے مستثنیٰ کیا جاتا۔ لہذا رفع تعارض کی یہی صورت ہے کہ تفسیر آیت احناف کے مسلک کے موافق کی جائے۔

اس معارضہ کی تقریر سے امام بخاریؒ کا وہ استدلال باطل ہو جائے گا کہ حضرت عمرؓ نے ابو بکرؓ اور ان کے دوسا تھیوں کو حد قذف جاری کرنے کے بعد توبہ کی وجہ سے ان کی شہادت قبول فرمائی۔ جواب اس طرح ہوا کہ حضرت عمرؓ کے خط اور اس فعل میں تعارض ہو گیا یا تو فعل عمرؓ کو قول کی وجہ سے ساقط کیا جائے گا اذّا تعارضاً تساقطاً فعل اور قول تعارض کی وجہ سے دونوں ساقط ہو گئے البتہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے دلائل سالم رہے ان کے معارض کچھ بھی نہیں یا فعل عمرؓ میں تاویل کی جائے گی وہ تاویل یہ ہے کہ ان شہود نے مغیرہ کو

قابل اعتراض حالت میں دیکھا۔ لیکن نہ تو وہ یہ ثابت کر سکے کہ انہوں نے مغیرہ کو ایک عورت کے ساتھ زنا کرتے دیکھا ہے۔ اور نہ ہی اس عورت کا اجنبی ہونا ثابت کر سکے۔ اس لئے ان پر حد قذف جاری کی گئی۔ اگرچہ وہ اپنے دعویٰ میں سچے تھے۔ اور یہ ہمارے مسلمات میں سے ہے کہ اگر کسی کو کسی وجہ سے حد قذف لگائی جائے اور بعد میں ثابت ہو جائے کہ یہ لوگ اپنے الزام لگانے میں سچے ہوں لیکن اس عورت کا زوجہ ہونا ثابت ہو گیا۔ یا اجنبی عورت ہو لیکن انہوں نے اس طرح نہ دیکھا ہو کہ جیسے سرچو سرمدہ دانی کے اندر ہوتا ہے۔ بلکہ کسی کپڑے وغیرہ سے اس نے عورت پر پردہ کر لیا ہو۔ لیکن جب حضرت عمرؓ کے نزدیک ان کی صداقت ثابت نہ ہو سکی تو آپ نے ان پر حد قذف جاری کر دی۔ چونکہ وہ لوگ کما حقہ شہادت مہیا نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے ان سے توبہ کرائی۔ اور ان کی شہادت یا تو اس لئے قبول فرمائی کہ وہ جھوٹے نہیں تھے۔ اور ان پر حد جاری کرنا اور توبہ کرنا ان کے جھوٹ کی وجہ سے نہیں تھا۔ بلکہ شریعت غراء کے حکم کی وجہ سے تھا۔ جب امام اعظمؒ کا مسلک آیت کریمہ حدیث نبویؐ اور حضرت عمرؓ کے اثر سے ثابت ہو گیا تو تابعین کی یہ لمبی چوڑی فرست جو امام بخاریؒ نے پیش کی ہے وہ اس امام اکبر افخم تابعی کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ احکم۔

وقد نفی النبی ﷺ روایت کو ترجمہ سے مطابقت اس طرح ثابت فرمائی کہ جب حدود ان حضرات کے نزدیک ساترات ہیں تو جلاوطن کر دینا اور سال کا پورا گزر جانا یہ توبہ ہوئی۔ جس کو حد کے تمام ہونے میں دخل ثابت ہو۔

حتی مضی خمسوں لیلۃ صحابہ کرامؓ کا اس مدت معینہ تک ان حضرات کا بایکٹ جاری رکھنا اور کلام تک نہ کرنا یہ توبہ کی قبولیت کی نشانی ہوئی اس لئے کہ جب اس مدت کے بعد کلام کرنا مباح ہو گیا تو معلوم ہوا کہ جو چیز اس بایکٹ کا باعث تھی وہ زائل ہو گئی یعنی فسق ختم ہو گیا تو اس مدت معینہ کا گزر جانا توبہ کے پہچاننے کا ذریعہ ہوئی اور اس طرح چوری کرنے والی عورت کی روایت سے ثابت ہوا کہ قطع یہ یعنی ہاتھ کا کاٹ دینا ہی اس کی توبہ تھی۔ جب ہاتھ کٹ گیا تو معلوم ہوا کہ اس کی توبہ قبول ہوئی۔ لہذا شہادت بھی مقبول ہو گئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ قطب گنگوہیؒ نے ایک مشہور اختلافی مسئلہ میں احناف کی جانب سے بڑے سط کے ساتھ جو بات

دیئے ہیں۔ مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر تہمت لگانے والا خاوند ہے۔ تو اس کا قذف یا تو گواہوں سے ثابت ہو گا۔ یا لعان سے ثابت ہو گا۔ اگر قاذف اجنبی ہے تو پھر قذف گواہوں سے یا مقدمہ کے اقرار سے ثابت ہو گا۔ محض تہمت لگانے سے نہ توفیق کا تحقق ہو گا نہ حد لگائی جائیگی اور نہ ہی شہادت کو رد کیا جائے گا۔ اگر اس کا قذف ان امور میں سے کسی کے ساتھ ثابت نہیں ہوا تو پھر حد قذف بھی واجب ہو گی فسق کا حکم بھی لاگو ہو گا۔ اور اس کی شہادت بھی رد کر دی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کر لی تو حد ساقط نہ ہو گی۔ البتہ فسق زائل ہو جائے گا اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اور اس کی گواہی بھی قبول ہو گی۔ ائمہ ثلاثہؒ امام ابو یوسفؒ امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا یہی مسلک ہے البتہ امام نفعیؒ ثوریؒ اور اصحاب الراۃ فرماتے ہیں کہ جب قاذف کو کوڑے لگا دیئے گئے تو اب اس کی شہادت قبول نہ ہو گی۔ خواہ توبہ ہی کیوں نہ کرے حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جلد سے پہلے اگر توبہ نہ بھی کرے تو اس کی شہادت رد نہ ہو گی گویا خلاف دو مقام پر ہوا



ایک توبہ ہے کہ ہمارے نزدیک جب قذف متحقق ثابت نہیں ہو سکا تو قذف سے اس کی شہادت ساقط ہو جائے گی۔ کیونکہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک کوڑے لگانے کے بعد شہادت ساقط ہو گی۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ جب توبہ کر لی اگرچہ کوڑے لگ چکے ہوں پھر بھی اس کی شہادت ہو گی۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جلد کے بعد شہادت قبول نہیں۔ لا تقبلوا شہادۃ ابداء۔

**لم يتصل بالاخیر الخ** اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کے اندر قاذف جب گواہ پیش نہ کر سکے تو اس کے تین احکام ذکر فرمائے ہیں۔ پہلا حکم یہ ہے کہ اسے اسی ۸۰ کوڑے لگائے جائیں۔ دوسرا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کی گواہی رد کر دی جائے۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ وہ عند اللہ اور عند الناس فاسق ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تائب کو اس سے مستثنیٰ کر دیا۔ اب پہلے حکم کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ استثناء اس کو شامل نہیں۔ کیونکہ جلد یعنی کوڑے لگانے کا حکم کسی وقت ساقط نہیں ہوتا۔ خواہ توبہ کرے یا نہ کرے۔ البتہ امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ اگر قاذف اقامت حد سے پہلے توبہ کر لے تو حد ساقط ہو جائے گی۔ اور اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ تیسرا حکم جو متصل بالاستثناء ہے وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ کیونکہ جمع حضرات کے نزدیک توبہ کرنے سے فسق زائل ہو جائے گا۔ نص کتاب سے ثابت ہے۔ اب درمیانے حکم میں اختلاف واقع ہوا۔ ائمہ ثلاثہؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم بھی آخری حکم کے ساتھ لاحق ہے کہ توبہ سے رد شہادت کا حکم بھی زائل ہو جائیگا اس لئے کہ استثناء جب کئی جملوں کے بعد آئے جن کا ایک دوسرے پر عطف ہو تو استثناء سب کو شامل ہو گا یہاں بھی ایسا ہے مگر پہلا حکم اجماع کی وجہ سے نکل گیا اب دو استثناء میں داخل رہیں گے۔ علماء احنافؒ فرماتے ہیں کہ استثناء کا تعلق صرف تیسرے حکم سے ہے۔ کیونکہ اصل یہی ہے کہ اس کا تعلق متصل کے ساتھ ہو۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ اس کا تعلق جمع کے ساتھ ہے تو پھر پہلا حکم تو اجماعی طور پر خارج ہو گیا۔ اب تین جملوں میں سے دو کے ساتھ تعلق کی وجہ سمجھ نہیں آتی کیونکہ یا تو تعلق سب کے ساتھ ہو وہ ممنوع ہے یا آخر کے ساتھ وہ واضح ہے۔ وهو المقصود۔

**على وقف الجیم** تمام مصاحف ہندیہ اور مصریہ میں ابداء کے بعد وقف جیم ہے۔ جس کے متعلق قراء کے یہاں مشہور یہ ہے کہ وقف ہو۔ یہ رائج ہے۔ اور وصل مرجوح ہے۔ شرح جزیریہ میں ملا علی قاریؒ نے یہی فرمایا ہے۔ اولئك هم الفاسقون کلام علیحدہ۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ احنافؒ کے نزدیک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قاذف کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی اس لئے کہ رد شہادت حد شرعی کے ساتھ تتمہ میں سے ہے جس میں جزائے کی صلاحیت تو پہلے حکم کی طرح یہ حکم بھی حد ہونے میں شریک ہو گا۔ اولئك هم الفاسقون میں جزائے کی صلاحیت نہیں ہے کیونکہ اس میں ائمہ کو خطاب نہیں ہے بلکہ وہ تو ایک صفت جو قاذفین کے ساتھ قائم ہے پس یہ تمام میں سے حد نہیں بن سکتا کیونکہ یہ مستقل کلام ہے جس کا ماقبل سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے کہ ماقبل پر عطف نہیں ہو سکتا۔ بوجہ جملہ اخبار پر ہونے کے جس میں ائمہ کو خطاب نہیں پایا جاتا اور اس سے پہلے جملہ انشائیہ ہے۔ جس میں ائمہ کو خطاب ہے۔ اور اسی طرح لا تقبلوا بھی جملہ انشائیہ ہے جس میں ائمہ کو خطاب ہے جس کا عطف فاجلدوا جملہ انشائیہ پر ہو گا۔ لیکن امام شافعیؒ لا تقبلوا کو فاجلدوا سے الگ کر رہے ہیں۔ حالانکہ اتصال کی دلیل موجود ہے وہ دونوں کا جملہ انشائیہ ہونا ہے۔ اور اولئك هم الفاسقون کو

فاجلدوا کے ساتھ جوڑ رہے ہیں۔ باوجودیکہ دلیل انفصال موجود ہے وہ اس کا جملہ اسمیہ ہونا ہے جس میں جزائے کی صلاحیت نہیں ہے۔  
 هكذا في المحلي فان شهادتهم مردودة الخ یعنی اس تقریر سے توبہ لازم آتا ہے کہ سب اہل کبار کی شہادت مردودہ ہوں۔ حالانکہ  
 یہ تغلیظی حکم صرف قذف کے لئے ہے بقیہ کبار کے لئے نہیں ہے کوئی امام بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

الحدود ساترات عندهم ومكفورات اس سے ایک مشہور اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے۔ جمہور ائمہ کے نزدیک  
 حدود کفارات ہیں اور احناف کے نزدیک محض زاجرات ہیں چنانچہ در مختار میں ہے الحد عقوبة مقدرة وجبت حق الله تعالى زجرا  
 وليس مطهرا عندنا بل المطهر التوبة الخ یعنی حد ایک شرعی مقرر شدہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر واجب ہوئی ہے اور  
 جرائم سے روکنے کا ذریعہ ہے۔ ہمارے احناف کے نزدیک مطہر نہیں گناہوں سے پاک کرنے والی توبہ ہے کیونکہ قطاع الطريق (ڈاکو) کی  
 سزا کے بارے میں باری تعالیٰ فرماتے ہیں ذلك لهم خزي في الدنيا ولهم في الآخرة عذاب عظيم الا الذين تابوا۔ تو اس آیت  
 کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ڈاکو کی سزا دینا اور آخرت دونوں کو جمع فرمادیا۔ اور عذاب آخرت کو توبہ سے ساقط فرمادیا۔ اس لئے کہ اس مقام پر  
 بالاجماع استثناء کا تعلق صرف آخری جملہ سے ہے۔ کیونکہ توبہ حد شرعی فی الدنيا کو ساقط نہیں کر سکتی۔ اور علامہ زیلعی نے حد کے مطہر  
 للذنب نہ ہونے پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ یہ حد کافر پر بھی قائم ہوتی ہے۔ حالانکہ اس کے لئے بالاتفاق مطہر نہیں ہے لہذا مسلم کے لئے  
 بھی مطہر نہ ہوگی۔ بلکہ زاجر ہوگی۔

فان عمر كتب الخ زیلعی نے نصب الراية میں دارقطنی کی طویل روایت نقل کی ہے۔ اور بہیقی نے بھی حضرت  
 عمرؓ کا خط ابو موسیٰ اشعرؓ کے نام نقل کیا ہے جس کے آخر میں ہے المسلمون عدول بعضهم على بعض الامجلوداً في حد  
 لا مجرباً في الشهادة زور اور محلی میں حضرت عمرؓ کا قول منقول ہے کہ آپ نے ابی بکرؓ سے فرمایا کہ تب اقبل شهادتك کہ تم توبہ  
 کرو۔ میں تمہاری گواہی قبول کر لوں گا۔ توبہ قول کتاب عمرؓ کے معارض ہوا۔ یا تا قاطع ہو گیا خط کو ترجیح دی جائے گی۔

قبل الشهادة ابى بكرة الخ واقعہ یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہؓ حضرت عمر بن الخطابؓ کی طرف سے بھرہ کے گورز تھے۔  
 جن پر ابو بکرؓ۔ قبل۔ اور بافع وغیرہ نے تہمت لگائی کہ انہوں نے اسے دیکھا کہ وہ ایک عورت جس کو رقطاء کہا جاتا تھا۔ ام قبل اس کا نام تھا  
 جس کے خاوند حجاج بن عثیک نے اس کے پیٹ پر پیٹھے ہوئے دیکھا۔ حضرت عمرؓ کے پاس جا کر شکایت کی حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کر دیا  
 اور حضرت ابو موسیٰ اشعرؓ کو والی بنادیا۔ مغیرہؓ پر تین گواہوں نے زنا کی شہادت دی۔ زیاد چوتھے کی شہادت ثابت نہ ہو سکی۔ جس نے کہا کہ  
 میں نے انہیں قابل اعتراض حالت میں دیکھا لیکن پورا علم نہیں ہے کہ اس نے اس سے جماع کیا یا نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے تین گواہوں پر  
 حد قذف عائد کی اس قصہ کو امام طحاویؒ نے بھی نقل کیا ہے۔

فانه تقبل شهادة چنانچہ در مختار میں ہے کہ جب محدود اپنے صدق پر گواہ قائم کر دے تو پھر اس کی شہادت قبول کی جائے گی

انہا زو جتہ فیض الباری میں ہے کہ حضرت مغیرہؓ کا ایک عورت کے گھر میں آنا بہت تحقیق اور تلاش کے بلوجود میرے نزدیک ثابت نہیں ہوا۔ کہ اس نے اس عورت سے خفیہ نکاح کر لیا تھا جس کے پاس آتے جاتے تھے۔ اور اس سے ہمستر بھی ہوتے تھے باقی انہوں نے حضرت عمرؓ کے پاس یہ عذر اس لئے بیان نہ کیا کہ ایسے معاملہ نکاح سے حضرت عمرؓ نے منع فرمادیا تھا۔ بلکہ اعلان کر لیا تھا جو ایسا کرے گا اس کو سزا دی جائے گی۔ اس لئے ڈر کے مارے انہوں نے یہ عذر پیش نہ کیا۔

استتابہم توبہ اس لئے کرائی کہ جب تک شہادت زنا کا نصاب مکمل نہ ہو زنا کا پروپیگنڈہ نہ کرنا چاہیے اور قذف سے توبہ کی صورت یہ ہے کہ اپنے آپ کو جھوٹا قرار دے۔ اور آئندہ کے لئے ایسے کام سے باز رہنے کا اقرار کرے۔ امام بخاریؒ بیان یہ ہے کہ توبہ کافی ہے تکذیب نفس کی ضرورت نہیں ہے۔

کیف تعرف توبتہ اس عبارت سے امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ توبہ کے لئے ایک مدت ضرور ہو۔ جس میں اس کی صلاح ظاہر ہو جائے۔ اکثر حضرات نے اس مدت کی تعیین ایک سال سے کی ہے۔ کیونکہ اس میں چار فصلیں ہیں۔ جن میں نفس کے اندر تغیر ناگزیر ہے۔ لہذا جب یہ مدت گزر جائے گی تو معلوم ہو جائے گا کہ اب اس کی سیرت اچھی ہوئی غالباً حدیث عائشہؓ کی طرف اشارہ ہے جس میں مدت کا ذکر ہے۔ اور توبۃ نصوص کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں۔ الندم بالقلب۔ دل سے شرمندہ ہونا۔ استغفار باللسان۔ زبان سے مغفرت طلب کرنا۔ اور دل میں پھرنے کرنے کا عہد کرنا۔ اور برے لوگوں کی صحبت سے دور رہنا اگر حق اللہ ہے جیسے زکوٰۃ تو اس کی ادائیگی توبہ حقوق الادی کی واپسی توبہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مغفرت محض توبہ سے حاصل ہوگی۔ جب شرک بالاسلام میں کسی شرط کا توبہ کے لئے اعتبار نہیں ہے۔ تو باقی معاصی کے لئے بھی توبہ کسی شرط پر موقوف نہ ہوگی۔ ان عابدینؒ فرماتے ہیں کہ فاسق جب اپنے گناہوں سے تائب ہو تو اس وقت تک اس کی توبہ قبول نہ ہوگی جب تک توبہ کے آثار نظر نہ آئیں بعض نے اس کی مدت چھ ماہ اور بعض نے ایک سال مقرر کی ہے۔ رائج یہ ہے کہ یہ امام اور قاضی کی رائے پر ہے۔ اور خلاصہ میں ہے لوکان عدل فشهد بزوج ثم تاب فشهد تقبل من غیر مدۃ یعنی اگر عادل نے جھوٹی گواہی دے کر اس سے توبہ کر لی پھر گواہی دے تو بغیر کسی مدت گزرنے کے اس کی گواہی قبول کی جائیگی۔

نفی الزنا والنہی عن کلام کعب بن مالک الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ مناسبت اس طرح ثابت ہوئی کہ آنجناب نبی اکرم ﷺ نے جلا وطنی اور بایکات کے بعد توبہ کے لئے کسی اور چیز کو ضروری قرار نہیں دیا۔ اور نہ ہی آپؐ سے یہ منقول ہے کہ آپؐ نے زانی سے کہا کہ وہ اپنے نفس کی تکذیب کرے۔ اور اعتراف کرے کہ میں نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔ اسی طرح غزوہ تبوک میں تین حضرات کی شمولیت کرنے پر جو بایکات اور ہجران کی مدت پچاس راتیں گذریں۔ ان کے علاوہ اور کوئی شرط توبہ کے لئے بیان نہیں کی گئی۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ نے ان روایات کو ذکر کر کے میان مدت میں جو اختلاف ہے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ان روایات کا اکذاب نفس سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اگر وہ ہو سکتا ہے تو صرف شہادت زور اور قذف میں ممکن ہے۔ زنا اور تخلف کعب سے اس کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

وقال بعض الناس اما خاری نے اس باب میں احناف پر تین طرح سے رد کیا ہے کہ ان کے کلام میں ناقص ہے۔ پہلا یہ ہے کہ یہ لوگ شہادت محدود فی القذف کی جائز قرار نہیں دیتے۔ لیکن ان کی شہادت سے نکاح کو صحیح کہتے ہیں۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ شہادت محدود فی القذف سے نکاح کو جائز کہتے ہیں۔ لیکن غلام کی شہادت سے جائز نہیں کہتے۔ حالانکہ دونوں ناقص فی الشہادت ہیں اور تیسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ لوگ شہادت میں فرق کرتے ہیں۔ چاند دیکھنے کے بارے میں محدود عہد۔ اور باندی کی شہادت کو مباح قرار دیتے ہیں باقی امور میں ان کی شہادت کا اعتبار نہیں کرتے لیکن ادنیٰ غور و خوض سے ان کے جوابات دئے جاسکتے ہیں۔ اس لئے شیخ گنگوہی نے ان کا تعرض نہیں کیا۔ پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ واقعی محدود فی القذف کی شہادت ان کے یہاں مقبول نہیں۔ اگرچہ وہ توبہ بھی کر لے کیونکہ توبہ سے فسق زائل ہو جائے گا۔ کیونکہ عدم قبول شہادت اس کے غیر عادل ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔ دیکھئے باپ کی شہادت بیٹے کے حق میں قبول نہیں ہے۔ لیکن وہ عادل ہے۔ اس لئے توبہ کے بعد محدود فی القذف کی شہادت سے نکاح صحیح ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ عادل ہے البتہ شہادت مقبول نہیں ہوگی۔ جیسے باپ کی شہادت بیٹے کے حق میں مقبول نہیں ہوتی وہ اس لئے نکاح کی صحت دو گواہوں کی موجودگی پر موقوف ہے یہ نہیں کہ وہ اداء کے وقت مقبول الشہادۃ ہوں۔ دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ عبد اہل شہادت میں سے نہیں ہے۔ چنانچہ جمہور علماء کے نزدیک اس کی شہادت جائز نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ شہادت باب ولایت میں سے ہے۔ عبد جب اپنے نفس کا مالک نہیں تو وہ دوسرے کے لئے ولایت کیسے ثابت کر سکتا ہے۔ خلاف محدود فی القذف کے کہ وہ اہل ولایت میں سے ہے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ شہادت عبد ولایت میں حریت کا اعتبار لازمی ہے۔ اور عبد کو کسی طرح کی ولایت حاصل نہیں۔ تیسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ شہادت ہلال باب اخبار میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کیلئے لفظ شہادت مختص نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شہادت ہلال بلاد عوی۔ بلا لفظ اشہد۔ بلا حکم اور بلا مجلس قضاء قبول کی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ خبر ہے شہادت نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی۔ انظر ان من اخوانک یعنی ہر عورت جو دودھ پلا دے وہ ماں نہیں بن جاتی۔ اور نہ کوئی آدمی بھائی

بن جاتا ہے۔ جب تک رضاعت مجلۃ کے زمانہ میں نہ ہو۔ کیونکہ دودھ چے کے لئے ایسے ہے جیسے بڑے کے لئے کھانا ہوتا ہے اسلئے اس میں غور و فکر کی ضرورت ہے۔ اگر اشکال ہو کہ احادیث میں تو موت قدیم کا ذکر نہیں ہے۔ پھر ترجمہ سے مطابقت کیسے ثابت ہوگی تو کہا جائے گا کہ موت کو رضاعت پر قیاس کیا گیا۔ کہ جیسے رضاعت شہرت سے ثابت ہوتی ہے۔ موت بھی شہرت سے متحقق ہوگی۔ شہادت کی ضرورت نہیں ہوگی۔ لہذا کہ نام نفع ابن الحارث تھا۔ شہل ان کا سوتیلا بھائی ہے۔ ماں کی طرف سے۔ اور نافع بن الحارث حقیقی بھائی ہے۔ اور تینوں بھائی صحابی ہیں اور ان کے ہمراہ ایک چوتھا بھائی بھی تھا جن کا نام زیاد بن سمیہ تھا۔ سمیہ یوسفیان کی باندی تھی۔ زیاد نہ صحابی ہے اور نہ ہی اس کی کوئی روایت ہے۔ البتہ وہ زیاد عرب اور فصحاء عرب میں سے تھا۔ جس کی وفات ۵۳ھ میں ہوئی۔

وکیف تعرف توبتہ اس جملہ کا عطف اول ترجمہ پر ہے۔ اور بسا اوقات امام بخاریؒ ترجمہ کے بعد ترجمہ لایا کرتے ہیں

اگرچہ ان میں فاصلہ ہو۔ حضرت کعب بن مالک کے دوسا تھی مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ ہیں۔ علی الثلاثة الذین خلفوا کا یہی مصداق ہے اگر اعتراض ہو کہ ان حضرات کے قصہ کا باب سے کیا تعلق ہوا تو کہا جاگا کہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانا بغیر اجازت کے چور کی طرح گناہ ہے۔ پچاس دن کے بعد ان کی توبہ کا علم ہوا تو حضرت کعب کے قصہ میں توبہ کا علم مدت کے بعد ہوا۔ اور سارقہ کی حدیث میں حضرت عائشہ کے قول سے توبہ کا علم ہوا۔ حسن توبہ اور زانی کی توبہ یعنی حضرت ماعز اسلمی کی توبہ حد کے بعد حاصل ہوئی۔

ترجمہ۔ جب کسی کو ظلم پر گواہ بنایا جائے

تو وہ ظلم پر گواہی نہ دے۔

باب لایشهد علی شہادۃ

جوار اذا اشہد۔

ترجمہ۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے میرے لئے باپ سے اپنے مال سے کچھ ہبہ کرنے کی درخواست کی جنہوں نے مناسب سمجھ کر میرے لئے ہبہ کر دیا لیکن میری ماں نے کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک آپ حضرت نبی اکرم ﷺ کو گواہ نہ بنالیں۔ چنانچہ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا جب کہ میں لڑکا تھا۔ اور مجھے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ پس فرمانے لگے کہ ان کی والدہ عمرہ بنت رواحہؓ چاہتی ہے کہ اس کے لئے میں کچھ مال ہبہ کر دوں۔ آپ نے پوچھا کہ اس کے علاوہ بھی آپ کی کوئی

حدیث (۲۴۶۴) حدثنا عبدان الخ عن النعمان بن بشیر قال سألت امی ابی بعض الموهبة لی من ماله ثم بداله فوهبها لی فقالت لارضی حتی تشهد النبی ﷺ فاخذ بییدی وانا غلام فاتی بی النبی ﷺ فقال ان امہ بنت رواحہ سالتی بعض الموهبة لهذا قال الک ولد سواہ قال نعم فاراه قال لا تشهد نی علی جور وقال ابو حریز عن الشعبي لا اشهد علی جور.....

اولاد ہے۔ انہوں نے نعم کہہ کر جواب دیا۔ کہ اولاد ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ اور امام شعبی سے روایت ہے کہ میں ظلم پر گواہی نہیں دوں گا۔ ترجمہ میں واضح ہے عٹ گذر چکی ہے۔

حدیث (۲۴۶۵) حدثنا ادم الخ سمعت

عمران بن حصین قال قال النبی ﷺ خیرکم قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم قال عمران لا ادری اذکر النبی ﷺ بعد قرنین او ثلثہ قال النبی ﷺ ان بعدکم قوم یمیخونون ولا یؤتمنون

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ

جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ بہتر ہوں گے جو ان کے بعد آئیں گے۔ پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے۔ حضرت عمرانؓ کا کہنا ہے کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ اس کے بعد آپ نے دو زمانے ذکر کئے یا تین ذکر کئے۔ بہر حال

ویشہدون ولا یستشهدون وینذرون ولا یفون  
ویظہر فیہم السمن .....  
اس کے بعد فرمایا کہ پھر تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو  
خیانت کریں گے امانت داری ان میں نہیں ہوگی گواہی دیں گے

حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ لوگ نذر مانیں گے۔ لیکن انہیں پورا نہیں کریں گے۔ اور ان میں موٹا پالا غالب ہوگا۔

حدیث (۲۴۶۶) حدثنا محمد بن کثیر الخ  
عن عبد اللہ عن النبی ﷺ قال خیر الناس قرنی  
ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یجئ اقوام  
تسبق شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادۃ قال  
ابراہیم وکانوا یضربوننا علی الشہادۃ والعہد ...  
ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود جناب نبی اکرم  
ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا بہترین  
لوگ میرے زمانہ کے ہیں۔ پھر ان کے بعد کے پھر ان کے بعد  
کے۔ پھر ایسے لوگ آئیں گے جن کی شہادت قسم سے آگے  
بڑھے گی۔ اور ان کی قسم شہادت سے آگے بڑھے گی۔ یعنی  
شہادت اور قسم پر حریص ہوں گے۔ اور ابراہیم غمی فرماتے ہیں

کہ ہمیں تو شہادت اور عہد و بیان پر مار پڑتی تھی کہ کہیں یہ ہماری عادت نہ بن جائے۔ یہ ہمارے چمن کا دور تھا۔

تشریح از شیخ گنلوہی۔ لا یستشهدون الخ یہ محل ترجمہ ہے۔ کیونکہ ان سے شہادت اس لئے طلب نہ کی جاتی تھی کہ  
وہ شہادت کو اس کے طریقہ پر ادا نہیں کرتے گویا ان کی شہادت شہادت علی جور ہوئی۔ یا یوں کہا جائے کہ ترجمہ یظہر فیہم السمن  
سے ثابت ہے۔ کیونکہ انکا مطمح نظر اور ان کی رغبت موٹاپے میں ہوگی۔ کہ ان کا بڑا مقصد صرف نقدی وصول کرنا اور مبلغات ایشٹنا ہوگا  
خواہ وہ صدق شہادت سے حاصل ہو یا کذب فی الشہادت سے۔ وہ اس کی پرواہ نہیں کریں گے کہ یہ شہادت عدل ہے یا جور ہے۔ تو  
جب شہادت صادقہ اور کاغذہ میں بے پرواہی سے تنے پر ان کی مذمت کی گئی تو اس سے معلوم ہوا کہ شہادت جور تو سخت مذموم ہے اور ایسا گواہ  
جو عدل و جور میں فرق نہیں کرتا وہ زیادہ قابل مذمت ہوگا۔

وکانوا یضربوننا علی الشہادۃ والعہد اگر اس سے مراد یہ ہے کہ چمن میں ہمیں شہادۃ اور عہد کی قسم کھانے پر مار پڑتی  
تھی کیونکہ یہودیابی قسم اٹھاتے تھے تو ہمیں ان سے مشابہت کی وجہ سے پٹا جاتا تھا۔ اور ایسے الفاظ کے ساتھ قسم کھانا مناسب نہیں ہے۔  
لیکن یہ معنی باب کے مناسب نہیں۔ اور اگر یہ مراد ہو کہ ہمیں نشہد بکذا و اعہد بکذا پر مار پڑتی تھی تو پھر پٹائی کا مقصد یہ ہوگا کہ  
ہمیں ایسے اقوال کی عادت ڈالنے سے روکا جاتا تھا کہ ہم کہیں صدق اور کذب میں نہ پڑ جائیں کیونکہ ایسی شہادت میں یمنین کے معنی بھی ہیں  
تو پھر یہ اس باب کے مناسب ہوگا کہ ہمیں بچی قسم کھانے سے بھی منع کیا جاتا۔ کہ جب تک سخت ضرورت لاحق نہ ہو قسم نہ اٹھائی جائے۔  
چہ جائیکہ جھوٹی قسم اٹھائی جائے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ يشهدون ولا يستشهدون کے بارے میں علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ مطابقت حدیث کو

باب سے اس طرح ہوئی کہ مثل از استشهدا د سے شہادت دینا اس میں ظلم کے معنی ہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اداء شہادت بغیر طلب کے ہے۔ یہی معنی زیادہ قریب ہیں۔ لیکن اس کے معارض مسلم کی روایت ہے کہ بھڑگواہ وہ ہے جو سوال سے پہلے گواہی دے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس شخص کے بارے میں ہے کہ جس کا حق کسی کے ذمہ ہو مگر اس کا کوئی جاننے والا نہیں۔ اس کو علم تھا وہ قبل از طلب اس لئے گواہی دیتا ہے کہ صاحب حق کا حق نہ مارا جائے۔ یا عالم بالشہادة مر گیا اس کے ورثہ سے اس کی حق ادائیگی کرادیں یہ اسکے بارے میں ہے۔ یا اس سے مراد شہادت حسبہ ہے جس کا تعلق آدمیوں کے حقوق سے نہ ہو بلکہ حقوق اللہ کا تعلق ہو جیسے عتاق وصیہ۔

الحاصل حدیث ابن مسعودؓ سے وہ شہادت مراد ہے جس کا تعلق حقوق الادیبیین سے ہو۔ اور حدیث زید سے شہادة

فی حقوق اللہ مراد ہے اور بعض نے حدیث عمران کو شہادت زور پر محمول کیا ہے اور حدیث زید کو عموم پر رکھا ہے۔

یظهر فیہم السمن کے بارے میں حافظؒ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کھانے پینے کی چیزوں میں وسعت کو پسند کریں گے اور

بعض نے اس سے کثرت مال مراد لیا ہے اور بعض نے کہا کہ ایسی چیزیں کثرت سے ظاہر کریں گے جو ان میں نہیں ہوں گی وغیرہ۔ اور بعض نے حقیقی یعنی موٹاپا مراد لیا ہے کیونکہ موٹا آدمی عموماً بلید الفہم ہوتا ہے اور عبادت کو بوجھ سمجھتا ہے۔

ترجمہ۔ باب ان چیزوں کے بارے میں

جو جھوٹی گواہی کے بارے میں کہا گیا ہے۔

## باب ما قبل فی شہادة الزور

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے قول کی وجہ سے اور وہ لوگ جو

جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور شہادت کا چھپانا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور تم شہادت کو مت چھپاؤ اور جو شخص شہادت کو چھپاتا ہے تو پس اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے ان اعمال کو جو تم کرتے ہو اور شہادت میں اپنی زبانوں کو مت مروڑو

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ سے بڑے بڑے گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔ مال باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی جی کو قتل کرنا۔ اور جھوٹی گواہی دینا۔ غندر نے اس کی متلعت کی۔

لقول اللہ عزوجل والذین لا يشهدون

الزور وكتمان الشهادة ولا تكتموا الشهادة

ومن يكتمها فانه اثم قلبه واللہ بما تعملون علیم

تلوا اليستكم بالشهادة .....

حدیث (۲۴۶۷) حدثنا عبد اللہ بن منیر الخ عن انسؓ

قال سئل النبی ﷺ عن الكبائر قال الاشرار باللہ

وعقوق الوالدين وقتل النفس وشهادة الزور تابعه غندر

حدیث (۲۴۶۸) حدثنا مسدد الخ عن  
ابی بكرة قال قال النبی ﷺ الا انبئکم باکبر  
الکبائر ثلثا قالوا بلی یا رسول اللہ قال الاشرک  
باللہ وعقوق الوالدین وجلس وکان متکئاً فقال  
الاوقول الزور قال فما زال یکررها حتی قلنا  
لیتہ سکت .....

ترجمہ۔ حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ  
نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں کو بڑے گناہوں میں سے سب سے  
بڑے گناہ کے متعلق نہ بتاؤں۔ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کیوں نہ  
یا رسول اللہ! آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا  
ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ حضور ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے جب کہ پہلے  
سہارا لینے والے تھے پس آپؐ نے فرمایا خبردار اور جھوٹی بات جسے  
آپؐ بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم لوگوں نے کہا کہ کاش!  
آپؐ خاموش ہو جاتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ تلووا السننکم بالشہادۃ کلمہ شہادت کو زائد کرنے سے آیت کی تفسیر کی طرف اشارہ ہے کہ  
لی اللسان عن الحق سے مراد شہادت ہے۔

الشہادۃ الزور و کذا قول الزور حدیث سے ترجمہ کے ایک جزء شہادۃ الزور پر تو دلالت واضح ہے لیکن دوسرا جزء  
کتمان الشہادۃ پر دلالت نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شہادۃ الزور میں جھوٹ ہوتا ہے جو کتمان الشہادت کو مستلزم ہے  
غیر مشہودہ کے بارے میں۔ تو اس طرح ترجمہ کے دونوں جزء بلا تکلف ثابت ہو گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت ابن عباسؓ نے تلووا السننکم کی تفسیر شہادت سے کی ہے اس آیت کریمہ میں ان تلووا  
او تعرضوا ای تلووا السننکم بالشہادۃ وتعرضوا عنها۔ حاصل یہ ہے کہ لہی کی تفسیر تعریف سے اور اعراض کی تفسیر ترک  
فرمائی ہے۔ مصنفؒ نے کتمان الشہادۃ مع الشہادۃ الزور کہہ کر اسی اثر کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور یہ بھی بتلایا کہ شہادۃ زور حرام  
ہے۔ کیونکہ وہ ابطال حق کا سبب بنتا ہے۔ اور اس حدیث ابن مسعودؓ کی طرف بھی اشارہ ہے جس میں ہے علامات قیامت سے کتمان الشہادۃ  
اور شہادت زور بھی ہے۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام حاریؒ لفظ تلووا السننکم کے درمیان ای یا یعنی کے لفظ سے فصل کر دیتے  
تو قرآن مجید کے الفاظ کلام حاری سے متمیز ہو جاتے۔ علامہ عینیؒ نے تو فرمایا بلکہ تمیز کرنا واجب تھا۔ لیکن امام حاریؒ نے اپنی عادت  
کے مطابق ایسا نہیں کیا۔ بلکہ کتاب التفسیر میں تو تفسیر اور مفسر کے درمیان کوئی امتیاز قائم نہیں کیا۔ اس لئے کہ وہ خود ماہر قرآن تھے۔  
ان کو یہ وہم بھی نہیں ہوا کہ کسی شخص کو قرآن مجید میں بھی اشتباہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ آیت کریمہ سورہ نساء کی ہے۔

ترجمہ۔ نابینا آدمی کا شہادت دینا

باب شہادۃ الاعمی



ترجمہ۔ اس کا حکم دینا۔ نکاح کرنا۔ نکاح کرنا۔ خرید و فروخت کرنا۔ اذان دینے میں اور دوسری چیزوں میں اس کا مقبول ہونا۔ بلکہ ان امور میں جو آواز سے پہچانی جاتی ہیں۔ حضرت قاسمؓ۔ حسن بصریؓ۔ ابن سیرینؓ۔ زہریؓ۔ اور عطاءؓ نے نابینا کی شہادت کو جائز قرار دیا ہے۔ امام شعبیؒ فرماتے ہیں جب نابینا سمجھدار ہو تو اس کی گواہی جائز ہے۔ حکم فرماتے ہیں تھوڑی چیز میں جائز کثیر میں ناجائز ہے۔ امام زہریؓ فرماتے ہیں کہ دیکھو اگر ابن عباسؓ جو نابینا ہو گئے تھے اگر وہ کسی چیز پر گواہی دیں تو کیا تم ان کی شہادت کو رد کر سکتے ہو۔ ان کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ آدمی کو بھیج کر سورج غروب ہونے کا پتہ کر کے روزہ افطار کرتے اور طلوع فجر کے متعلق دریافت کرتے تھے جب ان سے کہا جاتا کہ فجر نکل آئی تو دور رکعت سنت پڑھتے تھے۔ اور سلیمان بن یسار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے داخلہ کی اجازت طلب کی تو انہوں نے میری آواز کو پہچان کر فرمایا سلیمان

داخل ہو جاؤ۔ تم تو اس وقت تک غلام ہو جب تک مکاتبة کی کوئی چیز تمہارے ذمہ باقی ہو۔ اور حضرت سمرہ بن جندبؓ نے نقاب پوش عورت کی گواہی کو جائز رکھا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کسی آدمی کی آواز سنی جو مسجد میں قرآن پڑھ رہا تھا فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ اس نے مجھے کئی آیات یاد دلادیں جن کو میں نے فلاں فلاں سورت سے ساقط کر دیا تھا۔ عباد بن عبداللہؓ حضرت عائشہؓ سے یہ الفاظ زائد نقل کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے میرے گھر میں تہجد کی نماز کو فرمائی تو حضرت عبادؓ کی آواز سنی جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ فرمایا اے عائشہؓ کیا یہ عبادؓ کی آواز نہیں ہے۔ میں نے کہا ہاں انہی کی آواز ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے اللہ! عباد پر رحم فرما۔

وامرہ ونکاحہ وانکاحہ ومبايعته وقبولہ فی التاڤين وغيرہ ومایعرف بالاصوات واجاز شہادۃ قاسم والحسن وابن سیرین والزہری وعطاء وقال الشعبي تجوز شہادۃ اذا كان عاقلاً وقال الحکم رب شیء تجوز فیہ وقال الزہری ارایت ابن عباسؓ لو شهد علی شہادۃ اکت تردہ وكان ابن عباسؓ یبعث رجلاً اذا غابت الشمس افطر ویسال عن الفجر فاذا قيل له طلع صلی رکعتین وقال سلیمان بن یسار استاذنت علی عائشہؓ فعرفت صوتی قالت سلیمان ادخل فانک مملوک مابقی علیک شیء واجاز سمرۃ بن جندب شہادۃ امرأۃ منتقبۃ.....

حدیث (۲۴۶۹) حدثنا محمد بن عبید اللہ عن عائشہؓ قالت سمع النبی ﷺ رجلاً یقرأ فی المسجد فقال رحم اللہ لقد اذکرنی کذا وکذا ایه اسقطتہن من سورۃ کذا وکذا وزاد بن عبد اللہ عن عائشہؓ تہجد النبی ﷺ فی بیئہ فسمع صوت عباد هذا قلت نعم قال اللہم ارحم عباداً.....

حدیث (۲۴۷۰) حدثنا مالك بن اسمعيل النخعي عن عبد الله بن عمر قال قال النبي ﷺ ان بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن او قال حتى تسمعوا اذان ابن ام مكتوم وكان ابن ام مكتوم رجلا اعمى لا يؤذن حتى يقول له الناس اصبحت

حدیث (۲۴۷۱) حدثنا زياد بن يحيى النخعي عن المسور بن مخرمة قال قدمت على النبي ﷺ اقبية فقال لي ابي مخرمة انطلق بنا اليه عسى ان يعطينا منها شيئا فقام ابي على الباب فتكلم فعرف النبي ﷺ صوته فخرج النبي ﷺ ومعه قباء وهو يريه محاسنه وهو يقول خبات هذا لك خبات هذا لك .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت بلالؓ رات کے وقت اذان دیتے ہیں تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتومؓ اذان کہیں یا فرمایا کہ یہاں تک کہ تم ابن ام مکتومؓ کی اذان سنو۔ ابن ام مکتومؓ ٹاپٹا آدمی تھے وہ اس وقت تک اذان نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ لوگ انہیں کہتے کہ آپ صبح میں داخل ہو گئے۔

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ قبائیں یعنی چنے آئے تو میرے باپ مخرمہؓ نے مجھے فرمایا کہ ہمیں آپؐ کی خدمت میں لے چلو۔ ممکن ہے کہ آپؐ ان میں سے کوئی چیز ہمیں بھی عطا کر دیں چنانچہ میرا باپ آنحضرت ﷺ کے دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ اور کچھ باتیں کرنے لگا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی آواز پہچان لی۔ آپؐ نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے تو ایک قباء چنے آپؐ کے پاس تھا۔ جس کی خوبیاں آپؐ میرے باپ کو دکھا رہے تھے۔ اور

فرماتے جاتے تھے کہ یہ تو میں نے آپ کے لئے چھپا کے رکھ دیا یہی آپ کے لئے چھپایا تھا۔

تشریح از شیخ منگوہیؒ۔ امام حارثیؒ اس ترجمہ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ٹاپٹا کی گواہی دینے۔ خبر دینے میں کوئی فرق

نہیں ہے۔ یا ایک کو دوسرے پر قیاس فرما رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا مدار علم بالواقعہ پر ہوتا ہے۔ تو جیسے اخبار جائزہ ایسے اعلیٰ کی شہادت بھی جائز ہے۔ لیکن سب کو معلوم ہے کہ شہادت میں اخبار سے زیادہ تاکید ہوتی ہے۔ اس لئے ہم اس کی شہادت کو جائز نہیں کہتے۔ البتہ اس کی خبر کو قبول کر لیتے ہیں۔ باقی امام حارثیؒ نے جتنے اعتراضات وارد کئے ہیں ان کے جوابات بالکل آسان ہیں اسلئے کہ جس قدر تابعین کی فرست میان کی ہے ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ ہم رجال ونحن رجال اور حضرت ابن عباسؓ کی شہادت کا ذکر ناس میں بھی کوئی اشکال نہیں۔ کیا حضرت مسروقؓ نے حضرت حسنؓ کی گواہی اپنے باپ حضرت علیؓ کے حق میں رد کر دی تھی تو یہاں بھی ممکن ہے ابن عباسؓ کی شہادت اس لئے رد کر دی جائے کہ ان کو واقعہ پر پوری اطلاع نہیں۔ اگرچہ وہ مقتدی اور رہنماؤں میں سے ہیں۔

وكان ابن عباسؓ اس سے مقصد یہ ہے کہ ابن عباسؓ اتنے محتاط تھے کہ غروب شمس کے علم ہو جانے کے بعد روزہ افطار کرتے تھے

اور طلوع فجر کے علم ہو جانے کے بعد نماز پڑھتے تھے تو وہ علم بالواقعہ کے بعد گواہی بھی دے سکتے ہیں خواہ کسی وجہ سے ان کو علم حاصل ہو جائے۔ کیونکہ شہادت کا دارومدار علم بالواقعہ پر ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان کو علم حاصل نہ ہوتا تو نہ افطار کرتے اور نہ ہی سنت الفجر پڑھتے اور ممکن ہے کہ اس قول سے مراد یہ ہو کہ ان عباسؓ علم بغروب والطلوع جو کسی خبر دینے والے کی اطلاع سے ہو اس کے بعد وہ اپنے گھر والوں کو افطار اور نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے تو کیا ان کے قول کو کوئی رد کر سکتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ناپاک حکم اس کے مامورات میں نافذ ہو گا جن کا مدار علم پر نہ ہو خواہ وہ کسی ذریعہ سے حاصل ہو۔

**فہرقت صوتی الخ** تو اس سے معلوم ہوا کہ علم محض آواز سے بھی حاصل ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے ساتھ معاہدہ نہ ہو لیکن معلوم رہے کہ اگر حضرت عائشہؓ محض آواز پر کفایت کرتیں تو سوال دہرانے کی کیا ضرورت تھی۔ سلیمان ای ہل انت سلیمان اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت عائشہؓ نے ان سے دوسری مرتبہ نہیں پوچھا تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کا اعتماد تھا کہ اگر یہ آواز والا حضرت سلیمان کے علاوہ کوئی اور شخص ہو گا تو وہ گھر میں داخل نہ ہو گا اگرچہ وہ ان کو بلا بھی لیں جب کہ وہ محرم نہ ہوں۔ پس اس لئے انہوں نے اسے بلا لیا پھر یہاں پر نفی اصل کے پردہ کی نہیں ہے بلکہ پردہ میں سختی کی نفی ہے کیونکہ غلام بھی دوسروں کی طرح غیر محرم ہے ضرورت کی وجہ سے ان لوگوں سے تستر میں تخفیف کی جاتی ہے اس لئے کہ کثرت سے ان کے آنے جانے کی وجہ سے کافی حرج ہوتا ہے مناہر میں تخفیف کی گئی۔

**واجاز سمرة الخ** حضرت سمرہؓ نے کسی ذریعہ سے اس عورت کو پہچان لیا ہو گا جیسا کہ گواہ پہچان کرتے ہیں اور تعین کرتے ہیں تو جب تعین ہو گئی تو اب گواہی جائز ہے۔ محض آواز کا اعتبار اس لئے نہیں کیا جاتا کہ اس میں التباس اور اشتباہ کا خدشہ ہے جب التباس اٹھ گیا تو اب شہادت معتبر ہو گی۔

**اذ کبرنی کذا و کذا** اس جگہ مقصود قاری نہیں بلکہ قرآن اور آیت ہے قاری کوئی بھی۔ ہو علماء احناف آواز سے مطلق علم کے حصول کا انکار نہیں کرتے بلکہ محض آواز کے سننے سے صاحب آواز کی تعین کا انکار کرتے ہیں اس مقام پر نہ تو قاری متعین ہو اور نہ ہی اس کی تعین کا قصد ہے تو مدعا ثابت نہ ہوا۔

**اصوت عباد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ محض آواز سے علم حاصل ہو گیا لیکن ہمارا جواب یہ ہے کہ اگر محض آواز سے صاحب آواز کی تعین ہو جاتی تو پھر حضرت عائشہؓ سے پوچھنے کی حاجت نہ تھی کہ آپؐ نے فرمایا ہل صوت عباد هذا نیز! اگر ایسا ہوتا تو آپ ﷺ اس کے بعد اللہ ارحم صاحب الصوت کہہ کر دعا فرماتے لیکن آپؐ نے فرمایا اللہم ارحم عبادا شاید آواز والا آدمی کوئی دوسرا ہو اور مقصود حضرت عباد کو دعا کرنا ہو۔ چنانچہ آپؐ نے عباد کا نام لے کر دعا فرمائی اور جو آواز سے تعین ہوئی تھی اس پر عمل نہیں فرمایا۔

حتیٰ یؤذن ابن ام مکتوم الخ امام بخاریؒ اس سے ثابت فرما رہے ہیں کہ حضرت ابن ام مکتومؓ اعمیٰ ہونے کے باوجود ان کا اذان دینا قبول کیا گیا کیونکہ ان کو کسی ذریعہ سے طلوع فجر کا علم ہو جاتا تھا تو اس طرح دوسرے امور میں بھی مشاہدہ کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح بھی علم ہو جائے ان کی گواہی معتبر ہوگی۔ ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ اس مقام پر نہ تو مؤذن کی تعیین کرنا مقصود ہے اور نہ ہی طلوع فجر کے خبر دینے والے کی تعیین مقصود ہے۔ اور نہ ہی کوئی اور شی مقصود ہے۔ مقصود صرف لوگوں کو فجر کی پوچھنے کی اطلاع دینا ہے جب ایک جماعت نے ان کو اس کی خبر کر دی تو مؤذن نے ان کی خبر پر اعتماد کرتے ہوئے خبر کی صداقت کا یقین کر لیا۔ تو درحقیقت مخبرین بالفجر کی خبر دینے کی حکایت کرنا ہے۔ تو مقصود محض خبر ہوا مخبرین کی تعیین کرنا نہیں کہ وہ کون تھے کون نہ تھے۔ ہاں اگر وہ مخبرین کی تعیین کا اعلان کرنا چاہتے تو اپنی اذان میں وہ یوں کہتے مجھے فلاں فلاں نے خبر دی ہے۔ تو پھر تعیین میں صداقت ہوتی۔ اور ان کی حجت تامہ نہ ہوتی۔ دونہ خراط القنادة۔

**لعرف النبی ﷺ صوته** امام بخاریؒ اس سے بھی یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ دیکھو محض آواز ہی علم یقینی حاصل ہو گیا لیکن بات یہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس وقت تک قباء عطا نہ فرمائی جب تک سماع صوت کے ساتھ خود اس شخص کا مشاہدہ نہ کر لیا اس طرح بھی حجت تامہ نہ ہو سکی۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ** - شہادت الاعمیٰ میں چھ مذاہب ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ ہابیہ کی گواہی بیباکی طرح مقبول ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جن چیزوں کا علم ان کو ہابینا ہونے سے پہلے کا ہے ان میں شہادت جائز ہے بعد الاعمیٰ میں جائز نہیں ہے۔ لہذا ہم بھی فرماتے ہیں کہ شیعی، یسیری میں جائز ہے۔ کثیر میں ناجائز ہے۔ امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ انساب میں جائز باقی کسی چیز میں جائز نہیں۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ بالکل کسی چیز میں اعمیٰ کی گواہی معتبر نہیں ہے۔ تو امام بخاریؒ نے اس اختلافی مشہور مسئلہ کے دلائل ذکر فرمائے ہیں۔ جن میں اکثر آیات اور روایات من قبیل الاخبار ہیں۔ ان میں شہادت نہیں ہے۔ حالانکہ ہول قطب گنگوہیؒ شہادت میں زیادہ تاکید ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ائمہ اربعہ نے جو شہادت کی تعریف بیان فرمائی ہے اس میں مشاہدہ اور معاینہ کی شرط بیان فرمائی ہے۔ درمختار میں شہادت کے لئے اکیس شرائط بیان کی گئی ہیں۔ تو اخبار اور شہادت میں بہت فرق ہوا۔

**ما اور وہ المؤلف** علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے جتنی دلائل پیش کئے ہیں ان سب سے شہادت اعمیٰ کی قبولیت ثابت نہیں ہوتی۔ اعمیٰ نکاح تو اپنے بارے میں ہے اپنی زوجہ باندی کے حق میں ہے غیر کے لئے اس میں کوئی مغبائش نہیں۔ اذان کی قبولیت بھی اس وجہ سے ہوئی کہ لوگ انہیں خبر دیتے تھے کہ اصبحت جس کی خبر خود جناب رسول اللہ ﷺ دے رہے ہیں تو اعتماد خبر دینے والے پر ہوا نہ کہ اعمیٰ پر ہوا۔ اور امام زہریؒ نے جو کچھ حضرت ابن عباسؓ کے بارے میں فرمایا ہے وہ کاویل ہے۔ احتجاج نہیں ہے۔ اسی طرح

آنحضرت ﷺ نے جو ایک آدمی کی قرأت سنی تو وہ اس بات کا بیان ہے کہ ہر آواز والا اپنی آواز سے پہچانا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کو دیکھنا نہ گیا ہو۔ حالانکہ محدث تورویہ کے مسئلہ میں ہے اور حضرت مخرمہؓ کو جو کپڑے کی خوبیاں دکھائی جا رہی تھیں وہ ہاتھ لگانے سے تھا آنکھ سے نہیں دکھایا جا رہا تھا۔ اور صاحب النبیضؒ فرماتے ہیں کہ ان جزئیات مذکورہ سے ہم پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان کی شہادت ہمارے نزدیک بھی مقبول ہیں۔

والجواب عن کل ما اردہ المؤلف یسیر اس لئے کہ تابعین کے بارے میں امام اعظمؒ کی طرف سے مشہور ہے کہ ہم تابعین کی مزاحمت کریں گے کیونکہ خود تابعین میں بھی اختلاف ہے اور قسطلانیؒ نے اسے جمہور کا مسلک قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ عند الشافعیہ کا الجمہور۔

لا تقبل شهادة الاعمی کہ نابینا کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اس لئے کہ معرفت کے طریقے اس پر ہند ہیں بایں ہمہ آوازوں میں بھی اشتباہ ہوتا ہے۔

ردّ شہادت الحسن یہ قصہ قاضی شریعہؒ کا علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں نقل کیا ہے۔ جس میں یہودی کے مقدمہ میں حضرت علیؓ کی زرہ کے سلسلہ میں حضرت حسنؓ اور غلام قہر کی گواہی رد کر دی گئی تھی۔ حالانکہ حضرت علیؓ فرماتے رہے کہ یہ گواہی جنتی آدمی کی ہے۔ لیکن قاضی نے شہادت رد کر دی۔ جس پر یہودی مسلمان ہو گیا۔ اور زرہ حضرت علیؓ کو مل گئی۔

وکان ابن عباس اگر سوال ہو کہ اس بیان کا ترجمہ سے کیا تعلق ہے تو کہا جائے گا۔ کہ اعمیٰ نے غروب اور طلوع میں غیر کے قول کو قبول کیا۔ یا یہ کہ اعمیٰ نے غیر کو حکم دیا۔ اس کا بیان ہے اور ابن منیرؒ نے فرمایا کہ امام بخاریؒ نے حدیث ابن عباسؓ سے اشارہ کیا ہے۔ کہ اعمیٰ کی شہادت جائز ہے۔ جبکہ وہ مخبر کو پہچانتا ہو۔ اور شہادت التعریف امام مالکؒ وغیرہ کے نزدیک مختلف فیہا ہے۔

ان لمنفی ہنہا هو التشدید فی الستر الخ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے نزدیک مملوک خواہ اپنا ہوا کسی غیر کا اس سے حجاب نہیں کرنا چاہیے۔ اور یہ سلمان حضرت میمونہؓ کا مکتب غلام تھا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ استأذنت عائشہؓ میں تاویل کرنی پڑے گی کہ استأذنت من عائشہؓ علی دخول میمونہؓ تو انہوں نے فرمایا ادخل علیہا۔ یا شاید حضرت عائشہؓ کا مذہب یہ ہو کہ غلام خواہ اپنا مملوک ہو یا غیر کا تو اس کی طرف نظر کرنا حلال ہے۔ لیکن ان تاویلات میں سے بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ غلام سے مطلقاً پردہ کرنے کی قائل نہیں تھیں۔ جن کی تائید ان آثار سے ہوتی ہے جو ان سے منقول ہیں۔ جن کو امام طحاویؒ نے بیان کیا ہے۔ ادخل ما بقی علیک درہم۔

کان قد عرفہا الخ چنانچہ در مختار میں ہے لا یشہد علی المحجب بسماعہ منہ الا اذا تعین یعنی پردہ والے پر محض اس سننے سے گواہی نہیں دی جاسکتی جب تک وہ متعین نہ ہو جائے اور یہ کہہ سکے کہ میں نے فلاں عورت کی ذات کو دیکھا ہے ابن عابدین بھی

یہی فرماتے ہیں کہ اگر کسی عورت کی آواز سنے اور اسے پہچانتا نہ ہو۔ تو جب تک اسے دیکھے نہیں اس کے لئے گواہی دینا حلال نہیں ہے۔

خصوصی القاری لم یکن قصوداً قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ وہ رجل عبد اللہ بن یزید انصاری قاری تھا۔

فعرف النبی ﷺ صوتہ امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ آپؐ نے شخصیت دیکھنے سے پہلے اس کی آواز پر اعتماد کیا۔

## باب شہادۃ النساء ترجمہ۔ باب عورتوں کی گواہی کے بارے میں

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر دو مرد نہ ہوں

تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں۔

وقوله تعالی فان لم یکونارجلین فرجل وامرأتان

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم

ﷺ نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف کے برابر نہیں ہے۔ عورتوں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پس ان کے عقل کے ناقص ہونے کی وجہ سے ہے۔

حدیث (۲۴۷۲) حدثنا ابن ابی مرۃ الخ

عن ابی سعیدؓ قال قال النبی ﷺ قال الیس شہادۃ المرأة مثل نصف شہادۃ الرجل قلنا بلی قال فذلک من نقصان عقلها .....

تشریح از قاسمیؒ۔ لکن بطلان فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی ناجائز ہے۔ البتہ

نکاح۔ طلاق۔ عتق۔ نسب اور ولاء میں اختلاف ہے۔ امام مالکؒ "اماشافعیؒ اور امام ابو ثورؒ وغیرہم فرماتے ہیں کہ عورتوں کی گواہی ان امور میں مردوں کے ساتھ کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ البتہ کو فیوں نے مع الرجال گواہی ان امور میں جائز رکھی ہے البتہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کی اکیلی گواہی حیض۔ ولادت۔ استحصال اور عیوب النساء میں جن پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے جائز ہے۔ ضرورت کی وجہ سے اور نکاح کے بارے میں بعض نے اکیلی اور بعض نے مردوں کے ساتھ جائز رکھی ہے۔ کذا فی العینی۔ اور فتح الباری میں ہے کہ جن امور پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے کیا ان میں ایک عورت کا قول معتبر ہے یا نہیں۔ جمہور کے نزدیک چار عورتیں ضروری ہیں۔ امام مالکؒ اور ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک دو کافی ہیں۔ علماء احنافؒ۔ شعبیؒ اور ثوریؒ کے نزدیک تین ایک عورت کی گواہی جائز ہے۔ مصنفؒ حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت سے متنازع ہے کہ عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف ہے۔

ترجمہ۔ باندیوں اور غلاموں کی گواہی

## باب شہادۃ الاماء والعبيد

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ غلام کی شہادت

اس وقت جائز ہے جب وہ عادل ہو۔ شرح لور زرارہ بن لوفی نے

وقال انسؓ شہادۃ العبد جائزۃ اذا کان عدلاً

واجازہ شریح وزارادۃ بن اوفی وقال ابن سیرین

اسے جائز کہا ہے۔ اور ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ غلام کی شہادت جائز ہے مگر غلام کی اپنے آقا کے لئے جائز نہیں ہے۔ حضرت حسن بصریؒ اور ابراہیمؒ نے شی حقیر کے اندر تو جائز رکھی ہے

شہادۃ جائزۃ الا لالعبد لسیدہ واجازہ الحسن و ابراہیم فی الشیء النافہ وقال شریح کلکم بنوعید واه .....

قیمتی چیز میں جائز نہیں کہتے۔ اور شریحؒ فرماتے ہیں تم میں سے ہر ایک غلاموں اور باندیوں کی اولاد ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارثؓ نے ام یحییٰ بنت اہیٰ احاب سے نکاح کیا تو ایک کالے رنگ کی باندی آئی پس اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے میرے سے منہ پھیر لیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے الگ جا کر آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم کیسے اس کے پاس جاسکتے ہو جب کہ وہ باندی کہہ رہی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ پس آپؐ نے اس کو اس عورت سے روک دیا۔

حدیث (۲۴۷۳) حدثنا ابو عاصم الخ حدثنی عقبہ بن الحارث اوسمعتہ منہ انہ تزوج ام یحییٰ بنت ابی اہاب قال فجاءت امہ سوداء فقالت قد ارضعتکما فذکرت ذلک للنبی ﷺ فاعرض عنی قال فتنحیت فذکرت ذلک لہ قال وکیف وقد زعمت ان قد ارضعتکما فنهاہ عنہا

تشریح از قاسمیؒ۔ شہادۃ العبد والاماء میں علماء کے تین اقوال ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ حر کی طرح ان کی گواہی جائز ہے۔ یہ قول حضرت علیؓ، انسؓ، امام احمدؒ اور اسحقؒ کا ہے۔ دوسرا قول امام شعبیؒ، حسن بصریؒ اور ابراہیمؒ کا ہے۔ کہ شیئ حقیر میں ان کی گواہی معتبر ہے۔ نفیس میں نہیں۔ تیسرا قول ائمہ ثلاثہؒ صحابہؓ اور تابعینؒ کا ہے کہ بالکل کسی چیز میں ان کی گواہی معتبر نہیں۔ کیونکہ شہادت ولدیت کے لئے ہوتی ہے۔ جب یہ لوگ اپنی ذات کے والی نہیں دوسرے کے لئے کیا ولدیت ثابت کریں گے زرارہ بن اونیؒ عامریؒ یہ بصرہ کے قاضی تھے۔ جو تباہی ہیں۔ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ثابت ہوئی کہ آپؐ نے ایک باندی کے قول کی بنا پر خاوند بیوی میں جدائی کرادی۔ اگر باندی کی گواہی معتبر نہ ہوتی تو آنحضرت ﷺ حضرت عقبہؓ کو عورت سے جدا ہونے کا حکم نہ دیتے جواب یہ ہے کہ یہ حکم احتیاط اور ورع کی بنا پر تھا۔ اسی طرح جمہور کے نزدیک اکیلی مرضعہ کی گواہی معتبر نہیں ہے۔ اگرچہ وہ حرہ کیوں نہ ہو کما مر۔

ترجمہ۔ دودھ پلانے والی کی گواہی

باب شہادۃ المرضعۃ

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک

حدیث (۲۴۷۴) حدثنا ابو عاصم الخ عن عقبہ

عورت سے نکاح کیا تو ایک دوسری عورت آ کر کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ پس میں نے آ کر جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا تم کیسے

بن الحارث قال تزوجت امرأة فجاءت امرأة فقالت اني قد ارضعتكما فاتيت النبي ﷺ فقال وكيف وقد قيل دعها عنك او نحوه .....

اس کو رکھ سکتے ہو۔ جب کہ یہ کلمہ کہا جا چکا ہے اس کو اپنے سے چھوڑ دو یا اس قسم کے الفاظ فرمائے۔

**تشریح از قاسمی**۔ بہر حال مرضعہ کی گواہی ثابت ہوئی جواب یہ ہے کہ پہلے تو گواہی کے الفاظ نہیں۔ دوسرے ورع

اور احتیاط پر محمول ہے۔

ترجمہ۔ افک کا واقعہ اور دو عورتوں کا

ایک دوسرے کی صفائی بیان کرنا۔

**حدیث الافک باب تعدیل النساء**

**بعضهن بعضا**

ترجمہ۔ حضرت عائشہ زوج النبی ﷺ سے مروی ہے جب کہ تہمت لگانے والوں نے انکے بارے میں جو طوفان کھڑا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی برأت فرمائی امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ ان سب حضرات تابعین نے مجھے کچھ کچھ ان کے واقعہ کا بیان کیا اور بعض حضرات دوسرے سے زیادہ محفوظ کرنے والے اور زیادہ پختہ بیان کرنے والے تھے میں نے ان سب حضرات سے اس واقعہ کو محفوظ کر لیا جو ان حضرات نے حضرت عائشہ کے واقعہ کے بارے میں فرمایا اور بعض حضرات کی حدیث دوسرے کی تصدیق کرنے والی ہے ان حضرات نے فرمایا کہ حضرت عائشہ نے میان فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب کسی سفر کے لئے تشریف لے جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تھے جس کا قرعہ نکل آتا اس کو اپنے ہمراہ لے جاتے ایک غزوہ میں جانے کیلئے آپ نے ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی تو قرعہ میرے نام نکل آیا۔

حدیث (۲۴۷۵) حدثنا ابو الربیع الخ

عن عائشة زوج النبی ﷺ حين قالها اهل الافک ما قالوا فبراهما الله منه قال الزهري وكلهم حدثني طائفة من حديثها وبعضهم اوعى من بعض واثبت له اقتصاصا وقد وعيت عن كل واحد منهم الحديث الذي حدثني عن عائشة وبعض حديثهم يصدق بعضاً زعموا ان عائشة قالت كان رسول الله ﷺ اذا اراد ان يخرج سفراً اقرع بين ازواجه فايتهن خرج سهمها خرج بها معه فاقرع بيننا في غزاة غزاها فخرج سهمي فخرجت معه بعد ما نزل الحجاب فانا احمل في هودج وانزل فيه ففسرنا حتى اذا فرغ رسول الله ﷺ من غزوته



تلك وقفل ودنونا من المدينة اذن ليلة بالرحيل  
حتى جاوزت الجيش فلما قضيت شأني اقبلت  
الى الرحل فلمست صدري فاذا عقدلى من جزع  
اظفار قد انقطع فرجعت فالتمت عقدى فحبسنى  
ابتغاءه فاقبل الذين يرحلون لى فاحتملوا هو دجى  
فرحلوه على بعيرى الذى كنت اركب وهم  
يحسبون انى فيه وكان النساء اذذاك خفافاً  
لم يثقلن ولم يغشهن اللحم وانما ياكلن العلقه  
من الطعام فلم يستنكر القوم حين رفعوه ثقل  
الهودج فاحتملوه وكنت جارية حديثه السن  
فبعثوا الجمل وساروا فوجدت عقدى بعدما استمر  
الجيش فجئت منزلهم وليس فيه احد فاممت  
منزلى الذى كنت به فظننت انهم سيفقدوننى  
فيرجعون الى فيينا انا جالسة غلبتى عيناي فنمت  
وكان صفوان ابن المعطل السلمى ثم الذكوانى  
من وراء الجيش فاصبح عند منزلى فرأى سواد  
انسان نائم فاتانى وكان يرانى قبل الحجاب  
فاستيقظت باسترجاعه حين اناح راحلته فوطى  
يدها فركبته فانطلق يقود بى الراحلة حتى اتينا  
الجيش بعدما نزلوا معرسين فى نحر الظهيرة فهلك  
من هلك وكان الذى تولى الافك عبد الله بن ابى

آیت پردہ اترنے کے بعد میں آپ کے ہمراہ چلی مجھے ایک پردہ  
میں کجاوہ میں اٹھایا اور اتاراجاتا تھا ہم برابر چلتے رہے یہاں تک کہ  
جناب رسول اللہ ﷺ اپنے اس غزوہ سے فارغ ہو گئے اور واپس  
لوٹے تو ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے ایک رات آپ نے کوچ کا  
اعلان کر لیا۔ جب اعلان ہوا تو میں اٹھ کھڑی ہوئی اور چلتے چلتے  
لشکر سے آگے بڑھ گئی جب میں قضا حاجت سے فارغ ہوئی پس  
اپنے ٹھکانے کی طرف آئی اپنے سینے کو ٹٹولا تو میرے زمرہ کا ہار  
ٹوٹ چکا تھا پس میں واپس جا کر اسے ڈھونڈنے لگی مجھے اس کی  
تلاش نے روک رکھا تو کجاوہ کسنے والوں نے میرے کجاوہ کو اٹھالیا  
اور اسے میرے اس اونٹ پر کس دیا جس پر میں سوار ہوا کرتی  
تھی ان کا گمان یہ تھا کہ میں کجاوے کے اندر موجود ہوں کیونکہ  
عورتیں اس وقت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں بھاری بھر کم نہیں  
ہوتی تھیں کہ گوشت نے ان کو ڈھانپ لیا ہو۔ اس لئے کہ وہ  
تھوڑا کھانا کھایا کرتیں تھیں پس کجاوے کے بوجھل ہونے کا  
انہیں احساس ہی نہ ہوا جب کہ انہوں نے اسے اٹھا کر رکھ دیا۔  
پھر دوسری وجہ یہ تھی کہ میں نوخیز لڑکی تھی پس انہوں نے  
اونٹ کو اٹھایا اور چلتے بے لشکر چلے جانے کے بعد مجھے اپنا ہار مل  
گیا میں اپنے ٹھکانہ پر پہنچی تو وہاں پر کوئی موجود نہیں تھا تو میں  
اسی جگہ ٹھہر گئی اور میں نے گمان کیا کہ وہ لوگ ضرور مجھے  
گم پائیں گے تو میری طرف واپس آئیں گے میں بیٹھی تھی مجھے  
نیز کا غلبہ ہوا تو میں سو گئی۔ حضرت صفوان بن المعطل سلمیٰ اور  
ذکوانی لشکر کے پیچھے تھے وہ صبح کو میرے ٹھکانے تک پہنچے۔ ایک  
انسان کے جتنے کو سویا ہوا دیکھا پس میرے پاس آئے انہوں نے  
پردہ سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا جب انہوں نے اپنی اونٹنی اٹھائی

ابن سلول فقدمنا المدينة فاشتكت بها شهراً  
يفيضون من قول اصحاب الافك ويرينى فى  
وجعى انى لا ارى من النبى ﷺ اللطف الذى  
ارى منه حين امراض انما يدخل فيسلم ثم يقول  
كيف تيكم لاشعر بشى من ذلك حتى نقهت  
فخرجت انا وام مسطح قبل المناصع متبرزنا  
لانخرج الالىلاً الى ليل وذلك قبل ان نتخذ  
الكنف قريباً من بيوتنا وامرنا امر العرب الاول  
فى البرية اولى التنزه فاقبلت انا وام مسطح بنت  
ابى رهم نمشى فعثرت فى مرطها فقلت تعس  
مسطح فقلت لها بش ما قلت اتسبين رجلا شهد  
بدرأ فقلت يا هنتاه الم تسمعى ما قالوا فاخبرتنى  
بقول اهل الافك فازددت مرضاً الى مرضى فلما  
رجعت الى بيتى دخل على رسول الله ﷺ  
فقال كيف تيكم فقلت ائذن لى الى ابوى قالت  
وانا حينئذ اريد ان استيقن الخبر من قبلهما فاذن  
رسول الله ﷺ فأتيت ابوى فقلت لامى ما يتحدث  
به الناس فقلت يا بنية هونى على نفسك الشان  
فوالله لقلما كانت امرأة قط وضينة عند رجل يحبها  
ولها ضرائر الا اكثر ن عليها فقلت سبحان الله  
ولقد يتحدث الناس بهذا قالت فبت تلك اللية

توان کے ان للہ الخ پڑھنے سے میں جاگ اٹھی انہوں نے  
اونٹنی کے پاؤں کو دبا کے رکھا تو میں اس پر سوار ہو گئی وہ اونٹنی کو  
کھینچتے ہوئے چل پڑے پس ہم لشکر کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ  
وہ عین دوپہر کے آرام کرنے کے لئے پڑاؤ پر اتر چکے تھے۔ تو اب  
طوفان برپا کرنے والوں نے طوفان برپا کر کے اپنی ہلاکت کو  
مول لیا اس تہمت لگانے والوں کا سر غنہ عبد اللہ بن ابی بن سلول  
رئیس المنافقین تھا پس جب ہم لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو میں ہمار  
ہو گئی مدینہ مہر لگ گیا لوگ تہمت والوں کی باتوں کو خوب  
اچھالتے تھے مجھے بھی اپنی ہماری میں شک و شبہ ہو تا تھا کہ میں  
جناب نبی اکرم ﷺ کی طرف سے وہ لطف و مہربانی نہیں دیکھتی  
تھی جو میرے ہمار ہونے کی صورت میں آپ اختیار فرمایا کرتے  
تھے پس اتنا ہوتا کہ گھر میں تشریف لاتے السلام علیکم کہہ کر  
پوچھتے کہ اس کا کیا حال ہے مجھے اس میں سے کسی چیز کا پتہ  
نہ چل سکا یہاں تک کہ میں ہماری کی وجہ سے کمزور ہو گئی میں  
اور ام مسطح قضاء حاجت کے لئے باہر کھلی جگہ کی طرف نکلیں اور  
ہم قضاء حاجت کے لئے ہمیشہ رات کو ہی نکلا کرتی تھیں کیونکہ  
اس وقت تک ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلا نہیں بنے  
تھے ہمارا معاملہ پہلے عربوں والا تھا کہ جنگل میں ہی سیر و سیاحت  
کر کے خالی ہوا کرتے تھے پس میں اور ام مسطح بنت ابی رهم  
چل رہی تھیں کہ ام مسطح اپنی گرم چادر میں الجھ کر گر پڑیں اور  
فرمانے لگیں مسطح کی ایسی تپسی میں نے ان سے کہا کہ یہ آپنے  
بہت برا کلمہ کہا آپ اس آدمی کو گالی دیتی ہیں جو بدر کی لڑائی میں  
حاضر ہو چکا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ اے بھولی بھالی کیا آپ نے  
وہ نہیں سنا جو کچھ وہ لوگ کہتے پھرتے ہیں تو انہوں نے مجھے

حتى اصبحت لا يرقالى دمع ولا اکتحل بنوم ثم  
 اصبغت فعدار رسول الله ﷺ على بن ابى طالب  
 واسامة بن زيد حين استلبث الوحى يستشيرهما  
 فى فراق اهله فاما اسامة فاشار عليه بالذى يعلم فى  
 نفسه من الود لهم فقال اسامة اهلك يا رسول الله  
 ولا نعلم والله الا خيراً واما على بن ابى طالب فقال  
 يا رسول الله لم يضيق الله عليك والنساء سواها  
 كثير و سل الجارية تصدقك فعدار رسول الله ﷺ  
 بريرة فقال يا بريرة هل رايت فيها شيئاً يربك  
 فقلت بررة لا والذى بعثك بالحق ان رايت منها  
 امرأ اغمصه عليها اكثر من انها جارية حديثه  
 السن تنام عن العجين فتاتى الداجن فتاكله فقام  
 رسول الله ﷺ من يومه فاستعذر من عبد الله  
 بن ابى بن سلول فقال رسول الله ﷺ من يعذر نى  
 من رجل بلغنى اذا فى اهلى فوالله ما علمت  
 على اهلى الا خيراً وقد ذكر وارجلاً ما علمت  
 عليه الا خيراً وما كان يدخل على اهلى الا معى  
 فقام سعد بن معاذ فقال يا رسول الله انا والله  
 اعذرک منه ان كان من اخواننا من الخزرج  
 امرتنا ففعلنا فيه امرک فقام سعد بن عبادة وهو  
 سيد الخزرج وكان قبل ذلك رجلاً صالحاً

اہل اٹک کی باتوں سے خبردار کیا۔ پس اس نے میری بیماری کو  
 اور بڑھا دیا۔ چنانچہ جب میں واپس گھر پہنچی تو جناب رسول اللہ  
 ﷺ میرے پاس تشریف لائے پوچھا کہ تم کیسی ہو میں نے  
 عرض کی کہ مجھے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت دیجئے۔  
 فرماتی ہیں میرا مقصد یہ تھا کہ میں اپنے والدین کی طرف سے  
 اس خبر کی یقین دہانی حاصل کروں۔ تو آپ رسول اللہ ﷺ نے  
 مجھے اجازت دے دی میں جب والدین کے پاس پہنچی تو میں نے  
 اپنی بیماری اسی جان سے پوچھا کہ لوگ کیا باتیں کرتے پھرتے ہیں  
 اس نے فرمایا اے میری! بیٹھی کہ آپ اس معاملہ کو اہمیت  
 نہ دیں۔ اور اسے ایک معمولی بات سمجھیں۔ کیونکہ جو عورت  
 اپنے شوہر کے نزدیک محبوبہ اور جمیلہ ہو اور اس کی سونکین بھی  
 ہوں تو وہ اس کے خلاف بہت کچھ سنا کرتی ہیں۔ جس پر میں نے  
 کہا کہ سبحان اللہ! کس قدر تعجب ہے کہ لوگ اس کو اچھا لیتے  
 پھرتے ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے وہ ساری رات صبح ہونے تک  
 اس طرح گزاری کہ میرے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ اور نہ ہی  
 میں نے نیند کا سرمہ لگایا۔ یعنی رات بھر آنکھ بھی نہ لگی۔ بہر حال  
 جب صبح ہوئی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے جب کہ وحی کو دیر  
 ہو گئی تو آپ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو  
 طلب فرمایا جن سے آپؐ اپنی اہلیہ کو طلاق دینے کے بارے میں  
 مشورہ لینا چاہتے تھے۔ پس حضرت اسامہؓ نے تو اپنی معلومات  
 کے مطابق آپس کی جو محبت تھی اس کے موافق مشورہ دیا تو  
 حضرت اسامہؓ نے کہا یا رسول اللہ! اپنی اہلیہ کو اپنے پاس رکھیے  
 اللہ کی قسم! ہم تو خیر و بھلائی کے سوا اور کوئی چیز جانتے ہی نہیں  
 لیکن حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے

ولئن احتملته الحمیة فقال كذبت لعمر الله  
 لا تقتله ولا تقدر على ذلك فقام اسيد بن الحضير  
 فقال كذبت لعمر الله والله لنقتله فانك منافق  
 تجادل عن المنافقين فنار الحیان الاوس والخزرج  
 حتى هموا ورسول الله ﷺ على المنبر فنزل  
 فخفضهم حتى سكتوا وسكت وبكيت يومی  
 لا یرقالی دمع ولا اكتحل بنوم فاصبح عندی  
 ابواى قد بكيت ليلتين ويوماً حتى اظن ان البكاء  
 فالتق كبدی قالت فبینما هما جالسان عندی وانا  
 ابکی اذا استاذنت امرأة من الانصار فاذنت لها  
 فجلست تبکی معی فبینما نحن کذاک اذ دخل  
 رسول الله ﷺ فجلس ولم یجلس عندی من یوم  
 قبل فی ما قبل قبلها وقد مکث شهراً لا یوحی الیه  
 فی شائی شیئ قالت فتشهد ثم قال یا عایشة فانه  
 بلغنی عنک کذا وکذا فان کنت بریئة فسیبرنک الله  
 وان کنت الممت فاستغفری الله وتوبی الیه فان  
 العبد اذا اعترف بذنبه ثم تاب تاب الله علیه فلما  
 قضی رسول الله ﷺ مقالته قلص دمی حتی  
 ما احس منه قطرة وقلت لابی اجب عنی رسول الله  
 ﷺ قال والله ما ادری ما اقول لرسول الله ﷺ  
 فقلت لامی اجیبی عنی رسول الله ﷺ فیما

آپ پر عورتوں کی تنگی نہیں رکھی ان کے سوا اور عورتیں بہت  
 ہیں آپ انکی باندی سے پوچھیں وہ سچ سچ آپ کو بتادیں گی تو آپ  
 رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہؓ کو بلوایا پس آپ نے فرمایا اے  
 بریرہ! کیا تمہیں کسی ایسی بات کا علم ہے جو تجھے شک و شبہ میں  
 ڈالے حضرت بریرہؓ نے فرمایا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے  
 آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں تو اس کے اندر اس سے زیادہ کوئی  
 عیب نہیں جانتی کہ وہ ایک نوخیز لڑکی ہے آٹا گوندھ کر سو جاتی  
 ہے گھر کی بھری آکر اسے کھا جاتی ہے پس آپ رسول اللہ ﷺ  
 نے اس دن کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب جو سلوک میں عبداللہ بن  
 ابی بن سلول کے ساتھ کروں مجھے اس میں معذور سمجھا جائے  
 پس جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون شخص اس شخص سے  
 میرا بدلہ لے گا جس کی ایذا رسانی میرے گھروالوں تک جا پہنچی  
 ہے اللہ کی قسم! میں تو اپنے گھروالوں کے متعلق خیر کے سوا کچھ  
 نہیں جانتا اور جس شخص کا وہ لوگ ذکر کرتے ہیں میں اس کے  
 بارے میں بھی خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا وہ میرے گھروالوں  
 کے پاس میرے سوا کبھی داخل نہیں ہوا تو حضرت سعد بن معاذؓ  
 اٹھ کھڑے ہوئے فرمانے لگے یا رسول اللہ آپ کی طرف سے  
 یہ کام میں ہی انجام دوں گا اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو ہم اس کی  
 گردن اڑا دیں گے۔ اور اگر وہ ہمارے بھائیوں خزرج قبیلہ سے  
 ہے تو ان کے بارے میں جو آپ ہمیں حکم فرمائیں گے تو ہم آپ  
 کے حکم کی تعمیل کریں گے جس پر خزرج کے سردار سعد بن  
 عبادہؓ اٹھ کھڑے ہوئے اس سے پہلے وہ بہت ہی نیک آدمی تھے  
 لیکن اب انہیں قومی غیرت نے ابھارا کہنے لگے تو نے جھوٹ کہا  
 اللہ کی قسم نہ تو تو اسے قتل کرے گا اور نہ ہی تجھے اس پر قدرت

قال قالت والله ما أدري ما أقول لرسول الله ﷺ  
 قالت وأنا جارية حديثة السن لا أقرأ كثيراً  
 من القرآن فقلت اني والله لقد علمت انكم  
 سمعتم ما يتحدث به الناس ووقر في انفسكم  
 وصدقتم به ولئن قلت لكم اني بريئة والله يعلم  
 اني لبريئة لاتصدقوني بذلك ولئن اعترفت لكم  
 بامر والله يعلم اني بريئة لتصدقني والله ما جدلي  
 ولكم الى ابيوسف اذ قال فصبر جميل والله  
 المستعان على ما تصفون ثم تحولت على فراشي  
 وانا ارجوا ان يرئني الله ولكن والله ما ظننت  
 ان ينزل في شاني وحيا ولا نا احقرني نفسي  
 من ان يتكلم بالقران في امري ولكني كنت  
 ارجوا ان يرى رسول الله ﷺ في النوم يرئني الله  
 فوالله مادام مجلسه ولا خرج احد من اهل البيت  
 حتى انزل عليه فاخذه ما كان ياخذه من البرحاء  
 حتى انه ليحدر منه مثل الجمان من العرق في يوم  
 شاة فلما سري عن رسول الله ﷺ وهو يضحك  
 فكان اول كلمة تكلم بها ان قال لي يا عائشة  
 احمدي الله فقد براك الله فقالت لي امي قومي  
 الي رسول الله ﷺ فقلت لا والله لا اقوم اليه  
 ولا احمدا الا الله فانزل الله تعالى ان الذين جاؤا

حاصل ہوگی۔ حضرت اسید بن خضیرؓ نے اٹھ کر فرمایا کہ اے  
 سعد بن عبادہ تو نے جھوٹ کہا اللہ کی قسم! ہم اسے ضرور قتل  
 کر دیں گے۔ تو تو منافق اور منافقوں کی طرح جھگڑا کرتا ہے  
 پس دونوں قبیلوں اوس اور خزرج میں جوش آ گیا یہاں تک کہ  
 ایک دوسرے پر حملہ کرنے کا قصد کرنے لگے جناب رسول اللہ  
 ﷺ منبر پر بیٹھے تھے نیچے اتر آئے اور ان کو چپ کرانے لگے  
 یہاں تک کہ وہ چپ ہو گئے اور آپؐ بھی چپ ہو گئے۔ حضرت  
 عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں دن بھر روتی رہی کہ نہ میرے آنسو  
 تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے تھوڑی سی نیند آتی تھی کہ اس کا سرمہ  
 لگا لیتی۔ پس دوسری صبح کو میرے ماں باپ میرے پاس تشریف  
 لائے جب کہ میرا رات بھر اور دن بھر روتے روتے یہ حال  
 ہو گیا تھا کہ مجھے گمان ہو گیا تھا کہ میرا یہ رونا میرا جگر ٹکڑے  
 ٹکڑے نہ کر دے۔ پس وہ فرماتی ہیں کہ یہ دونوں حضرات ماں  
 باپ میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی کہ اچانک انصار کی  
 ایک عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی جسے  
 میں نے اجازت دے دی تو وہ میرے پاس بیٹھ کر میرے ساتھ  
 رونے لگی اسی حال میں جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آکر  
 بیٹھ گئے حالانکہ جب سے یہ پردہ پیگنڈہ میرے بارے میں ہوا تھا  
 اس سے پہلے کسی دن بھی آپؐ آکر نہیں بیٹھے تھے۔ مہینہ بھر گزر  
 جانے کے باوجود میرے بارے میں آپؐ پر کوئی وحی نازل نہیں  
 ہوئی تھی۔ فرماتی ہیں کہ آپؐ نے کلمہ شہادت پڑھا فرمانے لگے  
 اے عائشہ! مجھے تمہاری طرف سے ایسی ایسی باتیں پہنچی ہیں پس  
 اگر تو میری ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں بری قرار دے دیں گے اور  
 اگر تو نے کسی گناہ کا قصد کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے بخش طلب کرو

بِالْفَلَکِ عَصَبَةٌ مِنْکُمْ الْآیَاتِ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فَبِأَيِّ بَرَاءَةٍ تَتَّبِعُونَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّیقُ وَكَانَ يَنْفِقُ عَلَى مَسْطَحِ بْنِ الْثَالِثَةِ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَاللَّهُ لَا يَنْفِقُ عَلَى مَسْطَحِ شَيْئًا ابْدَأْ بَعْدَمَا قَالَ لِعَائِشَةَ فَاَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا يَأْتِلْ أُولُو الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ إِلَى قَوْلِهِ غَفُورٌ رَحِيمٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مَسْطَحِ الَّذِي كَانَ يَجْرِي عَلَيْهِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلُ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِی فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَا عَلِمْتَ مَا رَأَيْتَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْمَى سَمْعِی وَبَصْرِی وَاللَّهِ مَا عَلِمْتَ عَلَيْهَا إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ التِّي کَانَتْ تَسَامِنُنِي فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعِ ..

اور اس کی طرف توبہ کرو۔ پس مدہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں پس جب آپؐ نے اپنی گفتگو پوری فرمائی تو میرے آنسو ختم گئے یہاں تک کہ مجھے ان کا ایک قطرہ بھی محسوس نہ ہوا اور میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپؐ میری طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کو کیا کہوں پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تو میری طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ کو جواب دے جس بارے میں وہ پوچھ رہے ہیں وہ فرمانے لگیں اللہ کی قسم! مجھے علم نہیں کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ سے کیا کہوں پس میں نے کہا چونکہ میں نوخیز لڑکی تھی کثرت سے میں قرآن مجید نہیں پڑھتی تھی میں نے کہا اللہ کی قسم! بے شک میں جانتی ہوں کہ تم نے وہ باتیں سنی ہیں جو لوگ میرے بارے میں کہتے پھرتے ہیں اور وہ بات تمہارے دلوں میں جا گزریں ہو چکی ہے جسے تم

سچا سمجھنے لگے ہو مگر میں تم سے کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کروں گے۔ اور اگر میں تمہاری خاطر کسی بات کا اقرار کر لوں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بالکل بری ہوں تو تم مجھے سچا سمجھو گے۔ اللہ کی قسم! تمہارا اور میرا حال یوسف علیہ السلام کے والد کی طرح ہے۔ جنہوں نے فرمایا تھا کہ میرے لئے تو صبر جمیل ہے۔ جو کچھ تم بیان کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں۔ پھر اپنے بستر پر پڑ گئی۔ اور مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے ضرور بری قرار دیں گے۔ لیکن خدا کی قسم! مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ میرے بارے میں وحی اتاری جائے گی۔ اور میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں میرے بارے میں کلام فرمائیں گے میری امید یہ تھی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو نیند میں کوئی خواب دکھایا جائے گا جس میں مجھے بری قرار دیا جائے گا۔ پس اللہ کی قسم نہ تو آپؐ نے اپنی مجلس کا قصد فرمایا تھا اور نہ ہی گھر والوں میں سے کوئی باہر گیا ہو گا کہ آپؐ پر وحی کا نزول ہو تو آپؐ کو اس سختی نے آگیا جو ایسے موقع پر لاحق ہوتی تھی۔ چنانچہ سخت سردی کے دن موتیوں کی طرح آپؐ کا پسینہ نیچے گرنے لگا پس جب رسول اللہ ﷺ سے وہ حالت کھل گئی تو وہ ہنس رہے تھے تو پہلا وہ کلمہ جو آپؐ نے بولا وہ یہ تھا کہ میرے سے فرمایا اے عائشہ! اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر بیان کرو کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بری قرار دیا ہے۔ پس میری ماں نے مجھے کہا کہ بیٹی اٹھ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ۔ پس میں نے کہا

اللہ کی قسم! میں تو آپ کی طرف اٹھ کر نہیں جاؤ گی۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر ادا کروں گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ چند آیات نازل فرمائیں ان الذین جاؤ بالافک عصبۃ منکم الایۃ۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت کے بارے میں یہ آیات اتاریں تو حضرت ابو بکر صدیقؓ جو قرأت داری کی وجہ سے مسطح بن اثاثہ پر خرچ کرتے تھے۔ فرمایا اللہ کی قسم! اب میں مسطح پر کبھی بھی کچھ خرچ نہ کروں گا۔ بعد اس کے کہ جو اس نے حضرت عائشہؓ کے بارے میں کہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فضیلت اور وسعت والے دینے میں کوتاہی نہ کریں اللہ تعالیٰ نے جو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائیں چنانچہ انہوں نے حضرت مسطحؓ کا وہ وظیفہ جو چالو تھا واپس جاری کر دیا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے میرے معاملہ میں دریافت فرمایا تھا تو آپؐ نے پوچھا ہے زینب! تو اس بارے میں جو دیکھ رہی ہے کیا جانتی ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنے کان اور ناک کو محفوظ رکھتی ہوں۔ اللہ کی قسم! مجھے خیر کے سوا ان کے بارے میں اور کسی چیز کا علم نہیں ہے۔ یہ بات انہوں نے کسی حالانکہ وہ برابر میرا مقابلہ کرتی رہتی تھیں پس اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کی وجہ سے اسے چالیا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ

حدیث (۲۴۷۶) حدثنا ابو الربیع الخ

سے ایسا ہی مروی ہے۔

عن عائشۃ وعبداللہ بن الزبیر مثله .....

ترجمہ۔ جب کوئی ایک آدمی کسی دوسرے کی صفائی بیان کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

## باب اذا زکی رجل رجلا کفاه

ترجمہ۔ ابو جمیلہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک گرا پڑا چو ملا۔ پس جب مجھے حضرت عمرؓ نے دیکھا تو فرمایا معاملہ بواستہ ہے گویا کہ وہ مجھے منہم کر رہے تھے تو میرے حریف سردار نے کہا کہ یہ نیک آدمی ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسا ہے تو جاؤ اور ہمارے ذمہ اس کا خرچہ ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص نے دوسرے کی تعریف و ثنایاں کی تو آپؐ نے فرمایا تمہارے لئے ہلاکت ہو تو نے تو اس کی گردن توڑ دی۔ تو نے تو اس کی گردن توڑ دی کئی بار ایسا فرمایا پھر فرمایا جو شخص بھی تم سے کسی کی ضرور بالضرور تعریف کر نیو والا ہو تو کہنا چاہیے کہ میں فلاں کو ایسا گمان کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا حساب دان ہے میں اللہ تعالیٰ پر کسی کی پاکیزگی بیان نہیں کرتا البتہ میں اسے ایسا ایسا گمان کرتا ہوں اگر وہ اس کے بارے میں کچھ جانتا ہے تو اس کا کوئی بیان کرے۔

وقال ابو جمیلۃ وجدت منبواذ فلما رانی عمر

قال عسی الغویر ابو ساکانہ یتھمنی قال عویفی  
انه رجل صالح قال کذاک اذهب وعلینا نفقتہ ..

حدیث (۲۴۷۷) حدثنا محمد بن سلام الخ عن ابیہ  
ابی بکرۃ قال اثنی رجل علی عند النبی ﷺ فقال  
ویلک قطععت عنق صاحبک قطععت عنق صاحبک  
مرار اثم قال من کان مادحا اخاه لا محالة فلیقل  
احسب فلانا واللہ حسیبہ ولا ازکی علی اللہ  
احدا احسبہ کذا وکذا ان کان یعلم ذلک منہ ..

تشریح از شیخ گنگوہی۔ حدیثہ السن اپنے جسم کے ہلکے پھلکے ہونے کی یہ دوسری وجہ ہے۔ اور کجاوہ اٹھانے والوں کی طرف سے دوسرا عذر ہے کہ ان کو میرے اندر ہونے کا علم کیوں نہ ہو سکا۔

واللہ بعد تحوٹ الناس بھذا بظاہر یہ تکرار معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس سے پہلے آپ اپنی والدہ سے فرما چکی ہیں کہ لوگ ایسی ایسی باتیں کر رہے ہیں۔

کذبت لعمر اللہ یہ قوی غیرت حضرت سعد بن معاذ پر تھی کہ اس نے خزرج کا معاملہ ان کے سپرد کیوں نہ کیا خود کفیل ہو گئے کیونکہ ان حضرات کے متعلق بھی یہ وہم نہیں تھا کہ وہ اس معاملہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی مدد نہیں کریں گے تو حضرت سعد بن عبادہ کو غصہ اس لئے آیا کہ ایک اویسی ایک خزرجی کے قتل کی طرف اشارہ کر رہا ہے بلکہ انہیں چاہیے تھا کہ اپنی قوم اوس کے بارے میں جو کچھ کلام کرتے انہیں اختیار تھا خزرج کے بارے میں کسی خزرجی کے سپرد کرتے۔ نیز چونکہ قبل از اسلام دونوں قبائل میں چپقلش رہتی تھی تو رئیس خزرج نے یہ گمان کیا کہ خزرجی کو قتل کرا کے یہ اپنا بدلہ لے کر دل کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور ظاہر ا جناب رسول اللہ ﷺ کی رضا کا ایمان نہ رہا ہے۔

قبلہا اس کا تعلق لم یجلس سے ہے اور اس کا ظوف ہے اور ضمیر مؤنث کی اس جلسہ کی طرف راجع ہے جو لم یجلس فعل سے مفہوم ہوتا ہے۔

لا اقرء کثیرا من القرآن یہ ابویوسف کے کہنے کا عذر ہے کہ اگر میں کثرت سے قرآن مجید پڑھتی تو مجھے ان کا نام یاد رہتا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ کنت جاریۃ حدیثہ السن یعنی نحیف و لاغر ہونے کے ساتھ ساتھ صغیرۃ السن بھی تھی

جس کی وجہ سے ہودج اٹھانے والوں کو میرے ہونے یا نہ ہونے کا علم نہ ہو سکا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت عائشہؓ اپنا عذر میان کر رہی ہوں کہ مجھے ٹوٹے ہوئے ہار کی فکر کیوں لاحق ہوئی۔ اور جلد اس کی تلاش میں کیوں لگ گئی۔ دوسروں کو اطلاع کیوں نہ کی تو فرمایا ایک تو صغیر سنی تھی۔ دوسرے تجربہ نہیں تھا۔ چنانچہ بعد میں جب ایسا واقعہ پیش آیا تو آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی تو آپؐ نے لوگوں کو ٹھہرا لیا جس پر آیت تیمم نازل ہوئی۔ باقی اس جگہ حافظؒ نے حضرت سعد بن معاذ کے بارے میں ایک حدیث کی ہے کہ افک کا واقعہ غزوہ مریسہ کا ہے جو ۶ھ میں ہوا۔ اور حضرت سعدؓ تو غزوہ خندق میں تیر لگنے کی وجہ سے زخمی ہو گئے تھے جس سے وہ تندرست نہ ہو سکے۔ اور غزوہ خندق بالاتفاق ۴ھ میں واقع ہوا ہے۔ تو پھر ان دونوں سرداروں کا مکالمہ کیسے صحیح ہو گا اس لئے ابن اسحاقؒ نے یہ باہمی مکالمہ اسید بن حذیرؓ اور سعد بن عبادہؓ کا نقل کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ غزوہ مریسہ ۵ھ میں ہے اور غزوہ خندق بھی ۵ھ میں واقع ہوا ہے اس طرح مراجعۃ صحیح ثابت ہوگی۔

اب امام بخاریؒ نے ترجمہ تعدیل النساء کا قائم کیا ہے تو اس کو اس طرح ثابت کیا کہ آنجناب رسول اللہ ﷺ کا حضرت مریہؓ سے



سوال کرنا اور ان کا حضرت عائشہؓ کی براءۃ کرنا جس پر آپؐ نے اعتماد فرمایا اس طرح حضرت زینب بنت جحشؓ کا صفائی بیان کرنا اور آپؐ کا اس پر اعتماد کرنا اور اسی طرح حضرت عائشہؓ کا حضرت زینبؓ کے بارے میں ورع اور پرہیزگاری کی شہادت دینا۔ ان سب کے مجموعہ سے ترجمہ ثابت ہوا کہ عورتوں کی تعدیل پر اعتماد کیا گیا۔ البتہ ترجمہ میں ایک تیسری بات کی طرف بھی اشارہ ہوا کہ عورتوں کی آپس کی تعدیل تو معتبر ہے مگر مردوں کے لئے ان کی تعدیل معتبر نہیں اس لئے کہ ان کی عقل ناقص ہے اور جمہور ان کی تعدیل مع الرجال بھی قبول کرتے ہیں لیکن امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ عورتوں کی تعدیل قابل قبول ہیں کیونکہ اس میں لفظ شہادت کی ضرورت نہیں پڑتی تو روایت کی طرح ہوگی۔ جیسے عورتوں کی روایت جائز ہے ایسے تعدیل بھی للنساء والرجال دونوں طرح جائز ہے۔ البتہ امام محمدؒ فرماتے ہیں چونکہ تزکیہ اور تعدیل بھی شہادت ہے اس لئے اس میں عدد اور عدالت دونوں ضروری ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ رجل صالح جب اس نے رجل صالح کہا تو جو کچھ اس نے کہا ہے اس میں متہم بالکذب

نہیں ہوگا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے اس کا قول قبول کر لیا اور تزکیہ اس اکیلے کا کر دیا جس سے ترجمہ ثابت ہوا۔

قطع عنق اخیک الخ امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ اگر ایک آدمی کا تزکیہ کافی نہ ہو تا تو اس کے مقالہ اور تزکیہ میں

قطع عنق یعنی گردن کا ٹانہ ہوتا۔ معلوم ہوا کہ تعدیل و تزکیہ میں ایک آدمی کا قول بھی معتبر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے اس قول سے ترجمہ باب اذ اذکی رجل رجلاً ثابت کیا۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ

امام بخاریؒ نے اوائل الشهادات سے ایک ترجمہ باندھا تھا۔

تعدیل کم یجوز وہاں تو توقف کیا اس ترجمہ کو جزماً کہا کہ ایک کا تزکیہ کافی ہے۔ اس مسئلہ میں سلف کا اختلاف رہا ہے

شافعیہؒ۔ مالکیہؒ اور امام محمد بن حسنؒ کے نزدیک تزکیہ کے لئے شہادت کی طرح دو کا ہونا شرط ہے۔ اور اکثر حضرات نے جرح و تعدیل میں ایک کے قول کو بھی قبول کیا ہے۔ کیونکہ وہ اسے قضاء قاضی کی طرح قرار دیتے ہیں۔ جس کے حکم میں عدد شرط نہیں ہے۔ اور ابو عبیدہؒ فرماتے ہیں کہ تزکیہ تین سے کم کا قبول نہیں ہوگا۔ ان کا استدلال حضرت قبیصہؓ کی حدیث سے ہے کہ سوال کرنا اس کے لئے حلال ہے جس کے متعلق تین آدمی شہادت دیں کہ یہ بھوکا ہے۔ تو وہ فرماتے ہیں جب کہ عند الحاجة تین کی شہادت ضروری ہے تو غیر حاجت میں بطریق اولیٰ تین کی شہادت ضروری ہوگی۔ لیکن یہ اختلاف شہادت میں ہے۔ روایت کے بارے میں صحیح یہ ہے کہ ایک کا قول بھی قبول ہوگا چونکہ یہ خبر ہے۔ اس لئے امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس میں لفظ شہادت کی بھی ضرورت نہیں۔

عسی الغویر ابوساً یہ ایک مثل مشہور ہے۔ غویر غار کی تغیر ہے اور ابوساً بؤس کی جمع ہے۔ جس کے معنی شدة

کے ہیں۔ جو عسی کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یہ مثال ایسے موقع پر استعمال کی جاتی ہے جہاں ظاہر اسلامی ہو جس سے ہلاکت کا

خطرہ ہو۔ اصمعی نے فرمایا کہ واقعہ اصل یہ ہے کہ کچھ لوگ کسی غار کے گرنے کی وجہ سے سب کے سب قتل ہو گئے اور میں نے اپنے والد مرحوم سے درس کے دوران سنا تھا کہ ایک آدمی راستہ میں چل رہا تھا کہ ایک شیر اس کے سامنے آگیا جس سے بھاگ کر اس نے غار میں پناہ لی جس میں بہت سے اژدھاتھے جنہوں نے اسے ڈس لیا۔ وہ فوراً مر گیا۔ پھر اس سے یہ کہادت مشہور ہو گئی۔ لکن بطلان فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو تقسیم کر دیا تھا۔ ہر قبیلہ پر ایک عریف مقرر کیا تھا جو ان کی نگرانی کرتا تھا اس عریف کا نام کیا تھا۔ لکن عبدالبر کی تحقیق کے مطابق اس کا نام سنان ضمیری ہے۔ جن کو حضرت ابو بکرؓ نے اسے مدینہ منورہ کا قائم مقام بنایا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ابو جمیلہ بھی ضمیری ہیں۔

لؤلؤ یکن الواحد معتبر الخ ابو جمیلہ کے اثر سے ثابت ہوا کہ کسی آدمی کی تعریف اس کے منہ پر کرنا مکروہ نہیں ہے البتہ تعریف میں اطنباب کرنا ضرور مکروہ ہے۔ کیونکہ ابو بکرؓ کی حدیث میں جناب رسول اللہؐ نے رہنمائی فرمائی کہ تعریف اس طرح کرنی چاہیے۔ البتہ اس میں نصاب کا بیان نہیں ہے۔ حالانکہ بیان کی ضرورت تھی۔ جس سے معلوم ہوا کہ نصاب لازم نہیں ہے۔ اس شخص کا تزکیہ بھی قبول ہوگا۔

تشریح از قاسمی۔ کانہ یتھمنی ابو جمیلہ جب اس بچے کو اٹھا کر لائے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ آپ نے اسے کیوں اٹھایا انہوں نے جواب دیا تاکہ ضائع نہ ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے اتمام لگایا کہ تو اسے راستہ سے اٹھا کر بیت المال سے وظیفہ لینا چاہتا ہے اور حضرت عمرؓ کا اس کیلئے مثال مشہور ذکر کرنے سے اشارہ تھا کہ تو نے اس کی ماں سے زنا کیا پھر دعویٰ کیا کہ یہ لقیط ہے۔ جب ان کے سردار نے رجل صالح کہہ کر تزکیہ کر دیا تو حضرت عمرؓ نے تعدیل واحد کو قبول کیا۔ اور لقیط کا خرچہ بیت المال سے جاری کر دیا۔

احسب فلانا یعنی حتی طور پر حکم نہیں لگانا چاہیے۔ بلکہ کو میرا گمان یہ ہے۔ اور اصلی حساب جاننے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں اور تعریف بھی ان صفات سے کرو جن کا تمہیں علم ہو۔ مبالغہ آمیزی نہ کی جائے۔ اس لئے امام بخاریؒ اس کے بعد دوسرا باب اطنباب کا لائے ہیں۔ جس میں حد سے بڑھ کر تعریف کی جائے۔

ترجمہ۔ کسی کی تعریف کرنے میں حد سے زیادہ بیان کرنا مکروہ ہے۔ اور وہ باتیں کی جائیں جس کو مادی جانتا ہے۔ بے سروپا باتیں بیان نہ کی جائیں۔

**باب ما یکرہ من الاطناب فی المدح ولیقل ما یعلم**

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک سے سنا کہ وہ دوسرے آدمی کی مدح

حدیث (۲۴۷۸) حدثنا محمد بن الصباح الخ عن ابی موسیٰؓ قال سمع النبی ﷺ رجلاً یثني

علی رجل و یطریہ فی مدحہ فقال اہلکم اوقطعتم  
ظہر الرجل .....  
وٹا کر رہا تھا اور اسکی تعریف میں مبالغہ آمیزی سے کام لے رہا تھا  
آپؐ نے فرمایا تم نے اس آدمی کی پیٹھ کو ہلاک کر دیا توڑ دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اثنی رجل علی رجل ان دونوں کا نام نہیں لیا گیا۔ البتہ مقدمہ الفتح میں ہے کہ تعریف کرنے  
والے کا نام محجن بن الادرع اور مثنی علیہ۔ عبد اللہ دو المجارین تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں و لیقل ما یعلم بذاکر حدیث ابو بکرؓ اور حدیث ابو موسیٰؓ میں اتحاد ثابت  
فرمایا کیونکہ ابو بکرؓ کی حدیث میں کہا تھا ان کان یعلم ذلک اس طرح دونوں ترجموں سے تطبیق کی صورت نکل آئی۔

## باب بلوغ الصبیان وشہادتهم

ترجمہ۔ بچوں کا بالغ ہونا اور ان کا گواہی دینا

ترجمہ۔ بچوں کا بالغ ہونا اور ان کا گواہی دینا۔ اللہ تعالیٰ کا  
ارشاد ہے جب تمہارے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں تو پھر وہ اجازت  
لیا کریں۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ بارہ سال کی عمر میں مجھے  
احکام ہو گیا۔ اور عورتوں کا بالغ ہونا حیض سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا  
ارشاد ہے تمہاری وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں  
اللہ تعالیٰ کے اس قول تک وہ وضع حمل کریں اگر تم کو شک ہو  
تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ اور ان عورتوں کی بھی جن کو حیض  
نہیں آیا اور حمل والوں کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع حمل کریں  
حسن بن صالحؒ فرماتے ہیں کہ ہماری ایک پڑوسن تھی جو اکیس  
سال کی عمر میں داوی بن گئی۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ حدیث بیان کرتے ہیں  
کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے میں احد کی لڑائی میں پیش  
ہوا تو میں چودہ سال کا تھا۔ آپؐ نے مجھے اجازت نہ دی۔ پھر جب  
میں خندق کی لڑائی میں پیش ہوا تو پندرہ سال کا تھا تو آپؐ نے

وقول اللہ تعالیٰ واذ بلغ الاطفال منکم  
الحلم فلیستاذنوا وقال مغیرة احتملت وانا ابن  
ثنتی عشرة سنة وبلوغ النساء فی الحيض لقوله  
عز وجل واللاتی ینسن من المحیض من الی قوله  
تعالیٰ ان یضعن حملهن ان ارتبتم فعدتهن ثلثة  
اشهر واللاتی لم یحضن واولات الحمال اجلهن  
ان یضعن حملهن وقال الحسن بن صالح ادركت  
جارية لنا جدة بنت احدى وعشرين سنة .....

حدیث (۲۴۷۹) حدثنا عیید اللہ بن سعید الخ  
حدثنی ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ عرضہ یوم احد  
وهو ابن اربع عشرة سنة فلم یجزنی ثم عرضنی  
یوم الخندق وانا ابن خمس عشرة فاجازنی

قال نافع فقد مت علي عمر بن عبدالعزيز وهو  
خليفة فحدثته هذا الحديث فقال ابن هذا الحدين  
الصغير والكبير وكتب الي عماله ان يفرضوا  
لمن بلغ خمس وعشرة .....

مجھے جنگ میں شمولیت کی اجازت دے دی۔ نافع فرماتے ہیں کہ  
میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ خلیفہ کے پاس آیا تو ان سے ہمیں  
یہ حدیث بیان کی جس پر انہوں نے فرمایا کہ یہی چھوٹے اور بڑے  
کے درمیان حد بندی ہے اور اپنے گورنروں کو لکھا کہ جو لوگ  
پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائیں ان کے نام دیوان میں لکھ لیا کریں

حدیث (۲۴۸۰) حدثنا علي بن عبد الله الع  
عن ابي سعيد الخدري يبلغ به النبي ﷺ قال  
غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم .....

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ اس حدیث کو جناب  
نبی اکرم ﷺ تک پہنچاتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جمعہ کے دن کا  
غسل ہر احتلام والے بالغ پر واجب ہے۔

تشریح از شیخ از گنگوہیؒ۔ آیت کریمہ سے ترجمہ کو نکالا۔ کہ عدت کا حکم حصول حیض پر معلق کیا گیا ہے۔ حیض کے قبل  
اور اس کے بعد تین ماہ عدت بیان کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حیض کے موجود ہونے سے حکم منتقل ہو گا چنانچہ علماء نے اجماع کیا ہے  
حیض ہی عورتوں کے بارے میں بلوغت کی نشانی ہے۔ اور اسی طرح علماء کا اتفاق ہے کہ مردوں کے بارے میں احتلام بلوغ کی دلیل ہے۔  
اگر عورت کو حیض نہ آئے یا مرد کو احتلام نہ ہو تو امام احمدؒ اور امام مالکؒ وغیرہ شرم گاہ کے بال اگنے کو یا اتنی عمر کو پہنچ جائے جس میں اس جیسے  
بالغ ہو جاتے ہیں وہ سترہ یا اٹھارہ سال ہے اور عورتوں کے اندر یہی اصاب ہیں۔ اور حمل ہو جانا علامت ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ بال اگنے کا  
سرے سے اعتبار نہیں کرتے۔ اور حد بلوغ لڑکی میں سترہ سال اور لڑکے میں انیس سال۔ اور بعض میں اٹھارہ سال ہے۔ یہی قول سفیان  
ثوریؒ کا ہے۔ اور امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ ایسا یعنی بال اگنا یہ کافر کی حد بلوغ ہے۔ مسلمان کی نہیں۔ اور پندرہ سال کی عمر ذکر و اناث  
دونوں میں اعتبار کرتے ہیں۔ یہی قول صاحبینؒ کا بھی ہے۔ پھر حافظؒ فرماتے ہیں کہ صبیان یعنی بچوں کی شہادت کو جمہور رد کرتے ہیں۔ البتہ  
امام مالکؒ ان کے جراحات میں ان کی شہادت کا اعتبار کرتے ہیں۔ بضرطیکہ ان کی جدا ہونے سے قبل ان کی پہلی بات کو ضبط کر لیا جائے۔ اور  
جمہور ان کی خبروں کو اس وقت قبول فرماتے ہیں جب کوئی قرینہ ساتھ مل جائے بہر حال فیصلہ کن بات یہ ہے کہ انکی شہادت تو کسی شے میں  
قبول نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے واستشهدوا بشہیدین من رجالکم۔ باقی امام بخاریؒ نے کوئی حدیث بیان نہیں فرمائی جس میں  
حکم کی تصریح ہو۔ تو جواب یہ ہے کہ اتفاق اور قیاس سے ثابت کیا کہ جس میں بلوغ کی شرط پائی جائے گی اسکی شہادت قبول ہے اور جس میں  
نہ ہوگی اس کی قبول نہیں۔ جس کی طرف حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کا قول رہنمائی کرتا ہے۔ انه لحد بین الصغير والكبير۔ علامہ  
عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ تو قائم کر لیا لیکن اس پر کوئی حدیث بضرط انہیں نہیں ملی۔ نیز! شیخ گنگوہیؒ کا میلان اس طرف  
معلوم ہوتا ہے کہ عند الضرورت بال اگنے کا اعتبار بھی کیا جائے۔ جیسا کہ تذکرۃ الرشید میں مرقوم ہے۔

تشریح از قاسمی۔ نیز علماء کا اس پر اجماع ہے کہ مردوں اور عورتوں دونوں میں احتلام سے احکام متعلق ہیں۔ جس سے

عبادت حدود اور دیگر احکام لازم ہوتے ہیں۔ اور احتلام ٹپکنے والے پانی کا اترنا ہے۔ خواہ جماع سے ہو خواہ بغیر اس کے ہو۔ خواہ نیند میں ہو یا بیداری میں۔ البتہ جماع بالنوم کا اعتبار نہیں ہے جب تک کہ انزال نہ ہو۔ اور اس پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ عورتوں میں بلوغ کی علامت حیض ہے۔ اگر سوال ہو کہ حضرت ابن عمرؓ نے اولاً تو عرضہ کیا بعد ازاں عرضنی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل تو عرضہ ہے۔ اور عرضنی تکلم کے ساتھ علی سبیل الحکایت ہے۔

ترجمہ۔ حاکم کو قسم لینے سے پہلے مدعی سے پوچھنا چاہیے کہ کیا تمہارے پاس گواہ ہیں۔

باب سؤال الحاکم المدعی  
هل لك بينة قبل اليمين -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ نے ارشاد فرمایا جس نے ایسی قسم اٹھائی جس میں وہ گناہ گار ہے تاکہ اس قسم کے ذریعہ ایک مسلمان آدمی کا مال ہڑپ کر لے۔ تو اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہو گا جو اس پر غضب ناک ہوں گے۔ حضرت اشعث بن قیسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! یہ میرے بارے میں ہے کہ میرے اور ایک یہودی آدمی کے درمیان زمین مشترک تھی۔ اس نے مجھے دینے سے انکار کر دیا میں اسے جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آیا تو آپؐ نے میرے سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس گواہ ہیں۔ میں نے کہا نہیں آپؐ نے اس سے یعنی مدعی علیہ نے فرمایا قسم اٹھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! وہ تو اس وقت قسم اٹھا کر میرا مال لے جائے گا۔

حدیث (۲۴۸۱) حدثنا محمد بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ من حلف على يمين وهو فيها فاجر ليقطع بها مال امرئ مسلم لقي الله وهو عليه غضبان قال فقال الاشعث بن قيس في والله كان ذلك كان بيني وبين رجل من اليهود ارض فحججني فقدمته الى النبي ﷺ قال الك بينة قلت لا قال فقال لليهودي احلف قال قلت يا رسول الله اذ يحلف ويذهب بمالي قال فانزل الله تعالى ان الذين يشترون بعهد الله وایمانهم ثمناً قليلاً الى آخر الآية ....

فرماتے ہیں کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ترجمہ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی رقم لیتے ہیں الخ حدیث ترجمہ کے مطابق ہوئی کہ آپؐ نے مدعی سے گواہوں کا سوال کیا پھر قسم پیش فرمائی۔

ترجمہ۔ باب ہے کہ مدعی علیہ پر قسم ہے خواہ اموال ہوں یا حدود ہوں۔

باب اليمين على المدعى عليه  
في الاموال والحدود -

وقال النبی ﷺ شاهدك اويمينه وقال  
فتيبة حدثنا سفيان عن ابن شبرمة كلمني ابو الزناد  
في شهادة الشاهد ويمين المدعي فقلت قال الله  
تعالى واستشهدوا شهيدين من رجالكم فان لم  
يكونا رجلين فرجل وامراتان ممن ترضون  
من الشهداء ان تفضل احدهما الاخرى قلت اذا  
كان يكفتي بشهادة شاهد ويمين المدعي فما  
تحتاج ان تذكر احدهما الاخرى ما كان يصنع  
بذكر هذه الاخرى .....

ترجمہ - کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے  
تیرے لئے دو گواہ ہوں یا اس کی قسم ہوگی۔ ابن شبرمہ سے  
مروی ہے کہ ابو الزناد نے ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے بارے  
میں گفتگو کی۔ تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ترجمہ کہ اپنے  
مردوں میں سے دو گواہ بناؤ۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور  
دو عورتیں ان لوگوں میں سے ہوں جن کو تم گواہی کے لئے پسند  
کرتے ہو۔ تاکہ اگر ایک بھٹک جائے تو ان میں سے ایک دوسری  
کو یاد دلادے۔ تو میں نے کہا جب ایک گواہ اور مدعی کی قسم کافی  
ہوئی تو پھر تذکر احدهما الاخری کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے  
تو اس دوسرے کے ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہوگا۔

حدیث (۲۴۸۲) حدثنا ابو نعیم الخ بن  
ابن ابی ملیکہ قال کتب ابن عباسؓ ان النبی ﷺ  
قضى باليمين على المدعي عليه .....

ترجمہ - ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ  
نے میری طرف لکھا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مدعی علیہ پر  
قسم دے کر فیصلہ فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - اليمين پر لام استغراق کا ہے تاکہ حدیث ترجمہ کے مطابق ہو سکے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - کیونکہ امام بخاریؒ نے ترجمہ باندھا اليمين علی المدعی علیہ فی الاموال والحدود تو اس سے  
و چیزیں لازم آئیں۔ ایک تو یہ کہ مدعی ظاہر کرنے کے لئے قسم واجب نہیں دوسرے یہ کہ ایک گواہ کا مدعی کی قسم سے کوئی فیصلہ نہیں  
ہوگا۔ مصنفؒ نے لکن شبرمة کے واقعہ سے دلیل قائم کی ہے۔ نیز! فی الاموال والحدود کہہ کر کوئیوں کا رد کیا ہے جو مدعی علیہ پر  
قسم صرف اموال میں ضروری سمجھتے ہیں حدود میں نہیں۔ تو یہاں تین مسئلے بیان فرمائے۔ چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ آیا قسم مدعی پر رد ہوگی کہ  
نہیں یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ مصنفؒ نے ان میں دو مسئلے یعنی دوسرے اور تیسرے بیان فرمایا ان میں پہلا مسئلہ کا ایک گواہ اور یمین مدعی سے فیصلہ  
ہوگا۔ تو اکثر علماء اس کے قائل ہیں کہ ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے مال کا ثبوت ہو جائے گا یہی مسلک امام مالکؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ کا ہے۔  
لیکن امام شعبیؒ اور اوزاعیؒ اور غنیؒ وغیرہم فرماتے ہیں کہ شاید واحد اور یمین سے فیصلہ نہیں ہوگا۔ محمد بن الحسنؒ فرماتے ہیں جس نے ایسا فیصلہ  
کیا اس کا حکم نافذ نہیں ہوتا ثبوت جائے گا یہی مسلک کوئیوں اور اندلسی مالکیوں کا ہے امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے دلیل آپ کا

ارشاد ہے بشاھداک اویمینه اس میں حصر ہے تیسری صورت کوئی نہیں ہے دوسری دلیل ابن شہر مہ کا واقعہ اور تیسری دلیل ابن عباسؓ کا مکتوب ہے کہ آپؐ نے مدعی علیہ پر یمین سے فیصلہ فرمایا اور اسی کی طرف شیخ منگوہیؒ نے اشارہ فرمایا ہے کہ الیمین پر لام استغراق کا ہے کہ ہر قسم کی قسم مدعی علیہ پر ہے مدعی پر بالکل نہیں اور ان میں سے دوسرے مسئلہ کی طرف امام بخاریؒ نے فی الاموال والحدود کہہ کر اشارہ فرمایا چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس سے کو فیوں پر رد کرنا ہے جو اموال کی تخصیص کرتے ہیں حدود میں قسم کا اعتبار نہیں کرتے امام شافعیؒ اور جمہور عموم کے قائل ہیں اموال حدود اور نکاح وغیرہ۔ البتہ امام مالکؒ طلاق اور نکاح کو مستغنی کرتے ہیں ہمارے نزدیک اموال میں ہے حدود میں احتیاء۔ قی جاتی ہے کہ وہ شبہات سے ساقط ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حدود و قصاص میں عورتوں کی شہادت معتبر نہیں۔ لتصل احدھما کی وجہ سے۔ اس لئے ان کی شہادت حدود میں قبول نہیں کی جاتی عقوبات کے علاوہ نکاح۔ طلاق۔ رجع۔ عتاق۔ نسب وغیرہ میں بھی عورتوں کی شہادت قابل قبول نہیں۔ اور یہ دونوں نوع ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے بھی ثابت نہیں ہونگے اس لئے کہ جب یہ بشہادۃ رجل وامرأتین سے ثابت نہیں ہوتے تو شاہد واحد اور یمین مدعی سے کیسے ثابت ہوگا۔ چنانچہ امام احمدؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ان کی گواہی صرف اموال میں ہوگی اور کسی میں نہ ہوگی تو یہ دونوں امام بھی حنفیہ کے ساتھ ہو گئے کہ حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں۔ اب صرف امام شافعیؒ اکیلے رہ گئے۔

تشریح از قاسمی - اذا كان میں اذا شرطیہ ہے فما يحتاج میں ما نافیہ ہے اور ماکان میں ما استفہامیہ ہے اور یکتفی و يحتاج دونوں فعل مجہول ہیں مطلب یہ ہوا کہ جب شاہد اور یمین پر اتکفا جائز ہوا تو تذکر احدہما الاخری کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے یعنی جب قسم کے قائم مقام ہوگی تو تذکیر کے ذکر فی القرآن کا کیا فائدہ ہوگا۔ تو مقصود یہ ہوا کہ یمین کی ضرورت نہیں ہے۔ نیز! البینۃ للمدعی والیمین علی المدعی علیہ میں لام استغراق کا ہے کہ جمیع بیانات مدعی کے لئے اور جمیع ایمان مدعی علیہ کے لئے ہے تو تقسیم شرکت کے منافی ہے لہذا یمین مدعی کیلئے نہیں ہو سکتی۔ باقی جن احادیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے قضی یمین وشاہد واحد تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے شاہد واحد کے بعد جب دوسرا گواہ نہ مل سکا تو آپ نے یمین پر فیصلہ فرمایا اور نہ کتاب سنت دونوں سے دو گواہوں کی گواہی کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

## باب

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا جس شخص نے ایسی قسم اٹھائی کہ جس سے وہ کسی کے مال کا مستحق بن گیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت اتاری۔ ان الذین یشترون الایۃ پھر اشعث بن قیسؓ ہمارے پاس تشریف لائے

حديث (٢٤٨٣) حدثنا عثمان بن أبي شيبة عن  
عن أبي وائل قال قال عبد الله من حلف على يمين  
يستحق بها مالا لقي الله وهو عليه غضبان ثم  
انزل الله تصديق ذلك ان الذين يشترون بعهد الله

وايمانهم الاية ثم ان الاشعث بن قيس خرج الىنا  
فقال ما يحدثكم ابو عبد الرحمن فحدثناه بما قال  
فقال صدق لقي انزلت كان بيني وبين رجل  
خصومة في شيء فاختصمنا الى رسول الله ﷺ  
فقال شاهدك او يمينه فقلت له انه اذا يحلف  
ولا يبالي فقال النبي ﷺ من حلف على يمين  
يستحق بها مالا وهو فيها فاجر لقي الله وهو عليه  
غضبان فانزل الله تصديق ذلك ثم قرا هذه الاية.

پوچھا کہ ابو عبد الرحمن تمہیں کون سی حدیث بیان کر رہے تھے جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا ہم نے انہیں بیان کیا تو فرمانے لگے کہ انہوں نے سچ فرمایا میرے بارے میں یہ آیت اتنی تھی میرے اور ایک آدمی کے درمیان کسی چیز میں جھگڑا تھا ہم اس جھگڑے کو جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آئے آپ نے فرمایا کہ تمہارے دو گواہ ہوں یا اس کی قسم ہو میں نے کہا اس وقت تو وہ قسم اٹھالے گا وہ تو اس کی پرواہ نہیں کرتا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایسی قسم اٹھائی جس سے وہ کسی مال کا مستحق بن گیا حالانکہ وہ اس میں گناہ گار ہے تو اللہ تعالیٰ سے

غضب ناک حالت میں ملاقی ہو گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی پھر انہوں نے اسی آیت کو پڑھا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ او یمینہ اسی میں ترجمہ ہے کیونکہ وہ مدغی علیہ تھا اس لئے اس پر قسم ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریا۔ اور تو کسی شارح نے باب بلاترجمہ پر بحث نہیں کی میرے نزدیک کہ مسئلہ قضاء بعد از یمین کا باب سابق میں صراحۂ گزر چکا ہے۔ اس باب بلاترجمہ میں مصنف نے ان چار مسائل میں باقی دو مسئلوں کو بیان کیا ہے پہلا اور چوتھا مسئلہ جن کے رد پر حصر سے استدلال کیا ہے کیونکہ آپ نے فرمایا۔ شاهدانہ او یعدینہ تو آنحضرت ﷺ نے مدعی علیہ کے حصہ میں صرف یمین کو رکھا چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔ لا نرد الیمین علی المدعی لقوله علیہ السلام البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکرہ والقسمۃ تنافی الشریکۃ وقبل جنس الیمین علی المنکرین یعنی ہم قسم مدعی پر نہیں لوٹاتے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے مدعی کے ذمہ گواہ اور منکرین کے ذمہ قسم بیان فرمائی ہے۔ گویا کہ یہ تقسیم فرمادی۔ اور تقسیم شرکت کے منافی ہوتی ہے۔ تو یمین منکرین کے حصہ میں رہے گی۔ امام شافعیؒ نکول کے بعد مدعی پر یمین کے قائل ہیں۔ یعنی اگر مدعی علیہ قسم اٹھانے سے انکار کرے تو پھر مدعی سے قسم لی جائے گی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ یمین الاستظهار میں علماء کا اختلاف ہے۔ یمین استظهار یہ ہے کہ مدعی جب اپنے مدعی کو گواہوں سے ثابت کر دے تو کیا حاکم مدعی سے اس کی قسم لے سکتا ہے۔ کہ اس کے گواہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ حق ہے۔ شریح۔ غنی۔ اوزاعی وغیرہم اس کے قائل ہیں۔ لیکن ائمہ ثلاثہ اور کوئی فرماتے ہیں لا یمین علیہ اور اسی حصر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے امام حناریؒ اس حدیث کو باب بلاترجمہ میں لائے ہیں۔ یہاں ایک پانچواں مسئلہ اور بھی ہے کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں اگر مدعی اور مدعی علیہ میں خلط ملط ہو تو قسم لیتے ہیں ورنہ قسم نہ لیتے ائمہ ثلاثہ ایسی قسم کے بھی قائل نہیں ہیں۔ عموم حدیث کی وجہ سے۔



## باب اذا داعی او قذف فله ان یلتمس البینه وینتقل لطلب البینه -

حدیث (۲۴۸۴) حدثنا محمد بن بشار قال  
عن ابن عباس ان هلال بن امیه قذف امراته  
عند النبی ﷺ بشریک بن سحماء فقال النبی  
ﷺ البینه او حدفی ظهرك فقال یارسول الله  
اذا رای احدنا علی امراته رجلاً ینتقل یلتمس  
البینه فجعل یقول البینه والاحد فی ظهرك فذكر  
حدیث اللعان .....

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی پر دعویٰ کرے یا کسی پر  
زنا کی تہمت لگائے تو اسے گواہ تلاش کرنے چاہئیں اور گواہوں  
کو تلاش کرنے کے لئے جانا چاہیئے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حلال  
بن امیہؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس اپنی بیوی پر شریک  
بن سحماء سے زنا کی تہمت لگائی۔ آپؐ نے فرمایا تم پر گواہ پیش کرنا  
لازم ہے۔ یا تیری پیٹھ پر حد قذف ہوگی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ  
کہ کیا جب کوئی آدمی اپنی بیوی پر کسی کو دیکھے تو کیا وہ گواہ تلاش  
کرنے جائے۔ پس آپؐ نے یہی کہنا شروع کیا کہ گواہ لاؤ۔ ورنہ  
تمہاری پیٹھ پر حد جاری ہوگی۔ پھر لعان والی حدیث بیان فرمائی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جب طلب بینہ قاذف کے لئے ہے تو غیر قاذف کے لئے بطریق اولیٰ ہوگی۔ لیکن جب آیت لعان  
نازل ہوئی تو قاذف کو خاص کر لیا گیا۔

## باب الیمین بعد العصر

حدیث (۲۴۸۵) حدثنا علی بن عبد اللہ الخ  
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ثلثة  
لا یکلّمہم اللہ ولا ینظر الیہم ولا یزکیہم ولہم  
عذاب الیم . رجل علی فضل ماء بطریق یمنع بہ  
ابن السبیل ورجل بایع رجلاً لا یبایعہ الا للدینا فان  
اعطاه ما یرید وفی لہ والالیم یف لہ ورجل ساوم  
رجلاً بسلعة بعد العصر فخلف باللہ لقد اعطی بہ  
کذا وکذا فاخذھا .....

## ترجمہ۔ عصر کی نماز کے بعد قسم اٹھانا

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا تین آدمی ہیں جن کے ساتھ نہ تو اللہ تعالیٰ ہمکلام  
ہوں گے اور نہ ہی ان کی طرف نظر کرم ہوگی۔ اور نہ ہی گناہوں  
سے ان کا تزکیہ ہوگا۔ بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔  
ایک تو وہ آدمی ہے جس کے پاس راستے میں فالو پانی ہو لیکن وہ  
مسافر راہ گزر سے روک لیتا ہے۔ دوسرا وہ آدمی ہے جو کسی  
دوسرے سے صرف دنیا کے لئے بیعت کرتا ہے۔ اگر اس کی  
مطلب براری ہو گئی تو وفا کرتا ہے اگر نہ ہوئی تو وفائیں کرتا  
تیسرا آدمی وہ ہے جس نے کسی کے ساتھ مال و اسباب کا

عصر کے بعد سودا کرتا ہے اور اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اسے وہ یہ مال اتنے اتنے میں دیگا قسم پر اعتبار کر کے اسے وہ اسباب اس سے لے لیا۔

تشریح از قاسمی۔ بعد العصر یہ قید نہیں بلکہ بطور عادت کے ہے۔ اور اس وقت کی تخصیص ایسے وقت جھوٹے قسم کے

عظمت گناہ کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ یہ وقت ملائکہ اللیل والنہار یعنی رات دن کے حاضر ہونے کا ہے۔ دوسرے یہ وقت اعمال کے اوپر اٹھنے کا ہے۔ اس لئے ایسے وقت میں جھوٹی قسم کا گناہ بڑا ہوگا۔

**باب یحلف المدعی علیہ حیثما وجبت**

علیہ الیمین ولا یصرف عن موضع الی غیرہ قضی

مروان بالیمین علی زید بن ثابت علی المنبر فقال

احلف له مکانی فجعل زید یحلف وابی ان یحلف

علی المنبر فجعل مروان یعجب منه وقال النبی

ﷺ شاهدک او یمینه فلم یخص مکانا دون مکان

ترجمہ۔ مدعی علیہ جہاں پر اسے قسم واجب ہو اسی جگہ اس سے قسم اٹھوائی جائے۔ اس جگہ سے دوسری جگہ اسے منتقل نہ کیا جائے۔ مروان نے حضرت زید بن ثابتؓ کے خلاف منبر پر فیصلہ کیا اور کہنے لگا میں تو اپنی جگہ پر ان سے قسم اٹھاؤں گا۔ حضرت زیدؓ نے قسم اٹھانی شروع کر دی اور منبر پر قسم اٹھانے سے انکار کر دیا۔ جس سے مروان تعجب کرنے لگا۔ اور حضرت نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تجھے دو گواہ لانے ہیں یا ان کی قسم کا

اعتبار کرو۔ تو اس روایت میں کسی مکان کی تخصیص نہیں ہے۔ کہ فلاں مکان ہو فلاں نہ ہو۔ امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے اشارہ کیا کہ بلا ترجمہ باب میں شاهدک او یمینه حصر کے لئے ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت نبی اکرم

ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص قسم اٹھا کر کسی کا مال ہڑپ کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں ملاقی ہوگا کہ وہ اس سے غضب ناک ہوں گے۔

حدیث (۲۴۸۶) حدثنا موسیٰ بن اسمعیل الخ

عن ابن مسعود عن النبی ﷺ قال من حلف علی

یمین لیقتطع بها مالا لقی اللہ وهو علیہ غضبان ..

تشریح از قاسمی۔ امام بخاریؒ نے حضرت زید بن ثابتؓ کی قسم سے استدلال کیا ہے کہ وہ کسی خاص مقام پر قسم اٹھانے کو

واجب نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے منبر پر قسم کھانے سے رک گئے۔ مروان کے قول سے استدلال نہیں کیا۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں یہی احنافؒ اور حنابلہؒ کا مسلک ہے۔ البتہ جمہور فرماتے ہیں قسم میں شدت پیدا کرنے کے لئے مدینہ میں منبر نبویؐ کے پاس اور مکہ میں رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان اور دوسری جگہوں میں جامع مسجد کے اندر قسم اٹھوائی جائے۔

ترجمہ۔ جب لوگ قسم اٹھانے میں جلدی کریں گے

**باب اذا تسارع قوم فی الیمین**

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کچھ لوگوں پر قسم پیش کی تو سب قسم اٹھانے کے لئے جلدی کرنے لگے۔ تو آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ قسم اٹھانے کے بارے میں قرعہ اندازی کریں جس کا قرعہ نکلے وہی قسم اٹھائے۔

••• حدیث (۲۴۸۷) حدثنا اسحق بن نصر الخ  
عن ابی ہریرۃ ان النبی ﷺ عرض علی قوم  
الیمین فاسرعوا فامر ان یشہم بینہم فی الیمین  
ایہم یحلف ...

تشریح از قاسمیؒ۔ خطائیؒ فرماتے ہیں کہ یہ قرعہ اندازی اس وقت ہوگی جس وقت اسباب استحقاق میں برابر ہوں۔ جس کا قرعہ نکلے گا وہی مستحق ہوگا۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان اور قسموں کے بدلے تھوڑا مول خرید کرتے ہیں۔

باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین  
یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمناً قليلاً

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی اسباب تجارت لے کر کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہنے لگا کہ وہ سامان تو اسے اتنے میں پڑا ہے۔ حالانکہ اتنے میں نہیں پڑا تھا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں سے تھوڑا مول لیتے ہیں۔ ابن اوفیؓ نے فرمایا ناجش دھوکہ دینے والا سود خور اور خیانت کرنے والا ہے۔

حدیث (۲۴۸۸) حدثنا اسحق الخ سمع  
عبد اللہ بن ابی اوفی یقول اقام رجل سلعتہ فحلف  
باللہ لقد اعطی بہ امالم یعطھا فنزلت ان الذین  
یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمناً قليلاً وقال ابن  
ابی اوفی الناجش اکل رباً خائن.....

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا جس شخص نے جھوٹی قسم اٹھائی تاکہ کسی آدمی یا کسی مسلمان بھائی کا مال ہڑپ کر جائے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملائی ہوگا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوں گے۔ جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرمائی۔ جو لوگ اللہ کے وعدوں اور اپنی قسموں سے تھوڑا مول لیتے ہیں ان لوگوں کا آخرت میں حصہ نہیں ہوگا اور نہ تو اللہ تعالیٰ اس سے ہم کلام ہوں گے نہ اس کی طرف نظر کرم فرمائیں گے

حدیث (۲۴۸۹) حدثنا بشر بن خالد الخ  
عن عبد اللہ عن النبی ﷺ قال من حلف علی  
یمین کاذباً لیقتطع مال رجل او قال اخیه لقی اللہ  
وہو علیہ غضبان وانزل اللہ تصدیق ذلك فی القرآن  
ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمناً قليلاً  
الایۃ فللقینی الاشعث فقال ما حدثکم عبد اللہ  
الیوم قلت کذو کذا قال فی انزلت ....

اور نہ ہی اسے گناہوں سے پاک کریں گے۔ بلکہ ان کیلئے دردناک عذاب ہو گا۔ جناب اشعث صحابیؓ مجھے ملے فرمایا آج حضرت عبداللہؓ نے تمہیں کیا حدیث بیان کی۔ میں نے کہا کہ اس طرح فرمایا۔ یہ تو میرے نازل ہوئی۔

**تشریح از اقا سہمیؒ**۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت اشعثؓ کے واقعہ میں نازل ہوئی۔ اور سابق حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ آیت اسباب فروخت کرنے والے کے بارے میں نازل ہوئی تو تعارض ہو گیا۔ جواب میں کہا جائے گا کہ یا تو لئن اہل لونیؓ کو اشعثؓ کے واقعہ کی اطلاع نہ ہو سکی یا دونوں قصے ایک وقت میں واقع ہوئے۔ آیت دونوں کے بعد نازل ہوئی۔ تو آیت کے الفاظ عام ہیں جو دونوں کو شامل ہیں۔

## باب کیف يستحلف

### ترجمہ۔ باب قسم کیسے اٹھائی جائے

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے پھر یہ لوگ آپؐ کے پاس اگر اللہ کے نام کی قسم اٹھاتے ہیں کہ ہمارا مقصد تو بھلائی اور آپس میں موافقت کرنا تھا اور اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں کہ وہ لوگ بے شک تم میں سے ہیں۔ اور تمہارے لئے اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کریں۔ پس وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قسم

اٹھاتے ہیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے بہر حال باللہ۔ تانلہ۔ واللہ کے الفاظ قسم میں کہے جاسکتے ہیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص عصر کے بعد اللہ کے نام کی قسم جھوٹی اٹھاتا ہے اللہ کے نام کے بغیر کسی کی قسم نہ اٹھائی جائے۔

ترجمہ۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام کے متعلق سوال کرتا تھا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں فرمایا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی کوئی چیز فرض ہے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم نفل پڑھو پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کے مہینہ کے روزے فرض ہیں۔ اس نے پوچھا کہ اس کے علاوہ بھی کوئی مجھ پر فرض ہے آپؐ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفل روزہ رکھو پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا تو اس نے پھر پوچھا

وقول الله تعالى ثم جاء وك يحلفون بالله  
ان اردنا الا احسانا وتوفيقا يقال بالله وتا الله ووالله  
وقال النبي ﷺ ورجل حلف بالله كاذبا بعد العصر  
ولا يحلف بغير الله .....

حدیث (۲۴۹۰) حدثنا اسمعيل بن عبد الله ان  
انه سمع طلحة بن عبيد الله يقول جاء رجل  
الى رسول الله فاذا هو يساله عن الاسلام فقال  
رسول الله ﷺ خمس صلوة في اليوم واللييلة  
فقال هل على غير هاقال لا الا ان تطوع فقال  
رسول الله ﷺ وصيام رمضان قال هل على  
غيره قل لا الا ان تطوع قال افلح ان صدق وذكروه  
رسول الله ﷺ الزكوة قال هل على غيرها

قال لا الا ان تطوع فادبر الرجل وهو يقول والله  
لا ازيد على هذا ولا انقص قال رسول الله ﷺ  
افلح ان صدق .....

اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ اور فرض ہے آپؐ نے فرمایا نہیں مگر  
یہ کہ تم نفلی صدقہ دو۔ پس وہ آدمی پیٹھ پھیر کے چلا اور کہہ رہا تھا  
کہ اللہ کی قسم! میں ان پر نہ زیادتی کروں گا اور نہ اس کی تبلیغ میں

کی کروں گا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا تو کامیاب ہو جائے گا۔

حدیث (۲۴۹۱) حدثنا موسى بن اسمعيل الخ  
قال عبد الله ان النبي ﷺ قال من كان حالفاً  
فليحلف بالله او ليصمت .....

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم اٹھانے والا ہو تو وہ اللہ کے نام کی قسم  
اٹھائے یا چپ رہے۔

تشریح از قاسمی۔ کیف يستحلف باب سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ قسم اٹھانے میں شدت اختیار کرنا، احب نہیں  
دیکھو ان آیات میں صرف اللہ کا نام آیا ہے۔ اس پر کوئی زیادتی نہیں ہے۔ البتہ امام مالکؒ فرماتے ہیں باللہ الذی لا الہ الا هو کہے۔ کوئی اور  
شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر قاضی اسے متہم کرے تو پھر قسم کے اندر الفاظ زیادہ کرے۔ عالم الغیب والشہادۃ الرحمن الرحیم الذی  
يعلم من السر ويعلم من العلانية۔ ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ جن الفاظ کے ساتھ اللہ کے نام کی قسم اٹھائے وہ اسے کافی ہو جائیں گے۔  
ولا يحلف لغير الله یہ الفاظ امام بخاریؒ نے ترجمہ کے کلمہ کے لئے زائد کئے ہیں۔ جو ان عمرؒ کی روایت سے مستفاد ہیں  
اور باب میں دو احادیث بیان فرمائیں حضرت طلحہؓ کی جس میں ہے فادبر الرجل وهو يقول والله الخ تو محض باللہ پر اقتصار کیا گیا۔  
اور دوسری حدیث ابن عمرؓ کی ہے جس میں فليحلف بالله ہے۔

ترجمہ۔ جس شخص نے قسم اٹھوانے کے بعد  
گواہ پیش کر دیے اس کا کیا حکم ہے۔

## باب من اقام البينة بعد اليمين

وقال النبي ﷺ لعل بعضكم الحن بحجته  
من بعض وقال طاؤس وابراهيم وشريح البينة  
العادلة احق من اليمين الفاجرة .....

ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شاید  
تم میں سے کوئی شخص دوسرے سے اپنی دلیل بیان کرنے میں  
زیادہ طرار ہو۔ اور طاؤس۔ ابراہیم اور حضرت شریحؒ رحمہم اللہ

فرماتے ہیں کہ عادل گواہ جھوٹی قسم سے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کا غضب کیا جائے۔

حدیث (۲۴۹۲) حدثنا عبد الله بن مسلمة عن  
ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے

ام سلمة ان رسول الله ﷺ قال انکم تختصمون الی ولعل بعضکم الی بعض فمن قضیت له بحق اخیه شیئاً بقوله فانما اقطع له قطعة من النار فلا یأخذها .....

فرمایا کہ تم لوگ میرے پاس جھگڑتے ہوئے آتے ہو تم میں سے کچھ لوگ دوسرے سے اپنی دلیل بیان کرنے میں زیادہ طرار واقع ہوتے ہیں۔ پس جس شخص کے لئے میں اس کے بھائی کے حق میں سے اس کے قول کے مطابق کسی چیز کا فیصلہ کر دوں تو

میں نے اس کیلئے جہنم کے ایک ٹکڑے کو کاٹ کر دے دیا ہے پس وہ اسے نہ لے۔

تشریح از شیخ گنگوہی - من اقام البینة الخ جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور مدعی علیہ کی قسم سے فیصلہ کر دیا گیا اب مدعی کو گواہ مل گئے تو کیا گواہوں کے کہنے پر فیصلہ ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ ہاں ہوگا۔ دلیل یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں نے اس کے لئے جہنم کا ٹکڑا کاٹ دیا ہے جب مدعی علیہ جہنم کے ٹکڑے کا مالک نہیں بننا چاہتا تو اسے واپس کر دینا چاہیے۔

تشریح از شیخ زکریا - امام بخاریؒ نے ترجمہ میں حکم کا ذکر نہیں کیا اس لئے کہ اس میں اختلاف ہے۔ جمہور فرماتے ہیں گواہی قبول کی جائے گی۔ امام ثوزیؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ اور کوفیوں کا یہی مسلک ہے۔ البتہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر قسم اٹھواتے وقت اسے گواہوں کا علم نہیں بعد ازاں علم ہوا تو گواہوں کے موافق فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر وہ مدعی علیہ کی قسم پر راضی ہو گیا اور گواہوں کو ترک کر دیا خواہ وہ حاضر ہوں یا غائب ہوں تو پھر اس کو گواہی کا حق نہیں ہے۔ ابن ابی لیلیٰ بھی یہی فرماتے ہیں کہ بعد الاستحلاف گواہ قبول نہ کئے جائیں گے۔

والحجة علیہ علامہ کرمائیؒ فرماتے ہیں کہ جب دونوں خصم کے لئے دلیل ضروری ہے تاکہ ایک دوسرے سے طرار ثابت ہو تو اس وقت متصور ہو سکتا ہے کہ قسم اٹھانے کے بعد گواہ پیش کئے جائیں۔ ابن المنیرؒ فرماتے ہیں جب جھوٹی قسم سے کسی کا حق ضائع نہیں ہو تا بلکہ جھوٹی قسم سے مال لینا منع کیا گیا اب گواہ پیش کرنے پر مدعی اپنے حق کو وصول کرنے کا حقدار ہے تو جب جھوٹی قسم سے کسی کا مال حلال نہیں رہا تو جب حق ظاہر ہو جائے تو اسے واپس کرنا واجب ہے۔ اور وہ اس جگہ گواہوں سے ثابت ہو گیا ہے۔ اس حدیث باب سے احتفاء پر رد کیا جاتا ہے کہ امام صاحبؒ فرماتے ہیں قضاء قاضی ظاہر اور باطن دونوں طرح سے نافذ ہوتی ہے دراصل یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ امام صاحبؒ پر اس حدیث سے رد اس لئے نہیں کیا جاسکتا کہ حدیث کا مدار تقریر اور بیان مدعی پر ہے۔ جب گواہ پیش کر دے تو حدیث میں اس کے بارے میں کچھ بیان نہیں ہے۔ دوسرا مسئلہ اختلافی یہ ہے کہ آیا قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے یا نہیں۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا اختلاف ہے۔ یحکم الحاكم بعلہ اور دلائل فریقین کے مط کے ساتھ او جز میں بیان کئے گئے ہیں۔ فار جع الیہ۔

## باب من امر بانحاز الوعد

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں  
جو وعدہ پورا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

وفعله الحسن وذكر اسمعيل انه كان  
صادق الوعد وقضى بن الاشوع بالوعد و ذكر ذلك  
عن سمرة وقال المسور بن مخرمة سمعت النبي  
ﷺ وذكر صهره له قال وعدني فوفى لي قال  
ابو عبدالله ورايت اسحق بن ابراهيم يحتج  
بحدیث ابن اشوع .....

ترجمہ۔ اور حضرت حسن بصریؒ نے ایسا کیا اور آپؐ  
نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ وہ وعدے کے  
سچے تھے۔ ابن اشوع نے وعدے کے مطابق فیصلہ کیا اور اس کو  
سمرة بن جندب سے ذکر فرمایا۔ اور مسور بن مخرمة فرماتے ہیں کہ  
میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اپنے داماد کے بارے میں سنا  
فرماتے تھے کہ اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا جس کو اس نے  
میرے ساتھ پورا کر دیا۔ اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے  
اسحاق بن ابراہیم کو دیکھا کہ وہ ابن اشوع کی حدیث سے دلیل پکڑتے تھے۔

حدیث (۲۴۹۳) حدثنا ابراهيم بن حمزة الخ  
ان عبدالله بن عباس اخبره قال اخبرني ابو سفين  
ان هرقل قال له سالتك ماذا يامرکم فزعمت  
انه امرکم بالصلوة والصدق والعفاف والوفاء  
بالعهد واداء الامانة قال وهذه صفة نبي .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ  
حضرت ابو سفیانؓ نے مجھے خبر دی کہ ہرقل بادشاہ روم نے  
ان سے کہا کہ میں نے تجھ سے سوال کیا تھا کہ آپؐ تمہیں کس چیز  
کا حکم دیتے تھے۔ تو نے کہا کہ وہ تمہیں نماز، سچائی، پاکدامنی اور  
وعدہ وفا کی اور امانت کی ادائیگی کا حکم دیتے ہیں۔ اس نے کہا یہی  
نبی کی صفت ہوتی ہے۔

حدیث (۲۴۹۴) حدثنا قتيبة الخ عن  
ابي هريرة ان رسول الله ﷺ قال اية المنافق ثلث  
اذا حدث كذب واذا وُتمن خان واذا وعد اخلف

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب  
بات کرے تو جھوٹ بولے جب اس کے ہاں امانت رکھی جائے  
تو خیانت کرے۔ اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔

حدیث (۲۴۹۵) حدثنا ابراهيم بن موسى الخ  
عن جابر بن عبدالله قال لما مات النبي ﷺ  
جاء ابا بكر مال من قبل العلاء بن الحضرمي

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب  
جناب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہو گئی تو حضرت علاء بن الحضرمیؓ  
کی طرف سے حضرت ابو بکرؓ کو مال پہنچا تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا

جس شخص کا جناب نبی اکرم ﷺ پر کوئی قرضہ ہو۔ یا آپ کی طرف سے کسی کیلئے کوئی وعدہ ہو تو ہمارے پاس آئے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے آ کر کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے میرا ساتھ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ مجھے اس طرح دیں گے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ پھیلا دیئے تو حضرت جابر

فقال ابو بکر من كان له على النبي ﷺ دين او كانت له قبله عدة فليأتنا قال جابر فقلت وعدني رسول الله ﷺ ان يعطيني هكذا وهكذا فبسط يديه ثلث مرات قال جابر فعلمني يدي خمس مائة ثم خمس مائة ثم خمس مائة .....

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں ان کو گنا تو وہ پانچ سو درہم تھے پھر پانچ سو اور دیئے بعد ازاں پانچ سو اور دیئے۔

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیر فرماتے کہ میرے سے خیرہ والوں کے ایک یہودی نے پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں مدتوں میں سے کون سی مدت پوری کی میں نے کہا کہ میں اس وقت تک نہیں بتلا سکتا جب تک عرب کے بڑے عالم کے پاس آ کر نہ پوچھ لوں۔ چنانچہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے آ کر پوچھا تو انہوں نے فرمایا جو مدت ان میں زیادہ اور عمدہ تھی اسے پورا کیا۔ بے شک اللہ کا رسول جب کوئی بات کہتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے۔

حدیث (۲۴۹۶) حدثنا محمد بن عبد الرحيم الخ عن سعيد بن جبیر قال سألني يهودي من اهل الحيرة اى الاجلين قضى موسى قلت لا ادرى حتى قدم على حبر العرب فاساله فقدمت فسالت ابن عباس فقال اقضى اكثرهما واطيبهما ان رسول الله ﷺ اذا قال فعل ....

تشریح از قاضی۔ ذکر صہرآدہ حضرت ابو العاص بن الربیع تھے جو حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے

خاندن تھے۔ حدیث ابن اشوع بھی سمرۃ بن جندب کی روایت ہے۔ جس میں وعدہ کو پورا کرنے کا حکم ہے۔

وعد لی رسول اللہ حضرت نبی اکرم ﷺ چونکہ مکارم اخلاق کے مالک تھے اس لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ کے

وعدے پورے کر دیئے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ سے آپ کے وعدہ پر گواہ طلب کئے بغیر وعدہ پورا کر دیا۔

اکثر ہما وہ عشر سنین ہے۔ اقل آٹھ سال تھے اور اطیب علی نفس شعیب علیہ السلام تھے۔ اس باب میں حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی روایت کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے دس سال پورا کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ لیکن پھر بھی اس کو

پورا کر دکھایا۔ تو دواء وعدہ کی تاکید ہو گئی۔ اگر اذکال ہو کہ باب الوعدہ کی کتاب الشهادات سے کیا مناسبت ہے۔ تو علامہ کرامی فرماتے ہیں

کہ وعدہ بھی اپنے آپ پر ایک قسم کی شہادت ہے۔ اس لئے اس باب کو کتاب الشهادات میں لائے ہیں۔



## باب لایسئل اهل الشك عن الشهادة وغيرها

ترجمہ۔ شرک والوں سے نہ تو شہادت کے متعلق  
پوچھا جائے گا اور نہ ہی کسی اور کے متعلق

وقال الشعبي لا تجوز شهادة اهل الملل  
بعضهم على بعض لقوله تعالى فاغرينا بينهم  
العداوة والبغضاء وقال ابو هريرة عن النبي ﷺ لا تصدقوا  
اهل الكتاب ولا تكذبوهم وقلوا امنا بالله وما  
انزل الایة .....

ترجمہ۔ اور امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ دوسری ملت والوں کی  
گواہی ایک دوسرے پر بھی جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے  
کہ ہم نے انکے درمیان دشمنی اور بغض کو ڈال دیا ہے اور حضرت  
ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے  
فرمایا کتاب والوں کی نہ تو تصدیق کرو اور نہ ہی ان کو جھٹلاؤ بلکہ  
یہ کہو کہ ہم پر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اتارا اس پر ایمان لائے ہیں۔

حدیث (۲۴۶۷) حدثنا يحيى بن بكير  
عن عبد الله بن عباس قال يا معشر المسلمين كيف  
تسالون اهل الكتب وكتابتكم الذي انزل على  
نبيه ﷺ واحداث الاخبار بالله تقرأونه لم يشب  
وقد حدثكم الله ان اهل الكتاب بدلوا ما كتب الله  
وغيروا بايديهم الكتاب فقالوا هو من عند الله  
ليشتروا به ثمنا قليلا فلا ينهاكم ما جاءكم من العلم  
عن مساليتهم ولا والله ما راينا منهم رجلا قط  
يسالكم عن الذي انزل عليكم .....

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ  
مگر وہ مسلمین تم اہل کتاب سے کیسے سوال کر سکتے ہو۔ جب کہ  
تمہاری کتاب جو اپنے نبی پر اتاری گئی وہ تو اللہ تعالیٰ کی تازی  
تازی خبریں دینے والی ہے۔ جس کو تم پڑھتے ہو کہ اس میں ابھی  
ملاوٹ نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ تمہیں بیان کر چکا ہے کہ اہل کتاب  
نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بدل ڈالا اور اپنے ہاتھوں سے اس کتاب  
میں اول بدل کر دیا پھر کہنے لگے یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے  
تاکہ اس کے بدلے تھوڑا مول حاصل کریں۔ کیا جو ملے تمہیں  
اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا اس نے تمہیں ان سے سوال کرنے  
سے نہیں روکا۔ اور اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے کہ کبھی ہم نے

ان کے کسی آدمی کو دیکھا ہو کہ تم سے اس کتاب کے متعلق سوال کریں جو تم پر اتاری گئی۔

تشریح از قاسمی۔ کفار کی شہادت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ان کی شہادت رد کی جائے گی

اور بعض تابعین فرماتے ہیں مطلقاً ان کی گواہی قبول کی جائے گی مگر مسلمانوں کے خلاف قبول نہ ہوگی۔ یہ کو فیوں کا مذہب ہے کہ آپس میں  
ایک کی شہادت معتبر ہے اور حسن بصریؒ اور ابن ابی لیلیٰؒ فرماتے ہیں کسی ملت کی دوسری ملت کے خلاف گواہی قبول نہ ہوگی۔ البتہ آپس میں

ایک دوسرے کے متعلق گواہی قبول کی جائے گی جسور کا استدلال ممن ترضون من الشهداء منکم سے ہے۔ امام شعبیؒ کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ کسی ملت کی دوسری ملت کے خلاف گواہی مقبول نہیں ہوگی مگر مسلمانوں کی گواہی تمام ملتوں کے خلاف جائز ہوگی لا تصدقوا اهل الكتاب اس سے امام بخاریؒ کی غرض ان لوگوں پر ذکر کرنا ہے جو اہل کتاب کی شہادت کو قبول کرتے ہیں امام بخاریؒ بتا رہے ہیں کہ جب ان کی اخبار قبول نہیں تو شہادت کیسے قبول ہوگی جب کہ باب الشہادت باب الروایۃ بہت تنگ ہے۔

ترجمہ۔ مشکل کاموں میں قرعہ ڈالنا

## باب القرعة فی المشكلات

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب کہ وہ لوگ اپنی قلمیں ڈال رہے تھے کہ کون بی بی مریم کی کفالت کرے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے قرعہ ڈالا دریا کے بہاؤ کے ساتھ دوسری قلمیں بہہ گئیں لیکن زکریا کا قلم بہاؤ کے اوپر کو چڑھا تو زکریا نے بی بی مریم کی کفالت قبول فرمائی۔ سہام کے معنی اقرع یعنی قرعہ اندازی کے ہیں تو ہو گئے وہ مغلوبین میں سے اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کسی قوم پر قسم پیش کی تو قسم اٹھانے میں جلدی کرنے لگے پس آپؐ نے حکم دیا کہ ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے جس کا قرعہ نکلے وہی قسم اٹھائے۔

وقوله تعالى اذيلقون اقلامهم ايهم يكفل مريم وقال ابن عباس اقترعوا فاجرت الاقلام مع الجرية وعال قلم ذكر براء الجرية فكفلها زكرياء وقوله فساهم اقرع فكان من المدحضين من المسهمين وقال ابو هريرة عرض النبي ﷺ على قوم اليمين فاسرعوا فامر ان يسهم بينهم ايهم يحلف .....  
کسی قوم پر قسم پیش کی تو قسم اٹھانے میں جلدی کرنے لگے پس آپؐ نے حکم دیا کہ ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے جس کا قرعہ نکلے وہی قسم اٹھائے۔

ترجمہ۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کی حدود کے بارے میں چپ سادھنے والا اور ان حدود میں پڑنے والے کی مثال اس قوم جیسی ہے جنہوں نے کشتی کے بارے میں قرعہ اندازی کی۔ بعض تو کشتی کے نچلے حصے میں چلے گئے۔ اور بعض اوپر کے حصے میں۔ پس جو لوگ نچلے حصے میں تھے وہ پانی لینے کیلئے اوپر والوں کے پاس سے گزرے جس سے ان کو تکلیف پہنچی۔ پس نیچے والے نے ایک کلباڑا لے کر کشتی کے نچلے حصے کو سوراخ کرنے لگا پس وہ لوگ اس کے پاس آ کر پوچھنے لگے کہ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔

حدیث (۲۴۹۸) حدثنا عمر بن حفص الخ انه سمع النعمان بن بشير يقول قال النبي ﷺ مثل المدھن فی حدود الله والواقع فیھا مثل قوم استھموا سفینة فصار بعضهم فی اسفلھا وصار بعضهم فی اعلاھا فكان الذی فی اسفلھا یمرون بالماء عل الذین فی اعلاھا فتأذوا به فاخذ فاسا فجعل ینقر اسفل السفینة فاتوه فقالوا مالک قال تاذیتم بی ولا بدلی من الماء فان اخذوا علی یدیہ

انجوه ونجوانفسهم وان ترکوا اهلکوه واهلکوا انفسهم ..... اس نے کہا میری وجہ سے تم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اور مجھے پانی کی ضرورت ہے۔ پس اگر ان لوگوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا

تو اس کو بھی نجات دیں گے۔ اور اپنے آپ کو بھی چالیں گے۔ اگر انہوں نے اس شخص کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تو اس کو بھی ہلاک کریں گے اور خود بھی ہلاک ہوں گے۔

حدیث (۲۴۹۹) حدثنا ابو الیمان الخ

حدثنی خارجة بن زید الانصاری ان ام العلاء امرأة من نسائهم قد بايعت النبی ﷺ اخبرته ان عثمان بن مظعون طارلهم سهمه فی السکنی حین اقرعت الانصار سکنی المهاجرین قالت ام العلاء فسکن عندنا عثمان بن مظعون فاشتکی فمرضناه حتی اذا توفي وجعلناه فی ثیابه دخل علینا رسول الله ﷺ فقلت رحمة الله علیک ابا السائب فشهداتی علیک لقد اکرمک الله فقال لی النبی ﷺ وما یسرک ان الله اکرمه فقلت لا ادری بابی انت یا رسول الله فقال رسول الله ﷺ اما عثمان فقد جاءه والله البیقین وانی لارجوا له الخیر والله ما ادری وانا رسول الله ما یفعل به قالت فوالله لا ازکی احداً بعده ابداً واحزننی ذلك قالت فتمت فاریت لعثمان عینا تجری فجئت الی رسول الله ﷺ فاخبرته فقال ذلك عمله .....

ترجمہ۔ حضرت ام العلاء انصاری عورتوں میں سے ایک عورت تھی جس نے جناب نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی وہ خبر دیتی ہیں کہ جب مهاجرین کی رہائش کے لئے انصار نے قرعہ اندازی کی تو حضرت عثمان بن مظعونؓ کا قرعہ رہائش کیلئے ہمارے یہاں کے لئے نکلا حضرت ام العلاء فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ ہمارے یہاں رہائش پذیر رہے۔ ایک مرتبہ وہ بیمار ہوئے تو ہم ان کی تیمارداری کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے۔ ہم نے ان کو انہیں کے کپڑوں میں دفن کر دیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا اے ابوسائب (عثمانؓ) تم پر اللہ کی رحمت ہو میں تم پر گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور اعزاز بخشے گا۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تمہیں کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ اسے عزت و اکرام دیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں واقعی میں نہیں جانتی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! حضرت عثمانؓ کو موت آنچکی۔ میں بھی اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی امید کرتا ہوں اللہ کی قسم! میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کے باوجود مجھے علم نہیں ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہوگا۔ وہ فرماتی ہیں اللہ کی قسم اس کے بعد پھر میں نے کسی کو پاکباز ظاہر نہیں کیا البتہ میں اس کے غم میں

رہتی تھی۔ فرماتی ہیں کہ مجھے نیند آگئی تو مجھے حضرت عثمانؓ کے لئے ایک چشمہ خواب میں دکھایا گیا جو جاری تھا۔ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ چشمہ اس کا عمل ہے جو جاری ہے۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ ما یفعل بہ ای بعثمانؓ کیونکہ وحی کے بغیر تو آپؐ کو علم نہیں ہوتا اس بارے میں وحی نہیں آئی تھی اس لئے آپؐ نے یہ جواب دیا۔ باقی حضرت عثمانؓ آل ام العلاء میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔

**ذلك عمله** عمل کو پانی سے تعبیر کیا گیا۔ یہ اس لئے کہ ہر میت کے اعمال اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں۔ البتہ وہ شخص جو رابطہ فی سبیل اللہ ہو کر مرے اس کے عمل قیامت کے دن تک بڑھتے رہتے ہیں۔

**فوائد حدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے متعلق یقینی طور پر جنتی ہونے کا قول نہ کیا جائے۔ ہاں جن کیلئے نص وارد ہو۔ جیسے عشرہ مبشرہ و صحابہ کرامؓ ہیں ان کے متعلق عبارات وارد ہو چکی ہیں۔ اس لئے ان کو جنتی کہا جاتا سکتا ہے۔ دوسری دلیل اس میں یہ ہے کہ وہ فقراء جن کا نہ مال ہو اور نہ ہی ان کا کوئی ٹھکانا ہو۔ مال اور منزل مباح کر کے ان سے بھائی چارے کا اظہار کرنا چاہیے۔ تیسرا فائدہ قرعہ اندازی کا اثبات ہے۔ اور چوتھا فائدہ یہ ہے کہ میت کیلئے دعا کرنا جائز ہے۔ التہجیر کے معنی تبکیر یعنی نماز کیلئے جلدی جانا ہے۔

**حدیث (۲۵۰۰)** حدثنا محمد بن مقاتل بن عبد الرحمن عن عائشة قالت کان رسول اللہ ﷺ اذا اراد سفرا اقرع بین نسائه فایتھن خرج سهمها خرج بها معه وکان یقسم لكل امرأۃ منھن یومها ولیلتها غیر ان سودۃ بنت زمعۃ وھبت یومها ولیلتها لعائشۃ زوج النبی ﷺ تبغی بذلك رضا رسول اللہ ﷺ.....

**ترجمہ**۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے۔ پس جس کا قرعہ نکل آتا اس کو اپنے ہمراہ لے جاتے تھے اور ان بیویوں میں سے ہر ایک کیلئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرماتے تھے سوائے حضرت سودہ بنت زمعہؓ کے کہ جنہوں نے اپنی باری کے دن رات حضرت عائشہؓ زوجہ النبی ﷺ کو ہمہ کر دیئے تھے۔ جس سے وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی رضامندی طلب کرنا چاہتی تھی۔

**ترجمہ**۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو اس کو اس ثواب کا علم ہو جاتا جو اذان کہتے ہیں اور پہلی صف میں کھڑے ہوتے ہیں پھر اسکے حاصل کرنے کیلئے قرعہ اندازی کرتے۔ تو وہ ضرور قرعہ اندازی کریں گے۔ اگر اس ثواب کا علم ہو جائے تو دوپہر کی نماز

**حدیث (۲۵۰۱)** حدثنا اسمعیل الخ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قالوا لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یتھموا علیہ لاستھموا ولو یعلمون ما فی التہجیر لاستبقوا الیہ ولو یعلمون ما فی العنۃ والصبح لاتھموا ولوحبوا ..

جلدی پڑھتے اور اگر اس کے ثواب کا علم ہو جاتا جو عشاء کی نماز اور صبح کی نماز ادا کرنے میں ہے تو وہ گھنٹوں کے بل بھی چل کر ان دونوں نمازوں کی طرف آتے۔

تشریح از قاسمی۔ کتاب الشهادات میں قرعہ اندازی کو اس مناسبت سے بیان کیا کہ جس طرح سے گواہوں کے ذریعہ مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اس طرح قرعہ اندازی بھی فیصلہ کن ثابت ہوتی ہے۔ اور اس سے حقوق پورے ہوتے ہیں۔ اور جھگڑے ختم کئے جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کتاب الصلح

ترجمہ۔ باب جو کچھ لوگوں کے درمیان صلح کو ختم کرنے کے بارے میں وارد ہوا ہے۔

باب ما جاء في الاصلاح بين الناس۔

ترجمہ۔ مگر جو شخص صدقہ کا حکم دے یا کسی نیک کام کا حکم دے یا لوگوں کے درمیان صلح کرائے۔ آیت ختم ہوئی۔ اور امام کا اپنے اصحاب کو لے کر ان مواقع کی طرف جانا تاکہ لوگوں کے درمیان صلح کرائیں۔

وقول الله تعالى لا خير في كثير من نجواهم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بين الناس الاية .. وخروج الامام الى المواضع ليصلح بين الناس باصحابه ...

حدیث (۲۵۰۲) حدثنا سعيد بن ابی مریم الخ  
عن سهل بن سعد ان اناس من بنی عمرو بن عوف  
كان بينهم شیء فخرج اليهم النبی ﷺ فی اناس  
من اصحابه یصلح بينهم فحضرت الصلوة ولم  
یات النبی ﷺ فجاء بلال فاذن بلال بالصلوة  
ولم یات النبی ﷺ فجاء الی ابی بکر فقال ان النبی  
ﷺ حبس وقد حضرت الصلوة فهل لك ان  
تؤم الناس فقال نعم ان شئت فاقام الصلوة فتقدم  
ابوبکر ثم جاء النبی ﷺ یمشی فی الصفوف  
حتى قام فی الصف الاول فاخذ الناس بالتصفيح  
حتى اکثروا وكان ابوبکر لا یکاد یلتفت فی الصلوة  
فالتفت فاذا هو بالنبی ﷺ فاشار الیه بیده فامرہ  
یصلی کما هو فرفع ابوبکر یدہ فحمد الله ثم  
رجع القهقری وراءه حتى دخل فی الصف  
وتقدم النبی ﷺ فصلی بالناس فلما فرغ اقبل  
على الناس فقال یا ایها الناس اذانا بکم شیء فی  
صلوتکم اخذتم بالتصفيح انما التصفيح للنساء  
من نابه شیء فی صلوته فلیقل سبحان الله فانه  
لا یسمعه احد الا التفت یا ابابکر ما منعک حين  
اشرت الیک لم تصل بالناس فقال ما كان ینبغی  
لابن ابی قحافة ان یصلی بین یدی النبی ﷺ ..

ترجمہ۔ حضرت سهل بن سعد سے مروی ہے کہ  
بنی عمرو بن عوف کے کچھ آدمیوں کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا  
تو جناب نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو لے کر  
ان کے پاس گئے تاکہ ان کے درمیان صلح کرائیں۔ نماز کا وقت  
ہو گیا ابھی تک آپ واپس نہ آئے تو حضرت بلال نے نماز کی  
اذان پڑھی تب بھی آپ نبی اکرم ﷺ نہ پہنچ سکے تو حضرت بلال  
حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے تو بتلایا کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ روک دیئے گئے۔ اور نماز کا وقت ہو چکا ہے تو کیا آپ  
لوگوں کی امامت کا فریضہ انجام دیں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں اگر  
آپ چاہیں تو۔ تو حضرت بلال نے تکبیر کہی تو حضرت ابوبکرؓ  
آگے بڑھے بعد ازاں آپ نبی اکرم ﷺ تشریف لا کر صفوں میں  
چلنے لگے یہاں تک کہ پہلی صف میں آ کر کھڑے ہو گئے تو  
لوگوں نے تالی پٹینا شروع کر دی یہاں تک کہ بہت مرتبہ تالی  
جائی۔ حضرت ابوبکرؓ کی عادت یہ تھی کہ وہ نماز میں ادھر ادھر  
متوجہ نہیں ہوا کرتے تھے۔ کثرت تالی کی وجہ سے ادھر دیکھا تو  
جناب نبی اکرم ﷺ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے  
اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے حکم دیا کہ جس طرح وہ نماز  
پڑھا رہے ہیں پڑھاتے رہیں۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دونوں  
ہاتھ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد میان کی پھر اٹکے پاؤں آپ  
کے پیچھے آگئے۔ یہاں تک کہ صف میں داخل ہو گئے۔ تو جناب  
نبی اکرم ﷺ نے آگے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پس جب  
آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا  
اے لوگو! جب نماز میں تمہیں کوئی چیز پیش آجاتی ہے تو تالی جانا  
کیوں شروع کر دیتے ہو۔ تالی جانا تو عورتوں کے لئے ہے۔

تم میں سے جس کو بھی نماز میں کوئی بات پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے۔ کیونکہ جو بھی اسے سنے گا وہ ادھر متوجہ ہوگا۔ اور اے ابو بکر! جب میں نے تم کو اشارہ کیا تھا تو پھر کس چیز نے آپ کو نماز پڑھنے سے روک دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کو اللہ کے نبی کے آگے نماز پڑھنا لائق اور مناسب نہیں ہے۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ سے کہا گیا کہ اگر آپؐ عبد اللہ بن ابی کے پاس چلے جاتے تو اچھا ہوتا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نبی اکرم ﷺ گدھے پر سوار ہو کر اس کی طرف چل پڑے۔ کچھ مسلمان بھی آپؐ کے ہمراہ چل رہے تھے۔ وہ زمین شور تھی جب جناب نبی اکرم ﷺ اس کے پاس پہنچے تو کہنے لگے کہ آپؐ میرے سے الگ رہیں۔ اللہ کی قسم! آپؐ کے گدھے کی بدبو نے تو مجھے بہت تکلیف پہنچائی ہے۔ ان میں سے انصار کے ایک آدمی نے کہا۔ اللہ کی قسم جناب رسول اللہ ﷺ کے گدھے کی بو تیرے سے اچھی ہے تو عبد اللہ کی قوم کے آدمیوں میں سے ایک غضب ناک ہوا دونوں نے ایک دوسرے کو گالی دینا شروع کر دی۔ تو ان ہردو کے ساتھ غضب ناک ہو گئے یہاں تک کہ ان دونوں کے درمیان چھڑیوں ہاتھوں اور جو توتوں سے لڑائی شروع ہو گئی ہمیں یہ پہنچا کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی۔ اگر مؤمنین میں سے

حدیث (۲۵۰۳) حدثنا مسدد بن انس قال قيل للنبي ﷺ لو اتيت عبد الله بن ابي فانطلق اليه النبي ﷺ وركب حماراً فانطلق المسلمون يمشون معه وامي ارض سحنة فلما اتاه النبي ﷺ فقال اليك عنى والله لقد اذاني نتن حمارك فقال رجل من الانصار منهم والله لحمار رسول الله ﷺ اطيب ريحا منك فغضب لعبد الله رجل من قومه فشتما فغضب لكل واحد منهما اصحابه فكان بينهما ضرب بالجريد والايدي والنعال فبلغنا انها انزلت وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما فقال ابو عبد الله هذا مما انت تحت من مسدد قبل ان يجلس ويحدث .....

دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مسدد استاذ کے منتخبات میں سے ہے۔ جو بیٹھنے اور حدیث بیان کرنے سے پہلے بیان فرمایا کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اگر اشکال ہو کہ یہ آیت تو ایک دوسرے موقع پر نازل ہوئی اس میں نازل نہیں ہوئی۔ کیونکہ مسلمان ایک کافر اور منافق عبد اللہ کیلئے کیسے آپس میں لڑ سکتے ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ کوئی مستبعد نہیں۔ ایک تو بھری تقاضا دوسرے قومی غیرت بھی ایک کافر کی حمایت پر اکسانے کا باعث بن سکتی ہے۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو معنی ہوں گے ایسے واقعات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یا یہ آیت نازل ہو چکی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس آیت پر عمل کرتے ہوئے ان دونوں فریقین میں صلح کرا دی۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ علامہ یعنی فرماتے ہیں کہ صلح۔ مصالحت کا اسم مصدر ہے۔ صلاح فساد ہے۔ اور شریعت میں یہ ایک عقد و معاہدہ ہے جس کے ذریعہ مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان جھگڑا ختم کرایا جاتا ہے۔ پھر حافظؒ فرماتے ہیں کہ صلح کئی اقسام ہے۔ ۱/ صلح المسلم مع الکافر ۲/ صلح بین الزوجین یعنی خاوند بیوی کے درمیان صلح کرنا۔ ۳/ فرقہ باغی اور عادل کے درمیان صلح ۴/ دو غضب ناک آدمیوں میں صلح کرنا۔ ۵/ صلح فی الجراح کہ زخمی کرنے پر قصاص کی جائے مال پر صلح کرائی جائے۔ ۶/ صلح القطع الخصومة آئندہ جھگڑانہ ہو۔ املاک میں یا مشترک چیزوں میں جیسے راستے سڑکیں وغیرہ اس پر اصحاب فقہ نے تفصیلی بحث فرمائی ہے۔ امام بخاریؒ نے ان اقسام میں سے اکثر کے لئے ترجمہ قائم کیا ہے۔ ان بطلان فرماتے ہیں کہ آیت کے نزول کا سبب رئیس المنافقین عبد اللہ کے لئے مسلمانوں کا لڑنا محال ہے۔ لہذا یہ لڑائی کسی اور موقع پر اوس اور خزرج کے درمیان واقع ہوئی جسے امام بخاریؒ نے کتاب الاستیذان میں حضرت اسامہ بن زیدؓ سے تفصیلاً نقل فرمایا ہے۔ کہ یہ جھگڑا حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ اور عبد اللہ بن ابی کے درمیان واقع ہوا۔ جس میں ہاتھ پائی کی نوبت آئی۔ بہر حال حضرت شیخ منگوہیؒ نے جو توجیہات بیان فرمائی ہیں وہ اس باب کے مناسب ہیں جو چند ابواب کے بعد آ رہا ہے۔ کہ باب ہل یشیر الامام بالصلح اس جگہ جو علماء کا اختلاف ہے اسے مفصل بیان کیا گیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ اس باب سے فقہاء کے اس موقف کو رد فرما رہے ہیں کہ امام اور قاضی کو فیصلہ کرنے کا حق تب ہے جب کہ مقدمہ اس کی عدالت میں دائر ہو۔ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ترافع ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اگر امام اور قاضی خود جا کر فریقین کے درمیان صلح کرادے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسے آپؐ خود عمر و بن عوفؓ میں صلح کرانے کے لئے گئے۔

## باب ليس الكاذب الذي

ترجمہ۔ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو کچھ ان کہی

## يصلح بين الناس

باتیں کہہ کر لوگوں کے درمیان صلح کرادے

حدیث (۲۵۰۴) حدثنا عبد العزيز بن عبد الله ان ام كلثوم بنت عقبة اخبرته انها سمعت رسول الله ﷺ يقول ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس فينمي خيرا او يقول خيرا .....

حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ خبر دیتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے۔ پس وہ خیر کو پہنچاتا ہے۔ یا خیر اور بھلائی کی بات کہتا ہے۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ ترجمہ میں کاذب کا لفظ ہے اور حدیث میں کذاب وارد ہوا ہے۔ جس سے امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ مبالغہ مراد نہیں۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ ایسے صلح کن آدمی میں کاذب کا اطلاق نہیں ہوگا جس سے معلوم ہو کہ خیر کی نیت سے مصالحت کرانے والا ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے جو کہنے والے نے نہیں کہے۔ تاکہ دونوں کے درمیان صلح جائے۔



## باب قول الامام لاصحابه

## اذهبوا بنا نصلح

ترجمہ۔ امام کا اپنے ساتھیوں سے کہنا  
کہ ہمیں لے چلو تاکہ ہم صلح کرادیں۔

حدیث (۲۵۰۵) حدثنا محمد بن عبد الله الخ  
عن سهل بن سعد ان اهل قباء اقتتلوا حتى تراموا  
بالحجارة فاخبر رسول الله ﷺ بذلك فقال  
اذهبوا بنا نصلح بينهم .....

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ  
قباء والے لڑنے لگے یہاں تک کہ ایک دوسرے پر پتھر تو شروع  
کر دیا۔ جس کی جناب رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی گئی آپؐ نے  
ارشاد فرمایا ہمیں لے چلو تاکہ ہم ان کے درمیان صلح کرادیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ اگرچہ امام کا کام سزا دینا اور کاروائی کرنا ہے لیکن اگر وہ  
فریقین میں صلح کرادے تو بہتر اور اولیٰ ہے۔ اسی کو مولانا زکریاؒ نے الاوجه عندی کہہ کر بیان فرمایا ہے۔

## باب قول الله تعالى ان يصلحا

## بينهما صلحا والصلح خير

ترجمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دونوں حاکم اور نمائندے  
خاندن بیوی کے درمیان صلح کرادیں اور صلح بہتر ہے۔

حدیث (۲۵۰۶) حدثنا قتیبہ بن سعید الخ  
عن عائشة وان امرأة خافت من بعلها نشوزاً  
او اعراضاً قالت هو الرجل يرى من امراته مالا  
يعجبه كبر او غيره فيريد فراقها فتقول امسكني  
واقسم لي ماشئت قالت فلا باس اذا تراضيا ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ آیت جس کا ترجمہ  
ہے کہ اگر کسی عورت کو اپنے خاندن سے اٹھان یا بے رخی کا خطرہ  
لاحق ہو تو فرمایا اس سے وہ شخص مراد ہے کہ جو اپنی بیوی سے  
کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے پسند نہیں۔ مثلاً بڑھاپا یا کسی قسم کی  
بد خلقی جو اسے ناپسند ہے جسکی وجہ سے وہ اپنی بیوی کو اپنے سے  
جدا کرنا چاہتا ہے بیوی کہے کہ مجھے اپنے پاس رہنے دو اور میری  
باری کے متعلق جو آپ چاہیں فیصلہ کریں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔ جب خاندن بیوی آپس میں راضی ہو جائیں۔

## باب اذا اصطلحوا على صلح جور

## فالصلح مردود

ترجمہ۔ جب لوگ کسی ظلم پر  
صلح کر لیں وہ رد کی جائے گی۔

حدیث (۲۵۰۷) حدثنا ادم الخ عن ابی هريرة

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور زید بن خالد الجہنیؓ دونوں فرماتے ہیں

وزید بن خالد الجہنی قال جاء اعرابی فقال  
يا رسول الله اقص بيننا بكتاب الله فقام خصمه  
فقال صدق اقص بيننا بكتاب الله فقال الاعرابی  
ان ابني كان عسيفا على هذا فزني بامرأته فقالوا لي  
على ابنك الرجم فقديت ابني منه بمائة من الغنم  
ووليدة ثم سالت اهل العلم فقالوا انما على ابنك  
جلد مائة وتعريب عام فقال النبي ﷺ لا قصين  
بينكما بكتاب الله اما الوليدة والغنم فرد عليك  
وعلى ابنك جلد مائة وتعريب عام وامانت يا انيس  
لو رجل فاغد على امرأة هذا فارجمها فغدا عليها  
انيس فرجمها .....

کہ ایک دیہاتی اگر کہنے لگا اے اللہ کے رسول! ہمارے درمیان  
کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں تو اسکا حریف بھی اٹھ کر کہنے لگا  
حضرت! اس نے سچ کہا۔ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق  
آپ فیصلہ فرمائیں جس پر دیہاتی نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے پاس  
مزدور تھا جس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا۔ لوگوں نے مجھے  
کہا کہ تیرے بیٹے پر رجم کرنا ہے۔ تو میں نے رجم کی جائے اپنے  
بیٹے کی طرف سے سو ۱۰۰ بھریاں اور ایک باندی کفارہ ادا کرنے کا  
ارادہ کیا۔ پھر میں نے علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ  
تیرے بیٹے کے اوپر تو سو ۱۰۰ کوڑے اور ایک سال جلا وطنی کی  
سزا ہے۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں  
تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں لیکن  
باندی اور بھریاں تو تجھ پر واپس کی جائیں اور تیرے بیٹے پر سو ۱۰۰  
کوڑے کی سزا اور ایک سال کی جلا وطنی ہے۔ اور ایک آدمی سے

آپ نے فرمایا اے انیس! دیکھو صبح سویرے اس کی بیوی کے پاس جا کر اسے سنگسار کر دو۔ چنانچہ حضرت انیس صبح صبح ان کے پاس گئے  
اور اسے سنگسار کر دیا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی  
رسم پیدا کی جو اس دین میں سے نہیں ہے۔ تو وہ مردود ہوگی۔

حدیث (۲۵۰۸) حدثنا يعقوب بن محمد  
عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ من احدث  
في امرنا هذا ما ليس فيه فهو رد ....

تشریح از شیخ کنگوہی۔ اما الوليدة والغنم رد عليك یہ محل ترجمہ ہے۔ جو صلح کے معنی میں اس طرح ہے۔ کہ  
حد شرعی کی جائے مزدور پر یہ سزا رکھی گئی۔ چونکہ شریعت میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے تو یہ ظلم ہو جس کو آپ نے رد فرمایا کہ شرط  
غیر مشروع باطل ہے۔

تشریح از قاسمی۔ یا انیس الخ ان کی تخصیص اسلئے کی گئی کہ وہ عورت کے قبیلہ کے آدمی تھے اور وہ لوگ کسی غیر قبیلہ کا

فیصلہ مانتے نہیں تھے۔ اور مفصل قصہ میں مرقوم ہے کہ اگر وہ عورت اعتراف کرے تو قاذف پر حد قذف نہ ہوگی۔ بلکہ عورت پر رجم ہوگا کیونکہ وہ شادی شدہ تھی زانیہ کنوارہ تھا۔ اس لئے اس کو کوڑے لگانے کی سزا دی گئی۔ اور دوسری روایت کے بارے میں ابن حجرؒ فرماتے ہیں من احدث کا مطلب ہے کہ جس شخص نے دین میں کسی ایسی رسم کا اختراع کیا جس کی کوئی اصل نہیں ہے تو اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی جائے گی۔ یعنی نہ کتاب اللہ سے اس کی سند ہے۔ اور نہ ہی سنت رسول سے۔ نہ ظاہر۔ نہ خفی اور نہ ہی ملفوظ ہے۔ اور نہ ہی مستنبط ہے تو وہ مردود ہے۔

ترجمہ۔ صلح کو کیسے لکھا جائے۔ یہ وہ معاہدہ ہے جو فلان بن فلان اور فلان بن فلان کے درمیان ہو اگرچہ اس کا نسب میان نہ کرے تو کسی قبیلہ کا نام لے اور نہ ہی اسکے دادا پر دادے کا ذکر کرے۔

باب کیف یکتب هذا صلح فلان  
بن فلان وفلان بن فلان وان لم ينسبه الى  
قبيلته او نسبه۔

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ والوں سے صلح فرمائی کہ صلح نامہ ان کے درمیان حضرت علیؓ نے لکھنا شروع کیا۔ تو لکھا محمد رسول اللہ! مشرکوں نے کہا کہ ہم تو محمد رسول اللہ نہیں لکھتے دیں گے اگر آپ اللہ کے رسول ہوتے تو ہم آپ سے قتل و قتل نہ کرتے۔ تو آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اس کو مٹا دو۔ حضرت علیؓ نے جواب میں فرمایا کہ میں تو وہ شخص نہیں ہوں جو اس کو مٹا دے۔ پس جناب رسول اللہ نے اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔ اور ان سے ان شرائط پر صلح کر لی۔ کہ آپؐ اور آپ کے صحابہ کرامؓ تین دن کے لئے مکہ میں داخل ہوں گے۔ اور داخلہ بھی جلیبان السلاح کے ساتھ ہو گا۔ انہوں نے پوچھا

حدیث (۲۵۰۹) حدثنا محمد بن بشار الخ قال سمعت البراء بن عازبؓ قال لما صلح رسول الله ﷺ اهل الحديبية كتب علي بينهم كتابا فكتب محمد رسول الله ﷺ فقال المشركون لانكتب محمد رسول الله لو كنت رسولا لم نقاتلك فقال لعلي امحه فقال علي ما انا بالذي امحاه فمحاه رسول الله ﷺ بيده وصالحهم علي ان يدخل هو واصحابه ثلثة ايام ولا يدخلوها الا بجلبان السلاح فسالوه ماجنبان السلاح فقال القراب بما فيه .....

یہ جلیبان السلاح کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ چمڑے کا نیام ہے جس میں تلوار ہوگی۔

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے عمرہ ادا کرنے کا ارادہ فرمایا تو مکہ والوں نے آپؐ کو مکہ میں

حدیث (۲۵۱۰) حدثنا عبيد الله بن موسى الخ عن البراءؓ قال اعتمر النبي ﷺ في ذي القعدة

فابی اهل مكة ان يدعوه يدخل مكة حتى قاضاهم  
 على ان يقيم بها ثلثة ايام فلما كتبوا الكتاب  
 كتبوا هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله ﷺ  
 فقالوا لانقر بها فلونعلم انك رسول الله مامنعناك  
 لكن انت محمد بن عبد الله قال انارسل الله  
 وانا محمد بن عبد الله ثم قال لعلی امح رسول الله  
 قال لا والله لا امحوك ابدا فاخذ رسول الله ﷺ  
 الكتاب فكتب هذا ما قاضى عليه محمد بن عبد الله  
 لا يدخل مكة سلاح الى في القراب وان لا يخرج  
 من اهلها باحد ان اراد ان يتبعه وان لا يمنع احدا  
 من اصحابه اراد ان يقيم بها فلما دخلها ومضى  
 الاجل اتوا عليا فقالوا قال لصاحبك اخرج عنا  
 فقد مضى الاجل فخرج النبي ﷺ فتبعته ابنة  
 حمزة ياعم ياعم فتناولها علي فاخذ بيدها وقال  
 لفاطمة دونك ابنة عمك حملتها فاخصم فيها  
 علي وزيد وجعفر فقال علي انا احق بها وهي  
 ابنة عمي وقال جعفر ابنة عمي وخالتها تحتي  
 وقال زيد ابنة اخي فقضى بها النبي ﷺ لخالتها  
 وقال الخالة بمنزلة الام وقال لعلی انت مني  
 وانا منك وقال لجعفر اشبهت خلقي وخلقي  
 وقال لزید انت اخونا ومولانا.....

داخل ہونے سے روک دیا یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپ سے  
 ان شرائط پر صلح کر لی کہ ایک تو یہ کہ آپ آئندہ سال تین دن  
 تک مکہ میں قیام فرمائیں گے۔ جب صلح نامہ لکھنے لگے تو لکھا کہ  
 یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح فرمائی ہے  
 مشرکین کہنے لگے کہ ہم تو اس رسالت کا قرائن نہیں کریں گے۔  
 پس اگر ہمیں یقین ہو تا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو  
 کبھی نہ روکتے۔ لیکن آپ تو محمد بن عبد اللہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ  
 میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبد اللہ بھی ہوں۔ حضرت  
 علیؑ سے فرمایا کہ آپ رسول اللہ کا لفظ متادیں۔ حضرت علیؑ نے  
 فرمایا نہیں۔ اللہ کی قسم! میں تو کبھی آپ کا نام نہیں متاؤں گا۔  
 تو جناب رسول اللہ ﷺ نے خود خط کو لے لیا اور لکھا یہ دستاویز  
 ہے۔ جس پر محمد بن عبد اللہ ﷺ نے صلح کی ہے۔ کہ وہ مکہ میں  
 ہتھیار لے کر داخل نہیں ہوں گے مگر وہ اپنے نیام میں ہوں گے  
 اگر مکہ والوں میں سے کوئی بھی آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوگا  
 تو آپ اسے مکہ والوں سے نکال کر نہیں لے جا سکیں گے۔ اور  
 اگر آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی شخص مکہ میں رہنا چاہے تو  
 آپ اسے نہیں روکیں گے۔ پس جب آپ مکہ میں داخل ہو گئے  
 عمرہ ادا کیا۔ جب مدت تین دن گزر چکے تو وہ لوگ حضرت علیؑ  
 کے پاس آئے کہنے لگے کہ آپ اپنے رفیق سے کہیں کہ اب وہ  
 ہمارے پاس سے چلے جائیں کیونکہ مدت معاہدہ گزر چکی ہے۔ تو  
 جناب نبی اکرم ﷺ مکہ سے روانہ ہونے لگے تو حضرت حمزہؓ کی  
 صاحبزادی چچا چچا کہہ کر پیچھا کرنے لگی۔ جس کو حضرت علیؑ نے  
 لے لیا۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت فاطمہؓ سے فرمانے لگے کہ  
 اسے پکڑ لو یہ تمہاری چچا زاد لڑکی ہے جسے میں نے اٹھالیا ہے۔

اس لڑکی کے بارے میں حضرت علیؓ حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ میں جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں اس لڑکی کا زیادہ حقدار ہوں۔ کیونکہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت جعفرؓ فرماتے ہیں کہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے۔ اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے حضرت زیدؓ فرماتے تھے کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے جس کا فیصلہ آپؐ نے خالہ کے حق میں دیا۔ فرمایا خالہ پرورش کرنے میں ماں کی جگہ ہوتی ہے۔ اور حضرت علیؓ سے فرمایا تو میرے سے اور میں تیرے سے ہوں۔ یعنی ہم تو ایک ہی ہیں۔ میں نہیں لے رہا تو تم بھی نہ لو۔ اور حضرت جعفرؓ سے فرمایا تم خلقت اور اخلاق میں میری مانند ہو۔ اور حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ تو ہمارا اسلامی بھائی ہے۔ اور آزاد کردہ غلام ہے۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ** - ان لم ينسبه الى قبيلة الخ اس جملہ سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ نسب کا بیان کرنا تعین

اور ایہام کو رفع کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اگر اس کے بغیر یہ مقصد حاصل ہو جائے۔ تو پھر نسب بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

**فکتب هذا ما قاضی** صحیح یہ ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کی طرف کتابت کی نسبت مجاز ہے۔ اس کو حقیقت پر محمول کر کے معجزہ قرار دینا مناسب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر جناب نبی اکرم ﷺ خود اپنے ہاتھ مبارک سے لکھ لیتے تو کفار کو یقین ہو جاتا کہ جب آپؐ لکھنا جانتے ہیں تو ان کو شاعریا کتابت کتنا صحیح ہو جاتا۔ کہ آپؐ کتابوں کا مطالعہ کر کے خبر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ مقصود کے خلاف ہے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ** - جب التباس کا خدشہ نہ ہو تو دستاویز میں مشہور نام لکھ دینا کافی ہے۔ جد۔ نسب۔ شہر وغیرہ۔ کا ذکر

کرنا ضروری نہیں۔ فقہاء نے جو قیود بیان کی ہیں وہ التباس کی صورت میں ہیں۔ ورنہ امور کا لکھنا مستحب ہے۔

**اسناد الكتابة الیہ مجاز** یہ ایک مشہور اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے۔ فکتب هذا کا لفظ بخاری اور مسلم میں نہیں

ہے۔ اور ابو الیوید باجی نے جو ظاہر روایت کو لے کر معجزہ کا دعویٰ کیا ہے علماء اندلس نے اس دور میں ان پر سخت تنقید کی کہ یہ قرآن مجید کی نص کے خلاف ہے۔ ما کنتم تتلوا من قبله من کتاب ولا تحطه بیمینکم جمہور علماء یہی فرماتے ہیں کہ کاتب حضرت علیؓ تھے جب انہوں نے لفظ رسول اللہ ﷺ سے انکار کیا تو آپؐ نے اس صحیفہ کو لیکر اس پر قلم پھیر دیا۔ اور حضرت علیؓ کو واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ اب لکھو یا کتب بمعنی امر بالكتابة یعنی امر علیا ان یکتب کہ حضرت علیؓ کو لکھنے کا حکم دیا۔

**تشریح از قاسمیؒ** - اگر سوال ہو کہ حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ کے امر کی مخالفت کیوں کی۔ تو کہا جائے گا کہ ان کو

قرینہ سے معلوم ہو گیا کہ یہ امر ایجاب کے لئے نہیں ہے۔

**ابنتہ حمزہ** مشہور یہ ہے کہ اس کا نام عمارہ تھا۔ اور آپؐ کو یا عم یعنی چچا اس لئے کہا کہ حضرت امیر حمزہؓ اور نبی اکرم ﷺ میں

اخوت رضاع قائم تھی۔ حملہا اس لئے کہ وہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ سے تھی۔ زید بن حارثہؓ اور حضرت حمزہؓ میں آپؐ نے مواخاۃ قائم فرمائی تھی۔ اس لئے انہوں نے حضرت حمزہؓ کو بھائی کہا۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہر ایک کو ایک قسم کی شرافت

عطا فرما کر ان کے دلوں کو خوش کر دیا۔ وہ حالت ہر ایک کے مناسب حال تھی۔ باقی حدیث کی ترجمہ سے مطابقت ظاہر ہے۔ کہ کاتب نے محض رسول اللہ پر اکتفا کیا۔ اب۔ جد۔ بلد وغیرہ کی طرف نسبت نہیں فرمائی۔ کیونکہ اس نام میں کوئی التباس نہیں تھا۔ محمد بن عبد اللہ پر کوئی حرف زائد نہیں لکھا گیا۔ نیز حضرت جعفرؓ کی زوجہ اور عمارہ کی خالہ کا نام اسماء بنت عیسؓ تھا۔ اور ان کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت عیسؓ تھا یہ حدیث حضانتہ کے بارے میں قاعدہ کلیہ کا حکم رکھتی ہے۔ کہ جب والدہ نہ ہو تو خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ اس لئے اس سے حق حضانتہ پہنچتا ہے۔

### ترجمہ۔ مشرکین کے ساتھ صلح کرنا

### باب صلح من المشرکین

ترجمہ۔ اس بارے میں ابو سفیان سے مروی ہے اور عوف بن مالکؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ پھر تمہارے اور بنو الاصفہر یعنی رومیوں کے درمیان صلح ہوگی اور اس بارے میں سہل بن حنیفؓ۔ اسماءؓ۔ اور مسورؓ بھی جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حدیبیہ کے موقع پر مشرکین کے ساتھ تین چیزوں پر صلح فرمائی۔ ایک تو یہ کہ جو مشرک آپ کے پاس آئے گا آپ اسے واپس مشرکوں کے پاس لوٹا دیں گے۔ اور جو مسلمان ان مشرکوں کے پاس آئے گا اسے وہ واپس نہیں کریں گے۔ دوسری شرط یہ تھی کہ آپ آئندہ سال مکہ میں داخل ہوں گے اور تین دن تک وہاں قیام فرمائیں گے۔ اور مکہ میں داخلہ بغیر ہتھیاروں کے ہوگا۔ البتہ تلوار اپنے نیام میں اور کمان سوائے تیر اپنے ترکش میں ہوں گے حضرت ابو جندلؓ اپنی بیویوں سمیت چھوٹے چھوٹے قدم

فیہ عن ابی سفیان وقال عوف بن مالک عن النبی ﷺ ثم عن النبی ﷺ ثم تكون هدنة بينكم وبين بني الاصفهر فيه سهل بن حنيف واسماء والمصور عن النبی ﷺ وقال موسى بن مسعود الخ عن البراء بن عازب قال صالح النبی ﷺ المشركين يوم الحديبية على ثلاثة اشياء على ان من اتاه من المشركين رده اليهم ومن اتاهم من المسلمين لم يردوه وعلى ان يدخلها من قابل ويقيم بها ثلاثة ايام ولا يدخلها الا بجلبان السلاح السيف والقوس ونحوه فجاء ابو جندل يحجل في قيوده فرده اليهم قال لم يذكر مؤمل عن سفیان اباجندل وقال اباجلب السلاح ...

اٹھاتے ہوئے پہنچے۔ تو آپ نے اس کو مشرکوں کی طرف واپس کر دیا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ مؤمل نے امام سفیان ثوریؒ سے ابو جندل کا واقعہ ذکر نہیں کیا۔ البتہ الاجلب السلاح کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ

حدیث (۲۵۱۱) حدثنا محمد بن رافع الخ عن

ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ خرج معتمرًا فحال  
كفار قریش بینہ و بین البيت فنحر هديه و حلق  
راسه بالحدیبیة و قاضاهم ان یعتمر عام المقبل  
ولا یحمل سلاحا علیهم الا سیوفًا ولا یقیم بها  
الاما احبوا فاعتمر من العام المقبل فدخلها کما  
كان صالحهم فلما اقام بها ثلثا امروه ان یخرج  
فخرج .....

عمرہ کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو کفار قریش آپؐ کے اور  
بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ تو آپؐ نے اپنی قربانی کو ذبح  
فرمایا اور اپنا سر مبارک بھی حدیبیہ میں منڈوایا۔ اور ان مشرکین  
قریش سے اس بات پر صلح کر لی کہ آپؐ آئندہ سال عمرہ قضاء  
کریں گے اور ان پر ہتھیار اٹھا کر نہیں چلیں گے۔ البتہ تلواریں  
نیام میں رہیں گی اور مکہ معظمہ میں جب تک کفار پسند کریں گے  
آپؐ قیام فرمائیں گے۔ چنانچہ آپؐ نے اگلے سال عمرہ ادا کیا اور  
مکہ معظمہ میں اس طرح داخل ہوئے جیسے صلح ہوئی تھی۔  
جب تین دن تک آپؐ نے مکہ میں قیام فرمایا تو انہوں نے چلے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپؐ روانہ ہو گئے۔

حدیث (۲۵۱۲) حدثنا مسدد الخ عن  
سهل ابن ابی حشمة قال انطلق عبداللہ بن سهل  
ومحيصة ابن مسعود بن زيد الى خيبر وهي  
يومئذ صلح .....

ترجمہ۔ حضرت سل بن ابی حشمةؓ فرماتے ہیں کہ  
حضرت عبداللہ بن سل اور محیصہ بن مسعود بن زید  
خیبر کی طرف چلے جب کہ خیبر والوں سے ان دنوں صلح تھی  
یعنی یہودیوں کی مسلمانوں سے صلح تھی۔

## باب الصلح فی الدیة

حدیث (۲۵۱۳) حدثنا محمد بن عبد اللہ  
الانصاری الخ ان انسًا حدثهم ان الربیع وهی  
ابنة النضر كسرت ثنية جارية فطلبوا الارش  
وظلبوا العفو فابوا فاتوا النبي ﷺ فامرهم بالقصاص  
فقال انس بن النضر اتكسرت ثنية الربيع يا رسول الله  
لا والذي بعثك بالحق لا تكسرت ثنيها فقال يا انس  
كتاب الله القصاص فرضي القوم وعفوا

## ترجمہ۔ دیت کے بارے میں صلح کرنا

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ربیع جو نضر کی  
بیٹی تھی اس نے کسی نوجوان لڑکی کا اگلا دانت توڑ دیا تو اس کے  
وارثوں نے تادان اور دیت کا مطالبہ کیا ان لوگوں نے معافی کی  
درخواست کی۔ جس کا انہوں نے انکار کر دیا تو یہ لوگ جناب  
نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے قصاص لینے  
کا حکم دیا جس پر حضرت انس بن النضرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ کیا  
ربیع کا اگلا دانت قصاص میں توڑا جائے گا۔ قسم ہے اس ذات کی  
جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ایسا نہیں ہوگا یعنی اس کے

فقال النبی ﷺ ان من عباد الله من لواقسام  
على الله لابرہ زاد الفزاری عن حمید عن انس  
فرضی القوم وقبلوا الارش .....

جو اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتے ہیں۔ فزاری نے حضرت انسؓ سے یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں۔ کہ قوم راضی ہو گئی۔ اور انہوں نے دیت قبول کر لی۔

تشریح از قاسمی۔ ربیع یہ حضرت انس بن مالکؓ کی پھوپھی ہیں۔ انس بن النضر حضرت انس بن مالکؓ کے چچا ہیں احد میں شہید ہوئے۔ جاریہ سے مراد باندی نہیں بلکہ نوجوان عورت مراد ہے۔ لاتکسر یہ حکم کو رد کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کے فضل پر وثوق کرتے ہوئے عدم وقوع کی خبر دیتا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے ان من عباد الله الخ اسی وجہ سے ارشاد فرمایا کتاب الله القصاص یعنی کتاب الله القصاص لقوله تعالى السن بالسن والجروح قصاص۔

قبلوا الارش سے مصنفؒ نے دونوں روایتوں میں تطبیق بیان کر دی کہ ان لوگوں نے قصاص معاف کر کے دیت قبول کر لی ارش اگرچہ تاوان کو کہتے ہیں لیکن یہاں دیت مراد ہے۔

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن بن علیؓ کو خطاب کر کے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرادے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان دونوں کے درمیان صلح کرادے۔

**باب قول النبی ﷺ للحسن بن علیؓ ابی هذا سید ولعل الله ان يصلح به بین فئتين عظیمتین وقوله جل ذكره فاصلحوا بینہما**۔۔۔۔

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن بصریؒ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ کی قسم! حضرت حسن بن علیؓ۔ حضرت امیر معاویہؓ کے مقابل میں پہاڑوں کے برابر لشکر کی ٹولیاں لائے۔ جس پر عمرو بن العاصؓ نے کہا میں ایسے لشکر کی ٹولیاں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس وقت تک واپس نہیں پھریں گے جب تک کہ اپنے ہمسرہ حریفوں کو قتل نہ کر دیں۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا درمیان میں حضرت

حدیث (۲۵۱۴) حدثنا عبد الله بن محمد الخ عن  
ابی موسیٰؓ قال سمعت الحسن يقول استقبال  
والله الحسن بن علی معاویة بکتاب امثال الجبال  
فقال عمر و بن العاص انی لاری کتائب لا تولی  
حتى تقتل اقرانها فقال له معاویة وکان والله  
خیر الرجلین ای عمرو ان قتل هؤلاء هؤلاء هؤلاء



هؤلاء من لي بامور الناس من لي بنسائهم من لي بضيعتهم فبعث اليه رجلين من قریش من بنی عبد شمس عبدالرحمن بن سمرة وعبدالله ابن عامر بن كریز فقال اذهبا الي هذا الرجل فاعرضا عليه وقولا له واطلبا اليه فاتياه فدخل عليه فتكلموا وقالوا له فطلبنا اليه فقال لهما الحسن بن علي انا بنو عبد المطلب قد اصبنا من هذا المال وان هذه الامة قد عاثت في دمانها قالافانه يعرض عليك كذا وكذا ويطلب اليك ويسالك قال فمن لي بهذا قال نحن لك به فماسالهما شيئا الا قال نحن لك به فصالحه فقال الحسن ولقد سمعت ابا بكره يقول رایت رسول الله ﷺ على المنبر والحسن بن علي الى جنبه وهو يقبل على الناس مرة وعليه اخرى ويقول ان ابني هذا سيد ولعل الله يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين قال لي علي بن عبد الله انما ثبت لنا سماع الحسن من ابی بكره بهذا الحديث .....

حسن بصری کا مقولہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ دونوں آدمیوں میں سے بہتر آدمی تھے اسلئے کہ وہ صلح چاہتے تھے اور عمروان کو لڑائی کرنے پر اکساتا تھا تو حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا اے عمرو! کہ اگر ہمارے لشکر نے ان کے لشکر کو اور ان کے لشکر نے ہمارے لشکر کو قتل کر دیا تو عند اللہ ہم سے مواخذہ ہوگا پھر ان لوگوں کے معاملات کا کون ضامن ہوگا۔ ان کی عورتوں کی کون کفالت کرے گا۔ اور ان کے چوں اور کمزوروں کا کون ضامن ہوگا۔ کیونکہ اگر ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا تو وہ ضائع ہو جائیں گے۔ تو آپ نے بنی عبد شمس قریش کے دو آدمی عبدالرحمن بن سمرة اور عبداللہ بن عامرؓ کو حضرت حسنؓ کے پاس بھیجا۔ فرمانے لگے کہ تم دونوں اس حسرت حسنؓ کے پاس جاؤ اور ان پر صلح کو پیش کرو۔ اور اس بارے میں ان سے بات چیت کرو۔ اور ان کے مطالبوں کا ذمہ لے لو۔ چنانچہ وہ دونوں حضرات حضرت حسنؓ کے پاس پہنچے ہم کلام ہوئے صلح کے بارے میں بات چیت ہوئی۔ اور مطالبہ کی ذمہ داری قبول کی حضرت حسن بن علیؓ نے ان دونوں فرستادوں سے فرمایا کہ بے شک ہم عبد المطلب کی اولاد ہیں۔ ہم نے تو خلافت کے ذریعہ اس مال کو خلق خدا تک پہنچانا ہے۔ اور اب تک یہ امت محمدیہ اپنے خون بہا کر تباہ ہو چکی ہے۔ تو ان دونوں نے کہا اسی لئے تو حضرت

امیر معاویہؓ آپ کو صلح کی پیش کش کرتے ہیں۔ اور آپ سے آپ کے مطالبے پوچھتے ہیں۔ فرمایا میرے ان مطالبوں کے پورے کرنے کا کون ذمہ دار ہوگا۔ ان دونوں نے کہا ہم آپ کے لئے اس کے ذمہ دار ہیں۔ پس جس جس چیز کا حضرت حسنؓ نے مطالبہ کیا وہ دونوں یہی کہتے تھے کہ آپ کے لئے ذمہ داری لیتے ہیں۔ تو حضرت حسنؓ نے ان شرائط پر صلح کر لی۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرؓ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا جب کہ حضرت حسنؓ آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے کبھی آپ

لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان حضرت حسنؓ کی طرف اور فرماتے تھے بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان ان کے ذریعہ صلح کرادے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں میرے استاد حضرت علی المدینیؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کی بدولت حضرت حسن بصریؒ کا سماع حضرت ابو بکرؓ سے ہمارے نزدیک صحیح ثابت ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - استقبل الحسن الخ الحسن فاعل ہے۔ اور معاویہ مفعول ہے اور آپ کا آنا اس وقت ہے جب

کہ ان دونوں کے درمیان خلافت کے معاملہ میں جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ لاری کتائب میں حضرت امیر معاویہؓ کے لشکر کی مدح خوانی ہے تاکہ انہیں تسلی ہو گھبرانہ جائیں مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہیں۔ انا بنو عبد المطلب یعنی غرور سے ہم خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ بایں ہمہ شجاعت اور بہادری میں بھی مشہور و معروف ہیں تو اس سے اشارہ ہوا کہ ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں جنہیں کوئی ذلت اور نانت لاحق ہو۔

قد اصبنا کا مفعول محذوف ہے۔ یعنی الحق الذی لنا اور وہ خلافت ہے۔ من هذا المال کا فعل بدلنا محذوف ہے قرینہ مقام

کی وجہ سے کہ ہم اس مال کو امت میں خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ قد عاشت فی دماقہا اس سے اصحاب معاویہؓ کی طرف اشارہ ہے کہ جنہوں نے ان کے خون بہا کر انہیں تباہ کر دیا ہے اب بھی ہم ان کا خون بہانا چاہتے ہیں اور ان کے بدنوں کو ان گندے مادوں سے پاک صاف کرنا چاہتے ہیں جو انہیں لڑائی پر انگیختہ کرتے ہیں۔ یہاں تک تو ان کی سخت کلامی تھی جب حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے صلح کا پیغام پہنچا تو نرم پڑ گئے اور اپنے کلام میں نرمی پیدا کر لی اور فرمایا یہ جو تم صلح کا پیغام لائے ہو اس کا کون ذمہ دار ہے پھر مال کون خرچ کرے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسنؓ اور امیر معاویہؓ کی ملاقات سر زمین کوفہ سے ایک منزل دور

ہوئی۔ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد اہل کوفہ نے حضرت حسنؓ سے بیعت کر لی تھی اور اہل شام نے حضرت معاویہؓ سے بیعت کی تھی۔ اس مقام پر ملاقات ہوئی طویل مذاکرات ہوئے بلا آخر صلح ہو گئی کہ حضرت امام حسنؓ نے خلافت امیر معاویہؓ کے سپرد کر دی۔ امر و طاعت اقامت۔ کتاب اللہ۔ و سنت نبیہ پر بیعت کر کے کوفہ واپس آگئے بعد ازاں حضرت امیر معاویہؓ نے ہرہ کوفہ والوں سے اپنے لئے بیعت لی یہ سال سال جماعت کھلایا۔ کیونکہ لوگوں کا ایک خلیفہ پر اتفاق ہو گیا اور خانہ جنگی بند ہو گئی۔ طبرانی کے نزدیک وہ مقام مدائن ہے جہاں ان حضرات کی ملاقات ہوئی اور حضرت امیر معاویہؓ نے ایک دستخطی اور مرزہ دستاویز بھیجی کہ اس پر جو مرضی آئے آپ لکھ دیں آپ کی وہ تمام شرائط قبول کر لی جائیں گی۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ نے اس قصہ سے ان اتفاقات کی طرف اشارہ کیا ہے جو حضرت علیؓ کے قتل کے بعد پیش آئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ جب امر حکیم سے فارغ ہوئے تو کوفہ پہنچ کر یکے بعد دیگرے کئی مرتبہ اہل شام سے قتال کا پروگرام بنایا لیکن ایک مرتبہ تو خوارج کی جنگ نے نمروان میں آپ کو مشغول رکھا۔ یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے ۳۹ھ میں اہل عراق کے اختلاف کی وجہ سے تیاری نہ کر سکے پھر چالیس ہجری کو کوشش کی تو پھر خوارج اٹھ کھڑے ہوئے جنہوں نے آپ کو کوفہ واپس ہونے پر مجبور کر دیا۔ نیز حافظؒ فرماتے ہیں ان هذه الامه قد عاشت الخ کا مطلب یہ ہے کہ شامی اور عراقی دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو

قتل کر کے تباہ کر دیا ہے۔ پس یہ لوگ اس وقت تک جنگ بندی نہیں کریں گے جب تک ان کو عام معافی نہ دی جائے اور مال خرچ کر کے ان کی تالیف قلوب کی جائے۔ اور فتنہ کو دبا دیا جائے۔ اس لئے انہوں نے صلح میں ایسی شرائط رکھیں جن سے اموال کپڑے غذا وغیرہ جن کی ان افراد کو ضرورت تھی جمع ہو جائے۔ تاکہ پھر اسے ان میں تقسیم کیا جاسکے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس سارے واقعہ سے حضرت حسنؓ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے ملک اور دولت کو چھوڑ کر عائد اللہ کی طرف رغبت کی یہ کسی علت ذلت اور قلت کی وجہ سے نہیں تھا۔ ورنہ چالیس ہزار آدمی موت پر ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے لیکن انہوں نے محض مصلحت دینی اور امت کی بھلائی کے لئے صلح کر لی اور خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ بناءً علیہ جس کا نام خود جناب رسول اللہ ﷺ نے سید رکھا ہو اس سے بڑا سید کون ہو سکتا ہے۔ لیکن مخالفین نے جب آپ کو عار المؤمنین کہا تو آپ نے فرمایا العار خیر من النار کہ عار جنم کی آگ سے بہتر ہے اور بعض نے کہا۔ سودت وجوہ المؤمنین کہ آپ نے مؤمنوں کے چہرے سیاہ کر دیئے۔ شیخ گنگوہیؒ نے کوکب میں اس کی یہ توجیہ بیان فرمائی ہے کہ ان مؤمنین کی رسوائی ہوئی جنہوں نے آپ کی نصرت ترک کر کے آپ کو بیعت پر مجبور کر دیا۔ تو اس میں آپ کی منقصہ نہیں ہے بلکہ سوا کو انہوں نے اپنی طرف منسوب کیا۔

**تشریح از قاسمی** - عبدالرحمن بن سمرہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے جنہوں نے سجستان فتح کیا۔ بسرہ میں یامرو میں ۵۱ھ میں وفات ہوئی۔ عبد اللہ بن عامر قریشی ہیں۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر تیرہ سال تھی انہوں نے خراسان۔ اصفہان۔ کرمان فتح کئے اور اپنے دور ولایت میں کمرئی کو قتل کیا۔ نیشاپور سے اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے احرام باندھ آئے اور ۵۹ھ میں وفات پا گئے۔

## باب ہل یشیر الامام بالصلح

ترجمہ۔ کیا امام و حاکم صلح کرنے کا مشورہ دے سکتا ہے۔

حدیث (۲۵۱۵) حدثنا اسمعیل بن ابی

اویس الخ قالت سمعت عائشة تقول سمع

رسول الله ﷺ صوت خصوم بالباب عالية

اصواتهما فخرج اليهما رسول الله ﷺ فقال

این المتالی علی الله لا یفعل المعروف فقال

انا یارسول الله وله ای ذلک احب ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ

ﷺ نے اپنے دروازے پر دو جھگڑنے والوں کی آواز سنی جن کی

آوازیں اونچی ہو رہی تھیں ایک کہہ رہا تھا کہ خدا کیلئے کچھ قرضہ

معاف کر دو۔ اور دوسرے میں کچھ نرمی بر تو تاکہ میں اسے ادا

کر سکوں۔ اور دوسرا کہتا تھا کہ اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا

جناب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے پوچھا کہ کہاں

ہے اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے میں مبالغہ کرنے والا جو کہتا ہے کہ

نیکی کا کام نہیں کروں گا قسم کھانے والے نے کہا یا رسول اللہ! میں موجود ہوں میرا حریف میرے مال میں سے جس کو پسند کرے وہ اس کا ہے

تشریح از شیخ گنگوہی۔ امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے یہ بتانا ہے کہ امام و حاکم ایک ایسے فیصلے کا حکم دے سکتا ہے جس میں فریقین کی بھلائی ہو۔ اگر اس میں ایک کی حق ادائیگی میں دیر لگ جائے۔ جس میں اس کا کثیر ضرر و نقصان نہ ہو۔ اگر فریق ثانی راضی نہ ہو تو امام اس کے بعد پوری حق ادائیگی کا حکم دینے کا مجاز ہے۔ اگرچہ اس میں مقروض کا نقصان ہے۔

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ کا عبد اللہ بن ابی حدرد اسلمیؓ پر مالی قرضہ تھا۔ دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت کعبؓ اسے چٹ گئے۔ یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں جناب نبی اکرم ﷺ کا ان کے پاس سے گذر ہوا۔ تو آپؐ نے حضرت کعبؓ کو ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا گویا کہ نصف لینے کا حکم دے رہے تھے۔ تو حضرت کعبؓ نے اپنا نصف قرضہ تو وصول کر لیا اور نصف کو معاف کر دیا۔

حدیث (۲۵۱۶) حدثنا یحییٰ بن بکیر الخ  
عن کعب بن مالک انه کان له علی عبد اللہ بن ابی  
حدرد الاسلمی مال فلقیہ فلزمہ حتی ارتفعت  
اصواتہما فمر بہما النبی ﷺ فقال یا کعب فاشار  
بیدہ کانه یقول النصف فاخذ نصف ما علیہ  
وترک نصفاً.....

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس باب کے انعقاد سے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جمہور تو فرماتے ہیں کہ حاکم کو صلح کے حکم دینے کا اختیار ہے۔ اگرچہ اس میں احد الخصمین کی حق تلفی بھی ہوتی ہو۔ جیسا کہ حدیث باب سے ثابت ہے۔ لیکن النبیؐ فرماتے ہیں کہ کسی کی حق تلفی کرنے کا حاکم کو اختیار نہیں ہے۔ لیکن اشار بیدہ سے صلح ثابت ہو رہی ہے۔ اس سے کیسے انکار کیا جاسکتا ہے۔ اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ ردو الخصوم حتی یصطلحوا فان فصل القضاء یحدث فی القوم القفائن یعنی بھگڑا کرنے والوں کو صلح کی طرف لے آؤ۔ کیونکہ قاضی کا فیصلہ قوم میں بغض پیدا کرتا ہے۔ البتہ ظلم کی صورت میں کسی کو صلح پر مجبور نہ کیا جائے۔ ظالم کو ضرور سزا ملنی چاہیے ورنہ بنی آدم پر ظلم ہو گئے گا۔

ترجمہ۔ لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی فضیلت  
اور ان کے درمیان عدل و انصاف کرنا

باب فضل الصلاح بین الناس  
والعدل بینہم۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کے ہر عضو کے ہر جوڑ پر صدقہ ہر اس دن کے اندر ہے جس میں سورج طلوع کرتا ہے اور جو شخص لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کرتا ہے یہ بھی اس کا صدقہ ہے۔

حدیث (۲۵۱۷) حدثنا اسحق الخ  
ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ کل سلامی  
من الناس علیہ صدقۃ کل یوم تطلع فیہ الشمس  
یعدل بین الناس صدقۃ.....

**تشریح از قاسمی** - يعدل کا فاعل الشخص ہے۔ جو العدل کی تقدیر میں مبتداء ہوگا۔ اور صدقہ خبرنے گی۔ تسمع بالمعیدی کی طرح حدیث کو ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ فیصلہ کرنے سے مقصود عدل و انصاف قائم کرنا ہے۔ اور جھگڑا مٹانا ہے یا یہ کہ سب لوگ تو حاکم نہیں ہوتے پس حکام کی طرف سے عدل کرنے کا حکم ہے۔ اور غیر حکام اصلاح بین الناس کا فریضہ انجام دیں گے۔

## باب اذا اشار الامام بالصلح

### فابی حکم علیہ بالحکم البین

ترجمہ۔ جب حاکم صلح کرنے کا مشورہ دے لیکن خصم صلح سے انکار کر دے تو حاکم شریعت کے واضح حکم کے ساتھ فیصلہ کرے

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیرؓ نے خبر دی کہ ان کے باپ حضرت زبیرؓ حدیث بیان کرتے تھے کہ ان کا ایک ایسے انصاری کے ساتھ حرہ زمین کی (غول) تالی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا جس کے ذریعہ وہ دونوں پانی پلاتے تھے۔ اور وہ انصاری بدری صحابی تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ تم اپنی زمین کو پانی پلا کر اپنے ہمسائے کے لئے پانی چھوڑ دیا کرو۔ جس پر انصاری غضب ناک ہو گیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ! یہ فیصلہ آپؐ نے اس لئے دیا کہ حضرت زبیرؓ آپؐ کی چھو بھی کے بچے ہیں جس پر جناب رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور متغیر ہو گیا فرمایا اے زبیر! زمین کو پانی پلاؤ اور اس وقت تک پانی روکے رکھو جب تک کہ دیوار تک نہ پہنچ جائے۔ پس اس وقت جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کا پورا حق محفوظ کر دیا۔ اور اس سے پہلے آپؐ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو اپنی رائے سے مشورہ دیا تھا جس میں ان کے لئے اور انصاری کے لئے فراخی تھی۔ لیکن جب انصاری نے جناب رسول اللہ ﷺ کو غصہ دلایا تو آپؐ نے اپنے صریح حکم سے حضرت زبیرؓ کا پورا حق محفوظ کر دیا۔ حضرت

حدیث (۲۵۱۸) حدثنا ابو الیمان النخعی عن عروہ بن الزبیرؓ ان الزبیرؓ کان یحدث انه خاصم رجلا من الانصار قد شهد بدرألی رسول اللہ ﷺ فی شراج من الحرۃ کانا یسقیان بہ کلاهما رسول اللہ ﷺ للزبیرؓ یرزقہ من ارضہ الی جارك فغضب الانصاری فقال یا رسول اللہ ان کان ابن عمک فتلون وجہ رسول اللہ ﷺ ثم قال اسق ثم احبس حتی یبلغ الجدر فاستوعی رسول اللہ ﷺ قبل ذلك اشار علی الزبیرؓ برای سعة له وللانصار فلما احفظ الانصاری رسول اللہ ﷺ استوعی للزبیرؓ حقه فی صریح الحکم قال عروہ قال الزبیرؓ واللہ ما احسب هذه الایۃ نزلت الا فی ذلك فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموا فیما شجر بینہم الایۃ .....

عروہؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ حضرت زبیرؓ فرماتے تھے کہ اللہ کی قسم! میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ اسی بارے میں نازل ہوئی ہے ترجمہ۔ تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے جھگڑوں میں آپؐ کو فیصلہ تسلیم نہ کر لیں۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ** - برای سعةً له یہ مجرور علی البدلیۃ ہے۔ یا اضافۃً بیا نیہ کی صورت میں رای سعة کی طرف مضاف ہے۔ اور تیسری صورت یہ ہے کہ اسے منصوب پڑھا جائے۔ جب کہ یہ مفعول نہ ہو۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ** - الحکم البین سے مراد حکم ظاہر ہے۔ یعنی جو حق واضح ظاہر ہو۔ احفظ بمعنی اغضب سعةً ای للسعة۔ جس کے معنی مصالحت کے ہوں گے۔ شراج کے معنی غول کے۔ حرة کالے کالے پتھروں والی زمین۔ حضرت زبیرؓ لی لی صفیہ بنت عبد المطلب کے چچے تھے۔ استوعی بمعنی استوفی یہ حدیث کتاب الشرح میں گزر چکی ہے۔

**باب الصلح بین الغرماء واصحاب الميراث والمجازفة فی ذلك**

وقال ابن عباسؓ لا باس ان يتخارج الشريكان فيأخذ هذا ديناً وهذا عينا فان لوى لاحدهما لم يرجع على صاحبه ....

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر دو شریک اس طرح صلح کر لیں کہ ایک قرض لے لے اور دوسرا نقد حاصل کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر ان میں سے ایک حصہ ہلاک ہو جائے تو وہ دوسرے سے بعد تقسیم رجوع نہیں کر سکتا۔

حدیث (۲۵۱۹) حدثنا ابن بشار الخ عن جابر بن عبد اللهؓ قال توفي ابي وعليه فعرضت علي غرمائه ان يأخذوا التمر بما عليه فابوا ولم يروا ان فيه وفاءً فاتيت النبي ﷺ فذكرت ذلك له فقال اذا جددته فوضعت في المريد اذنت رسول الله ﷺ فبأء ومعه ابوبكر وعمر فجلس عليه ودعا بالبركة ثم قال ادع غرماءك فافهمهم فماترتك احدا له علي ابي دين الاقصيته وفضل ثلثة عشر وسقاسبعة عجة وستة لون اوستة عجة وسبعة لون فوافيت مع رسول الله ﷺ المغرب فذكرت

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ میرے باپ وفات پا گئے کہ ان پر قرضہ تھا تو میں نے ان کے قرض خواہوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ وہ اس قرض کے بدلہ میں میری تمام کھجور قبول کر لیں۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس سے ان کا قرضہ پورا نہ ہوگا۔ جس کی بنا پر میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ جب تم کھجوروں کو کاٹ کر باڑے میں رکھو تو اللہ کے رسول کو اس کی اطلاع کرو۔ چنانچہ آپؐ تشریف لائے جب کہ آپؐ کے ہمراہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ آپؐ اس ڈھیر پر بیٹھ گئے۔ اور برکت کی دعا فرمائی پھر مجھے فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلا کر ان کو قرضہ پورا داکر دو۔

ذلك له فضحك فقال انت ابا بكر وعمر فاخبرهما  
فقالا لقد علمنا اذ صنع رسول الله ﷺ ما صنع  
ان سيكون ذلك وقال هشام عن وهب عن جابر  
صلوة العصر ولم يذكر ابا بكر ولا ضحك وقال  
وترك ابى عليه ثلثين وسقادين فقال ابن اسحق  
عن وهب عن جابر صلوة الظهر .....

پس میں نے کسی ایسے شخص کو نہ چھوڑا جس کا میرے باپ کے  
ذمہ قرضہ تھا۔ مگر یہ کہ میں نے اس کو پورا دیا۔ پھر بھی تیرہ  
وسق کمجور چ رہی۔ سات وسق عجوہ اور چھ وسق رلی ملی۔ یا چھ وسق  
عجوہ اور سات وسق رلی ملی۔ پس مغرب کی نماز میں میرا جناب  
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اتفاق ہوا جس کا میں نے آپ سے  
ذکر کیا۔ جس پر آپ ہنس دیئے۔ اور فرمایا کہ حضرت ابو بکر اور  
حضرت عمرؓ کے پاس جا کر ان کو خبر دو تو ان دونوں حضرات نے

فرمایا کہ بے شک جو کچھ ہونے والا تھا ہم اس وقت جان گئے تھے جب جناب رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کہا۔ هشام حضرت جابرؓ سے عمر کی  
نماز کا ذکر کرتے ہیں۔ ابو بکر اور آپ کے ٹھک یعنی ہنسی کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ یوں کہا کہ میرا باپ اپنے تئیں وسق کمجور کا قرضہ چھوڑ گیا۔ اور  
ابن اسحق حضرت جابرؓ سے ظہر کی نماز کا ذکر کرتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ محمد حسن کئی نے قطب منگوہیؒ کی تقریب سے اختلاف روایات کا جواب بول دیا ہے کہ  
در اصل حضرت جابرؓ قرض خواہوں کا قرضہ ادا کر کے بار بار آپ کو اطلاع دینے آئے ہیں۔ بعض کا قرضہ ادا کر کے ظہر کی نماز میں اطلاع کی  
دوسرے بعض کا ادا کر کے عصر کی نماز میں اطلاع کی۔ اور تیسرے گروہ کا قرضہ ادا کر کے مغرب میں اطلاع کی۔ اس طرح روایات جمع  
ہو جائیں گی۔ اور حضرت ابو بکر اور عمرؓ کو خبر دینے کا اس لئے فرمایا تاکہ وہ معجزہ اور قرضہ کی ادائیگی سے خوش ہو جائیں۔ پہلی مرتبہ صرف  
حضرت عمرؓ کے متعلق فرمایا۔ دوسری مرتبہ دونوں حضرات کا ذکر کیا۔ کیونکہ دونوں حضرات اس واقعہ کا علم رکھتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ترجمہ میں والمجازفة فی ذلك فرما کر تعبیہ کر دی کہ ادائیگی قرضہ کی صورت میں اگرچہ عوض معاوضہ  
ایک ہی جنس سے ہو تو اس میں اندازے سے ادا کرنا جائز ہے۔ نہی اس لئے شامل نہیں ہو گی کہ طرفین میں مقابلہ نہیں ہے۔ عجوہ مدینہ کی  
بہترین کمجور میں سے ہے۔ اور لون و قل جو رلی ملی کمجور کی قسم ہے۔ اگر اشکال ہو کہ کتاب الاستقراز میں گذرا ہے کہ سترہ وسق  
مکے تھے۔ اس جگہ تیرہ وسق کا ذکر ہے۔ اور وضع الدین میں ہے کہ ساری کی ساری کمجور چ رہی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کو کسی نے  
ہاتھ نہیں لگایا۔ تو مطالعہ کیسے ہو گی۔ جواب یہ ہے کہ عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ ممکن ہے کہ ادائیگی قرضہ کے بعد اور زمین کے  
دوسرے مصارف سے پہلے سترہ وسق ہوں۔ اور وضع دین اور خرچ ارض کے بعد خالص ان کو تیرہ وسق بچے ہوں۔ اور سب کا باقی رہ جانا  
جناب رسول اللہ ﷺ کی برکت سے تھا۔ یاد رکھنے میں ایسا معلوم ہوتا تھا۔ شاید اصل تو سترہ وسق ہوں۔ قرض خواہوں کی پوری ادائیگی کیلئے  
اللہ تعالیٰ نے اس میں زیادتی فرمادی۔ اور اختلاف اوقات صلوٰۃ کا ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ مقصود اصلی تو جناب کی برکت کا بتلانا تھا۔

جو کمجوروں میں پیدا ہوئی اس کو روایت نے میان کر دیا۔ تعین صلوة میں اختلاف اصل حدیث میں قاض نہیں ہے۔

## باب الصلح بالدين والعین

ترجمہ۔ قرضہ اور نقد کی صورت میں صلح کرنا

حدیث (۲۵۲۰) حدثنا محمد بن عبد الله

ان كعب بن مالك اخبره انه تقاضى ابن حذاف دينا  
كان له عليه في عهد رسول الله ﷺ في المسجد  
فارتفعت اصواتهما حتى سمعها رسول الله ﷺ  
وهو في بيت فخرج رسول الله ﷺ اليهما حتى  
كشف سجف حجرته فنادى كعب بن مالك  
فقال يا كعب قال ليك يا رسول الله فاشار بيده  
ان ضع الشطر فقال كعب قد فعلت يا رسول الله  
فقال رسول الله ﷺ قم فاقضه .....

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے  
ابن ابی حذاف سے اپنے اس قرضہ کا مسجد کے اندر جناب رسول اللہ  
کے زمانہ میں مطالبہ کیا جو ان کے ذمہ تھا۔ جس پر ان دونوں کی  
آوازیں اس قدر بلند ہو گئیں کہ ان کو جناب رسول اللہ ﷺ نے  
اپنے گھر میں سن لیا آپؐ باہر آگئے پاس تشریف لائے یہاں تک  
کہ اپنے حجرے کے دروازے کا پردہ کھول دیا۔ اور حضرت کعب  
بن مالکؓ کو پکارا فرمایا اے کعب! انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ  
میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے  
فرمایا کہ آدھا قرضہ معاف کر دو۔ حضرت کعبؓ نے جواب دیا  
یا رسول اللہ! میں نے ایسا کر دیا۔ جس پر آپؐ نے مقروض سے  
فرمایا اٹھو اور آدھا قرضہ نقد لو کر دو۔

تشریح از قاسمی۔ اگر سوال ہو کہ حدیث میں ذہین کا ذکر تو ہے عین کا بیان نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا کہ عین یعنی نقد کو

قرضہ پر قیاس کیا۔ جب قرضہ میں صلح ہو سکتی ہے تو نقد میں بھی ہلہرق اولی ہوگی۔



بسم الله الرحمن الرحيم

# کتاب الشروط

باب ما يجوز من الشروط

فی الاسلام والاحکام والمبايعه

ترجمہ۔ کون کون سی شرطیں اسلام لانے میں

احکام اور بیعت میں جائز ہیں۔

حدیث (۲۵۲۱) حدثنا يحيى بن بكير الخ

اخبرني عروة بن الزبير انه سمع مروان والمصور

بن مخزومه يخبران عن اصحاب رسول الله ﷺ

قال لما كتب سهيل بن عمر ويومئذ كان فيما

اشترط سهيل بن عمرو على النبي ﷺ انه

لا ياتيك منا احد وان كان على دينك الا رد دته

الينا وخليت بيننا وبينه فكره المؤمنون ذلك

وامتعصوا منه وابى سهيل الا ذلك فكتبه النبي

ﷺ على ذلك فرد يومئذ ابا جندل الى ابيه

سهيل بن عمرو ولم ياته احد من الرجال الا ردده

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیرؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے

مروان اور مسور بن مخزومہؓ سے سنا دونوں حضرات صحابہؓ رسول اللہ

ﷺ سے خبر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ جب سہیل بن عمرو نے صلح

حدیبیہ کا صلح نامہ لکھوایا تو سہیل بن عمرو نے جو شرطیں آپ

نبی اکرم ﷺ پر رکھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ہمارا

جو آدمی بھی آپ کے پاس آئے گا خواہ وہ آپ کے دین پر کیوں

نہ ہو آپ کو اسے ہمارے پاس واپس کرنا لازم ہوگا۔ آپ ہمارے

اور اس کے درمیان راستہ خالی کر دیں گے اس شرط کو مسلمانوں

نے ناپسند کیا۔ اور اس سے غضبناک ہوئے۔ اور سہیل اسی لہ

لکھواتا چاہتا تھا چنانچہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس شرط کو وضو دیا

پس اسی دن ابو جندل کو ان کے باپ سہیل بن عمرو کے پاس

واپس کر دیا اور مردوں میں سے کوئی آدمی بھی اس حدت کے اندر نہ آیا۔ اگرچہ وہ مسلمان بھی تھا تب بھی آپؐ نے اسے واپس کر دیا اب کچھ مؤمن عورتیں بھی ہجرت کر کے آئیں۔ ان عورتوں میں سے جو جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کر کے آئیں عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم بھی تھیں جو نوجوان لڑکی تھی ان کے خاندان کے لوگ ولید اور عمارہ ابی معیط آئے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ سے حسب معاہدہ ان کی واپسی کا مطالبہ کیا لیکن آپؐ نے قرآن مجید کی اس آیت کے نزول کی وجہ سے اسے واپس نہ کیا جو عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ جب مؤمن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کا امتحان لو اللہ تعالیٰ تو ان کے ایمان کو خوب جاننے والا ہے پس اگر تمہیں بھی ان کے مؤمن ہونے کا یقین ہو جائے تو پھر انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے مجھے خبر دی کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس آیت کی وجہ سے ان عورتوں کا امتحان لیتے تھے۔ یا ایہا الذین امنوا اذا جاءکم المؤمنات الخ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ امنوا اذا جاءکم المؤمنات الخ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان میں سے جو عورت بھی اس شرط کا اقرار کر لیتی تو جناب رسول اللہ ﷺ اس سے فرماتے کہ میں نے اس کلام کے ذریعہ جو اس سے آپؐ فرماتے تھے بیعت کر لیا۔ اللہ کی قسم! آپؐ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو کبھی بھی بیعت کرتے وقت نہیں چھوؤا۔ کیونکہ آپؐ صرف قول سے ہی عورتوں کو بیعت کرتے تھے۔

فی تلك المدة وان كان ملصقا وجاء المؤمنات مهاجرات وكانت ام كلثوم بنت عقبة بن ابی معیط ممن خرج الى رسول الله ﷺ يومئذ وهی عاتق فجاء اهلها يستلون النبی ﷺ ان يرجعها اليهم فلم يرجعها اليهم لما نزل الله فيهن اذا جاءکم المؤمنات مهاجرات فامتنحوهن الله اعلم بايمانهن فان علمتموهن مؤمنات فلا ترجعهن الى الکفار الاية قال عروة فاخبرتني عائشة ان رسول الله ﷺ كان يمتحنهن بهذه الاية يا ايها الذين امنوا اذا جاءکم المؤمنات مهاجرات فامتنحوهن الى غفور رحيم قال عروة قالت عائشة فمن اقر بهذا الشرط منهن قال لہا رسول الله ﷺ قد بايعتك كلاما يكلمها به والله مامست يده يد امرأة قط في المبايعه وما يبايعهن الا بقوله.

ترجمہ۔ حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تو آپؐ نے مجھ پر شرط لگائی کہ ہر مسلمان سے خیر خواہی کرو گے۔

حدیث (۲۵۲۲) حدثنا ابو نعیم الخ قال سمعت جریراً یقول بايعت رسول الله ﷺ فاشترط علی والنصح لكل مسلم.....

ترجمہ۔ حضرت جریر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں میں نے جناب

حدیث (۲۵۲۳) حدثنا مسدد الخ عن جریر بن

عبداللہ قال بايعة رسول اللہ ﷺ علی اقام الصلوة و ايتاء الزکوة والنصح لكل مسلم.

رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی نماز کو پابندی سے ادا کرنے  
زکوٰۃ کو باقاعدگی سے ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ  
خیر خواہی کرنے پر۔

تشریح از شیخ منگوہی۔ باب ما يجوز من الشروط الخ بظاہر اس باب کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ امام بخاریؒ ثابت کرنا  
چاہتے ہیں کہ جو شرط شریعت کے مخالف ہو وہ مردود ہے۔ اس کے مقتضی پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جو شرط شرع کے موافق ہو اس کا  
پورا کرنا ضروری اور احق ہے۔ دلیل یہ ہے کہ عورتیں شرط میں داخل تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے واپسی کے حکم کو منسوخ کر دیا۔  
نیز عورتوں کی واپسی فتنہ کا باعث بنتی کیونکہ مردوں کو تو ان کے چنگل سے نکلنے اور فرار ہونے کی قدرت تھی لیکن عورتوں کو واپس کرنے  
کا مطلب یہ ہوتا کہ انہیں ان کے فروغ پر بھی قدرت ہوتی حالانکہ لن يجعل الله للكا فوين على المؤمنين سبيلا اس لئے اللہ تعالیٰ  
نے اپنے نبی کو ان عورتوں کے واپس کرنے سے روک دیا۔ اس میں نہ جناب نبی اکرم ﷺ نے عہد کی مخالفت کی اور نہ ہی کفار اس مخالفت پر  
خاموش رہے۔ بلکہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کر لیا جو ان پر واجب تھا۔ کفار مکہ نے جب سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کر کے  
مسلمانوں کو عورتوں کی واپسی کرنے سے روک دیا ہے تو وہ بھی خاموش ہو گئے۔ کہ اس حکم کے بعد وہ مسلمان ان کو رد کرنے کے نہیں۔  
مخالفت کی صورت میں لڑائی ہوتی۔ لڑائیوں نے ان کی کمرہمت توزدی تھی۔ اب ان میں اس کی سکت نہیں رہی تھی۔ پھر صلح کے لئے حیلے  
بہانے تلاش کرنے پڑتے۔ اس لئے وہ خاموش رہے اور اس مخالفت کی پرواہ نہ کی۔ نیز! ممکن ہے کہ معاہدہ ایک ایسے عمومی لفظ سے منعقد  
ہوا ہو جس میں عموم جنسی اور نوعی دونوں کا احتمال تھا۔ کفار نے عموم جنسی سمجھا جو مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل تھا اور جناب نبی اکرم  
ﷺ نے اسے عموم نوعی پر محمول کیا جو صرف مردوں کو شامل تھا۔ عورتوں کو شامل نہیں تھا۔ جب مہاجرات آئیں تو ہر فریق کو اس کی  
مراد کا علم ہو گیا لیکن کفار نے اس کی پرواہ نہ کی اور مسلمانوں کے مقصد کو تسلیم کر لیا۔ بدیں وجہ کہ مسلمان ان کے سب مطالبے مان چکے تھے  
لیکن اس توجیہ پر باب کا انعقاد مناسب نہیں ہو گا۔ البتہ اگر صرف رد جال کی شرط کا اعتبار کیا جائے تو پھر روایت کا باب کے تحت لانا صحیح  
ہو سکتا ہے۔ اس لئے جناب نبی اکرم ﷺ کو مسلمانوں پر اعتماد تھا کہ اگر ان کو دار الحکفر میں واپس بھیجا گیا تب بھی ان کے دین میں کوئی نقص  
نہیں آئے گا۔ اس لئے آپ نے رد مسلم کی شرط مان لی۔ تو اب امر شرعی کی مخالفت بھی نہ ہوئی۔ البتہ اب غیر نبی کے لئے ایسی خلاف شرع  
شرط تسلیم کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ کسی کے حال پر کون اب اعتماد کر سکتا ہے۔ نبی کی تو وحی رہنمائی کرتی تھی۔ وہ ہند ہے اب یہاں اشکال یہ ہے  
کہ اس باب میں جو روایات وارد ہوئی ہیں ان سے وہ اشتراط شروط فی الاسلام پر دال ہیں۔ احکام اور مبايعت کا ذکر نہیں ہے۔ تو جو کہا جائے گا  
کہ حضرت جریرؓ کی روایت میں مبايعت ہلی الاحکام کا بیان ہے۔ اقام الصلوة ايتاء الزکوة یہ اشتراط فی الاحکام ہوا۔ یا یوں  
کہا جائے کہ النصح لكل مسلم ہر عقد کو شامل ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے علی ان لا یشرکن بالله شیئا ولا یسر قن الخ  
ہر حکم کو شامل ہے۔

**فکرہ المؤمنون** ذلک اس سے معلوم ہوا کہ جو شرط شرع کے خلاف ہو وہ مردود ہے اس لئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی ناپسندیدگی کو رد نہیں فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان کی کراہت حق تھی۔ مگر چونکہ یہ شرط کئی مصالح پر مبنی تھی جن کا غیر نبی کو علم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ کے لئے شرط لگانا جائز۔ دوسرے کے لئے ناجائز ہے۔

**کان یمتحنہن الخ** اس امتحان سے معلوم ہو جائے گا کہ اگر وہ مومنات ہیں تو ان چھ اشیاء مذکورہ کا اعتراف کریں گی۔ اور غیر مومنات ہیں تو انکار کر دیں گی۔

**تشریح از شیخ زکریا**۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ شرط کے لغوی معنی علامت کے ہیں اور اصطلاح شرع میں مایقوف علیہ وجود الشیء ولم یکن داخل فیہ یعنی شرط وہ ہے جس پر کسی چیز کا موجود ہونا موقوف ہو۔ اور خود وہ اس شے کے اندر داخل نہ ہو۔ قطب گنگوہیؒ نے مومنات مہاجرات کے بارے میں جو دو احتمال بیان فرمائے ہیں۔ حضرات علماء مفسرین رحمہم اللہ کے بھی اس بارے میں دو قول ہیں۔ خازن۔ صاحب الجمل اور قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا اختلاف ہے کہ آیا ذنبا صلیح نامہ میں داخل تھا یا نہیں۔ اگر داخل تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے صریح حکم سے منسوخ فرمادیا۔ اور بعض فرماتے ہیں سببہ تخصیص ہے۔ یا تنقید ہے کہ مطلق مقید بالرجال کیا گیا۔ عورتیں اس سے خارج ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ عورتیں دل کی کمزور ہوتی ہیں۔ جبر کے وقت دین سے پھرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ دوسرے مردوں کے چنگل سے نکلنے کے واسطے بے خبر ہوتی ہے اس لئے ان کو خاص کر لیا گیا۔ چنانچہ ایک روایت میں وارد ہے کہ شرط رجال کیلئے تھی۔ نساء کیلئے نہیں تھی۔ میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے یہاں عورتوں کا استثناء مقدر تھا تو عہد نامہ کے الفاظ میں لایاتیک منا رجل وارد ہوا۔ جس سے کفار نے عموم سمجھا۔ کیونکہ عورتیں عموماً مردوں کے تابع ہوتی ہیں۔ لیکن جب مہاجرات آئیں تو اللہ تعالیٰ نے عہد کو مردوں کے ساتھ خاص کر دیا۔ اس صورت میں جس روایت میں لایاتیک منا احد روایت بالسنی ہو گی۔

**لاھن حل لھم الآیۃ** معنی میں ہے کہ عورت مرد سے تین امور کی وجہ سے جدا ہوتی ہے۔ کہ اگر کافر سے نکاح کرے تو وہ قرآنی حکم کے خلاف ہے۔ لاھن حل لھم یادہ اسے حلال سمجھے گا یا اسے مجبور کرے گا۔ تو عورت محفوظ نہ ہوئی۔ قلب ضعیف چلے اور تدابیر سے ناواقف۔ اس لئے اس کا دین سے پھر جانا ممکن الوقوع ہے یہ فتنہ ہوا۔ تیسرے عادت یہ ہے کہ عورت بھاگنے اور خلاصی پر قدرت نہیں رکھتی۔ مرد ماہر ہوتا ہے۔

**صلح المشرکین** علماء کا اجماع ہے کہ دار الحرب سے ہجرت کرنا مردوں اور عورتوں دونوں پر فرض ہے۔ کسی کو ان سے صلح کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ البتہ خلیفہ اور اس کا نائب ایسا کر سکتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے انابری من مسلم بین مشرکین یہاں احناف کا قول ہے۔ شوافع کے یہاں تفصیل ہے۔

**ما یجوز من الشروط** حافظ فرماتے ہیں کہ اس باب میں ما یجوز وما لا یجوز دونوں کا بیان ہے فی الاسلام کا مطلب ہے

فی دخول الاسلام مثلاً کافر یہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ مجھے ایک شر سے دوسرے شر منتقل نہ کیا جائے۔ لیکن یہ شرط ناجائز ہے کہ نماز نہیں پڑھے گا یا زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا۔

**کروہ المؤمنون** شیخ گنگوہیؒ نے مسلک حنفیہ کے مطابق فرمایا کہ غیر نبی کے لئے اس قسم کی شرط کا جواز نہیں ہے اور جو لوگ جواز کے قائل ہیں وہ کراہت کو کراہت طبعی پر محمول کرتے ہیں۔ جیسے حضرت عمرؓ سے ابتداء میں صدور ہوا۔

ترجمہ۔ جب کوئی ایسی کھجور کا درخت پچے جس کی پیوند کاری کی گئی ہو۔

## باب اذاباع نخل اقدابر

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے پیوند کردہ کھجور کا پودا بیچا تو اس کا پھل بائع کے لئے ہوگا البتہ اگر مشتری شرط لگائے تو پھر اس کا ہوگا۔

حدیث (۲۵۲۴) حدثنا عبد اللہ بن یوسف النع عن عبد اللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال من باع نخل اقدابر فثمرتھا للبائع الا ان یشرط المبتاع

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ**۔ اذا اشترط المبتاع یعنی اگر کسی نے بیع میں ایسی شرط لگائی جو مقتضی عقد کے خلاف ہو تو وہ شرع کے بھی خلاف ہوگی اس لئے مقتضی عقد کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ امام بخاریؒ نے جواب شرط کو ذکر نہیں فرمایا خبر پر استقفا کرتے ہوئے کہ ثمرہ بائع کا ہوگا حدیث گزر چکی ہے۔

ترجمہ۔ خرید و فروخت میں شرطیں لگانا

## باب الشروط فی البیع

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ خبر دیتی ہیں کہ حضرت بریرہؓ ان کے پاس آئیں جو ان سے اپنے بدل کتات کے بارے میں مدد طلب کرتی تھیں ابھی تک اس نے بدل کتات میں سے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا تو حضرت عائشہؓ نے اس سے فرمایا کہ اپنے مالکوں کے پاس واپس جاؤ اگر وہ پسند کریں تو میں تیرا سارا بدل کتات ادا کر دوں بشرطیکہ تیرا دلاء میرے لئے ہوگا تو میں کر لوں گی چنانچہ انہوں نے اپنے موالی سے اس کا ذکر کیا جنہوں نے

حدیث (۲۵۲۵) حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ النع عن عروۃؓ ان عائشہؓ أخبرتہ ان بریرۃؓ جاءت عائشہؓ تستعینھا فی کتابتھا ولم تکن قضت من کتابتھا شیئاً قالت لھا عائشہؓ ارجعی الی اهلك فان احبوا ان اقضی عنک کتابتک ویكون ولاءک لی فعلت فذکرت ذلک بریرۃؓ الی اهلها فابوا وقالوا

انکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر حضرت عائشہؓ تجھ پر فی سبیل اللہ احسان کرنا چاہتی ہے تو کر لے۔ ولاء تو بہر حال ہمارے لئے ہوگا پس حضرت عائشہؓ نے اس کا ذکر جناب رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا تم خرید کر کے آزاد کر دو۔ ولاء تو اسی کا ہوگا جس نے آزاد کیا ہے۔

ان شاء ت ان تحتسب عليك فلتفعل ويكون لنا  
ولاءك فذكرت ذلك لرسول الله ﷺ فقال لها  
ابتاعي فاعتقي فانما الولاء لمن اعتق.....

تشریح از قاسمی۔ چونکہ یہ حدیث مختلف طرق سے مروی ہے۔ ایک طریقہ میں ہے اشتری بديره واشترطی چونکہ اس روایت میں عقد بیع کے اندر شرط موجود ہے اس لئے اس طریق سے یہ روایت ترجمہ کے مطابق ہو جائے گی۔

ترجمہ۔ جب بائع کسی مقرر مقام تک کسی جانور کی سواری کی شرط لگائے تو یہ جائز ہے

باب اذا اشترط البائع ظهر الدابة  
الى مكان مسمى جاز

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ نے حدیث میان فرمائی ہے کہ وہ اپنے ایک ایسے اونٹ پر سوار چل رہے تھے جو تھک چکا تھا۔ جناب نبی اکرم ﷺ کا گذر میرے پاس سے ہوا تو آپؐ نے اسے چھڑی ماری اور دعاء بھی فرمائی پس وہ تو ایسا چلنے لگا کہ اس جیسی چال وہ کبھی چلا بھی نہیں تھا۔ بعد ازاں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسے ایک اوقیہ پر میرے پاس بچ دو۔ میں نے انکار کیا کہ نہیں آپؐ نے پھر فرمایا کہ اسے ایک اوقیہ پر بچ دو۔ میں نے اس شرط پر بچ دیا کہ میرے گھر تک اس پر سواری کرنا مستثنیٰ ہوگا۔ جب مدینہ پہنچے تو میں اونٹ لے کر حاضر خدمت ہوا آپؐ نے اس کی قیمت مجھے نقد ادا فرمادی۔ پھر ابھی میں روانگی کے لئے پھر اسی تھا کہ آپؐ نے میرے پیچھے آدمی بھیجا میرے پیچھے پر آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہارا اونٹ لینا نہیں چاہتا ایک امداد کی شکل تھی۔ پس یہ اپنا اونٹ لے لویہ تمہارا مال ہے۔ اب امام بخاریؒ حدیث کے مختلف طرق نقل فرماتے ہیں کہ شعبہ کی سند میں ہے کہ

حدیث (۲۵۲۶) حدثنا ابو نعیم الخ۔ حدثنی جابرؓ  
انه كان يسير على جمل له قدا عيا فمر النبي ﷺ  
فضربه فدعاه فصار يسير ليس يسير مثله ثم قال  
بعنيه بوقية قلت لا ثم قال بعنيه بوقية فبعته فاستثنت  
حملانه الى اهلي فلما قدما اتيته بالجمل ونقد لي  
ثمنه ثم انصرفت فارسل على اثرى قال ما كنت  
لاخذ جملك فخذ جملك ذلك فهو مالك قال  
شعبة عن مغيرة عن عامر عن جابرؓ افرقني رسول الله  
ﷺ ظهروه الى المدينة وقال اسحق عن جابرؓ  
عن مغيرة فبعته على ان لي فقار ظهروه حتى ابلغ  
المدينة وقال عطاء وغيره الى المدينة وقال  
ابن المنكدر عن جابرؓ شرط ظهروه الى المدينة

وقال زيد بن اسلم عن جابرٍ ولك ظهرد حتى  
 ترجع وقال ابو الزبير عن جابرٍ افقرناك ظهرد  
 الى المدينة وقال الاعمش عن سالم عن جابرٍ  
 تبلغ عليه الى اهلك وقال عبيد الله وابن اسحق  
 عن وهب عن جابرٍ اشتراه النبی ﷺ بوقية  
 وتابعه زيد بن اسلم عن جابرٍ وقال ابن جريح عن  
 عطاء وغيره عن جابرٍ اخذته باربعة دنانير وهذا  
 يكون وقية على حساب الدينار بعشرة دراهم  
 ولم يبين الثمن مغيرة عن الشعبي عن جابرٍ وابن  
 المنكدر وابو الزبير عن جابرٍ وقال الاعمش  
 عن سالم عن جابرٍ وقية ذهب وقال ابو اسحق  
 عن سالم عن جابرٍ بماتى درهم وقال داؤد بن  
 قيس بن عبيد الله بن مقسم عن جابرٍ اشتراه بطريق  
 تبوك احسبه قال باربعة اواق وقال ابو نصره عن  
 جابرٍ اشتراه بعشرين ديناراً وقول الشعبي بوقية  
 اكثر الاشرط اكثر واصلح عندي قاله ابو عبد الله.

حضرت جابرؓ نے فرمایا مجھے مدینہ تک پہنچنے کیلئے آپؐ نے اس کی  
 سواری عاریت کے طور پر دے دی۔ اسحاق کی سند میں ہے کہ  
 میں نے اس کو اس شرط پر بچا کہ اس کی پیٹھ کے منکے میرے لئے  
 ہوں گے۔ یہاں تک کہ میں مدینہ پہنچ جاؤں۔ عطاء وغیرہ کی  
 سند میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا مدینہ تک اس کی پیٹھ تیرے لئے  
 ہے۔ ابن المنکدر کی سند میں ہے کہ حضرت جابرؓ نے مدینہ تک  
 اس کی سواری کی شرط لگا دی۔ اور زید بن اسلم کی سند میں ہے  
 کہ اس کی پیٹھ تیرے لئے ہے۔ یہاں تک کہ تو واپس آئے۔  
 ابو الزبیر کی سند میں ہے کہ ہم نے مدینہ تک اس کی پیٹھ تجھے  
 عاریت دے دی اور اعمش کی سند میں ہے کہ تم اس پر سوار ہو کر  
 گھر والوں تک پہنچ جاؤ۔ اور عبيد الله اور ابن اسحاق کی سند میں  
 ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس اونٹ کو ایک اوقیہ کے  
 بدلے خرید فرمایا۔ زید بن اسلم نے بھی اس کی متابعت کی۔ ابن  
 جریج کی سند میں ہے کہ میں نے اسے چار دینار میں لیا۔ توجب  
 دینار دس درہم کا ہو اس حساب سے یہ چار دینار اوقیہ بن جائے گا  
 مغیرہ نے اپنی سند جو شعبی سے ہے اس میں قیمت کو بیان نہیں  
 کیا۔ اس طرح ابن المنکدر اور ابو الزبیر نے بھی قیمت نہیں بیان کی  
 البتہ اعمش نے اپنی سند میں اوقیہ ذهب کا ذکر کیا ہے۔

ابو اسحاق نے اپنی سند میں دو سو ۲۰۰ درہم کا ذکر کیا ہے۔ اور داؤد بن قیس کی سند میں ہے کہ آپؐ نے اس اونٹ کو جنگ تبوک کے راستہ میں  
 چار اوقیہ پر خرید فرمایا۔ اور ابو نصرہ کی سند میں ہے کہ بیس دینار پر خرید کیا۔ قول فیصل یہ ہے کہ شعبی کا قول ایک اوقیہ والا اکثر ہے۔ اور امام  
 بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ان روایات میں سے جو اشرط پر دلالت کرتی ہیں وہ ان روایات سے کثیر اور میرے نزدیک صحیح ہیں جو اشرط پر دلالت  
 نہیں کرتیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام بخاریؒ کا اشرط کا قول کرنا عمل نظر ہے۔ اس لئے کہ وہ شرط صلب عقد میں نہیں تھی۔

بلکہ یہ عاریت تھی۔ جس کو شرط سے تعبیر کیا گیا۔ کیونکہ اس شرط کا قول اور انجام یہی عاریت تھی۔ افقرنا کے الفاظ اسی پر دال ہیں۔ اور قیمت کی روایات میں جو اختلاف ہے ان میں جمع کی یہ صورت ہوگی کہ پہلے آپؐ نے ایک قیمت بیان فرمائی پھر اس پر اضافہ فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ معاملہ دو سو درہم تک ختم ہوا۔ آپؐ حضرت جلد کے لئے قیمت کل تعیین فرماتے کہ اتنے میں بیچ دو۔ حضرت جلد اسے تسلیم کر لیتے۔ پھر آپؐ اور بڑھا دیتے۔ کیونکہ آپؐ کا مقصد ان پر احسان کرنا تھا اونٹ خرید کر نامقصد نہیں تھا۔ اس لئے قیمت میں اضافہ فرماتے رہے۔ تاکہ عطیہ میں اضافہ ہو جائے۔ اور اس کی تائید ماکننت لآخذ جملک کے الفاظ سے ہوتی ہے۔

”تشریح از شیخ زکریا“۔ اس حدیث پر مبسوط کلام کتاب البیوع میں ہو چکا ہے کہ لك ظهر یہ وعدہ ہے جسے شرط کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔ اور وعدہ میں خلاف نہیں ہوتا۔ یا یہ ہے کہ جس میں رجوع نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے بعض روایت کو گنجائش مل گئی کہ انہوں نے اسے شرط سے تعبیر کر لیا۔ دوسروں کو اس کا حق نہیں پہنچتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر شرط ہے تو نفس عقد میں نہیں ہے۔ سابقا لاحقا واقع ہوئی ہے۔ پس اوذا اس کی منفعت کا تبرع کیا۔ آخر میں خود اسی دابہ کو ہی ہبہ کر دیا۔ اختلاف ثمن کی جو تطبیق قطب لنگوٹی نے بیان فرمائی ہے وہ العطف ہے۔ اور تمام شراح کی توجیہات سے بھر ہے۔ ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ اوقیہ کی روایت تو اکثر ہے۔ اربعہ دندانید اس کے مخالف نہیں ہے جیسا کہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں باقی اوقیہ ذہب۔ اربعہ اواق۔ خمسۃ اواق اور دو سو درہم اور بیس دینار اور بعض میں تیرہ دینار کا ذکر ہے۔ تو قاضی عیاضؒ نے ان کو اس طرح جمع کیا ہے کہ یہ سب روایات بالمعنی ہیں۔ اور یہ اختلاف وزن اور عدد کا ہے جو مختلف اوقات میں اول بدل ہو تا رہا اور جہاں چاندی کا ذکر ہے اس سے وہ ثمن مراد ہے جس پر عقد ہوا۔ اور ذہب کا ذکر اس لئے ہوا کہ اس سے ثمن کی ادائیگی ہوئی۔ اور حدیث کی غرض جناب رسول اللہ ﷺ کا جو درود کرم تواضع اور صحابہ کرامؓ سے ہمدردی کا اظہار کرنا ہے۔ بہر حال اونٹ کی بیع ثمن معلوم سے ہوئی اور ادائیگی کے وقت اس سے بھی زیادہ دیا گیا۔ جس کا عدم علم مضر نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب نیز روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جلد ہبہ کرنے پر مصر تھے۔ اور آنحضرت ﷺ بلا عوض قبول نہ کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے ہر قیمت پر حضرت جلد راضی ہو گئے۔

ترجمہ۔ معاملات میں شرطیں لگانا

خواہ مزادۃ ہو یا کوئی دوسرا معاملہ۔

## باب الشروط فی المعاملة

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرات

انصار مدینہ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے عرض کی کہ ہمارے کھجوروں کے درخت آپؐ ہمارے اور ہمارے مساجر بھائیوں میں تقسیم فرمادیں آپؐ نے فرمایا نہیں۔ جس پر انہوں نے عرض کیا

حدیث (۲۰۲۷) حدثنا ابو الیمان الع عن

ابی ہریرۃ قال قالت الانصار للنبی ﷺ اقسام

بیننا و بین اخواننا النخیل قال لا فقال تکفونا المؤمنۃ

ونشرکم فی التمرۃ قالو سمعنا و اطعنا .....



کہ تم لوگ ان کی ساخت پرداخت کی ذمہ داری لے لو۔ ہم تمہیں ان کے پھلوں میں شریک کر لیں گے۔ یعنی مساقات کر لی جائے۔ تو مہاجرین اور انصار نے کہا ہم نے سن لیا اور مان لیا۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم کی ہم نے تعمیل کر لی۔ جس کا آپ نے ہم لوگوں کو مشورہ دیا۔

**تشریح از قاسمی**۔ مؤنۃ کے معنی تعب اور مشقت کے ہیں۔ اس سے مراد تربیت۔ پانی پلانا۔ کاٹنا۔ خشک کرنا وغیرہ ہے۔ اگر سوال ہو کہ حدیث میں تو شرط کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا کہ مؤلف کے نزدیک شرط لغوی مراد ہے۔ جس کی تقدیر یہ ہوگی ان تکفونا المؤنۃ نقسم اونشرککم یعنی اگر تم نے کھجوروں کی ساخت پرداخت کر لی تو ہم تمہیں ان کے پھلوں میں شریک کریں گے۔

حدیث (۲۵۲۸) حدثنا موسیٰ بن اسمعیل الخ عن عبد اللہ قال اعطی رسول اللہ ﷺ خبیر الیہود ان یعملوھا ویزرعوھا ولھم شطرمایخرج منها۔ ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی اراضی یہودیوں کو اس شرط پر دے دی کہ وہ اس میں کھیتی باڑی اور کاشت کریں تو پیداوار کا آدھا حصہ انکا ہوگا۔

**تشریح از قاسمی**۔ یعملوھا ویزرعوھا میں ترجمہ ہے کہ یہ عقد مزارعہ تھا۔ جس میں نصف پیداوار کی شرط تھی۔

ترجمہ۔ عقد نکاح کے وقت

مہر میں شرطیں لگانا۔

باب الشروط فی المہر

عند عقدۃ النکاح۔

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بے شک حقوق کے فیصلے شرطوں کے مطابق ہوں گے۔ اور جو شرط تم نے لگائی ہے تجھے اسی کا حق ہے۔ حضرت مسورؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا جنہوں نے اپنے ایک داماد کا ذکر فرمایا اور اس کی دامادی کی تعریف بیان کی اور خوب تعریف کی۔ فرمایا کہ

وقال عمر ان مقاطع الحقوق عند الشروط ولك ما شرطت وقال المسور سمعت النبی ﷺ ذکر صہرالہ فاثنی علیہ فی مصاہرتہ فاحسن قال حدثنی وصدقنی وعدنی فوفی لی.....

جو بات اس نے مجھ سے کی اس کو سچا کر دکھایا۔ اور جس کا وعدہ کیا اسے پورا کر دیا۔

**تشریح از قاسمی**۔ یہ داماد حضرت ابو العاص بن ربیع ہیں جو حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے خاوند تھے بدر کی لڑائی میں قید ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے اکرام کی وجہ سے بلا اخذ فدیہ انہیں چھوڑ دیا گیا مشرکین کے کہنے پر وہ آپ کی صاحبزادی کو مد سے گئے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ کے مطالبہ پر بدر کے تھوڑے عرصہ بعد بہت جلد واپس پہنچا دیا۔ فتح سے پہلے

مسلمان ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ اس کی اس احسان مندی کا شکر یہ ادا فرما رہے ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شرطیں جن کا پورا کرنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ وہ ہیں جن کو تم نے نکاح میں بیان کر کے شرم گاہوں کو حلال کیا۔

حدیث (۲۵۲۹) حدثنا عبد الله بن يوسف النخعي عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله ﷺ احق الشروط ان توفوا به ما استحللتم به الفروج

## باب الشروط في المزارعة

ترجمہ۔ کاشتکاری میں شرطیں بیان کرنا

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ انصار مدینہ میں سے ہم لوگ سب سے زیادہ کھیتی باڑی کرنے والے تھے۔ ہم زمین کو اجارہ (پیداواری) پر دیتے تھے۔ کبھی یہ ایک زمین پیداواری تو دوسری نہیں دیتی تھی۔ تو ہمیں اس قسم کے اجارہ سے روک دیا گیا۔ لیکن نقد پر مستاجری سے نہیں روکا گیا۔

حدیث (۲۵۳۰) حدثنا مالك بن اسماعيل النخعي سمعت رافع بن خديج يقول كنا اكثر الانصار حقلا فكنا نكري الارض فربما اخرجت هذه ولم تخرج ذه فنهيناعن ذلك ولم ننه عن الورق.

تشریح از قاسمی۔ یہ ترجمہ پہلے باب سے اخذ ہے۔ اس میں حضرت رافع بن خدیجؓ کی روایت ذکر کی گئی ہے کہ زمین کے ایک حصہ کی پیداوار مالک لے لیتا تھا۔ مزارع محروم رہ جاتا۔

## باب ما لا يجوز من الشروط في النكاح

ترجمہ۔ جو شرطیں نکاح میں ناجائز ہیں

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کوئی شری دیہاتی کے لئے خرید و فروخت نہ کرے (جب کہ قحط سالی ہو) اور نہ ہی ایک دوسرے کو دھوکہ دو۔ جب کہ لینے کی نیت نہ ہو اپنے بھائی کی بیع پر رقم زیادہ نہ کرے یعنی خرید کی نیت نہیں محض دوسرے کو دھوکہ دینے کیلئے قیمت بڑھا دے اسی طرح ایک مسلمان کی بیع طے ہو چکی اس پر چڑت لگا کر قیمت میں اضافہ نہ کرو۔ اور اپنے بھائی کی منگنی پر اس عورت کو نکاح کا پیغام نہ دو اور کوئی عورت اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے۔ تاکہ وہ سب کچھ اپنے برتن میں انڈیل لے کہ نفقہ اور معاشرہ سب اس کے لئے ہو جائے۔

حدیث (۲۵۳۱) حدثنا مسدد النخعي عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال لا بیع حاضر لباد ولا تاجشوا ولا یزیدن علی بیع اخیه ولا یخطن علی خطبته ولا تنسأل المرأة طلاق اختها لتستکفی اناءها.....

## باب الشروط التي لا تجل في الحدود

حدیث (۲۵۳۲) حدثنا قتيبة بن سعيد عن  
عن ابی هريرة وزيد بن خالد الجهني "انهما قالا  
ان رجلا من الاعراب اتى رسول الله ﷺ فقال  
يا رسول الله انشدك الله الا قضيت لي بكتاب الله  
فقال الخصم الاخر وهو افقه منه نعم فاقض بيننا  
بكتاب الله واذن لي فقال رسول الله ﷺ قل  
قال ان ابني كان عسيفا على هذا فزني بامراته  
واني اخبرت ان علي ابني الرجم فافتديت منه  
بمائة شاة ووليدة فسالته اهل العلم فاخبروني  
انما علي ابني جلد مائة وتغريب عام وان علي  
امراة هذا الرجم فقال رسول الله ﷺ والذي  
نفسى بيده لا قضين بينكما بكتاب الله والوليدة  
والغنم ردو علي ابنك جلد مائة وتغريب عام اغد  
يا انيس الي امراة هذا فان اعترفت فارجمها قال  
فعدا عليها فاعترفت فامر بها رسول الله ﷺ  
فرجمت .....

## ترجمہ۔ وہ شرطیں جو حدود میں حلال نہیں ہیں

ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ اور زید بن خالد الجہنیؓ دونوں  
فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی  
خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ! میں آپؐ کو اللہ کی  
قسم دیتا ہوں۔ مگر یہ کہ آپؐ میرے لئے کتاب اللہ کے مطابق  
فیصلہ دیں۔ دوسرا جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا۔ اس نے کہا ہاں!  
آپؐ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ دیں۔ اور ذرا  
مجھے بولنے کی اجازت دیجئے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
کو! تو اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں نوکر تھا جس نے اس کی  
بیوی سے زنا کیا۔ مجھے بتلایا گیا کہ میرے بیٹے پر سنگساری ہے۔  
تو میں نے اس کے بدلہ سو۰۰ بحریاں اور ایک باندی کا کفارہ  
ادا کیا۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتلایا کہ  
میرے بیٹے پر تو سو۰۰ کوڑے مارنا اور ایک سال کیلئے جلا وطنی  
ہے اور اس کی بیوی پر سنگساری ہے۔ جس پر جناب رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری  
جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں  
گا باندی اور بحریاں تو تیرے اوپر واپس ہیں۔ تیرے بیٹے پر سو۰۰  
کوڑوں کی سزا اور ایک سال کی جلا وطنی ہے اور اے انیس کل صبح  
اسکی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ گناہ کا اقرار کرے تو اسے رجم کر دو

چنانچہ وہ صبح کو گئے تو اس عورت نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے رجم کرنے کا حکم دیا تو وہ سنگسار ہو گئی۔

## تشریح از قاسمی۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ کتاب الصلح میں بھی لائچکے ہیں۔ بتلایا یہ ہے کہ ہر وہ صلح جو حدود اللہ میں

کی جائے وہ باطل ہے اس طرح ہر وہ شرط جس سے حدود اللہ کو رفع کرنا مقصود ہو وہ بھی باطل ہے۔ افقہ اس لئے کہا گیا کہ اس نے خطاب  
اچھی طرح کیا اور ادب کو ملحوظ رکھا اور قال ان ابني کا قائل بھی یہی ہے۔ اذن لی کا عطف اقض پر ہے اس لئے کہ مائیؓ فرماتے ہیں کہ

ان سے مراد اہل بیہ خصم آخر نہیں لیکن گزر چکا کہ ان اپنی کا قائل رجل افقہ ہے۔

## باب ما يجوز من شروط المكاتب إذا رضى بالبيع على أن يعتق -

حدیث (۲۵۴۳) خلاد بن یحییٰ الخ قال دخلنا على عائشة قالت دخلت على بريرة وهي مكاتبه فقالت يا ام المؤمنين اشتريني فان اهلي يبيعوني فاعتقيني قالت نعم قالت ان اهلي لا يبيعوني حتى يشترطوا ولاءي قالت لا حاجة لي فيك فسمع ذلك النبي ﷺ اوبلغه فقال ما شان بريرة فقال اشتريتها فاعتقها واشترطوا ما شاء قالت فاشتريتها فاعتقها واشترط اهلي ولاءها فقال النبي ﷺ الولاء لمن اعتق وان شترطوا مائة شرط .....

ترجمہ۔ مکاتب کی وہ شرطیں جو جائز ہیں جب کہ وہ بیع پر راضی ہو جائے یہ کہ اسے آزاد کر دیا جائیگا

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہؓ میرے پاس آئیں جب کہ وہ مکاتبہ تھیں۔ کہنے لگیں اے ام المؤمنین! آپ مجھے خرید فرمائیں کیونکہ میرے مالکان میرے بچنے پر راضی ہو گئے ہیں۔ پھر آپ مجھے آزاد کر دیں۔ انہوں نے فرمایا اچھا! لیکن حضرت بریرہؓ فرماتے لگیں میرے بچنے پر میرے مالکان راضی تو ہیں لیکن وہ ولاء کی شرط لگاتے ہیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا پھر مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ اس گفتگو کو جناب نبی اکرم ﷺ نے سن لیا۔ یا آپؐ کو خبر پہنچی تو آپؐ نے پوچھا بریرہؓ کا کیا ماجرا ہے۔ جس کو سن کر آپؐ نے فرمایا آپؐ اسے خرید کر لیں۔ پھر آزاد کر دیں۔ وہ لوگ جو شرطیں بھی لگائیں لگاتے پھر میں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس بریرہؓ کو خرید کر کے آزاد کر دیا۔ لیکن ان کے مالکان نے ولاء کی شرط پھر بھی

## باب الشروط في الطلاق

وقال ابن المسيب والحسن وعطاء ان بدأ بالطلاق او اخر فهو احق بشرطه .....

ترجمہ۔ طلاق دینے میں شرطیں لگانا

ترجمہ۔ حضرت ابن المسيبؒ، حضرت الحسنؒ، حضرت عطاءؒ اور حضرت ہمریؒ اور عطاءؒ فرماتے ہیں کہ طلاق کو شرط سے پہلے لائے یا بعد میں لائے۔ بہر حال شرط کا حکم مقدم ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے

حدیث (۲۵۳۴) حدثنا محمود بن عرعرة الخ

عن ابی ہریرۃ قال نہی رسول اللہ ﷺ عن التلقی وان یتناع المهاجر للاعرابی وان تشترط المرأة اختها علی سوم اخیه ونہی عن النجش وعن التصریۃ تابعہ معاذ وعبدالصمد عن شعبۃ وقال غندر وعبدالرحمن نہی وقال ادم نہینا وقال النضر وحجاج بن منہال نہی .....

آگے جا کر قافلے کو ملنے سے منع فرمایا۔ اس طرح مہاجر دیہاتی کیلئے خرید و فروخت کرے۔ اور یہ کہ عورت اپنی سوکن کی طلاق کی شرط لگائے۔ اور یہ کہ آدمی کسی اپنے دوسرے بھائی کے سودے پر سودا کرے۔ اور دھوکہ دہی سے قیمت بڑھانے سے منع کیا۔ اور تھن میں دودھ روکنے سے بھی منع فرمایا۔ معاذ اور عبدالصمد نے شعبہ سے روایت کرنے پر متابعت کی ہے۔ غندر اور عبدالرحمن نہی کا فعل مجہول کا صیغہ لایا ہے۔ آدم نے نہینا کہا ہے۔ نضر اور حجاج نے نہی کہا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ امام بخاری کی غرض ترجمہ سے یہ ہے کہ جب طلاق معلق بالشرط ہو جائے تو پھر حکم میں کوئی فرق نہیں پڑتا خواہ شرط مقدم ہو اور طلاق مؤخر ہو یا اس کا برعکس ہو۔ جیسے انت طالق ان دخلت الدار یہ جمہور کا مسلک ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ قاضی شریح اور ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ اگر طلاق یمین سے پہلے واقع ہو تو طلاق واقع ہوگی اگر یمین کے بعد واقع ہوئی تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ لیکن جمہور ائمہ اس کے خلاف ہیں۔ تعلیق مقدم ہو یا مؤخر بہر صورت طلاق واقع ہوگی۔

تشریح از قاسمی۔ تلقی سے مراد تلقی رکبان ہے۔ کہ شرکاز رخ معلوم ہونے سے پہلے قافلے والوں کا سامان خرید کر لیا جائے۔ مہاجر سے مردا متیم ہے اور ابتاع بیع کے معنی میں ہے۔ کہ گراں قیمت پر اس کا اسباب بیچا جائے۔ جب کہ اہل بلد گرائی اور قحط کا شکار ہوں۔ اور تصریہ ضرع الحيوان کہ جانور کے تھن باندھ لئے جائیں تاکہ مشتری کو دودھ زیادہ محسوس ہو۔ ایسا دھوکہ جائز نہیں ہے۔

الحمد للہ و سوال پارہ ختم ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# گیارہواں پارہ

## باب الشروط مع الناس بالقول

ترجمہ۔ لوگوں کے ساتھ زبانی کلامی شرطیں بیان کرنا۔ نہ لکھی جائے اور نہ کوئی گواہ ہو۔

حدیث (۲۵۳۵) حدثنا ابراهيم بن موسى الع  
حدثني ابي بن كعب قال قال رسول الله ﷺ  
موسى رسول الله فذكر الحديث قال الم اقل  
انك لن تستطيع معي صبراً كانت الاولى نسيانا  
والوسطى شرطاً والثالثة عمدا قال لا تأخذني  
بمانسيت ولا ترهقني من امرى عسر القيا غلاما  
فقتله فانطلقا فوجدا جداراً يريد ان ينقض فاقامه  
قراها ابن عباس امامهم ملك .....

ترجمہ۔ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے رسول اللہ  
نے فرمایا پھر ان کی پوری بات ذکر فرمائی۔ ترجمہ کہ کیا میں نے  
تم سے کہا نہیں تھا کہ آپ ہمارے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے  
پہلا اعتراض تو بھول چوک کی بنا پر تھا۔ دوسرا شرط کے طور پر  
اور تیسرا جان بوجھ کر کیا۔ چنانچہ فرمایا کہ جو بات میں نے بھول  
چوک کی بنا پر کی اس پر آپ مجھ سے گرفت نہ کریں۔ اور مجھے  
میرے معاملہ میں تنگی کی تکلیف نہ دیجئے۔ دونوں ایک لڑکے  
سے ملے جسے خضرؑ نے قتل کر دیا پھر دونوں چل پڑے

تو اس بستی میں ایک دیوار گرنے والی تھی جسے ٹھیک کر دیا۔ اور ابن عباسؓ نے امامہم ملک پڑھا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ والوسطی شرطاً یہ کل ترجمہ ہے کہ اگر میں نے اس کے بعد سوال کیا تو آپ مجھے جدا کر دیں۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ** - علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے درمیان شرط واقع ہوئی

لیکن نہ اس کو لکھا گیا نہ گواہ بنائے گئے۔ بلکہ زبانی شرط قرار پائی جس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے التزام کیا۔ اور جب شرط کی خلاف ورزی ہوئی تو خضر علیہ السلام نے فرمایا ہذا فراق بینی و بینک جس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکار نہ کیا۔

ترجمہ - ولاء کے بارے میں شرطیں بیان کرنا

## باب الشروط فی الولاء

ترجمہ - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس حضرت مدیرہؓ آکر کہنے لگیں کہ میں نے نوا قیہ پر اپنے مالکوں سے کلمات کر لی ہے۔ ہر سال ایک اوقیہ دینا ہوگا۔ پس آپ میری مدد فرمائیں۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر مالکان پسند کریں تو میں ابھی گن کر انہیں دے دیتی ہوں۔ البتہ تیرا ولاء میرے لئے ہوگا۔ یہ میں کر سکتی ہوں۔ چنانچہ حضرت مدیرہؓ نے اپنے مالکان کے پاس جا کر کہا تو انہوں نے اس طرح کرنے سے انکار کر دیا۔ جب وہ ان کے پاس سے واپس آئی تو جناب نبی اکرم ﷺ بٹھے ہوئے تھے۔ کہ اس نے آکر کہا میں نے مالکان پر یہ معاملہ پیش کیا ہے۔ لیکن وہ لوگ ولاء کے بغیر معاملہ کرنے سے انکاری ہیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے بھی سن لیا اور حضرت عائشہؓ نے بھی آکر خبر دی۔ تو آپؐ نے فرمایا تم باندی کو لے لو۔ اور ولاء کی شرط قبول کر لو۔ لیکن یاد رکھو ولاء تو اسی کا ہوگا جو اسے آزاد کرے چنانچہ حضرت عائشہؓ نے ایسا کیا پھر جناب رسول اللہ ﷺ لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حمد بیان کی اور اس کی تعریف کی۔ پھر فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔

جو شرط کتاب اللہ میں نہ ہو وہ شرط باطل ہے۔ اگرچہ وہ سو۱۰۰ شرطیں ہی کیوں نہ ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ کا حکم زیادہ واجب الاتباع ہے۔ اور اللہ کی شرط بہت سہی ہے۔ سن لو ولاء تو اسی کا ہے جو اسے آزاد کرے۔

حدیث (۲۵۳۶) حدثنا اسمعيل الخ عن

عائشة قالت جاء تني بريرة فقالت كاتبت اهلي على تسع اواق في كل عام اوقية فاعينيني فقالت ان احبوا ان اعداهلهم ويكون ولاءك لي فعلت فذهبت بريرة الى اهله فقالت لهم فابوا عليها فجاءت من عندهم ورسول الله ﷺ جالس فقالت اني قد عرضت ذلك عليهم فابوا الا ان يكون الولاء لهم فسمع النبي ﷺ فاحبرت عائشة النبي ﷺ فقال خذيها واشترطي لهم الولاء فانما الولاء لمن اعتق ففعلت عائشة ثم قام رسول الله ﷺ في الناس فحمد الله واثني عليه ثم قال ما بال رجال يشترطون شروطا ليست في كتاب الله ما كان من شرط ليس في كتاب الله فهو باطل وان كان مائة شرط قضاء الله احق وشرط الله اوثق وانما الولاء لمن اعتق .....

## باب اذا اشتروط فی المزارعة اذا شئت اخرجتک -

ترجمہ - جب کوئی شخص مزارعت میں یہ شرط لگائے کہ میں جب چاہوں تجھے نکال دوں گا۔

حدیث (۲۵۳۷) حدثنا ابو احمد الخ  
عن ابن عمر قال لما فدع اهل خيبر عبد الله بن  
عمر قال عمر خطيبا فقال ان رسول الله ﷺ  
كان عامل يهود خيبر على اموالهم وقال نقر كم  
ما اقركم الله وان عبد الله بن عمر خرج الى ماله  
هنالك فعدى عليه من الليل ففدعت بداه ورجلاه  
وليس لنا هناك عدو غيرهم عدونا وتهمتنا وقد  
رايت اجلاء هم فلما اجمع عمر على ذلك اتاه  
احد بنى الحقيق فقال يا امير المؤمنين اتخرجنا  
وقد اقرنا محمد ﷺ وعاملنا على الاموال وشرط  
ذلك لنا فقال عمر اظننت اني نسيت قول رسول الله  
ﷺ كيف بك اذا اخرجت من خيبر تعدوك  
قلوصك ليلة بعد ليلة فقال كانت هذه هزيلة من  
ابى القاسم قال كذبت يا عدو الله فاجلاهم  
واعطاهم قيمة ما كان لهم من الثمرة مالا واهلا  
وعروضا من القتاب وحبال وغير ذلك رواه حماد  
بن سلمة عن عبيد الله احسبه عن نافع عن ابن  
عمر عن عمر عن النبي ﷺ اختصره .....

ترجمہ - حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب  
خیبر والوں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے ہاتھوں اور پاؤں کے  
جوڑا کر دیئے۔ تو حضرت عمرؓ خطبہ دینے کے لئے کھڑے  
ہوئے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا معاملہ یہودیوں  
سے ان کے مال پر کیا تھا۔ اور فرمایا جب تک تمہیں اللہ تعالیٰ  
ٹھہرائے گا ہم تمہیں ٹھہرائیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت  
عبد اللہ بن عمرؓ وہاں خیبر میں اپنے مال کی دیکھ بھال کیلئے گئے تو  
رات کے وقت ان پر ظلم کیا گیا۔ کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کے  
جوڑا لگ کر دیئے گئے۔ وہاں ان یہودیوں کے سوا اور کوئی دشمن  
نہیں تھا۔ وہی ہمارے دشمن ہیں۔ اور انہیں کو ہم متہم گردانتے  
ہیں۔ اس لئے میری رائے ہے کہ ان کو ملک بدر کر دیا جائے پس  
جب حضرت عمرؓ نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا تو بنو ابی الحقيق  
کا ایک آدمی ان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین آپ  
ہمیں کیسے نکال سکتے ہیں جب کہ محمد ﷺ نے ہمیں ٹھہرایا اور  
مال پر ہمارے سے معاملہ طے کیا اور اسی کو ہمارے لئے شرط قرار  
دیا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں جناب  
رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان بھول گیا جو تیرے بارے میں فرمایا تھا  
کہ تیرا کیا حال ہو گا جب تجھے خیبر سے نکالا جائے گا۔ اور تمہاری  
تیز رفتار اونٹیاں راتوں کو تمہیں دوڑا رہی ہوں گی اس نے کہا  
یہ تو جناب ابو القاسم ﷺ کی طرف سے مزاح کے طور پر تھا  
تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن تو نے



جھوٹ کہا۔ پس حضرت عمرؓ نے ان کو جلا وطن کر دیا اور ان کے پھلوں کی قیمت کچھ تو نقدی کی صورت میں کچھ ساز و سامان کی صورت میں اور کچھ اونٹوں کی صورت میں ادا فرمائی سامان میں پالان اور رسیاں وغیرہ تھیں۔ حماد بن سلمہ نے بھی اس روایت کو مرفوعاً مختصر روایت کیا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کیف بک یہ خطاب آنحضرت ﷺ کا ابو الحقیق کو ہے۔ جس میں ایسے واقعہ کی خبر دی گئی

ہے جو عنقریب واقع ہونے والا تھا اس ابو الحقیق کا نام معلوم نہ ہو سکا یہ ابو الحقیق وہ نہیں ہے جو علی صبیہؓ کا خاوند تھا۔ وہ تو خیبر کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔

واعطاهم قیمتہ ما کان الخ جب یہود نے خیبر سے نکلنے کا قصد کیا۔ چونکہ وہ لوگ اراضی خیبر کے پھلوں اور پینہ اوار میں شریک تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے ان کی قیمت لگا کر جن اسباب کی سفر میں ان کو ضرورت تھی وہ مہیا کر دیا۔ سواری کے لئے اونٹ پالان اور رے ضرورت تھے۔ دوسری ضروریات کے لئے نقدی ان کو دی گئی۔ اور مالاً اجمالاً ہوگا۔ ابلان و عرضا اس کی تفصیل ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہود کو

ملک بدر کیا۔ آپؐ نے فرمایا لایبقین دینان بارض العرب ترجمہ عرب کی سر زمین میں دودین باقی نہیں رہ سکتے۔ نیز! آپؐ نے جو یہود خیبر سے صلح فرمائی تھی وہ صرف ان کی جانوں تک مخصوص تھی۔ ارض خیبر میں ان کا کوئی حق نہیں۔ اور مساقات کی صورت میں ان سے معاملہ ہوا تھا۔ اس لئے ان کے پھلوں کی قیمت۔ اونٹ۔ اسباب وغیرہ انہیں قیمت میں ادا کئے گئے۔ علماء احنافؒ کے نزدیک یہ خراج تھا۔ مزارعت اور مساقات نہیں تھی۔ کہ اس میں مدت بیان نہ کی گئی ہو۔ مالاً قیمت سے تمیز واقع ہے۔ ابل کا اس پر عطف ہے اسی طرح عروض کا بھی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ نفرکم ما افرکم اللہ ای نفرکم ماشفنا جس کو ما افرکم اللہ سے تعبیر کیا گیا۔ اور باب مزارعت

ترجمہ باندھا تھا۔ قال رب الارض افرک ما افرک اللہ تو مدت باہمی رضامندی سے مقرر ہوگی۔ بہر حال ہر ترجمہ میں ہر حدیث کو ملحوظ رکھ کر ایک کی دوسرے سے تفسیر کر دی گئی۔ بہر حال دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ یہود کا خراج مقدرات الہیہ میں سے ہے۔ انہوں نے خیبر سے ضرور نکلنا ہے۔ فسخ کے معنی ہیں ہاتھ پیاؤں کو موج آجانا جس میں جوڑ اپنی جگہ سے ال جا تا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہودیوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جادو کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے قصاص اس لئے چھوڑ دیا کہ ایک تورات کا وقت تھا۔ دوسرے ابن عمرؓ سوئے ہوئے تھے ظالم کو نہیں پہچان سکے۔ اس لئے قصاص نہ لیا گیا۔

ترجمہ۔ جماد میں شرط اس طرح اہل حرب سے صلح کی شرائط

اور ان کی کتابت اور قول دونوں سے شرطوں کا بیان کرنا ہے۔

باب الشروط فی الجہاد والمصالحة مع

اہل الحرب و کتابۃ الشروط مع الناس بالقول

حدیث (۲۵۳۸) حدثنا عبد الله بن محمد الخ  
 عن المسور بن مخرمة ومروان يصدق كل واحد  
 منهما حدیث صاحبہ قال اخرج رسول الله ﷺ  
 زمن الحديبية حتى كانوا ببعض الطريق قال النبي  
 ﷺ ان خالد بن الوليد بالغيم في خيل لقريش  
 طليعة فخذوا ذات اليمين فوالله ما شرع بهم خالد  
 حتى اذا هم بقترة الجيش فانطلق يرخص نذيرا  
 لقريش وسار النبي ﷺ حتى اذا كان بالثنية التي  
 يهبط عليهم منها بركت به راحلته فقال الناس  
 حل حل فالحل فقالوا خللات القصواء خللات  
 القصواء فقال النبي ﷺ ما خللات القصواء  
 وما ذلك لها بخلق ولكن حبسها حابس الفيل ثم  
 قال والذي نفسي بيده لا يستلوني خطة يعظنون  
 فيها حرمان الله الا اعطيتهم اياها ثم زجرها  
 فوثبت قال فعدل عنهم حتى نزل باقصى الحديبية  
 على ثمد قليل الماء يتبرضه الناس تبرضا فلم  
 يلبثه الناس حتى نزحوه وشكى الى رسول الله  
 ﷺ العطش فانزع سهما من كنانته ثم امرهم  
 ان يجعلوه فيه فوالله ما زال يجيش لهم بالرى  
 حتى صدروا عنه فينماهم كذلك اذ جاء بدليل بن  
 ورقاء الخزاعي في نقر من قومه من خزاعة

ترجمہ - مسور بن مخرمہ و مروان سے مروی ہے کہ  
 ان میں سے ہر ایک دوسرے کی حدیث کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ  
 فرماتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے زمانہ میں روانہ  
 ہوئے یہاں تک کہ ابھی وہ راستہ میں تھے کہ جناب نبی اکرم  
 ﷺ نے فرمایا کہ خالد بن ولید غیم کے مقام پر قریش کے  
 ایک گھوڑا سوار ہر اول دستہ کے ساتھ ہے۔ پس اس کو دائیں  
 جانب سے جا کر پکڑ لو۔ پس اللہ کی قسم! خالد بن ولید کو حضور کے  
 اس فوجی دستے کا پتہ بھی نہ چل سکا کہ اچانک لشکر کے کالے غبار  
 نے ان کو گھیر لیا۔ چنانچہ وہ گھوڑے کو اڑا لگا کر قریش کو ڈرانے  
 کے لئے چل پڑے۔ ادھر نبی اکرم ﷺ روانہ ہو کر جب اس  
 گھاٹی تک پہنچے جہاں سے مکہ والوں پر اتر جاتا ہے تو آپ کی اونٹنی  
 بیٹھ گئی۔ لوگوں نے تھیرا اٹھانے کے لئے حل حل کہا۔ لیکن وہ  
 چمٹی رہی اٹھنے کا نام نہیں لیتی تھی لوگ کہنے لگے کہ حضور اکرم  
 ﷺ کی قصواء اونٹنی بچو گئی۔ قصواء بچو گئی جناب نبی اکرم ﷺ  
 نے فرمایا بچو نہیں اور نہ ہی بچو یا اس کی عادت ہے لیکن اس کو  
 ہاتھیوں کے روکنے والے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ پھر فرمایا مجھے  
 قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے  
 یہ لوگ قریش مکہ میرے سے جس کسی ایسی خصلت کا مطالبہ  
 کریں گے جس سے اللہ کی قابل احترام چیزوں کی عظمت مجروح  
 نہ ہوتی ہو۔ وہ ان کے سب مطالبات میں تسلیم کر لوں گا۔ پھر  
 اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ کود کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ بہر حال جناب نبی اکرم  
 ﷺ ان لوگوں سے ہٹ کر حدیبیہ کے انتہائی مقام پر اترے  
 جہاں پر تھوڑا سا پانی تھا جسے لوگ تھوڑا تھوڑا کر کے لے رہے  
 تھے۔ یہاں تک کہ اسے نہ چھوڑا بلکہ سب کا سب کھینچ لیا

وكانوا عيبة نصح رسول الله ﷺ من اهل تهامة فقال اني تركت كعب بن لؤي وعامر بن لؤي نزلوا اعداد مياه الحديدية ومعهم العوذ المطافيل وهم مقاتلوك وصادوك عن البيت فقال رسول الله ﷺ انالهم نجى القتال احد ولكننا جئنا معتمرين وان قريشا قد نهكتهم الحرب واضرت بهم فان شاء وا مادوتهم مدة ويخلوا بيني وبين الناس فان اظهر فان شاء وا ان يدخلوا فيمادخل فيه الناس فعلوا والا فقد جموا وان هم ابو اهل الذي نفسي بيده لا قاتلنهم على امرى هذا حتى تنفرد سالفتي ولينغذن الله امره فقال بدیل سابلهم ماتقول قال فانطلق حتى اتى قريشا قال انا قد جئناكم من هذا الرجل وسمعناه يقول قولاً فان شئتم ان نعرضه عليكم فعلنا فقال سفهاءهم لا حاجة لنا ان نخبرنا عنه بشئ وقال ذوو الراي منهم هات ما سمعته يقول قال سمعته يقول كذا وكذا فحدثهم بما قال النبي ﷺ فقام عروة بن مسعود فقال اي قوم الستم بالوالد قالوا بلى قال اولست بالولد قالوا بلى قال فهل تتهموني قالوا لا قال الستم تعلمون اني استنشرت اهل عكاظ فلما بلحو اعلی جئتكم باهلی وولدی ومن اطاعنی

تو آپ سے پیاس کی شکایت کی گئی۔ تو آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر کھینچ کر حکم دیا کہ اس کو اس کنویں میں ڈال دو۔ پس اللہ کی قسم وہ کنواں بڑھ پانی سے جوش مارتا رہا یہاں تک کہ وہ لوگ وہاں سے سیر ہو کر واپس ہوئے۔ پس دریں اثنا کیا دیکھتے ہیں کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنے قبیلہ خزاعہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ تمامہ کے باشندوں میں سے جناب رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہوں کی ایک جماعت تھی۔ جس نے آکر بتایا کہ میں نے کعب بن لؤی اور عامر بن لؤی کو دیکھا ہے کہ وہ حدیبیہ کے چشمہ دلمکنوں پر ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ نوزائیدہ بچوں والی دودھ دینے والی اونٹیاں ہیں۔ وہ لوگ آپ سے لڑنے کا ارادہ رکھنے والے اور آپ کو بیت اللہ جانے سے روکنے والے ہیں جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم تو کسی سے لڑنے کے لئے نہیں آئے بلکہ ہم تو عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں اور قریش کو مسلسل لڑائیوں نے تھکا دیا ہے۔ اور انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا ہے جس سے وہ کمزور ہو گئے ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو ایک مدت کیلئے میں ان سے صلح کرنے کے لئے تیار ہوں جس سے میرے اور ان لوگوں کے درمیان آمد و رفت کے لئے راستہ کھلا رہے گا۔ اگر یہ مناسب ہو پس اگر وہ چاہیں تو ان معاہدوں میں شامل ہو جائیں۔ جن میں لوگ داخل ہیں تو ایسا کر لیں ورنہ آرام سے رہیں۔ اگر ان باتوں سے انکار کر دیں تو اسی ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اس دین کے معاملہ میں ان سے اس وقت تک لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری اکیلی گردن رہ جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے فیصلہ کو نافذ فرمائیں۔ تو بدیل نے کہا میں آپ کا

قالوبلى قال ان هذا قد عرض لكم خطة رشدي  
اقبلوها ودعوني اتيه قالوا الله فاتاه فجعل يكلم  
النبي ﷺ فقال النبي ﷺ نحو من قوله لبديل  
فقال عروة عند ذلك اى محمدا رايته ان استا صلت  
امر قومك هل سمعت باحد من العرب اجتاحت  
اهله قبلك وان تكن الاخرى فاني والله لارى  
وجوها وانى لارى اشوا با من الناس خليقا ان يفروا  
ويدعوك فقال له ابو بكر امصص بيطر اللات  
انحن نفرعنه وندعه فقال من ذا قالوا ابو بكر قال  
اما الذى نفسى بيده لولا يد كانت عندى لم  
اجزك بها لاجبتك قال وجعل يكلم النبي ﷺ  
فكلما تكلم اخذ بلحيته والمغيرة بن شعبة قائم  
على راس النبي ﷺ ومعه السيف وعليه المغفر  
فكلما هوى عروة بيده الى لحية النبي ﷺ  
ضرب يده بنعل السيف وقال له اخريدك عن  
لحية رسول الله ﷺ فرفع عروة راسه فقال  
من هذا قالوا المغيرة بن شعبة فقال اى غدر  
الست اسعى فى غدرك وكان المغيرة صعب  
قوما فى الجاهلية فقتلهم واخذ اموالهم ثم جاء  
فاسلم اما الاسلام فاقبل واما المال فلست منه فى  
شىء ثم ان عروة جعل يرمى اصحاب النبي ﷺ

یہ فرمان ان لوگوں کو پہنچاؤں گا۔ چنانچہ وہ چلا گیا اور قریش کے  
پاس پہنچ کر کہنے لگا کہ میں تمہارے پاس اس شخص کے پاس سے  
آیا ہوں۔ اور ہم نے جو باتیں ان سے سنی ہیں اگر تم چاہو تو میں وہ  
تم کو پیش کروں تو ان میں سے بے وقوف لوگ کہنے لگے کہ ہم تو  
اس کی طرف سے کوئی خبر سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ لیکن  
ان میں سے سمجھدار لوگوں نے کہا کہ بھائی! جو کچھ تم سن کر  
آئے ہو وہ لاؤ پیش کرو۔ تو اس نے بتلایا کہ میں نے تو ان سے  
یہ باتیں سنی ہیں۔ تو جو کچھ آپؐ نے فرمایا اس نے بلا کم و کاست  
سب کچھ سنا دیا۔ جس پر عروہ بن مسعود اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور  
کہنے لگا اے قوم! کیا میں تمہارے باپ کے منز لے نہیں ہوں  
انہوں نے کہا کیوں نہیں اور کہا کہ کیا تم میری اولاد کی طرح  
نہیں ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں۔ کہنے لگا کیا تم نے  
مجھے کبھی کسی معاملہ میں متہم گردانا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔  
اس نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے تمہاری مدد کے لئے  
عکاظہ والوں کو نہیں بلوایا۔ جب وہ عاجز آگئے تو میں اپنے بال بچوں  
اور جن لوگوں نے میرا کہنا مانا ان کو ساتھ لے کر تمہارے پاس  
آگیا۔ سب نے کہا کیوں نہیں۔ آپؐ نے ایسا کیا۔ تو اس نے کہا  
کہ آپؐ نے یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک اچھی خصلت  
پیش فرمائی ہے اس کو قبول کر لو مجھے اجازت دو میں اس کے پاس  
جانا چاہتا ہوں۔ وہ بولے آپؐ چلے جائیں۔ پس وہ آپؐ کے پاس  
آکر جناب نبی اکرم ﷺ سے باتیں کرنے لگا۔ تو جناب نبی اکرم  
ﷺ نے اس سے بھی ایسی باتیں کیں جیسے بدیل سے کی تھیں  
ان حالات میں عروہ کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ کیا آپؐ اپنی قوم کی  
بالکل بیخ کنی کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپؐ نے اس سے پہلے کبھی

بعينه قال فوالله ماتنخم رسول الله ﷺ نخامة  
 الا وقعت في كف رجل منهم فدلك بها وجهه  
 وجلده واذا امرهم ابتدروا امره واذا تواضوا كادوا  
 يقتتلون على وضوئه واذا تكلم خفضوا اصواتهم  
 عنده وما يحدون اليه النظر تعظيما له فرجع عروة  
 الى اصحابه فقال اي قوم والله لقد وفدت على  
 الملوك ووفدت على قيصر وكسرى والنجاشي  
 والله ان رايت ملكا قط يعظمه اصحابه ما يعظم  
 اصحاب محمد ﷺ محمدا والله ان تنخم نخامة  
 الا وقعت في كف رجل منهم فدلك بها وجهه  
 وجلده واذا امرهم ابتدروا امره واذا تواضوا كادوا  
 يقتتلون على وضوئه واذا تكلم خفضوا اصواتهم  
 عنده وما يحدون اليه النظر تعظيما له وان قد عرض  
 عليكم خطه رشدا فقبلوه ا فقال رجل من بني كنانة  
 دعوني اتيه فقالوا انت فلما اشر ف على النبي ﷺ  
 واصحابه قال رسول الله ﷺ هذا فلان وهو من  
 قوم يعظمون البدن فابعثوه له فبعث له واستقبله  
 الناس يلبون فلما راى ذلك قال سبحان الله  
 ما ينبغي لهؤلاء ان يصدوا عن البيت فلما رجع الى  
 اصحابه قال رايت البدن قد قلذت واشعرت فما  
 راى ان يصدوا عن البيت فقام رجل منهم يقال له

کسی عرب کے متعلق سنا کہ اس نے اپنی جڑ کو ہی کاٹ دیا ہو۔ اگر  
 دوسری صورت ہو تو اللہ کی قسم میں کئی ایسے چرے دیکھ رہا  
 ہوں اور کچھ ڈلے ملے مخلوط لوگ دیکھ رہاں ہوں جو اس لائق  
 ہیں کہ وہ تو لڑائی میں سے بھاگ کر آپ کو تنہا چھوڑ جائیں اور  
 حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ اے لات کی شرمگاہ کو  
 چوسنے والے یعنی رذیل انسان کیا تو ہمیں سمجھتا ہے کہ ہم بھاگ  
 جائیں گے۔ اور حضور اکرم ﷺ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ کہنے لگا  
 یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے بتلایا کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ ہیں  
 کہنے لگا کہ اگر آپ کا وہ احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا بدلہ آج تک  
 میں نہیں دے سکا تو میں تجھے ضرور جواب دیتا بہر حال وہ جناب  
 نبی اکرم ﷺ سے باتیں کرنے لگا اس کی عادت تھی کہ جب بھی  
 وہ کوئی بات کرتا تو جناب نبی اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک کو  
 پکڑ لیتا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ آپ کے سر ہانے کھڑے تھے  
 اور ان کے پاس تلوار تھی۔ اور سر پر خود تھا تو جب بھی عروہ آپ  
 کی داڑھی مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا تھا تو حضرت مغیرہ ؓ اپنی  
 تلوار کی نوک اس کے ہاتھ پر مارتے ہوئے فرماتے کہ اپنا ہاتھ  
 جناب رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک سے پیچھے رکھو۔ تو  
 عروہ نے اپنا سر اٹھا کر پوچھا کہ یہ کون شخص ہے لوگوں نے بتلایا  
 کہ یہ مغیرہ بن شعبہ ؓ ہیں۔ تو کہنے لگا کہ اے دھوکہ باز کیا میں نے  
 تیری دھوکہ بازی اور غداری میں تیری مدد کے لئے کوشش  
 نہیں کی۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت مغیرہ ؓ زمانہ جاہلیت میں ایک  
 قوم کے ساتھ رہتے تھے ان کو قتل کر دیا اور ان کا مال و اسباب  
 لوٹ لیا پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان  
 ہو گیا۔ جس پر آنحضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم سارا

اسلام تو قبول ہے لیکن اس مال کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر عروہ جناب نبی اکرم ﷺ کو اپنی شکلیوں سے دیکھنے لگا کہنے لگا اللہ کی قسم! کہ حضرت نبی اکرم ﷺ جب کبھی بھی تھوکتے ہیں تو آپ کی تھوک نیچے جانے کی بجائے ان میں سے کسی صحابی کی ہتھیلی پر جا گرتی ہے۔ جس کو وہ اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتا ہے۔ اور جب آپ کسی چیز کا حکم دیتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک بڑھ چڑھ کر آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اور جب آپ وضو فرماتے ہیں تو قریب ہے کہ وہ لوگ آپ کے وضو کے پانی پر ٹوٹ پڑیں اور لڑنے لگیں۔ اور جب آپ کلام کرتے ہیں تو اسی وقت سب کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں۔ اور وہ لوگ آپ کی طرف نظر اٹھا کر گھور کر نہیں دیکھ سکتے۔ جس سے آپ کی تعظیم مقصود ہوتی ہے۔ بہر حال عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آگیا اور کہنے لگا اے قوم! اللہ کی قسم! کہ میں دنیا بھر کے بادشاہوں کے پاس وفد کی صورت میں حاضر ہوا ہوں قیصر روم کسری فارس۔ اور نجاشی حبشہ کے پاس وفد میں کر گیا ہوں لیکن میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ جس کے ساتھی اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جس طرح جناب محمد نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر آپ تھوکتے ہیں تو وہ کسی صحابی کی ہتھیلی پر جا کر گرتی ہے۔ جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ اور جب آپ کسی چیز کا حکم دیتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اس کو انجام دیتا ہے۔ اور جب آپ وضو کرتے ہیں کہ تو اس کے پانی کے قریب ہے کہ لڑ پڑیں۔ اور جب آپ کلام فرماتے ہیں تو اس وقت ان کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں اور کوئی تیز نظر سے

فقام رجل منهم يقال له مكرز بن حفص فقال دعوني اتيه فقالوا انت فلما اشرف عليهم قال النبي ﷺ هذا مكرزو هو رجل فاجر فجعل يكلم النبي ﷺ فيبينما هو يكلمه اذ جاء سهيل بن عمرو وقال معمر فاخبرني ايوب عن عكرمة انه لما جاء سهيل بن عمرو قال معمر فاخبرني ايوب عن عكرمة انه لما جاء سهيل ابن عمرو قال النبي ﷺ لقد سهل لكم من امركم قال معمر قال الزهري في حديثه فجاء سهيل بن عمرو فقال هات اكتب بيننا وبينكم كتابا فدعا النبي ﷺ الكاتب فقال النبي ﷺ بسم الله الرحمن الرحيم قال سهيل اما الرحمن فوالله ما ادري ماهو ولكن اكتب باسمك اللهم كما كنت تكتب فقال المسلمون والله لانكتبها الا بسم الله الرحمن الرحيم فقال النبي ﷺ اكتب باسمك اللهم ثم قال هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله فقال سهيل والله لو كنا نعلم انك رسول الله ما صدناك عن البيت ولا قاتلناك ولكن اكتب محمد بن عبد الله فقال النبي ﷺ والله اني لرسول الله وان كذبتهموني اكتب محمد بن عبد الله قال الزهري وذلك لقوله لا يسألوني خطة يعظمون فيها حرمات الله الا اعطيتهم اياها

فقال له النبي ﷺ على ان تخلوا بيننا وبين البيت  
 فنطوف به فقال سهيل والله لا نتحدث العرب انا  
 اخذنا ضغطة ولكن ذلك من العام المقبل فكتب  
 فقال سهيل وعلى انه لا ياتيک منا رجل وان کان  
 حتی دینک الارردته الینا قال المسلمون سبحان الله  
 کیف یرد الی المشرکین وقد جاء مسلما فیینما هم  
 كذلك اذ دخل ابو جندل بن سهيل بن عمرو  
 یرسف فی قیوده وقد خرج من اسفل مكة حتی  
 رمی بنفسه بین اظهر المسلمين فقال سهيل هذا  
 یامحمد اول ما قاضیک علیه ان ترده الی فقال  
 النبي ﷺ انالم نقض الکتاب بعد قال فوالله اذالم  
 اصالحک علی شی ابداء قال النبي ﷺ فاجزه لی  
 قال ما انا بمجیزه لك قال بلی فافعل قال ما انا  
 بفاعل قال مکرز بل قد اجزاه لك قال ابو جندل  
 ای معشر المسلمین ارد الی المشرکین وقد  
 جنت مسلما الا ترون ما قد لقیتم وکان قد عذب  
 عذابا شديدا فی الله قال فقال عمر بن الخطاب  
 فاتیت نبی الله ﷺ فقلت الست نبی الله حقا  
 قال بلی قلت السنا علی الحق وعدنا علی الباطل  
 قال بلی قلت فلم نعطى الدنیا فی دیننا اذا قال انی  
 رسول الله لست اعصیه وهونا صری قلت اولیس

آپ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کو نہیں دیکھ سکتا۔ آپ نے ایک  
 اچھی خصلت پیش کی ہے آپ لوگ اسے قبول کر لیں، تو بنو کنانہ  
 کا ایک آدمی کہنے لگا کہ مجھے آپ کی طرف جانے کی اجازت دو  
 تو ان لوگوں نے اس کو اجازت دے دی۔ پس جب اس نے  
 حضرت نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب پر جھانکا یعنی ظاہر ہوا  
 تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ فلاں شخص ہے جو ایسی  
 برادری سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم  
 کرتے ہیں تو یہ قربانی کے جانور اس کے لئے بچے جائیں چنانچہ  
 اس کے لئے وہ بچے گئے۔ اور لوگوں نے اس کا استقبال تبلیہ کہتے  
 ہوئے کیا۔ اللهم لبیک پس جب اس نے یہ صورت حال  
 دیکھی تو سبحان اللہ کہتے ہوئے تعجب کا اظہار کیا کہ ایسے لوگوں کو  
 تو بیت اللہ کی زیارت سے روکنا بالکل نامناسب ہے چنانچہ جب  
 وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گیا تو کہنے لگا کہ میں نے تو قربانی  
 کے لونٹ دیکھے ہیں جن کے گلے میں علامتی ہار ڈالے گئے ہیں  
 اور ان کی کوہانوں کو زخمی کر کے نشانی کے لئے خون کو مل دیا گیا  
 ہے۔ تو میری رائے یہ ہے کہ ان لوگوں کو بیت اللہ کی زیارت  
 سے نہ روکا جائے۔ اس پر ان کی قوم کا ایک آدمی جس کو مکرز بن  
 حفص کہا جاتا تھا اٹھ کر کہنے لگا کہ مجھے آپ کی خدمت میں بھیجو تو  
 انہوں نے کہا جاؤ چنانچہ جب وہ صحابہ کرام پر نمودار ہوا تو جناب  
 نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ مکرز ہے بد معاش آدمی ہے۔ تو جناب  
 نبی اکرم ﷺ سے باتیں کرنی شروع کر دیں۔ پس ابھی وہ آپ  
 سے ہم کلام ہو ہی رہا تھا کہ اچانک سہیل بن عمرو آگیا۔ رلوی  
 محرم کہتے ہیں کہ ایوب نے مکرمہ سے مجھے خبر دی ہے کہ بھ  
 سہیل آیا تو آپ نے فرمایا اب تمہارا معاملہ آسان ہو گیا۔

كنت تحدثنا اناسناتی البيت فخطوف به قال بلی  
 الفخبرتك اناتیه العام قال قلت لا قال فانك اتیه  
 ومطوف به قال فاتیت ابا بکر فقلت یا ابا بکر ایس  
 هذانی اللہ حقاً قال بلی قلت السنا علی الحق  
 وعدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطى  
 الدنیه فی دیننا اذا قال ایها الرجل انه لرسول اللہ  
 ﷺ وایس یعصی ربہ وهونا صرہ فاستمسک  
 لغرره فواللہ انه علی الحق قلت ایس کان یحدثنا  
 اناسناتی البيت ونطوف به قال بلی الفخبرک انک  
 تاتیہ العام قلت لا قال فانک اتیه ومطوف به قال  
 الزهری قال عمر فعملت لذلك اعمالاً قال فلما  
 فرغ من قضیة الکتاب قال رسول اللہ ﷺ  
 لاصحابہ قوموا فانحروا ثم احلقوا قال فواللہ  
 ما قام منهم رجل حتی قال ذلك ثلث مرات فلما  
 لم یقم منهم احد دخل علی ام سلمة فذکر لها  
 ما لقی من الناس فقالت ام سلمة ینبئ اللہ انحب  
 ذلك اخرج ثم لا تکلم احدا منهم کلمة حتی تنحر  
 بدنک وتدعوا حالقک فیحلقک فخرج فلم یکلم  
 احدا منهم حتی فعل ذلك نحر بدنہ ودعا حالقہ  
 فحلقہ فلما راوا ذلك قاموا فانحروا وجعل بعضهم  
 یحلق بعضهم حتی کاد بعضهم یقتل بعضا

امام زہری کی حدیث میں ہے کہ سہیل آکر کہنے لگا کہ لاؤ جی  
 تمہارے اور ہمارے درمیان ایک صلح نامہ کی دستویز لکھی جائے  
 چنانچہ آپؐ نے ایک کاتب کو طلب فرمایا اور جناب نبی اکرم ﷺ  
 نے اس سے فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل کہنے لگا  
 یہ رحمان کیا چیز ہے اللہ کی قسم! ہم تو نہیں جانتے۔ کہ یہ کیا ہے  
 لیکن باسمک اللہم لکھو۔ جیسا کہ آپؐ پہلے لکھا کرتے تھے۔  
 مسلمانوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم تو بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی  
 لکھیں گے جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی بات نہیں  
 باسمک اللہ ہی لکھ دو۔ پھر فرمایا لکھو یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد  
 رسول اللہؐ نے طے کیا ہے۔ سہیل کہنے لگا اللہ کی قسم! اگر ہم  
 آپؐ کو اللہ کا رسول مانتے تو آپؐ کو نبیت اللہ سے روکتے اور نہ ہی  
 آپؐ سے لڑائی مول لیتے لیکن آپؐ محمد بن عبد اللہ لکھیں جس پر  
 جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگرچہ تم لوگ مجھے جھٹلاتے ہو  
 لیکن میں تو بے شک اللہ کا رسول ہی ہوں۔ لکھو محمد بن عبد اللہ!  
 امام زہریؒ فرماتے ہیں یہ باتیں آپؐ نے اس لئے قبول کر لیں کہ  
 آپؐ نے فرمایا تھا کہ اگر ان لوگوں نے مجھ سے ان باتوں کا مطالبہ  
 کیا جن سے حرمت اللہ کی تعظیم مقصود ہوگی تو وہ مطالبے میں  
 ان کے مان لوں گا۔ بہر حال جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے  
 فرمایا کہ اس پر بھی صلح کر لو کہ تم لوگ ہمارے اور بیت اللہ کے  
 درمیان راستہ چھوڑ دو تاکہ ہم اس کا طواف تو کر لیں سہیل نے  
 کہا اللہ کی قسم! عرب کے لوگ باتیں کرتے پھر میں گے کہ ہمیں  
 زبردستی پکڑا گیا۔ لیکن یہ آپؐ کا مطالبہ آئندہ سال پورا ہوگا تو  
 اس کو بھی لکھا گیا۔ پھر سہیل نے کہا کہ یہ شرط بھی ہے کہ  
 ہم میں سے جو شخص بھی آپؐ کے پاس آئے گا اگرچہ وہ آپؐ کے



دین پر کیوں نہ ہو۔ لازماً آپ کو اسے ہماری طرف واپس کرنا ہوگا جس پر مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اس کو مشرکوں کی طرف کیسے لوٹایا جائے گا جب کہ وہ مسلمان ہو کر آیا ہے۔ دریں اثنا اچانک ابو جندل بن سہیل بن عمرو جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے مکہ کے نچلے حصہ سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے درمیان پہنچا دیا۔ سہیل کہنے لگا اے محمد ﷺ یہ معاہدہ کا پہلا واقعہ ہے کہ آپ ابو جندل کو میرے پاس واپس کر دیں۔ آنحضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ابھی تو معاہدہ پورا لکھا ہی نہیں گیا اس پر عمل کیسے ہو۔ سہیل کہنے لگا کہ اللہ کی قسم پھر تو میں کسی چیز پر آپ سے صلح کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں آپ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر یہی ہے تو پھر اس ابو جندل کی مجھے اجازت دے دو کہ اسے معاہدہ سے مستثنیٰ قرار دے دو وہ کہنے لگا میں کسی صورت میں اس کی اجازت دینے والا نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں کر گزرو! کیا مشکل ہے اس نے کہا کہ میں تو بالکل کرنے والا نہیں ہوں۔ البتہ مکرز بولا بلکہ ہم نے آپ کے لئے اس کو اجازت دے کر مستثنیٰ کر دیا۔ یہ بات اس نے نفیاً کی۔ حضرت ابو جندل مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ اے گروہ مسلمین! کیا مجھے واپس مشرکین کی طرف بھیجا جائے گا حالانکہ میں تو مسلمان ہو کر ان کے پاس سے آ گیا ہوں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے ان کی طرف سے کیا کیا اذیتیں پہنچی ہیں۔ واقعی ان بچاروں کو اللہ کی راہ سے سخت سخت سزائیں دی گئیں۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا

ثم جاء ه نسوة مؤمنات فانزل الله تعالى يا ايها الذين امنوا اذا جاءكم المؤمنات مهاجرات فامتنحنوهن حتى بلغ بعضكم الكوافر فطلق عمرؓ يومئذ امرأتين كانتاه في الشرك فتزوج احدهما معاوية بن ابي سفيان والاخرى صفوان بن امية ثم رجع النبي ﷺ الى المدينة فجاءه ابو بصير رجل من قريش وهو مسلم فارسلوا في طلبه رجلين فقالوا العهد الذي جعلت لنا فدفعه الى الرجلين فخرجا به حتى بلغا ذالحليفة فنزلوا ياكلون من تمر لهم فقال ابو بصير لاحد الرجلين والله اني لارى سيفك هذا يا فلان جيذا فاستلبه الاخر فقال اجل والله انه لجيد لقد جربت به ثم جربت فقال ابو بصير اراني انظر اليه فامكنه منه فضربه حتى برد وفرا الاخر حتى اتى المدينة فدخل المسجد يعدو فقال رسول الله ﷺ حين راه لقدر اى هذا ذعرا فلما انتهى الى النبي ﷺ قال قتل والله صاحبي واني لمقتول فجاء ابو بصير فقال يابى الله والله اوفى الله ذمتك قدر دنتى اليهم ثم انجاني الله منهم قال النبي ﷺ ويل امه مسعر حرب لو كان له احد فلما سمع ذلك عرف انه سيرده اليهم فخرج حتى اتى سيف البحر قال وينقلب منهم

ابو جندل ابن سہیل فلحق بابی بصیر فجعل  
لا یخرج من قریش رجل قد اسلم الا لحق بابی  
بصیر حتی اجتمعت منهم عصابة فوالله ما یسمعون  
بعیر خرجت لقریش الی الشام الا اعتراضوا لها  
فقتلوهم اخذوا اموالهم فارسلت قریش الی النبی  
ﷺ تناسده بالله والرحم لما رسل فمن اتاه فهو  
امن فارسل النبی ﷺ الیہم فانزل اللہ تعالیٰ  
وهو الذی کف ایدیہم عنکم وایدیکم عنہم ببطن  
مکہ من بعد ان اظفر کم علیہم حتی بلغ الحمیة  
الجاهلیة وکانت حمیتہم انہم لم یقروا انہ  
نبی اللہ ولم یقروا بسم اللہ الرحمن الرحیم  
وحالوا بینہم وبنی البیت وقال عقیل عن الزہری  
قال عروۃ فاخبرتني عائشة ان رسول اللہ ﷺ  
کان یمتحنہن وبلغنا انہ لما نزل اللہ تعالیٰ ان یردوا  
الی المشرکین ما انفقوا علی من ہاجر من  
ازواجہم وحکم علی المسلمین ان لا یمسکوا  
بعصم الکوافر ان عمر طلق امرأتین قریبۃ بنت  
ابی امیۃ وابنة جرول الخزاعی فتزوج قریبۃ معاویۃ  
وتزوج الاخری ابو جہم فلما ابی الکفار ان یقروا  
باداء ما انفق المسلمون علی ازواجہم انزل اللہ  
تعالیٰ وان فاتکم شیء من ازواجکم الی الکفار

کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔  
پھر پوچھا کیا ہم لوگ حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں  
آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ جس پر میں نے کہا کہ پھر اس وقت یہ  
ذلت اپنے دین میں کیوں قبول کریں آپ نے فرمایا بے شک  
میں اللہ کا رسول ہوں جو اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا تو میرا مد  
گار ہے میں نے کہا کہ کیا آپ نے ہمیں بیان نہیں فرمایا تھا کہ ہم  
بیت اللہ میں جا کر اس کا طواف کریں گے آپ نے فرمایا کیوں  
نہیں کیا میں نے یہ خبر دی تھی کہ ہم اسی سال بیت اللہ جائیں  
گے۔ میں نے کہا یہ تو آپ نے نہیں فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا  
بے شک آپ بیت اللہ آنے والے اور اس کا طواف کرنے والے  
ہیں۔ فرماتے ہیں مزید اطمینان کے لئے میں حضرت ابو بکرؓ کی  
خدمت میں حاضر ہوا ان سے کہا اے ابو بکرؓ کیا آپ اللہ کے سچے  
نبی نہیں ہیں انہوں نے فرمایا کیوں نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ کیا  
ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں۔ انہوں نے فرمایا  
کیوں نہیں تو میں نے کہا پھر یہ ذلت اپنے دین میں کیوں قبول  
کر رہے ہیں۔ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا اے بھائی آپ تو اللہ کے  
رسول ہیں جو کسی صورت اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتے جبکہ  
اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہے۔ پس آپؐ کی رکاب کو مضبوطی سے  
تھامو! اللہ کی قسم! بے شک آپؐ حق پر ہیں میں نے کہا کیا آپؐ  
نے بیان نہیں فرمایا تھا کہ ہم عنقریب بیت اللہ آئیں گے اور اس کا  
طواف کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں کیا آپؐ نے یہ بھی  
بتایا تھا کہ ہم اسی سال بیت اللہ آئیں گے میں نے کہا یہ تو نہیں  
فرمایا تھا۔ تو فرمایا بے شک تو اس کو آنے والا ہے اور اس کا طواف  
کرنے والا ہے۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا

فعاقتہم والعقب ما یؤدی المسلمون الی من  
 هاجرت امرأته من الکفار فامران یعطی من ذهب  
 له زوج من المسلمین ما انفق من صداق نساء  
 الکفار اللاتی هاجرن وما نعلم احدا من المهاجرات  
 ارتدت بعد ایمانها وبلغنا ان ابا بصیر بن اسید الثقفی  
 قدم علی النبی ﷺ مؤمنا مهاجرا فی المدة  
 فکتب الایمن بن شریق الی النبی ﷺ ینسأله  
 ابا بصیر فذكر الحدیث .....

میں نے تو اس کیلئے کچھ اعمال بھی کر رکھے ہیں۔ الغرض جب  
 دستاویز معاہدہ کے لکھنے بلکھانے سے فراغت ہو گئی تو جناب  
 رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ اٹھو اور اپنے قربانی  
 کے جانور ذبح کرو۔ اور احرام کھولنے کیلئے سر منڈواؤ۔ راوی  
 فرماتے ہیں اللہ کی قسم! ان میں سے کوئی آدمی بھی کھڑا نہ ہوا  
 حتیٰ کہ یہ حکم آپؐ نے تین مرتبہ دہرایا۔ تو جب کوئی نہ اٹھا تو  
 آپؐ مشورہ کیلئے بنی ام سلمہ کے پاس تشریف لائے اور لوگوں  
 کی طرف سے جو معاملہ پیش آیا تھا وہ سارا ماجرا ان کو سنایا حضرت  
 ام سلمہؓ نے فرمایا اے اللہ کے نبی! کیا آپؐ ایسا کرنا چاہتے ہیں

تو آپؐ باہر تشریف لے جا کر کسی سے کوئی کلام نہ کریں۔ خود اپنا قربانی کا جانور ذبح کر دیں حجام کو بلا کر سر مبارک منڈوالیں۔ چنانچہ آپؐ نے  
 بغیر کسی سے کلام کئے اس کام کو انجام دیا۔ کہ اپنا قربانی کا جانور ذبح کر دیا۔ سر منڈوئے والے کو بلا کر سر منڈوا لیا۔ پس جب لوگوں نے آپؐ کو  
 ایسا کرتے دیکھا تو سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ قربانی کے جانور ذبح کئے۔ اور ایک دوسرے کے سر منڈوئے شروع کر دیئے۔ یہاں تک  
 کہ قریب تھا کہ بھیڑ بھڑکی وجہ سے ایک دوسرے کو قتل نہ کر دیں۔ پھر آپؐ کے پاس مؤمن عورتیں آئیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ  
 نے حکم نازل فرمایا۔ ترجمہ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس مؤمن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لو یہاں تک کہ عصم الکوافر  
 تک پہنچے تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے اس دن اپنی دو عورتوں کو طلاق دے دی جو ان کے ساتھ شرک کی حالت میں تھیں۔ تو ان میں سے  
 ایک کے ساتھ تو حضرت معاویہ بن سفیان نے شادی کر لی۔ اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے نکاح کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ  
 واپس تشریف لے آئے۔ تو قریش کا ایک آدمی ابو بھرؓ آپؐ کے پاس حاضر ہوا جو مسلمان تھا تو قریش نے اس کے مطالبہ کیلئے اپنے دو آدمی بھیجے  
 پس انہوں نے وہ عہد و معاہدہ یاد دلایا جو ہم نے ان کے ساتھ کیا تھا۔ تو آپؐ نے انہیں ان دو آدمیوں کے ساتھ واپس کر دیا۔ وہ دونوں ان کو  
 لے کر روانہ ہوئے۔ جب وہ دونوں ذالحلیفہ کے مقام تک پہنچ گئے تو وہاں پڑاؤ کر کے اپنی کھجوریں کھانے لگے۔ تو حضرت ابو بھرؓ نے ان  
 میں سے ایک آدمی سے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو تمہاری تلوار کو بھڑین سمجھ رہا ہوں تو اس دوسرے نے تلوار کو سونت کر کہا کہ ہاں اللہ کی  
 قسم واقعی وہ بہت عمدہ ہے میں اسے کئی مرتبہ آزما چکا ہوں بلکہ بارہا تجربہ کیا ہے تو ابو بھرؓ نے فرمایا کیا میں اس کو دیکھ سکتا ہوں تلوار لے کر  
 اسے قابو میں کر لیا پھر تلوار مار کر اسے ٹھنڈا کر دیا دوسرا بھاگ کر مدینہ تک پہنچ گیا اور مسجد نبویؐ میں داخل ہو کر دوڑنے لگا۔ جناب نبی اکرم  
 ﷺ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا اسے کوئی ڈر اور خوف لاحق ہوا ہے پس جناب نبی اکرم ﷺ تک پہنچ گیا تو کہنے لگا اللہ کی قسم! میرا ساتھی  
 قتل ہو چکا ہے اور میں ضرور قتل ہونے والا ہوں چنانچہ پیچھے پیچھے حضرت ابو بھرؓ بھی پہنچ گئے فرمانے لگے یا نبی اللہ! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے

آپؐ سے اپنی ذمہ داری پوری کرادی۔ کہ آپؐ نے تو مجھے ان کی طرف واپس لوٹا دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے نجات عطا فرمائی۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ماں کے لئے خرابی ہو یہ تو لڑائی بھڑکانے والا ہے۔ کاش! کوئی شخص اس کی ذمہ داری لیتا۔ پس جب اس نے یہ بات سنی تو اس نے جان لیا کہ معتریب آپؐ تو اسے واپس کر دیں گے تو وہ وہاں سے نکل کر سمندر کے کنارے ڈیرہ ڈال دیا۔ راوی فرماتے ہیں حضرت ابو جندل بن سمیل بن عمروؓ بھی ان سے خلاصی حاصل کر کے ابوہریرہؓ کے پاس پہنچ گئے۔ بعد ازاں یوں ہوا کہ قریش کا کوئی آدمی جو مسلمان ہو چکا تھا وہی ابوہریرہؓ کے پاس پہنچ جاتا۔ یہاں تک کہ ان کی ایک جماعت اکٹھی ہو گئی۔ پس اللہ کی قسم! جب بھی یہ لوگ کسی قریش کے قافلہ کے متعلق سننے کہ وہ شام کی طرف جا رہے تو یہ لوگ اس کے مقابل میں آجاتے۔ انہیں قتل کر دیتے اور ان کا سامان اور مال لوٹ لیتے۔ تو قریش نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ہم آپؐ کو اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر پیغام دیتے ہیں۔ پس جو شخص بھی آپؐ کے پاس آجائے گا وہ امن والا ہوگا۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ان مسلمانوں کے پاس پیغام بھیجا کہ تم لوگ رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تو وہ ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روکا۔ اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا حتیٰ کہ حمیۃ الجاہلیہ تک پہنچے۔ اور ان کی حمیت یہ تھی کہ ایک تو انہوں نے اس کا اقرار نہ کیا کہ آپؐ اللہ کے نبی ہیں۔ دوسری بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بھی نہ مانا۔ اور آپؐ کے درمیان اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ بن گئے۔ دوسری سند سے حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے خبر دی کہ بے شک جناب نبی اکرم ﷺ ان عورتوں و مہاجرین کا امتحان لیتے تھے۔ اور ہمیں یہ بات پہنچائی کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ مشرکوں کو وہ خرچہ واپس کر دیا جائے جو انہوں نے اپنی مہاجر بیویوں پر خرچ کیا ہے۔ اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ کافروں کی معصتوں کو نہ روکیں۔ تو حضرت عمرؓ نے اپنی دو عورتوں کو طلاق دے دی۔ ایک تو قریبہ بنت ابی امیہ تھی اور دوسری جردل خزاعی کی بیٹی تھی قریبہ سے تو معاویہؓ نے نکاح کر لیا۔ اور دوسری سے ابو جہم نے شادی کر لی اور جب مشرکوں نے اس کے حق مر کو ادا کرنے سے انکار کر دیا جو مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر خرچ کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ کہ اگر تمہارا خرچہ بیویوں والا کفار کی طرف رہ جائے تو تم بھی عقب کرو۔ عقب دور تم ہے جو مسلمانوں نے اپنی ان بیویوں پر خرچ کی جو کفار سے ہجرت کر کے آئی تھیں۔ تو حکم دیا کہ مسلمان خاوندوں کو وہ حق مردے دیا جائے جو انہوں نے کفار کی ان عورتوں پر مر میں خرچ کیا جو ہجرت کر کے آئیں۔ اور ہمیں علم نہیں ہو سکا کہ مہاجر عورتوں میں سے کوئی بھی ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گئی ہو۔ اور ہمیں یہ بھی خبر پہنچی کہ حضرت ابوہریرہؓ اسید ثقیفی صلح کی مدت کے زمانہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آئے تو انھیں بن شریق نے جناب نبی اکرم ﷺ کی طرف لکھا جو آپؐ سے ابوہریرہؓ کی واپس کا مطالبہ کرتے تھے۔ پھر حدیث کو ذکر فرمایا۔

تشریح از شیخ کنکووی۔ فخذوا ذات الیمین الخ تاکہ حضرت خالد کو ان کے حالات کا علم نہ ہو سکے کہیں وہ کفار کہہ کو

خبر نہ کر دیں اور وہ مسلمانوں کو قرب بیت اللہ سے روک دیں۔ اور جب آپؐ اور آپؐ کے اصحاب احرام باندھ کر حرم میں داخل ہو جائے۔

تو پھر ان کو مخالفت کا اور ضد کرنے کا موقع نہ ملتا۔

لكن حبسها حابس فیل یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو تنبیہ تھی کہ بیت اللہ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی اہم ہے کہ لایعقل اونٹنی بھی جب تک اپنے سوار کے ارادہ سے مطمئن نہیں ہو گئی کہ وہ بیت اللہ کی ہنک نہیں کریں گے اور نہ ہی اسکی محرمات کو حلال سمجھیں گے اس وقت اس نے چلنے سے انکار کر دیا۔

فعدل عنهم الخ آنحضرت ﷺ نے ان سے ہٹ کر الگ راستہ اس لئے اختیار فرمایا کہ اگر اچانک ان کے پاس چلے جاتے تو ممکن تھا مقاتلہ محاربہ یا کسی مفدہ کی نوبت آجاتی۔ علاوہ ازیں اگر جم غفیر اچانک کسی شہر میں جا گئے تو بھیڑ بھاڑ سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے آپؐ نے ان کے راستہ سے ہٹ کر دوسرا راستہ اختیار فرمایا۔ تاکہ مشرکین کو معلوم ہو جائے کہ آنحضرت ﷺ ان کے ساتھ کسی شرف و فساد کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اگر آپؐ زبردستی طواف کا عزم کر لیتے تو آپؐ کے گھوڑے ان کو روند ڈالتے اور لوٹ مار برپا ہو جاتی۔

نزلو ۱۱ اعداد الخ یہ طول قیا اسے کہنا یہ ہے کہ یہ لوگ دودھ والی اونٹنیاں مع چوچوں کے اس لئے لائے تھے کہ اس جگہ ان کا لمبا قیام کرنے کا ارادہ تھا۔

قد بهكتهم الحرب بار۔ احد۔ خندق وغیرہ کی لڑائیوں نے انہیں کمزور کر دیا تھا۔

الستم بالو لد ابن ہشام نے اس کے برعکس نقل کیا ہے۔ ہر ایک کی صحت کی الگ توجیہ ہے۔ اگر روایت ولد کی ہے تو پھر یہ اسلئے صحیح ہے کہ ان کی والدہ سبیغہ بنت عبد شمس تھی اگر والد ہے تو اس کی صحت سن اور عمر کے اعتبار سے ہوگی بہر حال اس ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اپنے سے سمت دفع کرنا چاہتا ہے کہ جو خبر میں تمہارے پاس لاؤں گا اس میں جھوٹ کی آمیزش نہیں ہوگی۔  
انی واللہ لاری وجوہا یعنی میں ایسے اوپرے چرے دیکھ رہا ہوں جو مصیبت کے وقت بھاگ جانے کے عادی ہیں۔  
لقد وفدت علی الملوک قیصر اور کسریٰ تخصیص ان کی عظمت کی وجہ سے کی ہے کیونکہ روم اور فارس اس وقت سپر طاقت شمار ہوتے تھے۔ تو اس وقت ملوک سے عام مراد ہوگا۔ یا یہ کہ ملوک سے چھوٹے چھوٹے بادشاہ مراد ہوں۔ کسریٰ اور قیصر سے عظیم بادشاہ ہوں۔

قد سهل لكم کیونکہ سہیل واپس آیا تو آپؐ نے معلوم کر لیا کہ قریش اب صلح کی طرف مائل ہیں۔ اور یہ بات آپؐ نے اس نمائندہ کے نام سے نیک فالی کے طور پر ارشاد فرمائی۔

بلی قد اجزناہ للک لیکن چونکہ مرکز نہ تو قریش کا نمائندہ تھا اور نہ ہی حضرت ابو جندلؓ کا ولی و وارث تھا اس لئے اس کی بات نہ سنی گئی۔

فاستمسک بفرزہ یہ حضرت ابو بکرؓ کی طرف سے حضرت عمرؓ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جو کچھ امر و نہی حضور اکرم ﷺ کی طرف سے

آئے اس کی مخالفت نہ کرو۔

وبلغنا انہ لما انزل اللہ یعنی جب یہ آیت کریمہ اتری واسئلوا ما انفقتم ولیسئلوا اما انفقوا اور جانین سے اس پر صلح ہو گئی کہ کافر شوہر نے جو کچھ مؤمن بیوی پر خرچ کیا ہے وہ اسے ادا کر دیا جائے اسی طرح جو کچھ مؤمن شوہر نے کافرہ بیوی پر خرچ کیا ہے وہ اسے واپس کر دیا جائے۔ مائیں ما انفقوا کا فاعل کفار ہوں گے۔ اس طرح من ازواجہم کی ضمیر بھی کفار کی طرف عائد ہو لی لیکن جب کفار نے اس عہد کو پورا کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے بھی انکاری ہو گئے کہ مؤمنوں کی طرف وہ مال واپس کر دیں جو انہوں نے مکہ معظمہ میں اپنی کافرہ بیویوں پر خرچ کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ان فاتکم شیء من ازواجکم الی الکفار یعنی اگر کسی مؤمن کی بیوی کافرہ باقی رہ گئی۔ اور جو کچھ مال اس نے اس پر خرچ کیا تھا وہ بھی اس کو واپس نہیں دیا جاتا تو وہ اس مال کو اس خاوند سے وصول کر لے جس نے کسی کافر کی بیوی سے نکاح کیا ہے۔ کیونکہ جب کسی نے کسی کافر کی بیوی سے نکاح کر لیا تو اسے اس کے کافر خاوند کا تاوان بھی ادا کرنا چاہیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ حائل فرما کر مسلمانوں کو حکم دیا کہ یہ مال کافر خاوند کو ادا نہ کیا جائے۔ بلکہ اس مؤمن کو دیا جائے جس کی بیوی کافرہ مکہ میں رہ گئی ہے۔ کیونکہ کفار سب کے سب ایک شخص کی طرح ہیں جس طرح سارے مؤمن ایک شخص کی حیثیت رکھتے ہیں تو جہاں تک ہمارا حق وصول ہو سکتا ہے جس سے ممکن ہو اس سے لے لیا جائے۔ تو بقولہ امران یعطی کا مطلب یہ ہے کہ جس مؤمن کی بیوی چلی گئی ہو اس کو اس کافر کی بیوی کا حق دے دیا جائے جو ہمارے پاس ہجرت کر کے آئی ہے۔

وما نعلم ان احدا سے متلانا ہے کہ آیت کریمہ میں جو ذہبت کا لفظ وارد ہوا ہے اس سے مراد مرتد ہونا اور دار الحرب میں لاحق ہونا نہیں ہے۔ کیونکہ کسی مسلمان عورت سے ارتداد کا ارتکاب نہیں ہوا۔ ماشاء اللہ سب کی سب کچی مسلمان رہیں۔ بلکہ ذہبت سے مراد یہ ہے کہ جو عورتیں کفر کی حالت میں مکہ میں رہ گئیں اور عدم ایمان اور ترک ہجرت کی وجہ سے مؤمنوں کا ان پر قبضہ نہیں رہا۔ ذہبت سے یہ مراد ہے ارتداد نہیں۔

تشریح از شیخ زکریا۔ بالفہم علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب عسفان تک پہنچے تو آپؐ کے جاسوس ہمر بن بقیان نے آکر بتایا کہ قریش کو آپؐ کے سفر کا علم ہو چکا ہے۔ وہ ذی طویٰ میں پڑاؤ کئے ہوئے ہیں۔ اور خالد بن ولید کو دوسو گھوڑے سواروں کا دستہ دے کر پہلے بھیج دیا ہے۔ خالد بن ولید بالفہم کا یہ مطلب ہے۔

خذوا ذات الیمین سے مراد وہ راستہ ہے جو تیغیہ العرار کی طرف جاتا ہے۔ جب جیش المسلمین اس راستہ پر چل پڑا تو قریش کے گھڑ سواروں نے اس لشکر کی غبار کی سیاهی کو دیکھا تو وہ ان کے راستہ سے ہٹ کر قریش کی طرف چلے گئے۔

حبسہا حابس فیل کیونکہ اگر مسلمان اس حالت میں مکہ کے اندر داخل ہوتے تو قریش ان کو روکتے تو جنگ چھڑ جاتی۔ خون بہتا۔ مال لوٹا جاتا کیونکہ مکہ میں بہت سے مؤمن کمزور مرد۔ عورتیں اور بچے رہ گئے تھے کفار ان کو قتل کر دیتے یہی فعل ما لم تعلموا کا مقصد ہے۔

فعدل عنہم یعنی میں ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ اونٹنی بیٹھ گئی ہے اٹھنے کا نام نہیں لیتی تو آنحضرت ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو لڑائی سے پھیرنا چاہتے ہیں۔ لیقضى الله امر اکان مفعولا۔

اعدا جمع عد کی وہ پانی جو ختم نہ ہونے پائے۔ عوذ جمع عاذ کی ہے وہ اونٹنی جو دودھ والی ہو۔ مطافل وہ اونٹنیاں جن کے ساتھ بچے ہوں یا وہ عورتیں جو بچے بھی ہمراہ لائی ہوں۔ تاکہ ان کے مرد جنگ سے فرار نہ کر سکیں۔ بہر حال دونوں معنی صحیح ہیں۔ اور دونوں کا احتمال ہے۔ نہکتہم اضعفتہم یعنی ان کی قوت کمزور ہو گئی۔ یا مال کم ہو گیا۔

الستم بالولد عروہ بن مسعود کا مقصد یہ ہے کہ میری والدہ سبیعہ بنت عبد شمس ہے تو میں تمہارا بیٹا ہوں کہ تمہارا قبیلہ میری ولادت کا باعث بنا۔ یا شفقت اور محبت میں ولد کی طرح ہو۔ کیونکہ یہ ان کا سردار تھا۔

لاری وجوہا اس کی توجیہ میں شرح نے مفصل بحث کی ہے۔ لاری کی صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ قریش کے ساتھ تو اشراف الناس ہیں۔ اور تمہارے ساتھ مخلوط آبادی ہے۔ جس میں شریف اور ذلیل سب جمع ہوئے ہیں۔ جن کے لڑائی کے وقت بھاگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

بظن اللات یہ غصہ کی وجہ سے فرمایا۔ کیونکہ اس نے مسلمانوں کی طرف فرار کی نسبت کی تھی تو اس سے الفاظ قبیحہ کے استعمال کا جواز عند الضرورت معلوم ہوا۔

قد سهل لكم ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو کو بلا کر کہا اذْهَبْ اِلَى هَذَا الرَّجُلِ فَصَالِحْهُ کہ اس آدمی کے پاس جا کر صلح کر لو۔ اور مکرمز کی بات اس لئے نہ مانی گئی کہ وہ غمناک نہ تھے۔ یادہ حضرت ابو جندلؓ کو باپ کی سزا سے محفوظ کر کے لے گئے۔ یا مکرمز اپنے سے لفظ فحش کے دھبہ کو مٹانا چاہتا تھا۔

اذ انزلت الآیۃ شیخ گنگوہیؒ نے آیت کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے وہ بہت عمدہ ہے۔ کیونکہ شرح کرام تو آیت کو مردات پر محمول کرتے ہیں۔ شیخ نے کافرات پر حمل کیا ہے۔ چنانچہ بیان القرآن میں مولانا تھانویؒ بھی یہی فرماتے ہیں ان فاتکم شیعی یعنی اگر تمہاری بیبیوں میں سے کوئی بی بی کافروں میں رہ جانے سے تمہارے ہاتھ نہ آئے پھر تمہاری نوبت آئے تو جن کی بیبیاں ہاتھ سے نکل گئیں جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اس کے برابر تم ان کو دے دو۔

فعاقتہم کے مختلف معانی کی طرف شیخ السنہؒ نے اشارہ کرتے ہوئے ترجمہ میں فرماتے ہیں پھر تم ہاتھ مارو یا پھر تمہاری باری آئے یا پھر دو لگے تمہارا۔

ما نعلم احد النخ یہ امام بخاریؒ کی طرف سے نص صریح ہے کہ مہاجرات میں سے کوئی عورت بھی مرد نہ ہوئی تھی خلاصہ یہ ہے کہ اگر صلح رد النساء پر ہوئی تھی جس کو آیت سے منسوخ کر دیا تو رد مہاجر بھی واجب ہو گا۔ اگر صلح رد النساء پر نہیں ہوئی تھی

تو پھر اس صورت میں رد مہر مندوب ہو گا۔ اور جن چھ عورتوں کا بغوی نے لکن عباسؓ سے ذکر کیا ہے۔ وہ سب کی سب مرد ہو گئی تھیں۔ انہوں نے ہجرت ہی نہیں کی تھی۔ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ حضرت ابو بھرؓ سمندر کے ساحل پر مقام عیص میں ٹھہرے جو بلاد بنو سلیم کے قریب واقع ہے۔ اور ابو جندل سمیت ۷۰ سوار حضرت ابو بھر کے پاس جمع ہو گئے۔ قریش کے مطالبہ پر کہ جو آپؐ کے پاس مؤمن آئے گا وہ امن میں ہو گا۔ اسے قریش کی طرف واپس نہ کیا جائے گا یہ خط آپؐ نے حضرت ابو بھرؓ کو بھیجا جو نزاع کی حالت میں تھے۔ انہوں نے آپؐ کے والا نامہ کو ہاتھ میں پکڑا اور پڑھ رہے تھے کہ جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ اور يعطى اللاتى اسلمن وهاجرن الى المسلمين اذا تزوجن لا يعصى الزوج الكافر شعی یعنی جو عورتیں مسلمان ہو کر ہجرت کر کے مسلمانوں کی طرف آجائیں اور وہ مسلمان ان سے نکاح کر لیں اور ان کے کافر خاوند کو کوئی چیز نہیں دی جائے گی۔

### ترجمہ۔ باب قرض میں شرط لگانا

### باب الشروط فی القرض

حدیث (۲۵۳۹) وقال الليث بن سعد

عن ابی هريرة عن رسول الله ﷺ انه ذكر رجلا سال بعض بنی اسرائیل ان یسلفه الف دینار فدفعها اليه الى اجل مسمى وقال ابن عمر وعطاء اذا اجله فی القرض جاز .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جس نے بنی اسرائیل کے کسی آدمی سے ایک ہزار دینار کا قرض مانگا جو اس نے اس کو ایک مدت مقررہ تک کیلئے دے دیا۔ لکن عمرؓ اور عطاءؓ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص قرض کے اندر مدت مقرر کرے تو جائز ہے۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ**۔ احتافؒ اور شوافعؒ کے نزدیک قرضہ میں مدت مقرر کرنا لازم نہیں ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک

لازم ہے۔ اومؤلفؒ کا میلان بھی اس کی طرف ہے۔ کیونکہ پہلے گذشتہ دو ابواب میں اذا اقرضه الى اجل مسمى او اجله فی البیع میں تاجیل فی القرض والدین میں مساوات ثابت کر کے بتلادیا کہ مدت مقرر کرنا ضروری ہے۔ اور اس پر بنی اسرائیل کے آدمی کا واقعہ بھی دال ہے۔

ترجمہ۔ باب مکاتب کے بارے میں اور ان شروط

### باب المكاتب وما لا یحل

کے بارے میں جو کتاب اللہ کے مخالف ہوں۔

### من الشروط التي تخالف كتاب الله



ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ ان کی شرطیں آپس میں برابر ہیں۔ لیکن عمرؓ اور حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جو شرط کتاب اللہ کے مخالف ہو وہ باطل ہے خواہ سو ۱۰۰ شرطیں ہوں۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہؓ میرے پاس آئیں اور اپنی کتابت کے بارے میں میرے سے مدد طلب کی۔ انہوں نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے مالکوں کو پوری رقم کتابت کی دے دوں۔ بعد طیکہ ولاء میرے لئے ہو۔ پس جب جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو خرید لو اور اسے آزاد کر دو۔ ولاء تو اسی کا ہو گا جس نے اسے آزاد کیا ہے پھر منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔ سن لو! جس نے کوئی ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہیں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اگرچہ وہ سو ۱۰۰ شرطیں بھی لگائیں۔

وقال جابر بن عبد الله في المكاتب شروطهم بينهم وقال ابن عمر او عمر كل شرط مخالف كتاب الله فهو باطل وان اشترط مائة شرط وقال ابو عبد الله يقال عن كليهما عن عمر وابن عمر.

حدیث (۲۵۴۰) حدثنا علي بن عبد الله عن عائشة قالت اتتها بريرة تسالها في كتابتها فقالت ان شئت اعطيت اهلك ويكون الولا لى فلما جاء رسول الله ﷺ ذكرته ذلك قال النبي ﷺ ابتاعها فاعتقها فانما الولا لمن اعتق ثم قام رسول الله ﷺ على المنبر فقال ما بال اقوام يشترطون شروطا ليست في كتاب الله من اشترط شرطاً ليس في كتاب الله فليس له وان اشترط مائة شرط.....

تشریح از شیخ کنگوئی۔ اذا اجله في القرض جاز مطلب یہ ہے کہ جب مدت مقرر ہو گئی تو اسی مدت سے پہلے قرض خواہ کو مطالبہ کا حق نہیں ہے۔ یہ قول اگرچہ اس پر نص نہیں ہے بلکہ ممکن ہے اس کا معنی یہ ہو کہ مدت مقرر کرنا جائز ہے۔ اگرچہ اس کے متقاضی پر عمل کرنا واجب نہیں ہے۔ یعنی قرض خواہ کو مدت سے پہلے مطالبہ کرنے کا اختیار ہے۔ تو مسلک احناف کے خلاف نہ ہو۔ اور حضرت ابن عمرؓ کا مسلک معلوم ہو چکا ہے کہ وہ وجوب کے قائل نہیں تو خواہ مخواہ ان کے قول پر اس پر محمول کرنا تاویل القول بمالا یرضی قائلہ کے مصداق ہے۔ کہ کسی کے قول کی وہ تاویل کی جائے جس کو وہ پسند نہیں کرتا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ وما لا یحل من الشروط سے فائدہ یہ ہے کہ لیس فی کتابہ اللہ سے مراد ہے کہ وہ شرط جو کتاب اللہ کے مخالف ہو کیونکہ کتاب اللہ سے مراد اس کا حکم ہے اور حکم بھی نص سے ثابت ہوتا ہے اور کبھی اسے استنباط کیا جاتا ہے۔ اور جو حکم اس طرح نہ ہو وہ کتاب اللہ کے مخالف ہے۔

**باب مایحوز من الاشتراط والنیا**

فی الاقرار والشروط التي يتعارفها الناس بينهم  
واذا قال مائة الواحدة او اثنين وقال ابن عوف  
عن ابن سيرين قال رجل لقرينه ادخل ركابك  
فان لم ارحل معك يوم كذا او كذا فلك مائة  
درهم فلم يخرج فقال شريح من شرط على  
نفسه طائعا غير مكره فهو عليه وقال ايوب عن  
ابن سيرين ان رجلا باع طعاما وقال ان لم اتك  
الاربعة فليس بيني وبينك بيع فلم يجي فقال  
شريح للمشتري انت اخلفت فقضى عليه ....

ترجمہ - باب کہ شرط لگانے اور اقرار میں استثناء  
کرنے اور ان شرط میں جن کو لوگ آپس میں پہچانتے ہیں۔ اور  
جب کسی نے مائة الواحدة یا اثنتین کہا۔ اور لکن عون  
ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ کسی آدمی نے اپنے ساتھی  
سے کہا کہ اپنی سواری پر کجاہہ کسو اگر میں تمہارے ساتھ اس دن  
نہ چل سکا تو تمہیں سو درہم دوں گا لیکن وہ نہ نکلا۔ تو قاضی شریح  
فرماتے ہیں کہ جس شخص نے بلا جبر و اکراہ خوشی سے اپنے اوپر  
کوئی شرط لگائی تو وہ شرط اس پر لازم ہے۔ اور ایوب ابن سیرین  
سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے کسی کے پاس غلہ بیچا  
اور یہ بھی کہا کہ اگر بدہ کے دن میں تمہارے پاس نہ آیا تو پھر  
میرے اور تیرے درمیان بیع نہیں ہوگی۔ پس وہ نہیں آیا تو  
شریح نے مشتری سے فرمایا کہ چونکہ تو نے خلاف وعدگی کی ہے  
لہذا فیصلہ تیرے خلاف ہے۔

**حدیث (۲۵۴۱) حدثنا ابو الیمان الخ**

عن ابی ہزیرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ان لله  
تسعة وتسعين اسماء مائة الواحدة من احصاها  
دخل الجنة .....

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام  
ہیں۔ یعنی ایک سو سے ایک کم۔ جس نے ان کو یاد کر کے پڑھا وہ  
جنت میں داخل ہوگا۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ - مقصد یہ ہے کہ استثناء میں تکلم بالباقی ہوتا ہے بعد الاستثناء یعنی استثناء سے مستثنیٰ میں بطریق حکم**

کا ثابت کرنا نہیں ہوتا۔ پس جب ایسا ہے۔ قوله علی مائة الواحدة والاثنین تو یہ اپنے اقرار سے رجوع کرنا ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر وہ  
کے بھی سہی تو اسے جھوٹا قرار دیا جائے گا۔ تو اس صورت میں اس پر ننانوے درہم واجب الذمہ ہوں گے۔ سو درہم لازم نہیں ہوں گے۔  
فان لم ارحل معك ہمارے نزدیک یہ شرط جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں جواب ہے۔ کیونکہ اس صورت میں مال کو ایک ایسی  
چیز کے ساتھ معلق کیا ہے جس کا موجود ہونا نہ ہونا دونوں ممکن ہیں۔ اور دوسرے مسئلہ میں اپنے لئے خیارات ثابت کیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں  
بیع ثلث ہو بھی سکتی ہے۔ اور صحیح بھی۔ اور یہ اختیار اس وقت ہے جب کہ دونوں راضی ہوں تو یہ خیارات کی طرح جائز ہوگا۔

مائة الاوحدۃ کیونکہ اس میں نہ تو معارضہ ہے اور نہ ہی اس چیز سے رجوع کرنا ہے جس کو پہلے ثابت کیا تھا۔

من احصاها احصاء کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ ان اسماء کے مقتضی کے مطابق عادت ڈالی جائے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ یہ ایک مشہور اختلافی مسئلہ ہے نور الانوار میں ہے کہ استثناء کے ذریعہ باقی حکم کا تکلم کیا ہے گویا کہ

بہرہ استثناء کا تکلم بھی نہیں کیا۔ مثلاً کسی نے کہا اس کے میرے ذمہ ہزار درہم ہیں۔ مگر ایک سو ۱۰۰ گویا کہ اس نے کہا کہ میرے ذمہ اس کے ۹۰۰ درہم ہیں تو گویا مائتہ یعنی سو ۱۰۰ کا تکلم ہی نہیں کیا۔ جیسے تعلیق بالشرط میں جزاء کا اس وقت تک تحقق نہیں ہوتا جب تک شرط کا وجود نہ پایا جائے۔ شوافع کے نزدیک بطریق معارضہ کے استثناء کا حکم مستثنیٰ میں ثابت ہوگا۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ جس شخص نے اقرار کے ساتھ متصل ہی استثناء کر دیا تو استثناء صحیح ہوگا۔ اور باقی لازم ہوگا۔ خواہ قلیل کا استثناء ہو یا کثیر کا۔ البتہ اگر جمیع کا استثناء کر دے تو سب ہی اقرار کی وجہ سے لازم ہوگا اور استثناء باطل قرار پائے گا۔

لا يجوز ذلك عندنا اور یہی جمہور کا مذہب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شریع نے دونوں مسئلوں میں مشتری کے خلاف فیصلہ دیا

ہے جس نے بغیر جبر و اکراہ کے اپنے اوپر ایک شرط لازم کی تو اسے نبھانا چاہیے۔ دوسرے مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ احمدؒ اور اسحاقؒ بھی موافق ہیں۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ بیع صحیح اور شرط باطل ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ پہلے مسئلہ میں لوگوں نے شریع کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ یہ تو محض ایک وعدہ ہے۔ جس سے کوئی چیز مشتری پر لازم نہیں ہے۔ اور احصاھا کے معنی حفظھا کے مشہور ہیں اور بھی کئی معانی ہیں۔

ترجمہ۔ وقف میں شرط لگانا

باب الشروط فی الوقف

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ

بن الخطابؓ کو خیبر میں کچھ زمین ملی تو اس کے بارے میں جناب نبی اکرم ﷺ سے مشورہ کرنے آئے۔ کہنے لگے یا رسول اللہؐ کہ مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی ہے۔ کہ اس سے زیادہ نفیس مال میرے نزدیک اور کوئی نہیں ہے۔ تو آپؐ اس کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا اگر تم چاہو تو اصل اراضی وقف کر دو۔ اور اس کے منافع کا صدقہ کر دو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے صدقہ کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ تو اس کو بیچا جائے نہ ہبہ کیا جاوے۔

حدیث (۲۵۴۲) حدثنا قتیبہ بن سعید الخ

عن ابن عمرؓ ان عمر بن الخطاب اصاب ارضا بنخیبر فاتى النبی ﷺ يستامره فيها فقال يا رسول الله انى اصب ارضا بنخیبر لم اصب مالا قط انفس عندى منه فماتامر به قال ان شئت حبست اصلها وتصدقت بها قال فتصدق بها عمرؓ انه لا يباع ولا يوهب ولا يورث وتصدق بها

اور نہ ہی اس میں وراثت جاری ہو۔ اور اس کا منافع فقراء قرابت داروں۔ گردنوں کے آزاد کرانے۔ حج اور جہاد فی سبیل اللہ میں اور مسافروں کی ضروریات اور مہمانوں کے لئے خرچ کیا جائے۔ اور جو شخص اس وقف کا متولی ہو اس پر گناہ نہیں ہے۔ اگر وہ دستور کے مطابق اس سے کھائے اور کھلائے۔ لیکن کسی کو مالدار

فی الفقراء ذی القربی وفي الرقاب وفي سبیل اللہ وابن السبیل والضعیف لاجناح علی من ولیہا ان یاکل منها بالمعروف ویطعم غیر متمول قال فحدثت به ابن سیرین فقال غیر متائل مالا....

بنانے والا نہ ہو۔ ابن سیرین کو جب میں نے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ وہ مال کو کثیر کرنے والا نہ ہو۔ اور اس اراضی کا نام شمع تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## کتاب الوصایا

### کتاب وصیتوں کے بیان میں

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آجائے اور وہ مال چھوڑ جائے تو اس پر وصیت کرنا لکھ دیا گیا ہے والدین وغیرہ سے۔ جنفاً تک اور جنفا کے معنی میلان کے ہیں۔ متجانف ای غیر مائل۔

وقال الله عز وجل كتب عليكم اذا حضر احدكم الموت ان ترك خيرا الوصية للوالدين الى جنفا ميلا متجانف مائل.....

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان آدمی کو

حدیث (۲۵۴۳) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ عن عبد الله بن عمر ان رسول الله ﷺ قال

ماحق امرئ مسلم له شيء يوصي فيه يبيت ليلتين  
الاوصيته مكتوبة عنده تابعه محمد بن مسلم عن  
ابن عمر عن النبي ﷺ.....

حدیث (۲۵۴۴) حدثنا ابراهيم بن الحارث عن  
عن عمرو بن الحارث ختن رسول الله ﷺ اخي  
جويرة بنت الحارث قال مات ترك رسول الله ﷺ  
عند موته درهمًا ولا دينارًا ولا عبدًا ولا امة ولا شيئا  
الا بغلة البيضاء ولا سلاحه وارضا جعلها صدقة

حدیث (۲۵۴۵) حدثنا خلاد بن يحيى عن  
قال سألت عبد الله بن ابي اوفى هل كان النبي  
ﷺ اوصى فقال لا فقلت كيف كتب على الناس  
الوصية او امروا بالوصية قال اوصى بكتاب الله .

وصیت کرنے کا کیوں حکم دیا گیا۔ فرمایا ہاں! آپ نے کتاب اللہ کی وصیت ضرور فرمائی ہے۔

حدیث (۲۵۴۶) حدثنا عمرو بن زرارہ عن  
عن الاسود قال ذكروا عند عائشة ان عليا كان  
وصيا فقال متي اوصى اليه وقد كنت مستندته  
الى صدرى او قالت حجرى فدعا بالطشت فلقد  
انخنت فى حجرى فما شعرت انه قد مات فمتي  
اوصى اليه .....

جس کے پاس اتنا مال ہو کہ اس میں وصیت کی جاسکتی ہو حق نہیں  
ہے کہ وہ دو راتیں بسر کرے۔ مگر یہ کہ اس کے پاس وصیت  
لکھی ہوئی موجود ہو۔ محمد بن مسلم نے اسی کی متابعت کی ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن الحارثؓ جو جناب رسول اللہ  
ﷺ کے سالے ہیں کہ جو حضرت ام المؤمنین حضرت جویریہ  
بنت الحارثؓ کے بھائی ہیں فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ  
نے اپنی موت کے وقت نہ تو کوئی چاندی کا درہم چھوڑا۔ نہ ہی  
سونے کا دینار چھوڑا۔ اور نہ کوئی غلام اور نہ ہی کوئی باندی اور  
نہ کوئی اور چیز چھوڑی۔ سوائے سفید خمر کے اپنے ہتھیاروں کے  
اور اس زمین کے جس کو آپؐ نے صدقہ کر دیا۔

ترجمہ۔ حضرت طلحہ بن مصرف فرماتے ہیں کہ میں نے  
حضرت عبد اللہ بن اوفی سے پوچھا کہ کیا جناب نبی اکرم ﷺ نے  
کسی چیز کی وصیت بھی کی انہوں نے فرمایا نہیں۔ جس پر میں نے  
کہا کہ پھر لوگوں پر وصیت کرنا کیوں فرض کر دیا گیا۔ یا لوگوں کو

ترجمہ۔ حضرت اسودؓ تاہی فرماتے ہیں کہ حضرت  
عائشہؓ کے پاس کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ کے وصی ہونے کا  
ذکر کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ آپؐ نے کب وصیت فرمائی حالانکہ  
میں تو آپؐ کو اپنے سینے یا فرمایا اپنی گود میں سہارا دینے والی تھی  
پس آپؐ نے حال منگو لیا پس اتنے میں آپؐ میری جھولی میں  
گر پڑے مجھے تو پتہ نہ چل سکا کہ آپؐ کی وفات ہو چکی ہے تو آپؐ  
نے حضرت علیؓ کے لئے کب وصیت فرمائی۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ** - حافظؒ فرماتے ہیں کہ وصایا جمع وصیت کی ہے جس کا اطلاق موصی کے فعل پر بھی ہوتا ہے احوال وغیرہ پر بھی ہوتا ہے جس کی موصی وصیت کر جائے۔ تو اس وقت یہ مصدری معنی ایضاً کے ہو گا۔ اگر مفعول کے معنی میں ہو تو اسم مصدر ہو گا۔ شریعت میں وصیت اس خاص عہد کو کہتے ہیں جس کی مابعد الموت نسبت کی جاتی ہے۔ اور اس کا مدار تبرع اور احسان پر ہوتا ہے۔ ہدایہ میں ہے کہ قیاس کا تقاضا تھا کہ وصیت ناجائز ہو۔ کیونکہ وصیت ایک ایسی تملیک ہے جس کی نسبت زوال مالکیہ کی طرف کی گئی ہے۔ لیکن لوگوں کی ضرورت کی بنا پر اس کو اچھا سمجھا گیا ہے۔ کیونکہ موت کے وقت انسان کو طائفی مافات کی فکر لاحق ہوتی ہے۔ بناءً میں کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اور اجماع امت نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور عقار میں اس کی چار اقسام بیان کی گئی ہیں۔ ایک وصیت تو واجب ہے۔ زکوۃ۔ کفارہ۔ فدیہ صیام۔ اور فدیہ صلوۃ فائزہ مباح۔ دوسری قسم ہے جو کسی غنی کے لئے کرے۔ اور تیسری قسم ہے اہل فسوق کے لئے وصیت کرنا مکروہ ہے۔ ورنہ مستحب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جن فرائض اور واجبات میں کوتاہی کر چکا ہے ان کے لئے وصیت واجب ہے اور جن میں کوتاہی نہیں کی ان کے لئے مستحب ہے۔

**تشریح از قاسمیؒ** - ختن عرب کے نزدیک ہر اس آدمی کو کہتے ہیں جس سے عورت کی طرف سے رشتہ داری ہو۔ چیسے بھائی۔ باپ وغیرہ۔ لیکن عامۃ الناس کے نزدیک داماد کو ختن کہا جاتا ہے۔

**جعلہا صدقہ** میں ہاضمیر تینوں کی طرف راجع ہے۔ محض ارض کی طرف عائد نہیں۔ کیونکہ آپؐ کا تو یہ سب مال صدقہ تھا اگر اشکال ہو کہ جب آپؐ کے پاس مال ہی نہیں تھا تو پھر اس حدیث کو باب الوصیۃ میں لانے کا کیا فائدہ اتو کہا جائے گا کہ نہ مال تھا نہ وصیت ہوئی۔ تو مال کی وصیت نہ ہوئی۔ البتہ کتاب اللہ کے اتباع کی وصیت ضرور فرمائی۔ البتہ روافض نے حضرت علیؑ کی خلافت کے اثبات کے لئے چند احادیث وضع کی ہیں جن پر صحابہ کرامؓ نے سخت رد کیا ہے۔ ان دلائل میں سے ایک حدیث باب حضرت عائشہؓ بھی ہے دوسرا استدلال یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنے لئے نہ خلافت سے پہلے اور نہ ہی خلافت کے بعد کوئی دعویٰ کیا ہے۔ اور یوم سقیفہ میں بھی کسی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ نیز آنحضرت ﷺ پر کوئی اچانک موت نہیں آئی۔ کئی دن تک صرار رہے۔ اذان و اقامت اور نماز کا حکم دیتے رہے۔ فرمایا مروا ابابکر یصل بالناس کہ ابو بکر کو میرا حکم پہنچاد کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ آپؐ کو میرا مقام معلوم تھا مگر مجھے حکم نہیں دیا۔ لیکن مصلیٰ پر اسے کھڑا کیا جس کو وہ پسند کرتے تھے۔ اسلئے ہم نے بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ترجمہ۔ باب اس بارے میں کہ اپنے ورثاء کو غنی مالدار چھوڑ جائے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کو ایسے حال میں چھوڑے کہ وہ لوگوں سے ہاتھ پھیلا کر مانگتے پھریں۔

**باب ان یترو وورثتہ اغنیاء**  
**خیر من ان یتکفوا الناس**

حدیث (۲۵۴۷) حدثنا ابو نعیم الخ عن سعد بن ابی وقاص قال جاء النبی ﷺ یعودنی وانا بمکة وھو یکرہ ان یموت بالارض الی ہاجر منها قال یرحم اللہ بن عفرہ قلت یا رسول اللہ اوصی بمالی کلہ قال لا قلت فالشطر قال لا قلت الثلث قال الثلث والثلث کثیر انک ان تدع ورثتک اغنیاء خیر من ان تدعہم عالة یتکفون الناس فی ایدیہم وانک مہما انفقت من نفقة فانہا صدقة حتی للقمۃ الی ترفعہا الی فی امرتک وعسی اللہ ان یرفعک فینتفع بک ناس ویضربک اخرون ولم یکن لہ یومئذ الابنہ ....

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا میں بیمار پڑ گیا۔ تو آنحضرت ﷺ میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ اور آپؐ اس کو پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کی وفات اس زمین میں واقع ہو جہاں سے ہجرت کر کے آئے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عفرہ کے بیٹے سعدؓ پر رحم فرمائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر سکتا ہوں آپؐ نے فرمایا نہیں پھر میں نے کہا کہ اپنے آدھے مال کی۔ فرمایا نہیں۔ پھر میں نے کہا تیسرے حصہ کی آپؐ نے فرمایا ہاں تیسرے حصہ کی وصیت درست ہے۔ لیکن ٹلٹ بھی کثیر ہے۔ کیونکہ تم اپنے وارثوں کو بے پرواہ اور مالدار چھوڑ جاؤ۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو محتاج چھوڑ دو جو ہاتھ پھیلا کر لوگوں سے مانگتے پھریں۔ اور یہ کہ جب بھی آپؐ خرچ کریں گے وہ خرچہ تمہاری طرف سے

صدقہ ہو گا حتیٰ کہ وہ روٹی کا ٹکڑا جس کو اٹھا کر اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو وہ بھی صدقہ ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو بلند مرتبہ عطا فرمائیں گے کہ کچھ لوگ تم سے فائدہ مند ہوں گے۔ اور دوسروں کو تمہاری ذات سے نقصان پہنچے گا۔ حضرت سعدؓ کی ان دونوں سوا ایک بیٹی کے اور کوئی اولاد نہیں تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وہو یکرہ ان یموت الخ یعنی آنحضرت ﷺ اپنے کسی صحابی کی اس سر زمین پر موت کو پسند نہیں کرتے تھے جس سے وہ ہجرت کر کے آیا ہے۔ کیونکہ اس سے ہجرت کے ثواب میں کمی آئے جائے گی۔

ولم یکن لہ یومئذ الابنہ آپؐ کا صاحبزادہ عامرؓ اس کے بعد پیدا ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ وہو یکرہ الخ حافظؒ فرماتے ہیں کہ یہ جملہ فاعل یا مفعول دونوں سے حال واقع ہو سکتا ہے۔ اور ہر ایک کا احتمال ہے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ بھی اور خود حضرت سعدؓ بھی اپنے مہاجر میں موت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ جملہ النبی ﷺ سے حال ہے۔ اور یکرہ کی ضمیر آپؐ کی طرف راجع ہے۔ اور یموت کی ضمیر حضرت سعدؓ کے لئے ہے۔ جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت سعدؓ موت فی المہاجر کو پسند کرتے تھے۔ بلکہ وہ بھی ناپسند کرتے تھے۔

کیونکہ جب نبی اکرم ﷺ اس کو ناپسند کرنے والے تھے تو حضرت سعدؓ بطریق اولیٰ ناپسند کرنے والے ہوں گے۔ چنانچہ مسلم کی روایت میں صراحۃً موجود ہے خشیت ان اموت بالارض التي هاجرت منها كما مات سعد بن خولة الحديث۔

لما فيه من تنقيص الاجر الخ اجر کی کمی پر امام بخاریؒ نے کتاب الهجرة میں ترجمہ قائم کر کے اشارہ فرمایا ہے۔ اللہم امض لاصحابی ہجرتہم ورثیت لمن مات بمكة یعنی آپؐ نے دعا فرمائی اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت کو برقرار رکھ اور جو مہاجر لوگ مکہ میں وفات پا گئے ان پر غم کا اظہار فرمایا۔ اب جمہور علماء تو یہ فرماتے ہیں کہ چونکہ فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں پر ہجرت نصرت النبی ﷺ کے سبب واجب تھی۔ اس وقت کسی مہاجر کو مکہ کو وطن بنانا جائز نہیں تھا۔ بعد میں البتہ غلبہٴ دین کی وجہ سے ختم ہو گئی۔ اس لئے اب مہاجر اور غیر مہاجر سب کے لئے مکہ کو وطن بنانا جائز ہے۔ اب ایک مسئلہ یہ ہے کہ یہ حضرت سعدؓ کا واقعہ فتح مکہ کا ہے۔ یا حجۃ الوداع کا ہے۔ روایات مختلف ہیں۔ امام زہریؒ کا رجحان یہ ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔ لیکن ترمذیؒ میں ابن عیینہ کا قول منقول ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کا ہے جمع بین الروایتین کی صورت میں ممکن ہے کہ دونوں مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا ہو۔ ایک مرتبہ فتح مکہ میں اور دوسری مرتبہ حجۃ الوداع میں پہلی مرتبہ ان کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ دوسری مرتبہ صرف ایک لڑکی تھی۔ جس کا نام عائشہ تھا۔ اور فتح الباریؒ میں حافظؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ ان کی بڑی لڑکی ام الحکم تھی۔ صحیح یہ ہے کہ وصیت کے وقت ان کے صرف ایک بیٹی تھی۔ بعد میں بارہ بیٹیاں اور چار بیٹے ہوئے۔ عابر۔ مصعب۔ محمد۔ اور عمرو۔ ویسے ان کے صحبات میں بہت سے وارث تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ عاله جمع عائل کی بمعنی فقیر۔ تکفف الناس یعنی ہتھیلی پھیلا کر سوال کرتا۔ یعنی کفاف طعام کا سوال کرنا جو بھوک کو روک لے۔ فی ایدیہم معنی میں بایدیہم کے ہے۔ یا معنی یہ ہیں کہ ہتھیلیاں ہاتھوں میں ڈال کر لوگوں سے سوال کریں گے۔

یرفعك ای یطیل عمرک کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے جس سے کچھ لوگوں کو تمہارے سے فائدہ پہنچے گا اور بعض کو نقصان ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ آپؐ اس کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے۔ فاتح فارس بنے کوفہ کے گورنر ہوئے غنائم سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا اور مشرکوں کو ان کے قتال و جہاد سے نقصان پہنچا جو ہلاک ہو گئے۔ اور آپؐ مستجاب الدعوات تھے جس سے کوفہ کے ایک شکایت کنندہ کو آپؐ کی بددعا سے بہت نقصان ہوا فرمیا اللہم طول عمره وطول فقره الخ۔

ترجمہ۔ تیسرے حصہ کی وصیت کرنا

باب الوصية بالثلث

ترجمہ۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ ذی کے لئے ثلث

وقال الحسن لا يجوز للذمی وصية الا الثلث

سے زائد کی وصیت جائز نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں

وقال الله تعالى وان احکم بینہم بما انزل الله ..



کہ جناب نبی اکرم ﷺ کو حکم ہوا کہ وہ ان کے درمیان حکم الہی کے مطابق فیصلہ کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کاش لوگ ٹمٹ سے کم کر کے ربع تک آجاتے تو بہتر ہوتا۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ٹمٹ دو۔ لیکن یہ ٹمٹ بہت ہے یا بڑا ہے۔

حدیث (۲۵۴۸) حدثنا قتیبہ بن سعید عن ابن عباسؓ قال لو غص الناس الى الربع لان رسول الله قال الثلث والثلث كثير او كبير....

ترجمہ۔ حضرت عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ہمارا ہو گیا تو جناب نبی اکرم ﷺ میری ہمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری ایزیوں پر واپس نہ کر دے (ہجرت سے محروم نہ فرمائے) آپ نے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ تم کو لمبی عمر دے اور لوگوں کو آپ سے فائدہ پہنچائے۔ میں نے کہا میرا وصیت کرنے کا ارادہ ہے کیونکہ میری صرف ایک ہی بیٹی ہے تو میں نے کہا آدمی جائیداد کی وصیت کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ نصف بہت ہے تو میں نے کہا پھر

حدیث (۲۵۴۹) حدثنا محمد بن عبد الرحمن عن عامر بن سعد عن ابيه قال مرضت فعادني النبي ﷺ فقلت يا رسول الله ادع الله ان لا يرذني على عقبى قال لعل الله يرفعك وينفع بك ناسا قلت اريد ان اوصي وانما لي ابنة قلت اوصي بالنصف قال النصف كثير قلت فالثلث قال الثلث والثلث كثيرا وكبير قال فاوصي الناس بالثلث وجاز ذلك لهم.....

ٹمٹ (تیسرا حصہ) آپ نے فرمایا یاں ٹمٹ ٹھیک ہے۔ لیکن ٹمٹ بھی بہت ہے یا بڑا ہے۔ رلوی فرماتے ہیں کہ لوگ ٹمٹ کی وصیت کرنے لگے۔ کیونکہ ٹمٹ کو آپ نے ان کے لئے جائز رکھا۔

تشریح از قاسمی - مہما انفق الخ اس جملہ کا عطف انک ان قدع الخ پر ہے اور ٹمٹ سے زیادہ وصیت کرنے کی نہی کی علت ہے گویا کہ فرمایا گیا ایسا نہ کر وبلکہ ورثاء کو غنی چھوڑ دگر زندہ رہے تو صدقہ کرو گے یا اہل و عیال پر خرچ کرو گے بہر حال دونوں صورتوں میں تمہیں اجر ملے گا۔

الوصية بالثلث علامہ بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ امت کا اعلان ہے کہ جس وصیت کا وارث ہو ٹمٹ سے زائد پر اس کی وصیت چالو نہیں ہوگی مگر وارث کی اجازت سے۔ اسی طرح وارث کی اجازت سے بیع مال میں بھی وصیت نافذ ہوگی اور جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ جمہور علماء تو فرماتے ہیں کہ ما زاد علی الثلث پر وصیت صحیح نہ ہوگی البتہ امام ابو حنیفہؒ امام اسحاقؒ اور امام احمدؒ فی روایۃ جائز فرماتے ہیں۔

دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں وصیت مطلقہ ہے۔ سنت سے من لہ وارث کے لئے تو ثلث کی قید ہوگی لیکن من لا وارث لہ کے لئے علی الاطلاق باقی رہے گی۔ اور اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ ثلث مال حال وصیت کا اعتبار ہوگا یا حال الموت کا۔ شوافع کے نزدیک حال الموت کا اعتبار ہے۔ باقی ائمہ حال الوصیت کا اعتبار کرتے ہیں۔

**قال الحسن** **لن یطال** فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس قول سے ان لوگوں پر رد کرنا چاہتے ہیں جو لوگ وصیت بالزیادۃ علی الثلث لمن لا وارث لہ کے جواز کے قائل ہیں۔ علماء احناف وغیرہم۔ لیکن حسن بصریؒ کا قول احناف پر کیسے حجت ہو سکتا ہے کیونکہ وہ تابعی ہیں اور امام صاحب بھی تابعی ہیں۔ ہم رجال ونحن رجال۔ اسی طرح دوسری دلیل ان احکم بینہم الخ سے ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ثلث کا فیصلہ کیا تو یہ حکم بما انزل اللہ ہو گیا۔ تو جو اس سے تجاوز کرے گادہ بما انزل اللہ کا مخالف ہوا۔ ابن المنیرؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس آیت سے استشہاد قائم کر رہے ہیں۔ کسی پر رد کرنا مقصود نہیں ہے۔

**لو غرض الناس** لو تمہنی کے لئے ہے اور غرض کے معنی نقص کے ہیں۔ اور ابن عباسؓ و الثلث کثیر سے استدلال کر رہے ہیں۔

ترجمہ۔ وصیت کرنے والے نے موصی لہ سے کہا کہ تم میرے بچے کا خیال رکھنا تو کیا وصی کیلئے اس کا دعویٰ کرنا جائز ہے۔

## باب قول الموصی لوصیه تعاهد ولدی وما يجوز للوصی من الدعوی

حدیث (۲۵۵۰) حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن  
عن عائشۃ زوج النبی ﷺ انها قالت کان عقبہ  
بن ابی وقاص عہد الی اخیه سعد بن ابی وقاص  
ان بن ولیدۃ زعمۃ منی فاقبضہ الیک فلما کان عام  
الفتح اخذ سعد فقال ابن اخی قد کان عہد الی  
فیہ فقام عبد بن زعمۃ فقال اخی وابن امیہ ابی ولد  
علی فراشۃ فتمساوا قال رسول اللہ ﷺ فقال سعد  
یا رسول اللہ ابن اخی کان عہد الی فیہ فقال عبد  
بن زعمۃ اخی وابن ولیدۃ ابی وقال رسول اللہ  
ﷺ هولک یا عبد بن زعمۃ الولد للفراش

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ سے مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ عقبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کے ذمہ لگایا تھا کہ زعمہ کی باندی کا بیٹا (عبد الرحمن) میرے نفقہ سے ہے۔ اس کو اپنی طرف روک لینا۔ چنانچہ جب فتح مکہ کا سال ہوا تو حضرت سعدؓ نے اسے پکڑ لیا۔ فرمایا یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے اس کے بارے میں میرے ذمہ لگایا تھا جس پر عبد بن زعمہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہنے لگے یہ تو میرا بھائی ہے۔ اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے۔ جو اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے تو دونوں جھگڑالے کر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلے تو حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے جس کے بارے میں انہوں نے میرے ذمہ لگا یا تھا۔

وللعاهر الحجر ثم قال لسودة بنت زمعة احتجی منہ لما رای من شبهه بعتبة فماراها حتی لقی الله۔ عبد بن زمعه نے کہا کہ میرا بھائی ہے۔ اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے تو جناب رسول اللہ نے فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اے عبد بن زمعه یہ عبد الرحمن تیرے لئے ہے۔ کیونکہ چہ اسی کا ہوگا جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ (یعنی وہ محروم ہے یا سنگسار ہوگا) پھر آپؐ نے حضرت سودة بنت زمعه سے احتیاطاً فرمایا کہ تم اس سے پردہ کرو۔ کیونکہ آپؐ نے عتبہ سے اس کی شکل ملتی جلتی دیکھی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت سودةؓ کو نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملائی ہوئے۔ یعنی مرتے دم تک پھر نہ دیکھا۔

تشریح از قاسمیؒ - حدیث کتاب العتق وغیرہ میں گزر چکی ہے۔ اس کی ترجمہ سے مطابقت ظاہر ہے۔ کہ تعہد کی وجہ سے حضرت سعدؓ نے عبد الرحمن کو پکڑ لیا۔ اور دعویٰ بھی کر دیا۔ اگرچہ فیصلہ ان کے خلاف ہوا۔

ترجمہ۔ جب مریض اپنے سر کے ساتھ کوئی واضح اشارہ کرے تو وہ اشارہ جائز ہے اس سے حکم ثابت ہوگا۔ اگرچہ کلام نہ کرے۔

## باب اذا واما المریض براسه

### اشارة بينة جازت -

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے دو پتھروں کے درمیان رکھ کر اپنی ایک باندی کا سر کچل دیا۔ تو اس سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا۔ فلاں نے یا فلاں نے یہاں تک کہ جب اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں! چنانچہ اس یہودی کو پکڑ کر لایا گیا۔ پس اس سے برابر پوچھ گچھ ہوتی رہی یہاں تک کہ اس نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا۔ جس پر آنحضرتؐ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا سر پتھر سے کچل دیا جائے۔

حدیث (۲۵۵۱) حدثنا احسان ابن ابی عباد الخ

عن انس أن یہودیارض راس جاریة بین حجوبین فقیل لہامن فعل بك افلان او فلان حتی سمي الیہودی او مات براسها فجی بہ فلم یزل حتی اعترف فامر النبی ﷺ فوض راسه بالحجارة۔

اس نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا۔ جس پر آنحضرتؐ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا سر پتھر سے کچل دیا جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - امام بخاریؒ اس باب کے انعقاد سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اشارہ کلام کے قائم مقام ہو سکتا ہے

بعض طیکہ اس سے مقصد میں اشتباہ نہ ہوتا ہو۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس جگہ قصاص کا دار و مدار اس کے اعتراف پر ہے کیونکہ خبر واحد سے خون کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ اشارہ کا قصاص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگرچہ اشارہ سے مراد پوری ہو جاتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اشارہ واضح ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ جاننا چاہئے کہ اس جگہ دو مسئلے ہیں ایک پر تو امام بخاریؒ نے ترجمہ باندھا ہے۔ اذالو ماء المريض

مقصود یہ ہے کہ اشارہ سے بھی وصیت کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس حدیث کو کتاب الوصایا میں لائے ہیں۔ دوسرا مسئلہ قصاص کا ہے جو حدیث باب سے ظاہر ہے۔ عام طور پر شرح ان دونوں مسئلوں میں فرق نہیں کرتے۔ چنانچہ حافظ نے فتح الباری میں اس کا تعرض نہیں کیا۔ حالانکہ قصاص اور وصیت الگ الگ مسئلے ہیں۔ قطب گنگوہیؒ نے ہر دو میں فرق بیان کرتے ہوئے اراد بذلک سے وصیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور انما اذیر القتل سے قصاص کے مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ علامہ عینیؒ نے کتاب الخصومات میں ذکر فرمایا ہے کہ مریض کے اشارہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ تو فرماتے ہیں کہ مریض کا اشارہ خواہ برأسہ ہو۔ پاییدہ ہو یعنی سر سے اشارہ کرے یا ہاتھ سے اشارہ کرے۔ اگر حاضرین مقصد سمجھ جاتے ہیں تو اشارہ سے وصیت کا ثبوت ہو جائے گا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ امام اوزاعیؒ اور سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ مریض کے اشارہ سے کسی وصیت کا ثبوت نہیں ہوگا۔ جب تک کلام نہ کرے۔ گو نکالو جس کو سکتے طاری ہو جائے امام صاحبؒ فرماتے ہیں ان کا اشارہ اس لئے معتبر ہے کہ وہ کلام نہیں کر سکتے۔ اور جس کی زبان دھماہند نہیں ہو سکتی اس کا اشارہ بھی جائز نہیں۔ باقی حدیث باب میں قتل یودی کے بارے میں اشارہ جاریہ پر اکتفا نہیں فرمایا۔ بلکہ یودی کو اعتراف جرم پر قتل کیا گیا چنانچہ قطب گنگوہیؒ فرماتے ہیں اذیر القتل ہینا علی اعترا فہ اور خود امام بخاریؒ نے کتاب الدیات میں حدیث باب پر ترجمہ باندھا ہے۔ باب اذا قتل بالقتل مرة قتل کہ جب کوئی شخص ایک مرتبہ قتل کا اقرار کر لے تو اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا اور قطب گنگوہیؒ نے لان الاشارة لاتفی بالمراد سے جو فائدہ میان فرمایا ہے یہ حنفیہ کے مسلک کے مطابق ہے۔ کیونکہ یہ حضرات حدود و قصاص میں فرق میان کرتے ہیں۔ چنانچہ اشارہ اور کتابت اُخر سے قصاص تو ثابت ہوگا۔ لیکن حد ثابت نہیں ہوگی۔ اس کے کلام ضروری ہے۔

## باب لا وصیة لوارث

ترجمہ۔ کسی وارث کیلئے وصیت کا اعتبار نہیں ہے

حدیث (۲۵۵۲) حدثنا محمد بن يوسف الع

عن ابن عباس قال كان المال للولد وكانت الوصية للوالدين ففسخ الله من ذلك ما احب فجعل للذكر مثل حظ الانثيين وجعل للابوين لكل واحد منهما السدس وجعل للمرأة الثمن والربع وللزوج الشطر والربع .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے۔

ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں مال لولاد کے لئے ہوتا تھا۔ اور وصیت والدین کے لئے ہوتی تھی۔ ان میں سے اللہ تعالیٰ نے جس کو چاہا منسوخ کر دیا۔ چنانچہ نزل کر کے لئے دو عورتوں کے حصہ کے برابر رکھا۔ اور والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ مقرر فرمایا۔ اس طرح خاوند کے لئے لولاد نہ ہونے کی صورت میں نصف جائیداد اور لولاد کی صورت میں عورت کی جائیداد کا چوتھا حصہ مقرر فرمایا۔

تشریح از شیخ نکوہی۔ یعنی جیسے والدین کے لئے وصیت کو منسوخ فرمایا اس طرح وارث کے لئے بھی وصیت کو منسوخ

قرار دیا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ اس سے شیخ نکوہی نے حدیث کی ترجمہ سے مناسبت ثابت کر دی۔ کہ اس حدیث پر امام بخاری

نے ترجمہ باندھا۔ لا وصیۃ لوارث حافظ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ حدیث مرفوع کے الفاظ کا ہے۔ جو امام بخاری کی شرط کے مطابق تو نہیں تھی لیکن اپنی عادت کے مطابق ترجمہ قائم کر دیا۔ روایت کی تخریج امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے کی ہے۔ وارث کی وصیت صحیح نہیں۔ بایں معنی کہ وہ لازم نہیں۔ اس لئے کہ وہ دیگر ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے۔ اور اس حدیث سے ترجمہ اس طرح ثابت ہوا کہ جب والدین کے لئے وصیت منسوخ ہو کر اس کے بدلے میراث ثابت ہوا تو گویا وصیت اور میراث ایک شخص کے لئے جمع نہیں ہو سکتے۔ اس طرح وارث کے لئے بھی وارث اور وصیت جمع نہ ہوں گے۔

تشریح از قاسمی۔ نیز! جمہور علماء فرماتے ہیں کہ وصیت للوالدین والاقربین ابتداء اسلام میں واجب تھی۔ پھر

آیت میراث سے یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ وصیت والدین اور اقربین کے لئے ہوتی تھی اولاد کے لئے نہیں ہوتی تھی۔ وصیت کے بعد جو کچھ باقی چلتا ہی اس کے وارث ہو جاتے تھے۔

## باب الصدقة عند الموت

ترجمہ۔ موت کے وقت صدقہ کرنا جائز ہے

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول! صدقہ کون سا افضل ہے۔ فرمایا وہ صدقہ جو تو تندرستی کی حالت میں کرے۔ اس کی تجھے لالچ ہو غنی ہونے کی امید رکھتے ہو اور فقر کا خوف لاحق ہو۔ اور اتنی دیر نہ کرو کہ جب جان گلے تک پہنچ جائے۔ تو کہنے لگے فلاں کے لئے اتنا اور فلاں کے لئے اتنا۔ وہ مال تو فلاں کے لئے ہو چکا ہے۔ تم کہو یا نہ کہو۔

حدیث (۲۵۵۲) حدثنا محمد بن العلاء بن

عز، ابی ہریرۃ قال قال رجل للنبی ﷺ یا رسول اللہ

ای الصدقة الفضل قال ان تصدق وانت صحيح

حریص فامل الغنی وتخشى الفقر ولا تمهل حتی

اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان کذا ولفلان کذا

وقد کان لفلان ....

تشریح از قاسمی۔ بلغت الحلقوم میں بلغت کی ضمیر روح کی طرف راجع ہے۔ جس پر سیاق کلام دلالت کرتا ہے۔

حلقوم سے مراد حلق (گلا) ہے مقصد یہ ہے کہ جب روح گلا کے قریب پہنچ جائے اگر جان کنی کا وقت آگیا تو اس وقت نہ تو کوئی وصیت جائز ہے اور نہ ہی کسی قسم کا اور تصرف جائز ہے۔ خلاصہ حدیث کا یہ ہے کہ افضل صدقہ وہ ہے جو زندگی اور تندرستی کی حالت میں ہو

جب کہ انسان کو خود بھی مال کی ضرورت ہو۔ ہماری اور موت کی حالت میں صدقہ جائز نہیں کیونکہ اس حالت میں تو وہ مال اس کے ملک سے نکل چکا ہوتا ہے۔

## باب قول اللہ تعالیٰ من بعد

### وصیۃ یوصی بها اودین -

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وراثت وصیت پوری کرنے اور قرضہ ادا کرنے کے بعد تقسیم کی جائے۔

ویدکران شریحا و عمر بن عبدالعزیز و طاؤسا  
وعطاء وابن اذینۃ جازوا اقرار المریض بدین وقال  
الحسن احق ما یصدق به الرجل اخر یوم من الدنیا  
و اول یوم من الاخرۃ وقال ابراہیم والحکم و اذا  
ابراء الوارث من الدین بری و اوصی رافع ابن  
خدیج ان تکشف امراته الفزاریۃ عما غلق علیہ  
بابها وقال الحسن اذا قال لمملوک عند الموت  
کنت اعتقتک جاز وقال الشعبي اذا قالت امراة  
عند موتها ان زوجی قضانی وقبضت منه جاز  
وقال بعض الناس لایجوز اقراره لسوء الظن به  
للورثة ثم استحسن فقال یجوز اقراره بالودیعة  
والبضاعة والمضاربة وقد قال النبی ﷺ ایاکم  
والظن فان الظن اکذب الحدیث ولایحل مال  
المسلمین لقول النبی ﷺ ایه المنافق اذا وامن  
خان وقال اللہ تعالیٰ ان اللہ یمرکم ان تؤدوا  
الامانات الی اهلها فلم یخص وارثا ولا غیرہ فیہ  
عبداللہ بن عمرو عن النبی ﷺ .....

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وراثت وصیت پوری کرنے اور قرضہ ادا کرنے کے بعد تقسیم کی جائے اور ذکر کیا جاتا ہے کہ قاضی شریحؒ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ طاؤسؒ عطاءؒ اور ابن اذینہؒ اگر کوئی مریض کسی کے قرضہ کا اقرار کر لے تو جائز کہتے ہیں اور حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ آدمی کی جس بات کو سچا سمجھا جائے وہ ہے جو دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن کی ہے۔ ابراہیمؒ اور حکمؒ فرماتے ہیں کہ جب مریض کسی وراثت کو قرضہ سے بری قرار دے دے وہ بری ہو جائے گا۔ اور حضرت رافع بن خدیجؒ نے وصیت فرمائی کہ میری فزار یہ بیوی کے مال پر جو دروازہ بند کر دیا گیا اس کو نہ کھولا جائے یعنی مانی البیت سب اس کا ہے۔ اور حضرت حسن بصریؒ کا ارشاد ہے کہ جب مریض موت کے وقت اپنے غلام سے کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کر دیا تھا تو یہ عتق جائز ہے۔ اور امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ بیوی اپنی موت کے وقت یہ کہے کہ میرے خاوند نے میرا سب حق ادا کر دیا جس پر میں نے اس سے قبضہ بھی لے لیا تو جائز ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ مریض کا اقرار جائز نہیں ہے برے گمان کی وجہ سے کہ وہ دوسرے وارثوں کا حق مارنا چاہتا ہے پھر اس گمان کو اچھا بھی سمجھ لیا اور کہنے لگے کہ اگر کوئی مریض وراثت کیلئے امانت یا کسی جاگیر یا مضاربہ کا اقرار کرے تو جائز ہے۔

حالانکہ جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے بدگمانی سے جو ابدگمانی بہت جھوٹی بات ہے۔ اور مسلمانوں کا مال حلال نہیں ہے۔ آپ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ منافق کی یہ نشانی ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو ادا کر دو۔ اس میں کسی وراثت یا غیر وراثت کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بھی بات کرے تو جھوٹ بولے۔ اور جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔

حدیث (۲۵۵۳) حدثنا سفیان بن داؤد الخ

عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال ایۃ المنافق ثلاث

اذا حدث کذب واذا اؤتمن خان واذا وعد اخلف

تشریح از قاسمی۔ فی آخر یوم الدنیا مقصد یہ ہے کہ مرض الموت میں مریض کا اقرار اس لائق ہے کہ اس کی

تصدیق کی جائے۔ اور اس کے نفاذ کا حکم دیا جائے۔

اغلق بابہا کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کی موت کے بعد بیوی سے کچھ تعرض نہ کیا جائے۔ اس کے گھر میں جس قدر مال ہے

وہ اسی کا ہوگا۔ اگرچہ شوہر نے اس کی شہادت نہ بھی دی ہو۔

قضانی یعنی ایسی حالت میں عورت کا میلان الی الزوج متصور نہیں ہو سکتا بالخصوص جب کہ اس کی غیر زوج سے اولاد بھی ہو۔

قال بعض الناس الخ سے مراد احنافؒ ہیں جو فرماتے ہیں کہ مرض الموت میں اگر میری بیوی کسی وارث کے لئے اقرار

کرے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ کیونکہ ممکن ہے دوسرے ورثاء کو نقصان پہنچانا چاہتا ہو۔ پھر اپنے ضابطہ کا خلاف کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں

کہ اگر کسی وارث کے لئے ودیعت وغیرہ کا اقرار کرے تو جائز ہے۔ یہ محض استحسان کی بنا پر ہے۔ جس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ پھر رد کرتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بد ظنی جائز نہیں۔ دوسرے مسلمان کا مال ناحق حلال نہیں۔ اذا اؤتمن خان کی وجہ سے علامہ عینیؒ نے جواب

دیا ہے کہ احنافؒ ان وجوہ بیان کردہ کی بنا پر عدم جواز اقرار کے قائل نہیں۔ بلکہ وہ تو فرماتے ہیں اس اقرار سے دوسرے ورثہ کو نقصان ہوگا

نیز اہمارا استدلال آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے ہے جو خطبہ چہ الوداع میں آپؐ نے فرمایا ان اللہ اعطی کل ذی حق حقه ولا وصیۃ

لوارث ولا اقرار بالبدین یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے اب کسی وارث کے لئے وصیت جائز نہیں اور نہ ہی اس کے

قرضہ کے اقرار کا اعتبار ہے۔ یہ روایت شاذہ ہے۔ مشہور ابن عمرؓ کا یہ قول ہے کہ جب کسی مریض نے اپنی مرض الموت میں کسی آدمی غیر

وارث کے لئے قرضہ کا اقرار کیا تو وہ جائز ہے۔ اگرچہ وہ اس کے سارے مال کو لپیٹ میں لے لے۔ لیکن اگر وارث کے لئے اقرار ہے تو وہ

باطل ہے۔ جب تک کہ دوسرے ورثہ اس کی تصدیق نہ کریں۔ تو فقہاء صحابہؓ کا یہ قول قیاس پر مقدم ہوگا۔

اذا وُثمن خان سے استدلال اس طرح ہو گا کہ جب ترک خیانت واجب ہے تو قرضہ جو اس کے ذمہ ہے اس کا اقرار بھی واجب ہو گا۔ جب اقرار کر لیا ہے تو اس کا اعتبار کرنا لازم ہو گا۔ ورنہ اقرار کا کیا فائدہ ہوگا۔  
 فلم يحض یعنی ترک خیانت میں وارث اور غیر وارث کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا۔ اور اداء امانت بھی واجب ہے۔ لہذا اقرار صحیح ہو گا۔ خواہ وارث کے لئے ہو یا غیر وارث کے لئے ہو۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر

باب تاویل قوله من بعد وصية

بعد وصية يوصى بها اودين -

توصون بها اودين -

ترجمہ۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے وصیت سے پہلے قرضہ کو ادا کرنے کا حکم دیا۔ اور آپ نبی اکرم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ صدقہ وہی معتبر ہے جو غنی دل سے ادا کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ اللہ تعالیٰ تمہیں امانت والوں تک امانت ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اداء امانت نفلی وصیت سے افضل ہے اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں کوئی غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر وصیت نہیں کر سکتا۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے۔

وذكر ان النبي ﷺ قضى بالدين قبل الوصية وقال النبي ﷺ لا صدقة الا عن ظهر غنى وقال ابن عباسؓ لا يوصى العبد الا باذن اهله وقال النبي ﷺ العبد راع في مال سيده .....  
 وصیت سے افضل ہے اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں کوئی غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر وصیت نہیں کر سکتا۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے۔

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے مال مانگا تو آپؐ نے مجھے دے دیا پھر مانگا تو دے دیا۔ لیکن اس کے بعد فرمایا اے حکیم! یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے۔ جس نے اس کو دل کی سخاوت سے لیا اس کیلئے تو اس میں برکت پیدا کی جائے گی اور جس نے اس کو نفس کی تاک جھاک یعنی حرص سے لیا تو اس کے لئے اس میں برکت نہیں ہوگی یہ اس شخص کی طرح ہو جائے گا جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اور دینے والا اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے حضرت حکیمؓ فرماتے ہیں میں نے کمالے اللہ کے رسول! قسم ہے

حدیث (۲۵۵۴) حدثنا محمد بن يوسف عن  
 عن سعيد بن المسيب وعروة بن الزبير ان حكيم  
 بن حزام قال سالت رسول الله ﷺ فاعطاني  
 ثم سألته فاعطاني ثم قال لي يا حكيم ان هذا المال  
 خضر حلوة فمن اخذه بسخاوة نفس بورك له فيه  
 ومن اخذ باشراف نفس لم يبارك له فيه وكان  
 كالذي ياكل ولا يشبع واليد العليا خير من اليد  
 السفلى قال حكيم فقلت يا رسول الله والذي



بعثك بالحق لا ارزا احد ابعذك شيئا حتى افارق الدنيا فكان ابوبكر يدعوا حكيما ليعطيه العطاء فيأبى ان يقبل منه شيئا ثم ان عمر دعاه ليعطيه فأبى ان يقبله فقال يا معشر المسلمين اني اعرض عليه حقه الذي قسم الله له من هذا الفى فيأبى ان ياخذ به فلم يرز احكيم احدا من الناس بعد النبی ﷺ حتى توفي رحمه الله تعالى ....

اس کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ آپ کے بعد میں کسی کے مال میں سے کچھ بھی لے کر کسی نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں دنیا سے جدا ہو جاؤں۔ پس حضرت ابو بکرؓ ان کو عطیہ لینے کیلئے بلاتے تھے تو وہ کچھ بھی قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے پھر حضرت عمرؓ نے ان کو بلایا تاکہ انہیں کچھ عطیہ کریں تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت عمرؓ نے ان کا حق جتانے کیلئے فرمایا کہ اے مسلمانوں کا گروہ میں اس شخص پر اس کا وہ حق پیش کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مال فی میں اس کیلئے

مقرر کیا ہے۔ لیکن یہ اس کے لینے سے بھی انکار کرتا ہے۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ کے بعد انہوں نے (حکیم نے) اپنی وفات تک کسی کے مال سے کمی نہیں کی۔

حدیث (۲۵۵۵) حدثنا بشر بن محمد

عن ابن عمر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول كلکم راع ومستول عن رعيته . ولا امام راع ومستول عن رعيته . والرجل راع فى اهله ومستول عن رعيته . والمرأة فى بيت زوجها راعية ومستولة عن رعيته . والخدام فى مال سيده راع ومستول عن رعيته قال وحسبت ان قد قال الرجل راع فى مال ابیه .....:

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے تم میں سے ہر ایک نگران ہے ہر نگران سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہو گا امام و حاکم بھی نگران ہے۔ اس سے اپنی رعیت کے متعلق سوال ہو گا۔ اور آدمی اپنے گھروالوں میں نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا عورت اپنے شوہر کے نگران ہے اس سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہو گا اور غلام و نوکر اپنے سردار کے مال کا نگران ہے اس سے اپنی رعایا کے متعلق پوچھ نہی ہو گی اور میرا گمان یہ ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے باپ کے مال کا نگران ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - اجازوا اقوار المریض بدین الخ اگر ان حضرات نے دین صحت کو جائز قرار دیا ہے پھر ہمارا

اور ان کا کوئی اختلاف نہیں۔ اگر ان میں سے کسی نے دین مرض ثابت کیا ہے تو ہم پر ان کا قول چبہ نہیں ہے۔ اور اقرار کرنے والے کا اپنے دعویٰ میں متہم ہونا اس کے خبر دینے سے شبہ کو دور نہیں کر سکتا۔ تو اس کے اقرار میں صداقت کا یقین نہیں حاصل ہو سکتا۔ اور اس کا متہم ہونا زیادہ ظاہر ہے۔ اور شریعت نے ان ابواب میں تمہمت کا اعتبار کیا ہے۔ چنانچہ والدین کے حق میں آدمی کی گواہی معتبر نہیں ہے۔ حالانکہ

یہ اتمام ہی کی وجہ سے ہے تو معلوم ہوا مظنہ تمت ہے۔ نیز! ہم نے تو مسلمان کے ساتھ سؤ ظن کا قول کیا ہے۔ لیکن آپ لوگوں نے تو اس شبہ کی وجہ سے روایت کے مطابق نفاق کا مظنہ بنادیا۔ اگر ایسا کرنا ضروری ہے تو اس میں کوئی نقصان نہیں۔ کیونکہ شریعت میں ایسے امور ثابت ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ مسئلہ اختلافی مشہور ہے جس میں احناف منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ جمہور علماء بھی ان کے ساتھ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا اقرار صحت میں جائز ہے۔ اس کا اقرار مرض میں بھی صحیح ہے۔ البتہ باقی ورثہ کو لازم نہیں ہے۔ جب تک گواہوں سے ثابت نہ ہو جائے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ابن المذکر کا قول ہے کہ اگر مریض غیر وارث کے لئے اقرار کرے تو اس کے جواز پر اجماع ہے۔ البتہ وارث کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام اوزاعیؒ۔ اسحقؒ اور امام مالکؒ بعض صورتوں میں اختلاف کرتے ہیں۔ بہر حال امام بخاریؒ کی محض حنفیہ پر تفسیح قال تعجب ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لانکشف امرأۃ الفزاریہ یہ حضرت رافع بن خدیجؓ کی طرف سے خبر دینا ہے۔ کہ جو کچھ ان کی بیوی ہندہ کے گھر میں ہے یہ اس کا ہے میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تاکہ میرے ورثہ اس کو ترکہ میں شامل کر کے تقسیم نہ کر لیں کیونکہ میں تو محتاج تھا۔ یہ سب کچھ وہ اپنے میکے سے لائی ہے۔ تو یہ اقرار مریض نہ ہوا جو مباحوث عنہ ہے بلکہ یہ تو اخبار ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ توجیہ جو قطب گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے وہ بہترین توجیہ ہے۔ شرح میں سے کسی نے اس کی مراد کو بیان نہیں کیا۔ کیونکہ یہ جمع مال کی وصیت نہیں۔ بلکہ اس کے اپنے لائے ہوئے مال کی خبر دینا ہے۔ باقی حضرت حسن بھریؒ کا قول تاہی ہونے کی وجہ سے ہم پر حجت نہیں۔ نیز! آخر یوم من الدنیا ہمارا مشاہدہ تو یہ ہے کہ لوگ اس دن بھی جو روز ظلم سے باز نہیں آتے ورثہ کو محروم کر کے اپنے محبوب کے لئے وصیت کر جاتے ہیں۔ بلکہ جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ترمذی۔ ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ آدمی ستر ۷۰ سال تک عبادت کرتا رہتا ہے۔ جب موت کا وقت آتا ہے تو وصیت میں ظلم کر کے وارثوں کو محروم کرتے ہوئے جہنم رسید ہوتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ آخر یوم بھی موضع تمت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ثم استحسن وصیت اور ودیعت وغیرہ میں فرق ہے۔ کیونکہ تمت کا احتمال تو اس صورت میں ہوتا ہے جب غیر کے لئے اپنے مال یا اپنے تصرفات کا اقرار کرے۔ لیکن جو چیز اس کے ملک میں نہ حادثا نہ قدسما ہو اس کا اگر اقرار کرتا ہے تو یہ مظنہ تمت نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب اپنے مال کا غیر کے لئے اقرار کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ملک تمت سے رجوع کر رہا ہے۔ اس لئے اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اور جب غیر کے لئے ودیعت۔ بھانہ یا مضاربت کا اقرار کرتا ہے تو اس میں اپنے ملک کے ثبوت کا اقرار نہیں ہے کہ اس سے رجوع کر رہا ہو۔ پس اس میں وہ متہم نہیں ہوگا۔ تو دونوں میں فرق واضح ہو گیا۔ جو لوگ ان میں

تسویہ کرتے ہیں وہ اس نکتہ سے غافل ہیں کہ وہ علیہ رذشہ اور تہمت کو نہیں سمجھے۔ اس لئے قیاساً عدم فرق کا قول کر لیا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اقرار بالمدین اور اقرار بالودیعة وغیرہ میں فرق ہے۔ کیونکہ اقرار

بالمدین کا مدار لزوم پر ہے اور اقرار بالودیعة وغیرہ کا مدار امانت پر ہے۔ لزوم اور امانت میں فرق عظیم ہے۔ خلاصۃ المرام یہ کہ حضرت امام حمامؒ کی نظر اس طرف ہے کہ ودائع وغیرہ میں کوئی تملیک جدید نہیں ہے۔ بلکہ امر سابق کی خبر دیتا ہے۔ جس میں مریض کی بات کو تسلیم کیا جائیگا اس کی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں۔ البتہ اقرار بالمدین میں من وجہ انشاء ہے اور من وجہ اخبار ہے۔ اس لئے درءاء کے حق کی حفاظت کرتے ہوئے ہمیں حق پہنچتا ہے کہ اس کے اقرار کو نافذ نہ کریں۔ اور تقریر کی کئی میں ہے کہ ودیعة کے اقرار میں خبر دیتا ہے کہ یہ چیز میرے ملک میں داخل نہیں ہے۔ اور ورثہ کا حکم حق اس سے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مودع کا حق متعلق ہے۔ لہذا اس کی امانت ادا کرنی چاہیے ان الله يأمرکم بالآیة خلاف قرضہ کے اقرار کے کہ اس میں اس مال کو اپنے ملک سے نکالنا ہے۔ جب کہ ورثہ کا حق اس سے متعلق ہو چکا ہے۔ مضارمت میں مال کا نفع مالک اور عامل کے درمیان مشترک ہو چکا ہے۔ یہ بھی دین محض نہیں ہے۔

ایاکم واطن کا حکم فی غیر موضع التهمة ہے۔ لیکن جہاں موضع تہمت ہو جیسا کہ مشاہد ہے۔ اور نص بھی دلالت کرتی ہے تو وہاں ظن متحقق ہو گا۔ آنحضرت ﷺ نے انصار سے فرمایا علی رسلکمما ٹھرو۔ فانھا صفیة بنت حبیب یہ صفیہ بنت حبیب میری بیوی ہے تم لوگ بدگمانی نہ کرنا۔ اور آپ کا ارشاد ہے اتقوا مواقع التهم تمہوں کی جگہوں سے بچتے رہو۔ تو لام ہامؒ کی نظر گہری ہے سطحی لوگ وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے اعتراض جزدیتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

تشریح از شیخ منگوہی۔ باب قوله تعالیٰ من بعد وصیة یوصی بہا اودین اس باب سے امام خاریؒ کی غرض

یہ ہے کہ آیت کریمہ میں اگرچہ اولاً ذکر وصیت کا ہے لیکن قرضہ ادا کرنا مقدم ہے۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے فعل نے اس کو واضح کر دیا۔ تو معلوم ہوا کہ آیت کریمہ میں وصیت پر مقدم کرنے کی کوئی دوسری وجہ ہے۔ پھر اس کے شواہد پیش کئے کہ ان تؤدوا الامانات میں امانت کے ادا کرنے کا حکم جو دین پر مقدم ہے۔ کیونکہ دین دائن کی امانت ہے۔ وصیت تو کسی کی امانت نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی تک تو اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہوا۔ یعنی مریض جب کسی کے لئے وصیت کا اپنے مال سے قصد کرے گا تو وہ جہی نافذ ہو سکتی ہے جب کہ وہ مال دین سے فارغ ہو۔ اگر وہ مال مشغول ہے تو صاحب حق کی امانت ہے۔ جس میں اس کا تصرف نافذ نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ وہ اس بارے میں کلام بھی کر دے۔ ان میں سے دوسرا شاہد صدقہ ہے کہ مریض جب وصیت سے تکلم کرے گا تو وہ اس کی طرف سے صدقہ ہو گا۔ اور صدقہ تب جائز ہے جبکہ اس کا مال دین سے فارغ ہو۔ مدیون تو محتاج ہے مستغنی نہیں ہے وہ صدقہ کیسے کر سکتا ہے۔ اس لئے اس کی وصیت نافذ نہیں ہوگی۔ تیسرا شاہد یہ ہے کہ عبد مالک کی اجازت کے بغیر وصیت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عبد کی وصیت قطوع اور تہرع ہے۔ اس لئے کہ وصیت سے قبل وہ اس پر لازم نہیں ہے۔ اور مالک کا حق اس کے مال کے ساتھ حتیٰ ہے عبد کے لئے ممکن نہیں ہے کہ مولیٰ کے حق کو

ساقط کر دے۔ ہاں اگر مالک خود اپنا حق ساقط کر دے اور عبد کی وصیت کو نافذ کر دے تو وہ حقدار ہے۔ معلوم ہوا کہ واجب نفل پر مقدم ہوتا ہے۔ ذین واجب ہے وصیت نفل ہے تو ذین مقدم ہو گا۔ اور جو تھا شاہد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ العبد راع تو مگر ان کا تقاضا ہے کہ جب تک مالک اجازت نہ دے عبد اس کے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ کہ بغیر اس کی اجازت کے خرچ کرتا پھرے اس سے بھی معلوم ہوا کہ واجب نفل پر مقدم ہوتا ہے۔ کیونکہ انفاق عبد تطوع ہے اور استحقاق مولیٰ فی مالہ وکسبہ مستحق اور واجب ہے۔ اوپا نچو ال شاہد حضرت حکیم بن حزام کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اولاً ان کی تالیف قلب کے مال کا عطیہ کیا جب ان کا ایمان مستحکم ہو گیا تو ان کو وعظ کر کے عطیہ لینے سے روک دیا۔ کیونکہ قبل ازیں تو تالیف قلب کی خاطر اعطاء واجب تھا۔ جب استحکام ایمان کی وجہ سے اعطاء کی حاجت نہ رہی تو اب ان کی جائے کسی اور مستحق کو اعطاء واجب ہوا۔ ان کے لئے تطوع ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ واجب نافلہ پر مقدم ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے ترجمہ کو لا ارنہ احداً بعدک سے مستنبط کیا جائے۔ کیونکہ رزہ کے معنی نقص کے ہیں۔ تو معنی ہوئے کہ میں نفلی صدقہ لے کر کسی کے مال کو کم نہیں کروں گا وصیت میں یہی کچھ ہوتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ترجمہ کو ثمن ان عمر دعاء الخ سے ثابت کیا جائے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے حضرت حکیمؓ کے سامنے پیش کرنے کے بعد اور انہیں ان کا حق جتانے کے بعد ان کے غیر میں صرف کیا تو فعل عمرؓ سے معلوم ہوا کہ واجب نفل پر مقدم ہے۔ ورنہ حضرت عمرؓ حضرت حکیم بن حزامؓ کے اپنے حق کے رد کرنے پر لوگوں کو گواہ نہ مانتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ تاویل قوله تعالى من بعد وصية الآية معلوم ہو کہ امام حاریؒ نے اس آیت پر دو ترجمے

باندھے ہیں۔ پہلا تو گذر چکا باب قول الله تعالى۔ اور دوسرا یہ ہے جس کو باب تاویل قول الله تعالى سے ذکر کیا ہے۔ پہلے ترجمہ سے تو امام حاریؒ کی غرض آیت کریمہ سے یہ ثابت کرنا تھا کہ اقرار مریض بالدين مطلقاً جائز ہے۔ خواہ مقررہ وارث ہو یا غیر وارث اجنبی ہو۔ بایں طور کہ اللہ تعالیٰ نے وصیت اور ذین برہر کرتے ہوئے انہیں میراث پر مقدم کیا ہے۔ وارث اور اجنبی کی کوئی تفصیل میان نہیں کی۔ البتہ وصیت للوارث تو دلیل شرعی سے خارج ہو گئی۔ اور اقرار بالدين على حاله باقی رہا۔ جس میں وارث اور اجنبی برہر ہوں گے۔ لیکن اس پر علامہ عینیؒ فرماتے ہیں جس طرح وصیت لا وصية للوارث سے خارج ہو گئی اس طرح اقرار بالدين بھی خارج ہو گیا۔ کہ آپ کا ارشاد ہے لا اقرار لو ارث بدین اور اس دوسرے ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ اگرچہ آیت کریمہ میں وصیت ذکر میں ذین سے مقدم ہے۔ بایں ہمہ ذین وصیت پر مقدم ہے۔ چنانچہ ان کثیر کا قول قسطلانیؒ نے نقل فرمایا ہے اجمع العلماء سلفاً وحلفاً ان الدين مقدم على الوصية وبعده الوصية ثم الميراث یعنی اگلے پچھلے سب علماء کا اتفاق ہے کہ قرضہ وصیت سے پہلے ادا کیا جائے۔ پھر وصیت پر عمل کیا جائے جب کہ ثلث مال کی ہو بعد ازاں میراث تقسیم ہو۔ ویذکر النبی ﷺ قضی بالدين قبل الوصية یہ روایت حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ جس کو ترمذیؒ اور امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔ اگرچہ اسناد اس کا ضعیف ہے۔ لیکن امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ان العمل عليه عند اهل العلم کہ اہل علم کے نزدیک عمل اسی پر ہے۔ چونکہ حکم پر سب کا اتفاق ہے اس لئے امام حاریؒ نے

مقام احتجاج میں ایسی حدیث کا ذکر فرمایا ہے ورنہ ان کی عادت نہیں کہ مقام احتجاج میں کسی ضعیف الاسناد روایت کو پیش کریں۔ علامہ عینیؒ قسطلانیؒ نے کہا ہے کہ لن ماجہؒ نے بھی اس روایت کی تخریج کی ہے۔ مگر اس میں الحارث الاداء متکلم فیہ ہے۔ وصیت کو دین پر مقدم کرنے کی کئی وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وصیت بلا عوض ہے اور دین بلا عوض کا نکالنا نفس پر شاق ہوتا ہے اس لئے اسے مقدم کیا گیا۔ دوسرے وصیت حق فقیر ہے۔ اور دین حق غیر ہم ہے جو اپنی قوت اور مقال سے وصول کر سکتا ہے۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ لاصدقہ الاعن ظہر غنی ظہر کالفظ مقحم ہے۔ اور مدیون غنی نہیں ہوتا۔ اور وصیت کا حکم صدقہ کا ہے۔ جس کا اداء دین کے بعد اعتبار ہوگا۔

**الاباذن اہلہ واداء الدین** یعنی اداء دین جو اس کی گردن پر لازم ہے وہ اذن اہل پر موقوف نہیں ہے۔ اس لئے دین مقدم فی الاداء ہوگا۔ اس لئے کہ اگر عبد غیر ماذون ہے۔ تو جب وہ کسی چیز کا مالک نہیں اس کا تصرف صحیح نہ ہوا۔ لہذا بخلاف اس کی وصیت صحیح نہیں اگر عبد ماذون ہے پھر بھی اس کی وصیت بغیر اذن مولیٰ صحیح نہیں۔ بجز طیکہ مستغرق بالمدین نہ ہو۔

**العبد راع فی مال سیدہ** جب حق دین اور حق وصیت میں تعارض ہو تو دین حق سیدہ ہے جو کہ اقویٰ ہے۔ اس کو حق العبد جو مسئول عنہ ہے اس کی وصیت پر مقدم ہوگا۔ کیونکہ وہ حق ضعیف ہے۔ اقویٰ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

حضرت حکیم بن حزامؒ کی روایت کو باب اور ترجمہ سے اس طرح مناسبت ہوئی کہ جب وصیت صدقہ کی مانند ہے تو اس میں لینے والے کا ہاتھ ید سفلی ہے۔ دینے والے کا ید علیا ہے۔ لیکن قرضہ لینے والے کا ہاتھ سفلی نہیں۔ کیونکہ وہ تو جبراً بھی حقدار ہے۔ تو دین صدقہ سے قوی ہوا۔ اس لئے اسے مقدم کیا جائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے بیت المال سے ان کی حق رسی کی بہت کوشش کی اور دین کی طرح اسے ان کا حق قرار دیا۔ لیکن جب قرض متعین ہو تو اس کی تقدیم تو تمہرات پر ضروری ہوگی۔ اس مسئلہ کو واضح کرنے کے لئے امام حارثیؒ نے دوبارہ اس آیت پر ترجمہ قائم کیا ہے۔ اور شراف نفس کا معنی ہے بحرصہ۔ تو معلوم ہوا کہ اشراف نفس مذموم ہے اور وصیت میں جب کہ مریض پر قرضہ موجود ہے اس کے مال میں بطور وصیت کے طمع کرنا مذموم ہوگا۔ اور اس طرح دوسرے کے حق دین کو وصیت کے ذریعہ کم کرنا جائز نہ ہوگا۔

ترجمہ۔ جب اپنے قریبی رشتہ داروں کیلئے وقف کرے اور ان کیلئے وصیت کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔ اور اقارب کون کون لوگ ہیں۔

## باب اذا وقف او اوصی

## لاقاربه ومن الاقارب۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا کہ اپنا کنواں و باغ بیکر حاء

وقال ثابت عن انسؓ قال النبی ﷺ لابی

طلحہ اجعلها لفقراء اقاربک۔ فجعلها لحسان

وابی بن کعب وقال الانصاری حدثنی ابی عن ثمامة عن انسؓ مثل حدیث ثابت قال اجعلها لفقرء قرابتك قال انسؓ فجعلها لحسان وابی بن کعب وكانا اقرب الیه منی وكان قرابة حسان وابی من ابی طلحة واسمه زید بن سهل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالك بن النجار وحسان بن ثابت بن المنذر بن حرام فیجتمعان الی حرام وهو الاب الثالث و حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالك بن النجار فهو یجتمع حسان اباطلحة وایا الی ستة اباء الی عمرو بن مالك بن النجار فهو یجتمع حسان اباطلحة وایا الی ستة اباء الی عمر وبن مالك وهو ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویة بن عمرو بن مالك بن النجار فعمرو بن مالك یجمع حسان وابطالحة وایا وقال بعضهم اذا وصی لقرابته فهو الی ابائه فی الاسلام.....

اپنے قریبی محتاج رشتہ داروں میں بانٹ دو۔ تو انہوں نے میرے حواء حضرت حسانؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کو دے دیا۔ انصار نے بھی اپنی سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے اس طرح روایت کیا جس طرح ثابت کی حدیث حضرت انسؓ سے تھی البتہ اس میں الفاظ یوں ہیں کہ یہ میرے حواء اپنی رشتہ داری کے فقیروں میں تقسیم کرو۔ تو حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے وہ باغ حضرت حسانؓ اور ابی بن کعبؓ کو دے دیا۔ اور یہ دونوں میرے سے زیادہ ان کے قریبی رشتہ دار تھے۔ حضرت حسانؓ کی قرابت حضرت ابو طلحہؓ سے یوں تھی کہ ابو طلحہؓ کا نام زید بن سهل تھا سل اسود کے بیٹے تھے۔ جو حرام کے بیٹے اور وہ عمرو بن زید مناة کے بیٹے جو عدی کے بیٹے تھے اور وہ عمرو بن مالك بن النجار کے بیٹے تھے۔ اور حضرت حسانؓ ثابت کے بیٹے جو منذر کے اور منذر حرام کا بیٹا تھا گویا کہ یہ دونوں حرام میں جمع ہو جاتے ہیں۔ جو ان کا تیسرا باپ ہے۔ اور حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالك بن النجار ہے۔ اور یہ عمرو بن مالك بن النجار گویا چھٹے باپ میں حضرت حسانؓ ابو طلحہؓ اور ابی بن کعبؓ کو جمع کرتا ہے۔ چنانچہ سلسلہ نسب یوں ہے ابی بن کعب جو قیس کا بیٹا ہے اور عبید بن زید بن معاویہ کا بیٹا ہے۔ اور وہ عمرو بن مالك بن النجار کا بیٹا ہے۔ تو عمرو بن مالك نے تینوں حضرت حسانؓ اور ابو طلحہؓ اور ابی بن کعبؓ کو

جمع کر دیا۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب قرابت داروں کے لئے وصیت کرے تو اس سے قرابت آباء اسلام کی مراد ہوگی۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ آپؐ اس باغ کو اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دیں جس پر

حدیث (۲۵۵۶) حدثنا عبد اللہ بن یوسف النخعی انہ سمع انساً قال قال النبی ﷺ لا بی طلحة اری ان تجعلها فی الاقر بین قال ابو طلحةؓ

افعل یا رسول اللہ فقسّمها ابو طلحة فی اقاربہ  
وبنی عمہ وقال ابن عباس لما نزلت وانذر  
عشیرتک الا قربین جعل النبی ﷺ بنیادی یا بنی  
فہر یا بنی عدی لبطن قریش وقال ابو ہریرۃ  
لما نزلت وانذر عشیرتک الا قربین قال النبی  
ﷺ یا معشر قریش .....

جس پر حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا رسول اللہ میں ایسا ہی کروں گا  
چنانچہ انہوں نے ابو طلحہؓ نے اپنے قریبی اور پچازاد بھائیوں میں  
تقسیم کر دیا۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت  
کریمہ اتری کہ آپؐ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ذرا پس تو نبی اکرم  
ﷺ پکار کر فرمانے لگے اے بنی فہر اے بنو عدی یہ  
قریش کے قبیلوں کے نام ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں  
کہ جب وانذر عشیرتک الا قربین نازل ہوئی تو آپؐ نے فرمایا  
اے قریش کے لوگو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - جعلہا لحسان وابی اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں حضرات اہل بن کعب کا شمار دولت  
مندوں میں نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ صدقہ کا حکم فقراء و اقارب کے لئے تھا۔ تو ان لوگوں کا استدلال باطل ہو جائے گا جو فرماتے ہیں کہ غنی  
کے لئے بھی لفظ کا استعمال کرنا جائز ہے۔ کیونکہ حضرت اہل بن کعبؓ میا سیر دولت مندوں میں سے تھے۔ حالانکہ اس روایت سے معلوم  
ہوتا ہے کہ وہ فقراء میں سے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - امام بخاریؒ نے حدیث باب پر یہ ترجمہ قائم کیا کہ جب کوئی وقف کرے یا قریبی رشتہ داروں کے لئے  
وصیت کرے تو اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے شوافعؒ فرماتے ہیں جب اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے وصیت کی تو اس میں ورثاء داخل  
نہیں ہوں گے۔ کیونکہ شریعت نے لا وصیۃ لوارث کا حکم دیا ہے اور بعض حضرات کا مسلک ہے کہ وہ بھی داخل ہوں گے کیونکہ قریب کا  
لفظ ان کو بھی شامل ہے۔ تو اقارب زید کی وصیت میں اس کے وارث غیر وارث قریب۔ بعید۔ مسلم۔ کافر۔ مرد۔ عورت۔ فقیر و غنی سب  
داخل ہوں گے اور قرأت میں اب اور ام دونوں بر لہر ہوں گے۔ بشرطیکہ موصی عربی النسل ہو۔ اور بعض قرابت ام کو داخل نہیں کرتے  
امام احمدؒ کا قول بھی شافعیؒ کی طرح ہے۔ مگر وہ کافر کو خارج کرتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قرأت ہر ذی رحم محرم کی ہے۔  
خواہ وہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے ہو۔ لیکن لہداء باپ کی قرأت سے کی جائے گی۔ صاحبینؒ فرماتے ہیں قرأت داروں میں  
جن کو ہجرت کے زمانہ سے ایک باپ نے جمع کیا ہو خواہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے۔ البتہ امام زفرؒ نے زیادتی کرتے ہوئے  
فرمایا کہ من قرب یعنی جو قریبی رشتہ دار ہیں ان کو شامل ہوگا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اس سے عصبہ مراد ہوگا۔ خواہ وہ وارث بنے یا نہ بنے  
اور فقراء سے لہداء کی جائے گی پھر اغنیاء میں تقسیم ہوگی۔ علامہ بیہقیؒ نے مذہب حنفیہؒ میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ کل ذی رحم محرم  
قبل ایہ اوامہ تو اس صورت میں والدین اور ولد داخل نہیں ہوں گے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ولوالدین والا قربین وارد ہوا ہے۔

اور عطف تفسیر کا متقاضی ہے۔ اہل حدیث اور ظاہر یہ فرماتے ہیں کہ وصیت ان تمام لوگوں کو شامل ہوگی جن کو اب رابع جمع کرتا ہے۔  
 الی ماہوا سفلا من ذلك تو وصیت اس صورت میں لولاد۔ اولاد اب۔ اولاد جد اور پردادے کی لولاد کو شامل ہوگی۔ ان میں سے ابعد کو  
 نہ دیا جائے گا۔ دوسرا اختلاف ان چاروں حضرات انس۔ حسان۔ ابو طلحہ اور ابی کے انساب میں ہے۔ کرمانی نے حضرت انس کے نسب سے  
 مالک کو گرا دیا اور مسطلانی نے جندب کو ساقط کر دیا۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ باقی سب حفاظ کا نسب انس میں غنم بن عدی تک اتفاق ہے  
 اور حضرت ابی بن کعبؓ حضرت ابو طلحہ کے زیادہ قریبی ہیں بنسبت حضرت انس کے۔ اس لئے کہ یہ دونوں عمرو بن مالک تک چھ آباء کے  
 واسطوں سے پہنچتے ہیں۔ اور حضرت انسؓ ان تک بارہ نفوس کے واسطہ سے پہنچتے ہیں۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ حضرت حسانؓ اور ابی بن  
 کعبؓ حضرت طلحہ کے زیادہ قریبی تھے۔ اس لئے ان کو حصہ ملا چونکہ میں ان کی بنسبت بعید تھا میں محروم رہا لیکن اس پر اشکال ہے کہ سورہ  
 آل عمران کی تفسیر میں آتا ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں ابو طلحہ کے اقرب تھا۔ پھر بھی مجھے محروم کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ  
 واقعی نسب کے اعتبار سے تو یہ ابعد تھے لیکن تر بیت کے اعتبار سے اقرب تھے۔ کہ حضرت ابو طلحہ نے ان کی والدہ حضرت ام سلیم سے  
 نکاح کر لیا تھا۔ اور انسؓ ربیب کی حیثیت سے ان کی تر بیت میں تھے۔ اب کوئی اشکال نہ رہا اور محرومیت کا شکوہ بھی جاتا رہا۔

چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ اقرب الی ابی طلحہ صرف حضرت ابی بن کعبؓ تھے تو چاہیے تھا کہ حصہ صرف انہی کا ہوتا۔ لیکن  
 وصیت الی اقارب میں اقل جمع جو دو ہے اس میں صرف کرنا تھا اس لئے دو پر اکتفا کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ تو زندہ تھے  
 یہ وصیت تو نہیں تھی البتہ شبیبہ با الوصیۃ ہونے کی وجہ سے دو پر اکتفا کیا گیا۔ تیسرے ابعد کو نہیں دیا گیا۔ یعنی حضرت انسؓ ابعد  
 تھے۔ پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ اقربین کا استیعاب ضروری اور واجب نہیں ہے۔ اس لئے کہ بنو حرام جس میں ابو طلحہؓ اور حسانؓ جمع ہوتے  
 ہیں وہ مدینہ منورہ میں کثیر تعداد میں تھے۔ بنسبت عمرو بن مالک کے جس میں ابو طلحہؓ اور ابی جمع ہوتے ہیں۔

ان ابیاء لم یکن یومئذ من الیاسیر الخ شیخ نے اس سے ہدایہ کے اس مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں ہے کہ

لا یتصدق باللقطۃ علی غنی وقال الشافعی یجوز لقوله ﷺ فی حدیث ابی فانقطع بها وکان من الیاسیر۔ ترجمہ  
 احناف کے نزدیک لقطہ کو غنی پر صدقہ نہ کیا جائے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ غنی پر بھی لقطہ کا صدقہ جائز ہے۔ دلیل حضرت  
 ابی کی حدیث ہے جس میں آپؐ نے ان سے فرمایا کہ اگر لقطہ کا مالک میسر نہ ہو سکے تو تم فائدہ اٹھاؤ۔ اور وہ دولت مندوں میں سے تھے۔  
 امام شافعیؒ کے اس قول کو امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ قصہ ابو طلحہ کے وقت تو فقیر و محتاج ہوں  
 بعد ازاں غنی ہو گئے ہوں۔ اگر حلیم بھی کر لیا جائے کہ قصہ ابو طلحہ کے وقت بھی وہ صاحب یار تھے تو امام کی اجازت سے ان کو لینے کا حق تھا  
 اس سے عموم ثابت نہیں ہوگا۔

ترجمہ۔ کیا عورتیں لوہے بھی

اقارب میں داخل ہوں گے؟

باب هل یدخل النساء

ولولد فی الاقارب۔



حدیث (۲۵۵۷) حدثنا ابو الیمان الخ ان

ابا ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ حين انزل اللہ عزوجل وانذر عشیرتک الاقربین قال یا معشر قریش او کلمۃ نحوہا اشتروا لانفسکم لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا بنی عبد مناف لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا عباس بن عبد المطلب لا اغنی عنک من اللہ شیئا ویا صفیۃ عمة رسول اللہ لا اغنی عنک من اللہ شیئا ویا فاطمۃ بنت محمد سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئا تابعہ اصبیغ . .

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ فرمایا اے قریش کے لوگو! یا اس کے مشابہ کوئی کلمہ فرمایا اپنے آپ کو خرید کر لو۔ یعنی اعمال کر کے اپنے آپ کو عذاب الہی سے چھڑاؤ۔ میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آؤ گا۔ اے بنی عبد مناف میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کچھ بھی کام نہیں آؤں گا۔ اور میرے چچا عباس بن عبد المطلب اللہ کی پکڑ سے میں تیرے کوئی کام نہیں آؤں گا۔ اے بی بی صفیہؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! اللہ کی پکڑ سے میں تیرے کام نہیں آسکوں گا۔ اور فاطمہؓ محمدؐ کی بیٹی! میرے

مال میں سے جو کچھ چاہتی ہو مانگ لو۔ لیکن اللہ کی پکڑ سے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔ اصبیغ نے متہمت کی ہے۔

تشریح از قاسمی۔ اقارب میں اختلاف ہے کہ آیا اصول اور فروع بھی داخل ہیں یا نہیں۔ احناف کے نزدیک داخل نہیں

امام خاریؒ حدیث باب سے ثابت کر رہے ہیں کہ اصول و فروع داخل ہیں۔ آنجناب نبی اکرم ﷺ نے اقربین میں بطون قریش کو اپنے چچا عباسؓ اور اپنی پھوپھی صفیہؓ کو اور اولاد میں سے فاطمہؓ بنت محمدؐ کو بھی شامل کیا۔ معلوم ہوا کہ اقارب میں عورتیں اور اولاد دونوں شامل ہیں جواب گزر چکا ہے واللہ الدین والاقربین میں عطف تغایر کو تقاضا کرتا ہے اس لئے اصول و فروع داخل نہیں ہو گئے۔

### باب هل ینتفع الواقف بوقفه

ترجمہ۔ کیا واقف اپنے وقف سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

وقدا شرط عمر لا جناح علی من ولیہ ان یا کل

وقد یلی الواقف وغیرہ وكذلك من جعل بدنة

او شیئا لله فله ان ینتفع بها کما ینتفع غیرہ وان لم

یشترط .....

ترجمہ۔ اور حضرت عمرؓ نے شرط لگائی تھی کہ جو اس وقف کا متولی ہو گا وہ اگر اس میں سے کھالے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور کبھی واقف خود متولی ہوتا ہے اور کبھی کوئی اور متولی بتاتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ شخص جس نے کسی جانور کو قربانی کا

جانور بنایا اور کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی نذر کی تو جس طرح غیر اس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے اس طرح خود سائق بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے اگرچہ شرط بیان نہ کرے۔

حدیث (۲۵۵۸) حدثنا قتیبۃ الخ عن انس ان النبی ﷺ رای رجلا یسوق بدنة فقال له اركبها فقال یا رسول الله انها بدنة فقال فی الثالثة او الرابعة اركبها ویلك او ویحك ...

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جنانی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو بدنہ ہانکتے ہوئے دیکھا۔ تو اس سے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو بدنہ ہے آپؐ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا تمہارے لئے ہلاکت یا تمہارے لئے افسوس ہے۔ اس پر سوار ہو جاؤ۔

حدیث (۲۵۵۹) حدثنا اسمعیل الخ عن ابی ہریرۃ ان رسول الله ﷺ رای رجلا یسوق بدنة فقال اركبها قال یا رسول الله انها بدنة قال اركبها ویلك فی الثانية او فی الثالثة .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بدنہ قربانی کے جانور کو ہانک رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جاؤ اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو بدنہ ہے۔ آپؐ نے دوسری مرتبہ میں یا تیسری دفعہ میں فرمایا تیرے لئے ہلاکت ہو اس پر سوار ہو جاؤ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قدیلی الواقف امام بخاریؒ کے نزدیک وقف مطلق اور صدقہ میں کوئی فرق نہیں۔ واقف اور متصدق دونوں غیر کی طرح اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور وہ حدیث جس میں العائد فی الصدقة الخ کہ اپنے صدقہ میں رجوع کرنے والا اپنی رقم کو چاہئے والے کی مانند ہے۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ وہ ذات صدقہ اور ذات وقف کے بارے میں ہے اتفاق ان سے حلال ہے۔ لیکن ہمارے اعتقاد کے نزدیک ذات صدقہ اور منافع صدقہ دونوں میں رجوع کرنا حلال نہیں ہے۔ البتہ وقف میں تحصیل ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر واقف نے عند الوقف شرط بیان کر دی تھی۔ صراحتہ یا عرف عام بھی شرط کی طرح ہے جیسے سرائے مسجد کی زمین وغیرہ تو ان سے انتفاع جائز ہے۔ بغیر اشتراط کے انتفاع جائز نہیں۔ تو وقف مطلق فقراء کا حق ہوگا۔ جس سے خود انتفاع نہیں کر سکتا۔ بلکہ کے نزدیک تو سرے سے واقف کو ولایت کا حق ہی حاصل نہیں۔ سدا للذرائع تاکہ وقف علیٰ غرض نہ ہو جائے یا اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد قابض نہ ہو جائے۔ دراصل اس جگہ دو مسئلے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ آیا واقف اپنی وقف شدہ چیز سے انتفاع کر سکتا ہے۔ باب سے تو یہی مقصود ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ واقف نے اگر اپنے لئے کسی چیز کی شرط لگائی تو اس کا کیا حکم ہے یہ مستقل باب میں آ رہا ہے شرح حضرات ان کو غلط مبالغہ کر کے ایک مسئلہ بنا لیتے ہیں۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی شے کو وقف کرے پھر وہ غیر کے سپرد نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے۔

باب اذا وقف شیئا فلم یدفعہ الی غیرہ فهو جائز۔

ترجمہ۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے وقف کرنے کے بعد فرمایا جو شخص اس کا متولی بنے اگر وہ اس سے کھالے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ تو دیکھئے کہ حضرت عمرؓ نے کسی کی تخصیص نہیں کی۔ خواہ وہ خود متولی ہوں یا کوئی اور ہو۔ ہر ایک کے لئے انقطاع جائز ہے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو طلحہؓ کے

لان عمرؓ اوقف وقال لاجتاح علی من ولیہ ان یا کل ولم یخص ان ولیہ عمر او غیرہ قال النبی ﷺ لا بی طلحةؓ ارای ان تجعلها فی الاقربین فقال افعل فقسما فی اقاربه وعمہ ...

بستان بیڑ حاء وقف کرنے کے بعد فرمایا کہ تم اسے اپنے قریبی فقراء میں تقسیم کر دو۔ انہوں نے فرمایا میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اس باغ کو اپنے قریبی اور چچا زاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ان ابواب کا دار و مدار اس پر ہے کہ ان حضرات نے وقف اور صدقہ میں فرق نہیں کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ بغیر قبض کے وقف صحیح ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ قبض کے بغیر وقف تام نہ ہوگا۔ اور حہ میں قبض اس لئے ضروری ہے کہ اس میں آدمی کے لئے تملیک ہوتی ہے جو اس کے قبضہ کے بغیر نا تمام ہے۔ امام طحاویؒ صحت وقف کی دلیل یہ فرماتے ہیں کہ وقف عتق کے مشابہ ہے۔ کیونکہ دونوں میں تملیک اللہ ہے۔ اس لئے محض قول سے نافذ ہو جائیں گے قبضہ کی ضرورت نہیں۔ امام حاریؒ کا استدلال حضرت عمرؓ کے واقعہ سے ہے جنہوں نے وقف کرنے کے بعد فرمایا کہ ولی کو تصرف کا حق حاصل ہے۔ خواہ وہ خود ہو یا کوئی دوسرا ولی ہو۔ لیکن اس استدلال میں غموض اور گمراہی ہے۔ اس لئے کہ حضرت عمرؓ کا ارشاد یہ ہے کہ ولی موقوف چیز کو استعمال کر سکتا ہے اب اس کی تعیین نہیں کہ ولی خود بخود یا کوئی دوسرا۔ ظاہر یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب وقف کیا تو شرط لگائی کہ اس کی تولیت میرے پاس ہوگی۔ تو آنحضرت ﷺ نے ان کے قبضہ سے نکالنے کا حکم نہ دیا۔ آپ کی یہ تقریر صحت وقف کی دلیل بن گئی۔ اگرچہ موقوف علیہ پر قبضہ نہیں ہوا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ الباب میں جو فہو جائز ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا وقف صحیح ہے جس میں قبض غیر کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی جمہور کا قول ہے۔ جن کا استدلال یہ ہے کہ حضرت عمرؓ۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ الزہراء رضی اللہ عنہم نے اوقاف کو اپنے قبضہ میں رکھا۔ پھر ان کے منافع مصارف صدقہ میں خرچ کرتے رہے۔ جن سے ان کے اوقاف باطل نہیں ہوئے۔ اسی طرح بہت سے مہاجرین اور انصار کے صدقات ہیں کہ جو مرتے دم تک ان کے متولی رہے جن پر کسی نے آج تک انکار نہیں کیا۔

فلیحفظ دیکھئے حدیث انسؓ جو بد نہ کے بارے میں ہے اس کو باب الوقف میں لایا گیا۔ حالانکہ وہ صدقہ تھا وقف نہیں تھا۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص یہ کہے کہ میرا مکان

اور حویلی اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ ہیں۔

**باب اذا قال داری صدقہ لله**

ولم یبین للفقراء او غیرہم فہو جائز وبضعہا  
فی الاقربین او حیث اراد قال النبی ﷺ لابی  
طلحۃ حین قال احب اموالی الی بیرحاء وانہا  
صدقۃ للہ فاجاز النبی ﷺ ذلک وقال بعضهم  
لا یجوز حتی یبین لمن والاول اصح .....

ترجمہ۔ فقراء اور غیر فقراء کو واضح نہیں کیا۔ تو یہ  
وقف صحیح ہے۔ اقربین میں اس کو تقسیم کر سکتا ہے۔ یا جہاں اسکا  
ارادہ ہو بانٹ سکتا ہے۔ چنانچہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت  
ابو طلحہ سے فرمایا جب کہ انہوں نے کہا کہ میرا محبوب ترین مال  
بیرحاء ہے پس وہ اللہ کیلئے صدقہ ہے۔ تو آپ نے اس وقف کو  
جائز رکھا۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب تک موقوفین عظیم

اور متصدق علیہم کی وضاحت نہ کرے وقف صحیح نہیں ہے۔ لیکن پہلا مسلک زیادہ صحیح ہے۔ ان ابطال فرماتے ہیں امام مالکؒ کا یہی مسلک ہے  
کہ اگرچہ معرف متعین نہ ہو پھر بھی وقف صحیح ہے صاحبینؒ اور امام شافعیؒ کا بھی ایک قول یہی ہے۔ وجہ یہ بیان کرتے ہیں صدقہ ہو یا وقف ہو  
یہ ایک نیکی اور قربت ہے جس کے زیادہ حقدار اقارب ہیں جب کہ وہ فقراء بھی ہوں تو استحقاق زیادہ ہو جاتا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کا دوسرا  
قول یہ ہے کہ جب تک جہت معرف متعین نہ ہو وقف صحیح نہیں ہے وہ مال واقف کے ملک میں علی حالہ باقی رہے گا۔ ہدایہ میں ہے کہ  
حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وقف واقف کے ملک سے زائل نہیں ہوگا جب تک حاکم حکم نہ دے یا اس کو اپنی موت کے ساتھ مطلق  
نہ کرے۔ اذامت فقد وقف دار علی کذا۔ حضرت امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں محض قول سے اس کے ملک سے نکل جائے گی امام محمدؒ  
فرماتے ہیں کہ اس وقت تک ملک زائل نہ ہوگا جب تک اس کا ولی مقرر کر کے اس کے سپرد نہ کرے اس کی منفعت اللہ تعالیٰ کیلئے ہے  
نہ اسے بیچا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس میں وارثت چالو ہوگی۔

باب اذا قال ارضی او بستانی صدقۃ للہ  
عن امی فہو جائز وان لم یبین لمن ذلک

ترجمہ۔ جب کسی نے کہا میری زمین یا میری باغ میری مال کی  
طرف سے اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ ہے تو یہ وقف صحیح ہے۔  
اگرچہ یہ بیان نہ کرے کہ کس کے لئے ہے۔

تشریح از قاسمی۔ یہ ترجمہ پہلے ترجمہ سے اخذ ہے کیونکہ پہلے ترجمہ میں نہ تو متصدق عنہ کا تعین تھا اور نہ ہی

متصدق علیہ کا۔ اور اس ترجمہ میں متصدق عنہ کا تعین ہے۔ متصدق علیہ کا نہیں ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سعد بن عبادہؓ کی  
والدہ کی وفات ہو گئی جب کہ حضرت سعدؓ اس وقت موجود نہیں  
تھے واپس آکر کہنے لگے یا رسول اللہ! میری غیبی وصیت میں میری  
والدہ کی وفات ہو گئی تو کیا اگر میں کوئی چیز اس کی طرف سے

حدیث (۲۵۶۰) حدثنا محمد بن عبد اللہ بن اسمع  
عکرمۃ یقول انہا ابن عباسؓ ان سعد بن عبادہؓ  
توفیت امہ وهو غائب عنہا فقال یا رسول اللہ

صدقہ کردوں تو وہ نفع پہنچائے گی آپؐ نے فرمایا ہاں نفع دے گی تو فرمایا کہ میں آپؐ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرا پھلدار باغ اسکے اوپر صدقہ ہے۔

ان امی توفیت وانا غائب عنها اینفعها شیئ ان تصدقت به عنها قال نعم قال فانی اشهدك ان حائطی المنخرف صدقة علیها .....

تشریح از قاسمی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے صدقہ کا ثواب اس کو پہنچتا ہے اور اسے نفع بھی دیتا ہے۔

ترجمہ۔ جب کوئی صدقہ کرے یا اپنے مال کا بعض حصہ یا اپنے غلام اور جانور کا بعض حصہ وقف کرے تو یہ صحیح ہے۔ اس ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ منقول چیز کا وقف جائز ہے۔ جس کی امام ابو حنیفہؒ مخالفت کرتے ہیں اور اس طرح مشاع اور مشترک چیز کا وقف جائز ہے جب کہ امام محمدؒ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

**باب اذا تصدق او اوقف بعض ماله  
او بعض رقیقہ اودا بہ فهو جائز۔۔**

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں اپنے مال سے الگ تھلگ ہو جاتا ہوں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کے لئے صدقہ ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا اپنے مال کا کچھ حصہ اپنے لئے روک لو۔ وہ تمہارے لئے بہتر ہو گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرا وہ حصہ جو خیر میں ہے وہ میں اپنے لئے روک لیتا ہوں۔

حدیث (۲۵۶۱) حدثنا یحییٰ بن بکیر الخ ان عبد اللہ بن کعبؓ قال سمعت کعب بن مالکؓ قلت یا رسول اللہ ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقة الی اللہ والی رسولہ ﷺ قال امسک علیک بعض مالک فهو خیر لك قلت فانی امسک بسهمی الذی بخیر .....

تشریح از شیخ مکتوبی۔ امسک علیک بعض مالک جس سے معلوم ہوا کہ مشاع اور مشترک مال کا وقف جائز ہے۔

اس میں کوئی ضرر نہیں۔ کیونکہ بعض مشاع کا روکنا مشاع کے وقف کو مستلوم ہے۔ جواب یہ ہے کہ اس جگہ بعض حصہ معین مراد ہے۔ مشاع اور مشترک مراد نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ مشاع کا وقف سرے سے جائز نہیں چہ جائیکہ منقول کے وقف کو صحیح قرار

دیا جائے کیونکہ جب بعض مال وقف کیا تو وہ مشاع ہے جس کا وقف جائز نہیں امام ابو یوسفؒ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ بعض ان کے نزدیک شرط نہیں ہے۔ امام محمدؒ کے نزدیک مشاع کا وقف اس صورت میں جائز ہے جب کہ موقوف مال کی تقسیم کو قبول کرے

کیونکہ ان کے نزدیک قبض شرط ہے اور جو چیزیں قابل قسمت نہیں ہیں شیوع اور اشتراک کے باوجود امام محمدؒ کے نزدیک یہ وقف صحیح ہے کیونکہ وہ اس وقف کو عہدہ اور صدقہ منفذہ پر قیاس کرتے ہیں۔ البتہ مسجد اور مقبرہ میں شیوع اشتراک جائز نہیں کیونکہ یہ قبض بات ہے کہ ایک سال مردے دفن کئے جائیں اور دوسرے سال کھیتی باڑی کی جائے یا ایک وقت نماز پڑھی جائے اور دوسرے وقت اسے اصطبل بنایا جائے خلاف اراضی اور مساطین موقوفہ کے کہ ان کی پیداوار کو تقسیم کیا جاسکتا ہے شراعت نے ترجمہ کی غرض دہنائی ہیں۔ وقف المنقول اور وقف المشاع۔ حالانکہ وقف المنقولات کا باب مستقل آ رہا ہے۔ تو مگر لازم آئے گا۔ اس لئے شیخ گنگوہیؒ نے ترجمہ کی غرض وقف مشاع کا جو ازہن بنایا ہے تاکہ مگر لازم نہ آئے۔ اگر اشکال ہو کہ وقف مشاع کا باب بھی تو آ رہا ہے۔ تو کہا جائے گا کہ اس جگہ وقف واحد مشاع کا باب ہے آگے جماعت مشاع کو وقف کرے اس کا بیان ہے تو دونوں میں فرق ہو گیا مگر لازم نہ آیا۔

تشریح از قاسمی - امسك عليك بعض مالك یہ محل استدلال ہے کہ بعض کا نکالنا اور بعض کا روکنا بغیر تفصیل کے ہے کہ وہ مال قسمت کو قبول کرے یا نہ کرے تو مشاع کا وقف بھی جائز ثابت ہوا۔ تفصیل گزر چکی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا - امسك سہمی بخیر تو وقف متعین ہو گیا مشاع نہ رہا۔ نیز ایہ حدیث باب الوقف میں سے نہیں بلکہ باب الصدقة میں سے ہے صدقة الى الله والى رسولہ کے الفاظ صریح ہیں۔ مگر امام بخاریؒ نے وقف اور صدقہ میں فرق نہ کرتے ہوئے دونوں کا ایک ہی حکم ثابت فرمایا۔ جیسا کہ شیخ گنگوہیؒ فرما رہے ہیں کہ ان حضرات نے وقف اور صدقہ میں فرق نہیں کیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حتی حکم نہیں تھا بلکہ مشورہ تھا چنانچہ شیخ الاسلام فرماتے ہیں نیت دریں حدیث دلیلہ صریح بر آنکہ اس تصدیق بطریق وقف و بلکہ ظاہر آنست کہ احیاء ان بدور تصدیق اصل مال پس ارشاد کرد بتصدیق بعض مال الخ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے صدقہ وکیل کے سپرد کر دیا اور وکیل نے پھر اس کی طرف واپس کر دیا

**باب من تصدق الى وکیلہ  
ثم رد الوکیل الیہ**

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب آیت کریمہ  
لن تنالوا البر الا یہ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہؓ جناب رسول اللہ  
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی  
کتاب میں ارشاد ہے کہ تم اس وقت تک نیکی نہیں پاسکتے جب تک  
اپنی محبوب چیز کو خرچ نہ کرو اور میرے مال میں میرے نزدیک  
زیادہ محبوب ہر حاء ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ ایک باغ تھا

حدیث (۲۵۶۲) وقال اسمعيل اخبرني

عبد العزيز ابی سلمة عن اسحق بن عبد الله بن ابی  
طلحة لا علمه الا عن انس قال لما نزلت لن تنالوا  
البر حتى تنفقوا مما تحبون جاء ابو طلحة الى  
رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله يقول الله

تبارك وتعالى في كتابه لن تاتوا البر حتى تنفقوا  
 مما تحبون وان احب الاموال الى بيرحاء قال  
 وكانت حديقة كان رسول الله ﷺ يدخلها  
 ويستظل بها ويشرب من مائها فهي الى الله عز وجل  
 واني رسوله ﷺ ارجوا برة وذخره فضعا اي  
 رسول الله حيث اراك الله فقال رسول الله ﷺ  
 بخ يا ابا طلحة ذلك مال رايح قبلناه منك ورددناه  
 اليك فجعله في الاقربين فتصدق به ابو طلحة  
 على ذوى رحمه قال وكان منهم ابى وحسان  
 قال وباع حسان حصته منه من معاوية فقبل له  
 تبيع صدقة ابى طلحة فقال الا ابيع صاعا من تمر  
 بصاع من دراهم قال وكان تلك الحديقة في  
 موضع قصر بنى جديلة الذى بناه معاوية .....

جس میں جناب رسول اللہ ﷺ داخل ہو کر سایہ حاصل کرتے  
 تھے۔ اس کا پانی پیتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اللہ اور اس کے  
 رسول کی طرف ہے میں اس کی نیکی کے ثواب اور اس کے ذخیرہ  
 آخرت ہونے کی امید رکھتا ہوں پس اے اللہ کے رسول! جہاں  
 اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی فرمائیں آپ اس جگہ اسے خرچ کریں۔  
 اے ابو طلحہ مبارک ہو یہ تو چالو مال ہے یا نفع دینے والا مال ہے  
 ہم اس کو تیرے سے قبول کر کے پھر تجھے واپس کر دیتے ہیں  
 آپ اسے قریبی رشتہ داروں میں خرچ کریں۔ چنانچہ حضرت  
 ابو طلحہ نے اس باغ کو اپنے قریبی رشتہ داروں میں صدقہ کر دیا  
 فرمایا ان میں حضرت اُمّی اور حسان بھی تھے تو حضرت حسان نے  
 اس میں سے اپنا حصہ حضرت امیر معاویہ کے پاس بیچ دیا تو  
 ان سے کہا گیا کہ کیا تم حضرت طلحہ کا صدقہ بیچ رہے ہو تو  
 انہوں نے فرمایا کیا میں ایک صاع بکجور کا ایک صاع دراهم کے  
 بدلے نہ بیچوں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ باغ بنو جدیلہ  
 کے محل کی جگہ واقع ہے جس کو حضرت امیر معاویہ نے بنوایا تھا

تشریح از شیخ گنگوہی۔ الا بیع مقصد یہ ہے کہ جب اس کے پھل بیچنے کا مجھے اختیار ہے تو اصل کا بیچنا بھی جائز

ہے۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وقف مال تو نہیں جس کی بیع ممنوع ہوتی۔ بلکہ یہ تو صدقہ ہے جس کا میں مالک ہوں جس طرح اس کے  
 پھل بیچ سکتا ہوں اس طرح اس کے اصل کو بیچنا بھی جائز ہے۔ اگر وقف ہوتا تو اس کے پھل بیچنے کی اجازت نہ ہوتی۔

صاعا بتمر بصاعا من دراهم ای بقیمۃ صاع۔ پھر اس کو بیان کیا کہ وہ صاع کس جنس کا تھا۔ من دراهم اس کا بیان

ہے۔ اس سے اشارہ ہے کہ میں اس کے بیچنے پر اسلئے راغب ہوں کہ اس کی قیمت گراں ہے۔ تو اب معنی یہ ہوں گے کہ تم ان پھلوں پر  
 گراں فروشی میں اعتراض کرتے ہو حالانکہ سال میں اسکے تر بکجوروں کا صرف ایک صاع حاصل ہوتا ہے تو مجھے اس کے بدلے ایک صاع  
 دراهم لینے کا حق ہے۔ یہاں لوگوں کا اعتراض کا منشاء یہ ہوگا کہ جب ابو طلحہ نے تم پر صدقہ کیا ہے تو تم اس سے کھاتے رہو بیچنا اچھا نہیں  
 ہے کہ تم اسکو اپنے ملک سے نکال دو تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اس سے ہر طرح کے انشاع کا حق حاصل ہے تو جو اچھی صورت ہے

کہ ایک صاع تمر کے بدلے ایک صاع درہم ملتا ہے تو میں اس کو کیوں نہ حاصل کروں باقی صاع کا حاصل ہونا بطور تمثیل کے ہے یہ نہیں کہ صرف اس قدر پیداوار ہوتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ باع حسان حصۃ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو طلحہؓ نے ان کو باغ کا مالک بنا دیا تھا ان پر وقف نہیں کیا تھا۔ اگر وقف ہوتا تو حضرت حسانؓ کو بیچنے کی گنجائش نہ ہوتی۔ جو لوگ اسے وقف قرار دیتے ہیں دراصل وہ صدقہ اور وقف کے درمیان امتیاز نہیں کرتے اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے وقف کرتے وقت شرط لگادی ہو کہ جو شخص اپنا حصہ بیچنا چاہے وہ بیچ سکتا ہے۔ ایسی شرط کو بعض علماء نے جائز کہا ہے۔ چنانچہ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ تصدق علی المعین تملیک کا فائدہ دیتا ہے۔

بقیمۃ صاع محمد بن حسن مخزومیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسانؓ کے حصہ کی قیمت جو انہوں نے حضرت امیر معاویہؓ سے وصول کی وہ ایک لاکھ درہم تھی۔ حضرت امیر معاویہؓ نے اسے بنو امیہ کے لئے بطور قلعہ کے بنوایا تھا۔ اور بعض اس سے معاویہ بن عمر بن مالک بن النجار مراد لیتے ہیں حالانکہ وہ صحیح نہیں ہے۔ اخبار مدینہ کے حوالہ سے معاویہ بن ابی سفیان صحیح ہے۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ جب تقسیم میراث کے وقت قرامت داری یتامی اور مساکین موجود ہوں تو اس ترکہ میں سے ان کو بھی دیا جائے۔

**باب قول اللہ عزوجل واذا حضر القسمة اولوا القربى والیتمی والمساکین فارزقوہم منہ**

حدیث (۲۵۶۳) حدثنا ابو النعمان الخ  
عن ابن عباسؓ قال ان ناسا یزعمون ان هذه الایة  
نسخت ولا والله ما نسخت ولا کنها مما تهاون  
الناس هما والیان وال یرث وذاك الذی یرزق  
ووال لا یرث فذاك الذی یقول بالمعروف یقول  
لا املك لك ان اعطیک .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا گمان ہے کہ یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے اللہ کی قسم منسوخ نہیں ہوئی۔ لیکن اس میں لوگوں نے سستی کی ہے وہ تو والی ہے ایک والی تو وہ ہے جو وارث ہو گا یہ تو وہ ہوا جس کو حصہ دیا جائے گا دوسرا والی وہ ہے جو وارث نہیں ہو گا۔ یہ وہ ہے جو مشہور قول کہے گا کہ میں تو مالک نہیں ہوں کہ تجھ کو اس ترکہ میں سے کچھ دے دوں۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ یعنی یہ حکم علی طریق الوجوب نہیں بلکہ استحبائی امر ہے جو اب تک باقی ہے مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی وارث خود ترکہ کا مالک ہے تو اس کے لئے مندوب ہے کہ وہ ذوی القربی کو ترکہ میں سے کچھ دے دے اگر خود ترکہ کا مالک نہیں ترکہ یتیم کا ہے تو متولی کے لئے مستحب ہے کہ حاضرین کو یہ معروف قول کہ دے کہ بھائی میں تو اس مال کا مالک نہیں ہوں اس لئے ہم سے اس مال کو



روکنے میں معذور ہوں تو پہلے کو یرزق سے تعبیر کیا گیا اور دوسرے کو کامل المعروف سے معبر ہے لیکن یہ تقریر اس صورت میں ہے جب یرزق کو معروف کا صیغہ پڑھا جائے اگر مضارع مجہول ہو تو پھر ذلك الذي یرزق والی یرث کی تفسیر ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریا۔ ہماو البیان الخ علامہ کرمائیؒ فرماتے ہیں کہ مخاطبون متصرفون فی الترحکہ ہیں جو دو قسم

کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ جو مال کے وارث ہوں گے جیسے عصباء۔ دوسرے وہ متصرف جو وارث ہوں گے جیسے یتیم کا متولی۔ پہلا تو حاضرین کو ترکہ دے گا جس کو فارز قوہم سے مخاطب کیا گیا ہے۔ اور دوسرا لا یرزق کیونکہ جب خود اس کے لئے کچھ نہیں ہے تو دوسرے کو کیا دے گا۔ بلکہ وہ قول معروف کہے گا۔ جس کو قولوا لہم قولاً معروفاً سے خطاب کیا گیا ہے۔ غرضیکہ مخاطبین دو قسم کے لوگ ہیں۔ جن کے لئے الگ الگ حکم ہے۔ علامہ زحرفیؒ فرماتے ہیں کہ مخاطب درہ ہیں جو دونوں امر کو جمع کریں گے۔ اعطاء کو بھی اور اعتذار کو بھی۔

مانسخت الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس آیت کے منسوخ اور محکم ہونے میں اختلاف ہے۔ حسن بھریؒ ان سیرینؒ اور فحیؒ فرماتے ہیں کہ منسوخ نہیں ہے۔ حضرت سعید بن مسیبؒ وغیرہم اس کو منسوخ مانتے ہیں۔ کہ قبل الفرائض یہ حکم تھا۔ میراث کے حکم کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ اور کہتے ہیں کہ یہی جمہور فقہاء اور ائمہ اربعہ کا مسلک ہے۔ بھول شخصے حافظؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ جب تقسیم میراث کے وقت اولوالقربی والیتامی والمساکین جو ترکہ کے وارث نہیں ہیں حاضر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کو بطور بر لور احسان کے تھوڑا تھوڑا دے دیا جائے۔ مجاہد تو فرماتے ہیں کہ یہ حکم بطور وجوب کے لئے ہے۔ لیکن بھول ابن جوزی اکثر علماء کا قول ہے کہ یہ حکم علی طریق الاستحباب ہے۔ اور معتد بھی یہی ہے۔ ورنہ علی طریق الوجوب تو ان کو ترکہ میں شریک ماننا پڑے گا جس سے تنازع پیدا ہوگا۔ لہذا یہ حکم علی طریق ندب ہے۔ اور وقولوا لہم قولاً معروفاً میں داؤ تو زوج اور تقسیم کے لئے ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں فارز قوہم سے مراد یہ ہے کہ کھانا پکا کر ان کو کھلایا جائے۔ اور ایک تیسرا قول امام فخر الدین رازیؒ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ فارز قوہم کا امر اولوالقربی کو ہے جو وارث ہوں۔ اور یتامی اور مساکین سے غیر در ثاء مراد ہیں۔ جن کو قول معروف سے خطاب کیا جائے گا کہ تمہیں حصہ نہیں مل سکتا میں معذور ہوں۔

ترجمہ۔ جو شخص اچانک فوت ہو جائے مستحب ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا جائے اور میت کی منتیں بھی پوری کی جائیں۔

**باب ما يستحب لمن يتوفى فجاءة**

**ان يتصدقوا عنه وقضاء الذنور**

**عن الميت۔**

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ایک آدمی نے

حدیث (۲۵۶۴) حدثنا اسمعيل بن مالک الخ

عن عائشةؓ ان رجلا قال للنبي ﷺ ان امي  
افلتت نفسها واراها لو تكلمت تصدقت  
اذا تصدق عنها قال نعم تصدق عنها .....

حدیث (۲۵۶۵) حدثنا عبد الله بن يوسف النخعي  
عن ابن عباس ان سعد بن عبادۃ استفتی رسول الله  
ﷺ فقال ان امي ماتت وعليها نذر فقال اقضه  
عنها ...

جناب نبی اکرم ﷺ سے آکر کہا کہ میری والدہ اچانک وفات  
پا گئی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو بولنے کا موقع ملتا تو وہ  
ضرور صدقہ کرتی۔ کیا اب میں اس کی طرف سے صدقہ کر سکتا  
ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ تم اس کی طرف سے صدقہ کر سکتے ہو

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ  
حضرت سعد بن عبادۃؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا  
کہ میری والدہ کی وفات ہو گئی اور اس کے ذمہ نذر اور منت لازم  
تھی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اس کی طرف سے پورا کرو۔

تشریح از قاسمی۔ اقضہ منہا یہ حدیث ترجمۃ الباب کے جزء ثانی کے مطابق ہے جیسا کہ پہلی حدیث ترجمہ کے جزء  
اول کے مقابل ہے تو مجموعہ احادیث مجموعہ ترجمہ کے مطابق ہو گیا۔ اب قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ ام سعد کی نذر میں اختلاف ہے۔ بعض  
کہتے ہیں کہ نذر مطلق تھی۔ بعض فرماتے ہیں کہ روزے کی نذر تھی۔ بعض عتق کی فرماتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ صدقہ کی نذر تھی۔  
ہر ایک کا استدلال حضرت ام سعد کے واقعہ سے ہے۔ دارقطنی کی روایت سے نذر مال کی تائید ہوتی ہے جس میں ہے استق عنہا الماء  
جمور علماء کا مسلک یہ ہے کہ جب نذر غیر مالی ہو تو وارث پر اس کا پورا کرنا لازم نہیں ہے۔ اور جب نذر مالی ہو جیسے کفارہ نذریا زکوٰۃ اور اس نے  
ترکہ بھی کچھ نہیں چھوڑا تو وارث پر ایفاء نذر واجب تو نہیں ہے البتہ مستحب ہے۔ اہل الظاہر کے نزدیک اس حدیث کی وجہ سے لازم ہے  
کیونکہ ان کے نزدیک اقضہ کا امر ایجابی ہے۔ اور حضرت سعدؓ نے ممکن ہے اپنی والدہ کے ترکہ سے ادا کیا ہو یا اپنے مال سے تبرع کیا ہو  
بیر حال حدیث میں التزام کی تصریح نہیں ہے۔ بیر حال جن عبادات میں نیات جائز نہیں جیسے صلوٰۃ اور صوم اگر بغیر وصیت کے قضا کرے  
تو انشاء اللہ امید ہے کہ کافی ہو جائے۔ اگر وصیت کے بعد ادا کیا ہے تو پھر کافی ہونے کا حکم دیا جائے گا۔

## باب الاشهاد فی الوقت والصدقة

حدیث (۲۵۶۶) حدثنا ابراہیم بن موسی النخعي  
يقول انبانا ابن عباس ان سعد بن عبادۃ اخا بنی  
ساعده توفيت امه وهو غائب فاتى النبي ﷺ  
فقال يا رسول الله ان امي توفيت وانا غائب

ترجمہ۔ وقف صدقہ اور وصیت میں گواہ بنانا جائز ہے

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ حضرت  
سعد بن عبادۃؓ جو بنو ساعدہ کے بھائی ہیں ان کی والدہ وفات پا گئیں  
جب کہ یہ خود ان سے غائب تھے۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ کی  
خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ کہ میری والدہ کی

وفات ہو گئی۔ جب کہ میں موجود نہیں تھا کیا اگر میں اب اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے فائدہ ہوگا آپؐ نے ہاں فرمایا۔  
تو انہوں نے فرمایا پس میں آپؐ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ یہ میرا بھلا ارباب اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

عنها فهل ينفعها شيء ان تصدقت به عنها قال نعم  
قال فاني اشهدك ان حائطي المخراف صدقة عليها

تشریح از قاسمی۔ جب صدقہ پر گواہ بنا کر حدیث باب سے ثابت ہو گیا تو وقف اور وصیت کو اس پر قیاس کر کے ان کے لئے بھی اشتہاد ثابت ہو جائے گا۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہ یتیموں کو انکے مال اور دروازوں کی کوئی چیز سے نہ بدلو اور ان کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ۔ کیونکہ یہ بڑا گناہ ہے اور اگر تمہیں خطرہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے پھر تم دوسری عورتوں سے نکاح کر لو جو تمہیں اچھی لگیں۔

باب قول الله تعالى واتوا اليتامي  
اموالهم ولا تبدلوا الخبيث بالطيب ولا تاكلوا  
اموالهم الى اموالكم انه كان حوبا كبيرا  
وان خفتم ان لا تقسطوا في اليتيمى فانكحوا  
ما طاب لكم من النساء۔

ترجمہ۔ حضرت عروۃ بن الزبیرؓ اپنی خالہ حضرت عائشہؓ سے پوچھتے تھے کہ ان خفتم الایۃ کہ اگر تمہیں یتیم لڑکیوں کے بارے میں خطرہ ہو کہ تم ان سے انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر اپنی پسندیدہ دوسری عورتوں سے نکاح کرو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یتیم لڑکی اپنے متولی کی پرورش میں ہوتی تھی جو اس کے حسن اور مال میں تور غبت رکھتا تھا لیکن چاہتا وہ یہ تھا کہ اس کے خاندان کی عورتوں کے طریقہ سے کم پر اس سے نکاح کرے۔ تو ان کو ایسی عورتوں سے نکاح کرنے سے روک دیا گیا مگر اس صورت میں کہ ان کے حق مہر کی پوری ادائیگی کریں۔ اور ان سے ماسوا عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا گیا تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اس کے بعد فتویٰ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

حدیث (۲۵۶۷) حدثنا ابو الیمان الخ  
كان عروة بن الزبير يحدث انه سأل عائشة وان  
خفتم ان لا تقسطوا في اليتيمى فانكحوا ما طاب  
لكم من النساء قالت عائشة هي اليتيمة في حجر  
وليها في رغب في جمالها ومالها ويريد ان يتزوجها  
بادنى من سنة نسائها فنهوا عن نكاحهن الا ان  
يقسطوا لهن في اكمال الصداق وامر وانكاح  
من سواهن من النساء قالت عائشة ثم استفتى  
الناس رسول الله ﷺ بعد فانزل الله عز وجل  
ويستفتونك في النساء قل الله يفتيكم فيهن قالت  
فبين الله في هذه ان اليتيمة اذا كانت ذات جمال

ومال رغبوا فی نکاحها ولم یلحقوها بسنتها  
باکمال الصداق فاذا كانت مرغوبة عنها فی قلة  
الملل والجمال ترکوها والتمسوا غیرها من النساء  
قال فکما یتزکونها حین یرغبون عنها فلیس لهم  
ان ینکحوها اذ ارغبوا فیها الا ان یقسطوا لها  
الاولی من الصدیق ویعطوها حقها.....

ترجمہ۔ کہ یہ لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے  
ہیں۔ تو آپ فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں تمہیں فتویٰ  
دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں واضح کر دیا کہ یتیم  
لڑکی جب جمال اور مال والی ہوتی ہے تو تم اسکے نکاح میں رغبت  
کرتے ہو۔ لیکن مہر پورا کرنے میں ان کے خاندان کی عورتوں کا  
طریقہ اختیار نہیں کرتے ہو پس جب قلة جمال اور مال کی وجہ سے  
وہ رغبت کے مقابل نہیں تو تم اس کو چھوڑ دیتے ہو۔ اور اس کے

علاوہ اور دیگر عورتوں کو تلاش کرتے ہو۔ فرماتی تھیں کہ جس طرح بے رغبتی کے وقت ان کو چھوڑ دیتے ہو تو ایسے تمہیں حق نہیں پہنچتا  
کہ تم ان سے اس صورت میں نکاح کرو جب کہ تمہیں ان میں رغبت ہو۔ البتہ اگر ان کے مہر کے پورا ادا کرنے میں انصاف کرو۔ اور ان کا  
پورا حق دو تو پھر تمہیں ان سے نکاح کرنے کی اجازت ہے۔

تشریح از قاسمی۔ لا تتبدلو الخبیث بالطیب الخ کہ ان کے حرام مال کو اپنے حلال مال سے تبدیل نہ کرو۔ یا یہ کہ  
ان کا عمدہ مال اپنے خبیث مال سے نہ بدلو۔ یتیم کے مال کی حفاظت کی جائے اس کو الگ نہ کرو کہ وہ ضائع ہو جائے۔

ترجمہ۔ اللہ عزوجل کے اس قول کی  
تفسیر میں کہ یتیموں کا امتحان لو۔

باب قول اللہ تعالیٰ  
وابتلوا الیتیمی۔

ترجمہ۔ اللہ عزوجل کے اس قول کی تفسیر میں کہ  
یتیموں کا امتحان لو حتی کہ جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچیں اور تمہیں  
ان سے صلاحیت معلوم ہو تو پھر انکا مال واپس کر دو۔ اور نہ تم  
ان کے مال کو فضول خرچیوں میں کھا جاؤ۔ اونہ ہی اس جلدی میں  
کہ کہیں وہ بڑے ہو جائیں۔ اور جو شخص تم میں متبول اور دولتمند  
ہو وہ یتیم کے مال سے بچے اسے نہ کھائے اور جو تم میں سے محتاج  
ہو تو وہ دستور کے مطابق کھا سکتا ہے نصیباً مفروضاً تک پڑھا

حتی اذا بلغوا النکاح فان انستم منهم  
رشدا فادفعوا الیهم اموالهم ولا تاکلوها اسرافا  
وبدارا ان یکبروا ومن کان غنیا فلیستعفف  
ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف الی قوله نصیباً  
مفروضاً حسیباً کافیا ومال للوصی ان یعمل  
فی مال الیتیم وما یناکل منه بعد اعمالته.....

حسباً کے معنی کافی ہونے والے کے ہیں۔ تو وصی اور متولی کو یہ حق نہیں۔ ایک نئے کے مطابق کہ وہ یتیم کے مال میں عمل کرے اور اپنی کوشش اور عمل کے  
مطابق اس سے کھاؤ۔

حدیث (۲۵۶۸) حدثنا هارون بن الع عن ابن

عمر ان عمر تصدق بمال له على عهد رسول الله  
ﷺ وكان يقال له ثمغ وكان نخلًا فقال عمر  
يا رسول الله اني استفدت مالا وهو عندى نفيس  
فاردت ان اتصدق به فقال النبي ﷺ تصدق  
باصله لا يباع ولا يوهب ولا يورث ولكن ينفق  
ثمرة فتصدق به عمر فتصدق به ذلك في سبيل الله  
وفي الركاب والمساكين والضياف وابن السبيل  
ولدى القربى ولا جناح على من وليه ان ياكل منه  
بالمعروف او يوكل صديقه غير متمول به ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت  
عمرؓ نے اپنا کچھ مال جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صدقہ کیا  
وہ ثمغ نام کی جاگیر تھی۔ مدینہ کے پاس جو جہاں کھجوروں کا باغ  
تھا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے رسول اللہ! میں مال سے فائدہ  
حاصل کر سکتا ہوں۔ اور یہ مال میرے نزدیک نہایت عمدہ ہے۔  
میں چاہتا ہوں کہ اسے صدقہ کر دوں تو جناب رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا کہ اس کے اصل یعنی تنے کو بھی صدقہ کر دو جس کو نہ  
توچا جائے گا نہ ہی مہ کیا جاسکے گا۔ اور نہ ہی اس میں وراثت  
چالو ہوگی۔ لیکن اس کا پھل خرچ کیا جاتا رہے گا۔ چنانچہ حضرت  
عمرؓ نے اسے صدقہ کر دیا۔ تو یہ ان کا صدقہ اللہ کے راستہ یعنی  
جہاد میں گردنوں کے آزاد کرانے میں مسکینوں اور مہمانوں اور  
مسافروں اور رشتہ داروں کے لئے خرچ کیا جاتا تھا اور اس کے  
متولی کے لئے گناہ نہیں ہے کہ وہ خود بھی دستور کے مطابق اس سے کھائے۔ اور اپنے دوست کو بھی کھلائے۔ لیکن اس سے مالدار بننے کی  
کوشش نہ کرے۔

حدیث (۲۵۶۹) حدثنا عبد بن اسمعيل بن

عن عائشة ومن كان غنيا فليستعفف ومن كان  
فقيرا فلياكل بالمعروف قالت انزلت في والى  
اليتم ان يصيب من ماله اذا كان محتاجا بقدر  
ماله بالمعروف .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ اس آیت کے بارے میں  
فرماتی ہیں کہ یہ یتیم کے متولی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگر وہ  
ضرورت مند اور محتاج ہے تو وہ یتیم کے مال سے دستور کے  
مطابق بھر اپنی ضرورت کے لئے سکتا ہے۔ ورنہ غنی اس کے  
مال سے کچھ نہ کھائے۔

تشریح از شیخ منگوہیؒ۔ وابتلو الیتامی الخ اس باب میں ان دونوں روایتوں کو ذکر کرنے کی غرض یہ ہے کہ اگر کوئی

مغض کسی کے حق میں یا کسی کے عمل میں مجبوس ہو تو وہ مغض اپنے عمل اور سعی کے مطابق کھا سکتا ہے۔ مگر مال یتیم کا عامل اگر غنی ہے  
تو نہیں لے سکتا۔ کیونکہ اس بارے میں نص کی تصریح موجود ہے۔ البتہ اگر محتاج ہے تو بھر ضرورت یا بھر سعی اجازت ہے۔ عمل یتیم کے  
علاوہ باقی معاملات میں غنی اور فقیر برابر ہیں جو اپنی سعی کے مطابق لے سکتے ہیں۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ امام بخاریؒ نے وصی کو ناظر وقف سے تشبیہ دی ہے۔ اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ وقف کا مگر ان غنی یا فقیر وہ بھر عملہ لے سکتا ہے۔ ناظر یتیم بھی اسی طرح ہے۔ حالانکہ واقف تو موقوف کے منافع کا مالک ہوتا ہے۔ اگر ولدیت کی شرط بیان کی گئی ہے۔ موصی تو اس طرح نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی اولاد اس کے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی تقسیم کی وجہ سے مالک بن جائے گی۔ تو واقف کی طرح نہ ہوا۔ کیونکہ امام بخاریؒ کے بیان کا تقاضا ہے کہ وصی موصی علیہ کے مال میں سے کھا سکتا ہے۔ حالانکہ ایسا صحیح نہیں ہے بلکہ وصی کے لئے اگر کوئی چیز معین کر دی ہے تب اس کو اخذ کا اختیار ہے۔ چنانچہ علماء سلفؒ کا اس میں اختلاف رہا ہے۔ کہ جب کسی نے کسی کے لئے وصیت کی اور وصی کے لئے کوئی چیز معین نہیں کی تو بعض کے نزدیک اس کو اخذ کا اختیار ہے۔ اور بعض کے نزدیک نہیں ہے۔ علامہ کرمانیؒ نے فرمایا کہ حدیث کو باب سے مطابقت بایں طور ہے کہ وصی مال یتیم سے بھر عمل لے سکتا ہے۔ بدلیل قول عمرؓ لا جناح علی من ولیہ ان یاکل بالمعروف اور اکل معروف کی کیفیت علامہ عینیؒ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ بھر ضرورت بغیر اسراف کے اطراف اصالح سے کھا سکتا ہے۔ اس کے پڑے نہیں ماسکتا۔ حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں لا یلبس احلل یعنی قیمتی کپڑے نہیں ماسکتا ستر عورت کی اجازت ہے۔ اس طرح بھوک روکنے کی رخصت ہے۔ اس سے زیادہ اسراف ہے۔ اور بعض نے کہا کھجور کا پھل اور جانور کا دودھ پی سکتا ہے جس کی قضا واجب نہیں۔ البتہ ذہب وفضہ یعنی سونا چاندی لیا ہے تو اس کا واپس کرنا لازم ہوگا۔ حسن بھریؒ اور ان کے موافقین کا یہی قول ہے۔ اور ان کی دلیل حضرت عمرؓ کا یہ قول ہے۔ نزلت نفسی ومن مال اللہ بمنزلۃ مال الیتیم ان استغنیست استغففت وان انتقرت اکلت بالمعروف واذا یسرت قضیبت یعنی اللہ کے مال میں میں نے اپنے آپ کو مال یتیم کے منزلہ رکھا ہے۔ اگر غنی ہوں گا تو چننا ہوں گا۔ محتاج ہوں گا تو دستور کے مطابق کھاؤں گا۔ اور جب مجھے توغمری آجائے گی تو اسے قضا اور واپس کر دوں گا۔ فقہاء کرام کا ارشاد ہے کہ اجرت مثل اور قدر حاجت میں سے جو کم ہو اس کے لینے کا جواز ہے۔ توغمری ہو جانے کے بعد واپس کرنے میں اختلاف ہے۔ میں نے یہ مسئلہ اجزائے السالک میں بڑی سلا کے ساتھ بیان کیا ہے۔

**فلینظر من شالغنی والفقیر** یعنی غیر مال یتیم میں غنی اور فقیر برابر ہیں۔

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں۔ اور عنقریب سلاکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

**باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یاکلون اموال الیتیمی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا ویصلون سعیرا۔۔**

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے

حدیث (۲۵۷۰) حدثنا عبد العزیز بن ابی ہریرہؓ عن النبی ﷺ قال اجتنبوا السبع الموبقات

احتراز کرو۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا وہ سات کیا ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ایک تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا ہے۔ دوسرا جادو کرنا ہے تیسرا ہر اس جی کا قتل کرنا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر اس کے حق کے ساتھ جائز ہے۔ چوتھا سود کھانا۔

قالوا يا رسول الله وما هن قال الشرك بالله والسحر وقتل النفس التي حرم الله الا بالحق واكل الربوا واكل مال اليتيم والتولي يوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات ....

پانچواں یتیم کا مال ناحق کھانا۔ چھٹا منہ بھیڑ کے دن (لڑائی کے دن) پیٹھ پھیرنا۔ ساتویں پاکدامن مؤمن اور بھولی بھالی عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ سحر کے بارے میں ہمارے علماء کا مسلک یہ ہے کہ اس کا فعل فسق ہے۔ ایسے منا من سحر اوسحر لہ اور اس کا سیکھنا حرام ہے۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں الساحر کافر وان السحر کفر وان تعلم کفر والساحر یقتل (جادوگر کافر ہے۔ جادو کرنا کفر ہے۔ اس کا سیکھنا کفر ہے۔ اور جادوگر کو قتل کر دیا جائے) اور اس کی تلافی بھی نہیں ہو سکتی۔ خواہ سحر مسلمان سے کرے یا ذمی سے کرے۔ تولی بمعنی فرار کے لئے پیٹھ پھیرنا۔ زحف دشمن کی طرف لشکر کا روانہ ہونا۔ محصنات بمعنی غنیفہ پاکدامن مؤمنات سے کافرات خارج ہو گئیں۔ غافلات زنا سے بری بھولی بھالی۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے قول کی تفسیر کے بارے میں آپؐ سے یتامی کے بارے میں سوال کرتی ہیں

## باب قول الله عز وجل ويستلونك عن اليتيمی

ترجمہ۔ آپؐ فرمادیجئے ان کی بھلائی ملحوظ رکھنا بہتر ہے اگر تم ان کو اپنے ساتھ ملا کر رکھو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے اور بھلائی کرنے والے کو جانتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ لا عننکم کے معنی ہیں میں تمہیں حرج اور تکلیف میں ڈال دیتا اور تنگی کر دیتا۔ وعنن جھک گئے۔ حضرت نافعؓ فرماتے ہیں حضرت ابن عمرؓ کی وصیت کو اس پر رد نہیں کرتے تھے۔ یعنی وصیت پر عمل ہوتا تھا۔ اور ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ یتیم کے مال کے بارے میں سب سے

قل اصلاح لهم خير وان تخالطوهم فاحذروكم في الدين الخ والله يلعم المفسد من المصلح ولو شاء الله لا عننكم ان الله عزيز حكيم لا حرجكم وضيق وعنن خضعت وقال سليمان الخ عن نافع قال مارد ابن عمرؓ على احد وصية وكان ابن سيرين احب الاشياء اليه في مال اليتيم ان يجتمع اليه نصحاؤه واولياءه فينظروا الذي هو خير له وكان طاؤس اذا سئل عن شيء من

پسندیدہ بات میرے نزدیک یہ ہے کہ سب اس کے خیر خواہ اور ورثاء جمع ہو کر اس کی اس چیز پر غور کریں جو اس کے لئے بہتر ہو۔ اور حضرت طاؤسؓ سے جب یتامی کے معاملات کے

امر الیتیمی قرأ واللہ یعلم المفسد من المصلح  
وقال عطاء فی یتامی الصغیر والكبیر ینفق الولی  
علی كل انسان بقدرہ من حصتہ .....

بارے میں پوچھا جاتا تو وہ یہ آیت پڑھ دیتے۔ اللہ تعالیٰ فساد اور بھلائی کرنے والے کو خوب جانتے ہیں۔ حضرت عطاء یتامی چھوٹے بڑے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ متولی ان میں سے ہر ایک پر اس کے حصہ کے مطابق خرچ کرے۔

ترجمہ۔ سفر اور حضر میں یتیم سے خدمت لینا  
جب کہ اس میں صلاحیت ہو اور والدہ اور اس کے  
خاوند کا یتیم کے لئے لحاظ رکھنا۔

باب استخدام الیتیم فی السفر  
والحضر اذا كان صلاحاً له ونظر الام  
وزوجها للیتیم۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپؐ کا کوئی خدمت گزار نہیں تھا۔ حضرت ابو طلحہؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے فرمایا اے اللہ کے رسول! پیچک حضرت انسؓ ایک زیرک لڑکا ہے۔ پس یہ آپؐ کی خدمت کرتا رہے گا۔ چنانچہ میں نے آپؐ کی خدمت کی۔ سفر میں بھی اور حضر میں بھی۔ اس طرح کہ جب میں نے کوئی کام کر لیا تو آپؐ نے اپنے خلق حسن کی وجہ سے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ اس طرح اسے

حدیث (۲۵۷۱) حدثنا یعقوب بن ابراہیم الخ  
عن انسؓ قال قدم رسول اللہ ﷺ المدینۃ لیس له  
خادم فاخذ ابو طلحہ بیدی فانطلق بی الی  
رسول اللہ ﷺ فقال یا رسول اللہ ان انساً غلام  
کیس فلیخدمک قال فخدمته فی السفر والحضر  
ما قال لی لشی صنعته لم تصنع هذا کذا ولا  
لشی لم اصنعه لم تصنع هذا کذا .....

کیوں کیا۔ اور جو کام نہیں کیا اس کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ اس کو اس طرح کیوں نہیں کیا۔

تشریح از قاسمی۔ رعنت بمعنی خضعت اس کا تعلق لا عننتکم سے نہیں ہے۔ کہ یہ عنو کی فعل ماضی ہے۔ بعنت

بمعنی مشقت سے نہیں ہے۔ لیکن مصنفؒ نے استطراداً اسے ذکر فرمایا ہے۔

وقال لنا سلیمان امام بخاریؒ کی عادت ہے ایسے صیغے موقوفات اور مناجات میں استعمال کرتے ہیں۔ سلیمان امام بخاریؒ کے

شیوخ میں سے ہیں بذکرہ اور جازت کے لئے نہیں لاتے۔



مارد ابن عمرؓ یعنی موسیٰ الیہ کے لئے وصیہ قبول کر لیتے تھے۔ انا کمال الیتیم کفالتین یعنی میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا ہاتھ کی ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے۔ اس حدیث سے کفالت یتیم پر ثواب کی امید بھی رکھتے تھے۔

**تشریح از شیخ منگوہیؒ**۔ نظر الدم حضرت ابو طلحہؓ حضرت ام سلیمؓ کے خاوند تھے۔ اور ام سلیمؓ حضرت انسؓ کی والدہ تھیں حدیث انسؓ سے دونوں کی نظر شفقت ثابت ہوئی کہ اس میں حضرت انسؓ کا فائدہ تھا کہ ان کے سوتیلے باپ اور اس کی ماں نے حضرت انسؓ کے فائدے کے لئے آنحضرت ﷺ سے خدمت لینے کی درخواست کی جو قبول ہوئی۔ اور دس سال آپؐ کی خدمت کرتے رہے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ لما فیہ من نفعہ سے دفعہ توہم کیا کہ استخدام میں تو یتیم کی ذلت ہے تو فرمایا کہ نہیں اسی میں حضرت انسؓ کا نفع تھا۔ حضرت ابو طلحہؓ نے حضرت ام سلیمؓ کی رضامندی سے حاضر کیا یا حضرت ام سلیمؓ خود لے آئیں اور غزوہ خیبر کے لئے حضرت ابو طلحہؓ لے آئے جیسا کہ کتاب الجہاد میں اس کی تصریح آ رہی ہے اور حضرت انسؓ کو خدمت نبویؐ میں رہ کر وہ آداب معلوم ہوئے جو حقیقی باپ سے بھی متوقع نہیں۔ اس لئے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ماں اور دوسرے کفیل حضرات کو یہ اختیار حاصل ہے کہ یتیم کے مصالح کی بنا پر تصرف کر سکتے ہیں۔ پھر وہ مصلحت سفر و حضر کیلئے بڑا ہے۔ امام محمدؒ کا ایک تلمیذ سفر میں وفات پا گیا تو امام محمدؒ نے بغیر اذن قاضی کے اس کا مال بیچ کر اس کے کفن و دفن کا انتظام کیا اور معترض کو جواب دیا کہ واللہ یعلم المفسد من المصلح۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص زمین وقف کرے اور اس کے حدود بیان نہ کرے تو بھی وقف جائز ہے۔ اور اسی طرح صدقہ کا بھی یہی حکم ہے۔

## باب اذا وقف ار ضا ولم یبین الحدود فهو جائز و كذلك الصدقة

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ ہجیرہ منورہ میں تمام انصار میں کھجوروں کے باغ کے اعتبار سے سب سے زیادہ مال والے تھے اور مسجد نبوی ﷺ کے سامنے انکا سب سے پسندیدہ مال ہر حاء تھا جس میں جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تھے اور اسکے بہترین پانی کو پیتے تھے حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت کریمہ اتری کہ تم لوگ اس وقت تک نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی محبوب ترین چیز کو خرچ نہ کرو تو حضرت ابو طلحہؓ اٹھ کر کہنے لگے یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا

حدیث (۲۵۷۲) حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ انہ سمع انس بن مالک یقول ابو طلحۃ اکثر انصار ی بالمدينۃ مالا من نخل وکان احب مالہ الیہ ہر حاء مستقبلۃ المسجد وکان النبی ﷺ یدخلہا ویشرب من ماء فیہا طیب قال انس فلما نزلت لن تناولوا البر حتی تنفقوا مما تحبون قام ابو طلحۃ فقال یا رسول اللہ ان اللہ یقول لن تناولوا البر

حتى تنفقوا مما تحبون وان احب اموالى الى  
بیرحاء وانها صدقة لله ارجو برها وذخرها عند الله  
فضعها حيث اراك الله فقال بئح ذلك مال رابح  
او رائج شك بن مسلة وقد سمعت ما قلت وانی  
ارى ان تجعلها فی الاقربین قال ابو طلحة افعل  
ذلك یا رسول الله فقسمها ابو طلحة فی اقاربه  
وفی بنی عمه وقال اسمعيل النخ عن مالك رائج  
میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے اسے اپنے قریبی رشتہ دار اور اپنے چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ اسماعیل نے حضرت مالک  
سے اسے بلا شک و تردد کے رائج نقل کیا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک  
آدمی نے جناب رسول اللہ ﷺ سے آکر کہا کہ میری والدہ کی  
وفات ہو چکی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا  
اس کو فائدہ پہنچے گا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! فائدہ پہنچے گا تو اس نے  
کہا کہ میرا ایک پھلدار باغ ہے میں آپؐ کو گواہ بناتا ہوں کہ  
میں نے اس کو اس کی طرف سے صدقہ کر دیا۔

حدیث (۲۵۷۳) حدثنا محمد بن عبد الرحمن بن عبد الوہاب  
عن ابن عباسؓ ان رجلا قال لرسول اللہ ﷺ ان امہ  
توفیت اینفعنا ان تصدقت عنها قال نعم قال فان  
لی مخرافا واشهدک انی قد تصدقت عنها .....

تشریح از شیخ گنگوہی - لم یبین الحدود امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حدود کا ذکر تو موقوف کی تعیین اور تمیز  
عن الغیر کے لئے ہوتا ہے۔ اور تمیز بغیر ذکر حدود کے ہو جائے جیسے روایت میں ہر حاء کا باغ ممتاز اور حدود سے گھرا ہوا تھا تو حدود کو  
ذکر نہیں کیا گیا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ موقوف اور متصدق یہ جب دوسرے سے ممتاز ہوں کہ التماس کا خطر نہ ہو تو حدود ذکر کرنے کی  
ضرورت نہیں ہے۔ اس پر سب علماء کا اتفاق ہے اور ممکن ہے کہ امام بخاریؒ کی غرض یہ ہو کہ وقف اس صیغہ سے صحیح ہو جائے گا جس میں  
تحدید نہ ہو۔ تحدید وہاں معتبر ہے جہاں غیر کے حق کو بیان کر کے اس پر گواہ بنانا ہو۔ علامہ کرمانیؒ نے ایک اشکال نقل کیا ہے کہ ہر حاء تو  
ایک باغ مشہور تھا جس کی حد بندی ہو چکی تھی اس لئے حدود بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن مخراف تو اسم جنس ہے۔ اس کی تحدید

ضروری تھی تو اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اسکی تعیین متصدق کی طرف نسبت کرنے سے ہوگی جب کہ اس کے علاوہ اسکے پاس کچھ نہیں تھا۔

## باب اذا وقف جماعة ارضا

### مشاعا فهو جائز

ترجمہ۔ جب ایک جماعت نے ایک مشترک

زمین وقف کر دی تو یہ بھی جائز ہے۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ تو آپؐ نے اپنے نامہال بنو نجار سے فرمایا کہ اپنا یہ باغ مجھے قیمت پر دے دو۔ انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! ہم تو اس کی قیمت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے طلب نہیں کریں گے۔

حدیث (۲۵۷۴) حدثنا مسدد عن انسؓ قال امر النبي ﷺ ببناء المسجد فقال يا بنی النجار ثامنونی بحائطکم هذا قالوا لا والله لا نطلب ثمنه الا الى الله .....

تشریح از قاسمی۔ اذا وقف جماعة سے امام بخاریؒ ان لوگوں پر رد کرنا چاہتے ہیں جو مشترک مال کے وقف کو جائز نہیں کہتے۔ خواہ وقف کرنے والا ایک ہو یا جماعت ہو۔ پہلے باب سے وقف مشاع من واحد کو ثابت کیا تھا۔ اس باب سے وقف مشاع من جماعت کو ثابت فرما رہے ہیں۔ اس لئے جماعت کی قید یہاں احترازی نہیں ہوگی۔

لا نطلب ثمنه الخ ای لا نطلب ثمنه من احد ولكن هو مصروف الى الله اس صورت میں استثناء منقطع ہوگا۔ یا تقدیر عبارت یوں ہو لا نطلب ثمنها الا منصور و فالی الله تو پھر استثناء متصل ہوگا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کو ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوگی کہ تصدقوا بحائطکم هذا لله اور آپؐ نے اس کو قبول فرمایا۔ تو یہ وقف مشاع من جماعت ہوا اگر اشکال ہو کہ واقعی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے زمین کی قیمت مالکوں کو سپرد کر کے صدقہ کیا تھا جس کی مقدار دس دینار بتائی جاتی ہے۔ تو یہ تصدق ابو بکرؓ ہوا وقف مشاع ثابت نہ ہوا۔ تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو پھر یہ سب جناب نبی اکرم ﷺ کی تقریر سے ثابت ہوگا۔ کہ آپؐ نے ان کے قول پر رد نہیں فرمایا۔ اگر وقف مشاع ہو تا تو جائز نہ ہوتا۔ اور جناب ان پر انکار فرماتے۔

## باب الوقف كيف يكتب

ترجمہ۔ وقف کو کیسے لکھا جائے

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ حضرت عمرؓ کو خیبر میں کچھ زمین ملی تو وہ جناب رسول اللہ ﷺ

حدیث (۲۵۷۵) حدثنا مسدد عن ابن عمرؓ قال اصاب عمرؓ بخيبر ارضافاتي النبي ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ اس سے عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا۔ اس کے بارے میں آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اس کے اصل کو روک رکھو۔ اور اس کی پیداوار کا صدقہ کر دو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے صدقہ کرتے ہوئے لکھا کہ اس کے اصل کو نہ تو بچا جائے نہ اس کو ہبہ کیا جائے۔ اور نہ ہی اس میں وراثت چالو ہو۔ یہ فقراء میں۔ قرابت داروں میں۔ گردنیں آزاد کرانے میں۔ جہاد فی سبیل اللہ میں۔ مہمانوں میں اور مسافروں میں

فَقَالَ أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أَصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفُسُ مِنْهُ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي بِهِ قَالَ إِنَّ شَيْئًا حَبَسَتْ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقَتْ بِهَا فَتَصَدَّقْ عَمْرٌ إِنَّهُ لَا يَبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرَّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيلِ لَا جَنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا إِنْ يَأْكُلُ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُعْطِمُ صَدِيقًا غَيْرَ مَتَمَوْلٍ فِيهِ .....

صدقہ ہو گا جو شخص انکا متول ہو وہ اس سے کھا سکتا ہے۔ دستور کے مطابق اور دوست کو بھی کھلا سکتا ہے۔ لیکن دولت مند بننے کی اجازت نہیں ہوگی۔

**تشریح از قاسمی** - انفس بمعنی اجود۔ حبست بمعنی وقفت۔ تصدقت بها ای بنفع تھاغیر متمول ای لا یلتخذ منها ملکا یعنی اس کے کسی حصہ کا مالک نہیں ہوگا۔

**ان شئت حبست** ترجمہ ثابت ہوا۔ ان سب الفاظ سے یہ ماخوذ ہوا کہ یہ وقف ان شرائط سے مشروط تھا جس کو کتاب الوقف میں لکھا گیا۔ حضرت عمرؓ کے کاتب معیقیبؓ نے اسے لکھا تھا اور یہ بات ان کے زمانہ خلافت کی ہے۔ کیونکہ معیقیبؓ ان کے دور خلافت کا کاتب تھا۔ وقف تو آنحضرت ﷺ کے عہد میں ہوا اس کی کتابت خلافت فاروقی میں ہوئی۔ القربی محل ترجمہ ہے۔ کہ اس میں غنی اور فقیر کی قید نہیں ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عام ہے۔ یا بعض غنی ہوں یا بعض فقیر ہوں۔ تب بھی صحیح ہے۔

ترجمہ۔ فقیر و دولت مند اور مہمانوں کے لئے

وقف کرنے کے بارے میں۔

**باب الوقف للغنی**

**والفقیر والضعیف**

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو خیر میں کچھ زمین ملی جس کی انہوں نے اگر چنانچہ نبی اکرم ﷺ کو خبر دی جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اس کا صدقہ کر دو۔ چنانچہ انہوں نے اس کو فقراء مساکین قرابت داروں اور مہمانوں میں صدقہ کر دیا۔

حدیث (۲۵۷۶) حدثنا ابو عاصم الخ عن ابن عمرؓ ان عمرؓ وجد مالا بخیز فأتی النبی ﷺ فاخبره قال ان شئت تصدقت بها فی الفقراء والمساکین وذی القربی والضعیف ....

تشریح از شیخ گنگوہی۔ اس باب سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ اگر اغنیاء کو فقراء کے تابع کر کے ان پر وقف کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تو جب کسی نے وقف کو مطلق رکھا فقراء کے ساتھ مقید نہیں کیا تو اغنیاء کو بھی اس کے کھانے کا حق ہے۔ اگر فقراء کی تخصیص کر دی جائے تو پھر اغنیاء کو وقف شدہ مال کے استعمال کا حق نہیں ہے۔ اور فقط اغنیاء پر وقف کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ ابن عابدین نے نقل کیا ہے کہ محض اغنیاء پر وقف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی عبادت نہیں ہے البتہ اگر آخر میں فقراء کے لئے وقف کرے تو فی الجملہ یہ قرمت ہو جائے گی۔ چنانچہ حافظؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ حدیث عمرؓ سے ثابت ہوا کہ اغنیاء پر وقف کرنا جائز ہے۔ کیونکہ ذو القربی اور الضیف حاجہ کی کوئی قید نہیں ہے اور یہی شوافعؒ کے نزدیک اصح ہے۔

## باب وقف الارض المسجد ترجمہ۔ مسجد کے لئے زمین وقف کرنا

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنو نجار سے فرمایا کہ اپنے اس باغ کی مجھ سے قیمت لے لو انہوں نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! ہم تو اس کی قیمت کو اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کریں گے۔

حدیث (۲۵۷۷) حدثنا اسحق بن عمار قال قال انس بن مالك لما قدم رسول الله ﷺ المدينة امر بالمسجد وقال لبني النجار ثامنوني بحائطكم هذا قالوا لا والله لا نطلب ثمنه الا الى الله ....

## باب وقف الدواب والكراع والعروض والصامت۔

ترجمہ۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ایک ہزار دینار اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیئے پھر وہ اپنے تاجر غلام کو دے دیئے تاکہ وہ ان میں تجارت کرے اور اس کے منافع مساکین کے لئے صدقہ کر دے تو پھر اس کو خود حق نہیں پہنچتا کہ خود اس میں سے کھائے۔

قال الزهري في من جعل الف دينار في سبيل الله ودفعها الى غلام له تاجر تجربها وجعل ربحه صدقة للمساكين والاقربين هل للرجل ان ياكل من ربح ذلك الالف شيئا وان لم يكن جعل ربحها صدقة في المساكين قال ليس له ان ياكل منها .....

حدیث (۲۵۷۸) حدثنا مسدد بن عمار عن ابن عمر  
ان عمر حمل علی فرس له فی سبیل اللہ اعطاها  
رسول اللہ ﷺ لیحمل علیها رجلا فاخبر عمر  
انه قد وقفها بیعها فسال رسول اللہ ﷺ ان یتاعها  
فقال لا تبتمها ولا ترجعن فی صدقتك .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے  
اپنا ایک گھوڑا جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جناب رسول اللہ  
کو دیا کہ آپ کسی مجاہد کو اس پر سوار کریں تو آپؐ نے کسی مجاہد کو  
سواری کے لئے دے دیا۔ حضرت عمرؓ کو خبر ملی کہ اس شخص نے  
وقف کرنے کے لئے اس کو بیچنا چاہتا ہے۔ تو انہوں نے جناب

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا یہ خود اس گھوڑے کو خرید سکتے ہیں آپؐ نے فرمایا اس کو مت خرید واپنے صدقہ میں کبھی رجوع نہ کرو۔

تشریح از قاسمی۔ اس ترجمہ کا مقصد مقولات کا وقف ثابت کرنا ہے۔ کراخ سے گھوڑے مراد ہیں تو یہ عطف خاص  
علی العام ہوگا۔ عروض سے مراد نقدین کے علاوہ مال و متاع مراد ہے اور حسانت سے مراد نقدین ہیں۔ یعنی سونا چاندی۔ امام زہریؒ کے  
قول سے ان کے جواز کو ثابت کرنا ہے۔ اسامیلی نے اثر زہری پر اعتراض کیا ہے کہ یہ تو مانعہ کے خلاف ہے کیونکہ حضرت عمرؓ کی حدیث  
سے تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ اصل کو روکے اور منافع کو مساکین میں خرچ کرے۔ حسانت میں یہ صورت ممکن نہیں ان کو تو اپنے پاس سے نکالنا  
پڑتا ہے تب فائدہ ہو سکتا ہے۔ تو اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا کہ اس سے ایسے کپڑے خریدے جائیں کہ جن کو عورتیں عند الحاجة  
استعمال کر کے واپس کر دیں۔ یہ ایک صورت انشاع کی ہے۔

### باب نفقة القيم للوقف

ترجمہ۔ وقت کے ناظم کا خرچہ کہاں سے ادا کیا جائے

حدیث (۲۵۷۹) حدثنا عبد اللہ بن  
یوسف النعنع عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال  
لا یقسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقة نسائی  
ومؤنة عاملی فهو صدقة .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے ورثاء و دینار کو تقسیم  
نہ کریں۔ جو کچھ میری بیویوں کے خرچہ اور میرے عاملین کی  
متنواہ کے بعد رہ جائے وہ سب صدقہ ہے۔

حدیث (۲۵۸۰) حدثنا قتیبۃ بن سعید عن ابن عمر  
ان عمر اشترط فی وقفہ ان یا کل من ولیہ ویوکل  
صدیقہ غیر متمول مالا .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب  
عمر بن الخطابؓ نے اپنے وقف میں شرط لگائی تھی کہ جو اس کا  
متولی بنے گا وہ خود بھی اس میں سے کھا سکتا ہے اور اپنے دوست  
کو بھی کھا سکتا ہے البتہ وہ مال سے دولت مند نہ بنے۔

تشریح از شیخ منگوبہی۔ بعد نفقۃ نسائی یہ محل ترجمہ ہے اگر قییم سے مراد متولی ہے اور وہ خود جناب نبی اکرم ﷺ

تھے۔ اگر قییم سے مراد محافظ اور نگہداشت کرنے والا مراد ہے تو مؤنۃ عاملی محل ترجمہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ امام حارثیؒ کی غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ وقف پر کام کرنے والے لوگ خواہ وہ اجیر ہو یا مگران ہو

یا وکیل ہو سب شامل ہوں گے۔ ان کی اجرت شرعاً جائز ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ مؤنۃ عاملی میں ترجمہ ہے۔ اور عامل سے مراد قییم اور منتظم ہے اور ان عاملین سے مراد آنحضرت ﷺ کی اراضی فیہ کے عامل ہیں۔ اراضی بنو نضیر۔ فدک اور خیبر کے حصہ کا انتظام جن کے سپرد تھا۔ اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد آپ کے بعد آنے والا خلیفہ ہے۔ اور بعض نے قبر کھودنے والا بھی مراد لیا ہے۔ اس طرح قییم میں پانچ اقوال ہو گئے۔ خلیفہ۔ کارکن۔ مگران۔ خادم اور قبر کھودنے والا۔ امام حارثیؒ نے آخر وصایا میں جو باب باندھا ہے نفقۃ قییم الوقف اس سے اشارہ ہے کہ ان کے نزدیک قییم کے معنی مگران کے رائج ہیں۔ لیکن بظاہر نفقۃ نساء و مؤنۃ عامل میں تقاریر معلوم ہوتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لغت میں مؤنۃ قیام بالكفایۃ کو اور انفاق بذل القوت کو کہتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ نفقۃ کا مؤنۃ سے کم درجہ ہے۔ تخصیص نساء کا راز یہ ہے کہ جب انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا۔ تو ان کے لئے قوت لا یموت ضروری تھی۔ اس لئے نفقۃ پر اقتصار کیا گیا۔ اور عامل چونکہ اجیر کی صورت میں ہوتا ہے اسے مایکفیہ کی ضرورت تھی۔ تو مؤنۃ عامل کا لفظ اختیار کیا گیا۔

تشریح از قاسمی۔ لا نقتسم وراثتی باسکان المیم نمی ہے۔ اور بضم المیم نفی ہے معنی یہ ہوں گے کہ آپ نے

کوئی مال نہیں چھوڑا جو وراثت میں تقسیم ہو سکے۔ اور نفی کی صورت میں احتمال ترکہ کی صورت میں تقسیم سے منع فرمادیا۔ اور اسی بنا پر ان کو وراثۃ بالقوة کہا گیا۔ اور اس پر دلیل شرعی حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے لا نورث ماترکننا فہو صدقۃ ہم کسی کو وراثت نہیں بنائیں گے جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ بعد نفقۃ نسائی کہ اس سے مراد ازواج مطہرات عدت گزارنے والی مراد ہیں۔ کیونکہ وہ آپ کی وفات کے بعد کسی سے نکاح نہیں کر سکتیں۔ اس لئے ان کے لئے نفقہ جاری کیا گیا۔ اور حجرات ان کی رہائش کے لئے چھوڑ دیئے گئے۔ اور عاملی سے وہ کارندے مراد ہیں جو ارض بنو نضیر۔ فدک۔ سم خیبر اور مغلیہ پر متعین تھے۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص زمین یا کنواں وقف کرے یا اپنے لئے مسلمانوں کے ڈول کی طرح ڈول کے حق کی شرط لگائے

**باب اذا وقف ارضا و بئر او اشتروط**

**لنفسه مثل دلاء المسلمين**

ترجمہ۔ اور حضرت انسؓ نے ایک مکان وقف کیا تھا جب وہاں آتے تھے تو اس میں قیام کرتے تھے۔ حضرت زبیرؓ نے

واوقف انس دارا فکان اذا قدمها نزلھا و تصدق الزبیر بدورہ و قال للمردودۃ من بناہ

ان تسكن غير مضره ولا مضر بها فان استغنت بزواج  
فليس لها حق وجعل ابن عمر نصيبه من دار عمر  
سكنى لدوى الحاجة من آل عبدالله وقال عبدان  
اخبرنى ابى عن ابى عبدالرحمن ان عثمان حيث  
حوصر اشرف عليهم وقال انشدكم ولا انشد الا  
اصحاب النبى ﷺ الستم تعلمون ان رسول الله  
ﷺ قال من حفر رومة فله الجنة فحفرتها  
الستم تعلمون انه قال من جهز جيش العسرة فله  
الجنة فجهزتهم قال فصدقوه بما قال وقال عمر  
فى وقفه لاجنح على من وليه ان ياكل وقد يليه  
الواقف وغيره فهو واسع لكل ...

اپنے مکانات صدقہ کر دیئے تھے۔ اور اپنی ان مطلقہ بیویوں سے  
فرمادیا تھا جو ان پر واپس لوٹائی گئی تھیں کہ تم ان میں سکونت  
اختیار کر سکتی ہو۔ نہ تو تم خود ان کو کوئی نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی  
ان کی وجہ سے ان کو نقصان پہنچے۔ پس ان میں سے جس کو بھی  
خاوند کی مدد حاصل ہو جائے یا شادی شدہ ہو جائے تو اس کو ان میں  
رہائش کا حق نہیں ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو جو حصہ  
حضرت عمرؓ کے مکان سے ملا تھا وہ انہوں نے ضرورت مندوں  
کی رہائش کے لئے وقف کر دیا تھا۔ بخر طیکہ وہ ضرورت مند اور  
حضرت عبداللہ کے خاندان میں سے ہوں۔ اور عبدان اپنی سند  
سے ابو عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کا جب  
محاصرہ اور گھیراؤ کیا گیا تو انہوں نے گھیراؤ کرنے والوں پر  
جھانک کر فرمایا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اور یہ قسم  
میں صرف اصحاب نبی اکرم ﷺ کو دیتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے

کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہیر رومہ کھود کر چالو کر دیا اس کے لئے جنت ہے۔ میں نے اس کو کھود کر وقف کر دیا۔ اور کیا تم  
نہیں جانتے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص غزوہ تبوک کے جنگی والے لشکر کو سامان مہیا کرے گا اس کے لئے جنت ہے میں نے ان کو  
سامان مہیا کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ جو کچھ حضرت عثمانؓ نے فرمایا ان سب لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ اور حضرت عمرؓ نے اپنے وقف کے  
بارے میں فرمایا تھا کہ جو اس کا متولی ہے اس کے کھانے پر کوئی گناہ نہیں۔ کبھی متولی خود واقف ہوتا ہے اور کبھی دوسرا ہوتا ہے۔ تو ہر ایک  
کے لئے اجرت لینا جائز ہے۔

تشریح از شیخ بنگلویؒ۔ من حفروا میں مجازی مراد ہیں۔ کہ جو اسے خرید کرے یا ملک کر دے۔ در حقیقت ہیر رومہ  
میں ہو چکا تھا تو اس کو کھود کر چالو کر کے وقف کر دیا تو حقیقی معنی پر محمول ہو گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ صیقلی فرماتے ہیں کہ حفروا نسبت حضرت عثمانؓ کی طرف وہم راوی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ  
انہوں نے ہیر رومہ کو پینتیس ہزار درہم میں خرید کر کے وقف کر دیا تھا۔ اور مقصود امام حزاریؒ کا اس ترجمہ سے یہ ہے کہ واقف اگر موقوف کی  
منفعہ اپنے لئے شرط کرے تو جائز ہے اور ان بطلان نے فرمایا کہ علماء کا کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی موقوف کی منفعہ کو اپنے لئے شرط کرے



تو سب علماء جائز ہے لیکن یہ عدم خلاف صحیح نہیں۔ مسئلہ اختلافی ہے۔ میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ یہاں دو مسئلے بیان کرنے ہیں ایک تو یہ کہ واقف اپنے وقف کا فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ واقف اپنے لئے کوئی شرط لگائے تو یہ بھی جائز ہے۔ اس ترجمہ سے مقصود اسی جواز کا ثبات کرنا ہے۔ لیکن امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ اس ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ واقف اگر اپنے لئے وقف کی منفعت کی شرط کرے تو یہ جائز ہے۔ مردودہ سے مطلقہ مراد ہے۔ غیر مضرة بصیغہ اسم فاعل۔ ولا مضربها بصیغہ اسم مفعول۔ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ لڑکی جب باکرہ ہو اور اسے قبل الدخول طلاق ہو جائے تو اس کا خرچہ باپ کے ذمہ ہوتا ہے۔ اور سکونت بھی اس کے ذمہ ہے۔ پس جب اس نے اپنے وقف میں ٹھکانا دے دیا۔ تو گویا کہ اس نے اپنی ذات پر سے کلفت اٹھانے کی شرط لگا دی۔

من حفر بئر رومة روایات مشہورہ میں یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اسے خرید کیا تھا اور مطابقت ترجمہ سے اس طرح ہوئی کہ دلوٰی فیہا کدلاء المسلمین یعنی اس کنواں میں میرا ڈول بھی اسی طرح ہو گا۔ جس طرح دوسرے مسلمانوں کے ڈول ہوں گے یہ اپنے وقف میں شرط ہو گی۔

**باب اذا قال الواقف لا نطلب ثمنه الا الى الله فهو جائز۔**  
ترجمہ۔ جب وقف کرنے والا یہ کہے کہ ہم اس کی قیمت اللہ تعالیٰ سے طلب کریں گے تو یہ جائز ہے

حدیث (۲۵۸۱) حدثنا مسدد الخ عن انسؓ قال قال النبی ﷺ يا بني النجا رثا منولي بحائطكم قالوا لا نطلب ثمنه الا الى الله .....  
ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بنو نجار! اپنا باغ مجھے قیمت پر دے دو تو انہوں نے کہا ہم اس کی قیمت اللہ تعالیٰ سے ہی طلب کریں گے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ اس ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ وقف کسی خصوصی لفظ کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ کہ وقف کا لفظ بولا جائے۔ بلکہ جس طرح بھی یہ مقصود حاصل ہو جائے وہ کافی ہے۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ مسئلہ اختلافی ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ لا نطلب ثمنه الخ سے وقف ثابت نہیں ہو گا۔ کیونکہ اگر عہد کے متعلق یہ الفاظ کہے جائیں تو وہ بالاتفاق وقف نہیں ہوتا۔ اور اگر مدبر سے یہ الفاظ کہے جائیں تو اس کی بیع جائز ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ وقف کے الفاظ نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ الفاظ بھی دو قسم ہیں۔ صریح اور کنایہ صریح جیسے وقف۔ حبست۔ اسبلت۔ لاراضی موقوفہ۔ اور کنایہ یہ ہے مثلاً حرمت هذه البقعة للمساكين او ابدتها اما لایوسف صرف موقوفہ کے لفظ پر اکتفا کرتے ہیں۔

چنانچہ مشائخ حارثی امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ عرف کا اعتبار کرتے ہیں۔ صاحب بحر الرائق نے چھبیس الفاظ ذکر کئے ہیں۔ جن میں احناف کا اختلاف ہے۔ لیکن ان میں لا ینخطب ثمنہ الخ مذکور نہیں ہے۔

## باب قول اللہ تعالیٰ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کے بارے میں

ترجمہ۔ اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی ایک کو وصیت کے وقت موت آجائے تو تمہارے میں سے دو آدمی عدل والے گواہی دیں۔ یا دوسرے لوگوں میں سے دو آدمی ہوں آخر آیت واللہ لایہدی القوم الفاسقین۔

یا ایہا الذین امنوا شہادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ الثنان ذوا عدل منکم او اخران من غیرکم الی قولہ واللہ لایہدی القوم الفاسقین

ترجمہ۔ حضرت علی بن عبد اللہؑ نے اپنے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قبیلہ بنو سہم کا ایک آدمی تمیم داری اور عدی بن بداء کے ہمراہ سفر پر نکلا سہمی کا ایک ملک میں انتقال ہو گیا جہاں پر کوئی مسلمان نہیں تھا جب وہ دونوں اس کا ترکہ لائے تو چاندی کا ایک پیالہ جو سونے سے منقش تھا گم پایا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے قسم اٹھوائی۔ لیکن وہ پیالہ انہیں سے مکہ معظمہ میں مل گیا جنہوں نے کہا کہ ہم نے یہ پیالہ تو تمیم اور عدی سے خرید کیا ہے۔ تو سہمی کے ورثاء میں سے دو آدمیوں نے کھڑے ہو کر قسم اٹھائی کہ ہماری گواہی ان دو کی گواہی سے قبولیت کی زیادہ حق دار ہے۔ اور بے شک پیالہ ان لوگوں سہمیوں کا ہے تو فرمایا کہ ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یا ایہا الذین امنوا الخ۔

حدیث (۲۵۸۲) وقال لی علی بن عبد اللہ الخ عن ابن عباسؓ قال خرج رجل من بنی سہم مع تمیم الداری وعدی ابن بداء فمات السہمی بارض لیس بہا مسلم فلما قدما بترکته فقدوا جاما من فضۃ مخرصا من ذهب فاحلفہما رسول اللہ ﷺ ثم وجد الجام بمکۃ فقالوا بتعنہ من تمیم وعدی فقام رجلان من اولیائہ فحلفا لشہادتنا حق من شہادتهما وان لجام لصاحبہم قال وفیہم نزلت ہذہ الایۃ یا ایہا الذین امنوا شہادۃ بینکم ....

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت قطب گنگوہیؒ نے اس مقام پر بحث نہیں کی۔ حالانکہ یہ صعب الابواب ہے۔ اور یہ آیات

بھی مشکلات القرآن میں سے ہیں۔ بات یہ ہے کہ کتب درسی شرح ترمذی میں حضرت شیخؒ اس پر بحث سے کلام فرما چکے ہیں۔ وہ اپنی عادت کے مطابق اعادہ نہیں فرماتے۔ مولانا حسن کئی کی تقریر کے مطابق آیت کریمہ میں شہادت سے مراد وصیت ہے۔ اس لئے مصنفؒ نے اس کو

کتاب الوصایا میں بیان فرمایا ہے۔ بعض نے اس سے قسم مراد لی ہے۔ اور بعض اس کے معنی حضور کے لیتے ہیں۔ اقرار اور علم کے معنی بھی آتے ہیں۔ کچھ فوائد یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔ امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں بیان فرمایا ہے کہ شہادۃ اہل الذمۃ علی المسلمین منسوخ ہے۔ صاحب الفیض نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں مدعی طعنا تھے۔ شہادت تو مدعی پیش کیا کرتا ہے۔ تو صاحب مد ارک نے اس کا جواب دیا ہے کہ کلام کے دوران یہ دونوں مدعا طعمنان کئے۔ گویا کہ مدعی علیہ مدعی بن گئے۔ لیکن حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے اپنے ترجمہ میں اسے بیان طعن قرار دیا ہے تو اب کوئی افکار نہیں رہے گا۔ تیسرا فائدہ یہ ہے حمیم داری اور عدی بن بدو دونوں نصرانی تھے اور یہ واقعہ قبل از اسلام پیش آیا بعد میں مد موقوفہ فتح مکہ یہ سب مسلمان ہو گئے۔ مگر یہ ہے عدی نصرانی تھا۔ اس کے اسلام لانے کی خبر ہم تک نہیں پہنچی آیت کی تفسیر اور اس کے اعراب کی حد اپنے محل پر آئے گی۔

ترجمہ۔ وارثوں کی غیر حاضری میں  
وصی کا میت کے قرضوں کا ادا کرنا۔

باب قضاء الوسی دیون المیت  
بغیر محضر من الورثۃ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میرا لپا احد کی لڑائی میں شہید ہو گیا چھ بیٹیاں اور بہت سا قرضہ پیچھے چھوڑ گئے۔ جب کجوروں کی کٹائی کا موسم آیا تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو کوئی علم ہے کہ میرے باپ احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ اور اپنے اوپر بہت سا قرضہ چھوڑ گئے۔ میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں تو ممکن ہے کچھ لحاظ کر جائیں آپ نے فرمایا تم جا کر ہر قسم کی کجور کی باز کے کنارے پر ڈھیری لگاؤ۔ چنانچہ میں نے ایسا کر کے آپ کو دعوت دی جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو مجھے اس وقت ادائیگی قرضہ پر بھڑکایا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی کارگذاری دیکھی تو آپ تین مرتبہ ان میں سے بڑی ڈھیری کے لہر گر دگھوڑے پھر اس پر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا اپنے ان ساتھی قرض خواہوں کو بلاؤ۔ پس آپ لہر بھرتی کر کے ان کو دیتے رہے یہاں تک کہ

حدیث (۲۵۸۳) حدثنا محمد بن سابق الن حدیثی جابر بن عبد اللہ الانصاریؓ ان اباه استشهد یوم احد وترك ست بنات وترك علیہ دینا فلما حضر جداد النخل اتیت رسول اللہ ﷺ فقلت یا رسول اللہ قد علمت ان والدی استشهد یوم احد وترك دینا کثیرا وانی احب ان یراک الغرماء قال اذهب فبیدر کل تمر علی ناحیته ففعلت ثم دعوت فلما نظروا الیہ اغروا بی تلك الساعة فلما رای ما یصنعون طاف حول اعظمہا بیدرا ثلث مرات ثم جلس علیہ ثم قال ادع اصحابک فما زال یکیل لہم حتی ادی اللہ امانۃ والدی وانا واللہ اراض ان یودی اللہ امانۃ والدی ولا ارجع الی اخوتی

بتمرة فلسلم والله البیادر کلها حتی انی انظر الی  
 البیادر الذی علیہ رسول اللہ ﷺ کانہ لم ینقص  
 الله تعالیٰ نے میرے باپ کی امانت اور افرادی اور میں اللہ کی قسم  
 اس پر راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے باپ کی امانت اور افرادے  
 اور میں اپنی بہنوں کی طرف کجور کا ایک دانہ بھی لے کر واپس  
 تمرۃ واحدة.....

نہ جاؤں اللہ کی قسم اس ڈھیر یاں بالکل جی رہیں۔ یہاں تک کہ میں اس ڈھیری کو دیکھ رہا تھا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے۔ گویا کہ  
 اس میں سے تو ایک کجور کا دانہ بھی کم نہیں ہوا امام بخاری فرماتے ہیں اغواہی ای ہجوایہ آیت کریمہ میں ہے کہ ہم نے ان کے  
 درمیان دشمنی اور بغض کو ڈال دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ بغیر محضر من الورثة کیونکہ ان کا حق ترکہ سے اس وقت تک متعلق نہیں ہوتا جب تک کہ  
 قرضے ادا نہ کر دیئے جائیں۔ تو قضاء دیون کے وقت اس کی حاضری کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ لوگ اجنبیوں کی طرح ہیں۔  
 مال معاملہ وصی کے سپرد ہے ورنہ دخل نہیں دے سکتے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ کے حکم میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ دیکھئے حضرت جلد  
 نے اپنے والد کا قرضہ اپنی بہنوں کی عدم موجودگی میں ادا کر دیا جو حضرت عبداللہ کی جائیداد کی وارث تھیں۔ جاننا چاہئے کہ امام بخاری نے  
 حدیث باب کو محمد بن سائق یا فضل بن یعقوب کی روایت سے شک کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حالانکہ مغازی۔ نکاح۔ اشربة میں ان کی روایت  
 بغیر واسطہ اور بغیر شک کے نقل کی ہے۔ اس جگہ کے سوالور کسی جگہ تردد کو بیان نہیں کیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

## کتاب الجهاد

### باب فضل الجهاد والسير

ترجمہ۔ باب جہاد کی فضیلت اور سیر کے بارے میں

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں۔ اور ان کے بدلے ان کے لئے جنت ہے۔ اللہ کے راستے میں وہ لڑائی لڑتے ہیں قتل ہوتے ہیں اور قتل کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے جو تورات۔ انجیل اور قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدہ اور عہد کو کون پورا کرنے والا ہو سکتا ہے۔ پس اس خرید و فروخت سے جو تم نے اللہ تعالیٰ سے کی ہے خوشخبری حاصل کرو۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ بشر المؤمنین تک پڑھتے جاؤ۔ ابن عباسؓ

قول الله تعالى ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعدا عليه حقا في التوراة والانجيل والقران ومن اوفى بعهده من الله فاستبشروا ببيعكم الذي بايعتم به وذلك هو الفوز العظيم الى قوله وبشر المؤمنين قال ابن عباس الحدود الطاعة .....

نے فرمایا کہ تلك حدود اللہ میں حدود سے مرد اطاعت اور فرمانبرداری مراد ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ! کون سا عمل بہتر اور اچھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نماز کو

حدیث (۲۵۸۴) حدثنا الحسن بن الصباح الخ عن ابي عمرو والشيباني قال قال عبد الله بن مسعودؓ سألت رسول الله ﷺ اى العمل افضل قال

اپنے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے کہا اسکے بعد پھر کون سا عمل افضل ہے آپؐ نے فرمایا ماں باپ سے بہر سلوک کرنا۔ میں نے کہا پھر کون سا عمل ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا ہے۔

الصلوة على ميقاتها قلت ثم اى قال ثم بر الوالدین قلت ثم اى قال الجهاد فى سبيل الله فسكت عن رسول الله ﷺ ولو استزدته لراذلى .....

پھر میں جناب رسول اللہ سے خاموش ہو گیا اگر میں زیادتی پوچھتا تو آپؐ مجھے زیادہ بتا دیتے۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت فرض نہیں رہی۔ لیکن اب عملی جہاد ہے یا اس کی نیت ہے۔ اگر تمہیں عام لام ہمدی کا حکم دیا جائے تو سب کے سب نکل کھڑے ہوں

حدیث (۲۵۸۵) حدثنا علی بن عبد اللہ عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله ﷺ لا هجرة بعد الفتح ولكن جهاد ونية واذا استفرتم فانفروا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! ہم جہاد کو افضل العمل سمجھتے ہیں تو ہم عورتیں جہاد نہ کریں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تمہارے لئے افضل جہاد مقبول حج ہے۔

حدیث (۲۵۸۶) حدثنا مسدد عن عائشةؓ انها قالت يا رسول الله نرى الجهاد افضل العمل الا لجاهد قال لكن الفضل الجهاد حج مبرور ..

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیے جو جہاد کے برابر ہو آپؐ نے فرمایا ایسا کوئی عمل نہیں ہے فرمایا کہ جب مجاہد لکھتا ہے تو کیا تجھے یہ طاقت ہے کہ اپنی مسجد میں داخل ہو کر قیام کرے اور سستی نہ کرے روزہ رکھے اور افطار نہ کرے۔ اس نے کہا اس کی کون طاقت رکھتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ مجاہد کا گھوڑا جب اپنی باگ میں کودتا ہے تو اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

حدیث (۲۵۸۷) حدثنا اسحق بن ابا هريرة حدثه قال جاء رجل الى رسول الله ﷺ فقال دلني على عمل يعدل الجهاد قال لا اجده قال هل تستطيع اذا خرج المجاهد ان تدخل مسجدك فتقوم ولا تفتر وتصوم ولا تفطر قال ومن يستطيع ذلك قال ابو هريرة ان فرس المجاهد ليستن في طوله فيكتب له حسنات .....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لا اجده مطلق وجود کی نفی نہیں بلکہ وہ عمل جس پر تمہارا عمل کرنا ممکن ہو پھر اس جگہ جو مجاہد کی فضیلت ہے وہ فضیلت جزئیہ ہے کہ مجاہد جب جہاد کے لئے نکلا تو پھر دن رات سوتے جاگتے حضور قلب اور بغیر حضور جو کام بھی وہ کرے گا اسے ثواب ملے گا خواہ وہ کرے یا اس کا اجر کرے یا اس کا جانور کرے یہ فضیلت صرف جہاد میں ہے باقی طاعات میں نہیں ہے کیونکہ نماز اور

روزے دار کو اس وقت تک اجر ملے گا جب تک وہ نماز اور روزہ میں ہیں اس کے بعد نہیں۔ اگرچہ دوسری حیثیت سے نماز وغیرہ کی فضیلت مجاہد کی فضیلت سے زیادہ ہو اس حیثیت سے مجاہد کا ثواب زیادہ ہے۔ ثواب افضل العمل الصلوٰۃ لمیقاتہا سے تعارض رفع ہو جائے گا

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ لغت میں جہاد کے معنی قتال کے ہیں جس میں اپنی پوری کوشش صرف کی جائے۔ اصطلاح شریعت

میں قتال الکفار لتقویۃ الدین کو کہا جاتا ہے پھر مجاہد تین قسم ہے۔ مجاہد النفس کہ نفس کو تعلیم و تعلیم دین اور اس پر عمل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ مجاہد الشیطان کہ شکوک و شبہات و شہوات سے نفس کو روکا جائے۔ اور مجاہدہ کفار ہاتھ سے۔ مال سے۔ زبان سے قلب سے اور قلم سے ہوتا ہے۔ اور مجاہد فساد ہاتھ زبان اور دل سے ہوتا ہے اور صوفیہ کرام کے نزدیک مجاہدہ نفس جہاد اکبر ہے۔

**سیرۃ** جمع سیرۃ کی بمعنی طریقہ اور اس کو ترجمہ میں اس لئے رکھا جاتا ہے کہ جہاد کے سارے احکام غزوات میں جو طریقہ آنحضرت ﷺ کا تھا اس سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اگرچہ سیرۃ عادت اور حالت کو کہتے ہیں۔ لیکن اس کا اطلاق عموماً جہاد اور مغازی پر ہوتا ہے۔ صاحب الفیض فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک شغل العلم افضل الاشغال ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک جہاد افضل الاعمال ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ علم یا تو فرض عین ہے یا فرض کفایہ۔ بہر حال دونوں صلوٰۃ و قلم سے افضل ہیں۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ ان لوس المجاہد حضرت ابو ہریرہؓ نے جہاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مجاہد جب تک جہاد میں رہتا ہے وہ ہمیشہ عبادت میں رہتا ہے۔ اگرچہ اس کے گنتی کے ایام کیوں نہ ہوں۔ دوسرے علما نے ایسے نہیں ہوتے۔

ترجمہ۔ تمام لوگوں میں سے وہ ایماندار بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ذات اور مال سے جہاد کرنے والا ہے

**باب افضل الناس مؤمن یجاہد بنفسه وماله فی سبیل اللہ**

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا تمہیں ایسی سوداگری نہ بتاؤں جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب سے نجات دے دے۔ وہ یہ کہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آتے ہو اور اللہ کی راہ میں مال اور جانوں سے جہاد کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے قول تک کہ یہی بڑی کامیابی ہے۔

وقوله تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا هل ادلکم علی تجارۃ تنجیہکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم الی قوله ذلک الفوز العظیم.....

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ کہا گیا یا رسول اللہ! لوگوں میں سے کون سا آدمی بہتر ہے پس فرمایا جناب رسول اللہ

حدیث (۲۵۸۸) حدثنا ابو الیمان النخ ان اباسعید الخدری حدثہ قال قیل یا رسول اللہ

ای الناس الفضل فقال رسول الله ﷺ مؤمن  
يجاهد في سبيل الله بنفسه وماله قالوا ثم من قال  
مؤمن في شعب من الشعاب يتقى الله ويدع الناس  
من شره .....

ﷺ نے وہ ایماندار جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال  
سے جہاد کرے صحابہ کرامؓ نے پوچھا پھر کون ہے فرمایا وہ ایماندار  
الفضل ہے جو پہاڑی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی کے اندر الگ  
تھلک رہتا ہو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور لوگوں کو ان کے شر کی  
وجہ سے چھوڑ دے۔

حدیث (۲۵۸۹) حدثنا ابو الیمان النع ان اباهريرة  
قال سمعت رسول الله ﷺ يقول مثل المجاهد  
في سبيل الله والله اعلم بمن يجاهد في سبيله كمثل  
الصنائم القائمة وتوكل الله المجاهد في سبيله بان  
يتوفاه ان يدخله الجنة او يرجعه سالما مع اجر  
وغنيمة .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب  
رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے مجاہد فی سبیل اللہ کی  
مثال۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے کہ کون اس کی راہ میں  
جہاد کر رہا ہے۔ مانند اس شخص کے ہے جو ہمیشہ روزہ رکھنے والا  
اور رات کو نواقل میں قیام کرنے والا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ مجاہد  
فی سبیل اللہ کے لئے اس بات کا ضامن ہو جاتا ہے کہ اسے  
وفات دیتے ہی جنت میں داخل کرے یا اس کو صحیح و سالم ثواب  
اور غنیمت کے ساتھ واپس کرے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - بان يتوفاه ان يدخله الجنة یہاں کلمہ علی محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے  
یتوفاه علی ان يدخله الجنة اور بہاوقات ان کلمہ سے پہلے حرف جر کا محذوف ہوتا ہے۔ اور يرجعه کا عطف یتوفاه پر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ کو اس ترکیب کے بیان کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ توکل کا استعمال ہمیشہ حرف جر سے  
ہوتا ہے۔ حضرت مجددؒ فرماتے ہیں۔ کل باللہ وتوکل علیہ۔ حافظؒ نے ان يدخله الجنة کی تاویل یہ کی ہے۔ ان يدخله الجنة بغیر  
حساب مراد یہ ہے کہ یہ اس کی موت کے وقت ہی اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے  
ان ارواح الشهداء سرح فی الجنة۔ ترجمہ۔ کہ شہداء کی روہیں آزادی کے ساتھ جنت میں چرتی پھرتی رہیں گی۔ تو اس سے دخول  
خاص مراد ہوا۔ اب شہید اور نمازی کا درجہ برابر نہ رہا۔ نیز! ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جسے غنیمت کا مال مل گیا اسے اجر نہیں ملے گا  
جواب یہ ہے کہ مراد غنیمت مع الاجر ہے۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ مجاہد یا تو شہید ہو گیا نہیں۔ دوسری صورت میں اجر اور غنیمت  
سے محروم نہیں ہوگا۔ گویا مانعہ الخلو ہے۔ مانعہ الجمع نہیں ہے۔ اس لئے شیخ گنگوہیؒ نے کوکب درری میں فرمایا ہے کلمہ او محض  
تقسیم کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں جو معظم انعامات ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔



تشریح از قاسمی

شعب من الشعب اس حدیث سے اشارہ ہے کہ ایک زمانہ میں خلوة اور انقطاع عن الناس افضل ہوگا۔ یا افضل بعض الناس کے معنی میں ہے۔ ورنہ علماء اور صدیقون یقیناً افضل ہیں۔ واللہ اعلم بمن یجہد النہ اس سے تصحیح نیت کی طرف اشارہ ہے۔

## باب الدعاء بالجهاد للرجال

## والنساء۔ وقال عمرؓ اوزقنی

## شهادة فی بلد رسولک۔

حدیث (۲۵۹۰) حدثنا عبد اللہ الخ عن انس بن مالک سمعہ یقول کان رسول اللہ ﷺ یدخل علی ام حرام بنت ملحان فطعمته وکانت ام حرام تحت عبادۃ بن الصامت فدخل علیہا رسول اللہ ﷺ فاطعمته وجعلت تفلی راسہ فنام رسول اللہ ﷺ ثم استقیظ وهو یضحک قالت قلت وما یضحکک یا رسول اللہ قال ناس من امتی عرضوا علی غزاة فی سبیل اللہ یرکبون بشج هذا البحر ملوکا علی الاسرة او مثل الملوک علی الاسرة شک اسحق قالت فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منهم فدعا لہا رسول اللہ ﷺ ثم وضع راسہ ثم استقیظ وهو یضحک فقلت ما یضحکک یا رسول اللہ قال ناس من امتی عرضوا علی غزاة فی سبیل اللہ کما قال فی الاول قالت فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منهم قال انت من الاولین فرکت البحر فی زمان معاویة ابن ابی سفیان فصرعت عن دابتها حین خرجت من البحر فہلکت .....

ترجمہ۔ مردوں اور عورتوں کیلئے جہاد اور شہادت کی دعا کرنا جائز ہے۔ حضرت عمرؓ نے دعا مانگی اے اللہ! مجھے اپنے رسول کے شہر میں شہادت نصیب فرما۔ چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔ وہ آپ کو کھلایا پلایا کرتی تھی۔ اور وہ حضرت عبادہ بنت صامت کے نکاح میں تھیں۔ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے پس اس نے کھلایا پلایا۔ وہ آپ کے سر مبارک سے جوئیں نکالنے لگیں تو آپ رسول اللہ ﷺ کو نیند آگئی پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کو کس چیز نے ہنسایا۔ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ خواب میں میرے سامنے لائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی تھے۔ اور سمندر کے وسط میں سواریوں پر سوار تھے۔ جیسے بادشاہ لوگ اپنے تختوں پر ہوتے ہیں۔ یا بادشاہوں کی طرح تختوں پر ارجاں ہیں۔ اسحاق نے شک کیا کہ کون سے الفاظ تھے ام حرام فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے تو آپ نے ان کیلئے دعا کر دی۔ پھر آپ نے نیند کیلئے اپنا سر مبارک رکھ دیا پھر بھی وہ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے پھر میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کس وجہ سے ہنس دیئے فرمایا کہ میری امت کے کچھ اور لوگ

سیرے سامنے لائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے کمبیار رسول اللہ امیرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے مہارے آپ نے ارشاد فرمایا تو پہلے لوگوں میں سے ہو چکی ہے چنانچہ انہوں نے حضرت امیر معاویہؓ کی اہلی سفیان کے زمانہ میں عری سفر اختیار فرمایا جب وہ سمندر سے باہر نکلیں تو اپنے جانور سے گر کر ہلاک ہو گئیں۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ**۔ قال عمر الخ چونکہ مدینہ منورہ کئی خصوصیات اور کرامتوں کا حامل ہے اس لئے اس میں شہادت دعا کی۔ میدان کارزار میں نہیں مانگی۔ تاکہ مدینہ سے باہر دفن نہ ہوں۔ اور نہ ہی اس سے باہر موت آئے۔ اگرچہ شہادت کی موت بھی بول نہ ہو۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ**۔ حضرت عمرؓ نے شہادت کی دعا اس لئے مانگی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے مختلف مواقع پر شہادت کے الفاظ سنے تھے۔ اثبت احد فانما علیک نبی وصدیق وشہید ان یعنی اے احد پہاڑ ٹھہر جا۔ میرے اوپر نبی۔ صدیق اور وشہید ہیں۔ اسی طرح شہید پہاڑ پر بھی یہی الفاظ فرمائے۔ لوگ اس شہادت پر تعجب کرتے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ وقوع شہادت کیسے ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگوں کو جو سی غلام نے آپ کو نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ یہ عالم اور کافر کے مسلط کرنے کی دعا نہیں۔ بلکہ مرتبہ شہادت حاصل کرنے کی تمنا تھی۔

**تشریح از قاسمیؒ**۔ ام حرام انصاریہ عاریہ عورت تھی۔ جو آنحضرت ﷺ کے محارم میں سے تھی۔ بعض فرماتے ہیں کہ ضامی خالہ تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ باپ اور دادا کی طرف سے خالہ لگتی تھی۔ کیونکہ حضرت عبدالمطلب کی والدہ قبیلہ بنو ہجار میں سے تھی۔ ام حرام کی وفات عاری اور مسلم کے مطابق حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں ہوئی۔ لیکن قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اکثر اہل السیر فرماتے ہیں کہ خلافت عثمانؓ میں وفات ہوئی۔ تو چونکہ خلافت عثمانیہ میں حضرت امیر معاویہؓ کو سمندری جہاد کی اجازت ملی تھی وہ پہلے امیر البحر ہیں ان اعتبار سے زمان معاویہؓ کتنا صحیح ہوگا۔ کیونکہ اس غزوہ البحر کی سربراہی خود حضرت امیر معاویہؓ نے فرمائی تھی۔

**ملوکا علی الاسترة** کا مطلب یہ کہ فراخی شان و شوکت اور کثرت تعداد میں بادشاہوں کی طرح تھے بہر حال یہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی۔ اور یہ عری سفر فتح افریقہ کا سبب بنا۔

ترجمہ۔ مجاہدین فی سبیل اللہ کے درجات کے بیان میں سبیل مذکور اور مؤنث دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے۔  
ہذہ سبیلی وھذا سبیلی۔ غزاة غازی کی جمع ہے۔ یہ نام عاری کی تفسیر ہے ہم درجات۔ ہم درجات کے معنی میں ہے۔

اب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ  
نال ہذہ سبیلی وھذا سبیلی قال ابو عبد اللہ  
زی واجدھا غاز ہم درجات لہم درجات۔

حدیث (۲۵۹۱) حدثنا يحيى بن صالح الخ  
عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ من امن  
بالله وبرسوله واقام الصلوة وصام رمضان كان  
حقا على الله ان يدخله الجنة جاهد في سبيل الله  
او جلس في ارضه التي ولد فيه فقالوا يا رسول الله  
افلا تبشر الناس قال ان في الجنة مائة درجة  
اعدها الله للمجاهدين في سبيل الله ما بين الدرجتين  
كما بين السماء والارض فاذا سالتم الله فاستلوه  
الفردوس فانه اوسط الجنة واعلى الجنة اراه  
فوقه عرش الرحمن ومنه تفجر انهار الجنة قال  
محمد بن فليح عن ابيه وفوقه عرش الرحمن ..

اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جس میں کوئی اشعابہ نہیں کہ فوقہ عرش الرحمن۔

حدیث (۲۵۹۲) حدثنا موسى بن الخ  
عن سمرق قال النبي ﷺ ايت اللية جلين ايتاني  
فصعد ابي الشجرة فادخلاني دارا هي احسن  
والفضل لم ارقط احسن منها قالوا اما هذه الدار  
فدار الشهداء ....

تشریح از قاسمی۔

اوسط جنت سے مراد افضل البیت ہے۔ منہ لفجراى من الفردوس اور عرش کی طرف خمیر را  
نہیں کیونکہ احادیث پر من الفردوس تفجیرانہا را الجنة واقع ہے۔ اگر اشل ہو دخول جنت کیلئے جہاں ایمان باللہ وبالرسم  
ضروری ہے وہاں ارکان اسلام ارادہ بھی ضروری ہیں۔ ان میں سے صرف صلوٰۃ اور صوم کا ذکر ہوا۔ زکوٰۃ اور حج کا نہیں ہوا۔ جواب یہ ہے  
یا تو ابھی تک ان کی فرضیت نہیں ہوئی تھی یا یہ کہ زکوٰۃ اور حج اہل ثروت پر واجب ہوتے ہیں۔ ہر ایک پر واجب نہیں ہوتے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ کا فرمان ہے جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان  
لے آیا اور نماز کو پابندی سے پڑھا اور رمضان شریف کے روزے  
رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ پر یہ فضلی ذمہ داری ہے کہ اس کو جنت میں  
داخل کرے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے یا اس سرزمین پر  
بیٹھا رہے جس میں وہ پیدا ہوا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے کہا یا رسول اللہ  
کیا ہم لوگوں کو اس کی خوشخبری نہ سنادیں تو آنحضرت ﷺ  
فرمایا کہ مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تو جنت میں سو۰۰ امرتے  
ہیں۔ ہر دو مرتبوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر  
آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو  
جنت الفردوس کا سوال کرو۔ کیونکہ وہ جنت کا درمیانی یا اعلیٰ مقام  
ہے۔ میرا خیال ہے آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے اوپر رحمان  
عرش ہے۔ جس سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ اور محمد بن

## باب الغدوة والروحة فی سبیل اللہ وقاب قوس احدکم من الجنة۔

ترجمہ۔ صبح اور شام کو جہاد فی سبیل اللہ کے نکلنے کی فضیلت اور جنت میں سے تم میں سے کسی ایک کی مکان کی مقدار کی فضیلت کے بارے میں۔

حدیث (۲۴۹۳) حدثنا علی بن اسد الخ عن انس بن مالک عن النبی ﷺ قال لغدوة فی سبیل اللہ اوروحة غیر من الدنیا وما فیہا.....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں صبح کے وقت یا شام کے وقت لکنا دینا اور اس کے اندر جس قدر ہے ان سب سے بہتر ہے۔

حدیث (۲۵۹۴) حدثنا ابراہیم بن المنذر الخ عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال لقاب قوس فی الجنة خیر مما تطلع علیہ الشمس وتغرب فی وقال لغدوة اوروحة فی سبیل اللہ خیر مما تطلع علیہ الشمس وتغرب.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں مکان کی زرہ اور اس کے پکڑنے کی جگہ کے درمیان کی مقدار ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔ اور اس طرح صبح کو یا شام کے وقت اللہ کی راہ میں لکنا ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

حدیث (۲۴۹۵) حدثنا قیسۃ الخ عن سہل بن سعد عن النبی ﷺ قال الروحة فی سبیل اللہ الفضل من الدنیا وما فیہا.....

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں صبح کو یا شام کے وقت چلنا دینا اور اس کے اندر کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔

تشریح از قاسمی۔ خیر من الدنیا وما فیہا بات یہ ہے کہ اگر انسان دنیا اور دنیا کے اندر کی سب چیزوں کا مالک ہو جائے تو وہ زائل اور فانی ہونے والی ہیں۔ اور آخرت کی نعمتیں باقی اور لازوال ہیں اس لئے وہ بہتر اور افضل ہوں گی۔

باب الحور العین وصفتهن بحار فیہا العرف  
شدیدۃ سواد العین شدیدۃ بیاض العین  
وزوجناہم انکحناہم۔

ترجمہ۔ حوریں جو موٹی موٹی آنکھوں والی ہوں گی۔ اور ان کی صفات کا بیان جن کو دیکھ کر آنکھ حیرت زدہ رہ جائے گی۔ ان کی آنکھ کا سیاہ حصہ سخت سیاہ ہوگا اور سفید حصہ سخت سفید ہوگا۔  
زوجناہم یعنی ہم ان کا منوں سے نکاح کروا دیں گے۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی بندہ جو مر جائے اور اس کی نیکی اللہ تعالیٰ کے یہاں جمع ہو اس کو یہ بات خوش نہیں لگے گی کہ وہ دنیا کی طرف واپس جائے اور یہ کہ اس کی تمام دنیا اور دنیا کے اندر کی تمام چیزیں اس کے ملک ہوں۔ مگر شہید خواہش کرے گا کیونکہ وہ شہادت کی فضیلت کو دیکھ کر خواہش کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف واپس لوٹے اور دوسری مرتبہ قتل کر دیا جائے۔ اور میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے یہ بھی سنا کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت کرتے تھے کہ شام کے وقت اللہ کی راہ میں لکھنیا صبح کے وقت لکھنا وہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں سے تمہارے ایک کے کمان کی مقدار یا اس کی چابک کی جگہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگی۔ اور اگر جنت والوں کی ایک عورت زمین والوں کی طرف جھانک کر دیکھ لے تو جنت اور زمین کے درمیان سب کو جگمگ کر دے۔ اور اسے اپنی

خوشبو سے بھر دے۔ اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس کے اندر کی سب چیزوں سے بہتر ہے۔

ترجمہ۔ شہادت کی آرزو کرنا

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر مجھے اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ مؤمن لوگوں کو یہ بات اچھی نہیں لگے گی کہ وہ میرے سے پیچھے رہ جائیں اور میں وہ سواری مہیا نہ کر پاؤں جن پر میں ان کو سوار کروں تو میں کسی ایسے لشکر سے پیچھے نہ رہ جاؤں جو اللہ کی راہ میں لڑائی کرنے کے لئے نکلتا ہے۔ اور قسم ہے اس ذات کی

حدیث (۲۵۹۶) حدثنا عبد الله بن محمد انعم سمعت انس بن مالك عن النبي ﷺ قال قال ما من عبد يموت له عند الله خير يسره ان يرجع الى الدنيا وان له الدنيا وما فيها الا الشهيد لما يرى من فضل الشهادة فانه يسره ان يرجع الى الدنيا فيقتل مرة اخرى. وسمعت انس بن مالك عن النبي ﷺ لروحة في سبيل الله او غدوة خير من الدنيا وما فيها ولقاب قوس احدكم من الجنة او موضع قيد يعني سوطه خير من الدنيا وما فيها ولو ان امرأة من اهل الجنة اطلعت الى اهل الارض لاضاءت ما بينهما ولملأته ريحا ولنصفها على راسها خير من الدنيا وما فيها .....

باب اذا تمنى الشهادة

حدیث (۲۵۹۷) حدثنا ابو اليمان النخ عن اباهريرة قال سمعت النبي ﷺ يقول والذي نفسي بيده لولا ان رجلا من المؤمنين لا تطيب انفهم ان يتخلفوا عنى ولا اجدا ما حملهم عليه ما تخلف عن سرية تغزو في سبيل الله والذي نفسي بيده لو ددت اني اقتل في سبيل الله ثم احيا ثم اقتل ثم احيا ثم اقتل ثم احيا ثم اقتل .....

جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ لیکن دلی طور پر چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں۔ پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر میں قتل کر دیا جاؤں۔ پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر میں قتل کر دیا جاؤں۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیا تو فرمایا کہ غزوہ موتہ میں جھنڈے کو حضرت زید بن حارثہؓ نے پکڑا تو وہ شہید ہو گئے۔ پھر حضرت جعفرؓ نے اسے پکڑا وہ بھی شہید ہو گئے پھر اسے حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نے پکڑا تو وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر بغیر امیر بنائے اسے حضرت خالد بن ولیدؓ نے پکڑا تو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔ فرمایا ہمیں یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ وہ لوگ ہمارے پاس ہوتے اور ایوب فرماتے ہیں۔ یا آپؐ نے فرمایا ان شہداء کرام کو ہمارے پاس رہنا پسند نہیں تھا۔ اور آپؐ کی دونوں آنکھیں بہہ رہی تھیں

حدیث (۲۵۹۸) حدثنا یوسف بن یعقوب النع عن انس بن مالکؓ قال خطب النبی ﷺ فقال اخذ الراية زید فاصیب ثم اخذها جعفر فاصیب ثم اخذها عبد الله بن رواحة فاصیب ثم اخذها خالد بن الولید عن غیر امرأه ففتح له وقال مایسرننا انهم عندنا قال ایوب او قال مایسره م انهم عندنا وعیناه تذرفان .....

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ چونکہ موت کی تمنی کرنا ممنوع تھا۔ اس وہم کو دفع کر دیا کہ شہادت کی آرزو کرنا جائز ہے۔

ما تداخلت عن سرية یہ علم مانعہ عن الخروج کیلئے حصر نہیں۔ بلکہ تنبیہ کرنا ہے کہ عدم خروج کسی عذر کی وجہ سے تھا اور تمنی شہادت بھی خروج الی الجہاد ہے۔ اگر باوجود سواری اور تیاری کے کسی اور عذر کی وجہ سے رہ جائے تو یہ حدیث اس کے منافی نہیں ہے۔

ایسرننا انهم عندنا یہ موضع ترجمہ ہے۔ کیونکہ ایک تو آپؐ کے خطبہ کا سننا باعث تمنی شہادت ہے۔ اسی طرح یہ جملہ مایسره م النع بھی شہادت کی تمنی کے لئے باعث ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ دفع بذلك سے قطب گنگوہیؒ نے جو ترجمہ کی غرض بتلائی ہے وہ ایسی بھڑ ہے کہ جس سے تکرار ترجمہ کا اشکال رفع ہو جاتا ہے اور اس غرض ترجمہ کی طرف شراح میں سے کسی نے تعرض نہیں کیا۔ تو پہلے ترجمہ کی غرض جہاد اور شہادت کی دعا کرنا ہے۔ اور اس ترجمہ سے مقصد شہادت کی تمنا کرنا ہے۔ جو تمنی موت کی ممانعت سے مستثنیٰ ہے اور شہادت پر درجہ عظمیٰ کا حاصل کرنا ہے۔ کافر اور ظالم کو مسلط کرنے کی تمنی نہیں ہے۔

مایسره م انهم عندنا یعنی جب انہوں نے شہادت کی کرامت کو دیکھا تو پھر دنیا کی طرف عود کرنا ان کو پسند نہ آیا۔ جیسا کہ دوسری مرتبہ شہادت کا سوال کر رہے تھے۔

## باب فضل من یصرع فی سبیل اللہ فمات فہو منہم

وقول اللہ تعالیٰ ومن ینخرج من بیتہ مہاجرا  
الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ  
علی اللہ وقع وجب.....

حدیث (۲۵۹۹) حدثنا عبد اللہ بن یوسف الخ  
عن انس بن مالک عن خالته ام حرام بنت ملحان  
قالت قام النبی ﷺ یوماً قریباً منی ثم استیقظت بسم  
فقلت ما اضحکک قال اناس من امتی عرضوا  
علی یرکبون مثل هذا البحر الاخضر کالملوک  
علی الاسرة قالت فادع اللہ ان یجعلنی منہم  
فدع الہائم نام الثانية ففعل مثلہا فقالت مثل  
قولہا فاجابہا مثلہا فقالت ادع اللہ ان یجعلنی منہم  
فقال انت من الاولین فخرجت مع زوجها عبادة  
بن الصامت غازیاً اول مارکب المسلمون مع  
معاویة فلما انصرفوا من غزوہم قافلین فنزلوا  
الشام فقربت الیہا دابة لترکبہا فصرعتہا فما ت.

ترجمہ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں گر ادیا جائے اس کی فضیلت  
اس صورت میں وہ مر جائے۔ تو وہ ان شہداء میں شمار ہوگا۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص اپنے گھر سے  
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی نیت سے نکلا پھر  
اسکو موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب ہو گیا  
وقع بمعنی وجب۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ اپنی خالہ ام حرام بنت  
ملحان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جناب نبی اکرم  
ﷺ ایک دن میرے قریب آکر سوئے۔ پھر مسکراتے ہوئے  
بیدار ہوئے تو میں نے پوچھا آپ کو کس چیز نے ہنسیا۔ آپ نے  
فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے لائے گئے جو  
اس سمندر پر سوار ہیں جیسے بادشاہ اپنے تخت پر فراخی اور وسعت  
کے ساتھ ہوتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ میرے  
لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے بنادے۔ چنانچہ آپ  
نے ان کے لئے دعا کر دی پھر دوسری مرتبہ سوئے تو پہلی  
مرتبہ کی طرح کیا اور حضرت ام حرام نے بھی پہلی مرتبہ کی  
طرح پوچھا۔ جس کا جواب آپ نے پہلی مرتبہ کی طرح دیا۔ تو  
حضرت ام حرام نے فرمایا کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ  
اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے بنادیں۔ آپ نے فرمایا تو تو پہلوں میں  
سے ہو چکی ہے۔ پس وہ اپنے خاوند حضرت عبادة بن صامتؓ کے

ہمراہ جہاد کے لئے نکلیں۔ یہ پہلا بحری غزوہ تھا جس کے لئے مسلمان حضرت امیر معاویہؓ کے ہمراہ سمندر پر سوار ہوئے۔ جب یہ لوگ اپنے  
غزوہ سے واپس لوٹے تو شام میں پڑاؤ کیا تو حضرت ام حرامؓ کے لئے سواری کا جانور پیش کیا گیا تاکہ وہ اس پر سوار ہوں۔ لیکن اس جانور نے  
آپ کو گر ادیا جس سے آپ کی موت واقع ہو گئی۔

تشریح از قاسمی - معلوم ہوا کہ غزوہ میں جو شخص گر کر مر جائے وہ بھی شہید میں شمار ہو گا جیسے حضرت ام حرامؓ نے

شہادت کا درجہ پایا۔

ترجمہ۔ چو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہو جائے  
یا اسے نیزہ مارا جائے اس کی فضیلت کیا ہے۔

## باب من ینکب فی سبیل اللہ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بنو سلیم کے کچھ لوگوں کو بنو عامر کی طرف ستر ۷۰ قراء کی جماعت میں بھیجا۔ پس جب یہ لوگ ان کے پاس آئے تو میرے ماموں حلال بن ملحان نے ان سے کہا کہ میں تم سے آگے ان کے پاس جاتا ہوں۔ اگر انہوں نے مجھے امن دے دیا یہاں تک کہ میں ان تک جناب رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا سکوں تو نہا ورنہ تم لوگ میرے قریب رہنا۔ چنانچہ وہ مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے گئے۔ ان لوگوں نے انہیں امن دے دیا۔ پس دریں اثنا کہ وہ ان لوگوں کو جناب نبی اکرم ﷺ کی طرف سے باتیں کہہ رہے تھے۔ کہ اچانک انہوں نے اپنے آپ میں سے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ جس نے ان کے ایسا نیزہ مارا جو ان کے آہار ہو گیا۔ تو انہوں نے اللہ اکبر کہتے ہوئے فرمایا رب کعبہ کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا۔ پھر انہوں نے ان کے بقیہ ساتھوں پر پل بول دیا اور ان سب کو قتل کر دیا مگر ایک لنگڑا آدمی بچ گیا جو پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔ حمام راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ان کے ساتھ ایک دوسرا آدمی بھی تھا۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے جناب نبی اکرم ﷺ کو اطلاع دی کہ وہ لوگ تو اپنے رب سے

حدیث (۲۶۰۰) حدثنا حفص بن عمر الع عن انس قال بعث النبی ﷺ اقواما من بنی سلیم الی بنی عامر فی سبعین فلما قدموا قال لہم خالی اتقدمکم فان امنونی حتی ابلغہم عن رسول اللہ ﷺ والا کنتم منی قریبا فتقدم فامنوہ فبینما یحدثہم عن النبی ﷺ اذا او ماوا الی رجل منہم فطعنہ فانفذہ فقال اللہ اکبر فذت ورب الکعبۃ ثم مالوا علی بقیۃ اصحابہ فقتلوہم الا رجل اخرج صعد الجبل قال ہمام فاراہ اخر معہ فاخبر جبرئیل علیہ السلام النبی ﷺ انہم قد لقوا ربہم فرضی عنہم وارضاہم فکنا نقرأ ان بلغوا قومنا ان قد لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا ثم نسخ بعد فدعا علیہم اربعین صباحا علی رعل وذکوان وبنی لحيان وبنی عصبۃ الذین عصوا اللہ ورسولہ ﷺ.....

جاٹے۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور ان کو راضی کر دیا۔ پس ہم لوگ یہ آیت قرآن مجید میں پڑھا کرتے تھے۔ ترجمہ کہ ہماری قوم کو یہ خبر پہنچاؤ کہ ہم اپنے رب سے مل چکے پس وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہمیں راضی کر دیا بعد میں یہ آیت منسوخ ہو گئی تو جناب نبی اکرم ﷺ



چالیس دن صبح کے وقت رعل، ذکوان، بنو لحيان اور بنو عصية پر قنوت نازلہ میں بد دعا کرتے رہے ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

حدیث (۲۶۰۱) حدثنا موسى بن اسمعيل الخ  
عن جندب بن سفيان ان رسول الله ﷺ كان  
في بعض المشاهد وقد دميت اصبعه فقال هل  
انت الا اصبع دميت وفي سبيل الله مالقيت ....

ترجمہ - حضرت جندب بن سفیان سے مروی ہے  
کہ جناب رسول اللہ ﷺ بعض مغازی میں آپ کی انگلی مبارک  
خون آلود ہو گئی۔ تو آپ نے یہ شعر پڑھا تو تو محض ایک انگلی ہے  
جو خون آلود ہو گئی جو کچھ تجھے پیش آیا وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش  
آیا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی - اقوام من بنی سلیم اس میں تقدیم و تاخیر کہ کچھ آگے پیچھے ہو گیا۔ اصل عبارت یوں تھی  
اقواما الی بنی عامر من بنی سلیم کیونکہ بنو عامر بنو سلیم کا ایک قبیلہ ہے۔ یا تو اسے غلطی پر محمول کیا جائے۔ یا تکلف کرتے ہوئے  
یوں کہا جائے کہ مفعول القراء محذوف ہے۔ اور فعل موصول ہے۔ جس کا صلہ محذوف ہے۔ تو اب عبارت یوں ہو گئی بعث القراء الی  
اقوام من بنی سلیم پھر اس کا بدل بنو عامر لایا گیا۔ اور سبعین رجلا قراء سے حال واقع ہو گا۔ عبارت ہو گی کاشنین فی سبعین  
رجل اور فی ظرفیہ لانے کی وجہ یہ ہو گی کہ قراء ان میں سے بعض تھے۔ سب کے سب قراء نہیں تھے۔ تو قراء کا ان میں شامل ہونا ایسے  
ہو گا جیسے کل بعض کو شامل ہوتا ہے۔ اور دوسری توجیہ یہ ہے کہ بنو سلیم کے جو لوگ آئے انہوں نے قراء سمجھنے کا مطالبہ کیا اور وہ بنو سلیم  
مسلمان تھے جن کو اصل قرار دیا گیا اور مدینہ منورہ سے جو قراء ان کے ہمراہ بھی گئے وہ ان کے تابع تھے تو اس معنی کی بنا پر قولہ اقواما رجلا  
کے معنی میں ہو گا۔ تو اب حاصل معنی یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بنو سلیم کے کچھ آدمیوں کو ان کے قبائل کی طرف بھیجا اور ان کے  
ہمراہ مدینہ والوں میں سے ستر ۷۰ آدمی بھی بھیجے جن کو قراء کہا جاتا تھا۔ تو ظاہر یہ ہے کہ ان قبائل میں سے آنے والے مسلمان ان ستر ۷۰  
قراء میں ایسے تھے جیسے قلیل کثیر میں ہوتا ہے۔ تو اب ظرفیہ بھی صحیح ہو گئی۔ یا یوں کہا جائے کہ یہ لوگ ان ستر ۷۰ میں درج ہونے والے  
اور جمع ہونے والے تھے۔

تشریح از شیخ زکریا - حافظؒ فرماتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ مبعوث الیہم بنو عامر ہیں۔ اور مبعوث قراء ہیں۔ جو انصار  
میں سے تھے۔ اور ان کے ساتھ بنو سلیم نے غدر کر کے انہیں قتل کر دیا۔ اس سریت کو سریتہ المنذر اور سریتہ القراء بھی کہتے ہیں۔ اس  
قبیلہ کے لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہیں ہماری قراء سے امداد فرمائیں۔ آپ نے انصار کے  
ستر ۷۰ قراء ان کے ہمراہ کر دیئے۔ جب وہ لوگ ہر معونہ تک پہنچے تو انہوں نے ان قراء حضرات سے غدر کیا۔ اور چیخ اور چلا کر ذکوان اور  
عصیہ قبائل کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ یہ بنو سلیم کی شاخ ہے جنہوں نے سب قراء کو قتل کر دیا۔ تو آنجناب ﷺ مدینہ بھر ان پر قنوت نازلہ

پڑھتے رہے۔ یہ پہلی قنوت نازلہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ چار گروہ بنو عامر۔ رعل۔ ذکوان اور حصیہ یہ سب بنو سلیم کی شاخیں ہیں۔ بعض ان میں سے مسلمان تھے بعض کا آنحضرت ﷺ کے ساتھ عہد تھا۔ اور بعض مسلمان نہیں تھے۔ لیکن انہوں نے آپ سے صلح کر لی تھی۔ بائیں ہمہ انہوں نے عذر کیا اور قراء کی جماعت کو جسے مدد کے لئے لائے تھے قتل کر دیا۔ تو آپ نے ان پر بددعا کی۔ مسلمان مستثنیٰ رہے۔

تشریح از قاسمی - دمیت یہ واقعہ غزوہ احد میں پیش آیا۔

## باب من یجرح فی سبیل اللہ

ترجمہ۔ جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہو جائے اس کی فضیلت

حدیث (۲۶۰۲) حدثنا عبد اللہ بن یوسف الخ  
عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال والذی  
نفسی بیدہ لایکلم احد فی سبیل اللہ واللہ اعلم  
بمن یکلم فی سبیلہ الا جاء یوم القیامۃ واللون  
لون الدم والریح ریح المسک .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے  
قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ کوئی شخص اللہ کی راہ میں زخمی  
نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں  
زخمی ہوا۔ مگر وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا  
رنگ خون کا رنگ ہوگا۔ اور خوشبو کستوری کی ہوگی۔

## باب قول اللہ تعالیٰ هل تربصون بنا الا احدی الحسنین والحرب سجال

ترجمہ۔ اللہ بلند و مرتبہ کے اس قول کی تشریح! آپ  
اعلان فرمادیں کہ تم لوگ ہمارے ساتھ دو نیکویں میں سے  
ایک کا انتظار کرتے ہو۔ اور لڑائی تو ڈول کی طرح ہے۔

حدیث (۲۶۰۳) حدثنا یحییٰ بن بکیر الخ  
ان عبد اللہ بن عباسؓ اخبرہ ان اباسفیان اخبرہ  
ان ہرقل قال له سالتک کیف کان قتالکم ایاہ  
فرعمت ان الحرب سجال ودول فکذلک  
الرسل تبطلی ثم تكون لهم العاقبة .....

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ ابوسفیان  
بن حربؓ نے ان کو خبر دی کہ ہرقل بادشاہ روم نے ان سے کہا  
کہ میں نے تیرے سے سوال کیا تھا کہ تمہاری لڑائی انکے ساتھ  
کیسے رہتی ہے۔ تو تو نے کہا کہ لڑائی ڈول کی طرح ہے۔ گھومتی  
پھرتی رہتی ہے۔ اور انبیاء و رسول بھی اسی طرح ان کی آزمائش کی  
جاتی ہے۔ پھر انجام کار ان کے لئے ہوتا ہے۔

تشریح از قاسمی - الحرب سجال کا مطلب یہ ہے کہ کبھی تو مسلمانوں کو غلبہ ہو کر انہیں فتح نصیب ہوتی ہے اور

مشرکین کو غلبہ ہوتا ہے تو مسلمانوں کو شہادت نصیب ہوتی ہے۔ تو دونوں طرح مسلمانوں کو بھلائی نصیب ہوتی ہے۔

باب قول الله تعالى عزوجل من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظرون ما بدلوا تبديلا

ترجمہ۔ آیت کریمہ کا یہ ہے کہ مؤمنین میں سے بعض وہ مرد ہیں جنہوں نے اس وعدے کو سچا کر دکھایا اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر لی۔ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے معاملات میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

حدیث (۲۶۰۴) حدثنا محمد بن سعيد الخزامي عن انس بن مالك قال غاب عمي انس بن النضر عن قتال بن ذلقال يارسول الله غبت عن اول قتال قاتلت المشركين ولئن الله اشهدني قتال المشركين ليرين الله ما صنع فلما كان يوم احد وانكشف المسلمون قال اللهم اني اعتذر مما صنع هؤلاء يعني اصحابه وابراء اليك مما صنع هؤلاء يعني المشركين ثم تقدم فاستقبله سعد بن معاذ فقال ياسعد ابن معاذ الجنة ورب النضر اني اجدر يحهامن دون احد قال سعد فما استطعت يارسول الله ما صنع قال انس فوجدنا به بضعا وثمانين ضربة بالسيف او طعنة برمح اورمية بسهم فوجدناه قد قتل وقد مثل به المشركون فما عرفه احد الا اخته بينانه قال انس كنا نرى او نظن ان هذه الآية نزلت فيه وفي اشباهه من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه الى اخر الآية وقال ان اخته وهي تسمى الربيع

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت انس بن النضرؓ بدر کی لڑائی سے غیر حاضر رہے تو جناب رسول اللہ ﷺ سے آکر کہا کہ یا رسول اللہ! کہ یہ یہ مشرکوں کے ساتھ پہلی لڑائی تھی جو آپؐ ان سے لڑے اور میں غائب رہا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین کی لڑائی میں کبھی شریک کر دیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کرتا ہوں پس جب احد کی لڑائی ہوئی اور مسلمانوں کو شکست ہو گئی تو فرمانے لگے اے اللہ! جو کچھ ان میرے ساتھیوں نے کیا میں اس سے تیری دربار میں معذرت کرتا ہوں۔ اور جو کچھ مشرکوں نے کیا ان سے تیری طرف بدأت ویزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ پھر آگے بڑھے جنہیں پہلے پہل حضرت سعد بن معاذؓ مل گئے۔ ان سے کہنے لگے اے سعد بن معاذ! رب نضر کی قسم! یہ سامنے جنت ہے میں تو احد پہاڑ کے قریب سے اس کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ تو سعدؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! جو کچھ اس نے کیا میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں ہم نے ان کے بدن میں اسی ۸۰ سے زیادہ تلوار کے زخم یا نیزے کے زخم یا تیر کے زخم پائے۔ اور ان کو اس حال میں مقتول پایا کہ مشرکین نے ان کا مثلہ کر دیا تھا۔ یعنی ناک کان ہاتھ پاؤں کاٹ دئے تھے۔ جس کی وجہ سے سوائے ان کی ہمشیرہ کے انہیں کوئی نہ پہچان سکا۔

كسرت نثية امرأة فامر رسول الله ﷺ بالقصاص  
فقال انس يا رسول الله والذي بعثك بالحق  
لا تكسر نثيتها فوضوا بالارش وتروكوا القصاص  
فقال رسول الله ﷺ ان من عباد الله من لو  
اقسم على الله لا يبره .....

اور اس نے بھی صرف ان کی انگلیوں کے پوروں سے بچانا۔  
حضرت انسؓ فرماتے ہیں ہمارا یقین یا ہمارا گمان ہے یہ آیت کریمہ  
ان کے یا ان جیسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ ترجمہ یہ ہے  
کہ مؤمنوں میں سے بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے  
جو معاہدہ کیا تھا اس کو سچا کر کے دکھایا آخر آیت تک پڑھا۔ اور  
حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ان کی ہمشیرہ جن کا نام ربیعہ تھا اس نے

ایک عورت کے اگلے دودانت توڑ دیئے تھے جناب رسول اللہ ﷺ نے قصاص لینے کا حکم دیا تو حضرت انسؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! قسم ہے  
اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس کے اگلے دودانت نہیں توڑے جائیں گے۔ چنانچہ وہ لوگ تاوان لینے پر راضی  
ہو گئے اور قصاص کو لینا چھوڑ دیا۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں اگر وہ کسی کام پر اللہ تعالیٰ کی قسم  
اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ کا تب وحی فرماتے ہیں  
کہ میں قرآن مجید کو نسخوں میں لکھ رہا تھا کہ میں نے سورہ  
احزاب کی آیت کو گم پایا جو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو  
پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ تو بسیار تلاش کے بعد وہ مجھے حضرت خزیمہ  
انصاریؓ کے پاس سے مل گئی۔ جن کی گواہی کو جناب رسول اللہ  
ﷺ نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا  
یہ قول ہے۔ ترجمہ کہ مؤمنوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں  
جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو سچا کر دیا۔

حدیث (۲۶۰۵) حدثنا ابو الیمان ابو ان زید  
بن ثابت قال نسخت الصحف في المصاحف  
ففقدت اية من سورة الاحزاب كنت اسمع  
رسول الله ﷺ يقرأ بها فلم اجدھا الا مع خزيمه  
ابن ثابت الانصاري الذي جعل رسول الله ﷺ  
شهادته شهادة رجلين وهو قوله من المؤمنين  
رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه .....

تشریح از قاسمی۔ لا تکسر نثیتھا یہ حکم شرعی سے انکار نہیں تھا بلکہ عدم وقوع کی خبر دینا تھا۔ چنانچہ ایسا ہوا۔ اس کی  
تائید آپؐ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی قسم پوری کرتے ہیں۔ اگر اشکال ہو کہ ایک یا دو آدمیوں کی شہادت سے  
آیت قرآنی کیسے ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ قرآن تو متواتر ہے۔ علامہ کرمانیؒ نے جواب لکھا ہے کہ سماع آیت قرآنی تو متواتر تھا۔ لیکن اس کی  
صحیف میں کثرت صرف حضرت خزیمہ انصاریؓ کے پاس تھی۔ نیز ایہ آیت حضرت اہل بن کعب۔ اور حلال بن امیہ وغیرہ ہم کے پاس سے  
بھی مل گئی۔ تو اب جماعت صحابہؓ نقل کرنے والی ہو گئی۔ تو اتر جماعت ہوں۔

## باب عمل صالح قبل القتال

ترجمہ۔ لڑائی سے پہلے کوئی نیک کام کر لینا چاہیے

ترجمہ۔ حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ اپنے اعمال کے مطابق جہاد کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جس کو کرتے نہیں ہو

وقال ابو الدرداء انما تقاتلون باعمالکم  
وقوله یا ایہا الذین امنوا لم تقولون مالا تفعلون  
کبر مقتا عند اللہ الی قوله بنیان مرصوص .....

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک بہت بڑی ناراضگی کا باعث ہے۔ بنیان مرصوص تک پڑھا۔

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ایسا آدمی حاضر ہوا جس نے لوہے سے اپنا سارا چہرہ چھپایا ہوا تھا کہنے لگا یا رسول اللہ! میں جہاد کروں یا اسلام لے آؤں آپؐ نے ارشاد فرمایا پہلے اسلام لے آؤ بعد ازاں جہاد کرو چنانچہ وہ پہلے مسلمان ہوا اور بعد ازاں جہاد کیا اور شہید ہو گیا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے عمل تو تھوڑا کیا لیکن اسے ثواب بہت دیا گیا۔

حدیث (۲۶۰۶) حدثنا محمد بن عبد الرحیم الع  
سمعت البراءؓ يقول اتی النبی ﷺ رجل مقنع  
بالحدید فقال یا رسول اللہ اقاتل او اسلم قال اسلم  
ثم قاتل فاسلم ثم قاتل فقتل فقال رسول اللہ ﷺ  
عمل قليلا واجر کثیرا .....

تشریح از شیخ گنگوہی۔ عمل صالح قبل القتال الخ امام بخاری کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ نیک محنت کو اپنے عمل

میں وہ ثواب ملتا ہے جو فاسق اور بد معاش کو نہیں ملتا۔ پس نیک عمل کو پہلے کر لینا واجب ہے۔ تاکہ صالحین کو جو ثواب ملتا ہے اس سے زیادہ ثواب مل سکے۔ اور اس مقصد پر روایت کی دلالت ظاہر ہے۔ کیونکہ اسلام لانا عمل صالح ہے جس کو پہلے کرنے کا حکم دیا گیا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ ابن المذرؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی ترجمہ سے مناسبت تو ظاہر ہے۔ لیکن اس ترجمہ سے مناسبت میں

خفاء ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر عتاب کیا ناراض ہوئے۔ جو لوگوں کو نیکی کے کام کرنے کو کہتا ہے لیکن خود اسے نہیں کرتا۔ اور جس نے وفا کی اور عند القتال ہمت قدم رہا اس کی مدح و ثنا فرمائی یا اس جہت سے مناسبت ہے کہ جس نے جہاد سے پہلے ناپسندیدہ بات کہی تو غیب نے اس کا معاملہ کھول دیا۔ کہ اس نے خلاف وعدہ کیا تو مضموم یہ ہوا کہ وفا سے پہلے صدق اور عزم صحیح کا ہونا ضروری ہے۔ ثواب اصلح الاعمال میں سے ہو جائے گا۔ لیکن علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ آیت سے مقصود ترجمہ کے اندر بنیان مرصوص ہے۔ گویا کہ جہاد سے پہلے سیمہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صف بندی کر لینا عمل صالح ہے اور بعض نے کہا ہمت قدمی میں دیوار کی طرح ہونا لازم ہے اور بعض نے کہا مضموم یہ ہے کہ جنہوں نے کہا عزم کیا پھر جہاد کیا گویا کہ قول اور عزم قبل القتال تو دو عمل صالح ہیں۔ علامہ عینیؒ نے اسلم ثم قاتل سے ترجمہ ہمت کیا ہے۔

## باب من اتاه سهم غرب فقتله

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس کو ایسا تیر لگے جس کا

مارنے والا معلوم نہ ہو سکے جس نے اسے قتل کر دیا اس کی فضیلت کے بارے میں ہے۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیث بیان کرتے ہیں

کہ ام الربیع بنت البراء جو حارثہ بن سراقةؓ کی والدہ تھیں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگیں کہ اے اللہ کے نبی! کہ آپ مجھے حارثہ کے متعلق بیان نہیں فرماتے جو بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے جنہیں نامعلوم آدمی کا پھیکا ہوا تیر لگا۔ پس اگر وہ جنت میں ہے تو میں مبر کروں اگر کوئی اور معاملہ ہے تو پھر اس پر رونے میں پوری کوشش کروں۔ تو آپ نے فرمایا اے حارثہ کی والدہ! قصہ یہ ہے کہ جنت میں بہت سے باغات ہیں تیر لہتا تو فردوس اعلیٰ میں پہنچا ہوا ہے۔

حدیث (۲۶۰۷) حدثنا محمد بن عبد الله الخ

حدثنا انس بن مالك ان ام الربيع بنت البراء وهي ام حارثة ابن سراقة امنت النبي ﷺ فقالت يا نبي الله الا تحدثني عن حارثة وكان قتل يوم بدر اصابه سهم غرب فان كان في الجنة صبرت وان كان غير ذلك اجتهدت عليه في البكاء قال ام حارثة انها جنان في الجنة وان ابنك اصاب الفردوس الاعلى ...

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اجتهدت عليه في البكاء۔ رونے سے وہ رونا مراد ہے جو بلانوحہ کے مباح ہے۔ اگر وہ مغفور ہے

تو غلبہ مسرور کی وجہ سے اس بکاء مباح سے بھی رک جاؤں گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ غزوہ بدر کے بعد کا ہے اور نوحہ کی حرمت غزوہ احد کے بعد

ہوئی ہے۔ لہذا اب کوئی اشکال نہیں ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہاں تو نوحہ کا ذکر ہی نہیں بلکہ صرف بکاء کا ذکر ہے۔ دفن میت سے پہلے اور اس کے بعد بکاء تو جائز ہے جس پر سب کا اتفاق ہے۔ اس لئے قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان فرمائی ہے وہ اللطف ہے۔ بلکہ میں یہی کہتا ہوں کہ اس کی تائید کرتا ہے۔ رجعت وہی تضحك وتقول بنح بنح لك يا حارثة۔ نیز! ام الربیع ام حارثہ بن سراقةؓ تو صحیح۔ لیکن ام الربیع بنت البراء وہم ہے بلکہ الربیع بنت النضر ہے جو حضرت انس بن مالکؓ کی چھوٹی بہن ہے۔ جسے امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے۔ باقی امام بخاریؒ نے من اتاه سهم غرب سے ایک وہم کا دفعیہ کیا ہے کہ جب تیر مارنے والا معلوم نہیں کہ کافر ہے یا مسلمان تو امام بخاریؒ نے تنبیہ فرمائی۔ جو میدان جنگ میں مقتول پایا گیا وہ شہید ہے اگرچہ اس کا قاتل معلوم نہ ہو۔

ترجمہ۔ اس شخص کا ثواب جس نے جہاد اس لئے کیا

تاکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو۔

باب من قاتل لتكون

كلمة الله هي العليا

حدیث (۲۶۰۸) حدثنا سليمان بن حرب بن  
عن أبي موسى قال جاء رجل إلى النبي ﷺ  
فقال الرجل يقاتل للمغنم والرجل يقاتل للذكر  
والرجل يقاتل ليري مكانه فمن في سبيل الله  
قال من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو  
في سبيل الله ....

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی  
نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ آدمی غنیمت  
کے مال کے لئے لڑائی میں شامل ہوتا ہے۔ دوسرا اپنے ذکر اور  
شرت کے لئے شامل ہوتا ہے۔ تیسرا اس لئے لڑائی لڑتا ہے  
تاکہ لڑائی میں اسے اپنا مقام معلوم ہو جائے کہ کس قدر پہلوان  
ہے۔ تو ان میں سے مجاہد فی سبیل اللہ کون ہے۔ آپؐ نے ارشاد  
فرمایا جس نے جہاد اس نیت سے کیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور قانون  
و حکم بلند ہو تو وہی فی سبیل اللہ مجاہد ہے۔

تشریح از قاسمی۔ معلوم ہوا کہ طالب غنیمت اور شرت اور شجاعت کو ظاہر کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔  
بعض نے ثانی اور ثالث میں یوں فرق کیا ہے کہ دوسرا طالب شرت ہے اور تیسرا ایسا کار ہے۔

### باب من اعبرت قدماہ

فی سبیل اللہ۔

ترجمہ۔ اس شخص کی فضیلت کے بارے میں  
جس کے دونوں قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو گئے

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے مدینہ والوں اور  
ارد گرد کے دیہاتیوں کے لئے زیبا نہیں ہے کہ وہ اللہ کے رسول  
سے پیچھے رہ جائیں۔ الی قولہ بے شک اللہ تعالیٰ عہدگی سے  
کام کرنے والوں کے ثواب کو ضائع نہیں کریں گے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو عیسٰی جن کا نام نامی عبدالرحمن بن  
جبرؓ ہے۔ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ  
کوئی اللہ کا بندہ ایسا نہیں جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود  
ہو گئے ہوں کہ اسے جہنم کی آگ چھو جائے۔

وقول الله تعالى ما كان لاهل المدينة ومن  
حولهم من الاعراب ان يتخلفوا عن رسول الله  
الى قوله ان الله لا يضيع اجر المحسنين ...

حدیث (۲۶۰۹) حدثنا اسحق بن اخبرني  
ابو عيسى هو عبد الرحمن بن جبر ان رسول الله  
ﷺ قال ما عبرت قدما عبد في سبيل الله  
فحمسه النار .....

### باب مسح الغبار عن الناس

فی سبیل اللہ۔

ترجمہ۔ اللہ کی راہ میں اپنے سر سے غبار کا جھاڑنا

حدیث (۲۶۱۰) حدثنا ابراهيم بن موسى النجاشي قال قال له ولعلي بن عبد الله اثينا ابا سعيد فاسمعا من حديثه فاتيانه وهو اخوه في حائط لهما يستياناه فلما رانا جاء فاحتبى وجلس فقال كنا ننقل لبن المسجد لبنة لبنة وكان عمار ينقل لبنتين لبنتين فمر به النبي ﷺ ومسح عن رأسه الغبار وقال ويح عمار تقتله الفئة الباغية عمار يدعوهم الى الله ويدعونه الى النار .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عکرمہؓ اور علی بن عبد اللہ سے فرمایا تم دونوں حضرت ابو سعید کے پاس جا کر ان سے حدیث سنو۔ چنانچہ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ اور ان کے بھائی اپنے ایک باغ کو پانی پلا رہے تھے۔ جب انہوں نے ہم لوگوں کو دیکھا تو تشریف لائے کپڑے سے احتیاء کر کے یعنی سارالے کر بیٹھ گئے۔ اور فرمانا شروع کیا کہ ہم مسجد نبویؐ کے لئے ایک ایک امینٹ اٹھا رہے تھے۔ اور حضرت عمارؓ دو دو امینٹیں اٹھا رہے تھے تو اچانک جناب نبی اکرم ﷺ کا ان کے پاس سے گذر ہوا۔ ان کے سر سے غبار جھاڑتے ہوئے فرمایا کہ افسوس ہے عمار کے لئے کہ اسے ایک باغی گردہ قتل کرے گا۔ یہ انہیں اللہ کی طرف بلاتے ہوں گے اور وہ لوگ اسے جہنم کی طرف دعوت دے رہے ہوں گے۔

تشریح از قاسمی۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب اور بعد ازاں کے باب سے اس توہم کا دفعیہ کرنا ہے کہ آثار جہاد کو دور نہ کرنا چاہئے جیسے آثار وضو دور نہیں کئے جاتے۔ لیکن دونوں میں فرق ہے۔ وضو تو آلہ ہے مقصود نماز ہے اس کے قائم ہونے تک آثار کا باقی رہنا مناسب ہے۔ لیکن جہاد جو مقصود تھا اس کے بعد اس کے آثار تنظیف اور طہارت حاصل کرنے کے لئے زائل کرنا مناسب ہے۔ اس لئے دونوں میں فرق ہو گیا۔

## باب الغسل بعد الحرب والغبار

حدیث (۲۶۱۱) حدثنا محمد بن سلام عن عائشة ان رسول الله ﷺ لما رجع يوم الخندق ووضع السلاح واغتسل فاتاه جبريل وقد عصب رأسه الغبار فقال وضعت السلاح فوالله ما وضعتة فقال رسول الله ﷺ فاین قال ههنا واو ما الى بنی قریظہ قالت فخرج اليهم رسول الله ﷺ ..

ترجمہ۔ لڑائی اور غبار اگود ہونے کے بعد غسل کرنا افضل ہے

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب غزوہ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار کھول کر غسل کر لیا تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ ان کا سر غبار سے اٹا ہوا تھا گویا کہ پٹی بندھی ہوئی ہے۔ فرمانے لگے کہ آپ نے تو ہتھیار اتار کر رکھ لئے لیکن اللہ کی قسم! میں نے ابھی تک نہیں رکھے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کہاں کا روہ ہے فرمایا اس جگہ کا اور بنو قریظہ کی طرف اشارہ فرمایا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ فوراً ان کی طرف روانہ ہو گئے۔



## باب فضل قول اللہ تعالیٰ

## ترجمہ۔ ارشاد ربانی کا ترجمہ

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله  
امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون فرحين بما  
اتاهم الله من فضله الى قوله وان الله لا يضيع  
اجر المؤمنين...

حدیث (۲۶۱۲) حدثنا اسمعيل بن عبد الله الخ  
عن انس بن مالك قال دعا رسول الله ﷺ  
على الذين قتلوا اصحاب بئر معونة ثلثين غداة  
على رعل وذكو ان وعصية عصت الله ورسوله  
قال انس انزل في الذين قتلوا بئر معونة قران  
قرانا ه ثم نسخ بعد بقر ا قومنا ان قد لقينا ربنا  
فرضى عنا ورضينا عنه .....

حدیث (۲۶۱۳) حدثنا علي بن عبد الله الخ  
عن عمر وسمع جابر بن عبد الله يقول اصطح  
ناس الخمر يوم احد ثم قتلوا شهداء فقیل  
لسفيان من اخر ذلك اليوم قال ليس هذا فيه...

یقول کرمانی "سارا جملہ قتلوا شهداء فی آخر ذلك اليوم حدیث میں نہیں ہے۔ گویا سفيان راوی بھول گیا پھر اسے یاد آیا۔

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جائیں انہیں  
مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے ان کو  
روزی دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے سے ان کو دیا ہے وہ  
اس پر خوش ہونے ہونے والے ہیں۔ الی قولہ بے شک اللہ تعالیٰ  
عہدگی سے کام کرنے والوں کے ثواب کو ضائع نہیں کرے گا۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے بارے میں بددعا کی جنہوں نے  
بئر معونہ میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کو قتل کیا تھا تیس دن  
تک صبح کے وقت رعل۔ ذکوان۔ عصیہ۔ جنہوں نے اللہ اور  
اس کے رسول کی نافرمانی کی ان پر بددعا فرمائی حضرت انسؓ  
فرماتے ہیں کہ بئر معونہ کے مقتولوں کے بارے میں قرآن نازل  
ہوا جو بعد میں منسوخ ہو گیا۔ وہ یہ تھا کہ ہماری قوم کو یہ پیغام  
پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملاقی ہو گئے جو ہم سے راضی ہوا  
اور ہم اس سے راضی ہوئے۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں احد کی  
لڑائی میں صبح کے وقت کچھ لوگوں نے شراب پی لی تھی۔ پھر وہ  
شہید ہو کر قتل کر دیئے گئے۔ سفيان سے کہا گیا کہ یہ شہادت  
اس دن کے آخر میں ہوئی۔ فرمایا یہ حدیث میں مروی نہیں۔

یقول کرمانی "سارا جملہ قتلوا شهداء فی آخر ذلك اليوم حدیث میں نہیں ہے۔ گویا سفيان راوی بھول گیا پھر اسے یاد آیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ان الله لا يضيع اجر المؤمنین آیت کی دلالت ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ انکے فعل شراب خوری پر پکڑ کرتا  
تو پھر محسنین کے اعمال ضائع ہو جاتے لیکن ابھی تک حرمت شراب نازل نہیں ہوئی تھی اسلئے فعل مباح پر شہادت کا عمل ضائع نہیں ہوا۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ** - ابن المذہبؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ شراب جو احد کی صبح کو پی گئی اگر وہ ضرر رساں ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کے بعد نہ تو ان کی مدح سرائی کرتے اور نہ ہی خوف و حزن کو ان سے رفع فرماتے۔ وجہ یہ ہے کہ اس دن تک شراب خوری مباح تھی حرمت بعد میں نازل ہوئی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ اس کے قول شہداء سے لیا گیا ہے اور وہ شراب جو انہوں نے اس دن پی تھی اس نے ان کو کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

## باب ظل الملائكة علی الشہید

ترجمہ - شہید پر فرشتوں کا سایہ کرنا

ترجمہ - حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایسے حال میں لایا گیا کہ انکا منہ ہو چکا تھا۔ ناک۔ کان۔ ٹانگیں۔ ہاتھ کٹ چکے تھے۔ اور آپؐ کے سامنے ان کو رکھ دیا گیا۔ تو میں انکا چہرہ کھولنے لگا جس پر میری قوم نے مجھے روک دیا۔ پھر ایک چیختے والی عورت کی آواز سنی گئی۔ کہ یہ عمرو کی بیٹی یا اس کی بہن ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیوں روتی ہے۔ فرمایا تم نہ روؤ۔ اس پر تو فرشتوں نے اپنے پروں سے سایہ کیا ہوا ہے۔ میں نے صدقہ راوی سے پوچھا کہ یہ بھی اس حدیث میں ہے یہاں تک کہ اسے اٹھایا گیا انہوں نے فرمایا کہ کبھی کبھی وہ اس کو کہا کرتے تھے۔

حدیث (۲۶۱۴) حدثنا صدقة بن الفضل انه سمع جابر بن عبد الله يقول جی بابی الی النبی ﷺ وقد مثل به ووضع بین یدیه فذهبت اکشف عن وجهه فلها نی قومی فسمع صوت صالحة فقيل ابنة عمرو او اخت عمرو فقال لم تبکی اولابکی ما زالت الملائكة تظله باجنحتها قلت لصدقة انه حتی رفع قال ربما قاله .....

**تشریح از قاسمیؒ** - اس باب کی غرض یہ ہے امام بخاریؒ شہید کے حال کی عظمت بتلانا چاہتے ہیں فرشتے شہید کو اپنے جلو میں

لے لیتے ہیں۔ اللهم ارزقنا شهادة فی سبيلك -

ترجمہ - شہید کی خواہش ہوگی

باب تمنی المجاهد

وہ دنیا کی طرف لوٹ جائے۔

ان یرجع الی الدنیا -

ترجمہ - حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو جنت میں داخل ہونے کے بعد واپس دنیا میں آنے کی

حدیث (۲۶۱۵) حدثنا محمد بن بشار انه سمعت انس بن مالک عن النبی ﷺ قال ما احد یدخل الجنة یحب ان یرجع الی الدنیا وله

خواہش کرے۔ سوائے شہید کے کہ وہ تمہنی کرے گا کہ دنیا کی طرف واپس ہو کر دس مرتبہ قتل کر دیا جائے۔ یہ سب کچھ اپنی کرامت اور تعظیم دیکھنے کی وجہ سے ہو گا۔

ترجمہ۔ جنت چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے ہے

ترجمہ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں ہمارے نبی اکرم ﷺ نے خبر دی کہ جو شخص بھی ہم میں سے شہید ہو گا وہ سیدھا جنت کی طرف روانہ ہو گا اور حضرت عمرؓ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی نے سالم کی طرف لکھا جو عمرو بن عبید اللہ کے کاتب تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بے شک جنت تلواروں کے سایوں کے نیچے ہے اس کی مہارت اویسی نے کی موسیٰ بن عقبہ سے۔

جس نے جماد کے لئے اولاد مانگی

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام پیغمبر نے کہا کہ آج کی رات میں اپنی ایک سویا نانوے بیویوں سے بھڑی کروں گا۔ ان میں سے ہر ایک۔ ایک ایک شہسوار بنے گی۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ تو آپ کے ساتھی نے فرمایا انشاء اللہ کہ دو۔ وہ انشاء اللہ نہ کہہ سکے تو ان سب عورتوں میں سے صرف ایک عورت حاملہ ہوئی۔ وہ بھی آدمی کا

ما علی الارض من شی الا الشہید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامة

## باب الجنة تحت بارقة السيوف

وقال المغيرة بن شعبه اخبرنا نبينا ﷺ عن رسالة ربنا من قتل منا صار الى الجنة وقال عمر للنبي ﷺ اليس قتلا نألي الجنة وقتلاهم في النار قال بلى .....

حدیث (۲۶۱۶) حدثنا عبد الله بن محمد عن عن سالم ابی النضر مولى عمر بن عبد الله وكان كاتبه قال كتب اليه عبد الله ابن ابی اوفی ان رسول الله ﷺ قال واعملوا ان الجنة تحت ظلال السيوف تابعه الاويسى عن موسى بن عقبه

## باب من طلب الولد للجهاد

حدیث (۲۶۱۷) قال الليث بن سعد سمعت ابا هريرة عن رسول الله ﷺ قال قال سليمان بن داود عليهما السلام لا طوفن الليلة على مائة امرأة اتسعن وتسعين كلهن تانى بفارس يجاهد في سبيل الله فقال له صاحبه ان شاء الله فلم يقل ان شاء الله فلم يحمل منهن الا امرأة واحدة

جاءت بشق رجل والذى نفس محمد بيده لوقال  
ان شاء الله لجاهدوا فى سبيل الله فرسانا اجمعون

آدم احمده۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں  
محمد ﷺ کی جان ہے اگر حضرت سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ

کہہ دیتے تو سب کی سب ان کی لولا گھوڑے سوار اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ جاءت بشق الخ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کا عزم انشاء اللہ کہنے کا تھا لیکن وہ اپنے عزم کو  
پورا نہ کر سکے ان کا عزم ناقص رہ گیا اس طرح ان کا دلہ بھی ناقص باقی رہا جو کامل نہ ہو سکا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ جو توجیہ شیخ گنگوہی نے بشق رجل کی فرمائی ہے شرح میں سے کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں  
فرمائی۔ کسی نے مثنیٰ غلام اور کسی نے نصف انسان۔ اور نقاش نے اس شق کو وہ جسد قرار دیا الذى القى على كرسية لوربع سے مفسرین  
نے جسد سے شیطان مراد لیا ہے۔ لیکن صحیح نہیں ہے۔ محققون کا قول ہے جیسا کہ صاحب جمل نے نقل فرمایا کہ یہ حضرت سلیمان کا استحسان  
اور آزمائش تھی۔ جب کہ وہ انشاء اللہ نہ کہہ سکے۔ تو شق وہ جسد ہے جو ان کی کرسی پر ڈالا گیا۔ اور بعض نے کہا کہ جب جہاد لولاد میں اس قدر  
محو ہو گئے کہ فرشتے یا قائل کے کلام کی طرف توجہ نہ رہی اس لئے انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ باقی عورتوں کے بارے میں روایات مختلفہ ہیں  
ساتھ۔ ستر۔ نوے۔ ننانوے۔ اور سو۔ جمع کی صورت یہ ہے کہ ساتھ تو حرائز تھیں۔ اور جو ان سے زائد تھیں وہ باندیاں تھیں۔ اور بعض  
روایات میں ہزار کا عدد بھی آیا ہے۔ جن میں سے تین سو حرائز اور سات سو باندیاں تھیں۔

## باب الشجاعة فى الحرب والجبن

ترجمہ۔ لڑائی اور جنگ میں بہادری اور بزدلی کیسے ہے

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم  
ﷺ تمام لوگوں میں سے زیادہ خوب صورت تھے۔ سب سے  
زیادہ بہادر تھے سب سے زیادہ مخی تھے۔ ایک مرتبہ مدینہ والے  
کسی گھبراہٹ میں جتلا ہوئے تو جناب نبی اکرم ﷺ ان سب سے  
پہلے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے کہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔

حدیث (۲۶۱۸) حدثنا احمد بن مالك انه  
عن انس قال كان النبي ﷺ احسن الناس واشجع  
الناس واجود الناس ولقد فرغ اهل المدينة فكان  
النبي ﷺ سبقهم على فرس وقالوا جلدناه بحرأ.

اور فرمایا میں نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا جو تھکاوٹ کا نام نہیں لیتا۔

تشریح از قاسمی۔ حدیث باب ہے شجاعت کی مدح ثابت ہوئی جہن اس کی ضد ہے اس کی مذمت معلوم ہوئی ہے۔

حدیث (۲۶۱۹) حدثنا ابو اليمان الخ اخبرني  
ترجمہ۔ حضرت جہر بن مطعمؓ خبر دیتے ہیں کہ دریں اثنا کہ وہ

جبر بن مطعم انه بينما هو يسير مع رسول الله ﷺ ومعه الناس مقفله من حنين فعلقه الناس يستلونه حتى اضطروا الى سمره فخطفت ردائه فوقف النبي ﷺ فقال انتوني ردائي لو كان لي عدد هذه العضاء نعمالقسمته بينكم ثم لا تجدوني بخيلا ولا كذوبا ولا جبانا ...

جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چل رہے تھے۔ اور آپ کے ہمراہ دوسرے لوگ بھی تھے۔ جب کہ آپ حنین سے واپس لوٹ رہے تھے تو بہت سے دیہاتی آپ کو چمٹ گئے۔ وہ آپ سے مانگ رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپ کو ایک درخت تک پہنچنے میں مجبور کر دیا۔

تشریح از قاسمی۔ خلیل کذب اور جہان مبالغہ کے صیغے ہیں۔ جن سے جس کی نفی کرنا مقصود ہے۔ صرف مبالغہ کی نہیں اور یہ جوامع الکلم میں سے ہے۔ جس سے اصول اخلاق بیان ہوئے۔ حلم۔ کرم اور شجاعت۔ عدم کذب سے قوت عقیلہ کے کمال کی طرف اشارہ ہے۔ اور عدم جبن سے کمال قوت غضبیہ یعنی شجاعت کی طرف اشارہ ہے۔ اور عدم بخل سے کمال قوت شہوت کی طرف اشارہ ہے اور یہ تینوں اصول الاخلاق ہیں۔ اول مرتبہ صدیقین کا ہے۔ دوسرا مرتبہ شہداء کا ہے۔ اور تیسرا مرتبہ صالحین کا ہے اللہم اجعلنا منہم۔

### باب ما يتعوذ من الجبن

حدیث (۲۶۲۰) حدثنا موسى بن اسمعيل الن قال كان سعد يعلم بنيه هؤلاء الكلمات كما يعلم المعلم الغلمان الكتابة ويقول ان رسول الله ﷺ كان يتعوذ منهن دبر الصلوة اللهم اني اعوذ بك من الجبن واعوذ بك ان ارد الى ارضل العمر واعوذ بك من فتنة الدنيا واعوذ بك من عذاب القبر فحدثت به مصعبا فصدقه .....

ترجمہ۔ وہ کلمات جن کے ذریعہ بزدلی سے پناہ مانگی گئی ہے۔

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے جس طرح معلم لڑکوں کو کلمات سکھاتا ہے اور فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان چیزوں سے پناہ پکڑتے تھے۔ اے اللہ! میں تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں بزدلی سے اور تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں خراث بڑھاپے سے اور تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں قبر کے عذاب سے۔ پس حدیث میں نے ان کے پیٹے مصعب بن سعد کو بیان کی تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی

حدیث (۲۶۲۱) حدثنا مسدد بن سمعت انس بن مالك كان النبي ﷺ يقول اللهم اني

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ فرماتے تھے اے اللہ! میں تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں

عاجز ہونے اور سستی اور بزدلی اور بوجھاپے سے اور تیرے ساتھ  
پناہ پکڑتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے اور تیرے ساتھ  
پناہ پکڑتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

اعوذ بك من العجز والكسل والجبن ولهم  
واعوذ بك من فتنة المحيا والممات واعوذ بك  
من عذاب القبر .....

تشریح از قاسمی۔ محیا و ممات دونوں مصدر یہی ہیں۔ حیۃ اور موت کے مہنی میں زندگی کے فتنے شہوات جمالات اور  
سخت فتنہ خاتمہ عند الموت ہے۔ اور موت کے فتنے سے بعض نے فتنہ قبر اور بعض نے فتنہ عند احتضار الموت کہا ہے۔

ترجمہ۔ ان لوگوں کے بارے میں جو جناب رسول اللہ  
ﷺ کی لڑائی کے دیکھے ہوئے واقعات بیان کرتے ہیں۔  
ابو عثمان نے اس کو حضرت سعدؓ سے بیان کیا ہے۔

### باب من حدث بمشاهده

### فی الحرب قالہ ابو عثمان عن سعد

ترجمہ۔ حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ میں  
حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ حضرت سعدؓ اور حضرت مقداد بن الاسودؓ  
اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی صحبت میں رہا لیکن ان حضرات  
میں سے کسی نے بھی جناب رسول اللہ ﷺ کی لڑائیوں کے  
حالات بیان نہ کئے۔ مگر صرف ایک حضرت طلحہؓ سے میں نے سنا  
کہ وہ احد کی لڑائیوں کے حالات بیان کرتے تھے۔

حدیث (۲۶۲۲) حدثنا قتیبہ بن سعید عن  
عن السائب بن یزید قال صحبت طلحة بن عبید اللہ  
وسعد او المقداد بن الاسود وعبدالرحمن بن  
عوف فما سمعت احدا منهم يحدث عن رسول اللہ  
ﷺ الا انی سمعت طلحة يحدث عن يوم احد.

تشریح از قاسمی۔ کہار صحابہ کی لور زیادتی کے خوف سے آنحضرت ﷺ کی زندگی کے حالات بیان نہیں کرتے تھے۔  
حضرت طلحہؓ نے ان کا بیان دیا اور عجب سے خالی تھا۔ اور جب حضور ﷺ کے افعال کی اقتداء مقصود ہو تو اس وقت بھی بیان کرنا مستحب ہے۔

ترجمہ۔ جب عام لام ہندی کا حکم ہو تو کوچ کرنا  
واجب ہے نیز! جہاد یا جہاد کی نیت کرنا بھی واجب ہے

### باب وجوب النفیر وما یجب

### من الجہاد والنیۃ۔

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ترجمہ یہ ہے۔ ہلکے  
پھلکے اور بوجھل ہو کر نکلو اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں  
کے ساتھ جہاد کرو اگر تم علم رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے

وقوله تعالیٰ انفروا خفافا وثقالا وجاهدوا  
باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذلکم خیر لکم  
ان کنتم تعلمون لو کان عرضا قریبا وسفرا قاصدا

لا تبعوك ولكن بعدت عليهم الشقة وسيحلفون  
بالله الایة وقوله تعالى يا ايها الذين امنوا مالكم  
اذا قيل لكم انفروا الى سبيل الله انا قلتم الى الارض  
ارضيتم بالخيوة الدنيا من الاخرة الى قوله على  
كل شئ قدير. يذكر عن ابن عباس انفروا ثبات  
سوايا متفرقين يقال احد الثبات ثبة .....

اگر کوئی اسباب قریب ہو۔ یا سفر درمیانہ ہو تو وہ آپ کی پیروی  
کریں گے۔ الی قولہ۔ اور اللہ جانتا ہے کہ لوگ جموٹ کئے  
والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ایے ایمان والو! تمہیں  
کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم  
زمین سے چٹ جاتے ہو۔ کیا تم نے دنیا کی زندگی کو آخرت کی  
زندگی کے مقابلہ میں پسند کر لیا حالانکہ دنیا کی کامال و متاع  
تو آخرت کے مقابلہ میں بالکل تھوڑا ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ

سے ذکر کیا جاتا ہے کہ تم لوگ متفرق جماعتیں بن کر نکلو۔ کہا جاتا ہے کہ ثبات کا واحد ثبۃ ہے۔

حدیث (۲۶۲۳) حدثنا عمرو بن علی الخ  
عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ قال يوم الفتح لا هجرة  
بعد الفتح ولكن جهاد ونية واذا استنفرتم فانفروا

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ  
کے موقع پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اب فتح مکہ کے  
بعد ہجرت من مکہ الی المدینہ فرض نہیں رہی لیکن اب تو

صرف جہاد اور اس کی نیت رہ گئی۔ اور جب عام لام ہندی کے لئے بلایا جائے تو سب نکل کھڑے ہو۔

تشریح از قاسمی۔ پہلے افراد کا حکم تھا۔ جب مؤمنین امر بالنفیۃ سے متاثر ہوئے تو مالکم الخ سے ان پر عتاب ہوا۔  
بعد ازاں انفروا خفا و ثقالا کا حکم ہوا۔ مصنفؒ نے آیت امر کو آیت عتاب پر مقدم کر دیا۔ کیونکہ اس کا حکم عام تھا۔ ثبات جمع ثبۃ کی  
جس کے معنی فرقہ کے ہیں۔ تو معنی ہوئے متفرق جماعتیں بن کر نکلو۔ سراپا کی صورت میں۔

لا هجرة بعد الفتح یہ ہجرت من مکہ الی المدینہ منسوخ ہوئی۔ لیکن جس مقام پر امور دین کو انجام نہ دیا سکتا ہو  
وہاں سے ہجرت کرنا اب بھی واجب ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔

ترجمہ۔ کافر مسلمان کو قتل کر دیتا ہے پھر وہ خود مسلمان  
ہو جاتا ہے اس کے بعد وہ ٹھیک ٹھاک اسلام پر قائم رہتا ہے اور  
قتل ہو جاتا ہے۔

## باب الکافر یقتل المسلم

## ثم یسلم فیسدد بعد ویقتل

حدیث (۲۶۲۴) حدثنا عبد الله بن يوسف الخ  
عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال یضحك الله

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان ذوالدومیوں سے راضی ہوتا ہے

ان میں ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے کہ دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔ کہ اس نے تو اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور قتل ہو گیا دوسرے قاتل کو اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دی۔ کہ قاتل بھی مسلمان ہو کر شہید ہو گیا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ خیبر کے فتح ہو جانے کے بعد خیبر میں آنحضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے کہا یا رسول اللہ میرے لئے بھی غنیمت میں سے حصہ مقرر فرمائیے تو سعید بن العاص کے بعض بیٹوں نے اعتراض کیا کہ یا رسول اللہ! ان کا حصہ مقرر نہ فرمائیے۔ جس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ یہ تو ان نفل کا قاتل ہے تو سعید بن العاص کے بیٹے نے کہا کہ واہ کس قدر تعجب ہے۔ اس لومڑ پر جو قدم ضان دوس کے پہاڑ سے ہمارے پاس آیا اور مجھ پر اس آدمی کی موت کا عیب لگاتا ہے جو مسلمان تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر عزت و تکریم سے نوازا کہ وہ شہید ہو گیا۔ اور مجھے اس کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا کہ میں کفر کی حالت میں مرجاتا راوی کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ آپؐ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے لئے غنیمت کا حصہ نکالایا حصہ نہیں دیا

سفیان فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث سعیدی نے اپنے دادا سے بیان فرمائی۔ اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ سعید کا عمرو بن یحییٰ جو سعید بن العاص کی لولہ میں سے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ابن نوفل کا نام نعمان بن مالک بن ثعلبہ انصاری تھا۔ ثعلبہ کا لقب نوفل تھا۔ نعمان کو لبان بن سعیدہ نے

احد کی لڑائی میں حالت کفر میں قتل کیا تھا۔ اور لبان حدیبیہ اور احد کے درمیان مسلمان ہو گئے۔

وہو اگر بمسکون الباء ہے تو لومڑی جو بلی کے مشابہ ہے۔ اگر و بفتح الباء ہو تو وبر الابل والنشاة سے تشبیہ تحقیر کے لئے ہے

تدلی بمعنی انحدر نیچے اترل قدم ضان الی من طرف ضان قبیلہ دوس کے پہاڑ کا نام ہے۔ قدم کا معنی گھاٹی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں

من الرجلین یقتل احدهما الاخر یدخلان الجنة یقاتل ہذا فی سبیل اللہ فیقتل ثم یتوب اللہ علی القاتل فیستشهد ....

حدیث (۲۶۲۵) حدثنا الحمیدی الخ عن ابی ہریرۃ قال اتیت رسول اللہ ﷺ و هو بخیر بعد ما افتتحوا ما فقلت یا رسول اللہ اسہم لی فقال بعض بنی سعید بن العاص لا تسہم لہ یا رسول اللہ فقال ابو ہریرۃ ہذا قاتل ابن نوفل فقال ابن سعید بن العاص و اعجابا لو بر تدلی علینا من قدم ضان یعنی علی قتل رجل مسلم اکرمہ اللہ علی یدی ولم یہننی علی یدیہ قال فلا ادری اسہم لہ ام لم یسہم لہ قال سفیان و حدیثہ السعیدی عن جدہ عن ابی ہریرۃ قال ابو عبد اللہ السعیدی عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص ...



کہ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ وہ ابن نوفل میرے ہاتھ پر شہید ہوئے۔ میں ان کے ہاتھ پر حالت کفر میں قتل نہیں ہوا۔ کہ لبان حالت کفر میں قتل نہیں ہو بلکہ زندہ رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دی اور مسلمان ہو گیا۔ یعنی علی یعنی عیب لگاتا ہے۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے

جہاد کو روزے پر ترجیح دی۔

## باب من اختار الغزو علی الصوم

حدیث (۲۶۲۵) حدثنا ادم الخ سمعت

انس بن مالک قال کان ابو طلحة لا يصوم علی

عهد النبی ﷺ من اجل الغزو فلما قبض النبی

ﷺ لم اره مفطرا الا یوم فطرا والضحی .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ حضرت

ابو طلحہؓ صحابی جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں جہاد کی وجہ سے

نفل روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ جب نبی اکرم کی وفات ہو گئی

تو میں نے ان کو افطار کرتے نہیں دیکھا۔ سوائے یوم الفطر اور

یوم الاضحیٰ کے باقی سارا سال روزے رکھتے تھے۔

تشریح از قاسمی۔ بظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے وفات نبوی ﷺ کے بعد غزوات میں حصہ

نہیں لیا۔ لیکن ابن سعدؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے انفروا خفافا و ثقالا کو پڑھا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہاد کے لئے

نکلنے کا حکم شیوخت اور شباب دونوں حالتوں میں دیا ہے چنانچہ جہاد کی تیاری کی۔ آپ کے بیٹوں نے کہا ہم آپ کی طرف سے جہاد کریں گے

لیکن انہوں نے انکار کیا۔ تیاری کر کے غزوۃ البحر میں شمولیت کی جس میں ان کی وفات ہو گئی۔ سات دن کے بعد انہیں دفن کیا گیا تو نعش میں

کوئی تغیر نہیں آیا تھا۔ رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ۔ قتل ہونے کے علاوہ سات قسم کی شہادت ہے

## باب الشهادة سبع سوى القتل

حدیث (۲۵۲۶) حدثنا عبد اللہ بن یوسف الخ

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال الشهداء

خمسة المطعون والمبطون والفرق وصاحب

الهدم والشہید فی سبیل اللہ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید پانچ قسم ہیں طاعون میں مر جانے

والا۔ پیٹ کی بیماری سے مر جانے والا۔ غرق ہو کر مر جانے والا

جس پر دیوار گرے اور وہ مر جائے۔ پانچواں جو اللہ کی راہ میں

شہید ہو۔

حدیث (۲۶۲۷) حدثنا بشر بن محمد الخ عن انس بن

مالک عن النبی ﷺ قال الطاعون شهادة لكل مسلم

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں

کہ آپؐ نے فرمایا کہ طاعون کی وباء ہر مسلمان کیلئے شہادت کا مقام ہے۔

**تشریح از قاسمی**۔ اگر اشکال ہو حدیث ترجمۃ الباب سے مطابق نہیں۔ قتل کے سوا سات کا ذکر نہیں ہے بلکہ چار کا ذکر ہے تو شارح تراجم نے دو طرح سے جواب دیا ہے۔ پہلی توجیہ یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ شہادت فی قتل جہاد میں منحصر نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ روایت مالک میں سبعة کا لفظ ہے جو مصنف نے شرط کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے اسے ذکر نہیں کیا۔ تیسری توجیہ یہ ہے کہ بعض روایاتی کو بھول گئے۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے قول کا ترجمہ یہ ہے کہ مؤمنوں سے جو تکلیف والے نہ ہوں ان میں سے بیٹھنے والے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں برابر نہیں ہوتے۔ غفور ارحیم تک پڑھا۔

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت کریمہ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ الْخ نازل ہوئی تو آپؐ نے حضرت زید بن ثابتؓ کا تب وحی کو بلوایا تو وہ کندھے کی ہڈی لے آئے جس پر اس آیت کو لکھا۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ نے اپنی تکلیف ذہاب بصر یعنی پتہ ہونے کی شکایت کی تو پھر اس آیت میں غیر اولی الضرر کی قید اضافی نازل ہوئی۔ کہ تکلیف والے لوگ مستثنیٰ ہیں۔ ابن ام مکتوم کا نام عمرو بن قیس عامری تھا ان کی والدہ عاتکہ مخزومیہ تھی۔ اور ان کی ضرارت ذہاب بصر تھی۔

ترجمہ۔ حضرت سهل بن سعد الساعدیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مروان بن الحکم حاکم مدینہ کو مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھا تو میں بھی آکر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ تو اس نے ہمیں خبر سنائی کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہؐ ان کو لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ الْخ لکھوا رہے تھے کہ حضرت ابن ام مکتومؓ ان کے پاس اس حالت میں تشریف لائے جب کہ وہ مجھے لکھوا رہے تھے کہنے لگے یا رسول اللہ! اگر مجھے جہاد لانے کی طاقت ہوتی تو میں ضرور جہاد کرتا۔ اور وہ ناپیا آدمی تھے۔

### باب قول اللہ تعالیٰ لَا يَسْتَوِي

الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرِ أُولَى الضَّرَرِ  
وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ  
وَأَنْفُسِهِمْ إِلَى قَوْلِهِ غُفُورٌ أَرْحِيمٌ۔

حدیث (۲۶۲۸) حدثنا ابو الوليد الخ سمعت البراء يقول لما نزلت لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْدًا فَجَاءَ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا وَشَكَاهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ضَرَارَتَهُ نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرِ أُولَى الضَّرَرِ تَكْلِيفُ وَالْأُولَى لَوْ كُنْتُ فِيهِمْ لَمَنْعْتُ عَنْهُمُ الْخ

حدیث (۲۶۲۹) حدثنا عبد العزيز بن عبد الله الخ عن سهل بن سعد الساعدي انه قال رأيت مروان بن الحكم جالسا في المسجد فاقبلت حتى جلست الى جنبه فاخبرنا ان زيدا بن ثابتؓ اخبره ان رسول الله ﷺ املى عليه لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يَمْلُهَا عَلَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

لو استطیع الجہاد لجاہدت وکان رجلاً اعمی  
فانزل اللہ تبارک وتعالیٰ علی رسول اللہ ﷺ وفخذہ  
علی فخذی فثقلت علی حتی خفت ان ترض  
فخذی ثم سری عنہ فانزل اللہ عزوجل غیر اولی الضرر

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر آیت اتاری جب کہ آپ کی ران میری  
ران پر تھی جو مجھ پر اس قدر گراں گذری کہ مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ  
کہیں میری ران ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائے۔ پھر وہ کیفیت آپ سے  
کھل گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے غیر اولی الضرر والی آیت نازل فرمائی

## باب الصبر عند القتال

### ترجمہ۔ لڑائی کے وقت صبر کرنا

حدیث (۲۶۳۰) حدثنا عبد اللہ بن محمد النع

ان عبد اللہ بن اوفی کتب فقراتہ ان رسول اللہ  
ﷺ قال اذا لقيتموهم فاصبروا.....

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ نے لکھا جس کو  
میں نے پڑھا اس میں یہ تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
جب دشمن سے تمہاری مٹھ بھڑ ہو تو صبر سے کام لو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قرآن مجید میں ہے والذلقیتم فئة فاثبتوا واذكروا لله كثير العلمكم تفلحون یعنی جب کفار کی  
کسی جماعت سے تمہاری مٹھ بھڑ ہو جائے تو ثابت قدم رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو۔ کیا عجب ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اس میں تعلیم  
عظیم ہے جب کہ کفار سے قتال ہو ذکر الہی قلب کے اطمینان کے لئے ہے۔ یہی صبر ہے۔

## باب التحريض على القتال وقوله

### تعالى وحرص المؤمنين على القتال

حدیث (۲۶۳۱) حدثنا عبد اللہ بن محمد النع

عن حميد قال سمعت انس يقول خرج رسول الله  
ﷺ الى الخندق فاذا بالمهاجرين والانصار  
يحفرون في غداة باردة فلم يكن لهم عيب  
يعملون ذلك لهم فلما اراهم ما بهم من النصب  
والجوع قال اللهم ان العيش عيش الاخرة  
فاغفر للانصار والمهاجرة فقالوا مجيبين له...

ترجمہ۔ جہاد پر براہیختہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا

ترجمہ یہ ہے کہ اے نبی! مؤمنوں کو جہاد پر آمادہ کرو

ترجمہ۔ حضرت حمید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت  
انسؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ خندق کی  
طرف روانہ ہوئے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار ایک  
ٹھنڈی صبح میں خندق کھود رہے ہیں۔ جبکہ ان کے کوئی نوکر  
چاکر نہیں تھے۔ جو ان کا یہ کام کرتے۔ جب آنحضرت ﷺ  
نے ان کی تھکاوٹ اور بھوک کو محسوس کیا تو فرمانے لگے اے  
اللہ! زندگی تو زندگی آخرت کی ہے۔ پس انصار اور مہاجرین کی  
محنت فرمادے۔ تو انہوں نے آپ کو جواب دیتے ہوئے فرمایا

نحن الذین بایعوا محمدا

علی الجہاد ما بقینا ایدا

تو ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کی جہاد پر بیعت کی  
جب تک ہم زندہ رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے۔

تشریح از قاسمی۔ امام حارثی نے حضرت انسؓ کی حدیث سے ترجمہ کو اس طرح نکالا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خود ہی

خندق کھودی ہے۔ اور انصار و مہاجرین کے لئے دعا مانگی ہے۔ یہ اس میں قتال کی ترغیب ہو گئی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں اللہم لا عیش الا عیش الاخرة کے جملہ میں تحریر ہے۔ کیونکہ اس حضر میں جہاد تھا۔ خندق سرنگ کو کہتے ہیں۔ غزوہ کا نام غزوہ خندق اس لئے رکھا گیا کہ عرب میں تو اس کا رواج نہیں تھا۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے آپؐ نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ موسیٰ بن عقبہ کی روایت کے مطابق یہ غزوہ خندق ۴ھ میں واقع ہوا۔ جس کی طرف امام حارثیؒ کا میلان ہے۔ لیکن دیگر اصحاب مغازی شوال ۵ھ کا قول کرتے ہیں۔ لا عیش ای عیش باقی اور معتبر عیش آخرت ہے۔

ترجمہ۔ خندق اور سرنگ کا کھودنا

باب حفر الخندق

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرات مہاجروں اور انصار مدینہ کے ارد گرد سرنگ کھودنے لگے اور اپنی پیٹھوں پر مٹی اٹھاتے تھے۔ اور یہ شعر کہتے تھے۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام پر محمد ﷺ کی بیعت کی جب تک کہ ہم زندہ رہیں گے اور جناب نبی اکرم ﷺ ان کو جواب دیتے تھے اے اللہ! اور تو کوئی بھلائی نہیں بھلائی تو صرف آخرت کی ہے۔ پس انصار اور مہاجرین کو برکت عطا فرما۔

حدیث (۲۶۳۲) حدثنا ابو معمر الخ

انسؓ قال جعل المهاجرون والانصار يحفرون الخندق حول المدينة وينقلون التراب على متونهم ويقولون ...

نحن الذین بایعوا محمدا

علی الاسلام ما بقینا ایدا

والنبی ﷺ یجیبهم ویقول اللهم انه لا خیر الا خیر الاخرة. فبارک فی الانصار والمہاجرۃ ....

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ بنفس نفیس مٹی اٹھا اٹھا کر پھیلتے تھے۔ اور یہ شعر کہتے تھے اے اللہ! اگر تونہ ہوتا تو ہم ہدایت نہیں پاسکتے تھے۔

حدیث (۲۶۳۳) حدثنا ابو الولید الخ

عن ابی اسحق سمعت البراء کان النبی ﷺ ینقل ویقول لولا انت ما اھتدینا ....

حدیث (۲۶۳۴) حدثنا حفص بن عمر الخ  
عن البراء قال رایت رسول اللہ ﷺ یوم الاحزاب  
ینقل التراب وقد واری التراب بیاض بطنه وهو  
یقول لولانت ما ھتدینا۔ ولا تصدقنا ولا صلینا۔  
وانزل السکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا۔  
ان الالی قد بغوعلینا اذا ارادوا فتنۃ ابننا.....

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے احزاب کی  
لڑائی میں جناب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ خود مٹی اٹھا رہے  
تھے۔ جب کہ مٹی نے آپؐ کے پیٹ مبارک کی سفیدی کو چھپا  
لیا تھا۔ آپؐ یہ شعر پڑھتے تھے کہ اے اللہ! اگر تونہ ہوتا تو ہم  
ہدایت حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ نہ ہم صدقہ دے سکتے اور نہ ہی  
نماز پڑھ سکتے تھے۔ پس ہمارے اوپر سکون و اطمینان نازل فرما۔  
اگر ہمارا مقابلہ کفار سے ہو تو ہمارے قدموں کو جمائے رکھنا۔

جے شک ان لوگوں نے ہم پر بغاوت کی ہے۔ ان لوگوں نے جب شرک اور فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ حول المدینہ سے مراد حوالی المدینہ ہے۔ یعنی اس کی ایک جانب میں۔ کیونکہ خندق کو مدینہ کے  
ارد گرد نہیں کھودا گیا تھا۔ بلکہ لشکر کے ارد گرد کھودا گیا تھا۔ البتہ وہ لوگ مدینہ کے قریب تین میل کے فاصلہ پر تھے۔ اس کو حول المدینہ  
سے تعبیر کیا گیا۔ حقیقت وہی ہے جو میان ہو چکی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حول المدینہ کی جو تشریح حضرت قطب گنگوہیؒ نے فرمائی ہے وہ ظاہر ہے۔ کیونکہ خندق دونوں  
لشکروں یعنی لشکر مسلمان اور لشکر کفار کے درمیان تھی۔ خلاصہ الوفاء میں ہے کہ مدینہ منورہ کا ایک حصہ تو بالکل کھلا ہوا تھا۔ دوسری جانب  
آبادی کے ساتھ ملی ہوئی تھیں۔ اور کھجوروں کے جھنڈ بھی تھے۔ جہاں سے دشمن کا گھس آنا ممکن نہیں تھا۔ البتہ جو جانب مکشوف تھی  
اس طرف خندق کھودی گئی۔ اور لشکر کو جبل سلح کے نیچے رکھا گیا۔ تو خندق جبل سلح اور مشرکین کے درمیان تھی۔ پھر طول میں اس کو  
پھیلا دیا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ خندق مدینہ کے شمال جانب حرہ کی طرف شرقاً و غرباً تھی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لولانت الخ۔ ما کننا لنھتدی لولان ھذا نالہ سے مقبض ہے۔ یوم الخندق کو یوم الاحزاب  
اس لئے کہتے ہیں کہ اس موقع پر عرب کے مختلف قبائل نے مل کر جناب نبی اکرم ﷺ سے لڑائی مول لی تھی۔ جس میں ان کو بھگانا پڑا۔  
اور یہ اشعار آنحضرت ﷺ کی زبان پر اتفاقاً جاری ہو گئے ایسے بعض اشعار میں بھی پیش آیا۔ یہ اشعار نہیں ہیں و ما علمناہ الشعر کی وجہ سے  
دوسرے جب اشعار کی نیت سے ان کا صدور نہیں ہے تو اشعار شمار نہ ہوں گے۔ کیونکہ ان میں قصہ کا بھی دخل ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ جس شخص کو جہاد پر نکلنے سے کسی عذر نے  
روک لیا تو اس کا کیا حکم ہے۔

باب من حبسہ العذر عن الغزو

حدیث (۲۶۳۵) حدثنا احمد بن یونس النخعی ان السَّاحِدَیْنِ قَالَ رَجَعْنَا مِنْ غَزَاةِ ثَبُوكَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ إِنَّ الْقَوَامَ بِالْمَدِينَةِ خَلْفَنَا مَا سَلَكْنَا شَعْبًا وَلَا وَادِيًا إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا فِيهِ حِسْبُهُمُ الْعَدُوُّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْاَوَّلُ اصْح .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ نے ان کو حدیث بیان کی کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے اور دوسری سند سے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ ایک غزوہ میں تھے کہ فرمایا کچھ لوگ مدینہ منورہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں لیکن ہم کوئی گھائی یا وادی جو بھی عبور کرتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں کیونکہ ان کو عذر نہ رہے روک رکھا ہے ورنہ ان کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں

کہ پہلی سند جس میں غزوہ تبوک کی تصریح ہے اور اس میں حمید اور انسؓ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے وہ میرے نزدیک اس سند سے جس میں حمید اور انسؓ کے درمیان موسیٰ کا واسطہ ہے اس سے یہ زیادہ صحیح ہے۔ قال موسیٰ حدثنا حماد عن حمید عن موسیٰ ابن انسؓ عن ابیہ (الحدیث)

## باب فضل الصوم فی سبیل اللہ

ترجمہ۔ جہاد فی سبیل اللہ میں روزے رکھنے کی فضیلت کے بارے میں۔

حدیث (۲۶۳۶) حدثنا اسحق بن نصر النخعی عن ابی سعید الخدریؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعْدَ اللَّهِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا .....

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے تھے۔ جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ میں ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو ستر سال کی دوری تک جہنم کی آگ سے دور رکھیں گے۔

تشریح از قاسمی۔ حدیث باب سے جہاد میں روزہ رکھنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ اور پہلے ایک باب میں حضرت ابو طلحہؓ کمزوری کے خدشہ سے جہاد میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔ تو دونوں میں مطابقت اس طرح ہوگی کہ ضعف اور کمزوری کا خدشہ نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔ اگر خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔ حضرت مولانا تھانویؒ اپنے مواظظ میں لکھتے ہیں کہ فی زمانہ معدے کمزور ہیں۔ غذا ناقص ہے لہذا علماء اور طلبہ کے لئے نقلی روزے نہ رکھنا بہتر ہے۔ تاکہ وہ لوگ دلجمعی سے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔

ترجمہ۔ جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کی فضیلت کے بارے میں۔

## باب فضل النفقة فی سبیل اللہ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ میں دو چیزیں جس نوع کی بھی ہوں خرچ کر دیں تو داروغہ جنت میں سے ہر دروازے کا داروغہ اسے بلائیگا کہ اے فلاں تو میری طرف آ۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ تو وہ شخص ہے جس کو کسی دروازے کے چھوڑنے اور کسی میں داخل ہونے کیلئے کوئی سختی اور ہلاکت نہ ہوگی۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ ہر دروازے سے بلائے جانے والوں میں سے آپ ہوں گے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ کل خزنة باب میں قلب ہے۔ دراصل خزنة کل باب تھا۔ ای قلہم ای حرف ندا ہے۔ قل منادی مرضم ہے۔ اصل میں یا فلان تھا ہم یعنی تعال کے ہے۔ توی کے معنی ہلاکت کے ہیں۔ یعنی اس پر کوئی حرج نہیں ہے کہ ایک دروازے کو چھوڑ دے۔ اور دوسرے سے داخل ہو جائے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ مجھے تم پر اپنے بعد اگر کسی چیز کا خطرہ ہے تو وہ یہ ہے کہ زمین کی برکتیں تم پر کھول دی جائیں گی۔ پھر آپؐ نے دنیا کی زیب و زینت کا اور رونق کا ذکر فرمایا ان دونوں میں سے ایک سے ابتداء کی اور دوسرے کو بعد میں ذکر فرمایا ایک آدمی مجمع میں سے اٹھ کر کہنے لگا یا رسول اللہ کیا شر کے ساتھ خیر بھی آتی ہے آپؐ خاموش ہو گئے ہم آپس میں کہنے لگے کہ آپؐ کی طرف وحی کی جارہی ہے۔ اور لوگ بھی خاموش ہو گئے۔ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے تھے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے چہرہ انور سے پسینہ پونچھا فرمانے لگے ابھی ابھی سوال کرنے والا کہاں ہے جو کہتا تھا کیا یہ مال خیر ہے تین مرتبہ آپؐ نے فرمایا واقعی خیر خیر سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

حدیث (۲۶۳۷) حدثنا سعد بن حفص النہ انه سمع ابا هريرة عن النبي ﷺ قال من انفق زوجين في سبيل الله دعاه خزنة الجنة كل خزنة باب اي قلہم قال ابو بكر يا رسول الله ذاك الذي لا توى عليه فقال النبي ﷺ اني لا ارجو ان تكون منهم .....

حدیث (۲۶۳۸) حدثنا محمد بن سنان النہ عن ابي سعيد الخدریؓ ان رسول الله ﷺ قدم علی المنبر فقال انما اخشى علیکم من م بعدی ما يفتح علیکم من برکات الارض ثم ذکر زهرة الدنيا فبدأ باحدهما وثنی بالآخری فقام رجل فقال يا رسول الله اویاتی الخیر بالشر فسکت عنه النبي ﷺ قلنا یوحی الیه وسکت الناس کان علی رؤسهم الطیر ثم انه مسح عن وجهه الرخصاء فقال این السائل الفاء وخیر هو ثلثا ان الخیر لا یاتی الا بالخیر وانه كلما ینبئ الربیع ما یقتل حبطا او یلم الا اكلة الخضر اكلت حتی

اذا امتلكت خاصرتاها استقبلت الشمس فتلطت  
وبالت ثم رعت وان هذا المال خضرة حلوة  
ونعم صاحب المسلمین اخذه بحقه فجعله فی  
سبیل اللہ والیتمی والمساکین ومن لم یأخذه  
بحقه فهو کالاکل الذی لا یشبع ویكون علیہ  
شہیدا یوم القیامة .....

دیکھو ہر وہ گھاس جس کو موسم ربیع آگاتا ہے یہ جانور کو مار بھی  
دیتا ہے یا مرنے کے قریب کر دیتا ہے مگر وہ سبز گھاس کھانے  
والا جانور جو اسے کھاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی کھوکھلیں پھول  
جاتی ہیں تو وہ سورج کی طرف منہ کر کے گرمی حاصل کرتا ہے  
جس سے اسے پتلے اسال آجاتے ہیں اور وہ پیشاب کرتا ہے  
ہضم ہونے کے بعد پھر چرنے لگ جاتا ہے۔ اس طرح یہ دنیا کا  
مال بھی سر سبز اور میٹھا ہے وہ مسلمان ساتھی بہت اچھا ہے۔

جس نے اس کو اپنے حق سے لیا اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ جہاد میں قیموں مسکینوں اور مسافروں میں خرچ کر دیتا ہے اس کے لئے تو  
مصلک نہ ہوگا۔ لیکن جس نے اس کو اپنے حق سے نہ لیا اور نہ ہی حق ادا کیا پس وہ اس کھانے والے کی مثال اس کھانے والے کی طرح ہے  
جو کھاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھر تا۔ وہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ ہوگا۔

**تشریح از قاسمی**۔ مقصد اس حدیث کا یہ ہے کہ مال دنیا در حقیقت خیر نہیں ہے کیونکہ اس میں فتنے ہوتے ہیں اور آخرت  
سے روگردانی کرنی پڑتی ہے۔ تو وہ شخص ہلاک ہو گا جس نے اس کو ناحق لیا اور غیر محل میں خرچ کیا اور جس نے ناحق مال لیا اور ناحق خرچ کیا  
اسراف و تبذیر میں مبتلا ہوا وہ ہلاک ہوا۔ اور جس نے شہوات مجاہدہ روئی اختیار کی اور بے جا خرچ کرنے اور ناحق مال کو حاصل کرنے سے  
گریز کیا۔ وہ آکلۃ الخضر کی طرح جج جائے گا۔

## باب فضل من جہز غازیاً او خلفہ بخیر۔

ترجمہ۔ جس شخص نے مجاہد اسلام کو سامان مینا کر دیا یا خیر کے  
ساتھ اس کی قائم مقامی کی اس کی فضیلت کے بارے میں ہے۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مجاہد فی سبیل اللہ  
کو سامان مینا کر دیا پس اس کو بھی جہاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور  
جس شخص نے مجاہد فی سبیل اللہ کی گھر میں خیر سے  
قائم مقامی کی اس کو بھی جہان فی سبیل اللہ کا ثواب ملے گا۔

حدیث (۲۶۳۹) حدثنا ابو معمر الخ حدثنی  
زید بن خالد ان رسول اللہ ﷺ قال من جہز غازیاً  
فی سبیل اللہ فقد غزا ومن خلف غازیاً فی سبیل اللہ  
بخیر فقد غزا .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ

حدیث (۲۶۴۰) حدثنا موسیٰ بن اسمعیل الخ



عن انسؓ أن النبی ﷺ لم یکن یدخل بیتا فی المدینة غیر بیت ام سلیم الا علی ازواجه فقیل له فقال انی ارحمها قتل اخوها معی.....

اپنی ازواج مطہراتؓ کے علاوہ مدینہ منورہ میں سوائے ام سلیمؓ میری والدہ کے گھر کے اور کسی گھر میں نہیں جایا کرتے تھے۔ آپؐ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں اس سے

بہمردی کرنے کیلئے جاتا ہوں کیونکہ اس کا بھائی میرے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ شہادت پائی گئی۔

**تشریح از شیخ گنگوہیؒ** - قتل اخوها معی ممکن ہے کہ حضرت ام سلیمؓ اپنے بھائی کے خروج الی القتال یعنی جنگ میں شمولیت پر جانے کے بعد ان کے اہل و عیال کی خبر گیری کرتی ہوں اور ان کی قائم مقامی کرتی ہوں۔ تو اس مناسبت سے امام بخاریؒ اس روایت کو اس باب میں لائے ہیں۔

**تشریح از شیخ زکریاؒ** - قطب گنگوہیؒ نے اس تقریر سے حدیث کو ترجمۃ الباب سے مطابقت کر دیا۔ چنانچہ ابن المنیرؒ بھی فرماتے ہیں کہ مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اس حیثیت سے ہے کہ حضرت ام سلیمؓ اپنے بھائی کے لواحقین کی خلیفہ تھیں۔ اور ان کی خبر گیری کرتی تھیں۔ لیکن خلافت عام ہے خواہ زندگی میں ہو یا غازی کی وفات کے بعد ہو اور اس کے قریب قریب وہ توجیہ ہے جو علامہ عینیؒ نے بیان فرمائی ہے۔ کہ تہذیب غازی اور اس کے اہل و عیال کی خبر گیری کرنا یہ غازی کا اکرام ہے اور عزت افزائی ہے یہاں تک کہ اس کی موت کے بعد بھی اس کے اکرام کے لئے ام سلیمؓ کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ اگر اشکال ہو کہ اجنبی عورت کے پاس آنحضرت ﷺ کیسے آیا جایا کرتے تھے۔ تو جواب گزر چکا ہے کہ حضرت ام سلیمؓ آنحضرت ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں اور ام حرامؓ ان کی بہن تھیں ان کے پاس بھی آپؐ کا آنا جانا تھا مگر اکثر حضرت ام سلیمؓ کے پاس تشریف آوری ہوتی تھی اور ام سلیمؓ کا بھائی حرامؓ اور سلیمؓ اہل محلان دونوں بشر معونہ میں شہید ہو گئے اگرچہ آنحضرت ﷺ اس غزوہ بدر معونہ میں شامل نہیں تھے مگر آپؐ کے حکم سے یہ حضرات تعلیم کے لئے گئے تھے جو شہید ہو گئے۔ تو معنی کے معنی ہوں گے ای مع عسکری او علی امری وفی طاعتی۔ چونکہ حضرت ام سلیمؓ حرامؓ کی حقیقی بہن تھیں اس لئے آپؐ کا آنا جانا اکثر ہوتا تھا۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں بہنیں ام سلیمؓ اور ام حرامؓ ایک بڑے گھر میں اکٹھی رہتی ہوں اس لئے کبھی ایک طرف نسبت کردی اور کبھی دوسری کی طرف۔ اس طرح سب روایات میں مطابقت ہو جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ترجمہ۔ جہاد کے وقت حنوط کا استعمال کرنا کیسا ہے

## باب التحنط عند القتال

ترجمہ۔ حضرت موسیٰ بن انسؓ نے کہا جب کہ یمامہ کی لڑائی کا انہوں نے ذکر کیا کہا کہ حضرت انسؓ ثلاث بن قیس کے پاس آئے

حدیث (۲۶۴۱) حدثنا عبد اللہ بن عبد الوہاب عن عن موسیٰ بن انسؓ قال وذكر يوم اليمامة قال

اتی انس بن ثابت بن قیس وقد حسر عن فخذ یہ  
 وهو يتحنط فقال يا عم ما يحسبك ان لا تجبی قال  
 الان يا ابن اخی وجعل يتحنط یعنی من الحنوط  
 ثم جاء فجلس فذكر فی الحديث انکشافا من الناس  
 فقال هكذا عن وجوهنا حتی يضارب القوم  
 ما هكذا کنا نفعل مع رسول الله ﷺ بنس  
 ما عودکم اقرانکم رواه حماد عن ثابت عن انس.

جب کہ انہوں نے اپنی دونوں رانیں کھول رکھی تھیں اور وہ  
 خوشبو لگا رہے تھے۔ کہنے لگے اے چچا تجھے آنے سے کس چیز نے  
 روک رکھا ہے۔ انہوں نے کہا اے بچے ابھی آیا اور وہ حنوط  
 استعمال کرتے رہے تحنط حنوط سے ہے حنطہ سے نہیں ہے  
 پھر آکر بیٹھ گئے تو حضرت انسؓ نے حدیث میں لوگوں کی کچھ  
 انکشاف کا ذکر کیا کہ ہم لوگوں کے چہرے تو اس طرح کھل گئے  
 ہم کفار سے لڑائی کر رہے تھے۔ ان کے اور مسلمانوں کے  
 درمیان صف اول میں سے کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ بسہ اپنی جگہ پر

ٹھہرا ہوا تھا تو حضرت ثابتؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہم اس طرح قتال نہیں کرتے تھے۔ یہ تمہاری دشمنوں کے مقابلہ  
 میں بری عادت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - رانیں کھولے ہوئے حضرت انسؓ نے ان کو نہیں دیکھا البتہ ان کے بتلانے سے ان کو علم ہوا۔

یتحنط یہ خوشبو اس لئے لگا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے صاف ستھری اور پاکیزہ حالت میں ملاقات ہو۔ حدیث میں اور قصہ بیان کرنے میں  
 اور ضار کے راجع کرنے میں کچھ غلطی ہے۔ غور اور کامل سے کام لینا چاہیے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - قلب گنگوہیؒ نے مسلک جمہور کے مطابق حدیث کی توجیہ کی ہے کیونکہ ائمہ اربعہ کے نزدیک ران

عورت ہے جس کا ستر ضروری ہے ظاہر یہ کہ نزدیک فخذ (ران) تنگ نہیں ہے۔ ممکن ہے حضرت ثابت بن قیس کا مسلک بھی یہی ہو۔  
 امام مالکؒ اور امام احمدؒ کی ایک روایت بھی ظاہر یہ ہے کہ مطابق ہے۔ امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ مولانا حسین علیؒ کی تقریر میں  
 یوں ہے۔ اسی انس ای اتی علی بابہ یعنی حضرت ثابت کے دروازے پر آئے اور دروازے پر کھڑے کھڑے کہا۔ ثم جاء ای ثابت  
 الی الباب کہ حضرت ثابت دروازے کے پاس آئے فجلس اور تھوڑی دیر بیٹھے۔ پھر حضرت انسؓ کے ہمراہ جہاد کے لئے گئے۔ انکشافاً  
 یعنی ہم لوگ پیدل تھے ہماری طرف سے کچھ کشادگی ہو گئی جس کو هكذا عن وجوهنا سے تعبیر کیا ہے لیکن سعد نے اصل روایت کو ذکر کیا  
 ہے کہ حضرت ثابت بن قیس یمامہ کی لڑائی میں ایسی حالت میں آئے کہ خوشبو لگا رکھی تھی دو سفید کپڑے پہن رکھے تھے جن میں ان کو  
 کفنایا گیا اور اس میں یہ بھی ہے۔ قاتل حتی قتل یعنی جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔ اس روایت کی بنا پر مہلب وغیرہ نے کہا ہے کہ جہاد میں  
 انسان موت کی تیاری کرے رخصت پر عمل نہ کرے اور موت کی تیاری میں خوشبو میت کو لگائی جاتی ہے۔ وہ استعمال کرے اور کفن بھی  
 ساتھ رکھے۔ چنانچہ صاحب الفیض فرماتے ہیں سلف کرام کی عادت تھی کہ وہ قتال میں حنوط اس لئے استعمال کرتے تھے کہ قتل کے بعد

کیس ان کے اجساد میں تغیر و تبدل نہ ہو۔ وقت لڑائی کا ہے دفن میں کبھی تاخیر ہو جاتی ہے۔ اہل مصر نے تو کچھ اور دوائیں تجویز کی ہیں۔ جن سے ان کے اجساد مدت طویلہ تک باقی رہتے ہیں۔ بعد میں وہ دوائیاں گم ہو گئیں تو حنوط استعمال کرنے لگے۔ ازہری کا قول مسطانیٰ نے نقل کیا ہے کہ کافور صندل احمر و ابیض بھی اسی میں داخل ہیں۔

ارجاع الضمان اخفاء کیونکہ بعض ضامّر موسیٰ کی طرف بعض انس کی طرف اور بعض ثامت بن قیس کی طرف راجع ہیں۔ جو روایت میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوں گی۔ یمامہ کا واقعہ علامہ عینی نے یوں نقل کیا ہے کہ یمامہ بنن کا ایک شہر ہے جو طائف سے دوسرے حلقہ پر واقع ہے۔ ربیع الاول ۱۲ھ میں خلافت ابو بکرؓ کے دور میں مسلمانوں اور قبیلہ بنو حنیفہ جو اصحاب میلہ کذاب تھے ان کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کے چار سو پچاس قراء شہید ہوئے۔ اور صحابہ کرامؓ میں سے حضرت ثامت بن قیس بھی تھے۔ جن کے پاس انصار کا جھنڈا تھا۔ اور ان کا سالار حضرت خالد بن ولیدؓ تھا بنو حنیفہ کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ اس لڑائی میں میلہ کذاب سمیت ان کے اکیس ہزار آدمی مارے گئے۔ میلہ کو وحشی قاتل حمزہؓ نے قتل کیا۔ ایک عجیب قصہ کرمانیؓ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ثامت بن قیسؓ پر ایک قیمتی زرہ تھی جس کو کسی مسلمان نے بے لیا۔ تو بعض صحابہؓ نے ان کو خواب میں دیکھا وصیت کر رہے ہیں کہ میری زرہ فلاں آدمی نے لی ہے۔ جس کا مکان لوگوں کے انتہائی طرف ہے۔ حضرت خالد امیر عسکر سے کہیں کہ وہ اس شخص سے زرہ لے کر خلیفہ رسول اللہ ابو بکر صدیقؓ کو پہنچادے۔ مجھ پر فلاں فلاں آدمی کا اتنا قرضہ ہے۔ اس زرہ کو بچ کر قرضہ ادا کیا جائے۔ میرا ایک غلام ہے اب جو میری طرف سے آزاد ہے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے زرہ لے کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو روانہ کی۔ جنہوں نے حسب وصیت ان کے قرضے بھی ادا کئے اور غلام بھی آزاد ہوا۔ حضرت ثامتؓ کے علاوہ کسی مسلمان کے مرنے کے بعد اس طرح وصیت پر عمل نہیں کیا گیا۔ اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ وہ خواب دیکھنے والے حضرت بلالؓ مؤذن تھے۔

### ترجمہ۔ طلیعہ بھیجنے کی فضیلت

### باب فضل الطلیعة

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ احزاب کی لڑائی میں جناب نبی اکرم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ میرے پاس قوم کے حالات کی خبر کون لے آئے گا۔ حضرت زہیرؓ نے فرمایا میں لے آؤں گا۔ پھر دوسری دفعہ فرمایا کہ قوم کفار کے حالات کون لا کر مجھے بتلائے گا۔ تو پھر بھی حضرت زہیرؓ نے فرمایا میں خبر لے آؤں گا۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

حدیث (۲۶۴۲) حدثنا ابو نعیم الخ عن جابرؓ قال قال النبی ﷺ من یاتینی بخبر القوم یوم الاحزاب قال الزبیر انائم قال من یاتینی بخبر القوم قال الزبیر انافقال النبی ﷺ لكل نبی حواریا وحواری الزبیر .....

بے شک ہر نبی کا ایک خاص آدمی ہوتا ہے۔ میرا حواری خاص آدمی حضرت زہیرؓ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ فقال الزبیر اننا النح اگر سوال ہو کہ حضرات صحابہ کرامؓ تو آنحضرت ﷺ کے شیدائی اور فدائی تھے۔ مال جان آدھ سب کچھ قربان کرنے والے تھے تو ان میں صرف حضرت زبیرؓ بار بار اٹھ کر جواب دیتے ہیں۔ اور کوئی نہیں اٹھتا تھا۔ جواب یہ ہے کہ اس کے قلب گنگوہی نے کئی جواب دیئے ہیں۔ ممکن ہے اس وقت ان کے سوالور کوئی دوسرا موجود نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جواب دینے کے لئے تیار ہوں لیکن حضرت زبیرؓ سبقت کر کے جواب دے دیتے ہوں۔ یا اس وقت آپؐ کے سامنے بعض حضرات موجود نہ ہوں۔ اور خطاب صرف حاضرین کو ہو۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علامہ قسطلانی نے حافظ ابن حجرؒ کا اجمال نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت زبیرؓ کا ذکر اس مقام پر صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ قوم کی خبر لینے کیلئے تو سخت سردی میں آپؐ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو بھیجا تھا۔ جس کے متعلق آپؐ نے فرمایا ینم یحفظک اللہ من امامک ومن خلفک وعن یمینک وعن شمالک حتی ترجع الینا فقام حذیفہ مستبشر ابدعا رسول اللہ ﷺ ترجمہ اے حذیفہ اٹھو اللہ تعالیٰ تمہاری آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف سے حفاظت کرے گا یہاں تک کہ تم ہمارے پاس واپس آؤ گے تو حضور ﷺ کی دعا سے خوش ہوئے۔ حضرت حذیفہؓ اٹھے وہ فرماتے ہیں میں ایسا محسوس کر رہا تھا گویا کہ حمام میں جا رہا ہوں۔ تو حافظ لکن حجرؒ نے جواب دیا کہ صرف حضرت زبیرؓ میں حصر کرنا درست نہیں ہے۔ بنو قریظہ کے حالات معلوم کرنے کیلئے کہ انہوں نے نقض عمد کیا ہے یا نہیں ان کی طرف حضرت زبیرؓ کو روانہ فرمایا۔ اور حضرت حذیفہؓ کا قصہ واقعہ خندق کے متعلق ہے جب مسلمانوں پر حصار سخت ہوا اور کئی قہاگل اکٹھے ہو گئے۔ سخت آندھی اور سخت سردی کی وجہ سے ان طوائف میں اختلاف ہو گیا۔ تو قریش کے حالات کی خبر لینے کے لئے آپؐ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو روانہ فرمایا۔ نیز! ظاہر حدیث باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زبیرؓ نے ایک ہی مقام پر تین مرتبہ جواب دیا ہے۔ درحقیقت ایسا نہیں۔ یہ جواب تین مواقع پر دیا گیا ہے۔ جب کہ بنو قریظہ کا معاملہ سخت ہوا تو ایک مرتبہ بھی وہی خبر لائے۔ دوسری مرتبہ جب لوہ پریشانی لاحق ہوئی تو بھی یہی خبر لائے۔ اسی طرح تیسری مرتبہ بھی گئے۔ جس پر آپؐ نے ان لکل نہی حواری فرمایا۔ ایک اور بات بھی یہاں قابل غور ہے کہ حدیث جلد پر امام حارثی نے دو ترجمے باندھے ہیں ایک تو یہی باب فضل الطلیعہ جس کی فرض اور مناسبت ترجمہ سے ظاہر ہے جس پر حافظؒ فرماتے ہیں کہ لشکر سے پہلے طلیعہ اور جاسوس کو بھیج کر حالات معلوم کر لینا مستحب ہے۔ تاکہ دشمن مسلمانوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ دوسرا ترجمہ باب هل یبعث الطلیعہ وحدہ کہ ایک آدمی بھی طلیعہ کے طور پر بھیجا جاسکتا ہے جس سے شراح نے جواز سفر الرجل وحدہ کو ثابت کیا ہے لیکن میرے نزدیک دونوں ترجموں میں فرق یہ ہے کہ طلیعہ کا درود مدار پوشیدہ اور اخفاء پر ہوتا ہے۔ تاکہ دشمن کے حالات غیبی طور پر معلوم کئے جائیں۔ اور یہ سر منفر دوا تو مصلحت اور ضرورت کی بنا پر ہوتا ہے اور سفر وحدہ عام ہے۔ جس سے ممانعت تاویب اور ارشاد کے لئے ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اکیلا شخص اگر سفر میں مر جائے تو ہم اس کے متعلق کس سے سوال کریں گے۔

الصحابۃ مع مالہم اور صحابہ کرامؓ بھی جنس کے لئے کئی مقامات پر تشریف لے گئے ہیں۔ کتاب المغازی میں آرہا ہے کہ آپؐ نے حضرت حذیفہؓ۔ عیمن بن مسعودؓ۔ عبداللہ بن انیسؓ۔ روث بن جبہؓ۔ عمرو بن امیہؓ۔ سالم بن عبیدؓ اور سمیہؓ کو بہت سے مقامات پر بھیجا ہے۔ سمیہؓ کو آپؐ نے عمر ابی سفیانؓ یعنی بدر کے موقع پر یوسفیان کے قافلہ کی خبر لینے کے لئے بھیجا تھا۔

(نوٹ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلد رابع ختم ہوئی۔)

